بعون ایزد متعال و صون خالق ذوالجلال

صحیفۂ نایاب و نسخۂ انتخاب جامع حالات سلاطین اعاظم و مشائخ افخم

یعنی

ترجمہ تاریخ فرشتہ اردو

جلد دوم

بکمال صحت و تنقیح و ذکر کشمیر و ملتان بلا اختصار و شمول فوائد کا اہم و افادۂ عام از فارسی بزبان اردو ترجمہ ہو کر

در مطبع گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیور انطباع سے مزین ہوا

سنہ ۱۹۳۳ء
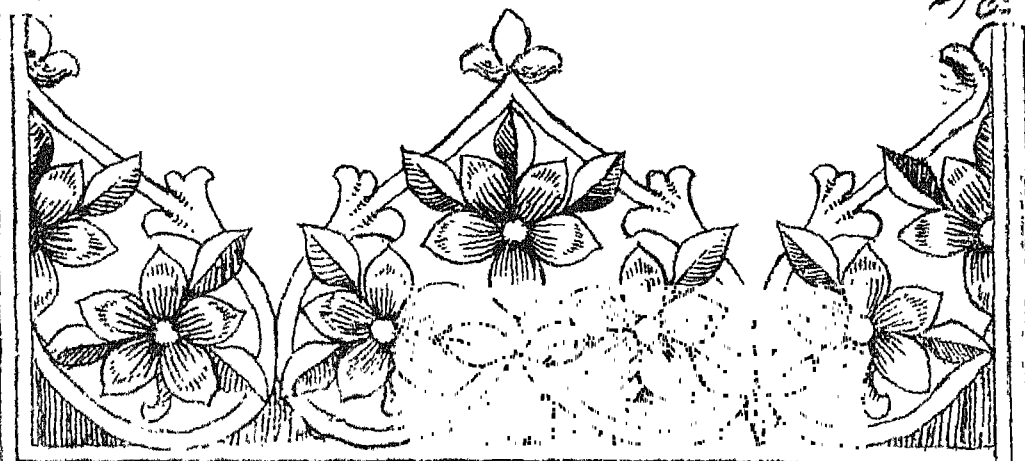
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

سرود سرایان محفل سخن وتازہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پروران اور چمن آثار کشورستانان سے
خوشبو اس حکایت کی کہ احسن القصص ہے اس بے بضاعت کے مشام جان میں اسطرح پہونچا کر کے زمزمہ پیرا ہیں
شعر سرخیل سپاہ کامگاران ٭ شاہنشہ جملہ شہریاران ٭ یعنے ابو المظفر یوسف عادل شاہ ترکمان کہ فاتحہ
کتاب اقبال اور غرہ سپہر اجلال خاندان عادل شاہیہ ہے اولاد سلاطین عظیم الشان روم سے مشہور بآل عثمان
سے ہے خسرو ذی شان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہے حسب باپ اسکا سلطان مراد ۸۵۴ھ آٹھسو چون ہجری
میں اجل طبیعی کے سبب روم میں فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا سلطان محمد بلا مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ
کامگار توفیق آثار ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اسکی مدح میں قصائد موزون
فرمائے ہیں اسکے اجلاس کے بعد ارکان دولت واعیان حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے کہ ابتدائے ایام سلطنت سلطان مراد
مغفور میں ایک شخص نے ظہور کرکے دعوی کیا کہ میں مصطفے ابن ایلدرم بایزید ہوں اور قریب تھا کہ اس سے
فساد اور تزلزل ارکان دولت آل عثمان میں پڑے لہذا مناسب یہ ہے کہ ولیعہد کے سوا دوسرا شخص اولاد ملوک سے بقید
حیات نرہے تاکہ اس فساد کے سبب اور فتنے اور مفسد سپیدا نہوویں سلطان محمد لاچار ہوکر انکا شریک ہوا اور
اپنے چھوٹے بھائی اعیانی مسمی یوسف کے قتل کا اشارہ فرمایا ارکان دولت حرم سرا کے دروازے پر آئے اور
چاہا کہ شہزادہ یوسف کا گلا گھونٹ کر اسکا جنازہ خاص وعام کی اطلاع کے واسطے باہر لیجاویں سلطان محمد کی
والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنے چھوٹے فرزند سے رکھتی تھی بازروے عجز انسے کہا کہ یہ لڑکا بیگناہ ہے مناسب ہے کہ
اسکے قتل سے باز آؤ اور اگر اصلاح دولت اور مصلحت ملکی میں حرج واقع ہوتا ہو تو آج کی رات مجھے مہلت دو کہ اپنی
نظر بھر کر دیکھ لوں کل تمھارے سپرد کروں ارکان دولت نے مادر سلطان کی اسقدر مہلت پر مضائقہ نہ کرکے اس ضعیفہ کا

سوال قبول اور منظور کیا اور اُس ضعیفہ نے خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوہ کو کہ ہمیشہ ایران سے
تحف و نفائس روم مین لاکر اسکی سرکار مین بیچتا تھا طلب کرکے اس سے یہ بات کہی کہ اگرچہ غلام فروختنی
تیری سرکار مین ہون میرے پاس لا تاجر نے عرض کی کہ میرے پاس پانچ غلام گرجی اور دو غلام چرکس موجود
ہین پھر انھین حکم کے موافق حاضر کیا ایک اُن دو غلام چرکس سے کہ فی الجملہ شاہزادہ یوسف سے شباہت
رکھتا تھا سوداگر سے مخفی خرید کرکے زر قیمت اُسکے حوالہ کیا اور خواجہ گرجستانی سے فرمایا کہ ایسا واقعہ پیش
آیا ہے اگر تو حقوق چندین سالہ منظور رکھکر میری اعانت کرے تو مال و جواہر عالم سے تجھے مستغنی کرون تعنیے
یوسف کو تیرے سلک غلامون مین منتظم کرتی ہون اسوقت اُسے بلباس غلامان ملبس کرکے بلاد عجم کیطرف
روانہ ہو خواجہ مال کی طمع یا حقوق آشنائی کی رعایت سے اس امر خطیر کا متعہد ہوا اور یوسف کو لیکے اسی رات کو
قافلہ کے ہمراہ جو بغداد کی طرف متوجہ تھا روانہ ہوا اور بعد ازان خداوند کارساز سے عہد کیا کہ اگر مین شاہزادہ کو سلامت
لیکر عراق عجم کی سرحد پر پہونچون تو خمس مال زائران مرقد شیخ صفی قدس سرہ کو پہونچاؤن دوسرے دن جب
اعیان و ارکان دولت سلطان محمد کے حرم سرا کے دروازہ پر آکر طالب امر موعود ہوئے اس ضعیفہ مدبرہ
نے اُس جماعت سے ایک شخص کو جو مزید اعتقاد و اعتبار مین موصوف و معروف تھا اور اُس شب کو اسے بمواعید
بزرگانہ اور بذل نقود و جواہر بیش انداز و سے راضی کیا تھا اندر محل کے طلب کیا چنانچہ اُس شخص نے غلام موعود
کو ہلاک کیا اور برسم سلاطین اُس دیار کے اُسے دفن و کفن کرکے فوراً باہر لیگیا چونکہ وہ اعیان و ارکان سے
تھا سب نے اس جنازہ کو شاہزادہ کا جنازہ یقین کرکے بلا تجسس دفن کیا اور خواجہ عماد الدین محمود جب سرحد عجم مین
پہونچا اردبیل کی طرف جاکر وہ نذر کہ اپنی خوشی سے عہد کی تھی وفا کرکے شاہزادہ کو بھی اُسکے مریدون مین منسلک کیا
اور وہان سے جب شہر ساوہ مین پہونچا شاہزادہ کو اخفاے راز کے بارہ مین سفارش بلیغ فرمائی اور اپنے فرزندون کے
ہمراہ مکتب مین بھیجا دوسرے برس شاہزادہ کی والدہ بیتاب ہوئی اور فرزند کے تحقیق حال کے واسطے ایک اپنے معتمد
کو ساوہ کی طرف روانہ کیا اس شخص نے کیفیت فراغت اور آسودگی اور کسب کمالات شاہزادہ کا دریافت کرکے
نو مہینے ساوہ مین مقیم رہا اسکے بعد خط یوسف کے ہاتھ سے اسکی والدہ کی دلجمعی کو لکھواکر روم کی طرف روانہ ہوا اور
اسکندریہ مین پہونچکر بیمار ہوگیا اور علالت کے سبب ڈیڑھ برس اس مقام مین اقامت کی اور تیسرے برس
خبر سلامتی فرزند اور مکتوب اُسکا اُسکی والدہ کے پاس پہونچایا وہ مخدومہ جہان لوازم شکر و سپاس بجا لائی اور
تصدقات اور نذرات ارباب استحقاق پر تقسیم کیے اور دایہ اور مرضعہ شاہزادہ یوسف کو مع اُسکے فرزند غضنفر آقا اور
دلشاد آقا کے مع جہاز و اسباب فراوان جیسا کہ کسی کو خبر نہو دوسرے ہمراہ اسی اول شخص کے بلدہ ساوہ کی طرف
بھیجا ان دنون مین خواجہ عماد الدین محمود سفر ہندوستان کی طرف گیا تھا اتفاقاً اُس کے گفتار و کردار
غضنفر آقا اور اُس کی خواہر کے حقیقت حال پر آگاہ ہوئے یہ راز فاش ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکم ساوہ
کو کہ ترکمان آق قوینلو سے تھا پہونچی طمع مال کرکے اور ایک تقریب ٹھہرا کر سو تومان نسے لیے اور چونکہ شاہزادہ

کو ابتدائے حال مین سپہر سپہری کی گردش سے سولہ برس کے سن مین ایک سونار کے لڑکے کی حمایت پر حاکم سادہ
کے متعلقین مین سے ایک شخص سے نزاع واقع ہوئی جس سے مضطر ہوا اور سفر اختیار کرکے بلدہ قم مین پہونچا اور
اپنے دل مین مصمم کیا کہ جبتک سادہ کا حاکم معزول نہو وطن مالوف سادہ مین مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور اصفہان کی سیر
کرکے شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اس ملک فردوس آئین مین زمانہ عیش و نشاط مین گذرا تا جب حاکم
سادہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاودت کرے ناگاہ حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے
عالم رویا مین اس سے کلام محبت التیام سے ہمزبان ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مسکن
مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کرکے صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہوکر عنان
عزیمت ہندوستان کی طرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب و فراز سے ہراسان نہو زمام اختیار
قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخائے مملکت جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہو اور سعادت دینی و دنیوی
قرین روزگار ہو اس واسطے وہ نیر اوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو
بادیہ تردد و تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کرکے نقش وطن کا
لوح خاطر سے بالکل محو کیا اور سنہ ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین سفر ہند کا عازم جازم ہوا اور بندر جرون المشہور بہ ہرمز کے
راستہ سے قدم صدق کشتی مراد مین رکھا حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑے عرصہ مین بے محنت طوفان
آشوب نشان اور تلاطم دریائے بیکران سے کہ دریائے روان اس سے ڈرتے ہین بساحل بندر مصطفے آباد دابل مین
پہونچا اور ان دنون مین بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میامن قدوم سے بہشت برین
کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اس دیار فیض آثار کے فضائے روح آسا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک روز کا
مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر بختیاری خورشید انور کی طرح کاخ فلک منظر سے برآمد ہوکر اس مکان جنت نشان کے
اطراف و اکناف مین کہ اسوقت مین مصطفے آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کی طرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر خضر صفات
فرخندہ لقا نے کہ انوار مواہب سبحانی آنکے چہرہ دلکشا سے ساطع اور لامع تھے سایہ التفات اس خدایگان
اعلی کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطیفت نواز نسیم سحر اور عطر پاش مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد اور
مراسم تفتیش حال بجالایا اور آب زلال کا جام کہ اسکے عکس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا
اور وہ تشنہ لب بادیہ طلب لوازم دعا و ثنا مودی کرکے حسب حکم اس جام لبریز عنایت کے پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش
ارباب سقایت خضر خجستہ لقا اسکی نظر جہان بین سے غائب ہو اور دیدہ صوری اس کے مشاہدہ جمال جہان آرا سے
محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معنوی کا ایک فقرہ ظاہر ہوا بیت کہ غبار از پاکشم محمل
نہان گشت از نظر چون کیمیا نیم لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد اور وہ منظر ارادت قدسی اور مورد سر و شش
سواری محمد خضر علیہ السلام کے عواطف سے مختص اور ممتاز ہوکر رفاقت مین خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کے
جو ان دنون مصطفے آباد دابل مین طرف تجارت مین مشغول تھا ... محمد آباد بیدر کی طرف لایا اور چونکہ گرجستان گیلان کی

اعتدال سے بہی ہم قلمی اور سابقہ آشنائی کے سبب جو درمیان خواجہ محمود گرجستانی اور خواجہ جہان کاوان گیلانی کے
صداقت اور خصوصیت بہت تھی اور جناب یوسف ابھی ایلچی نہوا تھا عمر شریف سے اسکے سترہ مرحلہ طے ہوئے تھے
خواجہ عماد الدین محمود کی خدمت مین مکلف ہوا کہ اپنے دوست خواجہ جہان سے سفارش کرین کہ وہ یوسف کے مانند مجھے
اپنی عبودیت مین منسوب کرکے بادشاہ کے سلک غلامون مین کہ مہمات انکے رواج اور رونق تمام رکھتے ہین منتظم فرمائین
خواجہ نے اول اس معنی سے انکار کیا اور جب مبالغہ اور تکرار اسکی حد سے زیادہ گذری ناچار انگشت قبول آنکھون پر رکھی اور
اس راز سے آصف جم اقتدار ملک التجار محمود گاوان الملخاطب بخواجہ جہان کو مطلع کیا اور خواجہ نے جب یوسف مصر
عزت کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکی حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اسکی قابلیت اور خط وسواد اور موسیقی دانی
اور آداب سپاہگری دریافت کرلی تو احوال اسکا نظام شاہ بہمنی اور اسکی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور انھون نے بھی
وہ غلام جسکی سرکار شاہی مین دراہم معدودہ کو فروخت کرکے زرثمن خواجہ عماد کو تسلیم فرمایا اسی طرح یہ واقعہ میرزا محمد ساوی
نے اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادل شاہ سے نقل کیا ہے اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن
شاہ حسن انجو سے روایت کی مقوی اور مصدق نقل مذکور ہے کہ جو اہرہ نام ایک بہن نے کہ نسبت اسکی ماں کی طرف
سے شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی جانب سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میرے والد سے یون نقل کی کہ
مین آغاز شباب مین شہر احمد آباد بیدر مین مجلس مین بی بی ستی دختر یوسف عادل شاہ جو زوجہ احمد شاہ کی تھی حاضر
ہوئی چونکہ جشن بڑے بزرگ درمیان مین تھا اکثر عورات شاہان بہمنیہ اس انجمن مین فراہم ہوئین اور ایک مجلس
عظیم منعقد ہوئی چونکہ قاعدہ زوجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکہ جہان پاتی تھین یہ تھا کہ چند عقد مروارید بزرگ
ایک جا کرکے اور اسپر قبہ طلا مرصع بجواہر نفیسہ نصب کرکے بروز جشن اور بروز متبرک اپنے فرق سر پر استوار کرتی تھین
اس طرح سے کہ لڑیان موتیون کی پیشانی اور بناگوش اور عقب سر پر آویزان ہوتی تھین اس واسطے بی بی ستی
کہ خطاب ملکہ جہان یافتہ تھی اس مجلس مین موتیون کی سراسری زیب فرق کرکے جمیع عورات بلکہ شاہان بہمنیہ
کی شہزادیون سے مقدم بیٹھی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی جھنجھلا کے بولی سبحان اللہ یوسف عادل خان
کی بیٹی کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہزادیون پر ملکہ جہان بنکر تفوق ڈھونڈھے بی بی ستی نے جواب دیا کہ اگرچہ
تم شاہزادیان ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان روم سے ہین اور جو حکایت کہ قبل اس سے مرقوم ہوئی
مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس سے آگاہ ہون جب یہ گفتگو ملکہ جہان بی بی ستی
کی مجلس مین واقع ہوئی یہ خبر امیر قاسم برید کو پہونچی چونکہ سرکشی اسکی عادت تھی کہا جو کچھ ملکہ جہان
بی بی ستی فرماتی ہین اسکو عرصہ قلیل گذرا ہے اور بہت قریب العہد ہے اور تحقیق کرنا اسکا آسان ہے الغرض
ایک شخص کو برسم تجارت و رسالت شاہان روم کے دربار مین بھیجا اور اس نے وہان پہونچکر عورات
کہن سال سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکہ جہان بی بی ستی کا فرمانا ثابت اور متحقق ہوا اور
وہ کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ رومیون کو بہت چاہتے تھے اور عزت رکھتے تھے یہ بھی ایک

دلیل قوی اس روایت کی صحت مین ہی واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادل شاہ نے جو پرورش
اور تربیت ساوہ مین پائی تھی اس وجہ سے مردم ناآگاہ کے درمیان یوسف عادل شاہ ساوی شہرت رکھتا ہی
اور ہندیان شکستہ زبان نے اُسے سوائی مشہور کیا ہی کس واسطے کہ سوائی زبان ہندی مین سواچار کو کہتے ہین چونکہ
یوسف عادل شاہ باعتبار ولایت و شمشیر کے حکام دکن پر چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اس واسطے ساتھ
اس لقب کے اُسنے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہی کہ ساوہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہی جیسا کہ نظام شاہیہ بحری کو
بہ بحری تحریف کیا ہی بہر تقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان نے مخدومۂ جہان کی
اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر اُس
خاندان سے تھا سپرد کر کے اُس کے حق مین پوری سفارش کی اور عزیز خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا جمیع مہمات
میر آخوری کو اس سے رجوع کر کے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان امور ضروری اصطبل
کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر عرض معروض کرتا تھا اور جب اُسی عرصہ مین
عزیز خان میر آخور فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان کی توجہ
سے منصب سہ صدی پر فائز ہو کر اصطبل کی ریاست پر سربلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب درمیان
اُسکے اور بہمن متصدی میر آخوری کے موافقت نرہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک ترک
کے دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوا دوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے یہ
نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغۂ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نہ کرسکتا تھا غرضکہ جس
وقت نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادل شاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادل خانی لواکے
اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھیر کہ کو سال بھر محاصرہ کر کے اس مقام کے راجہ کے
تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادل شاہ نے کمر شجاعت اور
مردانگی کی استوار کر کے کفار کو جو ہجوم کر کے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کر کے خود غنائم اور فیلون کو
درگاہ مین لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اُسکا ستارہ اقبالمندی پر تھا
یہانتک کہ امراے عظیم الشان مین محسوب ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہو کر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال
سلطان محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون
اور ترکون پایۂ تخت احمد آباد بیدر کو بوعدہ عشر و الفہ اپنے پاس بلوا کر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور
مکنت اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے اور بروایتے ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین
بمقتضاے السیف لمن غلب والملک لمن غلب خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریبا
پانچ ہزار ترک اور غریب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امراے
سلطان محمود کے تصرف مین تھے بزور بازوے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آپ بدورہ سے بیجاپور اور آسکے ...

تک اپنے حوزہ تصرف مین درلایا اور انھین دنون مین لفظ خانی کو مبدل کرکے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیسا کہ جو نو رستہ
شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہے اُس دوحۂ جلال سے سر مارتی تھی اُسکو بھی عادل شاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی مین سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اسکا جویبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا تمام امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اس سے برگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت
مین مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہونے سے نفع کلی اُسکی سرکار مین ظاہر آیا الغرض یوسف
عادل شاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک و حسد قاسم برید کے مجمر سینہ مین جو ہمیشہ بیجاپور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیمراج پدر امراج مشہور کو کہ وہ بھی شیوہ راستی اور لادپر تسلط
اور غالب ہوکر بادشاہی کے نام کے سوا آن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے
قلعہ رایچور اور مدگل کو مع جمیع مضافات اُسکے تمھین پیشکش کیا تھا چاہیئے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طرح سے
بہادر گیلانی کو جو بندر گوہ اور تمام دریابار پر کہ اصطلاح دکن مین اُسے کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ تیمراج بعد پہونچنے نامہ راے زادہ
کے مع لشکر مور و ملخ سے زیادہ ترقدم بر داشتہ روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رایچور اور مدگل پر
قبضہ کیا اور اُسکی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت جانکر قلعہ جام کھنڈی کو
یوسف عادل شاہ کے تصرف سے برلایا اور اس عرصہ مین ایک جماعت نزدیکون سے کہ محرم اسرار تھے دشمنون کا
خیال باطل اور اندیشہ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچا کر اضطراب کرنے لگے آنحضرت نے اُنکو
تسلی دیکر فرمایا کہ جو جمیع امور مین ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پر فتوح شیخ
صفی سے استعانت طلب کرتا ہون اور طلب مدد کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہونگا پھر عہد کیا کہ اگر اس عقدہ
مشکلہ سے نجات پاؤن خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دون اسوقت
حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل کا خیال دل سے برطرف کرکے تیمراج اور راے زادہ سے صلح کی اور انھین
بھی دوسرے ممالک کے نہب و غارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بھی
اپنے ممالک محروسہ سے نکالدیا اور باقتضاے وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپے استرداد نہوا بلکہ قاسم برید کی
گوشمالی اور تادیب کا عازم ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ انمین اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کی طرف نہضت
فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے بتضرع و زاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک
بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی
کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ اور قلب
آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ ہوا اور
یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی مین مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر فخر الملک ترک کو

بہیم راج

مقرر کیا اور خود قلعہ مین پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ان دنون ساوہ سے دکن مین آیا تھا
ایک ہزار تیرانداز اسکے حوالہ کر کے حکم کیا کہ جس طرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان اور یوسف
عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیمون کا شکستہ کر کے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری نے
میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیر و زبر کی اور فخر الملک زخمی ہو کر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ قتال
کی فکر مین ہو کر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس درمیان مین غضنفر بیگ
نے سوچ سمجھ کر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ مین نہین ہے آپس مین جنگ کرنے مین خرابی کے سوا کچھ حاصل
نہین ہے مناسب ہے کہ آپس مین صلح کر کے ابواب مصادقت مفتوح رکھئے پھر طرفین سے آدمیون نے درمیان مین آ کر
صلح کروائی اور دونون سردار گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کر کے اپنے مقر دولت کی طرف
مراجعت لیکن علی ناظم عادلنامہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اس عدالت پناہ کا بطریق اجمال اپنی
کتاب مین درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ لنگر کے حوالی مین واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری
اس معرکہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجاپور مین جا کر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی
سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادل شاہ
بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طے مسافت مین عشرت حلال اور فراغت نے زوال
مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی بیت شکار افگن و سرخوش و شاد کام *
ہمیکرد منزل بمنزل خرام * اور اسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تمتمان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اس مقام مین منزل گاہ کر کے سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کر کے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم جہان پر سراپردہ و بارگاہ * گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ *
زبس خیمہ و خرگہ و سائبان * زمین کردہ از آسمان رو نہان * اور اس دریا کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر
ساتھ گلعذاران سیم اندام اور مہوشان دلبران سبز فام بہشتی نازک بدنان سرو قامت * در شوخی و دلبری قیامت
ہر یک زنے بجوش نگاری * سر و دشمن و گل بہاری * کے ساتھ اقداح شراب ارغوانی کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کر کے فرمایا کہ مطربان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا اشعار خوش آن دلہا کہ از غم شد شاد * جہان از رامش انداز و دل
بہار و گل و لالہ تا بود * ... * چون آفتاب
نتاج کے و تخت افراسیاب * مدام از مے لعل فرما طرب * ... جام خسروی * اور اس عہد مین
استاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین تبریزی کہ سازندگی مین مہارت
تمام رکھتا تھا انہون نے یہ نظم اغاز کی شعر بوے چراغ ... جہان گم شدہ بود * عاقبت سر گریبان

مدرک

ابیات

تو ہیر دن آورد و یہ نغمہ دلکش جبکہ ساتھ نے و ساز کے گویّون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار ہون
کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہے خزانہ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالا کلام پیدا کیا عارضہ تپ
ولرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہوکر برآمد ہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
وحشت اثر اطراف واکناف مین شائع ہوئی اور بہرحال لوازم شادمانی پیش پہونچا کر اس طرف کے امراے کبار کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کرکے سنہ ۹۸ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری مین کوچ پر کوچ رایچور کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور
خائف ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات با برکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی
جب تیر دعاہاے اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ مین صحت عاجل اور شفاے کامل حاصل ہوئی یوسف
عادل شاہ شکر الہی کے سجدات بجالایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ
اور کربلا اور نجف اشرف کہ جو اُسکے اردو مین تھے تقسیم کرکے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون
خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن مین آیا تھا سپرد فرمائے کہ ساوہ مین
جاکر وہان ایک مسجد بنا کرے اور ایک مینار نہایت رفیع اس مسجد کے قریب تیار کرکے نہر آب اُس شہر مین
در لا الغرض ابتک وہ مسجد بہ مسجد ترسیان مشہور ہے اسکے بعد مخبرون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ تمراج آب
سندرہ سے عبور کرکے کوچ متواترہ سے بسبیل استعجال آتا ہے اس واسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت
دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم مین محکم کرکے سپاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور بہادران قضا توانان
کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ بیدار صاحبقران * خدیو فلک قدر گیتی ستان * بفرمود تا برنشیند سپاہ *
درآید بآئین سوے عرصہ گاہ * بیاراستہ یکسر اسپ و سوار * ہمہ با سلاح آنچہ آید بکار * پھر امراے عظام بہرام
صولت اور احدیان کینہ کوش وافر شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کین اور سر سے
پانون تک سم بادپایان کی فولاد اور آہن مین غرق کرکے میدان مین جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور
سہ اسپہ اور دو سو ہاتھی خرد و کلان شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر غضنفر بیگ آغا اور میرزا جہانگیر اور
اور داؤد خان سے کہ امراے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بخشندہ بے منت
کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر دم پر حملہ لا کر چہرۂ مقصود دیکھو گے اور سد سکندری
کو اس موکب گردون مراتب کے صدمہ سم سے توڑکر سپاہ زمین کو زیر و زبر کرو گے پس مناسب یہ ہے کہ ہم دشمن کا
استقبال کرین اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالین
مستمعان حق دولتخواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان جلادت اور سر بازی کی تکلم مین کھولی اور آفرین سے

ایک بہادر جو شراب اخلاص سے بدمست تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا نظم برآنم کہ چون دشمن بدگہر * کند عزم
رزم شہ دادگر * بگرز گران سنگ و شمشیر تیز * سر دوست او را کنم ریز ریز * اور دوسرا غازی کہ جادۂ عبودیت پر
مستقیم تھا بمقتضاے اس کلام کے متکلم ہوا نظم درآید اگر دشمن تیز جنگ * بدریاے ہیجا لبان نہنگ * ز اقبال
شاہ شجاعت نژاد * خدیو جہانگیر پاک اعتقاد * بانقلاب مردی زبونش کنم * بضرب سنان غرق خونش کنم * اور
بادشاہ بعد جائزۂ سپاہ بجناح استعجال حریفان کج اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے فاصلہ پر آنکے
مقابل آیا زمین کو امرا پر قسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے میں مشغول ہوئے اور نہایت
ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہان بسر لیگئے لیکن دوشنبہ کی فجر ماہ رجب سنہ ۸۹۸ آٹھسو اٹھانوے
ہجری میں طرفین سے فوج کشی ہوئی صفیں آراستہ ہوئیں مردان جنگ کی چار دانگ میں دھوم ہوئی اب مہم مقابلہ
و مقاتلہ تک پہونچی قضا سلسلہ جنبان فتنہ خوابیدہ ہوئی رم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی
اور اس واقعہ میں کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتداے حال میں
غلبہ و فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر خدایگان جہان زلف بنفشہ مویون کی طرح باد صبح گاہ رزم سے درہم
و برہم ہوا ایک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا اردوے شاہ میں لیکر آیا پانسو بہادر شربت شہادت چکھکر
خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر چراغی کان فروغ خواہد شستن * کند در وقت مردن خانہ
روشن * اس وقت یوسف عادل شاہ اور غضنفر آغا اسکے بھائی نے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا
اور فرمایا کہ قرنا اور سرنا پھونک کر نقارہ بجادین الغرض اول میرزا جہانگیر قمی پانسو سوار مغل ہمراہ رکاب ہلال آسا میں
اس کے ہمراہ لیکر مستعد ہوا اس وقت داؤد خان سات سو نفر جوانان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ ایک
جمعیت وقوع میں آئی یوسف عادل شاہ اندیشہ میں تھا کہ کیا تدبیر کرون اتنے میں تنکو بیگ بہادر اور ایک
جو سلحداروں کے سلک میں انتظام رکھتا تھا آپہونچا اور عرض پیرا ہوا کہ میں اثناے جنگ میں مخالفون کے ہاتھ
گرفتار ہوا چنانچہ گھوڑا اور ساز یراق میرا لیگئے اور میں سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اس سواد وشمن میں
ایک جوان خانۂ زین سے جدا ہوا اور میں سرعت کرکے جا پہونچا اور اسنے چاہا کہ میں زین سے اٹھکر خانۂ زین پر
متمکن ہوں او میں بجلی کی طرح جست کرکے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور نشانی تمام سعی کرکے پیادہ ہوکر
حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہوا اسے غنیمت و شگون فتح اپنی نسبت قرار دیکر نہایت شجاعت سے
تاراج و غارت میں مشغول ہیں اگر شاہ توکل بخدا کرکے اعدا پر حملہ آور ہو امید قوی ہے کہ شب یلدا سے عروس [illegible]
فتح سے منور ہو یوسف عادل شاہ نے تنکو بیگ بہادر کی راے زرین پر تحسین و آفرین بہت فرمائی اور اپنے توجہات
سے اسے قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مرد کارزار سے شعر بہ جنگ جو و بہ نام دار *
چو شیران آشفتہ در کارزار * طبل کوچ بجاکر لشکر خصم کی طرف متوجہ ہوا شعر روان شد سوے لشکر کینہ خواہ *
بہ نیروے اقبال و عون آلہ * تیمراج نے جب اپنی فوج کو تاراج میں دیکھا اور خصم شیر افگن مقابل پہونچا فوجت سپاہ کی

تو ہی اور گرد آوری کی ممکن نہوئی ناچار مع سات آٹھ ہزار سوار اور بہت پیادہ تفنگچی جرار اور تین سو فیل جو
رامے زادہ کی رکاب مین تھے سلطان کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے چلا یوسف مصر شجاعت اور جلادت نے بھی
اُسے فرصت نہ دی شیر ببر کی طرح اُسکے قلب پر تاخت لایا اور دلیران رزمخواہ نے چین جنگ جبین شجاعت پر ڈال کر
ہاتھ تیغ و سنان سے کھولے اور گھوڑون کی سم کے صدمہ سے غبار معرکہ کو مہر و ماہ کے چہرہ کا نقاب کیا اور بہرام
خون آشام جو جلاد فلک میا قائم ہوا انگشت بدندان ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین ایوان اس نیلی
حصار کا ہے آب و عرق دہشت مین غرق ہوا نظم برچرخ برد باد فنا خاک معرکہ + بر آب داده آب حیات آتش
سنان + پیکان چو عشق در حرم دل گرفتہ جا + حربہ چو عقل تیغ سر ساختہ مکان + گہ تیر ہمچو غمزۂ دلدار دلربا +
گہ نیزہ ہمچو قامت جانان روان ستان + بر کشتگان معرکہ بر رسم تعزیت + چشم زرہ چو دیدۂ عشاق
جانفشان + ادھر سلطان عادل شاہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار
ہوتے تھے ادھر تیمراج شیر غران کی طرح کف در دہان مستانہ وار قتل عام مین مصروف تھا خلاصہ یہ کہ
وہ دونون شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے آخر کار نسیم عنایت صمد و ما النصر الا من عند اللہ سلطان
عدالت نشان کے پرچم رایت ظفر آیت پر چلی سعادت اقبال دو اسپہ موکب جاہ و جلال کے استقبال کو
پہونچا اور خلعت فیروزی کا کارخانہ ینصر من یشاء اُسکے قامت قابلیت پر راست اور درست آیا اور زبانہ
اس ترنم سے مترنم ہوا نظم چہ پیروزیست کہ اقبال در جہان افگند + چہ غلغلہ ایست کہ دولت بر آسمان افگند +
چہ منت ایست کہ در گردن زمین و زمان + طلوع رایت شاہنشہ جہان افگند + دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے
اور تین لاکھ ہون اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب اور متاع نفیس اسکے تصرف مین آیا رامے زادہ
اور تیمراج با دل غمگین و حال ابتر بیجانگر کی طرف راہی ہوئے اور رامے زادہ کو تیر کا زخم جگر دوز سینہ مین لگا تھا
اثنائے راہ مین فی النار ہوا اور تیمراج اس ملک پر مسلط ہوا اور امراے دولتخواہ نے اس سے روگردان ہو کر
علم مخالفت بلند کیا یوسف عادل شاہ نے فرصت پاکر تھوڑے قلیل مین قلعہ مدگل اور رائچور کا کفار کے قبضہ سے
بر آورده کر کے اپنے معتمدون کے سپرد کیا اور مظفر و منصور ہو کر بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی ملا محمد قاسم فرشتہ
کہتا ہے کہ مین نے شاہ میر ستور خان گرد سے کہ عمر دکہن سال تھا اور اسمعیل عادل شاہ کی خدمت مین رہتا تھا
سنا ہے یوسف عادل شاہ کو جب بیجانگر کے راستہ مین شکست ہوئی ایک ابتری پر کہ وہان سے قریب تھی
جا کر پھر طبل جنگ پر چوب ماری اس صورت مین مردم پراگندہ اسکے پاس فراہم ہوئے اور تین ہزار مرد خوب
اور ترک سفید اسکے نشان کے نیچے ظاہر آئے اُسوقت از روئے حیلہ تیمراج کو پیغام دیا کہ رامے بیجانگر شاہزادہ
ہے اور مین اپنی جنگ سے پشیمان ہون اور اگر وہ تقصیر پذیرا کرے اور مجھے اپنے منسوبون سے شمار کرے یہ ملک
میرے سپرد فرماوے تو ہمیشہ جادۂ اطاعت اور متابعت مین مستقیم رہونگا تیمراج نے فریب کھا کر یہ امر قبول کیا اور صلح
اور الفاظ عہد و پیمان کے واسطے رامے زادہ کیا اتفاق سے مع دو تین ہزار آدمی لشکر سے جدا ہو کر دریا کے کنارے

آنکو بٹھایا اور یوسف عادل شاہ مع چار سو آدمی انتخابی اُسکے پاس گیا اور مقصود سے کچھ گفتگو کی اور لوازم عہد و ظاہرداری
بجالایا اور راے زادہ کے پاس سے برخاست کی اور نفیر سرنج لینے کرنا ے کہ خاصہ اسکی تھی اور روز جنگ کے سوا اسے
نہ بجاتے تھے آنحضرت کے حکم کے بموجب اسی وقت پھونکی جوان اور بہادر کہ اُسکے ہمراہ تھے اور ہر ایک آپ کو غول
فوج کے شمار کرتا تھا کرنا کی آواز سنکر سمجھے کہ آتش جنگ افروختہ ہوئی سب نے یکبارگی دست بشمشیر ہو کر تیمراج
پر حملہ کیا چونکہ امراے بیجانگر یوسف عادل شاہ کے فریب سے غافل تھے ہر ایک چند ملازمین سے آنکر ایک جگہ جمع ہوئے
تھے ناچار بنفس نفیس جنگ کے مرتکب ہوئے اور اپنے سینے سپر تیر بلا سے صاحب ولی نعمت کیے اور راے زادہ کو مع
تیمراج بھاگنے کی ہدایت کی الغرض سترہ نفر بیجانگر کے امرا اور اعیان مملکت سے مقتول ہوئے اور شاہ عدالت پناہ نے
اُس دن چھ نفر دشمنوں کو اپنے دست زبردست سے مجروح اور بے روح کیا اور اُسکے تمام ملازموں نے نہایت جوانمردی
اور بہادری سے جمعیت اعدا کو متفرق اور پریشان کیا اور جب کفار کو مہلت گردآوری کی نہ ملی تو اُنکا سب خزانہ اور
گھوڑے اور ہاتھی بندگان عدالت نشان کے ہاتھ آئے نظم ہمی تا بگردانی انگشتری * جہان را دگرگون شود داوری * یکے را
براری و شاہی دہی * دگر را بدریا بماہی دہی * یکے را بزر ہمچو قارون کنی * دگر را بناخن جگر خون کنی * نہ با آنت مہر نہ با اینت
کین * کہ دانا توئی اے جہان آفرین * اُسکے بعد اسی مقام میں سوبحک بہادر کو امارت دیکر خطاب بہادر خانی سے معزز اور
سرفراز فرمایا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون اُسے بخشے اور تسخیر اور تخلیص قلعہ مدکل و رایچور پر مامور کیا اور سوبحک بہادر نے
اُن قلعوں کو حسن تدبیر اور قول داماں سے چالیس دن میں مسخر اور مفتوح کیا شاہ عدالت پناہ اس حدود سے کوچ کر کے
مرکز دولت کی طرف سوار ہوا اور چلتے اس نسیم فتحنامہ دارا اور ہاتھ آئے خزانہ اور فیل و اسپ بسیار راے بیجانگر سے سر نو
آوازہ ہیبت اور شوکت شاہ فلک اقتدار کا صغار و کبار کے دل میں جاگزین ہوا اور اُسکے نہال اقبال نے نشو و نما
تمام قبول کی وضیع و شریف اُسکی شاہی سے راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بیجانگریوں کے غنائم سے
دو دست جامہ سوج بزر کا اطراف اُسکے قطعہاے مرصع سے آراستہ تھے اور چار گھوڑے کہ زین لجام مرصع رکھتے تھے اور
اُنکے ہاتھ اور پاؤں میں نعل زرین لگے تھے شاہ محمود بہمنی کے واسطے برسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع
کی فکر اور قلعہ جام کھنڈی کے استخلاص میں ہو کر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوے اس درمیان
میں محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا چونکہ بہادر گیلانی اور اُسکے آدمیوں نے
جہاز گجرات کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا از راہ مزاحمت بیجا اُسے روکا تھا لہذا بذریعہ ایلچی شکایت کی اور سخت پیغام
کیا کہ اگر تمسے وہ قطاع الطریق یعنی رہزن دفع نہیں ہوتے تو ہمیں اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست و نابود کریں
اور شاہ محمود بہمنی قاسم برید ترک کی ہدایت کے بموجب عبدالملک شستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے تھا
یوسف عادل شاہ کے پاس بھیجکر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب کمک ہوا یوسف عادل شاہ یہ منصوبہ
خود اسے چاہتا تھا شاہ پر احسان کر کے پانچہزار سوار انتخابی بسرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے
ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے داعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دل میں تصور کر کے

جام کھنڈی کے اطراف مین نزول کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کرکے اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب
مقاومت نہ لاکر تلگوان کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے قلعہ کو باامان مسخر کیا اور چاہا
کہ خواجہ جہان ہمدانی المخاطب بقطب الملک کو تفویض کرکے آگے بڑھے کہ قاسم برید ترک مانع آیا اور عرض کی کہ یہ قلعہ
یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہے اولی یہ ہے کہ اسکی خوشنودی مین کوشش کرکے اسکے ملازمین کے سپرد کرین
شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور چونکہ بہادر گیلانی اس خوف سے کہ مبادا
یوسف عادل شاہ دوسری طرف سے اسکی ولایت مین درآوے قصبہ کمکانر کی طرف آیا تھا شاہ اس طرف متوجہ ہوا
بہادر گیلانی کلہر اور پنالہ مین پناہ لیگیا اور استعداد جنگ مین کوشش کی اسکے بعد شاہ اس حدود مین گیا اور جنگ کا
اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت مین آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ
بہادری کا بجاتا تھا سلطنت وجہ سے قتل ہوا سلطان لبد سیر سواحل دریاے کوکن بیجاپور کی حوالی مین پہونچا
یوسف عادل شاہ نے غضنفر بیگ آغا کو مع ایک جماعت اعیان کے اردوے شاہ مین بھیجکر التماس قدمبوسی کی اور
شاہ بمشورہ قاسم برید ترک اردو احمدآباد بیدر کی طرف روانہ کرکے خود تھوڑے آدمیون سے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا
اور یوسف عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لایا دس روز تک قلعہ ارک
بیجاپور مین کہ اسی عرصہ مین گچ و سنگ سے ضروری تعمیر ہوا تھا عمارت گگن محل وارد کرکے ضیافت کہ لائق حال
شاہان کبار ہو ظہور مین پہونچائی اور بیس فیل کوہ تمثیل اور پچاس گھوڑے اور چار عنبر چہ مرصع اور بھی تحائف نفیس
پیشکش نظر شاہ مین درلایا اور شاہ نے ایک فیل میانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزین میرے
پاس رہینگی قاسم برید ترک لیگا بہتر یہ ہے کہ بطریق امانت اپنے پاس نگاہ رکھیں اور جب مجھے اسکے تسلط سے رہا کرین
تب مجھے تسلیم فرماوین یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم برید ترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی
اس مین نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک کے صورت پذیر
نہین ہے آپ اپنے تختگاہ دولت کی طرف تشریف لیجاوین مین دونون کو متفق کرکے اس طرف آتا ہون اور آپکے حسب دلخواہ
اسکا علاج کرتا ہون شاہ اس نوید سے بمقتضاے مصرعہ ہذا مصرع گرچہ یقین نیست گمانی خوش است مسرور ہوا اور
یوسف عادل شاہ نے روز وداع پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو پہونچائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک
ہمدانی کو ہدایای لائق سے خرسند کرکے پھیرا اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ احسن آباد
گلبرگہ اور ساغر اور اتکیر اور المندر اور کنجولی اور جمیع پرگنات اور قلعہ جات مابین آب بہیمرہ اور تلنگ تصرف مین رکھتا تھا
چاہا کہ خود بھی اور ون کی طرح صاحب سکہ ہووے اسواسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ
استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے مملکت برار جیسا کہ تصرف مین
لاکر نام شاہی اپنے قبضہ اقتدار مین رکھتا ہے عجب نہین کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری اعانت
سکے باعث منصب شاہی پر فائز ہوکر بلند آوازہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کہا

تھا اور اسکی لازم جانکر اسکی اجازت دیدی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور
مواضع پر جو تحت دار الخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیون کو اس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید
ترک نے مضطرب ہوکر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا
غضنفر بیگ آغا کو مع امرائے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر مین بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری
بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکر کش ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ کسی طرح کا گمان نہ فرماوین اس درمیان مین خبر
پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھا ملک احمد نظام بحری کے فرمانے سے خلاصہ لشکر
احمد نگر ہوکر بسرعت تمام آتا ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سفر کی تیاری مین آمادہ ہی عند الضرورت خود بھی
دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اس مین دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے چنانچہ
جلد تاخت کرکے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو تعجیل طلب کرکے باتفاق دستور دینار کے حرب مین
مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے
ہمراہ لیکر میدان حرب مین روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت سے شکست کھاکر
دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی
خواہش کے خلاف آدمی شاہ کی خدمت مین بھیجکر سفارش کی اور اسے بحر فنا کے لطمہ سے بچاکر ساحل نجات پر لایا
اور حسب عمل دراآمد قدیم جاگیر احسن آباد گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی بغیر ملازمت بیجاپور
کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری
کہ دستور دینار کی حمایت کے واسطے پرگنہ بیر کے اطراف مین پہونچا تھا وہ بھی اس مقام سے احمد نگر کی طرف
پلٹ گیا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل
گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور انعقاد جشن وطوی کے واسطے بلدہ احسن آباد
گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرت کے احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے
متفکر اور متوہم ہوا اس وقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے ... اور
شاہ کے درمیان مین فاصلہ واقع ہوا ہی اگر آنحضرت بادشاہی قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل مین رکھتے ہین تو مناسب
ہی کہ وہ پرگنے میری جاگیر مین مقرر فرماوین تو بسبب اس بہانہ کے ایک جماعت مردم تمام سے وہان نگاہ رکھکر فرصت
کے وقت تاخت کرون اور قبل اسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سے اٹھادون
اور جیسے ہی بادشاہ نے اجازت دی یوسف عادل شاہ اس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید
ترک کے پاس پناہ لیگیا اور قطب الملک ہمدانی جو اس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید
ترک خائف اور ہراسان ہوکر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت امراے ہنود سے شاہ کی ترک
رفاقت کرکے کالندر کی طرف راہی ہوئے یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر انکے تدارک

گو گیا اور حرب شدید اور معرکۂ عظیم کے بعد غالب آیا اور امرا منہزم اور شکستہ ہو کر اطراف میں متفرق ہوئے اور شاہ نے
جنگ گاہ میں غالیچہ زربفت کا بچھا کر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کی تکلیف دی اور عدالت پناہ بعد مبالغہ
اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف وحکایت درمیان میں لائے آخر
یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک لشکر کھینچ کر یکبارگی
قاسم برید ترک کو مستاصل کریں اور چونکہ ملک الیاس اس جنگ میں مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر
ومنصب اسکا اسکے بڑے بیٹے میاں محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر سلطان کو وداع
کر کے دار الخلافت بیجاپور میں آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کر کے لشکر کش ہوا اور
چونکہ ملک احمد نظام الملک بحری برق وباد کی طرح جلد دستور دینار کی کمک کو پہنچا یوسف عادل شاہ
نے بیدر کے اطراف میں جا کر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک
اس اندیشہ سے کہ جھگڑا طول ہووے فرش نزاع لپیٹ کر احمدنگر کی طرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ
کی رائے زریں اور عقل دوربین نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالکر توسیع
ملک میں کوشش کرے اسواسطے ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا کہ ممالکات دکن بیا
سرا سے مختصر ہو ان تمام حکام کی گنجائش نہیں رکھتی جبتک فرصت ہے تم سر بندہ اور دولت آباد اور دہارور اور کالنہ اور پونہ اور
چیاکیہ پر قابض ہو اور میں دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہوں اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی
کو اپنے جنگل میں لاوے اور قطب الملک ہمدانی ممالکات تلنگ کو حوزۂ تصرف میں رکھے اور تختگاہ بیدر مع قلیل
مضافات اسکی قاسم برید ترک کے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور
آپس میں کمال اتحاد اور یگانگی رکھتے ہیں اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ جب دولت بہمنیہ میں تزلزل
واقع ہوا تو صوبہ داروں نے اپنے استحکام اور تقویت میں کوشش کی اور جو شخص کہ جہاں کا حاکم تھا اپنی گردآوری میں
مصروف ہوا اور انا ولا غیری کا ڈنکا بجا کر دوسرے کے حال پر متوجہ ہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جداگانہ ایک مملکت کو
اپنے قبضۂ تصرف میں در لائے یوسف عادل شاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنیر کو اور فتح اللہ عماد الملک
برار کو اور قطب الملک ہمدانی تلنگ کو اور انکے علاوہ جانب غربی بیجاپور سے کنارے دریائے شور تک کے پرگنے
بزرگ مثل مرج اور گلبرگہ اور رکھر اور قلعہ ستارا میں بہتیں پانسہ بالہ اور رکودہ کو بہادر گیلانی اپنے تصرف میں در لایا تھا کہ بعد اسکے
مقتول ہونے کے شاہ محمود بہمنی کے حکم کے بموجب ملک الیاس المخاطب بعین الملک مقرر ہوا اور اسکے بعد اسکے بڑے بیٹے
میاں محمد کے نام کہ اسنے بھی خطاب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کی طرف جنوبی یعنی پر کھنبوارہ اور پایہ تخت بیدر کے
درمیان کے عمدہ عمدہ پرگنے مثل کنجولی اور السند وحسن آباد گلبرگہ اور باکاہی اور دلی اور رکھر اور بھیونی وغیرہ دستور دینار اپنے
قبضۂ قدرت میں در لایا اور ان دونوں کو یوسف عادل شاہ نے درمیان سے دفع کر کے اس ولایت کو
اپنی ولایت میں منتظم کیا چنانچہ آئندہ بیان آویگا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلو میں بھی

دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی کہ قلعہ پرندہ اور شولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اس سے
اور اسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرا زین الدین علی تالش کہ پونہ اور چاکنہ اور چارکوندہ اور قلعہ جیند راجپوری
پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ مین رکھتے تھے
اور حکام اس ولایت کو جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا ملک احمد نظام الملک بحری نے دفع کیا اور صوبہ برار مین
بھی خداوند خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور مہکر اور تونارا اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف مین رکھتا تھا
اسکو فتح اللہ عماد الملک نے متاصل کیا اور پایہ تخت بیدر مین قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم
پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار بطریق مذکور یوسف عادل شاہ نے اولاً فرمان میان محمد المخاطب
بمعین الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اسکے کتابت نہین رکھتا تھا اس فرمان کے ورود سے
نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور مین نے جانا کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہون
مین تصور فرما کر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کو وہ مین ایک ہفتہ لوازم شادمانی اور جشن کر کے بلا توقف
داہمال چھ ہزار سوار اسلحہ اور کمل ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور اس مرتبہ یوسف عادل شاہ نے اسکا اسلام بطرز
سلاطین لیکر اسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگون
دیکھکر امیر برید کو کہ انہین دنون اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سنت سنیہ پدر پر عمل کر کے
میری معاونت مین حتے المقدور کوشش فرمایئے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی کمک کے
واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور ممانعت نہر بہمنورہ کے کنارے خیمہ و خرگاہ برپا کیا اور خواجہ
جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار کی طرح داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے
مظاہرت سے سلک فرمان روایون مین منسلک ہووے اور ان حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد
نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہو کر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار
کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب اسنے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین اور
سلطان محمود شاہ گجراتی کے خرخشہ مین مشغول ہے فوراً بخاطر جمع پانچ ہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ
فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گزاف مین کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر
شاہ گردون اقتدار کے سمع مبارک مین پہونچی اسکو فتوحات غیر منتہا کا باعث جانکر ضیاے توجہ خاطر انور

جنگ یوسف عادل شاہ ۱۲۰

کی دفع اعداے ظلمت سیر اپر ڈالی اور باوجود وفور استعداد دشمن کے قصد مقاتلہ اور مجادلہ
کا کیا اور خزانہ کہ راے بیجانگر سے دستیاب ہوا تھا بیدریغ سپاہ پر قسمت کیا اور بتاکید تمام مع لشکر
ظفر اثر دستور دینار کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ سے پانچ فرسخ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا
اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت شوکت و شان سے
بادپایان کوہ توان پر سوار ہو کر آواز نقارہ اور کورکہ اور سرغو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اس کے

بعد شہریار یوسف عادل اور مؤید بتائید کردگار بنفس نفیس توسن فتح و ظفر پر سوار ہوا اور بہین دلیار لشکر فیروزی اثر
کو بغور ملاحظہ کرکے ان مین سے دو ہزار جوان تیرانداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گروہے ہمہ پردل و
پہلوان ٭ مخالف شکار و ممالک ستان ٭ توانا تن و زورمند و دلیر ٭ بہیکل بہ تن پیل و جنگ شیر ٭ چہانٹ کے
انمین سے ہر ایک کو قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس مقدمۂ لشکر کا
سوار کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب بطناب
کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نہ کرکے بجائے عجلت اور قدم سرعت اُسکے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم
کو جو فنون دانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور
تحریص کرنا اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے مجھ عین الملک کی طرح سر ہماری دولت روز افزون کے حلقہ مین
لاوے تو اس دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت و حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچا دیگا اور اگر نادانی
اور بدکاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمۂ ناسپاسی کا دیدۂ بصیرت مین کھینچے تو مثل خداوندخان حبشی
کے دیدۂ جہان بین اُسکا تیرہ تر شب یلدائے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہوگا غضنفر بیگ نے گوہر کلام
اُس خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اس طرف پہونچا
ایک دو فرسخ مخیم غنیم سے سراپردہ اجلال و تمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل و رسائل مین مشغول ہوا
اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدہ نکبت تھا مشاہدہ چہرۂ اقبال اور تمیز میان صواب و خطا سے محروم
اور بےبہرہ رہا اور جواب برکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا توڑکر نور آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعال
مین مشغول ہوکر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل شعر ہمہ تند و کینہ کش و تیز جنگ ٭
بہ نیرو دے شیر و لجاج پلنگ ٭ غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر بیشہ تہور و
اقتدار نے مال اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیون کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہوگی اور
سیلاب طغیان جشیدون کا بے حملۂ مردان دلاور تہ نشین نہوگا اسواسطے جواب سپاہ اشرار کا بجوش تیغ آبدار اور سنان آتشبار
سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے کمین گاہ سے منھ کو نکال کر شیوۂ خونخواری
ظاہر کیا اور اژدہائے سنان نے دندان زہر آلودہ سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا۔ مثنوی
ز خون گشت روئے زمین پرنگار ٭ ز پیکان دل و جسم کیوان فگار ٭ سنان را دل زندہ زندان شدہ ٭
بر امید با مرگ خندان شدہ ٭ زبس خون کہ ہر جائے پاشیدہ شد ٭ زمین ہمچو روئے خراشیدہ شد ٭ بکوشش
اور کوشش فراوان خندۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرۂ فتح و فیروزی خندان ہوا اور گرد و بار کی رخ ارباب
ظلمت سرشت پر بیٹھی کہ ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت و بادیہ مین آوارہ ہوگئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے
اُنکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور متمول ہوئی اور مخبر اقبال
نے بجناح استعجال اس فتح کی خبر کہ فی الحقیقت دیباچۂ فتوحات تھی موقف عرض بارگاہ سلطان یوسف حشم

نشان مین پہونچی کہ اس کلام کے موافق متکلم ہوا **قطعہ** این مراتب کہ دیدہ حیز و نیست + کار کلی ہند زر در قد رست + باش تا صبح دولتت بدمد + کین ہمہ از نتایج سحر ست + دوسرے دن جب شہنشاہ مشرق نے کمین گاہ افق سے نشان نمود بلند کیا اور تیغ رومی نے روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے اس موقف سے بعزیمت محاربہ دستور دینار نہضت کی اور بعد حصول بمقصد میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ پر میرزا جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نے ایک فوج دلاوران صفدر اور صف شکنان دلاور کے ساتھ قلب مین قیام پکڑا اور اس طرف دستور دینار نے بھی کثرت و افزونی خیل و حشم پر مغرور ہو کر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جا بجا مقرر کیے اور عرابے توپ و تفنگ اور بان اور ضرب زن افواج کے آگے نصب کر کے بدستور آئین ہند صفوف آراستہ کین طالبان نام و ننگ نے جانبین سے آتش جدال و قتال افروختہ کی اور دھوئین کی تاثیر سے کرۂ مہر کو جوش مین لائے اور شرارۂ سر فروش سے خرمن ماہ کو جلا کر جرم فلک کو پگھلایا **مثنوی** دو خیل از دو سو در خروش آمدند + دو دریاے آتش بجوش آمدند + چو گشت از دو سو لشکر آراستہ + جہانے بہ پرخاش برخاستہ + یلان رایت کین برافراختند + کو زبان لبوز اندر انداختند + میرزا جہانگیر نے جو سب سے آگے تھا پیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کی طرح اعدا پر حملہ کر کے بہتون کا خرمن حیات باد فنا سے برباد کیا اسوقت غضنفر بیگ اور حیدر بیگ جرار خونخوار دیر انتقام سے گھوڑے تازی نژاد جولان کر کے دشمنون پر حملہ آور ہوئے اور دونون طرف کی سپاہ ملگئی تن و سر جدا ہونے لگے تیر و شمشیر گرز و تبر چلنے لگے بہادرون نے جنگ عظیم کے ہنگامہ سے محشر بپا کیا میدان جانستان مین سیلاب خون روان تھا تیر و نیزہ سے دلاورون کا بدن فگار تھا ہر طرف لاشون کا انبار تھا **مثنوی** چنان درہم آویختند آن سپاہ + کہ از گرد شد روی گیتی سیاہ + ز بس قتل روی زمین خون گرفت + فلک ندرلن چہرہ دستی شگفت + غرضکہ بالآخر تائیدات یزدانی او نصرت دولت قاہرہ سلیمانی سے دستور دینار معرکہ مین مقتول ہوا اسکی سپاہ نے درہم برہم ہو کر راہ فرار پائی اور فیلان کوہ پیکر معرکہ مین چھوڑے گلزار مملکت زاغ و زغن کے وجود سے پاک ہوا **مثنوی** خدا داد فرصت شہنشاہ را + ہزیمت در افتاد بدخواہ را + چو بر دشمنان شاہ شد کامگار + شد از خرمی کار او چون نگار + نثار خدا روے برخاک سود + کہ پیروزی از داور پاک بود + غضنفر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا اور ارکان دولت و وزرائے شجاعت مراسم تہنیت بجالایا اور نقود و زر و جواہر بیشمار اسکے فرق ہمایون پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجا لایا اور دعا و ثنا پیش پہونچایا اعلے حضرت عدالت پناہ نے اپنے بھائی کامگار کے سر و چشم پر بوسہ دے کر آغوش مین لیا اور اپنے دست مبارک سے اسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ مین مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر نہوا موافق اس کلام معجز نظام کے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون تین شبانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا غضنفر بیگ برادر حقیقی یوسف عادل شاہ کا تھا اور بردایتے جیسا کہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا روم سے

لب خروش

بساوہ مین آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم وعزا صبر وشکیب کرکے سایہ توجہ کا اشغال دنیوی پر ڈالا قلعہ احسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اہنگر اور تمام ممالک دستور دینار کے اپنے حوزہ تصرف مین ور لایا اور ہر دیار معتبر کے سپرد کرکے خود بدولت وسعادت نے سمت بیجاپور حفظہا اللہ عن الآفات والفتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدم سے رشک مشک اذفر اور غیرت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ مین تردداتِ مردانہ ظہور مین پہونچائے تھے مزید عنایت اور رحمت سے اختصاص بخشا اور انکے پایۂ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ اعلے کو پہونچا جو کچھ سالہائے دراز سے اسکی خاطر عاطر مین مرکوز تھا وقوع مین آیا اور ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری مین مجلس عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امراے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد ہروی اور دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور انسے یہ بات کہی کہ جس وقت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے مجھے عالم رویا مین مژدہ سلطنت پہونچایا تھا یہ ارشاد کیا تھا کہ جس دم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم ہو کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور بکارم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے اسوقت مین نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک الملک بخش تعالیٰ وتقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سرون کو ساتھ القاب ہمایون ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جس دم کہ تیمراج اور بہادر گیلانی نے دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت مین ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کو اثر وفا نکرنے عہد سے جانکر مین نے از سر نو واقف ضمائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج مین کوشش کرونگا تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہو بسم اللہ اور کچھ لوگ شرائط حزم واحتیاط کی رعایت کرکے عرض پیرا ہوئے کہ بناے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہو اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہو ابھی زندہ اور سلامت ہو اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت وجماعت اور پاک اعتقاد ہین اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب ہین مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک اسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر جیب تامل مین جھکا کر بولا کہ مین جس وقت عہد کو وفا کرونگا حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قصارا انھین دنون مین ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمعیل صفوی نے خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھکر اس مذہب کا رواج دیا ہی یہ خبر بہجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین مسجد جامع قلعہ ارک بیجاپور مین خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ مین اشہد ان علیاً ولی اللہ زیادہ کیا اسکے بعد خطبہ بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ بادشاہ ہو کہ

لہ حفظ اللہ تعالیٰ یعنے دونوں کو آفتون سے محفوظ رکھے ۱۲ مترجم

کہ جس نے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو اسکی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام کی نسبت صراحتہً یا کنایتہً لفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذاً باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے تعصب اہل سنت وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات حنفی اور شافعی نے مثل شیر و شکر آپس مین شریک اور مخلوط ہو کر فرش بحث و تنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا

شعر

گر آن بہتر و این بہتر تراچہ ٭ چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ ٭

اور مساجد اور معابد مین ہر ایک اپنے طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت مین مصروف ہو کر زبان اپنے مذہب کی فضیلت مین نہ کھولتے تھے اور اکابر دین اور مشایخین اہل یقین اور عابدین سجادہ نشین اس بندوبست کے مشاہدہ سے انگشت تعجب منہ مین لیکر اس معنی کو گمان اعجاز خسرو عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسودہ اس اوراق کو حالت تحریر مین ایک حکایت کہ اس مقام مین مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہے کہ مولانا غیاث کمال کہ مرد دانا اور مورخ اور حکیم منش اور سرآمد معرکہ گیران فارس تھے مناقب خاندان طیبین مین قصائد غرا کہے چنانچہ اشعار اس کے اس مین مشہور ہین تعصب تشیع مین اپنے ابناے جنس کے موافق نہین ہے اعتدال کی ہر بارہ مین رعایت کرتا تھا اور شیراز مین اپنے وقت کے میدان سعادت مین بساط ڈالکر سخن گوئی اور مناسب جوابی مین مشغول ہوتا تھا اور اوجہ عرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام سخن کہتا تھا اور اہل فارس اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور مین رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہے جواب دیا ہے سلطان بادشاہ اپنی مجلس مین بیٹھا ہے اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہے جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا توجہ کیجئے کہ لیاقت خدمت سلطان کی حاصل ہو اور اس بارہ مین سوال نکر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب کے تابعون اور ہر قوم سے کون افضل ہے کہا صلح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نصیحت گر بار اس بارہ مین فرماتے ہین قدس سرہ

مثنوی

الا اے در تعصب جانت رفتہ ٭ گناہ خلق در دیوانت رفتہ ٭ ولی از ابلہی بر زرق و بر مکر ٭ گرفتار علی گشتی و بوبکر ٭ گہی این پاک بود و نزد تو مقبول ٭ گہی آن پاک بود از کار معزول ٭ گر آن بہتر در آن بہتر تراچہ ٭ چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ ٭ ہمہ عمر اندرین محنت نشستی ٭ ندانم تا خدا را کے پرستی ٭ یقین دانم کہ فردا پیش حلقہ ٭ بیکے گردند ہفتاد و سہ فرقہ ٭ چگویم جملہ از زشت از نکو نیند ٭ چو نیکو بنگری جویاے اوئیند ٭ الٰہی نفس کافر را زبون کن ٭ فضولی از دماغ ما برون کن ٭ دل ما را بخود مشغول گردان ٭ تعصب جوے را معزول گردان ٭

منقول ہے کہ جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا بہت امرا نے بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے کہ سنی پاک اور

بیباک تھے مانند میان محمد المخاطب بعین الملک اور دلاور خان حبشی اور محمد خان سیستانی کے اظہار نفرت اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فساد شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے برفق و ملایمت لکھ و منکہم دلی دین انکے ذہن نشین کرکے در فتنہ کہ مفتوح ہونے پر تھا مسدود کیا اور چونکہ میان محمد المخاطب بعین الملک کی کثرت افواج سے متوہم تھا ابتدا سنہ ۹۰۹ نو سو نو ہجری مین اسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اس کی جو بہادر گیلانی کی بابت سے تھی تغیر کرکے اسکے بالعوض پرگنہ ملکبری اور منگوان دیکر امیران حنفی کو خبردار کیا کہ اپنی جاگیرون مین بطریق اپنے بانگ نماز کہتے رہین اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت مین اس جماعت کا مزاحم نہووے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان آن حضرت نے حزم و ہوشیاری سے ہر ایک پر مخبر اور ایک سر دار اور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اُنکے احوال سے واقف ہوکر نقیر و قطمیر امور عرض مین پہونچاتے ہین اور اُس عرصہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب اہل سنت مین نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہوکر دونون نے اتفاق کرکے اسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید گنجولی اور اسکے قصبات اور پرگنات دستور و نیار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر مردمان قلعہ نالدرک کو کہ حصار کہنہ اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور و نیار کے تصرف مین تھا طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام کرکے گنجولی کے اطراف مین جاکر اسطرف کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسرے سے خوف و ہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن مین مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کے مکلف ہونے سے بلا توقف دورنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد و بیدر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دار الملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر کے دو کوس پر فرو کش ہوا اس صورت مین جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے فرزند شہزادہ اسمعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بھی امرائے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل و خزانہ اور سازو سلب بیجاپور کی طرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو حسن آباد گلبرگہ کے ضبط کے واسطے تعین فرماکر خود مع عین الملک کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیسر کی جانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری اپنی ولایت معرض تلف مین دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ بر کوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب مین مشغول ہوا یوسف عادل شاہ تنگ اور عاجز ہوکر اول ولایت دولت آباد کی طرف گیا اور تاخت و تاراج کرکے وہان سے

ولایت برار کی طرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کر کے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی
مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کر کے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی نہین
ہی اس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور
اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہان پور کی طرف جائیے تو مین فرصت حاصل کر کے باتفاق
قطب الملک ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کرون یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رائے صائب
پسند آئی اور بیجاپور مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان رنجش فتح اللہ
عماد الملک سے جدا ہوکر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے امرا مین سے ملک احمد نظام الملک
بحری کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہی کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف
ہووے اب کہ پانچ چھ فرسخ زمین کا مالک ہی اور سلطان کی بنا مین خزانہ بہمنیہ کی مدد سے وہ کام کرتا ہی کہ کوئی شخص اس سے
عہدہ برآ نہین ہو سکتا اگر مثل بیجاپور اسکو ایک ولایت نصیب ہو تو ہمین اور ہماری اولاد کو دکن مین رہنا ممکن نہوگا ہم مسلمانون
کو اورون کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہی قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال مین گرفتار ہوگا باوجود اس بات
کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رفضہ سے استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر
ان کے اشعار کی ممانعت کی ہی مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ لشکر کھینچا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ
کو تعلیم نہ کرین اور ہر ایک اپنے مسکنون کی طرف راہی ہون ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک
ہمدانی فتح اللہ عماد الملک کے صوابدید سے کہ ریش سفید اس جماعت مین تھا آدھی رات کو کوچ کر کے اپنے ممالک
کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہے اور فتح اللہ
عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طالب معاونت کی اور انھون نے چند روز لیت و لعل
مین رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاودت ہی یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھکر
بسرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آپہونچا پھر دونون سردار فوج آراستہ کر کے جنگ شاہ اور امیر برید
کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ احمال اور اثقال چھوڑکر اور اقبال سے قطع نظر کر کے احمد آباد بیدر کی
طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شاہ نے اردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کر کے
بیجاپور مین آیا اور بدستور سابق خطبہ اثنا عشریہ پڑھوا کر تقویت اور رواج مین اس مذہب کے کوشش کی اور
عین الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور فخر الملک ترک کو با نواع الطاف سرفراز کر کے پایہ اُن کے جاہ و حشم
کا بلند کیا اور تعجیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف و تبرکات اور عریضہ مشعر تہنیت اور مبارکباد اور مبنی بر اخلاص اور
خطبہ خوانی اثنا عشریہ شاہ اسمعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل و داد اور آبادی ملک مین مشغول ہوکر کسی طرف
سوار نہوا مگر دو مرتبہ ایکبار شکار جلتیل اور سینہ گاؤ کے اندا پور کے طرف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر و
شکار مین صرف کر کے داد عیش و نشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی ضمانت مین بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت

فرمائی اور دوبارہ بندرگوہ کی طرف نہضت کر کے لوازم غزا بجالایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کفار نصارا بندر گوہ کی طرف لئے خبر کیفیت ما اتفق ہوئے جب وہان کے حاکم کو غافل پایا قلعہ مین آئے اور بہت مسلمانون کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد خاصہ خیل اور دکنی اور غریب بیجاپور سے تاخت فرما کر پانچوین دن فجر کو قلعہ گوہ مین اچانک پہونچ کر بہت عیسائیون کو کہ محافظت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کر کے قلعہ مین داخل ہوا اور نصاری کہ نہایت غافل تھے بیدار ہو کر جس شخص نے فرصت پائی کشتی مین سوار ہو کر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیون کی تیغ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانون کے تصرف مین در آیا شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو آدمیون معتمد کے سپرد کر کے مرکز دولت کی طرف نہضت کی اسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام سلطنت کر کے زمانہ حصول کام دل مین گذرانا آخر شہر بیجاپور مین مرض سوء القنیہ مین گرفتار ہو کر سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ کرکی مین لیجا کر شیخ جلال المشہور بشیخ چندا کے مزار کے پہلو مین کہ اُنسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور عمر عادل شاہ کی پچھتر برس کی تھی والبقاء للملک المعبود اس مصرعہ سے تاریخ اُسکے وفات کی دریافت ہوتی ہے تاریخ بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل ۞ اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی مین مرقوم ہے کہ ابتداے سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین قضا نے اسکے محمل حیات کو لپیٹا ظاہرا یہ روایت صحیح نہین ضعیف ہے اور بیان اول اقوی ہے والعلم عند اللہ اور نسبت شیخ جلال الدین مشہور بشیخ چندا امام زین العابدین کی طرف اسطور پر ہے جلال بن جبان بن جعفر بن محمد بن احمد بن یحیی بن زید بن حسین بن سراج الدین بن شرف الدین بن زید ابوالحسن بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحیی بن جریر بن زید ابوالحسن بن علی بن حسین اصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ چندا شیعہ مذہب تھا اس واسطے عادل شاہ ان سے محبت اور الفت رکھتا بلکہ پیری اور مریدی کے لوازم درمیان مین تھے اسوقت مین اولاد شیخ چندا کی مملکت دکن مین بکثرت ہے لیکن بعضے انمین شیعہ مذہب اور بعضے حنفی مذہب ہین واللہ قادر علی الہدایۃ والرشاد والیہ المبدا والمعاد بلدہ احمدنگر مین کہ دار الخلافت نظام شاہیہ ہے ایک مجموعہ بخط شاہ طاہر علیہ الغفران اس خاکسار بمقدار کی نظر سے گذرا اسمین لکھا تھا کہ جس وقت مین التہاب نائرہ غضب شاہی کے توہم سے جلاوطن ہو کر دریاے بے زنہار سے بندر گوہ مین پہونچا سید ہروی کے ساتھ کہ مرد کہن سال تھا اور عمر عزیز مملکت دکن مین خدمت یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ مین صرف کی تھی مین نے ملاقات کی ایک مرد جید اور خوش محاورہ اور فنون علم سے ماہر اور صاحب وقوف تھا اور ان دونون بادشاہ عالیجاہ کے عہد مین منصب صدارت پر معزز اور مکرم تھا اور مین جبتک بندر گوہ مین مقیم رہا وہ نیز گوانقل و حکایات رنگین اور لطیفہاے نمکین کے سبب زنگ کلفت و اندوہ کا آئینہ ضمیر سے صاف کرتا تھا ایکبار وہ مین نے سنا کہ وہ فرماتا تھا یوسف عادل شاہ زمانہ کا بہت تجربہ کار تھا اور انواع حسنات مین کہ مراد سخاوت و شجاعت

وعدالت وحلم وغیرہ سے بھی موصوف ومعروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور علم عروض وقافیہ مین قوت تمام
رکھتا تھا اور علم موسیقی مین کمال حصول تھا بڑے بڑے قوال کلاونت اسکے روبرو نغمہ کھولتے تھے وہ مد خیال ٹپہ
خوب گاتا تھا طنبور عود ستار طبلہ ایسا بجاتا کہ پکھاوج کو شرماتا اہل فن سے باعزاز واکرام پیش آتا تھا اور اسکی محفل مین
شعر قدما کا ہمیشہ چرچا رہتا تھا اور وہ کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا اور لوازم طرب کو مع منظمات امور شاہی اور ملک ستانی
کے جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت اور مصالح رعایا اور فلاح برایا سے غافل نہ رہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت
کی عدل وداد وامانت ودیانت پر تعریف کرتا تھا چنانچہ انھین اس صفات کے سبب خواہش خیرخواہی بیشتر ہوئی
اور گلزار مملکت نے صفائی اور طراوت تمام قبول کی اور صولت وشوکت وجاہت مین ابنائے روزگار سے ممتاز
ومستثنیٰ تھا اور حسن وجمال مین ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ پیری اور ریش سفیدی کے ایام مین لوگ اطراف وجوانب
دکن سے بیجاپور مین آن کر اسکے آئینہ رخسار بیمثال کو مشاہدہ کرکے تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتے تھے اور جس وقت
سوار ہوتا تھا خلقت شوق دید مین سر راہ ہجوم کرکے ایستادہ ہوتی تھی اور اسکے نظارہ جمال باکمال مین حیران وشفتہ
رہکر زبان حال سے کہتی تھی رباعی ای رہزن کاروان زہد وپرہیز + بدعت نہ دوستی خصمی آمیز + در کوے تو از ہجوم
نظارگیان + نے جاے ستادن است ونی راہ گریز + اور اپنے عہد معدلت مین استمالت نامہ بھیجکر ایران وتوران اور
عربستان وروم وشام سے مردم ارباب فضل وکمال صاحب باطن ستودہ خصال افاضل واشراف ہند وجوانان شجاع اور کاروان کہ تیغ ربا
جنکی تفسیر آیہ فتح ونصرت اور نوک سنان جنکی جانستان اعدا اور پاسبان دین ودولت ہو اپنے پاس بلاتا تھا اور اسقدر رعایت
مبذول فرماتا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہوکر اسکے سایہ حمایت مین زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعہ ارک بیجاپور
کہ اول عمارت اسکی گلی تھی منہدم کرکے سنگ وآہک سے تیار کی اور یہ بھی مجموعہ مسطورہ مین بخط شاہ طاہر نظر سے گذرا
کہ یوسف عادل شاہ کا جب ایام گیتی ستانی مین پرگنہ اندا پور کے اطراف مین گذر ہوا یہ خبر پہونچی کہ مکند راو مرہٹہ اور اسکا
بھائی کہ از مرائے شاہ محمود شاہ بہمنی سے تھے مع گروہ رعایا لشکر کے صدمہ سے فلان کوہستان مین پناہ لیکر مین اسواسطے
دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ شاہ کے حکم کے موافق اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب انھون نے جادہ اطاعت
مین قدم نہ رکھا سپاہ سلطانی نے ناچار ہوکر دست تسلط اور غلبہ کا دراز کیا اور اسباب اور اموال انکا تاراج کرکے
انکے اہل وعیال کو کہ عبارت مردون اور عورتون اور بچون سے ہے اسیر کیا اور آتش قہر وغضب سے انکے مکانات
سوختہ اور افروختہ کیے اور از انجملہ خواہر مکند راو مرہٹہ کہ نہایت زیرک اور عاقلہ اور جمیلہ تھی اسیرون کی سلک
مین منتظم ہوئی اور یوسف عادل شاہ نے اس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنے شبستان مین لیجا کر دعوت
اسلام کی اور بونجی خاتون نام رکھا اور شریعت غرا کے مطابق اسے اپنے عقد نکاح مین درلایا اور واہب العطایا نے
اس یوسف خورشید لقا کو اس مخدرہ مستورہ سے جو زلیخاے سراپردہ سعادت اور مریم حرم عصمت تھی چار فرزند سعادتمند
کرامت فرمائے ایک بیٹا شہزادہ اسمٰعیل اور تین بیٹیان ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ دوسری
خدیجہ سلطان شیخ علاؤ الدین عماد الملک کی زوجہ تیسری بی بی ستی جو شاہ محمود بہمنی کے فرزند کے حبالہ نکاح مین

انتظام رکھتی تھی اور یہ اشعار اسی کے نتائج افکار سے ہیں غزل تا بار غم عشق کشیدہ قافلہ ما ✤ گلہا شگفت ہر طرف از مرحلہ ما ✤ یا آنکہ بجان با تو نکردیم بخیلے ✤ پیش دگران بہر چہ کردی گلہ ما ✤ بجان لب آمد و بر بار عشقت ✤ رستیم کہ شد بادیہ دیگر یا مسئلہ نفقہ ندانیم چہ یوسف ✤ آسان شدہ از عشق بتان مسئلہ ما ✤ ایضاً گر دار سی بدرد دل ناتوان من ✤ گرمی برد بمرگ کسان رشک جان من ✤ دود دل تو وار نگیم کار مشکل است ✤ ظاہر کہ میکند تو درد نہان من ✤ یا آنکہ صد رہم بجفا آزمودہ ✤ تیغے کشیدہ زپئے امتحان من ✤ ای گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام ✤ بلبل بخواند وقت سحر داستان من ✤ گویا کہ بلبلان چمن نقل کردہ اند ✤ حرفی زبیوفائی گل از زبان من ✤ یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد ✤ کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان من ✤ ایضاً مرانبادۂ جامے فراغ یعنی چہ ✤ سبو سبو و خم و خم ایاغ یعنی چہ رباعی شنیدہ ستارہ یار از سر درد ✤ می بالیدم سر دو دست و رخ زرد ✤ بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا ✤ بیہودہ بود کوفتن آہن سرد ✤ ای آمدہ دیدن رخت وقت صبوح ✤ آثار ہزار گونہ اسباب فتوح ✤ انوار نکوئی از رخت می تابد ✤ زان رو دست کہ رویت شدہ آئینہ روح ✤ ایضاً آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت ✤ در مزرع دھر تخم نیکوئی کاشت ✤ نیکو نامان زندہ جاوید اند ✤ مرد آنکہ بمرد و نام نیکو بگذاشت ✤ یوسف عادل شاہ نے بائیس برس اور دو مہینے سلطنت کی

تذکرہ اسمعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

جب مسند جاہ و جلال فر و شوکت یوسف عادل شاہ سے خالی ہوئی اور ایسی ساعت میں کہ مسعود و فلک آسکی سعادت کے سبب توسل ڈھونڈھتا تھا اور ایسے طالع میں کہ وقت ثبات و قرار اس سے استعارہ کہتا تھا تاج شاہی نے فرق فرقد سائے نور بخش مہر و ماہ ابو الفتح اسمعیل عادل شاہ سے شرف منزلت پائی پایۂ تخت نے ہیں قدم عرش فرسا اسکے سے سر فخر کا افلاک کی بلندی پر بلند کیا اور شبستان سلطنت اور ایوان خلافت اُس صاحب ذی شوکت و صدلت کے وجود فائض الجود کے انوار سے نورانی ہوا اور اسکے عہد میں بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اسنے بھی بخاطر خواہ رعیت سے محصول اور گردن کشان دہر سے خراج پایا مثنوی بآئین و رسم فریدون و جم ✤ بایوان شاہنشہی زد علم ✤ برآمد بسر سروران بہ سریر ✤ کہ بر آسمان آفتاب منیر ✤ بہ رسم کیان تاج و تخت مہی ✤ برآراست با تاج شاہنشہی ✤ چونکہ اسمعیل عادل شاہ صغر سنی میں کہ ابھی معارج بلوغ پر ترقی نفرمائی تھی مسند خلافت پر جلوہ گر ہوا خرد سالی کے سبب مہمات سلطنت میں نہ مشغول ہو سکا اختیار امور مملکت اور رعایت جمہور رعیت کمال خان دکنی سر نوبت کو مفوض ہوا اور کمال خان امراے کبار سلطان محمود بہمنی سے تھا یوسف عادل شاہ اُسے بعد پیمان اور دلاسادے کر اپنے پاس لایا اور منصب سر نوبت پر سرافراز کیا اور تیمراج کی جنگ میں جب اُسنے نہایت شجاعت اور مردانگی ظہور میں پہونچائی امیران بزرگ میں منتظم ہوا اور روز بروز اُسکا مرتبہ بڑھتا گیا اور خاقان غفران پناہ نے مرض الموت میں امر وکالت بھی اُسکے منصب سابق پر اضافہ فرمایا دریا خان اور فخر الملک اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ امرا کو اُسکی موافقت اور مصادقت کے بارہ میں بمبالغہ تمام وصیت فرمائی امراے مذکور نے

اس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانتا اور مہمات ملکی اور مالی اُس سے رجوع کر کے مطلق العنان
کیا کمال خان نے ابتداے حال مین افعال و اعمال نیک اختیار کر کے خوب نیکنامی سے حکومت کی اور خطبہ خلفاے
راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طریق اور آئین یک قلم موقوف اور بر طرف
کیے اور خاص و عام کے جذب قلوب اور امراے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ سے طریق مدارا اختیار کر کے باتفاق امرا
جیسا کہ شرط مردم عاقل و دانا ہے امور شاہی کے انتظام مین آپ کو معاف نہ رکھا اور فرنگیون کے ساتھ جو بعد مراجعت
یوسف عادل شاہ قلعہ گووہ کو محاصرہ کر کے وہان کے تھانہ دار کو نقود فراوان دیکر موافق کر کے قلعہ مذکور مفتوح کیا
تھا اس شرط پر صلح کی کہ فقط قلعہ پر اکتفا کر کے اس حدود کے قریات اور قصبات سے مزاحم ہو وین اس تاریخ سے
اس کتاب کی تحریر تک وہ قلعہ نصاریٰ کے تصرف مین ہے اور نصاریٰ اپنے عہد و شرط کی وفا پر ثابت قدم اور
راسخ دم ہین سلطنت عادل شاہیہ کے اطراف مین مزاحمت اور تشویش نہین پہونچاتے ہین کمال خان حکام
اطراف سے اور عیسائیون سے مطمئن ہوکر بفراغ بال امور وکالت مین مشغول ہوا جب دوسرے برس دریا خان اور
فخر الملک نے خانہ تن کو روح سے خالی اور گنج قبر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا انکی جاگیرین اور محال لے کر اپنے
فرزندون کو تفویض کر کے ہر ایک کے واسطے درگاہ پیدا کی اور مرزا جہانگیر اور حیدر بیگ سے بھی جاگیر پرگنہ لیکر دہ کر
اپنے اعوان و انصار کی جانب رجوع کیے اور جو شخص فوت ہوتا تھا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تھا اسکی جاگیر اپنے عزیزون کو دیتا تھا
چنانچہ تھوڑے عرصہ مین ایسا مکنت اور قوت بہم پہونچائی کہ قلم شیدا سے نقش فرمان روائی کا اپنے صفحہ خاطر پر کھینچا مرغ حیات
اُسکے نے آشیان دماغ مین بیضہ سرداری اور گردن فرازی کا رکھا اور زاغ سیاہ بخت اُسکی آرزو کا ہواے شاہی مین
پرواز کرنے لگا تمام اثاثہ دولت کا اپنے بال و پر کے نیچے دبا لیا اور اس عرصہ مین شاہان دکن کے امرا اس روش کو خوب
جانتے تھے کسو واسطے کہ ان سنوات مین یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی نفرے اپنے ولی نعمتون پر مسلط ہوتے تھے
اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی باگ اپنے قبضہ اختیار مین لاتے تھے چنانچہ اول ان مین سے وہ شخص کہ جس نے یہ طریقہ اختیار کیا
تیمراج تھا کہ شیورائے راجہ بیجانگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کر کے جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اسکو زہر سے ہلاک کیا اُسکے
چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہزام یوسف عادل شاہ اُسے بھی درمیان سے ذبح کر کے
اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اور زمانہ حسب دلخواہ بسر لیگیا اور اسی طرح سے جیسا مذکور ہوا قاسم برید ترک
اور دوسرے امراے سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کر کے بتدریج تمام سکہ اور خطبہ کو تغیر دے کر اپنے نام جاری کیا پس
جو کہ یہ امر کمال خان دکنی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر کے تعلیم پائی تھی جسوقت کہ اسباب شوکت اور حشمت اسکے
پاس فراہم ہوا اور امیر قاسم برید ترک سے متوسل اور ہمداستان ہوکر یہ پیغام دیا کہ اس تمھارے مخلص نے پایا
نے استعداد شاہی حاصل کی ہے اب کہ احمد نگر مین طفل خردسال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ عماد شاہ والی برار مستغرق
جوانی عیش و طرب مین مشغول ہے لازم ہے کہ اس مخلص کی اعانت کر کے سب حکام دکن مین منتظم کرے اور بندہ کو ایسا

فرمان قوی بہ دار التصور فرمایا کہ انہی توسیع ولایت مین بھی کوشش کرین کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید ترک کہ مدت دراز سے اس فکر مین تھا اس امر مین شریک ہوا اور بعد لوازم عہد و پیمان یون مقرر ہوا کہ امیر قاسم برید ترک ولایت دستور دینار کو لیوے اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی سردار سر نوبت اپنے قبضہ تصرف مین لاوے اسمعیل عادل شاہ کو بالکل بلکہ بے روح کرے اور قلعہ شولاپور جو زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہی اسپر بھی کمال خان دکنی قابض و دخیل ہووے اس صورت مین مقصود کو آغاز کرکے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بہمنی کو ہمراہ لیا کیا اور لشکر آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نے بھی اسمعیل عادل شاہ کو مع اسکی والدہ مسماۃ پونجی کے قلعہ ارک بیجاپور مین قید کرکے انکی محافظت اپنے فرزندون کے متعلق کی اور خود باعظمت و شوکت تمام شولاپور کی طرف سوار ہوا اور بعد وصول و محاصرہ جب تین مہینے کی مدت گذری اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نے جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ پرگنے اُسے سپرد کیا اور قصہ ساڑھے پانچ پرگنے کا یون ہی کہ جب امرائے دکن نے شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک ایک ولایت پر متصرف ہوئے گیارہ پرگنہ کہ عبارت گیارہ پرگنہ سے ہی خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ کے تصرف مین آئے اور اُسکے بھائی زین خان نے جو قلعہ شولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر مین جاکر اسقدر کوشش اور تردد کیا کہ فرمان شاہ محمود شاہ بہمنی کا محتوی اسکے کہ قلعہ شولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف مین ہو ساتھ اسکے متعلق ہووے حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام بحری کی حمایت سے نصف ولایت نہ دی اور سب قلعہ اُسکے تصرف مین رہا اور احمد نظام شاہ بحری کے مرنے کے بعد یوسف عادل شاہ نے زین خان کی کمک کی اور شاہ کے فرمان کے بموجب ساڑھے پانچ پرگنے خواجہ جہان دکنی سے لے لیے لیکن اُن پرگنون کے واسطے کہ تین لاکھ ہون انکا حاصل تھا نزاع و فساد پر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیان اکثر خصومت اور منازعت واقع ہوئی القصہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد ساگر اور اتکر اور جمیع قرایا اور قصبات نہر بسوارہ کے اس پار کے حکام عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ احسن آباد گلبرگہ کو محاصرہ مین رکھا اور خبر فتح شولاپور کی سنکر تہنیت نامہ کمال خان دکنی کو لکھا اور اُسکو بسبب اس کار نمایان کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ تر ہوا اور نہایت کبر اور غرور مین آنکر بیجاپور کی طرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمعیل عادل شاہ کو مکان سے برآوردہ کرکے خلائق کو اسکے سلام کو طلب کرکے از سر نو اپنے استحکام مین کوشش کی اور امرائے مغل کو دفعۃً معزول کیا اور تین ہزار خاصہ خیل مغل سے تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلون سے ایک شخص بھی بعد اس شہر مین نظر آویگا جان و مال اُسکا تلف ہوگا اسواسطے مغل مضطرب اور پریشان ہوکر اطراف و جوانب مین متفرق ہوئے اور کمال خان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نہ رہا سلطنت نظام شاہیہ کی تقلید کی اور اپنی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رسم ایک کو سہ چند کی یعنی جو شخص کہ ہزاری تھا اور اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا کہ نوکر کورہ راوت نگاہ رکھین اور کورہ راوت دکن کی اصطلاح مین اس لشکر کو کہتے ہین کہ اپنے گھوڑے رکھتا ہو

اگرچہ مرکب برای نام ہی گھوڑا ہوا اور اتبک یہ رسم دکن مین شائع ہی الغرض ہزار گھوڑے مین ایسا دو سو گھوڑا نہین نکلتا ہی
کہ معرکے کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرہ صفر سنہ ۹۲۹ نوسو انتیس ہجری مین بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور
اپنے اعوان و انصار کو متفق کرکے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ مین مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہین
ہی اس امر مین جسقدر کوشش کیجاوے بہتر ہی پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسون کو طلب کرکے ساعت جلوس کا حال
اور مآل پوچھا انھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر پندرہ دن اس
مہینے کے نہایت کڑے ہین لازم کہ اتنے روز اپنی محافظت مین کمال کوشش فرمائیے اور سولھوین دن بیمنت
و سعادت تخت دکن پر اجلاس بیٹھیے کمال خان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ
کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہین ہی بہتر یہ ہی کہ وہان جاکر ایسے مکان مین استقامت کرون کہ ایام نحوست ختم
ہون الغرض شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیون سے رجوع کرکے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع
ہووے قلعہ ارک مین ایک محوطہ محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور درد سر کا بہانہ کرکے حکم کیا کہ خاص و عام
شہری اور دیہی ان چند روز مین کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین اور یہ خبر
کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولھوین تاریخ تخت پر اجلاس کرکے اسمعیل عادل شاہ کو درمیان سے اٹھا دیگا
مشہور ہوئی حرمین محل عادل شاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئین لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیا کو
قائم رکھنا تھا بوبجی خاتون مادر اسمعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سوجھی کہ یوسف ترک یعنی اپنے بیٹے اسمعیل کے دگا کو بلاکر یہ بات کہی
کہ ای یوسف مین تجھے کو نہین جانتی اور تجھے خوب معلوم ہی کیا غلام کیا آقا زیست کی چاہ سب کو ہوتی ہی اور اس
دار فانی مین کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر اور قضاے آسمانی سے کسیکو چارہ نہین اور چار ناچار حیات مستعار
قابض ارواح کو سونپنی ہی اور سارے ناپائدار گذشتنی اور گذاشتنی ہی لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت پروردگار کا
امیدوار ہوکر مردانہ ہمت کا پٹکا کمر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نکرکے کمال خان دکنی سر نوشت
جو نہایت غدار ہی اسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
عرض کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہین ہی کاش عوض مین ایک جان کے ہزار جان رکھتا وہ سب آپکی
راہ مین صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہی کہ جبتک سور یا پہاڑ نہین توڑتا ایک مرد بیس ہزار دکنی اور
حبشی کا کچھ نہین کرسکتا یہ ضعیف ایسے دشمن قوی سے کیونکر عہدہ برآ ہوگا بوبجی خاتون نے فرمایا کہ اگر تو حافظ حقیقی
کی حفظ و حمایت پر توکل کرے اور اپنے صاحب کی جان نثاری پر آمادہ ہوکر جان مستعار کے خیال سے کہ آخر جاتی ہی
درگذرے تو اسکے فضل سے امید قوی ہی کہ اسے احسن وجہ سے دفع کرسکیگا یوسف ترک نے کہا مین یقین جانتا ہون
کہ عیاذاً باللہ جس دن کہ کمال خان کو تخت پر اجلاس میسر ہوگا مجھے فوراً قتل کرڈالیگا کونسی سعادت اسکے برابر ہوگی کہ جان نثار
اپنی جان صاحب پر فدا کرے اور نام اپنا وفاداروں کی سلک مین ثبت کرکے زندہ جاوید ہو اب آپ اس کے
دفع کا طریق بتائین تو بے تامل سر بازی اور جان نثاری مین قیام کرکے مثل گوسفند کے اس اسمعیل کی قربانی

ہوجاؤن بونجی خاتون نے کہا کہ ایک پیرزال حرم سرا کی کمال خان سے نہایت الفت رکھتی ہی بلکہ مہربان بکحبت اور دوست
جانتی ہی اور اُس کی طرف سے ہمیشہ حرم مین رہکر ہمارے اخبار جزوی اور کلی ہر روز اسے پہونچاتی ہی کمال خان کے پاس
عیادت اور احوال پرسی کے واسطے بھیجتی ہون اور تجھے اسکے ہمراہ کرکے لیے ایسا مطیع کرتی ہون کہ وہ تجھے خود دلاسا دیکر
اپنے ہاتھ سے بیڑا استمالت کا دیوے لیکن تجھے لازم ہی کہ بیڑا اٹھا کر جو ہر حیات اپنا اپنے مالک پر نثار کرکے قدم جرأت
بڑھا دے اور خنجر سینہ شگاف سے اسکا شکم زنبور کے چھتے کی طرح مشبک اور سوراخ سوراخ کرے یوسف نے یہ امر
قبول کیا اور بونجی خاتون نے پیرزال معہود کو بلایا اور از روے دلسوزی اور شفقت کمال خان کی نسبت کلمات
مہر انگیز زبان پر لا کر فرمایا کہ یوسف عادل شاہ کی وفات کے بعد مین متفکر اور اندیشہ ناک ہی تھی کہ میرا بیٹا اسمعیل
خردسال ہی اور زمانہ کے تجربون سے عاری اور غافل ہی مبادا کہ یہ ملک بھی احمد شاہ بحری کو منتقل ہووے اور اس دیار
کے امراے نامدار سے کون ہی کہ باگ اس سلطنت کی اپنے کف اقتدار مین لا کر رعیت کی حراست اور حفظ ناموس دولت کی ہمت
کریگا مگر حسن قسمت سے کہ زمام اختیار نظم و نسق امور ممالک کمال خان وکیل کے قبضہ مین در آئی خاطر نے اس دغدغہ سے
نجات پائی ہی اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہی اب ان دو تین روز کے عرصہ مین سنا جاتا ہی کہ اُس خلاصۂ الانسان
کا مزاج شریف اور عنصر لطیف نے کہ مجھے اپنے فرزند صلبی اور بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیز تر ہی اعتدال
سے انحراف کیا ہی اس سبب سے طبیعت کو تشویش اور بیقراری بہم پہونچی ہی چاہیئے کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا
اور اُسکے فرق پر نثار کرکے محتاجون اور فقیرون کو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور چند قدم گئی اسے پھر طلب کرکے یہ
کہا کہ مدت سے یوسف ترک کوکا ارادہ حج کا رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ جبتک خان رفیع المکان اپنی خوشی اور رغبت
سے مجھے رخصت نہ دیگا میرا حج قبول نہوگا اسے بھی اپنے ہمراہ لیجا اور خان کو اس طرح فہمایش کرنا کہ وہ اپنے دست مبارک
سے اسے پان مکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرماوے اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے کہ حاکم بندر و اہل مصطفی آباد مانع
نہووین اور اُسے منزل مقصود کی طرف روانہ کرے اس خدمت کے واسطے زر خطیر پیرزال کو عطا کرکے یوسف ترک کو اسکے
ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم و شادان کمال خان کی خدمت مین چلی اور جب باتین مشفقانہ خاتون جہان کی مذکور کین اور مبلغ
مسطور تصدق کرکے ارادہ حج یوسف کوکا اسکے سمع مین پہونچایا کمال خان کہ بی بی خاتون کے دلاسے کی وجہ سے نہایت
محظوظ اور مسرور ہوا بے شائبہ شبہہ اپنے تئین خداوند تاج و تخت اس مملکت کا سمجھا اور بونجی خاتون کی خوشدلی
کے واسطے یوسف ترک کوکا کو مجلس خلوت مین طلب کرکے کہا اے یوسف مین تجھے بہت دوست رکھتا ہون چونکہ تو نے
نیت خیر کی ہی تجھے منع نہین کرسکتا جا اور حج سے فارغ ہوکر اپنے تئین خدمت مین پہونچا تا کہ تجھے جلد الوس سے کنارہ
کردون یوسف ترک کوکا نے بھی وہی نیت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کرکے
مطلق غافل کیا کمال خان نے از راہ عنایت اپنے پاس بلایا کہ بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کوکا جو کہ
داب و رسم دکن ہی پان بزرگون کا بطریق ادب اس چادر سے کہ دوش پر رکھتے ہین لیتے ہین ہاتھ نیچے اس چادر کے کچھ تو
رکھتا تھا لیکر اور جس وقت کہ درمیان کھینچنے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچ کر از روے زور کے ایسا اُسکے سینے پر مارا کہ پیٹھ کے پار ہوگیا

سر پر ایسا لگا کہ اسکے صدمہ سے اسکا مغز پاش پاش ہوا اور آن واحد میں تڑپ کر مر گیا اور باقی مخالفوں نے جب اپنے
سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب اُسے بھی نہ پایا بلا توقف قلعہ کا دروازہ
کھول کر راہ فرار پائی اور مغلان وفاکیش نے برآمد ہوکر صفدر خان اور کمال خان دکنی سر نوبت کا سر تن سے جدا کیا اور
تاج سنان کر کے شہر میں پھرایا اور یہ منادی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہ سر بایدش ؛؛ بدین گونہ بیند سر انجام کار ؛؛
اور امراے عمدہ مثل عین الملک اور جہان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطہ خویشی اور پیوند کیا تھا اس حالت
کے مشاہدہ سے کہ ہرگز انکے دل میں نہ گذرتی تھی ہراسان ہوئے اور مال و اسباب سے قطع نظر کر کے بغیرت
تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے اُسی دن یوسف ترک جوانمرد جانسپاری کی لاش
یا دل پاش پاش اس روش اور آئین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل و کفن دے کر تابوت صندلی میں رکھی اور خود
بھی گریبان چاک سر در آغشتہ بخاک کر کے پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ پونجی خاتون نے
خیرات کے واسطے بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواتین نے ہمراہ کیے تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ براے
کار خیر فقرا اور مساکین کو پہونچا کے پہلے سے پیوند زمین کر کے اسکی قبر پر خیمہ شاہانہ ایستادہ کیا اسکے بعد گنبد عالی اسکی قبر پر
تعمیر فرما کر مجاوروں کے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام بادل ناکام قلعہ کی طرف بازگشت کی مدۃ الحیوۃ ہر مہینے اسکی
ترویح روح کے واسطے مبالغ کثیر مستحقوں کو دیتا تھا اور ہر سال اسکے روز قتل یکبار اسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہے کہ
دوسرے دن اسمٰعیل عادل شاہ نے تخت دکن پر قدم رکھکر دربار عام کیا اور خلائق نے لوازم نثار و ایثار پیش پہونچایا منشیان
بلاغت نشان نے کہ جنکا سر دفتر خواجہ غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامجات مشعر استیصال کمال خان دکنی
سر نوبت اور اسکے متعلقوں کی خوشتر عبارت سے تحریر کیے اور ساندنی سوار تیز رفتار کے ذریعہ سے شاہان اطراف
دکن کو پہونچائے اور غلغلہ دشمن گذاری کا بسیط عالم میں ڈالا اور کمال خان مقتول کے متعلق جو اسیر ہو گئے تھے پونجی خاتون
نے اُس تدبیر کے سبب کہ اُس سے وقوع میں آئی تھی اسکے قتل سے درگذر کر کے اس عورت پر نہایت عنایت فرمائی
اور حکم دیا کہ دوسرے ملک میں چلی جاوے اور ایک جماعت اسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثناے راہ میں مزاحمت نہ پہونچاوے
اور نجومیوں کو کہ از روے مہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ میں دیا تھا خلعت و زر دیکر معزز و مکرم کیا اور جن لوگوں
نے کہ اس واقعہ ہولناک میں ہمراہی کی تھی علیٰ قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب و جاگیر لائق عطا کی اور
ازانجملہ خوش کلدی آقا اور سکندر آقاے رومی اور مصطفیٰ آقا اور مقرب خان گرد اور مظفر خان رود باری اور خواجہ غیاث الدین
کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کے پایہ سے مرتبہ امارت ترقی کرکے انکے رایات شوکت بلند کیے اور میرزا جہانگیر
قمی اور حیدر بیگ اور سوہنگ بہادر اور امراے سلحدار کو جو کمال خان دکنی کی جور و جفا کی شدت سے گجرات اور خاندیس
اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت اور مساعدت کی تحریص و ترغیب کی اور خسرو
ترک جو اصل میں آزاد لاری تھا مصلحتاً اپنے تئیں غلامان شاہی کے سلک میں لکھوایا تھا بخطاب اسد خان و منصب
امارت سربلند کیا اور بلگواں مع مضافات اسکی جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی میں فیلسک تھا

کوتوال دیوان ہوا اور چونکہ اس حادثہ عظمیٰ مین عہد کیا تھا کہ بعد فتح مغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا
کرکے عمال محال اور کارگذارون کو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی کی بدولت ہے اور تعلق انسے رکھتی ہے دکنی اور حبشی
اور مغل زادہ کو ملازم نہ رکھیں بارہ برس یہ حکم جاری رہا تغیر اور تبدیل نے اسمین راہ نپائی آخر خود مغلون نے اتفاق کرکے اپنے
فرزندون کی ملازمی کی درخواست کی وہ درخواست منظور اور قبول ہوئی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانون کو بھی نوکر رکھیں لیکن حبشی اور
دکنی کسی طور سے ملازم نہونے پاوین اور یہ قاعدہ پسندیدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری و مستمر رہا اور کسی کی
یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو سپاہ کے درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے اپنے لشکر کی قوت سے اکثر
راؤن اور زمیندارون کو مقہور کیا بلکہ سلطان محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ پچیس ہزار سوار لیکے بیجاپور آیا تھا شکست دیکے
نشان فتح و فیروزی بلند کیا اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی عین حیات مین جیسا کہ بیان
ہوا بہت سے ممالک اس بادشاہ کے تصرف سے لایا تھا بعد قتل کمال خان میرزا جہانگیر احمدنگر سے پلٹ کر شہنشاہ
کی ملازمت مین حاضر ہوا اور احسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اسنے امیر برید کے سپاہیون کو قریب چار سو آدمیون
کے ضرب تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد اور ساغر اور اپتکر کو مفتوح کرکے اس حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفان
دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے برآوردہ کرلیا اور امیر برید کے بھائیون کو بھی جو شجاعت مین مشاہیر دکن سے
تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت تمام مستخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سنکر مثل مار زخم خوردہ
پیچ و تاب مین پڑا اور فریب سے شاہ محمود بہمنی کی زبانی خود نامجات والیان دکن کو لکھکر اسقدر الحاح و مبالغہ کیا
کہ برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے لشکر اسکی کمک کے واسطے مقرر کیا
اور امیر قاسم برید ترک لشکر کمکی کو فراہم کرکے سنہ ۹۲۰ نوسوبیس ہجری مین بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اس ولایت کی خرابی مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور چونکہ شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ تھا اسمعیل عادل شاہ نے صلاح
مقابلہ مین نہ دیکھی وہم بجو در رہا یہانتک کہ وہ الیہ پور مین جو یوسف عادل شاہ کا آباد کیا ہوا بیجاپور کے قریب واقع ہے
پہونچا اور ارادہ اسکے محاصرہ کا کیا اسمعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوار کہ اس مین اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور
جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی بیابان چو دریاے خون شد درست ۔ تو گفتی ز روے زمین لالہ رست
چنان شد ز بس کشتگان روے دشت ۔ کہ پوینده را راه دشوار گشت ۔ غرض حملہ بہ جنگ صعب اور ضرب سخت امیر قاسم برید
ترک اور جمیع لشکر کمکی کو ہزیمت ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزادہ احمد فرزند اسکا جو تلاطم افواج مین گھوڑے سے
جدا ہوکر گرفتار ہوئے تھے اسمعیل عادل شاہ نے از روے تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر
کرکے انھیں سوار کرکے چاہا کہ بیجاپور مین لاکر امیر قاسم برید ترک سے نجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور شہر مین
نہ آیا اور شہر کے باہر جاکر ایک مقام مین فروکش ہوا اور اپنے اعضا کے معالجہ اور تداوی مین کہ پشت اسپ سے
جدا ہونے کے وقت مجروح ہوئے تھے مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونے کے پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزادہ
احمد کے عقد ازدواج مین ہو لوازم جشن بجا لاکر سپرد کرنا چاہیے شہریار نے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ احسن آباد گلبرگہ مین کہ

مزار سید محمد گیسو دراز ہیجا کر شرائط عروسی بجا لادین پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے
اور وہان پہونچکر بآئین شہریار جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزادہ احمد شاہ کے سپرد فرمایا اُس وقت
اسمعیل عادل شاہ نے پانچ ہزار مغل شاہ کے ہمراہ رکاب کیے اور وہ حضرت بشوکت و تجمل تمام احمد آباد بیدر کی طرف
سوار ہوئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے اسمعیل عادل شاہ سے موافقت کی ہے اور پانچہزار سوار
میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہے اسباب شاہی اور خزانہ اُٹھا کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ بفراغ خاطر
و اطمینان وافر اُس بلدہ مین بے دغدغہ محافظان اور ہمہ موکلان چند روز شراب پینے و رنڈی نچانے اور نغمہ سننے
مین مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اُسکے بعد ترک اسمعیل عادل شاہ نے رخصت لے کر ظاہر احمد آباد
بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کرکے فجر کو وہان پہونچا اور چونکہ اہل شہر
اور دروازہ کے محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہین رکھتے اور اُنسے انتظام مملکت
نہوگا اس واسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہے خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہے غضب کی جا ہے کہ جب
نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہووے تو جنکا یہ محافظ ہے اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلا توقف شہر کا دروازہ
کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر مین در لائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جابجا اپنے معتبر مقرر کیے اسکے بعد
اپنے کام مین مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشہ اُترا ہوشیار ہوا تو احوال دگرگون دیکھا
لیکن اس سبب سے کہ امرا کے تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہوکر اسباب
عیش و عشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق مین جو ایلچی شاہ جہان پناہ شاہ اسمعیل صفوی مملکت ایران سے ہندوستان بادشاہون کے
پاس آئے تھے تیمراج راے بیجانگر اور شاہ گجرات نے اُنکی تعظیم و تکریم کرکے ایلچیون کو باتحف و ہدایاے فراوان
بعد اعزاز و اکرام ولایت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت و حرمت شہر مین لایا اور
رعایت شاہانہ کرکے چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب
سے اُس ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطے ایلچی نے عاجز اور تنگ آکر اسمعیل عادل شاہ کو غائبانہ شکایت نامہ
لکھا اور اُس حضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے ایلچی کو اس سے زیادہ روکنا
حسن ادب سے بعید ہے چاہیے کہ اُسکی رعایت خاطر مین کوشش کرکے منزل مقصود کو روانہ کرین اور معرض توقف
مین نڈالین امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت غیرت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً بیجاپور کی طرف
گیا اور اسمعیل شاہ لوازم استقبال بجا لایا اور الیہ پور مین اس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ و زر و جواہر اُس کی لیاقت سے
زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب سے بندر مصطفیٰ آباد دابل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ مین رخصت کیا
اور اُس شہنشاہ دین پناہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو جو معتمدان درگاہ سے تھا مع کمر بند و شمشیر مرصع
اور تحفہ ایران اسمعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اُسکے مصحوب تھا اُسمین یہ مندرج تھا مجد السلطنۃ والحشمۃ
والشوکۃ والاقبال اسمعیل عادل شاہ بلفظ و خطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوئے تھے نہایت شاد ہوا

اور یہ فرمایا اب شاہی ہمارے خاندان میں آئی اور ایلچی کو اس اعزاز و تکریم سے کہ زبان خوش بیان اُس کی صفت سے
عاجز ہے بیجاپور میں لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس کی موافقت کے واسطے حکم فرمایا کہ جملہ سپاہ مغل زادہ
تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھیں اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار میں میرے مجرے اور سلام کو نہ آنے پاوے
اور بارہ بکریاں اُس سے جرمانہ لیویں اگر وہ شخص اسپر بھی باز نہ آوے تو اس کی سزا یہ ہے کہ سر بازار اُسکی دستار
سر سے اُتاریں اور بازاری اُسکی نسبت کلام سخت زبان پر لاویں اس سبب سے کسی کو سپاہیان اسلام
سے یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر میں پھرے اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرک میں
منبروں پر شاہ اسمعیل صفوی کے واسطے فاتحہ سلامتی کا پڑھتے رہیں اور یہ حکم ستر برس آخر عہد علی عادل شاہ
تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہے کہ اسمعیل عادل شاہ مدار امور کا عقل پر رکھتا تھا اس سبب سے
کبھی فریب اور بازی نہ کھائی جمیع معارک میں مظفر اور منصور ہوا مگر جنگ کفار کنہر میں بوجہ مستی شراب کے
کیونکہ عقاب شراب کے نتیجہ میں طائر عقل زبون ہو جاتا ہے چنانچہ نشہ میں ایسا امر اس بادشاہ عاقل سے
ظاہر ہوا جو عقل سے بہت بعید تھا واقفان احوال شاہان ماضیہ از قدیم الایام سے ایسا گوش زد ہوا کہ جب یوسف عادل شاہ
نے تیغ قہر و سیاست سے تمام کفار کنہر مغلوب اور منکوب کرکے ولایت میان دو آب کو بت پرستوں کے تصرف سے
برآوردہ کرکے قلعہ رایچور اور مدگل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک ساکنان اس حدود کے بیجانگریوں کی مزاحمت
بیجا سے امین اور مصئون رہے لیکن بعد از فوت یوسف عادل شاہ کہ جبکہ کمال خان دکنی سر نوبت اور لشکر کشی امیر قاسم
برید ترک نے اختیار پایا تیمراج نے قلعہ رایچور اور مدگل کو بھیجا کہ گرد اُسکے محاصرہ کیا اور ساتھ عہد اور امان کے متصرف
ہوا اور چونکہ لشکر اسمعیل عادل شاہ کا کمال خان دکنی سر نوبت سے پراگندہ ہوا اور نفران معتمد سے کوئی نہ رہا
لہذا سنہ ۹۲۶ نو سو چھبیس ہجری تک اُسکے استخلاص کے گرد نہ پھرا اور فکر میں اُسکی نہ پڑا اور اُسکے بعد کہ
امرا اطراف و جوانب سے اُسکی درگاہ میں حاضر ہوئے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کے آدمیوں سے برآوردہ کیا
اور خسرو عدالت شعار نے بعین موسم برسات میں قلعہ رایچور اور مدگل کی استرداد کے واسطے دار الخلافت بیجاپور کی طرف
نہضت فرمائی اور تیمراج بیخبر لشکر کے مع لشکر قلیل بطور تاخت اُس طرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کے کنارے نزول کیا اور
تھوڑے عرصہ میں اقصائے بلاد کنہر اور اُس حدود کے راجہ کہ غائبانہ اُسکی اطاعت کرنے حاضر نہ ہوتے تھے لیکن اُس معرکہ
میں تمام مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور افواج کثیر اور جم غفیر اُسکے شریک ہوئی غرضکہ جمعیت اُسکی پچاس ہزار
سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور اسمعیل عادل شاہ تیمراج کی تاخت اور دریا کے گھاٹوں پر قبضہ کرنے
اور قرب و جوار کے راجاؤں کے اتفاق سے کہ ساتھ اس کا اتفاق کرکے یکدل اور یکزبان ہوئے تھے چاہتا تھا کہ اس
سال فتح عزیمت کرے اور وقت پر منحصر رکھے لیکن جو سامان سفر مہیا کر کے ہمراہ وہ اہل لشکر زیادہ کیے تھے اور جیسے [illegible]
کی تحریص و ترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اس طرف روانہ ہوا اور مع سات ہزار سوار تاج پوش کہ اکثر غریب
تھے لب آب دشمن کے آردو کے مقابل سراپردہ خسروی اور چتر فلک سا بلند کیا اور چند روز تک [illegible] [illegible]

استراحت پر تکیہ کر کے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض تغافل اور تساہل مین ڈالا اور جس وقت کہ باران ترشح کرتا تھا چند
ساغر مے گلگون سے لبریز کر کے پیتا تھا اس درمیان مین ایک ندیم کہ ذوق ہوا مین چند پیالہ شراب کے پیکر سرخوش
تھا اُسنے پس پردہ سے یہ بیت باآواز موزون و دلکش پڑھی بیت خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز *
پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز * شاہ فوراً پردہ تردد سے خاطر کو برآوردہ کر کے بزم عیش و عشرت
کی آراستگی مین عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس کے بموجب پری پیکران گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن عرق جواہر
سمہ تن دلبری مین چالاک شوخی و عشوہ گری مین بیباک کہ طرز دلربائی سے طیلسان ہوش و دست عقل سے لیجاوین در
نگاہ ایمان شہرۂ آفاق گانے مین مشاق خوش آواز نغمہ پرداز انسان تو کیا فرشتہ انکی دام محبت مین ہوش و حواس نذر کرے
اور ندیمان بذلہ گو لطیفہ سنج حواشی بساط مین جمع ہوئے جب تجرع اقداح طرف حد سے گذرا اور پیمانہ کیفیت نشا کا
سرشار ہوا آنحضرت نے فکر عبور دریاے مواج مین مستانہ وار قدم ڈال کر ارکان دولت سے استفسار فرمایا
کہ سبدون کے بنانے مین اسقدر دیر لگ کا کیا سبب ہے اُنہون نے عرض کی کہ تین سو سبد چرم گرفتہ موجود ہین اور
مابقی چند روز مین تیار ہو کر موجود ہونگے جہانبان عدالت نشان نے نشہ کی ترنگ اور شراب کی مستی مین دریا کے
عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل بایک نام پر کہ مست تھا سوار ہوا اور بغیر اسکے کہ کسی کو اپنے مافی الضمیر سے
مطلع کرے تفرج آب اور گل گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور جو کہ اکثر بروز جنگ اسی فیل پر سوار ہوتا تھا
سپاہ اسلام مضطرب ہو کر سوار ہوئی اور یونہی سر اٹھائے چلی گئی جب ایک فرسخ لشکر خصم کے مقابل سے
دور ہوا ایکبارگی اظہار ارادہ کر کے حکم دیا کہ آدمی فیلون پر سوار ہو کر عبور کرین اور گھوڑون کو ان سبدون مین جو کہ
چمڑے سے مڑھ کر تیار کیے ہین اُتارین اور جو عقل باور نکرتی تھی کہ فیل سر آب تھارین کیونکر گذر کریگا لوگ حیران
ہوگئے اور کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادل شاہ کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعراضی ہو کر بولا کہ اور
فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی لیگیا تھا مجھے بھی اُسکی پیروی درکار ہے جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا پار ہے سبب
یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہو گیا حافظ حقیقی نے
نے صحیح و سالم اس بحر زخار سے پار اُتارا اور ہاتھی بھی کہ اُنکے عدد دو سو سے کم نہ تھے اس لئے گرداب [illegible] رکھتا
پار ہوئے اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سبدون مین بٹھائے دو دفعہ عبور کر کے پھر چلے آتے تھے اور معرض توقف
اس درمیان مین فوج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان و بہادران نامدار [illegible] ہاتھی کو رخصت کیا اور خود فوراً بیجاپور کی طرف
سوار ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کین لیکن اہل اسلام دہ ہزار اور جمعیت اور خلعت فاخرہ و زر و جواہر اس کی لیاقت سے
سے کم نہ تھے باوجود اُسکے جو اسمعیل عادل شاہ نائرہ حرب کے اشتعال مین مع بادشاہ عالی جاہ کی درگاہ مین رخصت کیا
مین مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزار جوان دشمنون کی طرف کے [illegible] معتمدان درگاہ سے قطع مع کمربند و شمشیر مرصع
سپہ سالار لیے بھیجا تاکہ فتح پائے غازیون نے بہادری اور پہلوانی مندرج تھا مجد السلطنۃ و الحشمۃ
آخر کو صدمۂ ضرب توپ اور بندوق وغیرہ آلات آتشبازی سے عاجز ہو کر جاری ہوئے تھے نہایت شاد ہوا

درجۂ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئے جو کہ نا دیبطرا نہ رکھتے تھے امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا
جی چھوٹ گیا ناچار سوار و پیادہ نے فراہم ہو کر بامید نجات گھوڑے اس بحر زخار مین ڈالے نہنگ اجل کے منہ مین
چلے اس طرف ترسون بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمعیل عادل شاہ کے تھے خواہی نخواہی اسکے فیل کو معرکہ سے
پھیر کر پانی کی طرف روانہ ہوئے جو کہ وہ پانی پایاب نہ تھا اسمعیل عادل شاہ اور سات جوان تا جیوش کے سوا باقی ہاتھی
اور راکب مرکوب تمام بحر فنا مین غرق ہوئے اور ایسا حادثہ غلطے کتب تواریخ مین کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے
ملتفت نہو کر ایسے دشمن قوی سے مقابل ہوا اور جمیع دولتخواہون کو بحر فنا مین غرق کر کے خود بھی بہ محنت مشقت تمام ساحل
نجات کو پہونچے بیت بہین یک جرعہ در طاس شرابی ﴿ کہ طوفے ہست از بحر خرابی ﴾ شاہ نے طریق مشورت اسد خان
لاری سے کہ ساتھ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف اسکا مذکور ہوا تھا درمیان مین لا کر صلاح دولت استفسار کیا
اسد خان لاری زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے لغزش کھائی عنان عزیمت
دار الخلافت بیجاپور کی طرف معطوف کرین اسواسطے کہ رائے بیجانگر بشوکت و کثرت خیل و حشم تمام راجہان ہندوستان سے ممتاز ہے اور
شاہان بہمنیہ باوجود وسعت مملکت اور بسیط ولایت از روے کمال حزم و ہوشیاری اس نواح کے لشکر کے ساتھ مقابلہ
کے واسطے اقدام نہین کرتے تھے اور مخلصان یکرنگ و دولتخواہان یکجہت یہ صلاح دیکھتے ہین کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے
ابواب مصادقت مفتوح رکھکر نسبت خویشی اور پیوندگی درمیان مین لاوے اور بعد موافقت یکدیگر امیر قاسم برید ترک کو کہ محرک
سلسلہ فتنہ و فساد ہے اسکی تادیب اور تنبیہ کر کے قلعہ رائچور اور مدگل کی تسخیر مین کوشش کرین اور کفار غدار سے بطرز بہتر
بہرہ سے انتقام لین الغرض شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک کہ تسخیر کنگرہ قلعہ رائچور اور مدگل برنہ
ہووین مجلس شراب و نشاط مجھپر حرام ہے اور ثقات راویون سے مین نے سنا ہے کہ آنحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی اور جبتک
قلعہ رائچور اور مدگل فتح نہوا شرب شراب اور اکل کباب کی طرف رغبت نفرمائی اور انقضاے ایام حیات مستوفی تک
امر اللہ کیا کہ اس حریف بدخو کا مغلوب ہو کر اثر مستی کا اس سے ظاہر ہووے اور اسی چند روز کے عرصہ مین خسرو دکن نے
اسد خان لاری کی فہمایش کے بموجب ساحل آب کشنہ سے کوچ کیا اور اپنے مقر خلافت مین داخل ہوا اور اسد خان
نہضت ... عزمت فرمایا اور اضافہ منصب و جاہ سے بھی سرفراز کر کے پایہ اسکی امارت کا بہت بلند
تھوڑے عرصہ مین اتفاقات افق برہان نظام شاہ بحری سے بنیاد مصادقت ڈال کر سید احمد ہروی کو کہ قبل اس سے
مین تمام سطیع اور فرمان بردار ہوئے اور از ...داد و اتحاد کے استحکام کے واسطے بابہ احمد نگر مین بھیجا اور اس سبب سے
سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہو ... مسابقت تعریف از رابطۂ آشنائی رکھتا تھا اسکے قدوم کو اعزاز و اکرام
اور قرب و جوار کے راجاؤن کا ... اس دولتخانہ کے برہان نظام شاہ بحری کے حکم کے موافق استقبال کو گیا اور
سال فسخ عزیمت کر کے اور وقت پر منحصر ... نظام شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور بعد چند روز کے کہ دونون شاہ کے درمیان
کی تحریک اور ترغیب کرنے سے اتفاق ... پھر شاہ طاہر اور اسد خان ہروی صدر کی سعی کے سبب قصبہ صدلاپور مین کہ آب
تخت لب آبیہ دشمن کے اور دو کے مقابل ہے دکن آپسمین ملاقی ہو گئے قواعد اتحاد اور دوستی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت

نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی شب سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری میں حضرت قدسی اثر شاہ طاہر نے دائرہ شاہ عدالت پناہ میں
تشریف ارزانی فرمائی اور مجلس ہمایون کو رشک فردوس بریں کیا اور وہ خسرو فریدون فر اس روز باتفاق اپنے خلف الصدق
شاہزادہ ملو خان کی مجلس سے چند قدم قدم رنجہ فرما کر مراسم استقبال بجا لایا اور لوازم ضیافت بھی خوب ترین وجہ سے
پیش ہو پہنچا کر زبان مبارک سے فرمایا کہ جسوقت ایک (ایلچیوں یا خلفاء تمہارے سے مجھ ایسے درویش کے مکان پر
تشریف شریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہیے تا حقوق محبت اور مہربانی کا ظہور ہو شاہ مقام فروتنی
میں ہوا اور کلام محبت التیام بیان کر کے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تشفی ہوا اور اسی وقت اسی مجلس میں
حرف وصلت اور پیوند کا درمیان میں لایا اور جو وہ حرف عین مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول کر کے
شاہ کو مسرور اور خوشوقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی ہے اسی طرح سے جشن شادی کو
ترتیب دیکر جلوت نشین سراپردہ عظمت حریم سلطانی بہت یوسف عادل شاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے موافق اختر تابندہ جہانداری برہان نظام بحری سے ہمقران کیا اور جانبین سے بانواع تحف دیا یا مراسم مواخدت
اور مراودت عمل میں آئے اور دوستی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و پیمان درمیان میں لائے اور فوائد الزام لوازم دوستکام
اپنے تصرف کی طرف مراجعت کی لیکن جو قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان برادر خواجہ کنی کے کہ مال خان
دکنی نے لیے تھے حریم سلطانی کو جاگیر دیوین جب اسمعیل عادل شاہ نے نہ دی اور لیت و لعل کیا اس قرابت نے
کچھ اثر پیدا نہ کیا بلکہ منجر بدشمنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج جرار
بعزم رزم نکلا اور شولاپور میں ہو کر قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت
کی اسمعیل عادل شاہ باوجودیکہ جانتا تھا کہ دونوں بادشاہ چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہیں
قادر ذو الجلال کے افضال پر توکل کر کے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خو ہمراہ لیکر غنیموں کی مدافعہ
کو آموجود پہنچا اور جب دونوں غنیموں سے کوئی حرب پر آمادہ ہوا اور دو سے غنیم کے دو کوس کے فاصلہ پر چالیس روز تک
فرو کش رہا اور جب اکتالیسویں دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہنچا اسی دن نظام شاہ
بحری صف آرا ہو کر قلب میں مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمعیل عادل شاہ
نے بھی میدان نبرد میں جولان ہو کر اسد خان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مواجہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید
کے مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب میں قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز
مغل داہنی طرف اور مصطفےٰ آقا کو ہزار سوار سے بائیں طرف مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو
جب صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئے فوج ملک کی تلوار چلنے لگی ققنوسی برآمد ز خورشید
گیر و دار ؎ درآمد بشمار آن روزگار ؎ ز خون یلان خاک آغشتہ شد ؎ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ؎ پہلا خان
بنفس نفیس شیر ژیان اور ببر دمان کے مانند علاء الدین عماد شاہ پر بطور تاخت آیا اور دو تا جنگ نہ لایا بھاگ کر پیاں
دم لیا اور ترسون بہادر نے بجملہ شیرانہ امیر قاسم برید ترک پر عرصہ جنگ تنگ کیا اسکا بھی پاے ثبات زمین

کمین سے نکلکر پیدا ہوکر بیدر کی طرف راہی ہوا لیکن اب تک اسمٰعیل عادل شاہ اور نظام شاہ بحری گرم دغا تھے
کہ ناگاہ مصطفےٰ آقا اور خوش کاری آقا دونون پہلوان مع تیراندازان چابک دست برآمد ہوئے اور نظام بحری کو
حلقہ مین شکار کی طرح گھیر کر تیرباران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسدخان لاری
تعاقب کرکے اسکا علم دولت اپنے قبضہ مین لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہالیون کے
ہاتھ آیا بنگاہ لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی اور
قلعہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ جو اسمٰعیل عادل شاہ نے مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو دینے کا
اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسمٰعیل عادل شاہ وہان سے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر بلدہ بیجاپور کی طرف
روانہ ہوا اور دارالخلافت مین شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینہ کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صدائے
عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی پھر شہر یار عالی تبار قدردان محظوظ ہوا ارکان دولت و زیروامیر
و پہلوانان و سپہ سالار نامی کو خلعتہائے فاخرہ سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اقتدار کیا اور اسدخان
لاری کو پانچ فیل کوہ تمثیل اور چھ ہاتھی خرد خلعت کے علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری کی لوٹ مین آئے تھے مرحمت فرما
اور کل سپاہ کی تنخواہ اور مرسومات مضاعف کرکے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا
سنہ ۹۳۳ نوسوتینتیس ہجری مین عماد شاہ سے لڑا اور اسے شکست دیکر نہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم بریدترک کو
ہمراہ لیکر بقصد جبر شکست سابق بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا ادھر سے یہ خبر سنتے ہی اسمٰعیل عادل شاہ لشکر خونخوار لیکر اسکے مقابلہ کو
چلا بیس کوس راہ طے ہوئی تھی کہ فوج غنیم سے جنگ عظیم ہوئی اس مرتبہ بھی حریف و غاشعار یعنی برہان نظام شاہ بحری لشت
معرکہ مین دیکر فرار ہوا اور خواجہ جہان دکنی اور بعضے امرا اسکے دستگیر ہوئے اور اسدخان لاری نے حوالی پرندہ تک پیچھا
کرکے بیس ہاتھی نامی کہ ایک انمین سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا دستیاب کیے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے
ان تمام فیل کو سوائے فیل تخت کے کہ اللہ بخش اسکا نام رکھا تھا اسدخان لاری کو امداد فرمائے اور اسے زبان مبارک سے
فرزند کہا اور اسی سال کہ سنہ ۹۳۴ نوسوچونتیس ہجری تھے اسمٰعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کی ہدایت سے
علاء الدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ اودجان مین ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ جو مسماۃ خدیجہ سلطان تھی
اسکے ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کے درمیان مین لاکر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف
روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۵ نوسوپینتیس ہجری مین بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اسکا اپنے مقام مین مذکور ہوگا برہان
نظام شاہ بحری کی ولایت پر مستولی ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور
دس لاکھ ہون امیر قاسم بریدترک کے ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کے واسطے ارسال فرمائے بعد از روانگی
بہادر شاہ گجراتی کے مملکت دکن سے جب لشکر مذکور بیجاپور کی طرف آگیا اسمٰعیل عادل شاہ کی سمع مبارک مین پہونچایا گیا
کہ امیر قاسم بریدترک ان امرا کو جو آپ کی رفاقت مین تھے اور اب برہان نظام شاہ بحری کی مدد کے واسطے مامور ہوئے تھے یہ
تکلیف دیتا تھا کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور کی جاکر اسمٰعیل عادل شاہ کو مقید کرین اور ولایت کو بعد از انہ

تقسیم کرین پنیکر اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور ۹۳۶ھ نوسو چھتیس ہجری
مین ایلچی تجربہ کار برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بے ادبی اور مکرو
فریب اپنے حد سے تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتے ہین کہ اسنے مکرر سلطان قلی قطب شاہ اور بیجانگر کے
راجاؤن سے دمساز ہو کر کیا کیا فساد برپا کیے اور یہ مخلص جس طرح دے کر اسکے گناہ معاف کرتا رہا لیکن ان دنون
مین رائے مودت پیرائے اسکے دفع شر سرکے واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہے عازم وجازم ہوئی ہے کسواسطے
کہ بھیڑیے کے ساتھ ملائمت اور سانپ کے ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہے قطعہ نکند از درندگی توبہ گرگ تا
نشکنند دندانش + کے کند مار ترک زخم زدن + تا نکوبند سر بسنگ انش + اگر رائے دوستان اخلاص گزین کی اس امر مین
شریک ہوکر بقصد تادیب کرے تنبیہ اسکی احسن وجہ سے کی جاوے جو برہان نظام شاہ بحری اس عرصہ مین اسمعیل عادل شاہ
کے احسان اور امداد کے باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے مطمئن نہ تھا اسواسطے دم موافقت
سے مارکر کہا کہ جو مرضی عدالت پناہ کی خوشنودی اور خرسندی کی موجب ہووے یقین کہ بغرض مدعاے محبان صادق الوداد
وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور اور مبتہج ہوئے اور بنہایت اعزاز واکرام سے رخصت انصراف پائی
اور ملازمت مین پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشروحاً مسامع فیض مجامع مین پہونچایا اور اسمعیل عادل شاہ فرصت
غنیمت شمار کرکے بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور امیر قاسم
برید ترک کہ بڑھاپے کے سبب آنکھون سے کم دیکھتا تھا بمشورہ نماجی بہمن کہ اسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت
اپنے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندون کو سپرد کرکے خود کسی طرف روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے
احمد آباد بیدر مین پہونچکر قلعہ کو چارون طرف سے گھیر لیا اور اسکی تسخیر پر ہمہ تن مصروف ہوکر مورچے اور
نقب چارون طرف سے پہونچائے اور امیر قاسم برید ترک کے اعوان کہ شجاعت و بہادری مین مشہور تھے شہر
سے برآمد ہوکر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کے بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ مین تھے لڑ بھڑ کر سلامت نکل آتے تھے
اور جب خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ انکی کمک کو آتا تھا پہونچی امیر قاسم برید کے فرزند
پھول کر جامہ سے باہر ہوئے اور از راہ خیرگی پانچ ہزار دکنی کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہوکر صف قتال
آراستہ کی منقول ہے کہ خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اسکے تین بھائی تھے ہر ایک
آپکو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک مرزا جہانگیر کی لڑائی مین مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے اس دن
افواج کے سامنے آکر اسمعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مردی ومردانگی وہ ہے کہ
عمرو وزید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش مین آیا بلکہ شعلہ غضب سے
افروختہ ہوکے لال ہوگیا اور بنفس نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربون کے منع کرنے سے ممنوع
نہوا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونون مرگ رسیدہ خود سر باری باری
میدان جدالستان مین عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جتا کر زدن کو دکھاکر اپنی خاک

ہستی کو باد فنا سے برباد کیا دوست و دشمن بآواز بلند یوں ثنا خوان تھے کہ اس تاجدار نے ان دونوں خود سرون
کو سر میدان کس طرح مار لیا الغرض اسمعیل عادل شاہ خراماں خراماں اپنے لشکر میں آیا اسد خان لاری اور بھی امرا نے
اسکی رکاب کو بوسہ دیکر زر و جواہر نثار کیا اس درمیان میں ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار
ہوئی اسمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کو اسکے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ
کے مواجہہ کا امر فرمایا اسد خان لاری ایک ہزار اور پانسو سوار مغل لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیوں پر حملہ آور
ہوا انکے خرمن جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی
سے چار سو مردوں کی سر افشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک لیپا کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے
بعد اس فتح کے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت میں لے کر عنایات گونا گون سے ممتاز کیا اور زر و مال سے بے نیاز
کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ میں زیادہ تر اہتمام کرکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید اخبار سنکر
مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہوکر اپنے بھانجے محمود خان کو اسکے پاس بھیجکر
التماس قدوم کی تاکہ تصفیہ تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ پاتری اور ماہور اسکے
قبضہ سے برآوردہ ہوا تھا اپنے کام میں حیران تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات
کا وسیلہ کرکے بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ کی استرضا سے خاطر
کے واسطے اسکے قلعہ اودگیر میں نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا
اسمعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اسکے اردو میں گیا اور لوازم تہنیت قدوم بجا لائے اور علاء الدین
عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات
آنحضرت ہے لیکن شناعت گناہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہے عدالت پناہ نے فرمایا جو اس معرکہ میں
اکثر بہادران قدیمی کام آئے ہیں جبتک انتقام انکے خون کا نہ لوں آپ صلح کی تکلیف نکریں جب علاء الدین
عماد شاہ نے عدالت پناہ کو اس بارہ میں مصر اور مجد پایا پھر دوبارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے ایک
ہفتہ اپنے دائرہ میں اسے مہمان کیا اور دعوت کا سامان کرکے جشن عالی ترتیب دیا پیشکش لائق گذرانے
امیر قاسم برید ترک نے جب سنا کہ اسمعیل عادل شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ملتمس میں دست رد مارا مضطرب
ہوکر اودگیر سے ایلغار کرکے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر گیا اور کہا جو میں نے ہاتھ توسل کا تیرے دامن
میں مارا ہے وظیفہ حمایت کا یہ ہے کہ جسطور سے ممکن اور میسر ہووے حرف صلح کا درمیان میں لاکر میرے فرزندوں
اور متعلقوں کو محاصرہ سے نجات دے علاء الدین عماد شاہ نے جواب دیا کہ امر صلح بغیر اسکے کہ قلعہ احمد آباد بیدر اسمعیل
عادل شاہ کے سپرد کرے صورت پذیر نہیں ہے امیر قاسم برید ترک کو یہ امر ناگوار ہوا اپنے لشکرگاہ میں جو ایک فرسخ
لشکر علاء الدین عماد شاہ سے تھا گیا اور دشمن قوی سے اندیشہ کرکے عیش و طرب میں مشغول ہوا اور آدمی اسکے کہ صعوبت
سفر سے خستہ اور عاجز ہوئے تھے استراحت میں مصروف ہوئے تھے چند لوگوں کے سوا پاسبانی میں قیام نہ کرتے تھے اور

وہ بھی بمقتضائے الناس علیٰ دین ملوکہم فراغت و عشرت مین مشغول ہوئے قضارا جب اُسدن خبر وصول امیر قاسم
برید ترک کی اسمٰعیل عادل شاہ کی سمع مبارک مین پہونچی وہ رات ظلمت سرشت ایسی تھی کہ زنگی سیہ فام تیرگی اُس سے
استعارہ کرتا اور آواز گرج کی دہشت سے راہ سامعہ گم کرتی تھی اسدخان لاری کو ساتھ ایک جماعت سخت تر
کے شبخون کے واسطے تعینات کیا اسدخان لاری جب امیر قاسم برید ترک کی اردو کے اطراف مین پہونچا اور گردا
ایک متنفس کی اُسکے گوش زد نہوئی عطف عنان کرکے آدمیون کو دست اندازی سے منع کیا چند جاسوس خبر
لینے کے واسطے بھیجے اور انھون نے آنکر خبر پہونچائی کہ کوئی شخص لوازم حفظ و ہوشیاری مین قیام نہین رکھتا
اور امیر قاسم برید ترک اور اُسکے پاسبان مست و بیہوش پڑے ہین اور چند دستار اور تلوارین امیر قاسم برید ترک
کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے اٹھا لائے اسدخان لاری نے لشکر اپنا فوج غنیم کے کنارے ٹھہرا کر کے
فرمایا کہ جبتک لشکر خصم مین شور و ہنگامہ برپا نہووے تم ہرگز حملہ آور نہونا دم بخود رہنا یہ کہکر خود پچیس جوان
یکدل و یکزبان لیکر پیادہ پانچ پچاس پیادہ جرار دربار قاسم برید ترک کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ بطین شراب
اور جام مدام ہر طرف افتادہ ہین اور پاسبان حریف ہر ایک ساتھ وضع غیر مکرر کے کثرت بنگ اور بوزہ اور شراب
سے خواب غفلت مین بدمست ہین اسدخان لاری نے اس قسم کے متوالون کا قتل کرنا مروت سے بعید جانکر
کچھ پیادہ اُن پر مقرر کیے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص اُن مین سے ہوشیار ہوکر سرکشی کرے اُسکا سر تیغ بیدریغ
سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالین اور خود مع جماعت دلاوران اس خیال سے پیشتر روانہ ہوا کہ امیر قاسم
برید ترک کے سراپردہ مین جاکر اگر ممکن ہو اُسے زندہ دستگیر کرون یا اُسے تہ تیغ کرکے سر اُسکا جدا کرون
یہ کہکر اسدخان امیر قاسم برید کے خیمہ مین در آیا اور وہان کے مرد و زن کو پاسبانی کی جماعت سے بھی سو درجہ بدتر پایا
یعنے کیا دیکھتا ہے کہ سرحلقہ رندان جہان امیر قاسم برید ترک مکان کے گوشہ مین چارپائی پر کہ جسے باصطلاح
دکن پلنگ کہتے ہین مست و مدہوش سوتا ہے اور رباب ستار اور نقّے لوگون نے شراب کی کثرت سے
قے کی ہے اور کچھ لوگ بے سر و پا ایک ایک وضع پر افتادہ ہین اسدخان لاری نے اپنے یارون سے کہا کہ قتل
کرنا ایسے آدمیون کا آسان ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ہم اُسے اسی وضع سے مع پلنگ اٹھا کر بادشاہ کے روبرو
لیجاوین اور کسی متنفس کو نہ ستاوین پھر چارپائی اُس پیر کہن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ زور عاقل کاروان کی اٹھا کر
باہر لائے ایسا درمیان مین ایک جو جوانون مین سے کہ جسے دکن مین پوئی والا کہتے ہین اور پاسبانی اور حراست
ساتھ اُسکے متعلق رہتی ہے اُسنے ہوشیار ہوکر چاہا کہ شور مچاوُن اسدخان لاری نے چابکدستی سے ایسا حربہ
اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا الغرض یہ جب اپنی فوج مین پہونچے ظاہر ہوا کہ ابھی شب دو پہر
باقی ہے اگر ہم قتل و تاراج مین مشغول ہونگے مسلمان و کافر مین تمیز نہوگی صبح تک ایک جماعت کثیر اہل اسلام
سے ضائع ہوگی اب اگرچہ مقصود دستیاب ہوگیا مناسب یہ ہے کہ شبخون کی فسخ عزیمت کرکے اس صید کو
خداوند جہان کی خدمت مین لیجاوین سبھون نے یہ رائے پسند کی اور امیر قاسم برید ترک کی چارپائی کے ساتھ

روانہ ہوئے ابھی نصف رات ہوئی تھی کہ جناب خواب مستی سے ہوشیار ہوئے اور آپکو عجیب حال مین دیکھا لشکر جن کا
جیسا کر کے طرفہ فریاد بلند کی اسد خان لاری اُسکے روبرو آیا اور تسلی دینے کے بعد یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سپاہ چین
نہین بندہ اسد خان لاری ہی اور تمام سرگذشت آغاز سے انجام تک بیان کی پھر زبان سرزنش اور ملامت
مین کھولی کہ دشمن کے جوار مین رہنا اور ایسے سن و سال مین اس کثرت اور رسوائی سے شراب پینا کیا معنے
رکھتا ہی امیر قاسم برید ترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب نہ دے سکا خاموش ہوا پھر اُسے لیکر صبح کے
وقت اسمعیل عادل شاہ کی ملازمت سے شرف یاب ہوکر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور ممتاز ہوا اور اسمعیل
عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک سے استفسار فرمایا کہ اس مکر و فساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم برید ترک نے
ہرگز جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا اور اسمعیل عادل شاہ نے اُسے اسد خان لاری کے سپرد کرکے فرمایا کہ اُسے بار عام کے
وقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عالی ترتیب دی اسد خان لاری اشارہ عالی کے
موافق امیر قاسم برید ترک کو طوق و زنجیر مین مسلسل اور مطوق کرکے حضرت کے روبرو لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے
اُسے دو ساعت دھوپ مین ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین مین ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب سکہ و
خطبہ کو خوابگاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اٹھا لیجاوین اور جمیل چشم اسکا کمال غفلت سے اسکے کام
نہ آوے بہت کم نظر آیا بیت چنین عجائب حالی بسا لہاے دراز ٭ نہ گوش دہر شنید و نہ چشم دوران دید ٭ اور چونکہ
اسمعیل عادل شاہ نہایت اُس سے آزردہ نہ تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلاد تلوار کھینچکر مرگ ناگہان کی طرح
آیا اُسنے عجز و زاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادل شاہ جم نشان کے عہد سے خسرو گیتی ستان کے زمانہ تک
مجھسے بے ادبی اور جسارت بہت واقع ہوئین اب مین اپنے گناہ کا معترف ہوکر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہون اگر
حضرت سلیمان مکان جان کی امان دے تو قلعہ احمد آباد بیدر کہ کمند تسخیر کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفات پر نہ پڑی ہی
مع خزائن و دفائن سپرد کرتا ہون اسمعیل عادل شاہ نے بمقتضاے العفو زکوۃ الظفر اُسکی حاجت روا کی اور امیر قاسم برید ترک نے
آدمی اپنے فرزندون کے پاس بھیجکر انھین قلعہ سپرد کرنے کی تکلیف دی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نود سالہ ہوا اور
تیرا آفتاب عمر موت و فنا کے قریب پہونچا ہی چند روز معدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دینا عقل دور اندیش سے
بہت بعید ہی اور اس حیلہ سے انکا مطلب یہ تھا کہ دفع الوقتی کیجیے گھڑی مین گھڑیال ہوتا ہی جو خدا چاہتا ہی وہ ہوتا ہی کر
اور متعاقب اس آدمی کے ایک معتمد مخفی بھیجا کہ اگر اوضاع اور اطوار سے مفہوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہین ہی
لازم ہی کہ پدر بزرگوار کی تسلی کرکے متعہد تفویض قلعہ ہونا اور خبردار اُسے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچنے پاوے وہ مرد
اُنکا اضطرار سمجھکر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا اور جب وہان پہونچا امیر قاسم برید ترک کو پیغام کیا کہ
علی برید اور تیرے اور فرزندون نے مجھے بھیجا ہی اگر کام ایت و آن سے برآمد ہو تو متعہد تفویض حصار کے ہونا
کہ ہم نہین چاہتے کہ کسی طور کا آسیب تجھے پہونچے امیر قاسم برید ترک باطن مین مطمئن ہوا اور بسبب ظاہر اپنے
بیٹون کی شکایت کی اور جسوقت کہ مجید دا پھر اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور ایک فیل مست کو لائے کہ تا اُسکے دست

دیا کے نیچے ڈال کر پامال کرین امیر قاسم برید ترک نے بعجز وزاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے فلان برج کے مقابل کہ میرے فرزندون کا نشیمن ہی لیجا کر ایستادہ کرو تو مین خود اصالتاً اُنسے گفتگو کر کے اس مقدمہ کو فیصلہ کرون اور جب ایسا کیا اُسکے بیٹون نے باپ کو برہنہ سر اور ہاتھ پس پشت بندھے دیکھے بولے ہم ایک شرط سے قلعہ سپرد کرتے ہین کہ اسدخان لاری آن کر فلان دروازہ کے باہر ایستادہ ہووے اور ہمسے عہد کرے کہ کوئی شخص متعرض تمھارے زن و فرزند کے حال سے نہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تمھاری تفتیش مین نہ بھیجینگے جو چاہین مال و زر سے باہر لیجاوین اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہماری ہی معاف رکھیں تو ہم بھی قلعہ خالی کر دیتے ہین اسمٰعیل عادل شاہ نے اُنکی عرض پذیرائی اور اسدخان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جا کر بیٹھے خبردار کوئی شخص ہماری فوج کا قاسم برید ترک کے اہل و عیال سے متعرض نہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جواہر نفیسہ اور مرصع آلات شاہان بہمنیہ اور نقود احمر یعنے طلائی عورتون کے سپرد کیا تو زیر برقع چھپا کر نکال دین اور اسمٰعیل عادل شاہ اُسی دن قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجا لا کر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملوخان اور ابراہیم خان کو اسدخان لاری کے ہمراہ علاءالدین عماد شاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ آیا پھر ایک ساعت کے بعد شاہزادہ عبداللہ اور علی کو علاءالدین عماد شاہ کی طلب مین روانہ کیا علاءالدین عماد شاہ نے اُسکی ملتمس قبول فرمائی اور شہزادون کے ہمراہ جب اس مقام سپہر احتشام کے قریب پہونچا صاحبقران کشورستان نے دروازہ تک استقبال فرمایا اور مجلس اُنسی کو اُسکے وجود فائض الجود سے ترتیب و زینت بخشی اور اس بادشاہ کے حضور تمام ذخیرہ اور قلعہ کا خزانہ جواہر اور جڑاؤ اسباب اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صحنہاے فغفوری اور بھی اقمشہ اور امتعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد از روے یکجہتی علاءالدین عماد شاہ کے ملاحظہ مین درلایا کہ جو شئے خوش اور پسند آوے اُسے قبول فرمالیجے اُسنے ہاتھ بڑھا کر ایک عنبر چہ مرصع اُٹھایا اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کو حکم کیا کہ نقد و جنس و مال سے تین لاکھ ہون علاءالدین عماد شاہ کے ملازمون کو تسلیم کر اور ایک لاکھ ہون ملوخان اور الوخان اور ابراہیم خان اور عبداللہ خان شاہزادون کو دیوے اور خود بھی اُسکے موافق لیوے اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلی اور مشہد مقدس مین جا کر زائرون کو تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم و فضل ارد و اور شہر بیجاپور کو پہنچاوے اور علاوہ اُسکے بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کیے اور باقی سپاہ پر تقسیم کر کے ایک حبہ اور ایک دینار خزانہ مین نگاہ نرکھا اور ہاتھ اور دامن جھاڑ کر اس مجلس کو برخاست کیا منقول ہے کہ مولانا شہید شاعر قمی کو جو کمال علم و فضل مین تعریف و توصیف سے مستغنی تھا اور ان دنون گجرات سے آیا تھا اور شعر و شاعری کے سبب اُنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا اس روز بادشاہ نے اسکو حکم کیا کہ خزانہ مین جا اور جسقدر کہ تجھسے اُٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی کہ مین اس روز مکہ گجرات سے اس درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آج سے در چند قوت تھی اگر شاہ سخن پرور نکتہ فہم

ازراہ ذرہ پروری بعد چند روز کے کہ تحیف مین وہی توانائی عود کیے اس خدمت روح پرور پر سرفراز فرماوے
عواطف خسروانی سے بعید ہوگا شاہ نے لب تبسم شیرین سے کھولے اور فرمایا تو نے یہ مصرع نہین سنا مصرع
کہ آفتہاست در تاخیر وطالب را زیان دارد ۔ چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ مین جا اور جس قدر تیرے ہاتھ سے
اُٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی نہ کر جب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر عبودیت زمین پر
رکھکر شگفتہ وخندان دربار سے اُٹھا اور دو مرتبہ خزانہ مین جاکر پچیس ہزار ہون طلائی اُٹھا لایا جب
خازن نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایون مین پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ مین قوت نہین رکھتا اس مقولہ
سے آنحضرت کی نزاکت طبع اور قوت کلام اور فیاضی ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہو کسواسطے کہ اس کلام
سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونون ثابت ہوتے ہین اور اس مجلس مین کہ شاہ کا دریاے سخاوت
موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم برید ترک کے قصور معاف فرماے
اور اُسے اپنے امرا کی سلک مین منتظم کیا اور ولایت کلیان اور راو گیر اور اُسکے جمیع پرگنات قدیم
تخت احمد آباد بیدر کے سوا اُسکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم رکھے لیکن ساتھ اس شرط کے کہ
مع تین ہزار سوار ملازم رکاب ہوکر رایچور اور مدگل کو کفار بیجا نگر کے قبضہ تصرف سے برآورده کرے اور قلعہ ماہور
کو بھی بہ محاصرہ مفتوح کر کے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونون شاہ احمد آباد بیدر کی طرف سوار ہوئے
اور اسدخان لاری کی تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفے خان شیرازی کے تفویض ہوا اور چونکہ ان دنون مین تیمراج
قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا اور بیجانگر کے راؤن نے رام راج پسر تیمراج کے جادہ اطاعت سے قدم باہر
رکھا تھا اور اُنکی سرکشی سے بیجانگر مین آتش فتنہ وفساد شعلہ زن ہوئی تھی حضرت نے فرصت غنیمت جانکر آب کشنہ سے
عبور کیا اور قلعہ رایچور اور مدگل کو جو سترہ برس سے کفار کے تصرف مین تھے تین مہینے محاصرہ کر کے مفتوح کیے اور
اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کر کے جام مے لعل فام کے تجرع کی رغبت کی اور
اسدخان لاری کو بھی اسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دو تین جام بے دغدغہ نوش کر کے اپنے ہاتھ سے
اُسے دیے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسدخان لاری کی حسب التماس امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم مین داخل
کیا اور عادل شاہ نے اُسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کر کے فرمایا کہ مضمون البعض کالبعض کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ
جو کہ طالب علم تھا ہنسا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے ہنسنے
سے متنبہ ہوا اور متغیر ہوکر اشک اپنی آنکھون مین بھر لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے موثر ہوکر ازروے تلطف اُس سے
فرمایا انشاء اللہ تعالی بیجاپور پہونچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے ارزانی فرماؤنگا پھر ایک مہینہ کامل اس طرف
مین استقامت کر کے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم مراجعت بلند کیا اور جب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن
کی طرف متواتر پہونچے مہمات قلعہ ماہور موقوف رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برار کی طرف روانہ کیا اور عدالت پناہ بیجاپور
کی طرف رونق افزا ہوئے اور احمد آباد بیدر امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار بالعیان

سرکار کے سپرد کرے منقول ہے کہ اس سفر میں اسمعیل عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر تشریف لے گیا اور اُسنے فرط محبت سے جشن کا سرانجام کیا اور چند خوان پر از جواہر نذر گذرانے اسکے بعد اسمعیل عادل شاہ نے بھی اُسے ضیافت کی تکلیف دی اور جب چند روز کے بعد علاء الدین عماد شاہ اسمعیل عادل شاہ کا مہمان ہوا آنحضرت بارہ ہزار سوار مغل دو اسپہ اور تمام یراق اسکی نظر میں درلائے اور یہ فرمایا کہ جو کچھ بدست سلطنت میں میں نے حاصل کیا ہے اور مجھے میراث پہونچا ہے یہ ہے اور یہ جماعت کہ ہر ایک اُنمین کا شجاعت و مردانگی سے رستم کو نظر میں نہیں لاتا ہے اور زال سے بدتر سمجھتا ہے جو منظور نظر ہو پیشکش کروں علاء الدین عماد شاہ نے محظوظ ہوکر تحسین و آفرین کی اور کہا اگر مجھے بھی ایسے جواہر نفیسہ یعنی لشکر جرار دستیاب ہوتا قلعہ ماہور ہاتھ سے نہ کھوتا اور سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری میں امیر برید نے جب کنجیاں قلعوں اور مکانوں کی نذر بھیجیں عدالت پناہ قلعہ کلیانی اور قندھار کی تسخیر پر شیر نر کی طرح آمادہ ہوا اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک ایلچی برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر طالب مدد و حمایت ہوا برہان نظام شاہ نے ایلچی بیجاپور بھیجکر التماس کی کہ جو امیر برید اس سفر میں مخلص ہے بہت حقوق رکھتا ہے اس طرف کی لشکرکشی کا خیال نفرما کر دوستوں کو رہین احسان فرمائیں عدالت پناہ نے جواب دیا کہ جسوقت آپ قلعہ ماہور کے لینے کی فکر میں تھے ہمنے کبھی ایسے التماس وقوع میں نہ آئے تھے خیر ہمنے آپکا کہنا پذیر کیا اور حسب الاشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتداے موسم زمستان ہے اور خانہ نشینی مطلوب نہیں ہے سیر حواشی مملکت خصوص تلدرگ اور شولاپور کی دل میں مصمم ہوئی ہے مناسب یہ ہے کہ مراسم حدان برادری کی عنوان دیگر تصور نہ کرکے خوف و ہراس کو ساتھ اپنے راہ ندیویں اور اپنے حال پر بحال رہیں برہان نظام شاہ بحری نے کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اس سے خطاب شاہی اور چتر پایا تھا پیغام دیا کہ بہادر شاہ گجراتی نے مملکت برار اور احمد آباد و بیدر وغیرہ مجھے بیوجہ کی ہے سزاوار دولت یہ ہے کہ ہمارے کہنے سے تخلف نکریں اور حال و مستقبل کو ماضی کی طرح خیال نکرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانیں اور یہ پیغام اُسوقت عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرما کر ہمن گانی میں رونق افزا تھے حضرت مجرد اطلاع پیغام مذکور نماز مغرب اور عشا پڑھکر سوار ہوئے اور دوسرے دن قریب شام چار سو سوار مغل و رجل پیادہ لیکر آب تلدرگ کے ساحل پر کہ اس قلعہ کے زیر زمین گذرتی ہے وارد ہوئے اور برہان نظام شاہ کے ایلچی کو رخصت کرکے اعلام کیا کہ جو کچھ ہمارا حق تھا ہم بجا لائے اب آپکے منتظر ہیں کہ اپنی عنایت ظاہر کیجیے یعنی جیسا کہ چند مرتبہ میدان جنگ میں جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ میں چلکر دریاے پرجوش و خروش تیغ و سنان ہنر مردان کی سیر کیجیے برہان نظام شاہ بحری نے جو کچھ خزانہ میں رکھتا تھا صرف لشکر کرکے پچیس ہزار سوار فراہم کیے اور توپخانہ خوب مہیا کرکے باتفاق امیر قاسم برید ترک بگمان جبر شکستہاے سابق کوچ بر کوچ اسمعیل عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ بھی زرہ جوشن و خفتان پہنکر مثل نہنگ بحر وغا دریاے آہن میں غوطہ لگاکر باہر آیا اور جنگ برگستوان ڈالکر سوار ہوا اور بارہ ہزار سوار بھی اسکے ہمراہ تیار ہوئے اور لشکر داری اسد خان لاری کو بوقت حرب آراستہ ہوئین

الغرض ادھر سے مبارزان عادل شاہیہ اور اُدھر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ مین سبقت کی اور ایسا معرکہ
وقوع مین آیا کہ جنگہاے سابق اُسکے مقابل بازیچہ اطفال تھین ابیات جہان گشتہ در حرب بے اختیار + کہ دست
فتادہ نماند سے زکار + فتادی چو دست از تن خشمناک + زغیرت گرفتی گریبان خاک + چو از تن فتادی سر کین
زاعراض کندی بدندان زمین + بدانگونہ شد آدمی خوار و زار + کہ خاک از خجالت گرفتی کنار + زمین بود
از تیغ کین قطع و صل + نمی شد بہم تار خورشید وصل + خلاصہ یہ کہ جبتک آشیان ترکش دلیران مین طائر تیر پرواز
تیر کا نشان رہا زاغ کمان ہواے دست بہادرون سے جدا نہ ہوا اور جبتک زبان تیغ تشنگان دریاے ہیجا
مین سنگ آسا سر اسر وندان کی کشت شیران بیشۂ شجاعت مین دار و گیر کے سوا سخن سنج نہوئی۔ ابیات
تیر جان یافتہ ز وصل کمان + تیغ باریدہ خون ز ہجر نیام + آن نشستہ چو نور در احداق + این روان
ہمچو روح در اجسام + آخر الامر جیسا کہ رسم زمانہ ہی کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی نسیم فتح و
ظفر اسمعیل عادل شاہ کے پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ مین قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری
بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اثاثہ شاہی یعنے توپخانہ اور ہاتھی اور بھی ساز و سامان اسمعیل عادل شاہ
فیروز جنگ کے تصرف مین آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع
نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہوکر لوازم صلح درمیان مین لائی اور سرحد پر آپس مین ملاقات کرکے یہ
مقرر کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہوکے ہمیشہ
یکدل رہین اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم برید ترک سے موافقت کرکے سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری مین لشکر ہمراہ
تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ ملکنڈہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے ہی اور سرحد پر واقع ہی محاصرہ کیا اور
سلطان قلی قطب شاہ سوچ سمجھکر میدان مقابلہ اور مقاتلہ مین نہ آیا اور گلکنڈہ سے جو اسکا دار الملک
تھا حرکت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیے اور اسد خان
لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور
ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہوکر قریب تھا کہ حصار سپرد کرین ناگاہ قادر بیچون کے حکم کے موافق اس ملک کی آب و ہوا
کی تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور مواد فاسدہ نے اُسکے قلعہ بدن کا محاصرہ کیا اور اعتدال مین عنصر کے
فرق آیا سر بالین ضعف و ناتوانی پر رکھا اور اسد خان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہب و غارت
مین قیام کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ اس حدود کی آب و ہوا مجھے موافق نہین پڑی مین چاہتا ہون تمکو تسخیر قلاع تلنگ کے
واسطے مقرر کرکے شہر احسن آباد گلبرگہ کی طرف جاؤن اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت اس طرف معطوف کرون
انھون نے یہ امر قبول کرکے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی مین سوار ہوکر اس طرف روانہ ہو دو تین
صبح روز چہارشنبہ ماہ صفر کی سترھوین تاریخ سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین جوار ایزدی مین واصل ہوا اور
اسد خان لاری نے اسکی خبر فوت مخفی رکھکر لاش اسکی بسواری پالکی رات کے وقت قصبہ ککی مین روانگی کے بعد

باپ کے پہلو مین دفن کیا اور جب دو روز اس طرح گذرے اسد خان لاری نے کہ مرد پیر سال اور جہاں دیدہ تھا امیر قاسم برید ترک اور تمام معتمدون کو طلب کرکے تعفیہ ناگزیر سے آگاہی بخشی اور چونکہ شہزادہ ابراہیم اپنے بڑے بھائی ملوخان کی بادشاہی سے راضی نہ تھا اور بہت سے امرا در پردہ اُسکے شریک تھے اسد خان لاری نے مملکت بیگانہ مین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر پوشیدہ ہر ایک شاہزادہ کو پیغام دیا کہ چونکہ ساعت خوب نہین ہر احسن آباد گلبرگہ جاکر سید محمد گیسو دراز کی روح سے ہمت طلب کرکے تخت موروثی پر جلوس کرو اور اُنھون نے جب یہ امر قبول کیا قلعہ گو کانڈہ سے کوچ کرکے دونون شاہزادون کو بتدبیر حکمت احسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور باوجود اسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی پر راغب اور مائل تر تھا لیکن چونکہ ملوخان بڑا بیٹا تھا اور حضرت جنت پناہ نے اُسے ولیعہد کیا تھا چار و ناچار اُس شاہزادہ ناخردمند کو چار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ مین محبوس کیا اور امیر سید احمد ہروی سے منقول ہر کہ اسمعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اسکی عالی ہمتی سے دخل اور خرچ مملکت وفا نکرتا تھا اور طریقہ عفو اور اغماض کو دوست رکھتا تھا اور کھانے اور پہنے مین کوشش کرتا تھا اور کلام فحش کبھی اسکی زبان سے جاری نہوتا تھا اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور اُن کی رعایتین اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانتا تھا اور علم موسیقی اور شعر مین مہارت رکھتا تھا اور شعر مین وفائی تخلص کرتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے اس متانت اور لطافت سے کلام موزون نہین کیا اور یہ اشعار اُسی کے یادگار ہین غزل دل خوبان ز قید مہر آزاد است پنداری + مدار دلبری بر جور و بیداد است پنداری + مرا صد محنت از عشق کو بز دل مے رسد ہر دم + دل ویران عاشق محنت آباد است پنداری + ز عشق قامتت سرو سہی را ماند پا در گل + دلش صد پارہ در بار دل آزاد است پنداری + ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش + نصیحتہائے سرو زاہدان باد است پنداری + دل ریشم وفائی آنچنان خو کردہ با تیرش + کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد است پنداری + ولہ شب ہجر جز گریہ کارے ندارم + بجز دیدۂ اشکبارے ندارم + شبے نگذرد کز فراق تو چون شمع + ترا ز اشک حسرت کنارے ندارم + من عشق و رندی و کوی ملامت + براہ سلامت گذارے ندارم + از ان با غمش خو گرفتم وفائی + کہ غیر از غمش غمگسارے ندارم
ولہ دل بر نفس حکایتے دارد + از شب غم شکایتے دارد + تا کی آزار اہل دل طلبی + بیوفائی نہایتے دارد + خون دل آن زغمزہ کم یار + با رقیبان عنایتے دارد + دل بخنجر زآدمن شدہ نرم + آہ عاشق سرایتے دارد + ای وفائی منال از ستمش + کہ ستم نیز غایتے دارد

ذکر ملو عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی شاہی کا

چونکہ اسمعیل عادل شاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملوخان عادل شاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی پونجی خاتون کو اُسکی خبرداری کے بارہ مین نصیحت کرکے خود تلنگوان کی طرف کہ اسکی جاگیر تھی چلا گیا ملو عادل شاہ میدان خالی دیکھکر شراب خمر اور راگ سننے مین مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا سفاہت ہر اُس سے وقوع مین آتے تھے اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل و بازی اور اُن کامون مین جو مناسب بادشاہون کو نہ تھے مصروف رہتا تھا یہانتک

کہ خلائق اس مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اسکے مصداق زاد فی الطنبور نغمة[۱] کے لڑکون صاحب
حسن وجمال کے مذاق مین مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگون اور ثقیقون کے لڑکون کو خواہی نخواہی
مکانون سے کھینچ منگواتا تھا یہانتک کہ یوسف ترک کوتوال جو امراے کلان تاجپوش سے تھا اسکے فرزند کو جبراً
طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادل شاہ نے طیش مین آنکر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاوین اور اسکے
بیٹے کو بقہر تمام پکڑ لاوین اور یوسف شحنہ دیوان کی بلا توقف گردن مارین یوسف شحنہ کہ امراے تاجپوش سے
تھا ملو خان کے آدمیون کو زد و کوب کرکے اور اپنے اہل وعیال کو لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ کھوریمین کہ اسکی
جاگیر تھی پناہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوے پونجی خاتون والدہ
اسمعیل عادل شاہ نے بھی اسکے اوضاع اور اطوار ناشایستہ سے نہایت آزردہ اور دل گرفتہ ہو کر یہ تجویز کی کہ ملو
عادل شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کرین پھر یوسف شحنہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام
بھیجا کہ ملو عادل جہانداری اور فرمانروائی کے قابل نہین ہے چاہیے کہ اسے موقوف کرکے شاہزادہ ابراہیم کو
بجاے اسکے بحال کرے یوسف شحنہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو بلگاوان مین اسد خان لاری کے پاس بھیجکر
حقیقت حال اعلام کی اسد خان لاری نے جواب دیا کہ مین اسکے اطوار ناپسندیدہ سے بیجاپور کا رہنا ترک
کرکے یہان بیٹھ رہا ہون جو حقیقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے متنفر کرکے اسکی سلطنت سے راضی نہین ہر فرد ا
پہ رہے کہ وہ وہان عادل شاہی کی اصلاح دولت منظور رکھکر جو کچھ مہد علیا پونجی خاتون فرماوے اُس کے فرمان
واجب الاذعان سے تجاوز نکرے یوسف شحنہ دیوان اسد خان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور پونجی خاتون کے
آدمیون کو مقضی المرام رخصت کیا اور اس بلقیس زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دفعۃً ہوا اور ناپیوش لیکر
بیجاپور مین داخل ہوا اور بیدرنگ قلعہ ارک مین جاکر قلعہ دار کو جو بقدم ممانعت پیش آیا تھا اسکے گلوے خشک کو
شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادل شاہ کو مقید کرکے پونجی خاتون کے فرمانے کے موجب اسکو مع اسکے بھائی
الوخان کے کحل کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجاے اسکے منصوب کیا۔ بیت
چو دہر افگند افسری از سرے ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭
اور ملو عادل شاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھی

ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقایع نگار ابو النصر ابراہیم عادل شاہ کے قضایا یون بیان کرتے ہین کہ وہ بادشاہ
بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوشن بیباکی کا زیب تن کرکے سیل تند کی طرح نشیب و فراز
سے اندیشہ نہین کرتا تھا آوازہ اُسکے قہر و جبروت کا حلم و خلق کے مانند تمام آفاق مین منتشر ہوا اور جس وقت سے
کہ کنجیان ابواب شاہی کی اُس کے ہاتھ آئین مدت الحیوۃ از اسباب کے مانند لشکر کشی اور صف آرائی
مین مشغول ہوا اور اسکے ضبط و سیاست اور کمال عقل سے بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اسنے بھی
گردن کشان دہر اور رعایا سے بخوبی خراج پایا۔ بیت ملک را گر قرار خواہی داد ٭ تیغ ما بیقرار باید کرد ٭ اور

[۱] ترجمہ زیادہ ہوا طنبور کے اوپر ایک نغمہ ۱۲

افواہاً سنا جاتا ہی کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت مین نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب اور معرکہ
سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکون مین بنفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نفرمایا لیکن چونکہ سہم نصرت اسکے درجہ طالع مین نہ تھا کسی حرب مین سواے جنگ قصبۂ اورخان کے ہم آغوش
فتح وفیروزی نہوا اور یہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہی کہ جسنے اپنے باپ دادا کے مذہب سے
پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے برآوردہ کرکے حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کو رواج
دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ کنگرہ کا کہ اُس زمانہ مین سپاہ شیعہ کی وردی اور
علامت تھی اُس تاجدار نے یک قلم موقوف کیا اور اُسکے حکم کی تہدید سے کوئی سر پر رکھنا نتھا اور امراے
غریب سے اسدخان لاری اور خوش کلدی آقاے رومی اور شجاعت خان کُرد کے سوا سب کو برطرف کرکے امارت
سے معزول کیا دکنی اور حبشی اُنکے عوض نصب کیے اور مثل خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ کے کو رواج باہم
پہونچا تھا اسلیے ارکان دولت نے تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتے تھے چار سو کو بحال
رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے اور دفتر فارسی
برطرف کرکے ہندوی کیا اور برہمنون کو صاحب دخل کرکے ابراہیم عادل شاہیہ کے تمام ضوابط اور دستور العمل
درہم اور قلم انداز کیے اور رام راج والی بیجانگر نے مخفی آدمی بھیجکر اکثر مغلون کو باستمالت تمام اپنے پاس لالیا
اور اُنکی رضامندی اور دلجوئی کے واسطے بیجانگر مین مسجدین نئی تعمیر کروائین اور خود ہر روز دربار مین جلاس کرکے
مصحف عزیز اپنے پہلو مین کرسی اور رحل پر رکھکر اُنسے کہتا تھا کہ تم مصحف اقدس کی تلاوت مین مشغول رہو اور مجھے
سجدہ کرو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس بیجانگر کی طرف چڑھائی کی اور مظفر ومنصور ہوکر معاودت
فرمائی شرح اسکی یون ہی کہ جب شیوراے والی بیجانگر کہ سات سو برس سے فرمانروائی اُسکے سلسلہ مین تھی
فوت ہوا اور اُسکا فرزند قائم مقام ہوا اور عین جوانی مین وہ بھی ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور قصر فرماندہی اُسنے
چھوٹے بھائی کے واسطے چھوڑا اور اُسنے بھی ابھی گلزار شاہی سے گل عشرت نہ چنا تھا کہ زمانے نے ہمت اُسکی
فنا پر تعین کی اور اُسکا فرزند جو طفل سہ ماہہ تھا ولیعہد ہوا تیمراج جو امراے عمدہ سے تھا زمام اختیار کف اقتدار
مین لایا سنہ ۸۹۰ آٹھ سو نوے ہجری سے سنہ ۹۳۵ ہجری تک باقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو
پہونچتا تھا اُسے زہر سے ہلاک کرکے دوسرا لڑکا وارثان ممالک سے تخت پر متمکن کرتا تھا آخر بش تیمراج کا بھی پیمانہ
حیات آب فنا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور اُسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیوراے کی پوتی اپنے عقد مین
لایا اور اس نسبت اور وجاہت سے اسکا استقلال حد سے گذرا اور ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات شاہی ہو اور جب
سرداران اور بزرگون نے انحراف کرکے اسپر یورش کیا ناچار رام راج نے ایک طفل کو جو اُس خاندان سے
تھا تخت پر بٹھایا اور خیال اُس لڑکے کا موسوم بھوج ترمل راج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اُسکے اسم سے
بھی یہی غرض مستفاد ہوتی ہین اُسکو منصب امارت پر پہونچا کر اور عہد و پیمان لیکر اُس لڑکے کی پرورش اس سے

رجوع کی اور خود رامراج نے اپنی تدبیر سے امراے سرکش کو دفع کر کے انکا نام ونشان نہچھوڑا اور رامراج نے ایک غلام کو
قوی کر کے بلدہ بیجانگر اور راے زادہ اسکے سپرد کیا اور خود اُن راؤن کے استیصال کے واسطے جو اُسکی شاہی کے
مانع تھے مع سپاہ آراستہ ممالک کے اطراف مین متوجہ ہوا اور اُنمین سے چند راؤن کو مستاصل کر کے ایک قلعہ
اس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطے اپنے
غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کیے جب غلام نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور نظر اسکی نقد اور جواہر بیشمار پر پڑی خود رفتہ
ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور راج راے کے پوتے کو مکان سے برآوردہ کر کے بھوج ترل راج کو ساتھ اپنے
متفق کر کے خیل وحشم فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور جو امرا کہ رام راج سے خالف تھے بسرعت تمام وارشا
ممالک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم بیجانگر مین بہم پہونچی لیکن بھوج ترل راج اس غلام کو
اس بہانہ سے کہ رام راج کا یار ہوگیا ہے اور محل اعتماد نہین ہے قتل کر کے خود قوی ہوا اور رامراج نے سبجت
طولانی اور فساد عظیم دیکھکر صلح کے واسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور اُنھون نے تجویز کر کے ایسا مقرر کیا
کہ پلے تخت بیجانگر راے زادہ کے زیر نگین رہے اور وہ ولایت کہ بالفعل رام راج اپنے تصرف مین رکھتا ہے
اسکے قبضہ مین رہے الغرض رام راج وہم بجو د ہوا اور جمیع راے اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے خاوندے نامہربان
دیوانہ کے دل مین سرداری کے ارادہ نے خطور کیا رایت استبداد بلند کر کے اپنے بھتیجے کو ہلاک کر کے مسند شاہی پر
قدم رکھا اور جب کہ غرور ونخوت سے مبہوت ہوکر خرد وبزرگ کے ساتھ بد معاشی شروع کی انجام اسکا یہ ہوا کہ امرا نے
اُس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کیے اور التماس قدوم کی بھوج ترل راج اس امر سے مطلع ہوا
ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد مع تحف دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور التماس کمک کی اور عہد
کیا کہ ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرونگا اور ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ نوسو بیالیس ہجری مین بیجانگر کی طرف روانہ ہوا
اور رام راج نے سبب لشکر کشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کر کے جنگ تدبیر کا دامن مکر وتزویر مین مستحکم کیا اور ایک امیر
مشہور براطاعت وپشیمانی کردۂ خود سے بھوج ترل راج کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس شہر مین قدم
رکھیگی تو انکے مرکبون کے صدمہ سم سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگے اور شاہان بہمنیہ کے عہد کے موافق طفل
اور وضیع وشریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ ایلچی معتبر اور معتمد ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر التماس
مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ من بعد جادۂ انقیاد اور فرمانبرداری پر مستقیم ہوگا بھوج ترل راج جو زیور عقل ودانش سے
عاری تھا دام فریب مین آیا اور عہد ومیثاق پر جو بطریق کنگرہ نجرہ پیش پہونچا تھا اعتماد کر کے چالیس لاکھ ہون نقد
ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس معاودت کی چونکہ ابراہیم عادل شاہ کو غرض بھوج ترل راج کی
رفاہیت سے تھی زر نقد وصول کر کے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور تمامی
امرا نقض عہد کر کے بسرعت باد وبرق بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل وحشم درونی کو جو شہر کی محافظت
مین قیام کرتے تھے بعضون کو تطمیع اور بعضون کو تہدید بھوج ترل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا کہ ہم

گرفتار کرکے ہمارے سپرد کرین تو اسے زادہ کے قصاص مین اُسے ہلاک کرین اس صورت مین چونکہ عنان
کام دست اختیار بھوج نرمل راج سے نکل گئی تھی راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑون کو لیا اور ہاتھیون
کو اندھا کیا اور جواہرات از قسم یاقوت اور الماس لعل و زبرجد اور موتی وغیرہ جو قرنون کا اندوختہ تھا چکیون سے پیسکر خاک مین
ملایا اور جسوقت دربانون نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر مین درلائے بھوج نرمل راج خنجر اپنے سینہ پر کینہ پر مار کر
جہنم واصل ہوا اور شعر فہمون کا ان نظم نگین ہویدا ہوا ہان سچ ہے **بیت** نگہبانی ملک و دولت بلاست * گدا بادشاست
نامش گداست * پھر رام راج بلا منازعت تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے
حقیقت حال دریافت کرکے اسدخان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ ادونی کی تسخیر کے واسطے رخصت کیا ان دنون مین
تنگنادری بھائی رام راج کا اسدخان لاری کے مدافعہ کے واسطے مع سوار و پیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسدخان لاری نے
ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کرکے استقبال کیا اور حرب و ضرب کے بعد اسدخان لاری نے باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نے
سات فرسخ تعاقب کیا اسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ فام کی طرح جامہ نیلگون فلک مین ڈالکر رایات عباسی بلند کیا
اور تنگنادری ایک گروہ لشکر منکسر اور منہزم مین فرو کش ہو کر بستر عجب و تکبر پر سویا شیر بیشہ ہیجا یعنے اسدخان لاری
چار ہزار جوان جیبہ پوش سخت کوش **ابیات** ہمہ شیر مردان کار آزماے * دلیر و عدو بند کشور کشاے * بگاہ وغا
ہر یکے صفدری * از ایشان یکے در عدد لشکرے * لیکر اردوے تنگنادری پر شبخون مارا اور کفار بقدر طاقت
دست و پا مارکر مدافعہ مین مشغول ہوے اور آخر ضرب تیر سنان گذار اسلامیون سے قرار کو فرار پر اختیار کرکے
راہ ہزیمت نالی **ابیات** نباید غنودن چنان بیخبر * کہ ناگاہ سیلے درآید بسر * بجاے نخسبد عقاب دلیر * کہ آبے
توانست اوراہ بزیر * پھر تمام ہاتھی بیجانگریون کے اور زن و فرزند تنگنادری کے اسدخان لاری کے ہاتھ آئے
اسدخان نے اسی مقام پر پڑاؤ ڈال دیا اور تنگنادری اپنے پراگندہ سوار اور پیادے جمع کرکے چھ فرسخ پر
اسدخان لاری سے فرو کش ہوا اور عریضہ مشتمل کیفیت واقعہ اور کمک کی استدعا مین رام راج کے پاس ارسال کیا
اُسنے درجواب لکھا کہ مجھے ابھی اطراف کے راؤن سے اطمینان کلی حاصل نہین ہوا چاہیے کہ جسطور سے میسر ہووے
اسدخان لاری سے صلح کرکے اپنے زن و فرزند کو رہا کر چنانچہ تنگنادری نے اسدخان لاری کو صلح کا پیام دیا
اور اسدخان لاری نے ابراہیم عادل شاہ کو اعلام کرکے اشارہ کے موافق صلح قبول کی اور با شوکت و عظمت تمام
بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور ابراہیم عادل شاہ نے گھوڑے اور ہاتھی تنگنادری کے جو اسدخان لاری نے
گذرانے تھے اُسے بخشے اور پایہ اسکے مرتبہ اور جاہ کا افزون کیا اور یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی مین
مخصوص ہوا تھا اسنے رشک و حسد سے خلوت مین عرض کیا کہ اسدخان لاری مذہب کے اتحاد کے سبب برہان نظام شاہ
بحری سے اخلاص زیادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ بالگوان اُسے دیکر اسکا حلقہ بندگی اپنے زیب گوش کرے
ابراہیم عادل شاہ نے بلا تحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کرکے اسدخان لاری کے عزل کے بارے مین مشورہ کیا
یوسف ترک شحنہ دیوان نے جواب دیا کہ اسے آپ بہ بہانہ جشن ختنہ شاہزادہ علی بلگوان سے طلب کیجیے جب وہ حاضر ہووے

مقید کرکے دل اُسکے دغدغہ سے پاک کیجیے اور یہ مشورہ فاش ہوا اسدخان لاری نے محافظت مین کوشش کی
اور جسوقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کرکے نہ آیا ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شحنہ دیوان کی
تعلیم کے سبب اسدخان لاری کے مخصوصون کو مخفی زہر دینے پر راضی کیا لیکن مثل ہی کہ جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے
یہ تدبیر بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کو نلگوان کے جوار مین جاگیر دیں اور جنگ سے
معاف رکھکر جاگیر کی طرف رخصت فرمادین تو بوقت فرصت حکمت عملی سے اُسے اسیر و دستگیر کرے اسدخان لاری کہ
مرد جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کرکے ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ نلگوان سے چھ فرسنگ پر
واقع تھا کچھ لوگ ہمراہ لیکر بہ سرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام حبشی کو مامور کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوے اور مخبرون
نے یوسف ترک شحنہ دیوان کو خبر تنہا سوار ہونے اسدخان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لیکر اسدخان لاری کی
گرفتاری کو بسبیل استعجال گرم عنان ہوا اور باغ کے اطراف مین پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسدخان لاری
نے بھی دشمن کے مدافعہ مین ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا دونون طرف کی فوج مل گئی تن و سر مین
جدائی ہونے لگی **ابیات** سیاست درآمد بگردن زنی + زچشم جہان دور شد روشنی + غبار زمین بر ہوا راہ بست +
عنان سلامت بروں شد ز دست + چنان گرم گشت آتش کار زار + کہ از نعل اسپان برآمد شرار + یوسف ترک
شحنہ دیوان نے اسدخان لاری کے حملون کی برداشت کرکے لوازم ستیز و آویز مین تقصیر نہ کی اس صورت مین
جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیون نے قالب جوہر جان سے خالی کیا **بیت** زبس کشتہ افتاد بر روے
دشت + فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت + آخرالامر اسدخان لاری بعد از جنگ صعب فائق آیا یوسف
ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھاکر مفرور ہوا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صحبت نے اور رنگ پیدا کیا
اظہار التفات کے واسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو مقید کرکے اسدخان لاری کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اسکی
بے ادبی سے ہماری طبیعت بہت آزردہ ہی مناسب ہی کہ وہ معتمد الدولہ اسے سزا کو پہونچاوے اسدخان لاری نے
کہ اس معاملہ سے خبر رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ ہی سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہی اور یوسف ترک شحنہ دیوان کو
اسپ و خلعت دیکر رخصت کیا اور جب یہ قصہ بو العجب برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا از روے تدبیر اپنی مجلس
مین بکرر مذکور کیا کہ اسدخان لاری نے قولنامہ ہمسے طلب کرکے تعہد کیا ہی کہ ولایت عادل شاہیہ مسخر کرکے ہمارے سپرد
کرے اگر مین اسوقت لشکرکشی کرون آسانی سے وہ ولایت تصرف مین آوے اور ان دنون مین کہ ۹۴۷ھ نوسو سنتالیس
ہجری تھے امیر برید ترک سے موافقت کرکے احمد نگر سے روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف مین امیر قاسم برید ترک اور
خواجہ جہان دکنی اُس سے ملحق ہوکر آگے بڑھے اور زین خان والی ساڑھے پانچ تپے جو شولاپور کے تحت سے تھے
مرحوم عادل شاہیہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ نلگوان کے
حوالی مین پہونچا اسدخان لاری باوجود اسکے کہ اس معنی سے بالکل آشنا نہ تھا اراجیف کے انتشار سے خوف زدہ
ہوکر لاچار چھ ہزار سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اُسنے قوی پشت ہوکر نہب و غارت کی آگ ممالک عادل شاہیہ

مین روشن کی اور ابراہیم عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر احسن آباد گلبرگہ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبدہ بازی
چرخ سے متحیر ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کی طرف بھیجا اور حقیقت حال قلمی کرکے پیام کیا کہ اگر
جناب برسم اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرماوین بندہ بھی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کریگا کہ اس پیر غلام
کے گناہون کے شفیع ہووین اس درمیان مین نامہ ابراہیم عادل شاہ کا بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان
نظام شاہ کہ قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانون مین آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم برید ترک
گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اسد خان لاری اثنائے راہ مین انکی ترک رفاقت کرکے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ
سے جا ملا اور یہ کلام کیا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان نے ازراہ خود غرضی عدالت پناہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ یعنے اسد خان لاری
داغ عصیان جبہہ اخلاص پر رکھکر چاہتا ہے کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج آنحضرت کا مجھسے ایکبارگی
منحرف ہوا اور مین اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سے سلطنت اس قضیہ کا خاطر اشرف سے دور کرون کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور
امیر قاسم برید ترک بہ تعجیل حوالی تلنگوان مین آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان
کا کہنا سچ ہے کہ یہ آسی کی تحریک سے آئے اس واسطے دریائے حیرت مین غوطہ کھا کر اپنی جاگیر کی حفاظت
کے واسطے زمانہ سازی کرکے چند روز انسے پیوستہ رہا اب خدمت مین حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہے گذارش کیا امیدوار ہون
کہ عدالت پناہ کی پابوسی کو مجھے لیجا کر قلم عفو میرے جریدہ اعمال پہ کھچوائین اگر معرض قبول مین آوے زہے سعادت
ورنہ بندگان عدالت پناہ مالک و مختار ہین میری نسبت جو سیاست چاہین تجویز فرماوین تو میری جزا اور سزا دیکھنے
سے اورون کو عبرت ہوگی خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ آسی روز بے سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کو ہمراہ لیکر
ابراہیم عادل شاہ کے دائرۂ دولت پر گیا اور اس طرح سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسد خان لاری کی بیجرمی
اور اعدا کا مکر و فریب بدلائل و براہین ثابت اور متحقق ہوا اسی وقت عدالت پناہ نے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت
مین کھینچکر اسکا منصب و جاہ افزون کیا اور اسکے اور علاء الدین عماد شاہ کی صوابدید کے بموجب برہان نظام شاہ
اور امیر قاسم برید ترک کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لاکر پرگنہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور ابراہیم عادل
اور علاء الدین عماد شاہ نے بھی اس مقام مین صلاح توقف نہ دیکھی بالاگھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوئے
ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت مین فروگذاشت نہ کیا اور انھین دنون مین
قاسم برید ترک قضائے الہی سے فوت ہوا اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوا اور جناب قدسی منزلت شاہ
طاہر متوسط ہو کر اس طور طالب صلح ہوئے کہ برہان نظام ساڑھے پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم عادل شاہ کو دیکر
پھر فتنہ و فساد کے گرد نہ پھرے اور صلح کے بعد ہر ایک نے اپنے مقام مین مراجعت کی اور دوسرے برس
کہ سنہ ۹ نو سو پچاس ہجری تھے ابراہیم عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ رابعہ سلطان کو اپنے عقد
مین در لایا اور برہان نظام شاہ بحری نے کہ بادشاہ غیرت دار تھا ساڑھے پانچ پرگنہ کی استرداد کے سبب
سے اپنے اوپر استراحت اور آرام حرام کیا اور چونکہ ان سلطانوں مین درمیان ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین

عماد شاہ کے غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو خوشامد
درآمد سے اپنی موافقت مین راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان دکنی ولایت ابراہیم عادل شاہ کی طرف
متوجہ ہوا اور ان ساڑھے پانچ پرگنہ پر متصرف ہوکر قلعہ شولاپور کو بھی محاصرہ کرکے ولایت سرحد سے بہت
خراب اور ویران کیے اور چند مرتبہ ابراہیم عادل شاہ کے لشکر کو کہ اسکے مدافعہ کے واسطے قیام کیا تھا شکست دیکر
متفرق کیا اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کے سبب اسطرف سے لشکر ولایت بیجاپور پر
کھینچا اور پرگنہ کاکنی مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے ولایت گلبرگہ تک قابض و دخیل ہوا اسکے بعد قلعہ اتبکر کو بھی محاصرہ
کیا اور اسی طرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کے موافق اپنے بھائی تنگناوری کو مع سپاہ گران
قلعہ رایچور کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی زورق مملکت کو چار موجہ بلا مین دیکھکر بحر حیرت مین
غوطہ زن ہوا اور اسد خان لاری کو ناگوان سے طلب کرکے اُس سے صلاح کی اسنے بعد تامل و غور یہ جواب دیا
کہ ہمارا حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہے اور دیگر اعدا اسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوتے ہین اول فتنہ
برہان نظام شاہ کی تدبیر و علاج چاہیے کرنا پھر اور دشمنون کے دفع مین مشغول ہونا چاہیے اور علاج برہان نظام شاہ
کا یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنہ جو مایہ النزاع ہین اسے واگذاشت کرین اسکے بعد نامہ فروتنی اور تواضع سے رام راج
کو کہ بادشاہ عظیم الشان ہے اور دوسرے راؤن اس طرف کو لکھکر مع تحف و ہدایائے نفیسہ مصحوب ایلچیان
شیرین زبان بھیجین اس لیے کہ کفار کرناٹک تھوڑی تواضع مین خوش ہوکر دم دوستی کا مارین گے خصوصاً
رام راج کہ جس نے اب تک اپنی مملکت مصفا نہین کی ہے اور دیگر راجہ اس سے منازعت اور مخاصمت رکھتے ہین
مصالحہ کریگا اور جب وقت ان کا خرخشہ برطرف ہووے جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے ذمہ ہے ابراہیم
عادل شاہ نے اسد خان لاری کی تدبیر پسند کرکے اس پر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسد خان لاری نے کی تھی اسطرح
مہمات بکفایت تمام انجام ہوئے اسوقت عادل شاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے اندفاع فساد کو
اپنے ذمہ ہمت پر لازم و ملزوم جانکر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اسکی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے
پہلے قلعہ کاکنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کرکے عین برسات مین بجبر و قہر مفتوح کیا اور اسے بیخ و بن سے
کھود کر اسکا نشان باقی نہ رکھا پھر اتبکر کی طرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ مین فائدہ نہ دیکھا اور نہایت
تلنگ کی طرف کوچ کر گیا اور اسد خان لاری نے تعاقب کرکے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کہ اسکے مدافعہ کے
واسطے مقرر کی تھی پسپا کیا اور قلعہ گالکنڈہ مین جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہوکر خود مرتکب جنگ ہوا اور حرب
نہایت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی ابیات سعادت بہ بخشایش داور ست ٭ نہ در چنگ بازوے
زور آور ست ٭ کلید ظفر چون نیفتد بدست ٭ ببازو در فتح نتوان شکست ٭ منقول ہے کہ اس دن بحسب اتفاق
جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور بلا اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے تلوارین کھینچکر جھپٹے
بجلی سی دونون لشکر کی آنکھون مین چمک جاتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر روکی غضب چستی اور

چالاکی سے لڑتے تھے قضارا ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے چہرہ پر لگا اسدخان لاری مظفر ہوا اور
جمشید قلی قطب شاہ مدۃ العمر اُس زخم سے اکل و شرب کے وقت ایذا اُٹھاتا تھا پھر اسدخان لاری فتحیاب ہوکر
سالماً غانماً بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوے ابراہیم عادل شاہ لشکرکشی
کے دغدغہ سے فارغ البال ہوا امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور ۹۵۱ھ نو سو اکاون ہجری مین
برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور بہ سبیل استعجال
پہونچکر اُسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادل شاہ بھی فوج بے حساب جمع کرکے بشوکت و عظمت اُس طرف روانہ
ہوا اور دریاے بھیورہ کے ساحل پر پہونچا چونکہ سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور سنگ راہ
تھی تقریباً تین مہینے تک عبور میسر ہوا یہان تک کہ ابراہیم عادل شاہ تنگ آن کر آخر برسات مین جبراً اور قہراً
اس بحر زخار سے پار اُترا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوکے جنگ صعب کا اتفاق پڑا لیکن بعد اشتعال
نائرۂ قتال بخلاف ہمہ سال ابراہیم عادل شاہ مظفر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی کوہ پیکر اور گھوڑے
سبک چست رفتار باد صرصر چھوڑکر منہزم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس فتح غیبی کے اپنی تنگ ظرفی کے
باعث بادۂ نخوت سے اُبل جانا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام مے نوشی اور شراب کی کیفیت مین برہان نظام شاہ
کے ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتین نالائق برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر لاتا تھا اور
تھوڑی سی فروگذاشت پر ارباب دخل اور مقربون کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری
مین جبکہ برہان نظام شاہ لشکرکشی برید کی ولایت پر کھینچکر قلعہ اوسا اور قندھار اور دیگر کی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید
نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کو دے کر کمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت بادۂ نخوت
سے مبہوت ہوکر اسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے لڑا ہر مرتبہ شکست
فاحش پائی اثاثہ شاہی غنیم کے ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سے باز نہ آیا ان دونون شکستون کو مشیرون اور
نزدیکون اور ارباب دخل کی دو رنگی سے تصور کرکے تین مہینے کے عرصے مین چالیس برہمنون اور ستر مسلمانون کو
بلاجرم قتل کیا رعیت اسکے اوضاع سے متنفر اور خائف ہوئی سب نے اسپر اتفاق کیا کہ اُسکے بھائی شہزادہ عبداللہ کو تخت پر
بٹھادین اور یہ خبر پیشتر اس ارادہ سے کہ حیز قوت سے فعل مین آوے اُسکے گوش زد ہوئی بازار سیاست گرم کیا اور
خلق کثیر کو تہ تیغ دردم کرکے سرد کیا اور شہزادہ بعجلت تمام بھاگ کر تسور کوہ کی طرف جاکر عیسائیون کے پاس
پناہ لے گیا اور انھون نے اُس کی عزت و حرمت مین کوشش کی اور ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ
بیصد و رقصور اسدخان لاری سے بدگمان ہوا اور یہ سنکے مین آسکے نفاق سے جان کر رسم مردانہ التفات
اور مروت کی یکقلم موقوف فرمائی اور اسدخان لاری کو تلگاوان مین تھا اُس نے اپنی ہمت اس پر مصروف کی کہ
نقد اخلاص کو اپنے خداوند نعمت کی محک نظر مین پورا ثابت کرے لہذا ایک جماعت کے ہمراہ نو زنجیر فیل مست جو
ہنر جنگ مین ہوشیار تھے اور اسی قدر گھوڑے تازی اور اُسکے سوا اور بھی تحف و نفائس بھیجکر یہ عریضہ اپنے خط زیبا سے

سے تحریر کیا کہ اے سلیمان سریر سعادت و اقبال و اے سکندر مسند عز و جلال **بیت** چہ شد چہ شد کہ بدلیسان رسیدہ
از من ٭ چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ از من ٭ سبب اس بے عنایتی کا کیا ہے اور باعث اس کم التفاتی کا کون
سی ہے **بیت** اگر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن ٭ ور نہ بموجب نشاید دوستان آزردنی ٭ جو کچھ ارباب غرض نے
اس بندہ کی تقصیرات سے سمع اقدس میں پہونچائے ہیں میں ایک کو سوا اقرار نہ کرتا ہوں لیکن انس تہمت سے
خبر نہیں رکھتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے مانند بے گناہ ہوں نہ یہ کلمہ میری زبان پر گذرا اور
نہ یہ امر بندہ کے عقیدے اور دل میں جاگزین ہوا ہے توقف کرنا اس حصن حصین میں اور نہ حاضر ہونا خدمت بابرکت
میں دفع مضرت اعدا ہے اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھکر رقم حرامخواری کی اس پر غلام کے جبہے پر
کھینچتے ہیں اگر مراحم اور عواطف بیدریغ شاہنشاہی شامل حال پر اختلال ہووے اور اجازت ہووے تو اعدا کی
مخذولی اور شرمندگی کے واسطے بوسہ دینے پایۂ سریر خلافت مصیر میں سعادت اندوز ہوں اور یہ دو بیت کہ مصرعۂ اسکے ہیں
عریضہ کے اختتام پر ثبت کیں **ابیات** بیک ماہ با تحفۂ پیشکش ٭ بشتابم بدان بارگہ شاد و خوش ٭ بیا ہم بہ بندم
بخدمت کمر ٭ نہم چون قلم بر خط شاہ سر ٭ ابراہیم عادل شاہ از سر نو مقام التفات میں ہو کر چاہتا تھا کہ اسکے
متعلقین کو باحسن وجہ تلگوان میں روانہ کرے کہ ناگاہ شاہزادہ عبد اللہ کے فساد نے سر گریبان ملک سے نکالا اور یہ
مقدمہ معرض تعویق میں رہا اور شہزادہ عبد اللہ کے قصہ کا یون بیان ہے کہ جب وہ برادر نامہربان کے جلاد غضب کے
خوف سے بندر گووہ کی طرف مفرور ہوا فرنگیون نے اسے مقام محفوظ میں بٹھایا اور اسکے اعزاز و تکریم میں نہایت
کوشش کی بعد ایک مدت کے بعضے مردمان بیجاپور کے اغوا سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قلی قطب شاہ
کی نسبت دروازہ خصوصیت کا مفتوح کر کے التماس کمک کی یہ دونوں کہ ابراہیم عادل شاہ کے اضلاع اور اسد خان
لاری اور بھی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتے تھے ابراہیم عادل شاہ کے عزل اور شہزادہ عبد اللہ کے نصب پر
متفق ہوئے اور اپنے مقام سے حرکت کر کے ولایت بیجاپور کی طرف گئے اور فرنگیون کے پاس آدمی بھیجکر پیام
کیا کہ شہزادہ عبد اللہ کو اس طرف رخصت کریں تو ہم اسے بیجاپور کے تخت پر بٹھاویں فرنگی اس امر پر راضی
ہوئے اور عبد اللہ کے فرق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ نے ایلچی اسد خان لاری کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ چونکہ ابراہیم عادل شاہ کی بے ہنجاری حد سے گذری اور وہ معتمد الیہ کبھی اس سے رنجیدہ ہیں ہم تو
چاہتے ہیں کہ شاہزادہ عبد اللہ کو بجائے اسکے نصب کریں اور وہ خان والاشان اسکی اتالیقی میں ممتاز رہے مناسب ہے کہ
تلگوان سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہونچاوے اسد خان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایلچی سے درشتی کر کے
کہا اگر ایلچی کشی مذموم نہوتی تو مین زخم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسد خان لاری کی اعانت سے
مایوس ہوا اور اسی عرصہ میں اسد خان لاری کی بیماری کی خبر پہونچی تھیا نام ایک برہمن کو مخفی مع زر خطیر تلگوان
کی طرف بھیجا تاکہ اہل حصار سے مرافقت و موافقت کر کے ایسا کرے کہ اسد خان لاری کے فوت کے بعد قلعہ
برہان نظام شاہ کے سپرد کریں اور اسد خان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقف ہوا اس برہمن کو

جو ایک رعایا کے مکان مین پوشیدہ تھا دستیاب کر کے مع ستر آدمی اُسکے اعوان سے کہ جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ
دینے کا اقبال کیا تھا تہ تیغ کیا اور یہ امر حسب جمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسد خان لاری ابراہیم
عادل شاہ کا دولتخواہ ہے شہزادہ کے پاس جانے کی فسخ عزیمت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندرکوڈہ کے اطراف مین مقیم
تھی یہ خبر سنتے ہی شاہزادہ سے جدا ہو کر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسد خان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہے اور
سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مدافعہ کی نہ رہی اپنے ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادل شاہ کو لکھا اور التماس
قدوم مین یہ بیت درج کی بیت چو باد صبح گذر کن سوی حدیقۂ انس ⁂ جو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار
ابراہیم عادل شاہ صلاح دولت اسکی ملتمس کی اجابت مین دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم سنہ ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین
بسبیل استعجال روانہ ہوا اور اثناے راہ مین خبر رحلت اسد خان لاری کی سنکر اسی شب اپنے تئین ملکوان مین پہونچایا
اور بازماندون کو امر بصبر کر کے تمام جہات اور متروکات پر متصرف ہوا اور نصارا نے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت
پریشان ہوئی اُسکو پھیر کر بندرکوڈہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقر کی طرف معاودت فرمائی اشتعال لائی
وفور فراست اور کاروائی مین انصاف تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد مہمات مین نشان ہمیشہ بلند کرتا تھا اور
رایان بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہے
جاری رکھتے تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار مین جمع ہوا تھا کہ محاسبان سریع الحساب اُسکے
حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سو من چاول اور پچاس بکری اور ایک سو مرغ اُسکا شیلان تھا اور اُس کے
مخترعات سے مثل قرابہ و خنجر زرین دکن مین شہرت تمام رکھتا ہے اور وہ اول شخص ہے کہ زین پشت فیل پر رکھی اور لگام
دستر خوان ایک وقت کا ۱۲
اُسکے سر پر کر کے نئی تحریک انگشت پا سے فیل کو مطیع کر کے راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان سرکش ہے اور
دہانہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے اطاعت نہین کرتا تھا اس اختراع نے شہرت نہ پائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہے
کہ ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو علی برید کے نکاح مین دلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ لینے
متفق کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایلچی لسان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال
سے بناے مصادقت ڈالی اور اس طرف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عدالت پناہ یہ
اخبار سنکر برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کہ بیجانگر مین تھے گونہ شکایت درمیان مین لایا اور یہ ہراسان ہو کو بیجانگر کی
طرف بھاگے اور وہان پہونچکر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ چونکہ ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ بحری کے
اُن کفار کے قاصد ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنے اپنے تئین اس دیار مین پہونچایا رام راج کہ کافر مغرور اور
عظیم الشان تھا اس افضاع سے ناراض ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے باپ کے خلاف ابراہیم
عادل شاہ کی دوستی تمھاری دوستی پر قبول کی ہے مناسب یہ ہے کہ تادیب اُسکی اپنی وجہ ہمت کر کے قلعہ کلیان اپنے
حوزۂ تصرف مین در لاوین اس صورت مین برہان نظام شاہ بحری کہ اس وقت کا منتظر تھا اس کی صلاح کے بموجب
قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوا اور شوکت و حشمت کے ساتھ کوچ متواتر کر کے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم

عادل شاہ نے بھی بقصد استخلاص اہالیان قلعہ بیجاپور نہضت فرمائی اور برہان نظام شاہ کے لشکرگاہ کے دو کوس پر خیمہ
و خرگاہ بلند کرکے فروکش ہوا جب برہان نظام شاہ نے ترک محاصرہ نکیا اور حرب مین بھی نہ مشغول ہوا تو ابراہیم
عادل شاہ نے اپنے لشکرگاہ کے گرداگرد ایک دیوار کھچوائی اور امراے ترک کو کہ تاخت و تاراج مین بے نظیر تھے
برہان نظام شاہ بحری کے اردو پر مقرر کیا جس سے قحط عظیم ان لوگون مین واقع ہوا اور آدمی نہایت مضطرب اور بیقرار ہوے
چنانچہ اکثر عقلا کی راے اسپر قرار پائی کہ گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف اور لاغر ہوئے ہین اور مرکب بھی مقابلہ
کی قوت نہین رکھتے لازم ہے کہ احمدنگر کا راستہ لیوین مگر تقدیری امور بطور دیگر تھے چنانچہ تفصیل اسکی واقعات
نظام شاہیہ مین بسمت گزارش پا دیگی خلاصہ یہ کہ صبح عید رمضان کو کہ مردم عادل شاہیہ نہایت غفلت کی ضعف و زبونی
مین لوازم عید مین مشغول تھے کہ ناگاہ سیف عین الملک وغیرہ امراے نظام شاہیہ عادل شاہ کے خیمہ و خرگاہ پر تاخت
لاکر جدال و قتال مین مشغول ہوے یہ سراسیمہ اور بدحواس ہوکر بھاگے چونکہ ابراہیم شاہ اسدم غسل عیدین مین مشغول تھا
فرصت پوشاک پہننے کی نہ پائی سراپردہ سے نکل بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری نے اسی روز افواج آراستہ
کرکے قلعہ کلیان کی طرف عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اہل قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سپرد نہ کرینگے تمام خرد و بزرگ
کو قتل کرونگا اہل قلعہ نے کہ ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے بیدل ہوے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ
بحری کو تین عیدین ایک دن مین حاصل ہوئین اور ابراہیم عادل شاہ نے کہ فیل اور توپخانہ کے تاراج ہونے سے اعز انھی
تھا ممالک نظام شاہیہ مین داخل ہوکر چار لاکھ ہون تحصیل کیے اور جسقدر کہ ممکن ہوسکا اسکی ویرانی اور خرابی مین تقصیر اور
کوتاہی نہ کی اور اچانک بطور یلغار قلعہ پرندہ مین پہونچا اور دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ مین درآیا اور مردم
جہان دکنی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور اس حصن حصین کو ایک دکنی معتبر کو جو بہادری مین مشہور تھا تفویض کرکے بیجاپور
کی طرف گیا اور یہ خبر کلیان کے اطراف مین منتشر ہوکر برہان نظام شاہ بحری اور خواجہ دکنی کو پہونچی تو عازم استرداد ہوئے
اور جب قلعہ پرندہ سے بیس کوس دوری پر پہونچے وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑکر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام مین ٹھہر کر نہ دیکھا
اور شاہ جمال الدین انجو سے جو معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا اس دکنی بہادر کا سبب فرار یون سنا گیا کہ جب خبر توجہ
برہان نظام شاہ بحری کی اسے پہونچی ہراس بیقیاس اسپر مستولی ہوا اور فکر گریز اپنے دل مین کرکے کسی سے اپنے مافی الضمیر مطلع
نہ کیا یہان تک کہ ایک شب کو اپنے محل مین سوتا تھا مچھر کی آواز کو خیال صداے نفیر برہان نظام شاہ بحری سمجھ کر نہایت
سراسیمہ ہوا دروازہ کھولکر راہ فرار نا پی مردم قلعہ بھی اسے ایسا مضطرب دیکھکر اسکے نشان قدم پہ دوڑے اور قلعہ
کو خالی چھوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکنی دافر تہور و جرأت کی گردن ماری اور قلعہ کلیان کے استخلاص کی فکر مین
ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک معتبر کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم عادل شاہ
کے ارادہ پر اطلاع دی بعد گفت و شنود ایسا مقرر ہوا کہ رائچور کے اطراف مین ملاقات کرکے جو کچھ صلاح وقت
ہو عمل مین لاوین پھر سنہ ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری مین رام راج مع سپاہ تیار رائچور کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ
بحری بھی مع خیل و حشم ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے گزر کر راے بیجانگر سے ملاقی ہوا اور یہ تجویز

ہوئی کہ رام راج قلعہ رائچور اور مدگل لیکر برہان شاہ کو شولاپور پر قابض کرے پھر دونوں بادشاہوں نے اول قلعہ رائچور کو محاصرہ کرکے ایک مدت کے بعد بآسانی فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدگل نے یہ خبر سنی اسکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیجی اپنے قلعوں کو مردم معتبر کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کرکے اسکے سپرد کریں اور رام راج اپنی دارالخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجانگر کی معاونت کے باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج و بارہ اسکا شکستہ کرکے مسخر کیا اور پھر تعمیر کرکے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پھر نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصادقت اور اخلاص کے کشادہ ہوئے اور سرحد میں ملاقات کی اور لوازم عہد و پیمان کو موکد کرکے مستقر حکومت کی طرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصومت سے مبدل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک اور سلسلہ جنبانی کے باعث کہ ان دنوں حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کے استخلاص کی فکر میں پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری جو حسین نظام شاہ سے متوہم ہو کر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار میں گیا تھا اسکو حسن تدبیر سے وعدہ ہائے دلفریب پیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر سے سرفراز کرکے بخطاب و القاب سیف الدولۃ القاہرہ عضد السلطنۃ الباہرہ امیر الامراء سیف عین الملک دیگر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور رائین اور تنکری اور رائے باغ جاگیر دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ میں اسکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی میں برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اسے تخت احمد نگر پر متمکن کرے بعد اسکے شولاپور کی تسخیر میں مشغول ہووے پھر سپاہ زر تنخواہ بیجاپور سے رخصت کرکے شاہزادہ علی کو مع دو ہزار سوار نظام شاہی کے جو اسی عرصہ میں حسین نظام شاہ بحری کے سطوت اور غضب سے مفرور ہو کے بیجاپور آئے تھے سرحد کی طرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نامے مشتمل مواعید کا بڑے اشراف احمد نگر کے پاس بھیجکر انھیں شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کی طرف میل اور رغبت نہ کی حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر کمکی برہان عماد شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے بخلاف عادت سر گنج کھول کر تخمینا چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے استظہار کے سبب تنور حرب گرم کرنے میں عازم و جازم ہو کر بکوچ متواتر سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور میں جانبین سے صفوف مصاف آراستہ ہوئیں میمنہ پر عین الملک کنعانی اور انکس خان کو مقرر کرکے میسرہ یوز خان و امام الملک کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب میں قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنی ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیسا کہ اُسکے وقائع میں مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کے عرابے پیش لشکر جابجا قاعدہ سے نصب کیے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور مجرا سے خدمت کے واسطے بسرعت تمام دشمن کی طرف روانہ ہوا

اور حملۂ اول مین توپخانہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور ہراول کو جو عمدہ لشکر غنیم تھا اُسے درہم برہم کرکے فوج قلب مین
پہونچا اور حسین نظام شاہ بحری کہ مع لشکر خاصہ و فیل نامے ابراہیم عادل شاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا بجاری تمام
تلوار علم کرکے سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج جانبین اس چپک سے لڑنے لگی کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور
مثل اُس کے جنگ عجب اس زمانہ مین واقع ہوئی تھی ظہور مین آئی فوج طرفین جان سے سیر ہوئی تہ شمشیر ہوئی
قریب تھا کہ افواج غالب نظام شاہی متزلزل ہو کر متفرق ہووے کہ ناگاہ بعضے امراے نظام شاہیہ سے مثل
رستم خان دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور غضنفر خان شیرازی کے جو سیر کر ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کرکے منہزم
ہوئے تھے نشان نظام شاہی بر پا دیکھکر دآوری اپنی کی اور اپنے صاحب کی مدد کے لیے عنان ستیز اور آویز
مین پہونچے جب کہ سیف عین الملک نے دیکھا کہ اور افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادل شاہ کی طرف
سے کمک نہین پہونچی ہے بالضرورت حسب عادت اپنی کہ جس وقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ پا معرکہ مین
ایستادہ ہوتا تھا پاے ثبات زمین کین مین گڑا دیا تو بہادران فدائی کو معلوم ہو کہ سردار ارادہ بھاگنے کا نہین رکھتا ہے
مالک پر فدا ہو کر حق نمک ادا کرین یا لڑائی فتح کرین اُسوقت بھی گھوڑے سے اُتر کر میدان نبرد مین ایستادہ ہوا تھا
کہ دفعتہً ایک کوتاہ نظر نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ خبر سُنائی کہ مین نے عین معرکہ مین دیکھا کہ سیف عین الملک نے
گھوڑے سے اُتر کر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہے سلام کیا اُسکے بعد اپنی سرخروئی کے واسطے اُسکے
ہاتھ سے بیڑہ پان کا اس شرط پر لیا ہے کہ تجھے گرفتار کرکے اُسکے سپرد کرے ابراہیم عادل شاہ نے بدون اُسکے کہ تحمل
کرکے آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق و کذب مین کوشش کرے بیتابانہ گھوڑا پھیر کر راہ بیجاپور کی لی سیف
عین الملک نے جو تنہا اپنے سپاہیان خاصہ سے افواج نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین
تھا کہ فتحیاب ہو ابراہیم عادل شاہ کی خبر فرار سُنکر اُسنے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے خواہرزادہ صلابت خان کو
زخم کاری اُٹھا کر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ مین لپیٹ کر اس ارادہ سے ابراہیم عادل شاہ کے پیچھے دوڑا کہ اُسکو
بیجاپور کی روانگی سے مانع آن کر شکست کی درستی مین کوشش کرے جب ابراہیم عادل شاہ کی نظر سیف عین الملک
کے علمون پر پڑی اس گمان سے کہ یقیناً میرے پکڑنے کو آتا ہے بدحواس ہو کر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھینکا اور بیجاپور تک
اُسکی باگ نہ روکی اُسکے بعد سیف عین الملک بلدہ بیجاپور مین پہونچکر ایک اپنے معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت مین
بھیجکر عرض پیرا ہوا کہ خیر سگال اسباب اور عیال چھوڑکر مع اسپ و تھی خانہ بدوش بیک بینی و دو گوش آیا اور خیمہ و خرگاہ
نہین رکھتا کہ اُسکے سایہ مین بسر کرے اگر خزانہ عامرہ سے کچھ اعانت ہووے تاکہ اپنا سامان درست کرکے ملازمت
مین حاضر ہووے عدالت شاہی سے بعید ہوگا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی شومی و سخن نشنوی اور بیش دمی سے
جانتا تھا عطا کا دروازہ اُسکے منہ پر بند کرکے فرمایا ہمیں ایسا نوکر بے اعتدال درکار نہین ہے جس طرف تجھے منظور ہو جا
سیف عین الملک نے جو جان نثاری کے سوا کچھ تقصیر نہ کی تھی متحیر ہو کر پیغام بھیجا کہ مین نے از روے صدق و اخلاص
پٹکا خدمتگاری اور جان سپاری کا کمر جان پر باندھکر چھ سو عزیز اور ہمقوم اپنے فرق مبارک پر نثار کرکے دین و مال

و اسباب سے نہ کیا دوسرے دروازے پر جانے کی تمنا نہین رکھتا بیت جز آستان توام درجہان پناہے نیست
سر مرا بجز این درحوالہ گاہی نیست * اس صورت مین اگر عدالت پناہ چاہین یا نچاہین ہم چاکر اور غلام ہین
دوسری سرکار مین نہ جاوینگے اور جو اس پیغام اخلاص اشتمال نے بھی رائحہ سرکشی کا ابراہیم عادل شاہ کے دماغ
مطلب مین پہونچایا ایلچی کو طمانچہ مارکر دربار سے نکال دیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہوکر اپنے اصحاب حل و عقد
سے مشورہ کیا مرتضیٰ خان انجو اور میرزا بیگ سیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفق اللفظ و المعنی
ہوکر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت مین دوبارہ عرض و التماس کا یارا نہ رہا صلاح وقت یہ ہے کہ ولایت مان
مین جاکر محصول حریف کا معرض وصول مین لاوین اور ساز و سلب اپنا درست کرین جب لشکر عادل شاہی ہمارے
استیصال کے واسطے مامور ہووے جس طرف مناسب جانین روانہ ہووین سیف عین الملک کو یہ رائے پسند آئی
اسی دن بیجاپور سے کوچ کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک سردار کو مع پانچ ہزار سوار
اسکے دفع اور اخراج کے واسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت مان کے کنارے پہونچا صلابت خان بلا اجازت
سیف عین الملک مسلح ہوکر اس سے آتش کارزار افروختہ کرکے عدالت پناہ کی فوج کو بحال ابتر ہزیمت دیکر اسکے
فیل و اسپ پر متصرف ہوا اور سیف عین الملک نے قوی تر ہوکر دندان طمع فصل ربیع پر بھی مارا اور پرگنات جاگیر کے
سوا ولایت مرج و کلہر وغیرہ پر قابض و دخیل ہوا ابراہیم عادل شاہ نے دوبارہ اسکے قلع و قمع کی فکر مین دس ہزار سوار و
پیادہ آراستہ کرکے دلاور خان حبشی کے ہمراہ جو آخر مین وکیل السلطنت ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا تھا تعین فرمائے اس دفعہ
سیف عین الملک اور صلابت خان بعزم جنگ افواج آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کے نواح مین دلاور خان جنگجو سے
دوبدو ہوئے اور خوب تلوار چلی طرفین کے بہادرون نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اٹھا نہ رکھا آخر کو دلاور خان مجروح ہونے سے
لاچار ہوا سیل خون اسکے سر و رو سے جاری ہوئی پھر میدان کین مین ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤن قرار کا جگہ سے اٹھا یا
راہ فرار نا پائی سب فوج درہم و برہم ہوگئی دلاور خان ایک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع
فوج چار کوس تک تعاقب کیا عادل شاہی کے بہت لوگون کو مرکب حیات سے خاک ممات پر ڈالا اور بے مقدار
اسباب اور اموال اور اسپ و فیل و شتر دستیاب کرکے مالامال ہوا کہ شکستگی اور نقصان اپنا جیسا کہ چاہیے ہو درست
کرکے قوی حال ہوا اور فوج و حشم تازہ فراہم کرکے پانچہزار سوار خوب دو اسپہ و سہ اسپہ اور فیل اور توپخانہ بہم پہونچایا
ابراہیم عادل شاہ تیسری مرتبہ پچیس ہزار سوار مرتب کرکے فیل و توپخانہ جنگی ہمراہ لیکر خود اسکے دفع کے واسطے سوار ہوا جب نہر
ولایت مان پر پہونچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ آراستہ کرکے قصبہ مان مین مقیم ہے اور نہین بھاگتا چند روز
دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک یہ چاہتا تھا کہ لشکر کو فراہم لاکر بھاگنے سے مستعد ہوا تھا بادشاہ کے توقف
و اقامت سے اپنے تئین صاحب وجود جانکر فسخ عزیمت کی اور شیر نر کی طرح جنگ پر آمادہ ہوکر تین روز
پیہم اور متواتر افواج آراستہ کرکے ابراہیم عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف آتا تھا اور پلٹ جاتا تھا اس پریشانی
سے لشکر عادل شاہی کے وضیع و شریف تینون دن مسلح اور مکمل ہوکر صبح سے شام تک گھوڑون کی پیٹھ پر سوار

رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہوکر خیمہ و خرگاہ کی طرف جاتے تھے جب چوتھے دن سیف عین الملک صفون کو
آراستہ کرکے متوجہ ہوا مردم عادل شاہی اس دن کو بھی روزہاے سابق کی طرح تصور کرکے اپنے مقام سے
نہ ہلے ہر چند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آپہونچا کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور نہ
ہتھیار اور ساز نہ باندھتا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک کے نمودار ہوئے ابراہیم
عادل شاہ نے ناچار ہوکر بغیر اسکے کہ حزم و احتیاط کرکے فوج کو آراستہ کرے دشمن کی طرف روانہ ہوا اور
سیف عین الملک نے اسکے مقابلہ اور مقاتلہ سے ہراسان ہوکر مشیرون سے مصلحت پوچھی سب کی یہ راے
ہوئی کہ جس فوج کے ساتھ چتر پادشاہی ہو اس سے مقابلہ نکرنا چاہیے مرتضی خان انجو کہ سید پر غرور تھا اور
سیف عین الملک مریدون کے مانند اس سے سلوک کرتا تھا وہ بولا کہ چتر اڑتا نہیں اسکا ملاحظہ بیجا ہے اس شگون
کو فال نیک سمجھکر بعزم رزم گھوڑے جولان کیے اور پانچہزار سوار ایک جگہ جمع کرکے فوج عادل شاہی کے
میمنہ اور میسرہ کو نظر غور سے دیکھا جس مقام مین کہ چتر نمایان تھا حملہ آور ہوا اور مولف کتاب نے میرزا بیگ سپاہی سے
جو اس معرکہ مین شریک تھا سنا کہ جب سیف عین الملک نے گھوڑا جولان کیا پانچہزار جوانان یکدل اسکے ہمراہ
تھے ایکدم تبہ گھوڑون کو چلو دے کر ابراہیم عادل شاہ کی فوج خاصہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اہالی قلب اس
حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور ابراہیم عادل شاہ نے بیجاپور پہونچکر قلعہ مین دم لیا اور چتر اور فیل اور توپخانہ
اور اثاثہ شاہی کہ اسکے ہمراہ تھا سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور فلک کی نیرنگی سے خلل فاحش اسکی دولت مین
ظاہر آیا اور وہ موضع نوردہ مین کہ بیجاپور سے دو کوس ہے نزول کرکے اکثر ولایت عادل شاہ پر متصرف ہوا اور فوج
ہمراہی اسکی ہر روز شہر کے باہر تاخت لاکر انواع مزاحمت پہونچاتی تھی اور غلہ اور آذوقہ متحصنون کا بند کیا چاہتی تھی
عادل شاہ نے اسکے سوا اور علاج ندیکھا کہ رام راج کو اپنا شریک ممد و معاون کرکے اس فساد کے نائرہ کو بجھاوے
آخر اسے سات لاکھ ہون بھیجکر کمک طلب کی رام راج نے اپنے بھائی تنکنادری کو لشکر انبوہ کا سپہ سالار
کرکے دفع اعدا کے واسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے اسدخان لاری کی تقلید کرکے چاہا کہ لشکر بیجانگر پر شبخون
مارون اور تنکنادری نے یہ امر دریافت کرکے تاکیداً اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب خرد و بزرگ ہوشیار ہوکر ہر ایک
ایک چوب ساڑھے دس گز کی لانبی بہم پہونچاکر اسکے سر پر گودڑ تیل مین چرب کرکے لپیٹین اور رات کے وقت جب
غوغا بلند ہووے سب کو ایکبارگی روشن کرین سیف عین الملک اس تدبیر سے غافل ہوکر دہ ہزار مرد اہل نبرد اپنے
اپنے لشکر سے انتخاب کرکے باتفاق صلابت خان شبخون پر آمادہ ہوا اور جب بیجاپور سے تین کوس پر بیجانگر کی فوج پہ
شبخون لیگیا اور مارا مار کرتے اردو مین در آیا ہندون نے بہ نہج مذکور اپنی مشعل روشن کرکے شب تیرہ کو روز پرنور کے
مانند کردیا ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا اس وقت بیجانگر کے پیادون نے چارون طرف سے ہجوم
کرکے ضرب چوب و سنگ تیر و تفنگ سے طرفۃ العین مین تخمیناً ہزار جوان ہلاک کیے سیف عین الملک اور
صلابت خان نے بصد محنت اس سیل فنا اور غرقاب بلا سے برآمد ہوکر راہ فرار پائی اور سراسیمگی سے اپنے لشکرگاہ

کا راستہ بھولکر اور طرف جا پڑے اس سبب سے اسکی تمام فوج متفرق ہو گئی جدھر سینگ سمائے ادھر راہی
ہوئے دو سو آدمیون سے زیادہ اسکے ہمراہ نرہے اور جب تین پہر رات گذر گئی اور سیف عین الملک ظاہر نہوا خبر
اُسکے قتل ہونے کی منتشر ہوئی اسکے لشکر کے اعلیٰ ادنیٰ بیدل ہو کر کافور ہوئے جب طباشیر صبح نے انتشار کیا
عین الملک وہان پہونچا اور اپنے اردو سے نشان نپایا انھین آدمیون کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کی طرف آوارہ
ہوا اور مان کے راستہ سے ولایت نظام شاہیہ کی طرف نکل گیا توفیق الٰہی سے انجام حال و مآل اُسکا
قضایاے نظام شاہیہ کے ضمن مین مذکور ہوگا اور ابراہیم عادل شاہ انھین دنون مین امراض متضادہ یعنے
ناسور مقعد و بواسیر و ذرب الامعا اور تپ مطبقہ اور دوران سر مین گرفتار ہوا بہت اطباے ہند کہ اسکے معتمد علیہ
تھے جب کسی کا معالجہ اثر پذیر نہوتا تو اسکو مار ڈالتا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اسکے جملہ اطبا نے ولایت سے
جلا وطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کرکے دوکانین بند کین اور اسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا
اور شہور سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ اسکا قصبہ کوکی احاطہ
شیخ جنید جدری مین لیجا کر اسکے باپ دادا کے پہلو مین مدفون کیا اور اُس سے دو فرزند اور دو بیٹیان باقی
رہین ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند طہماسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اسکا ہے بیٹیان
بابا لاڈلی بی بی زوجہ علی برید اور ہدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ تھے۔

ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین خام سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتے ہین کہ علی
عادل شاہ عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب تمیز ہو کر سن رشد
کو پہونچا اسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر
کے مذہب سے بیزار ہو کر دین حق یعنے مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد و زاہد اور عارف اور
خائف اور کثیر السکوت یعنے بہت کم سخن اور دائم التفکر تھے اختیار کیا اور شعار رد و رفض برطرف کرکے اُس سے
ایک اثر نچھوڑا علی عادل شاہ کہ اُس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نکر سکا عرض پیرا ہوا جو دین
آبا کا ترک پسندیدہ ہے تو لازم ہے کہ تمام بنی آدم انبیا کرین ابراہیم عادل شاہ نے غیظ مین آنکر استفسار فرمایا کہ تیرا
کیا مذہب ہے اُس نے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم دانا ہے
ابراہیم عادل شاہ اُس کی ہمزبانی اور اُس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادل شاہ شیعہ ہے
اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کرکے علماے ہند سے فتوی لیکر اُس مسکین کو
قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بخاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کے واسطے کہ عہد شباب کو پہونچا تھا مقرر
کیا قضا را وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کے ملاحظہ سے آپکو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اس واسطے علی

عادل شاہ اُسکو معزز اور گرامی ترجان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقاً اُن دنون مین ایک
جماعت مقربان ابراہیم عادل شاہ نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ مخفی ہمزبان ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم
عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کرکے اُسکے بھائی شاہزادہ عبداللہ کو جانشین کرین اور خطبہ بنام ائمہ
اثنا عشر پڑھین اور چاشنی گیر نے کہ سنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کے ارادہ سے مطلع ہوکر نا
موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین
خوان سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور ہر چند یہ خبر بھائی کی عدالت پناہ پر واضح تھی مگر بھی
واہمہ غالب ہوا اور جسوقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی تفرج کے واسطے تشریف لائے وہ مع مال خطیر بھاگ کر
بندر گووہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اُس سے بھی متوہم
ہوئے اور اُسے مع معلم قلعہ مرچ کی طرف بھیجکر سکندر خان قلعہ دار کو اُسکی محافظت کی تاکید کی اور اس بارہ مین
حکمنامہ تحریر فرمایا اور یہ بھی حکم دیا کہ روافض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط نکرنے پاوے مگر حسن اتفاق سے داور
اُسکا داماد کامل خان دکنی کہ اسمعیل عادل شاہ کے نمک پروردہ اور شیعہ مذہب تھے بدل وجان کوشش
کرکے اُسکا خدمت اور عبودیت علی عادل شاہ کا کمر ہمت پر باندھ کر اُسکی استرضای خاطر مین کوشش کرتے تھے
اور جب ابراہیم عادل شاہ صاحب فراش ہوا اور دور و نزدیک کے آدمیون کو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت
ہے علی عادل شاہ خود ہر نماز کے وقت منبر پر جا کر اذان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہے کامل خان دکنی کو مامور
کرتا تھا کہ بدین صورت ساتھ موذنی کے قیام کرے اور ابراہیم عادل شاہ حالت بیماری اور شدت مرض مین داد
اخبار وحشت آثار سنکر چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے شاہزادہ طہماسپ کو اپنا جانشین کرے جب یہ دریافت ہوا
کہ بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ وہ بھی اس سے سو درجہ زیادہ شیعہ گری کا دم بھرتا ہے نہایت غمگین ہوا اور
فرمایا کہ مین عمداً عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ مین سونپون اُسے بھی قلعہ بلگاوان مین بھیجکر محبوس کیا
اور مہمات شاہی تا و بیچون کی تقدیر کے حوالہ کیے اور جب اصحاب عقل و تمیز ابراہیم عادل شاہ کی زندگی سے مایوس
ہوئے محمد کشور خان کہ بعضے پرگنون کی تحصیل اس سے رجوع تھی مع زر خطیر علی عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور
سکندر خان کو لکھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا خورشید حیات لب بام ہی احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضے مردم دولتخواہ اور جاگیر دار
حوالی و حواشی حصار بلگاوان سے شاہزادہ طہماسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی بنیاد ہووے الا فہم کہ
علی عادل شاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر کھینچ تو قصبہ مرچ مین مقام کرے اور خلقت اس سے رجوع
کرے اور جس وقت ابراہیم عادل شاہ کا پیمانۂ حیات آب فنا سے لبریز ہوکر لوٹے اور یہ خبر تحقیق اسکے گوش زد
ہووے مع لشکر سعادت و اقبال دار الملک کی طرف توجہ فرماوے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر اور آفتاب گیر
اور لوازم شاہی بہم پہونچا کر کامل خان دکنی نے اپنے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے بر آمد کیا اور کشور خان کہ پہلا
لے بلا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زر کثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہ سالاری سے سرفراز ہوا اور از روئے انائی

آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے
اطراف کا بسرعت تمام شہزادہ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دارالسلطنت کے بھی لاکھون آدمی مجلسی یعنی
درباری اور خاصہ تحصیل بتعجیل اس سے جاملے اور جب انھین دنون مین ابراہیم عادل شاہ اس سرای فانی سے کوچ
کر کے دارالبقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجاپور مین رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان
ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد ثنا و ایثار علی عادل شاہ کو محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجاپور سے
ایک کوس پر ہے پہنچا کر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجا لائے سن بعد اس
ساعت سعید مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی بیجاپور مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا و اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور
سیر دن شہر جب انعام مین کہ اول اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ ایجاد فرمایا اور اُسکا نام شاہ پور رکھا اور اپنے اجداد
عالی جاہ یوسف و اسمعیل عادل شاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کر کے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الی
یوم المحشر پڑھا اور لفظ علیاً ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے وظائف
یعنی یومیہ مقرر کر کے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بار عام کے وقت بے اندیشہ اپنے کام مین باواز بلند مشغول رہنا
اور سادات اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر اُنکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہمگی ہمت مردان خوب کی گرد آوری
مین کہ مراد دانشمندان ذی عقول اور مرد میدان کارزار اور معقول سے ہے مصروف کی تا خلل انتظام مین نہو اور تھوڑے
عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال متعدین اُسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجاپور رشک
ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اسے بطریق ارث پہونچا تھا اور اسمین ڈیڑھ کرور ہون تھے عرصہ
قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری اور دیہی اعالی و ادانی پر خرچ کیا اور سب اُسکے خوان مائدہ فیض کا
پس خوردہ لیگئے ازبسکہ سحاب کرم اس بحر عطا کا شب و روز کہ دمہ کے کشت زار تمنا پر برسا سب کی آرزو کا کاسہ
اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال و آز و احتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور
دیدہ صورت گدا دیکھنے کے ندیدہ ہوئے عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ حاصل مملکت نے ترقی
اور افزونی قبول کی اور تسخیر کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری
رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل اور ورنگل اور کلیانی اور شولاپور اور دولی اور دھارور و چندر کوٹی مع اور پرگنات
کثیر کہ کسی زمانہ مین بیجاپور سے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح ہوئے تھے حکمت عملی سے بے تعب مشقت
اُنپر متصرف ہو کر دائرۂ مملکت کو وسیع تر کیا اور اس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق
اور حکمت مین استاد سے درس کی تحصیل اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع
خوب لکھتا تھا اور نوشتون کے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت
تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حقیقت
سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران سرآمد زمن سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور

ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا بیت مائیم و ہمین زمزمۂ عشق فغانے ✤ پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان
بود ✤ اور ابتداے سنہ جلوس مین جب اُسے منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے
برآوردہ کرے محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی
بچھائی اور محمد حسین صدیقی اصفہانی کو احمد نگر مین روانہ کرکے یگانگی اور موافقت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج
بھی سرگرمیان دوستی سے بگور دہ کرکے ایلچیون کے اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور
مبارکباد جلوس کے واسطے انکے ہمراہ کرکے متقضی المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور
عنایات سے پیش نہ آیا اور کسیکو تہنیت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ خبر رابطہ رام راج سنکر اور متقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت
کی علی عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک ان خللون کے جو اسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف
رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقۂ آشنائی جاری کیا یہان تک کہ جب اس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور
محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرات اور دلیری کرکے اسکی عزا پرسی
کے واسطے سو سوار ہمراہ لیکر کہ ان مین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین
حاضر ہوکر لوازم عزا اور پرسش بجا لایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اُسے پہنا کر لباس ماتمی تبدیل کروایا اور
رام راج کی زوجہ جو اچی راے کی نسل سے تھی اُسنے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نہ کیا اُسے اپنا فرزند کہا
اور تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش پہونچائے اور اُسکی اعانت اور امداد کے بارہ مین
تعہد کیا اور جو رام راج نے روز وداع شرائط مشایعت مین قیام نہ کیا اپنے بھائیون اور اپنے قریبون کو اس امر پر
مامور کیا تھا آنحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اُسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضاے
وقت ظاہر نہ کرکے فرصت کا منتظر تھا یہان تک کہ سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین اپنا کام درست کرکے بیجاپور کی طرف
معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہے کہ قلعہ شولاپور و کلیانی اس خاندان سے
تعلق رکھتا تھا اور جب بحسب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین اس سرکار مین اختلال کلی بہم پہونچا وہ دونون قلعہ
نظام شاہیہ کے تصرف مین درآئے اگر آپ کو محبت اور دوستی مدام رکھنی مدنظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کہ اسکے لین
اور جو دونون کا دینا دشوار ہو کلیانی کے خیال سے گذر کر اس مخلص کو ممنون فرماوین اور شاہ حسین انجو نے کہ
حسین نظام شاہ بحری کے مصاحبین سے تھا ہر چند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کرین سود مند نہوئی
بلکہ روز بروز نائرہ فتنہ و فساد افروختہ تر ہوتی تھی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے سید علی ایلچی کو مجدداً
احمد نگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اسکا یہ ہے کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور کیک کی نسبت شیوۂ شاہان
عاقل نہین ہے اگر انجام امور پر خیال کرکے دونون قلعہ مخلص کے سپرد کرین بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہے
اور نہین یقین سمجھین کہ ہماری افواج بحر امواج کی نہضت سے بہت خرابیان رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی
اور فتنۂ عظیم برپا ہوگا ابیات چنان کار خود را بحکمت برداج ✤ بدہ تا نباشد بجنگ احتیاج ✤ بہ حکمت توان کار بستہ

ساختن ٭ کہ برکوہ نتوان فرس تاختن ٭ بسے مصلحتہاست در خسروی ٭ کہ گردد ازان دین و دولت قوی ٭
حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اسکا خوب نہین زبان پر لایا علی عادل شاہ
بھی ناراض ہوا اور اپنے علم کو کہ زرد تھا بروش نظام شاہیہ سبز کر کے یہ پیغام دیا کہ اگر تجھسے ممکن ہو سکے اپنا
نشان جو نصرت کی نشانی ہے مجھسے لے کس واسطے کہ دکن مین دستور ہے کہ ایک کے نشان کو دوسرا استعمال نہین کرتا
مگر وہی شخص جو اس حیلہ سے لیا جاے اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کے سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ
سے رکھتا تھا پریشان خاطر ہوکر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادل شاہ نے بھی سنہ نوسو چہتر ہجری مین
رام راج کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور باتفاق اُسکے احمد نگر کی طرف نہضت کی اور مضمون اذا دخلوا قریۃ
افسدوہا دقوع مین آیا پرندہ سے جنیر تک اور احمد نگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نرہا اور کفار بیجانگر
نے جو سالہاے دراز سے اس منصوبہ مین تھے دست ظلم دراز کر کے وہان کے باشندون کے کاشانہ عیش مین
خاک کی درت ڈالی اور مساجد اور مصاحف کو جلایا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فرو گذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ
بحری قوت مقابلہ اپنے سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور بھی اعیان
دولت کی صلاح اور مشورہ سے پٹن کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادل شاہ کے سپرد کر کے اُسی
سال منازعت کی شطرنج لپیٹی اسکے بعد علی عادل شاہ اور رام راج اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوے
اور حسین نظام شاہ بحری نے انھین دنون مین جشن شادی کر کے بی بی جمال کو قطب الملک کے سپرد کیا
علی عادل شاہ نے ناچار پیشتر محمد کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کو بیجانگر بھیجکر رام راج سے استعانت
کی اور جب وہ بلا تامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجاپور کی طرف راہی ہوا پھر دونون
باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے ابیات ز لشکر جہان آنچنان گشت پر ٭ کہ از تنگی جسر
بشکست در بسیاری لشکر بے ہراس ٭ ز عالم برافتاد رسم قیاس ٭ اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین
پہونچے ابراہیم قطب شاہ نے شیوہ ستودہ مروت خوش طبع کا ہاتھ سے دیا کوئی دقیقہ نامردی اور بے مروتی سے فرو گذاشت
نہ کیا یعنی باوجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کر کے رام راج اور علی عادل شاہ سے جا ملا حسین نظام شاہ بحری
صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو مین نہ دیکھا صلاح توقف مین نہ دیکھی بسرعت تمام احمدنگر
کی سمت روانہ ہوا اور بعد الست پیادہ تعاقب مین تاراج کنان اس بلدہ کے اطراف مین پہونچے حسین نظام شاہ
تختگاہ کے قلعہ کو ذخیرہ و آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے استحکام دے کر جنیر کی طرف راہی ہوا اور شاہان مذکور احمدنگر
کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف مین جو انہین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون
مین نظر نہ آیا اور کفار بیجانگر نے کبھی قلع اور قمع اور عمارات کے منہدم کرنے مین تقصیر کی انواع فساد ظہور مین
لائے اور خانہ خدا مین بیٹھا اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسپر بھی باز نہ آئے
اور منبر ہاے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا ابیات شہر و بازار احمدنگر ٭ شد از صدمہ قہر زیر و زبر ٭ گشتہ

طعمہ چیلہ پاسے * نمازند اندران مرز چیزے بجاے * اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سے قلت حصول غلہ اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش کم ہو گئے ظفر قرین مین بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کی طرف عزیمت کر کے غلہ اور جمیع ما یحتاج قلعہ بندون کو پہونچاتا تھا اور استمالت دیا نہین چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہووین علی عادل شاہ نے ان امور کو بدلائل و براہین دریافت کر کے رام راج سے کہا کہ احمدنگر کے محاصرہ مین بہت طول ہو البتہ شولاپور کا لینا آسان ہو اس بارہ مین بہت فہمائش کی اور جسطور کہ ممکن ہو سکا اس موضع سے باتفاق کوچ کیا اور جب پانچ منزل راہ طے ہوئی کشور خان نے کفار بیجانگر کی تعدی بیجا اور غلبہ مشاہدہ کر کے عدالت دستگاہ سے کہا محاصرہ قلعہ شولاپور اس وقت مناسب نہین ہو کس واسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہو کہ رام راج اسمین طمع کر کے ہمکو دخل نہ دیگا بلکہ طمع اور ممالک مین بھی کر کے فتنہ عظیم برپا کریگا بہتر یہ ہو کہ فسخ عزیمت کرین اور صبح کو نلدرگ مین جا کر قلعہ نہایت استحکام سے تیار کر کے اسکے استظہار سے بتدریج و آہستگی تمام قلعہ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادل شاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا رام راج کو نلدرگ کی طرف لیگیا اور اس مقام مین کہ زمانہ سابق مین کل بسریا دشاہ منددو نے قلعہ تیار کیا تھا اسکے کچھ آثار و علامات ابھی ظاہر تھے رائے ظالم کی رائے سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات مین ولوا سین اسکی کنج اور پتھر سے تیار کروائین اور اسکا نام شاہ درگ رکھا پھر تینون بادشاہ آپس مین رخصت ہوئے قطب شاہ اور رام راج اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بیجاپور کی طرف تشریف لائے لیکن رام راج بے ابتہاج نے اسی سال تقضائے اقتدار لنسیتہم نی بحر بیہم نی طغیانہم یعمہون پردہ شقاوت اپنے دیدہ بصیرت پر ڈالکر کافران ظالم کی طرح میدان طغیان مین مرکب عدوان کو جولان دیا اور شجرہ دولت کو اپنے تیشہ و ما ظلمنا ہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون سے قطع کیا اور چند امر کہ شاہ عدالت پناہ کی طبیعت کے خلاف تھے بلکہ موجب نفرت تھے ظہور مین پہونچائے بیت دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر کای نور چشم من بجز از کشتہ ندروی * شعر بیت ادبار ایام نے سزا اسکے اعمال ناشایستہ کی اسکے آغوش مین رکھی اور جیسا کہ چاہئیے روے زمین کو ارباب شرک و ظلام کے خون سے دریاے جیحون کیا * بیت گر از کوہ پرسی بیابی جواب کہ شاخ خطا میوہ ناید صواب * شعر انگیز مردم سوے شر رود * چو کژدم کہ در خانہ کمتر رود * بد اندیش مردم بجز بد ندید بیفتاد در چاہ چون خود نہ دید * قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کی اس نہج سے مرقوم ہوئی ہو کہ جب پہلی مرتبہ علی عادل شاہ حسین نظام شاہ کے جھگڑے سے بتنگ آیا ناچار رام راج کو طلب کر کے بشرطیکہ اس سے کی کہ کفار بیجانگر عداوت دینی کے سبب اہل اسلام کو مضرت جانی نہ پہونچائین اور انہین دستگیر اور گرفتار نکرین اور مساجد اور معابد ویران اور مسمار نکرین اور مومنون کے ننگ و ناموس کے متعرض نہووین لیکن خلاف اسکے ظہور مین آیا کفار نا بکار نے بلدہ احمد نگر مین جا کے مسلمانون کی تخریب و تعذیب و ہتک حرمت مین کوئی دقیقہ نا مرعی نچھوڑا مسجدون مین بت پرستی کرتے تھے اسپر راگ لاتے کرتے دیا کرتے تھے گانے لگے اور رعایا اور سپاہ جبر سکر نہایت رنجیدہ ہوتے تھے چونکہ قدرت مخالفت کی نرکھتے تھے طرح دیتے تھے اور علاوہ اسکے رائے بیجانگر اس سفر سے مراجعت کر کے شاہان اسلام کو جبرا ضعیف سمجھکر انکے ایلچیون کو اپنے دربار مین آنے نہ دیتا تھا اور جو

کبھی بر سر عنایت ہوتا تھا اُنسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت اجازت بیٹھنے کی ندیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا گھوڑے کو تازیانۂ تکبر اور تجبر مار کر انھیں ہمراہ رکاب پیادہ پا اور دلی مین دوڑاتا تھا اور بعد انتظار بسیار حکم سواری دیتا تھا اور ماورائے اسکے جب دوسری مرتبہ احمدنگر سے کوچ کر کے نلدرگ کی طرف متوجہ ہوئے تو اسکے خاص و عام اُردو کے مسلمانون سے بمزاح و تمسخر پیش آتے تھے اور استہزار کر کے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور جب کہندرہ کے اطراف مین پہونچا از راہ نفسانیت ممالک عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کے لینے کی نیت کر کے تلنگانہ وڑی کو مع لشکر گیا کر مجاسب وہم اور تجنی گمان جسکے حصر و احصا سے عاجز تھے دونون بادشاہ کی ولایت تسخیر کرنے کے واسطے مامور کیا اور یہ دونون بادشاہ اس وقت نظام شاہ کو دشمن جانتے تھے اور طاقت تلنگانہ وڑی کے مقاومت کی نرکھتے تھے ناچار ہوکر ہر ایک نے کچھ اپنی ولایت سے اُسے نذر کر کے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادل شاہ نے ولایت اتکیر اور باکری کو دیکر صلح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کویل کندہ اور پانگل اور دکنتور تلنگانہ وڑی کے سپرد کر کے اس حیلہ سے اپنی تمام ولایت محفوظ رکھی اور جب رام راج نے شاہان اسلام پر تفوق اور غلبہ جیسا کہ چاہیے بہم پہونچایا تھا ویسا ہی نے قلعہ پورکل موسوم پرنکتی مین اعلام حرامخواری اور بغاوت بلند کیے اور چونکہ مکان اُسکا قلعہ مین تھا بھائی اور جشن کے بہانہ ایک جماعت کثیر اپنے اعوان و انصار کو اس مین لیجا کر اس جماعت کی حمایت سے اور بعضی فوج قلعہ کے موافقت سے تھانہ دار کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نے بیجانگر کے قریب جوار اور رام راج کے توہم کے سبب استرداد اور استخلاص من حصار کا معرض تو قف اور التوا مین ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسرے سال جب قصبۂ نورکل مین قلعہ شاہ درگ المشہور بہ نلدرگ کہ گچ و سنگ سے نہایت مستحکم اور برج و بارہ اسکا مثل عروج اقبال خسروان عالی مقدار سر بہ اوج فلک کھینچے ہوئے تھا اور گہرائی اسکے خندق کی خردمندون کے اندیشہ وقت پیشہ کے مانند گاؤ و ماہی ارض کے قریب پہونچی تھی پورا تیار ہو گیا تو شہریار عدالت آئین عازم انتقام ہو کر بمقتضائے آیۂ کریمہ الذین آمنوا و ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت اپنی جہاد کفار بیجانگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلا کر بہ طریق و شاورہم فی الامر انجمن شوریٰ کی منعقد کی ابیات خدیو جہانگیر لشکر شکن ٭ پئے مشورت ساخت یک انجمن ٭ ز درج سخن بر ہنر پروران ٭ بدست و زبان شد جواہر فشان ٭ سخن راند ز اندازۂ کار خویش ٭ ز فیروزی خویش و پیکار خویش ٭ کہ تا چند بدخواہ نا اعتمید ٭ شتابد سوئے تیم چون بمقصد امید ٭ بیندیشم تدبیر این کار چیست ٭ کہ بر کار بیگانہ باید گریست ٭ الغرض خردمندان صاحب رائے اور وزرائے عقدہ کشائے مثل محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر مشورت سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ رائے جہان کشائے حقائق انجلا سے کل نسخۂ قضا و قدر اور تفسیر البدل جام جہان نما ہے عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہین ہے لیکن چونکہ حکم جہان مطاع سے تہا ذکر با سود الا دب ہے اگر حکم اشرف شرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہے مسامع قدسی جوامع مین پہونچا دین کہ جو کچھ کفار بیجانگر کے دفع کے بارہ مین اور انکے نہال دولت کے قلع و قمع مین خاطر نصرت مظاہر مین پہونچا ہے عین صلاح و صواب ہے لیکن اگر

سوئم

بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہی کس واسطے کہ رام راج مزید لشکر اور وفور حشم مین اتصاف اور اختصاص
رکھتا ہی اور زر حاصل اُسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت قلعون اور بلاد پر ہی بارہ کرور ہون تخمیناً خزانہ عامرہ مین
داخل ہوتا ہی اور صولت اور سطوت اُسکی تمام دکن مین سمائی ہی ایسے شخص سے تنہا مجادلہ کرنا ضرر کے سوا نفع نبخشیگا
لازم ہی کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کرین اور بساط خصومت درمیان سے لپیٹین علی عادل شاہ نے
زبان اہل رائے کی تحسین و آفرین مین گویا کی اور محمد کشور خان کو اس امر مین مختار کیا اور اُسنے پہلے ایک ایلچی
علی عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار مافی الضمیر کیا اور وہ بھی کفار بیجانگر کے ہاتھ سے
نہایت رنجیدہ تھا متعہد ہوا کہ درمیان علی عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہوکر آپس مین دوستی یکرنگ پیدا
کراویگا اور قلعہ شولاپور کو کہ موجب نزاع ہی حسن تدبیر سے علی عادل شاہ کے متعلق کریگا پھر مصطفے خان اردستانی کو کہ
سید صحیح النسب اور اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا بیجاپور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ اُس بارہ مین جو پیغام کیا ہی پورا
مستعد ہو تو وہان سے احمدنگر جاکر تمہید مقدمات دوستی مین مشغول ہووے چنانچہ مصطفے خان اردستانی علی عادل شاہ کے
دربار مین حاضر ہوکر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور جب اُسے مصر اور مجد دیکھا احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ
بحری سے ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کے عہد مین تمام عرصۂ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا کبھی اہل اسلام غالب ہوتے
تھے اور کبھی کفار بیجانگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنیہ بساط منازعت بلقائی چن کر ساتھ اُس جماعت
کے مواسا اور مدارا کرتے تھے اب کہ ولایت دکن چند آدمیون پر منقسم ہوئی ہی طریق عقل وہ ہی کہ سلاطین اسلام
متحد ہوکر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھین تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے اور
دست تغلب اور غلبہ رائے بیجانگر کا کہ جمیع راجہاے کرناٹک اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہین دامن ممالک
اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ ودائع بدائع خالق ہی رام راج کی شر سے کہ نہایت قوی اور دلیر ہی
اور اس ولایت مین ماسر آنکہ نہایت چیرہ ہوا ہی محفوظ رہے اور مسلمانون کے مکانون کو اس سے زیادہ تر
نشیمن گاہ کافران نکرنا چاہیے حسین نظام شاہ بحری سید معزی الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ ہوا
اور اُسکی رائے پسندیدہ پر شناخوان ہوا اور سید معزی الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت اللہ
قاینی کہ اعیان احمدنگر سے تھے حرف وصلت اور خویشی مذکور کرکے یون مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اپنی صبیہ چاند بی بی
سلطانہ کو علی عادل شاہ کے عقد ازدواج مین دلادے اور قلعہ شولاپور اُس کے سپرد کرے اور علی عادل شاہ
اپنی بہن ہدیہ سلطانہ کو شہزادہ مرتضی بڑے بیٹے نظام شاہ بحری سے منعقد کرکے بساط یکجہتی بچھاوے کہ باتفاق
تینون بادشاہ مسلمان رام راج کے استیصال کے سر پر فوج کش ہووین اور بتوفیق جبار شدید الانتقام اُسے
سزاے عجب و تکبر سے آگاہ کرین اور ملا عنایت اللہ قاینی نے ہمراہ مصطفے خان اردستانی برسم رسالت بیجاپور مین جاکر
عہد و پیمان کو بسوگند ہاے مغلظہ مستحکم اور مشید کیا اور ایک تاریخ مین دونون طرف سے جشن اور شادی کا فرش
مفروش ہوا اور احمدنگر تک بآئین تکلفات آئینہ بند کیا اور اس جشن دلکشا مین تمامت آرزو سے ہر کامجوئی نے

شجاعت ہر گونہ اور مقاصد و مطالب کی آرایش پاکر داماں آرزو مندوں کے حجلۂ خاطر میں عروس مقاصد کنار میں آ گئے
ابیات فرو ریخت چون قطرہ ز ابر بہار + ز بر گوہر و لولوے شاہوار + ز بس گوہر و زر کہ افشاندہ شد + ز برجیس نقش
دست با ماندہ شد + اور جب سامان بیشتر باقی آن در بلدہ میں انجام کو پہونچا چاند بی بی سلطانہ بیت الشرف
بیجاپور میں داخل ہوئیں قران السعدین حاصل ہوا اور یہ سلطانہ نے ساحت احمدنگر کو ساتھ نور موفور السرور
اپنے کے منور کیا قران زہرہ اور مشتری ہوا بعدہ علی عادل شاہ استرداد سرکشان اتیکیر اور باکری اور استخلاص قلعہ
رایچور اور مدگل کی فکر میں ہوا اور ایلچی رام راج کے پاس بھیجا بحال ند کو طلب کیے رام راج نے ایلچی سے
درشتی کی اور اسے دربار سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اس کافر مغرور کے استیصال میں کوشش فرمائی اور
حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے اتفاق سے نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ سنہ ۹۷۲
نوسو بہتر ہجری میں بسبب وعدہ بیجاپور کے حوالی میں چاروں بادشاہوں نے آپس میں ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول
سنہ مذکور میں گیسوے رایات فتح آیات کو دست توفیق سے شانہ ظفر کرکے اور روے نصرت آئینہ شمشیر میں دکھا کر تخت
بلند شاہدہ فرما کر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا ابیات سران سپہ رایت افراشتند + رہ رزم با عالم برداشتند +
ز لشکر کہ عرصش بفرسنگ بود + بیابان بہ نخچیر بر تنگ بود + ہمہ روے صحرا شدہ نو بہار + ز رنگین علمہاے گوہر نگار +
اور بعد طی مراحل اور قطع منازل جب بالکوندہ میں جو لب دریاے کشنہ واقع ہے محل نزول لشکر اسلام پیروں کا ہوا
چونکہ وہ حدود علی عادل شاہ سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت یعنے عادل شاہ مجدداً ان دونوں بادشاہوں کا میزبان
ہو کر دلداری کی اور ضیافت اور ساز و سامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ میں فرامین صادر فرمائے کہ ضروریات
سفر لشکرگاہ میں برابر لگاتار لاتے رہیں کہ اہل لشکر کسی شے کی تکلیف نہ کھینچیں اور جب راے بیجانگر اتفاق
سلاطین نامور اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسی طرح کا ہراس اور حرف فروتنی کا زبان پر نہ لایا بلکہ انکی جنگ کو ایک
کھیل اور سہل ترین امور سمجھکر اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے
بجلدی تمام بھیجا کہ آب کشنہ کے کنارے جا کر راہ عبور یعنے گھاٹ مسدود کیے اور اسکے بعد اپنے بھائی وینکٹادری
کو بہ حشمت و شوکت تمام رخصت کیا جب انھوں نے لب آب پر قابض ہو کر ممانعت عبور اہل اسلام کر لی تب
رام راج خود بھی اطراف کے راجاؤں کو ہمراہ لے کر مع لشکر کثیر و جم غفیر مثل اژدہاے آتش نشان و سیلاب
دریاے جوشان ہیبت افزا [illegible] شتابندہ چون اژدہا پر ہلاک + روانہ ہوا اور نزدیک کنارے کے فروکش ہوا
اور جب کفار بیجانگر نے جس مقام میں کہ راہ عبور لائق عبور اہل اسلام تھا اور ممکن تھی اس طریق سے بند کر دی کہ عقل
دور اندیش اندیشۂ عبور سے عاجز تھی تو شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالا سے آب تیس چالیس کوس تک جا کر
گھاٹ تلاش کریں اور اس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ وہی مقام ہیں جو واقع
ہیں مگر جو گھاٹ کہ وہاں کا پانی پایاب ہے اور بہت کم ہو گیا ہے لشکر سلطانی اس وجہ سے عبور کر سکتا ہے وہ یہی گھاٹ تھا
جسکے مقابل کفار نے قبضہ کر کے [illegible] قسم قسم کی توپ اور [illegible]

کی مین شاہان اسلام نے عبور کے بارہ مین انجمن ترتیب دی اور اپنے غواص عقل کو بھی بحر اندیشہ مین غوطہ زن کر کے
یہ گوہر خیالی دستیاب کیا یعنے یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کر کے اُس مقام سے
دو تین کوچ پذیر ہوئی کرین اور جب کفار قریب گھاٹ کے سد راہ ہونے کے واسطے کوچ کرین سلاطین اسلام اُس
گھاٹ کی عزیمت کہ جسکے واسطے شفقت فرمائی ہے فسخ کر کے بعجلت تمام مثل سحاب معاودت کر کے اُس
گھاٹ سے جہان سے کوچ کیا تھا عبور کرین اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہووین خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین
کوچ متواتر کر کے ساحل آب طے کیا کفار اس توہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اُس مقام سے
برخاست کر کے بسرعت تمام دریا کے اُس طرف اسلامیون کے مقابل روانہ ہوتے اور چونکہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی
رامراج کی زوال دولت سے متعلق تھی شرائط حزم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی ضبط کے واسطے
مقرر نکیا اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھکر عنان مراجعت گھاٹ اصلی کی طرف منعطف کی اور بطور تاخت
تین روز کی راہ ایک روز مین طے کی اور ابھی لشکر رامراج وہان نہ پہونچا تھا کہ اُنھون نے باُمید بزاری باری ایک
جماعت قلیل ہمراہ لیکر نہر کشنہ سے عبور کیا اور اُسکے بعد تمام لشکر اسلام اُنکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح
رامراج کی طرف کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہو کر نزول کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلون پر غالب ہوا تھا مگر
کچھ علاج نرکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کر کے اردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن
بارہ امام کا علم برپا کر کے صفہاے باصفا کی آراستگی مین مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید اور
ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا اور اپنے آتشبازی کی زنجیرون سے استوار ہوکے
اور فیلان مست جو جنگ مین ہوشیار تھے جا بجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلاً علی اللہ الاکبر اور
متوسلاً بالنبی خیر البشر والائمہ الاثنا عشر اس ہیئت اور ہیبت سے کہ زہرۂ فلک اُسکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا
اور بہرام خون آشام اضطراب مین پڑتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صداے طبل جنگی اور آواز کرناے اور نگی
اور غریو کوس و کوکے سے غلغلہ گنبد گردون مین ڈالا ابیات زغریدن کوس قالب تہی ٭ درآمد بسر موسے را
فریبی ٭ زبس بیقرار ادری نالے زر ٭ بگوش صدف سفتمی شد گہر ٭ مین گفتی از بیک وگر مید رید ٭ سرافیل
صور قیامت دمید ٭ اور دوسری طرف راے بیجانگر بھی سران سپاہ کو بلاکر بانواع عنایت و شفقت
پیش آیا توپخانہ کا دروازہ کھلواکر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی مین مصروف ہوا میمنہ تمراج
کے سپرد کر کے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ ونکٹادری کے تفویض کر کے علی عادل شاہ
کے مواجہہ مین مقرر فرمایا اور خود قلب مین قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور
ایکہزار ارابۂ توپخانہ جا بجا قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ نگاہ رکھا اور جس وقت کہ شہسوار مضمار فلک نے قدم دائرہ نصف النہار
مین رکھا یعنے آفتاب وسط آسمان مین آیا راے بیجانگر سنگھاسن مرصع مین بیٹھکر میدان جانستان کی طرف روانہ
ہوا ہر چند اس کے مقربون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے واسطے عرض کی نہایت عجب و غرور سے قبول

شر کیا اور فرمایا لڑکون کے کھیل مین گھوڑے کی سواری کی احتیاج نہین ہر ابھی یہ جماعت بھاگ کھڑی ہوگی
القصہ دونون طرف کے بہادر ایک اہل خیر اور دوسرے اہل شر تیغ و تیر و نیزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے
لگے کبھی غازی تیغ یمانی سے کفار کی سرافشانی کرتے تھے اور گاہے مشرک سنان اژدہا نشان سے شرائط جانفشانی
بجالاتے تھے اور نہایت جاہلیت سے جھنڈے جبارت کے بلند کرکے تیغ زہر آلود سے لوازم خونخواری
وقوع مین پہونچاتے تھے ابیات جنبش در آمد دو لشکر چو کوہ * کزین جنبش آمد زمین را ستوہ
برآمد ز تاب دو لشکر خروش * رسید آسمان را قیامت بگوش * بہ جنبش در آمد دو دریاے خون * شد از
موج آبش زمین لالہ گون * زمین کو بساط بد آراستہ * غبارے شد از جاے برخاستہ * ز بس تیر باران
گرآمد بجوش * فگند ابر بارانی خود زرہ دوش * زمرغان چوبین فولاد دوم * شدہ راہ بر ماہ و خورشید گم * زمنقار پولاد پران
خدنگ * گرہ بستہ خون در دل خارہ سنگ * کمان کج ابرو ز مژگان تیر * ز پستان جوشن بر آورد شیر * چو ہندوے
باز یکدگر بہم خیرہ * معلق زنان تیغ ہندی تیز * بیجانگر کے پیادے صفوف کے آگے ایستادہ ہوکر مجاہدین کے طائر
روح کے شکار کے واسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہر مرتبہ سر کرتے تھے اور سوار
اون کے جو اکثر گروہ راج بندر سے تھے تیغ ہندی غلاف سیاہی سے بر آوردہ کرکے اور سپر بہادری کی سر پہ
کھینچکے حملہ ہاے مردانہ کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچائی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچے کہ دفعتہً رام راج
بادشاہ غیور نظام شاہ کے مساعی جمیلہ اور ثبات قدم کی برکت سے ایک مرد نظام شاہیہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوا شرح
اسکی اسطور پر ہے کہ ناگاہ رام راج نے جب جنگ مسلمانون کی اپنے تصور خیالی کے برخلاف مشاہدہ کی گھبراکر سنگاسن
سے اترآیا اور کرسی مرصع پر بیٹھکر شامیانے مخمل سرخ و زرد و زردوزی کہ جس مین چارون طرف بند مروارید ناسفتہ اور
گیند طلائی عنبر آگین نصب کیے تھے مرتفع کیے اور حکم کیا کہ دو جانب اسکے زر سرخ و سفید اور اشیاے مرصع اور
مروارید ڈھیر ہوا اور اشیاے جنگ مین جو وقت تنگ تھا زر سپر اور پیمانہ اور ترازو مین ناپ کر امرا اور روسا پر قسمت
کرکے یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچاکر مظفر اور منصور میرے پاس آوے اُسکو
اطباق طلا اور ڈبے اقسام جواہر سے مملو عنایت کرکے سرفراز اور ممتاز فرماؤنگا اس بشارت کے سنتے ہی حشرات دکن
نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئے تمراج اور ونکٹادری اور تمام امراے کفار دوبارہ متفق ہوکر ایکبارگی افواج اسلام پر
حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ مقدمہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیون کے متفرق اور پریشان ہوئے ہنگامہ قیامت کا
ظاہر ہوا اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئے لیکن حق سبحانہ تعالی نے حسین نظام شاہ بحری کے
دل مین صبر عطا کیا اور اس نے پاے ثبات زمین کین مین گاڑ دیا باوجود اسکے کہ اسکے یمین و یسار مین کوئی نہ رہا تھا
اور کفار ہر ایکبار ہزارہا بان اور کفنگ اور تیر چپ و راست سے سر کرکے بڑھ آئے تھے اصلا تزلزل کو اپنے
دل مین راہ نہ دے کر اپنے مقام سے جنبش نہ کی اور جو بعضے امراے شکستہ اور محمد کشور خان کہ مقدمہ لشکر عادل شاہی تھے
نشان ہمتکا اپنے مقام پر برپا دیکھکر اسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ توپ

جسکا نام میدان ملک تھا پیسون سے بھر کر مارو اور متعاقب اُنکے خود بقصد شہادت گرم عنان ہوا اور متواتر
رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کر کے اُسکے سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اسکا اسّی برس کا
تھا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر پھر سنگاسن مین جا بیٹھا اور اس درمیان مین ایک ہاتھی مست فیلان
نظام شاہی سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا
اور کہار سنگاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور چونکہ جنگ مغلوبہ تھی ہر شخص اپنے حال مین
مبتلا تھا کسی نے اُسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہاے دراز سے اُسکا نمکخوار تھا
سنگاسن کے پاس تھا اس وقت فیلبان کی نظر جو اس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسنے اُسکی
طمع سے ہاتھی اس طرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت مین تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن
اُٹھانیکا قصد رکھتا ہی اسواسطے از روے عجز و انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ راجہ رام راج ہی گھوڑا اُسکی سواری
کے واسطے لا کہ یہ تجھے ارسے عظیم الشان کریگا فیلبان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کر کے ہاتھی کی
سونڈ سے اُس گوہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام رومی خان کے پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ تھا پہونچایا
اور رومی خان نے بلا توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت مین حاضر کیا اس تاجدار نے تیغ بیدریغ سے
فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھایا کفار بیجانگر کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا بیدہ گریان و دل
بریان راہ ہزیمت نالی **ابیات** سر کشتہ را چون ز نزدیک شاہ * ببردند بر نیزہ تا رزمگاہ * ہزبران لشکر
پس آن دلیر * ہمہ حملہ کردند چون نرہ شیر * ببستند و غریدہ اندر افتاد پاک * فگندند یکسر تن اندر مغاک * کلاہ و کمر ہا
فگنداختند * خروشیدن و مویہ پرداختند * فگندند بنجوق و کوس نبرد * گریزان برفتند پرخون و گرد * بہادران اسلام نے
کفار کے لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر مشرکون کی سر افشانی کی کہ ان تیرہ بختون کے
خون سے زمین نے رنگ لعل رمانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے تین لاکھ پہونچے تھے اور بقول صحیح
لاکھ کافر کے قریب اصل معرکہ اور تعاقب کے وقت تہ شمشیر ہو کر قتل ہوئے جیسا کہ مقام جنگ سے بلدہ اناگندی تک
جو دس کوس بیجانگر سے ہی جا بجا لاشین پڑی تھین دامن صحرا کفار کے جسد سے ملوث تھا اور مال وافر اور خزانہ
بیشمار از زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانین دمشقی اور نیزہ خطی اور اسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ اور کنیز و غلام اسقدر
غنیمت عساکر نصرت مآثر کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنی اور بے نیاز ہوئے دولت اسلام بڑھی
اور شوکت کفار گھٹی **ابیات** سریر و سراپردہ و تاج و تخت * بخشندا ان کردان برقوانند سخت * جواہر نہ چندان کہ آن
راو بیر * در آرد بانگشت یا در ضمیر * بلورین طبقہا و خوانہاے لعل * ظرائف کشا شرا لبغر سود نقل * ہمہ تازی
اسپان با زین زر * غلامان موزون زرین کمر * نورد ملوکانہ بیش از شمار * شتر بار زر ریختہ بیش از شمار * ہزار ز گمین سوی
لہا شد غنیمہ * ز در مخزن و خانہ یابد نصیب * سلاح و سلب را قیاسے نبود * پذیرندہ را زورپاے نبود *
تھی گشت لشکر زبس خواستہ * سراسر سپہ گشت آراستہ * اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت

باری کی شکر گذاری مین جبین مہر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ فیل کے سوا
جو شے جسکے ہاتھ آئی ہو وہ اسکا مالک و مختار ہے کوئی اس سے مطالبہ نہ کرے اور منشیان بلاغت نشان نے کہ عندلیب
خامہ جنکا ترانہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک مشکبار شکر منقار طوطی بلاغت تھی فتحنامے تحریر کرکے قاصدان
تیز سیر کے ہاتھ اطراف واکناف مین روانہ کیے **ابیات** بہ پرداخت منشی صاحب ہنر + چنین نامہ در باب فتح وظفر +
برانگیخت یکران کلک دبیر + ز میدان کافور گرد عبیر + رقم زد چنین داستان شریف + بخط لطیف و ادای ظریف +
پھر بیجانگر کے حوالی مین جاکر عمارات عالیہ اور بناہاے رفیعہ اور بتخانے اور کاشانے مسمار کرکے انکا نشان باقی
نرکھا اور بہت سے شہر اور قریہ ویران کیے اسکے بعد تنگنا دڑی پر اور رام راج نے جو معرکہ سے جان سلامت
لیکر کسی گوشہ محفوظ مین پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر اور باب فتنہ بند کرکے ابواب تضرع وزاری
مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ واپس و دیگر جس طور سے ممکن ہوسکا
نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اس وقت شاہون نے ہاتھ اس سے کوتاہ کرکے ہمعنان فتح ونصرت ہوکر
اپنی مسند دولت کی طرف معاودت فرمائی اور اس وقت تمراج پسر رام راج کی شکست کے وقت علی عادل شاہ
کے پاس پناہ لایا تھا عرض پیرا ہوا کہ تنگنا دڑی قوی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہے اور چونکہ تمام امرا اس سے
گرویدہ ہوتے ہین لہذا عرض گزار ہون کہ خیر سگال کو بھی اپنے ملازمین کے سلک مین منتظم کرکے قلعہ اناگندی کو
مع مضافات اسکے عنایت فرمادین عدالت پناہ نے اسکے حال پر نظر توجہات مبذول فرماکر اسے اپنا نور چشم
و فرزند کہا اور اسکی تسلی خاطر مین کوشش جمیلہ کرکے اسی عرصہ مین چتر اور اثاثہ سلطنت کہ لازمہ رایان بیجانگر
ہے اسے مرحمت فرماکر اناگندی کی طرف روانہ کیا اور تنگنا دڑی کو لکھا کہ تمراج ہماری طرف سے اس طرف متوجہ ہوا
ہے لازم کہ حکومت اناگندی ساتھ اسکے رجوع کرکے مزاحم اسکے حال سے نہووے اور تنگنا دڑی جو مجال تجاوز
حکم والا کی نرکھتا تھا اناگندی اپنے برادر کے حوالہ کرکے خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت مین مشغول ہوا چنانچہ اس تاریخ
سے اب تک ریاست اناگندی تمراج کے خاندان مین اور حکومت بلاد دیگر تنگنا دڑی کے اولاد کے متعلق ہے
اور چونکہ تھوڑی ولایت انکے تصرف مین ہے دونون کے ایام حیات صعوبت اور فلاکت مین گذرتے ہین اور باقی معظم
ولایت کرناٹک طولاً و عرضاً سیت بند رامیشر تک کے قلعجات و پرگنات و صوبجات کو امراے دولت مین سے
جس کے جو ہاتھ آیا اپنے پنجہ تغلب مین لے کر رایت استقلال بلند کیا ہے اور طوائف الملوکی ہو کر کوئی کسی کی فرمانبرداری
نہین کرتا اسی سبب سے بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کو انکی مزاحمت کا خطرہ نہوا اور علی عادل شاہ
نے توفیق پاکر قلعہ بنکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ مین کبھی مسلمانون کے ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا مع حصار
چندر کوٹی اواخر عہد مین فتح کیا اور قلعہ ادونی کو کہ سلاطین بہمنیہ اسکے فتح کی تمنا قبر مین لے گئے تہور اور
شجاعت کے ساتھ اپنے قبضہ تصرف مین درلایا اور دیگر ممالک مین سے جو کچھ مفتوح ہوئے تفصیل اسکی کلک
سخن گذار کی ہمدمی سے اس صحیفہ کے واقعات مین مندرج ہوگی اور بلدہ بیجانگر اس زمانہ تک کہ سنہ ایکہزار ۲۳

اور تیئیس ہجری ہی اُسی نہج سے خراب اور ویران ہی اور تنگماوڑی کی اولاد نے اسکی تعمیر اور آبادی مین صلاح نہ دیکھی تو
بلدۂ تلکنڈہ کو دارالملک اپنا کیا اور قتل رام راج کا ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین واقع ہوا راقم کتاب کے والد غلام علی
استرآبادی نے اسکے قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یون موزون فرمائی مصرع بے نہایت خوب واقع گشت قتل
رام راج پس بوقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جیم ہی ساقط ہووے تاریخ قتل رام راج کہ اعداد اسکے
نوسو بہتر مین برآمد ہوا اور منقول ہی کہ اسی عرصہ مین جب نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بیٹا مرتضے نظام شاہ بحری
ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت وقت دیکھکر اناکندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی کہ تمراج ولد
رام راج کی تقویت کرکے ناگکنڈہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور اناکندی کو متاصل کرکے بیجانگر پر
متصرف ہووے اور تنگماوڑی نے اس ارادہ پر واقف ہوکر مرتضے نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ
خونزہ ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع اُسکے لینے کی
کرتا ہی امیدوار ہون کہ اپنے اس دست گرفتہ کے مقام حمایت مین ہوکر اس بلا سے نجات دیوین
خونزہ ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے مرتضے نظام شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور وہان
پہونچکر محاصرہ کیا علی عادل شاہ ناچار اناکندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور اُس بلدہ کے باہر باہم چند
مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضے نظام شاہ بحری احمدنگر گیا اور دوسرے برس کہ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری تھے
خونزہ ہمایون کی التماس کے بموجب علی عادل شاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متحد ہوکر لشکر ولایت برار پر کھینچے
اور اُس حدود کو خراب کرکے موسم برسات مین بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور اُس شہر مین ایک قلعہ گچ اور
پتھر سے بنا کیا اور محمد کشورخان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ مین تیار ہوا اور چونکہ خونزہ ہمایون کی حکومت
اور اُسکے بھائیون کی بے اعتدالی سے رونق بارہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادل شاہ کو تسخیر بعضے ممالک
نظام شاہیہ کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی محمد کشورخان کو عہدہ اسدخان لاری اور وہ علم کہ جسپر شیر ترنزہ کی
صورت منقش تھی عنایت فرمایا اور ۹۷۶ نوسو چھہتر ہجری مین بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کی طرف تعین
فرمایا اور محمد کشورخان نے اپنے کوکب بخت کو اوج مین دیکھکر بعضے پرگنات سرحد قصبہ کچ تک کہ قریب پرگنہ بلبیر ہی
متصرف ہوا اور امرائے نظام شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے آئے تھے قلعہ مذکور مین شکست دیکر متفرق کیا اور
اس مقام مین پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بنا کیا اور وہ قلعہ تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچا
اور نام اسکا دار در رکھا اور محمد کشورخان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر دو
برس کا محصول اس مملکت سے تحصیل کرکے دیگر قلاع اور بقاع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضے نظام شاہ بحری
ان کے غلبہ کی طرف سے خاطر جمع کرکے ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین اسکی مضرت دفع کرنے مین متوجہ ہوا اور
محمد کشورخان نے اس بادشاہ کے مقاومت پر ہمت مصروف کرکے برج اور بارہ قلعہ کو آلات وادوات آتشبازی
سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک اور انکس خان اور نورخان کہ علی عادل شاہ نے اسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ

کے تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یا نہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت
رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا چونکہ ہمین تاب حرب مرتضے نظام شاہ بحری نہین
ہی ہم احمدنگر جاکر خلل پاے تخت نظام شاہیہ مین ڈالتے ہین تاکہ مرتضے نظام شاہ بحری مضطرب ہوکر قلعہ دارور سے
دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے دوڑے اور مرتضے نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اسکے قلعہ
کی تسخیر اولی جانکر اس طرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا چونکہ مرتضے نظام شاہ بحری
نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین قلعہ مفتوح نکرونگا پانون رکاب سے نہ نکالونگا اس واسطے گرد راہ سے قلعہ پر تاخت کی اور
باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتے تھے کچھ آسیب اور
کسی طرح کا صدمہ اس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اس وقت کہ بہادران مغل
نظام شاہی مردم حصار پر تیرباران کرتے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے محمد کشور خان
کے مقتل پر کہ تماشا سے جنگ کرتا تھا پہونچا اسکے صدمہ سے جانبر نہوا دار البقا کا راستہ لیا اور جب
اسکے ہمراہیون نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار تاپی اور قلعہ ایسا سنگین
اور باسامان بسہولترین وجہ علی عادل شاہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوا اور ماورا اسکے اور بھی پرگنے اہالیان
عادل شاہیہ کے تصرف سے نکلگئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی کہ اس دولتخانہ مین خطاب چنگیز خان پایا تھا
سرگروہ امراے نظام شاہی ہوکر عین الملک اور نور خان کے تعاقب اور دار و گیر کے لیے احمدنگر کی طرف روانہ ہوا جب
اس نواح مین فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح و ظفر
سے مخصوص ہوا اور عین الملک اس بھوک پیاس مین برچھے کے کھیل کھا کر اور آب دم شمشیر پی کر زیست سے
سیر ہوکر خواب مرگ مین سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا بلکہ نصف لشکر بحال تباہ بیجاپور مین آیا اور اس سال
چشم زخم عظیم لشکر عادل شاہیہ کو پہونچا اور تمام کوشش رستمی برباد اور ضایع ہوئی اور اسی طرح سے انھین
سنوات مین علی عادل شاہ نے بقصد استخلاص قلعہ کوندہ دا اثراج نعما سے فوج کشی کرکے بہت فوج ضایع کی
اور محروم و ناکام معاودت کی اور شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ ادونی کی تسخیر
کے واسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان بہمنیہ کی کبھی کمند تسخیر اس حسن حصین کے شرفات پر نہ پڑی تھی
الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک امراے
کبار رام راج سے تھا اور گذشتہ اسکے بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام سے جاری کیا تھا اور اطاعت وارث
مملکت کی نہ کرتا تھا اسکے مدافعہ مین مشغول ہوا اور چند مرتبہ اس نے انکس خان سے میدان داری کی جب مغلوب
ہوا غلہ اور آذوقہ قلعہ مین فراہم کرکے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب کرکے قلعہ
تفویض کیا اور وہ قلعہ ایک قلعہ کوہ رفیع اور وسیع پر واقع تھا جس مین چشمہ ہاے آب خوشگوار اور عمارات
سپہر آلود بہت تھین اور شیوا سے کے آبا اور اجداد مین سے جس نے جب قدم تخت بیجانگر پر رکھا شاہان اسلام کی خوف

اور ملاحظہ سے در پی اسکی مضبوطی اور استحکام کے ہوئے تھے ہر ایک نے ایک حصار اس حصار کے گرداگرد کھینچی تھا چنانچہ
گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور مین بہم پہونچے تھے تسخیر اسکے و مدمہ کی سرنگ اور توپ سے نظر عقل مین بعید دکھلائی
دیتی تھی اور طول ایام مین اسکا محاصرہ منحصر تھا القصہ علی عادل شاہ اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا
اسکے بعد اور قلعون کے تسخیر کی عزیمت کی کیونکہ ابوالحسن اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی سعی کے
باعث مرتضے نظام شاہ بحری سے سرحد مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضی نظام شاہ بحری ولایت برار پر
متصرف ہووے اور علی عادل شاہ ممالک بیجانگر سے اس مقدار کہ ولایت برار کے برابر ہو حوزۂ تسخیر مین لاوے
تو باعتبار وسعت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے پر زیادہ نہ رہے اس کے بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۱
نوسو اکاسی ہجری مین قلعہ تورکل کی استرداد کے واسطے جو فراست رام راج شقاوت نتاج مین عدالت پناہ کے
کارندون کے قبضہ سے برآوردہ ہوکر ایک سپاہی کے تصرف مین تھا پیشتر تہاوہمت کرکے پانچ مہینے اس قلعہ کا محاصرہ
کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا اس دارو گیر مین توپ کلان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک
سمجھکر مسرور ہوئے اور بقائے قلعہ کی امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش
سے تصور کرکے اسے معزول کیا اور مصطفےٰ خان اردستانی کو جو رام راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم
ہوا تھا امیر جملہ اور وکیل سلطنت کرکے مہمات مملکت کلی اور جزوی ساتھ اسکے رجوع فرمایا مصطفےٰ خان نے قلعہ
کے لینے مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینے کے عرصہ مین متحصنون کو اسقدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے
طالب ہوئے اور جب انھون نے عجز و انکسار بہت کیا اس شرط پر انکی درخواست قبول کی کہ ونکتی اور پسائی او
اسکے فرزندون اور بھائیون کو مقید کرکے حوالہ کرین مردم قلعہ نے اتفاق کرکے ونکتی اور اسکے متعلقون کو خان
مشارالیہ کے سپرد کیا اور خود اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو لیکر قلعہ سے نکلگئے عدالت پناہ نے ونکتی کو مع
متعلقین بانواع عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کارندہ معتمد کے سپرد کرکے مصطفےٰ خان کی صلاح سے قلعہ دارور کے
واسطے عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سے ہے اور اس عرصہ مین رام راج کے ایک امرائے کفرہ کے قبضہ
مین تھا ہر سال کچھ ہاتھی تنکناوڑی ونکٹراج کو دیکر قوت اور شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہان
نزول اقبال فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اسکے محاصرہ مین صرف فرمائے مصطفےٰ خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقول جامع
مسخر اور مفتوح کیا اور ساحت سینہ وہان استقامت خرابی اور اطراف و اکناف کو خس و خاشاک باغیون سے پاک کیا
بت پرستون کا کھانا پانی حرام کرکے ہر کہیں اپنا مطیع اور رام کیا اسکے بعد تجویز مصطفےٰ خان رایات ظفر آیات
بعزم تسخیر حصار بنکاپور جنبش مین لاکر بعظمت و شوکت تمام اس طرف متوجہ ہوا اور یہی ملیپ وزیر رام راج کا تفویلدار
تھا اسکا ہر نے پر قلعہ بنکاپور پر قلعہ پایا اور قلعہ راے تیرہ اور شنیار کو گٹی و گمرور اور علاوہ اسکے اور بھی قلعے اسکے
تحت حکومت مین تھے وہ بادشاہ کی خبر توجہ سنکر مجبوری اور لاچاری سے قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے فرزند کو
مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا کہ ہنگام فرصت آزردے اہل اسلام کے

پس وپش تاخت کر کے رسد غلہ اور آذوقہ بالکل بند کرے اور تلنگانہ کے راجہ ولد تیمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر ڈھنگو ان
کی طرف بھیجا کہ مین ولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم اور پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقرّ اور معترف
ہون اس وقت کہ شاہ اسلام عازم تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جرائم کو اپنے صفحۂ خاطر عاطر
سے محو فرما کے بنفس نفیس اس تحیت کی امداد کے لیے قدم رنجہ فرماوین یا کسی امراے کبار کو کمک کے واسطے مامور
کرین یقین ہے کہ دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور مصئون رہونگا اور عہد کرتا ہون کہ آئندہ جادۂ اطاعت اور
فرمانبرداری مین ثابت اور راسخ ہو کر گردن طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہرسال اس قدر مال بلا عذر خزانہ مین
داخل اور واصل کرونگا تمگناوری نے جواب دیا کہ تیرے تمرد اور سرکشی کی شامت سے کہ تو مقربان اور معتمدان
درگاہ امراء سے تھا اکثر امرا اس دولتخانہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر متصرف ہوئے ہیں اور شاہان اسلام
نے کہ بلکہ بلند رتبی اور حیدرآکری کو مجھے معاف اور مرفوع القلم کیا ہے مین خود اسکے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہون
اور تو خوب جانتا ہے کہ زر سرخ وسفید اور جواہر زواہر کے صرف کرنے سے مصلحت ہو تو لازم کہ بخل سے کنارہ کش ہو کر اس
بارہ مین تقصیر نہ کرے اور جو صلح کسی وجہ سے ممکن نہ ہو لائق یہ ہے کہ جس تدبیر سے ہو سکے اطراف وجوانب کے راجاؤن
کو راضی اور مسرور کر کے ایسا کر کہ تیرے فرزند کے ساتھ متفق ہو کر وقت ہیوقت مسلمانون کے لشکرگاہ کو آتش
تاخت اور غارت سے انکی زندگی تنگ کرین اور راتون کو مردمان جان نثار کو چوہون کی طرح اس کے معسکر
یعنے فرودگاہ مین بھیجین کر حسن ناطق یا صامت کو پاوین زخم کشار سے بے روح کرین اور مین نے اس مقدمہ مین
فرمان راجاؤن کے نام جو تیرے ہمسایہ ہین ترقیم کیے ہین اگر سمع قبول سے اصغا کرین اور تیری اعانت اور
مدد مین کوشش فرماوین فہو المراد گویا یہ ایک کام اپنے واسطے عمل مین لاوینگے کیونکہ یقین ہے کہ بعد سوا اور دو
ہونے قلعہ بیکاپور اور قلعے بھی بہتیرین وجہ سے مسخر ارباب اسلام ہونگے اس جواب سے باب وزیر کو یاس
اور ناامیدی تمام نے منہ دکھایا لیکن ضرورت کے باعث اپنے وارث مملکت کے فرمانے پر عمل کر کے
والے قلعہ جیرہ اور حیدر کوٹی اور بھی قلعہ دارون کو ساتھ اپنے متفق کیا تو ہمراہ آسکے فرزند کے بہ نہج مذکور عمل مین
لائے اس سبب سے عدالت پناہ کی اردو مین قحط غلہ ظاہر ہوا اور ہر شب کو فریاد برپا ہوتی تھی کہ چورون نے فلان فلان
کو قتل کیا اور سپاہ کو زیادہ کر نا تنگ کہ جان کو کچھ عزیز نہین سمجھتے تھے ایک متاع محقر جانتے تھے بطمع اشیاے قلیل برہنہ ہو جاتے تھے
اور اس غرض سے کہ گرفتاری کے وقت کسیکا ہاتھ انکے بدن پر قرار نہ پکڑے روغن لغزندہ ملتے تھے اور جس جگہ
موقع پاتے تھے ڈاکہ زنون کی طرح تاخت لا کر گھوڑا اور آدمی جو کچھ انکے سامنے آتا تھا تہ تیغ کرتے تھے اسکے بعد راہ
فرار لیتے تھے اور ہرچند اردو کے لوگ انکی گرفتاری مین سعی کرتے تھے کہ انکی شر کو دفع کرین یسر نہ ہوتا تھا اور یہ بھی
مشہور ہے کہ اس نواح کے آدمی ساحر ہین اور جسوقت خاک مسان یعنی جہان ہنود کا مردہ گھٹتا ہوتا ہے اور مردے پھونکتے
ہین افسون پڑھکر اس خاک مسان کو جس مکان یا خیمہ مین چھڑکتے ہین اسکی تاثیر سے آدمی وہان کے مردون کی طرح
نہایت غافل سوتے ہین کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہین رکھتے اور اگر اچانا بیدار ہو دین اور چورون کو دیکھین جبتک

کہ وہ موجود اور حاضر رہین اُٹھنے کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہین رکھتے القصہ عجب عجیب ظہور مین آئی قریب تھا کہ لشکر اسلام اپچ کرکے مراجعت کرے مصطفےٰ خان مانع آیا اور چورون اور قحط کے علاج مین مصروف ہوا امراے بر گی کو کہ کفار بیباک اور شجاع تھے ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ سے علی عادل شاہ کے عہد معدلت مہد تک صدر امارت پر تکیہ زن تھے اور عدد اُنکے سوارون کے چھ ہزار کو پہونچتے تھے مامور کیا کہ لشکر کفار کے مقابل ہو کر ایسا تدارک کرین کہ وہ اہل اسلام کے راستون مین سنگ راہ ہو کر مزاحمت نہ پہونچا دین اور آٹھ ہزار پیادہ چار لشکر گاہ کے گرد بفاصلہ ایک گز بٹھا کر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور اگر احیانا چور بھین غافل کرکے اپنے تئین لشکر گاہ مین پہونچا دین جو ہین کہ شور و غوغا برپا ہووے تم متنبہ ہو کر اُنکے سد راہ ہونا اور جس شخص کو دیکھنا کہ وہ لشکر گاہ کے حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہے اُسے بلا توقف قتل کرنا اس سبب سے کوئی شخص رات کے وقت قدم فرودگاہ سے باہر نہ رکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ ہاے لشکر کو غافل کرکے لشکر گاہ مین در آتے تھے اور شور و غوغا بلند ہوتا تھا چور بقصد فرار اُدھر سے باہر جاتے تھے تو پیادہ پہرہ دار اُنپر حملہ آور ہو کر تیغ سیاست سے قتل کرتے تھے اور اس تدبیر سے چورون کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کے بھی صدمہ سے نجات پائی اور رسد غلہ اور تمام ضروریات لشکر بافراط اطراف و جوانب سے جاری ہوئے اور ہر شئے جو رسد بند ہونے سے گران تھی نہایت ارزان ہوئی اور ایک برس کامل امراے بر گی اور پسر بلب وزیر اور کبھی راجاؤن سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف ہو کر ابواب دخول و خروج کے مسدود کرنے مین تقصیر نکرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشبازی کے استعمال مین کوئی دقیقہ نامرعی نچھوڑتے تھے اور کمال مردی اور مردانگی سے مدافعہ مین مشغول ہوتے تھے قضارا اسی درمیان مین پسر بلب زیر اجل طبیعی کے پہونچنے سے دوسرے عالم مین کوچ کر گیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دلشکنی کا موجب ہوا اور بلب وزیر جوان بیٹے کے مرنے سے نہایت محزون اور ملول ہوا اور چونکہ ایام محاصرہ نے ایک سال و تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ اور مایحتاج بشری صرف ہو گیا تھا اس سبب سے راے اُس نواح کے جو کمک کو آئے تھے عاجز آ گئے سراسیما اپنے مقر یعنے راج کی طرف روانہ ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان و مال اور اہل و عیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے طالب ہوئے اور آنحضرت نے اُنکی التماس قبول فرمائی اور عہد نامہ اُنکے حسب مدعا تحریر کرکے اُنکے پاس ارسال کیا اور چونکہ اہل قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے ازدحام عوام کے دفع کے واسطے مصطفےٰ خان مع لشکر خاصہ قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا تاکہ باطمینان تمام بلب وزیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب و اموال و اہل و عیال برآمد ہو کر کرناٹک کی طرف روانہ ہوں اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصون سے قلعہ مین داخل ہوا اور موذنون نے بانگ محمدی بطریق مذہب امامیہ باواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑ کر عدالت پناہ اور مصطفےٰ خان نے ثواب اخروی کیواسطے اپنے ہاتھ سے نقشہ مسجد کا درست کرکے تختہ زمین پر رکھا اور بعد اس فتح کے مصطفےٰ خان بمراتب زیادہ اول سے سرفراز ہوکر بخلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے نہ پایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور جمیع اس

حدود کے اُسکی جاگیر کے واسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت مین بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش دوست
اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت گلرخون اور سادہ عذارون مین بسر کرکے دام می خوشگوار کے تجرع
مین اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر اشرف ہمایون کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفےٰ خان کے حوالہ
کرکے حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی رائے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور مجمول
مہر کے حکم پر نہ رکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بیکاپور جیسا کہ چاہیے اہالیان سرکار کے قبضہ تصرف مین آئی اور اعیان ولایت
اور رعایا نے زمین بوس اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت
واقبال قلعہ مین استقامت فرما کر عیش ونشاط مین مشغول ہوئے مصطفےٰ خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور تورخانہ
اور اسباب جہانگیری دیگر قلعہ جرہ اور چندر کوٹی کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعون مذکورہ کی طرف
متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی مین پہونچا ارسپا نایک والی وہان کا بتضرع وزاری پیش آیا اور باج وخراج
قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ ابھی قلعہ بیکاپور فتح نہوا تھا اسنے ایلچی مصطفےٰ خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف و
ہدایا ابواب اخلاص وآشنائی مفتوح رکھتا تھا تمامس اسکی پذیرا کرکے باج جزیہ اور خراج کا اُس کی گردن پر رکھا اور اس قلعہ
کی تسخیر سے دستکش ہوکر چندر کوٹی کی طرف روانہ ہوا وہان کا راجہ استحکام قلعہ اور جنگل کی انبوہی پر مغرور ہوکر سرکشی
سے پیش آیا مصطفےٰ خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ مین مشغول ہوکر امراے بر کی کو مثل سابق
لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چندر کوٹی کی حمایت اور اعانت کو آتے تھے مامور کیا اور بسعی موفور
چودہ مہینے مین مغلوب کرکے قلعہ کو کہ جو اس وقت تک کبھی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی
ہجری مین طوعاً وکرہاً لیا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر یہ بیت اُس مین درج کی بیت
ہردم رسد از عطاے داور ۔ فتحے دگر و فتوح دیگر ۔ عدالت پناہ کو بسبب اُس قلعہ کی تفرج کی ہوئی بیکاپور سے
اُس طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور وہان بھی نزول اقبال اور حلول اجلال فرما کے چند مدت عیش وعشرت
مین بسر کرکے جوانان سبز ملیح کرناٹک سے محظوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز علم معاودت بلند کرکے مظفر اور منصور
بلدہ بیجاپور کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور اسی طریق سے مہر خاص اپنی مصطفےٰ خان کے قبضہ مین چھوڑی
اور اُسے قلعہ چندر کوٹی مین سرحد کی محافظت کے واسطے معین کرکے حکم فرمایا کہ جس وقت فرمان واجب الاذعان
اہلکاران سرکاری کا مزین بہ تخط پہونچے بیجاپور سے چندر کوٹی کی طرف بھیجین اگر مضمون اُس کا مصطفےٰ خان کے
پسند آوے اور وہ جناب تجویز کرے مہر بادشاہ اور اپنی اُس پر ثبت کرکے دار الملک بھیجے ورنہ موقوف
اور معطل رکھے اور دوسرے سال عرض داشت مصطفےٰ خان کی اس مضمون سے پایہ سریر خلافت مصیر مین
پہونچی کہ قدیم الایام مین قلعہ چندر کوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اُسکے منہدم ہونے کے بعد رایان بدرا سے
نے قلعہ مذکور کو دامن کوہ مین زمین مسطح پر تیار کیا اس بارہ مین دولتخواہ صلاح یہ دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف لاکر
بالاے کوہ کو ملاحظہ کرین اگر مقبول طبع اشرف پڑے پہاڑ پر اس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماوین دگرنہ اُس کی

تیاری موقوف کریں علی عادل شاہ یہ سنتے ہی جریدہ مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاص خیل سے اسطرف روانہ
ہوئے اور جو کچھ کہ مصطفےٰ خان نے پیغام دیا تھا مزاج اشرف کے موافق آیا حکم کیا کہ قادر روئے زمین کو سمار کرکے
پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوے اور بعد ازاں قلعہ بیجاپور کی سیر کی اور تنقیح مہمات اس نواح کے بدستور
قدیم مصطفےٰ خان سے رجوع کرکے قلعہ نلگوان کے راستے سے عنان معاودت دار السلطنت بیجاپور کی طرف
منعطف کی مصطفےٰ خان طرق دو تنخواہی جاری رکھکر ایک برس کے عرصہ میں قلعہ کی طیاری سے فارغ ہوا اور
عدالت پناہ اس کے حسب التماس دوبارہ بیجاپور سے اس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار ہوئے اور مصطفےٰ خان کی
خدمات شائستہ خاطر ہمایوں کی پسند پڑیں اور ان دنوں میں مصطفےٰ خان نے سنکر نایک راے قلعہ کرکور کو کہ قریب جوار
چندرکوٹی آدمی بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت کی اور اس نے زوال مملکت اپنی سے ڈر کر وہ بات
قبول کی اور عدالت پناہ کی پابوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سے اپنی ولایت کی تفرج کی التماس کی
علی عادل شاہ اپنا لشکر چندرکوٹی میں مامور کرکے باتفاق مصطفےٰ خان مع پانچ چھ ہزار سوار کرکور کی طرف روانہ
ہوئے اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اسکے اطراف میں جنگل نہایت گنجان محیط تھا اور راہ اس کے
دخول و خروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام میں ایک سوار سے زیادہ نہیں جاسکتا تھا اس واسطے
اس موضع ہولناک میں اکثر لوگ دلگیر ہوکر مراجعت کے خواہاں ہوتے اور عدالت پناہ نے خلائق کی خواہش
کے موافق وہ قلعہ سنکر نایک کو عنایت فرما کر چندرکوٹی کی طرف معاودت کی لیکن مصطفےٰ خان نے مقام دو تنخواہی
میں ہوکر سنکر نایک سے تخلیہ میں یہ بات کہی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے راجاؤں
کے بھی ممالک جو تیرے قرب و جوار میں ہیں لینے کی فکر میں عازم و جازم ہے اور بالفعل میں نے بہت سعی اور
کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہے اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مد نظر ہو تجھے لازم ہے کہ تمام راجاؤں
سے اتفاق کرکے باج و خراج قبول کر تو میں حضرت سے التماس کرکے ان ممالک اور قلعوں کی تسخیر کی فکر سے
باز رکھوں سنکر نایک نے یہ کلام سنکر دائرہ اطاعت میں قدم رکھا اور سب نایک حاکم قلعہ جرہ اور بہرہ دیلوی راے
قلعہ کنارآب اور جابوی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہاے سواحل دریاے عمان سے تھا راے بندر باسلور
اور باکلور اور بادکلا سب کو فہمایش کرکے بادشاہ کی اطاعت کے واسطے ترغیب کی ان سب نے سنکر نایک
کے کہنے سے تجاوز نہ کیا اور بعجز و انکسار عدالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار
ہون بعنوان پیشکش نذر گذرانے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ ازسب نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیلوی اور
راے سندر باسلور اور بھی راجہ آپس میں متفق ہوکر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانہ عامرہ میں داخل کرتے
رہیں پھر ہر ایک خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز اور مطمئن ہو کر اپنے اپنے راجدھانی کی طرف روانہ ہوئے اور
عدالت پناہ کی مدت العمر تک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفےٰ خان کی معرفت خزانہ میں داخل کرتے رہے اور علاوہ
اسکے ہر سال پوشیدہ چالیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ تحائف میں لکھی

تھی مصطفے خان کو دے کہ سلامتی اور نجات اپنی اُسکی عنایت اور توجہ مین جانتے تھے منقول ہی کہ اُس وقت کہ راجہ
اور راے اُس طرف کے علی عادل شاہ کی خدمت مین آئے اور دواع بخلعت و اسپ و قبا اور ٹیکا اور شمشیر مرصع
سے اختصاص پایا اور بہرہ دیوی اور جلوی کے واسطے دو خلعت کہ عورتون کے واسطے مخصوص ہی لائے وہ عورتین ہمہ
صولت اُس خلعت کے قبول سے انکار کرکے عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب تیغ
کے لانہ مردونکا ہی تصرف مین رکھتے ہین آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور اُنکی تعریف کی اور اسی وقت
ٹیکا اور شمشیر مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہاے دراز اور قرنہاے بیشمار
سے بطناً بعد بطن اُس دیار کی حکومت کرتی رہین اور رسم اُس ملک کی آج تک یون ہی کہ عورتین بادشاہ اور شوہر انکے
سلک امرا اور خدمتگارون مین منتظم ہوکر مہمات ملکی اور مالی مین دخل نہین کرتے ہین اور ہر روز عوام الناس کے موافق
ٹیکا خدمت کا کمر جان مین باندھتے ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارون کے کچھ فرق نہین ہوتا ہی الغرض
جب کہ اُس طرف کے راؤن نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادل شاہ نے بندری پنڈت کو کہ اُس
دولتخانہ کے بہانہ معتبر سے تھا اس طرف کا دیوان کیا اور مصطفے خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کرکے وہ تمام
ممالک اُس کی جاگیر مین تفویض فرمائے منصب وکالت اور امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کی
طرف مراجعت کی اور مصطفے خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کرکے کشورکشائی کی فکر مین
رہتا تھا بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک معتمد کو کہ اُسے علی خان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجا اور
بلکنڈہ کی تسخیر کے واسطے کہ دار الملک راے کرناٹک کا تھا ترغیب اور تحریض کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین
مراد آنحضرت کی تھی انحصار لشکر کے واسطے حکم دیکر بنہایت تجمل اور اجلال سے بیجانگر کی طرف نہضت فرمائی اور اُدونی
کی سیر کرکے پھر وہان سے روانہ ہوا اور اسکے بعد مصطفے خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برگی بنکاپور کے اطراف مین
ساتھ اسکے ملحق ہوکر بکوچ متواترہ بلکنڈہ کی طرف متوجہ ہوا اور تنکنادری تاب مقابلہ شاہ اسلام نہ لایا قلعہ بلکنڈہ کو مردم معتمد
کے سپرد کرکے خود بسرعت تمام مع خزانہ و فیل و اثاثہ سلطنت بادیہ چندرگری کے سمت روانہ ہوا اور علی عادل شاہ بلکنڈہ مین پہنچا
اول اطراف قلعہ اور شہر امرا پر قسمت کیے اسکے بعد ہر ایک کو مورچون پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینے کے مردان حصاری غلہ اور آذوقہ
کے فقدان سے طالب عہد اور امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھے کہ تنکنادری اس امر سے واقف ہوا اور از روے
اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیا ہیم نایک کے واسطے کہ امراے کبار برگی سے تھا بھیجکر یہ التماس
کی کہ اپنے ولی نعمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیا ہیم نایک نے زر کی طمع سے قدم بادیہ حرامخوری مین رکھکر
مع چار ہزار سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اردوے شاہی کے اطراف و جوانب مین مزاحمت پہونچا کر باہر نکل گیا
دوسرے دن ہندیا ہیم نایک کے اشارہ کے موافق چار نفر اور بھی امراے کبار برگی نے نشان عہد اور بغاوت کا بلند
کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر اپنے تئین ساتھ اسکے ملحق کیا اور وہ جماعت کہ تاخت اور دزدی مین بے نظیر تھی تاخت و
تاراج شروع کرکے اطراف و جوانب مین ڈاکہ مارنے لگے غلہ اور علوفت اردوے شاہی سے اٹھا لیجاتے تھے

اور راتوں کو چوری میں تقصیر نکرتے تھے اسواسطے علی عادل شاہ اور مصطفے خان ترک نے محاصرہ کو مناسب اور صواب سمجھکر انکا دفع کرنا واجب جانا اور جب لشکر کوچ کرکے بنکاپور کے اطراف میں پہونچا عدالت پناہ نے مصطفے خان کو اسی ملک کے انتظام کے واسطے بنکاپور میں مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال نے ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری میں بلدہ بیجاپور کی طرف مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی کہ امراے برکی از رو سے سرکشی اپنی جاگیر پر جو بیجانگر کی سرحد میں تھی متصرف ہوئے ہیں اور قدم بادیۂ اطاعت میں نہیں رکھتے ہیں مرتضی خان انجو کو کہ جو بعد قتل ہونے سیف عین الملک اسکے عہد میں ملازمت کے واسطے حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی انکو برکیون کی ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیرانداز اور چند امراے دکنی اور حبشی سے کفار برکی کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ مرتضی خان اور برکیون کے درمیان ایک سال میں کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب سے تمیز نہوتا تھا اور طرفین سے بہت آدمی مقتول ہوئے اور یہ معرکہ ختم نہوتا تھا آخر الامر مصطفے خان نے کہ قلعہ بنکاپور میں اقامت گزین تھا علی خان کو عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجکر پیغام زبانی کیا کہ لشکر کو چوروں کے مقابل بھیجنا اور خراب کرنا ہوشیاری سے بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انھیں بلطائف الحیل بیجانگر میں طلب کریں اور اسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو انھیں سزا پہونچاوین علی عادل شاہ نے یہ راے پسند کی اسو پنڈت برہمن اور بھی مردمان معتمد کو وکیل اور متواتر چوروں کے پاس بھیجا کہ جس طور سے ممکن ہو انھیں دلاسا دے کر بیجاپور کی طرف راغب کرین ہندیا ہیم نایک کو یہ نقل کے موافق نہ آیا ایک انجمن شورہ کے واسطے ترتیب دی اور جیبا راے اور ہوج میل نایک اور دیونایک اور تمنا نایک اور دیگر سرداران قوم اپنے جو عمدہ امراے برکی تھے انکو حاضر کرکے کہا کہ ہم لوگوں نے اس زمانہ میں کہ بنکاپور اور تمام ممالک کرناٹک اسکے فتح ہوچکے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کی خاندان سے علی عادل شاہ کی طرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہم نے آنحضرت کو ایسی دولت سے محروم کیا اب محال ہے کہ ایسا جرم عظیم بادشاہ کی خاطر دریا مقاطر سے محو ہو اور بے ذریعہ کسی خدمت کے ہملوگ منظور عنایت ہوں اور جاگیر قدیم پاوین یقین ہے کہ مسلمان ہمین فریب دیکر چاہتے ہیں کہ بیجاپور لیجاکر انتقام لیں امراے مذکور نے یہ بات قبول نہ کی اور بیجاپور کے جانے پر آمادہ ہوئے اور ہندیا ہیم نایک نے انکی رفاقت ترک کرکے بلدہ بلکنڈہ کی طرف جاکر تمنا دری کی نوکری اختیار کی اور اول جوت راے نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار ہونے سے اور بھی امرا قول و شرط درمیان میں لاکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے علی عادل شاہ نے اس بیت کے مضمون پر بیت سنگ در دست و مار بر سر سنگ + فکر دانش بود سکون و درنگ + آتش غضب افروختہ کی ایک روز جوت راے کی آنکھیں نکال کر ہوج میل نایک اور دیونایک اور تمنا نایک کو انواع عقوبت سے ہلاک کیا اور لاشیں انکی چھکڑوں پر رکھکر تمام شہر میں مشتہر کیں اور اس جماعت کے شر و فساد سے فارغ ہوکر ماہ شوال ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری میں آنحضرت نے کہ لاولد تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طہماسپ کو ولیعہد کیا اور امرا اور ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد تمہارا یہ بادشاہ ہے اور اسی مہینے میں جشن عالی ترتیب دیکر

سنت خلیل اللہ کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہے کہ شب ختنہ میں جیسا کہ رسم دکن ہے شہزادۂ عالمیان
کو پوشاک سُرخ پہنا کر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتشبازی کے ٹوکروں اور آرائش اور
درختوں اور تصویروں میں کہ دو طرفہ شاہبازار میں جا بجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشائی سے سات سو آدمی
کے قریب جلکر مر گئے اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اُس کی سواری مابین بازار پہونچی تھی
کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اُسی روز سے صاحبقرانی اس بادشاہ صاحب اقبال کی خاص و عام
ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشمال امرائے بری اور حبشی اور ختنہ شاہزادہ عالمیان کے شاہ
عدل پرور کبھی مسند طرب پر رونق افزا ہو کر فروغ لالہ عذاران آفتاب وش اور شعاع جام شراب بخش
سے بزم عشرت کو منور کرتا تھا اور گاہے سریر عدالت پر جلوہ گر ہو کر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف
سے سیراب کرتا تھا **ابیات** کسے بادشاہ سنت اور نگ وگے در بزم عشرت جام گلرنگ + نشستی گاہ بر تخت
عدالت + پئے تادیب ارباب ضلالت + بنائے عدل را آباد کردی + دل غمدیدگان را شاد کردی + اور وہ باوجود
انصاف جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لڑکوں صبیح الوجہ ملیح العذار کے ساتھ انس کمال و میل
تمام رکھتا تھا اس واسطے علی برید کے پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ میں سنتا ہوں آپ کے پاس دو خواجہ سرا صاحب جمال
ہیں مناسب ہے کہ از راہ اخلاص دلی ان دونوں کو بسبیل تحفہ ہمارے پاس روانہ کیجئے ملک برید چند روز عذر
و بہانہ میں بسر لے گیا یہاں تک کہ مرتضےٰ نظام شاہ نے ملکی طمع سے ایک فوج اُس پر تعین کی ملک برید نے متحصن
ہو کر التجا عدالت پناہ سے کی اُس نے ہزار سوار اُسکی کمک کو بھیجکر مرتضےٰ نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی امیر برید
نے عدالت پناہ کا یہ احسان عظیم اپنے اوپر دیکھ لیا اور جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سراؤں کی طرف حد سے زیادہ راغب
اور مائل دیکھا ناچار دونوں خواجہ سراؤں کو احمد آباد بیدر سے بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور جب منزل مقصود میں پہونچے اور
سمجھے کہ ہمیں اس کام کے واسطے بلایا ہے ایک اُن دو خواجہ سراؤں سے کہ بزرگتر اور بہتر تھا اس نے یہ کام کیا کہ اوّل یعنی
زیر جامہ کے درمیان ایک قرولی پوشیدہ کی اور شہر پناہ کو بعد ملاقات امیدوار وصال کر کے بملائمت و چاپلوسی شب اوّل زیبش
یہ کام شب پر ڈالا اور بعد از انتظار بسیار جب وقت اُسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتمی پہنا عدالت پناہ باتفاق خواجہ سرا حجرہ
خالی از اغیار میں داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اُس نے کٹے نے قرولی مذکور سے اس شاہ خجستہ انجام کا کام تمام کیا
اور روزگار فتنہ انگیز کے مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اسکے ظل دولت میں آسائش رکھتے تھے عیش و
عشرت سے محروم کیا **ابیات** دریغا کہ آن شاہ عالی نژاد + کہ در عدل مثلش بگیتی نزاد + بہ تیغ ستم نقد جان
برفشاند + ازو غیر افسانہ چیزے نماند + بجز خاک خوبان درین دشت نیست + بجز خون شاہان درین طشت نیست
جہان با ہمہ زینت و زیب او + نیرزد بدین رنج و آسیب او + چنین ست آئین گردندہ دہر + کہ بخشد برغبت
ستاند بقہر + اور یہ حادثہ عظمیٰ اور واقعہ کبریٰ بیسویں ماہ صفر شب پنجشنبہ ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری
میں واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص برضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اس شاہ کامگار کی اس نظم

سے سیاہ نظم مین منتظم کی ہے **قطعہ** آہ کہ دست اجل در چمن عدل و داد + نخل فتوت بکند شاخ مروت برید + فلک بر
خسروی گشت ازین ماجرا + مہر کرم مختفی ماہ سخا ناپدید + خسرو عادل لقب شاہ علی نام آنکہ + ظلم بدوران او کس نہ
شنیدو ندید + وقت وداع جہان تا نرود تلخ کام + از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید + گفتہ دو دو ران نجیب
از پئے تاریخ آن + بر سر دفتر نوشت شاہ جہان شد شہید + تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت اور کافہ
سپاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ازواج محترم اس ماتم مین گریبان چاک اور بیتاب تھے اور دست حسرت سے
خاک سر پر اڑاتے تھے اور خوناب چشم کو خاک رہگذر مین ملاتے تھے ہر ایک آتش غم کی خلش سے بیتاب تھا
سراسر ماتم کا سامان تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ افضل اور اعلم علماے عصر تھا اور شاہ ابوالقاسم انجو اور
مرتضے خان انجو جو آنحضرت کے انیس جلیس تھے اور شمس الدین محمد صدر جہان اصفہانی اور سادات و علما
جو اطراف و اکناف جہان سے اس دولتخانہ مین اسکے عہد مین جمع ہوے تھے خسرو شہید کی میت کی تجہیز و
تکفین مین مشغول ہوئے آخرکار باتین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دے کر تابوت مین رکھا اور صندوق
نعش اٹھا کر زربفت کی چادر سبز اسپر ڈالی اور شامیانہ اسپر کھینچی دہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ
تلوارین کھینچے بحال زبون نشان سب اسپر نگون اور فوج کے سردار خنجر گذار پوشاک نیلگون پہنکر اشک فشان
نعرہ زنان چاک گریبان جنازہ کے ساتھ ہوے اور حظیرہ جو شہر بیجانگر مین واقع ہے اور بروضہ علی شہرت
رکھتا ہے اسمین پیوند زمین کیا اور موافق آیہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش
پہنکر اس کے طائر روح پرفتوح نے حظائر قدس مین آشیانہ کیا **رباعی** گویند بحشر گفتگو خواہد بود
وان یار عزیز تند خو خواہد بود + از خیر محض جز نکوئی ناید + خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود + اور دوسرے دن
شہریار جوان بخت ابراہیم عادل شاہ کو کہ تخت بیجاپور اس کے یمن قدوم بہجت لزوم سے قرین سپہر اعظم ہوا
تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اس شاہ عدالت پناہ نے ان دونون خواجہ سرایون مین سے ایک کو بطور قصاص اور دوسرے کو
طرد اللباب بجزا و سزا پہونچا کر خاک ہستی انکی ساتھ صرصر فنا کے برباد کی **فردوسی** دو بد خواہ را زندہ بر دار کرد +
سر خواجہ کش را نگونسار کرد + چو خون خداوند ریزد کسے + در نگش نباشد بگیتی بسے + اور ابتک بلدہ بیجاپور مین
مسجد جامع اور تالاب شاہپور اور آب کاریز جو تمام مردم شہر پر وقف ہے اور عہد مین اس شاہ شہید کے کشور خان
کے اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھی یادگار ہین سخاوت اس غفران پناہ کی ساتھ اس حد کے تھی کہ جب
ابراہیم عادل شاہ بجنت حق واصل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ مین تھے اور دیگر امتعہ نفیسہ و جواہر
کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود جود سے زینت بخشی تو یہ تمام اندوختہ مع
تمام آمدنی جو انکے عہد مین بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران و توران و عربستان و روم اور اقالیم سبعہ کہ اسکے
دربار مین حاضر ہوتے تھے انپر اور اہل عالم پر ابر نیسان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم فنا سے دار البقا
کی طرف متوجہ ہوا زر کرناٹک کے سوا جو آخر سلطنت مین مصطفے خان اردستانی کے مساعی جمیلہ سے خزانہ

مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس مین سے بھی مبلغہائے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہوگئے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دومرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کر کے دونون کو باعزاز و اکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف وہدایا اور پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرما کر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف وہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند + نمونہ چنین دارد از نقشبند + کہ جب دست قضا وقدر نے نقاب سیاہ شب بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنے نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنے شب گزری سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح در بر گردون کشید کسوت نور + جہان کشاد ز رخ پردۂ شب دیجور + ز فیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت و زیر وامیر وپہلوان وسپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوکے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت بیت بہ نیک طالع و فرخندہ روز و فرخ فال + بسعد اختر و میمون زمان و خرم حال + اعظم اعدل صاعد مصاعد رین دولت عارج معارج شوکت وحشمت اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دارا عزم بہرام رزم پرویز بزم زیب دہ اریکہ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہر یار نوجوان سلطان بن سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سایبان زرین طناب اُسکے جاہ وجلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور پایندہ رہے شبستان سلطنت اور سرابستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ وحشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قلم ٹیکا اطاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پاے ادب سے کھڑے تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اُسکے نو درجے طے ہوئے تھے یعنے کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرۂ کامل یعنے دس برس کے نہوئے تھے ہر ایک دولت خواہ کو بعبارت شافی اور تقریر سفید تر قوی پشت اور برقرار کیا اور کمند نظر عنایات اور التفات سے خاص وعام کے دلون کو صید فرمایا فیض سحاب انعام اُسکے سے کشت زار جہانیان کے نہایت سبز اور شاداب ہوئے بیت آن مژدہ کہ اقبال ہمیدادوعدہ شد + وان کام کہ ایام ہمیخواست بر آمد + امراء اور

کتبہ انا فتحنا لک فتحا مبینا سے پیراستہ ہوا اور بخت بلند کی ہمدمی سے سیارون کے بادشاہ کو مطیع کیا اور اقبال بلند کی دستیاری کے باعث سرمۂ چشم دولت مین کھینچا درخت امید اس کا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بار ور اور بوستان حشمت اس کا ہر لحظہ گلہائے تازہ تر سے معطر ہو سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام اس کے سے قدم جرأت میدان نبرد سے کھینچکر بعجز و انکسار سے پیش آتے اور گردن کشان اکناف اس کی آستان آسمان نشان پناہ لیکر عبودیت اور بندگی مین سرگرم ہوتے امیدواری بجناب کبریائے باری تعالے و تقدس یہہ ہر کہ جو تحفۂ دولت کا کہ کارخانہ نصر من اللہ سے ہر چہرہ کشا ہوا اور جو عطیہ سعادت کا کہ مسند و ما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہوا اس مین سے سب سے بڑا اور پورا حصہ بجناب جلالت مآب سلطان عالم کہ قبلہ امیدوارون اور کعبہ آرزو مندون کا ہو بہرہ مند رہے اور انقراض ایام عالم تک کسی طور کا نقص اور فتور قصر بیقصور قواعد مضبوط خلافت و حشمت مین نازل نہو **نظم** جہان تا جہان آفرین آفرید ✦ چنین بادشاہے نیامد پدید ✦ ہمہ سود مندی ز کردار اوست ✦ خور و ماہ روشن ز دیدار اوست **ایضاً** جہان زندہ باین صاحبقران ہست ✦ درین شک نیست کو جان جہانست ✦ جز این یکسر ندارد تحفۂ عالم

مبادا کز سرش موئے نسود کم

آغاز وقعات خسرو عدالت آئین یعنی ابراہیم عادل شاہ ثانی

مستخبران احوال عالم کے طبائع آفتاب شعاع پر روشن اور ہویدا ہو کر جب فرق مبارک اعلے حضرت بادشاہی لازال اقبالہ نے اوان طفلی مین بتاج وہاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اختصاص پایا اور ایالت اقلیم اور کفالت مصالح بنی آدم پر متقرر ہوئے صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نہ کر سکے ابتدائے جلوس مین چند امرائے معتمد حسب نوبت ظلم و تعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ حل و عقد سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ذکر انکا چونکہ لائق درج کتب و تواریخ ہو کمیت خوشخرام قلم میدان بیان مین جولان ہو کر قدرے حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بہ سبیل اختصار یون مرقوم خامہ سخن گذار کرتا ہو کہ کامل خان دکنی جو امرائے کبار اس دولتخانہ سے تھا اور جیسا کہ سابق مین مذکور ہوا قلعہ مرج مین شاہ غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کر کے محرمان امور سلطنت سے ہوا تھا وہی اسوقت بھی مہمات امور ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمدان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کے واسطے مقرر کیا اور تھانہ دار قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ کی پرورش دیدہ داخت چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشراف مملکت کو فرامین استمالت بھیجکر ان کی تسلی خاطر مین کوشش کی اور ہر روز بساط چار شنبہ اور جمعہ کے چاشت کے وقت آنحضرت کو حرم سرا سے طلب کر کے سریر کامرانی پر بآئین بادشاہان عظام اور خسروان والا مقام متمکن کرتا تھا اور بانعام دیتا

کہ خاص و عام قدمبوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور اُس جم جاہ کے حضور مین مہمات سلطنت
فیصل ہوتے تھے ہر ناکام کامیاب ہوکر اپنے مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی سے کسی کو
صدمہ نہین پہونچتا تھا اور جب دو مہینے اس صورت سے منقضی ہوئے کامل خان اس مصرع کے موافق
مصرع بوئے ز نسیم بادہ بس مستانرا ❊ شراب استقلال دو روزہ کے استشمام سے بیخود اور مغرور ہوکر
چاند بی بی کی نسبت بے ادبی اور بدنامی دینے پر آمادہ ہوا اور وہ عفیفہ دوران اور معصومۂ زمان آتش غضب
وانتقام سے افروختہ ہوکر درپے اُسکی تضییع اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشور خان ولد کمال خان کو جو امراے
معتبر اُس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خان منصب جلیل القدر وکالت کے لائق نہین ہے صلاح
یہ دیکھتی ہون کہ تسلط اس کا دفع کرسکے مین وہ منصب تجھے تفویض کرون لازم ہے کہ جس طور ممکن ہو اُسے
درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال کہ اُسکی قوت کی زیادتی کا سبب ہے نہ جائز رکھو حاجی کشور خان اس
حکم اور بشارت کے سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑے مردم اشراف کو ساتھ اپنے متفق کیا چار سو سوار جرار
مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اس وقت کہ کامل خان سبز محل مین بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعۃً داخل ہوا اور دروازہ اندر
سے بند کرکے تھانہ دار کو قید کیا اُسکے بعد سبز محل کی طرف متوجہ ہوا اور کامل خان کہ بازی روزگار سے
غافل تھا اس ماجرے سے آگاہ ہوکر سراسیمہ اور بدحواس حرم سرا کی طرف اس امید سے روانہ ہوا کہ چاند
بی بی سلطان میری حمایت کریگی قضارا ایک جماعت خواجہ سراؤن سے جو وہان حاضر تھی اور ساتھ اُسکے دم مصادقت
کا مارتی تھی اسکے پاس آئی اور اُسکے کان مین کہنے لگی کہ یہ امر چاند بی بی سلطان کی تحریک سے سبب واقع ہوا اسکے پاس جانا اور پناہ
طلب کرنا خلاف عقل ہے کامل خان بحر تفکر مین غوطہ زن ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قبضے مین ہے عمارات شاہی
کے پیچھے سے آپکو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جانسوز کے گمان سے مضطرب اور حیران ہوکر ایک خندق
مین کہ اُس مین پانی تھا کود پڑا اور پیر کر اسکے کنارے پہونچا اور اس سبب سے کہ اُسکی زیست مین قدرے مہلت
تھی کسی شخص نے اُسے نہ پہچانا کامل خان باغ دوازدہ امام پر جو خندق قلعہ ارک کے کنارے واقع ہے آیا اور چند دن
کی پناہ مین بسرعت باد ستر لغ آلیا اپنے تئین حصار شہر مین کہ بلندی اُسکی بارہ گز شرعی کے قریب ہے پہونچایا
اور بے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اُترنے کی تدبیر کی دستار اور پٹکا اور شال دوش انداز اپنی کو ایک
دوسرے مین گرہ دیکر بطریق کمند کنگرے پر مضبوط باندھی اور اُسکے سہارے سے اُتر آیا اسوقت تک بھی کوئی اس تک
نہ پہونچا اور وہ پیادہ پا اور سراسیمہ اپنے مکان پر جو شہر کے باہر تھا گیا اور بھاگنے پر آمادہ ہوا اور حاجی کشور خان وغیرہ
جو ایسی دلیری کا اُس سے گمان نہ رکھتے تھے ایک ساعت تک اس عمارت قلعہ اور جہاے تاریک مین شرائط تفحص بجا لایا
اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ کامل خان دلنی جان کے خوف سے آپ کو حصار قلعہ سے شہر کے نیچے گرا کر سلامت اپنے
مکان کی طرف گیا ہے سب نے اتفاق کرکے ایک جماعت کثیر اُسکی جستجو اور گرفتاری کے واسطے نامزد کی کامل خان
اس ماجرے سے مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر بالاتفاق سات یا آٹھ آدمیون کے احمد نگر کی طرف متفرر ہوا ابھی

دو کوس راہ طے ہوئی تھی کہ کشور خان کے آدمیوں کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور ان لوگوں نے اس توہم
سے کہ مبادا اسکے سپاہی یا ہواخواہ تاخت لاکر اسے ہمارے ہاتھ سے رہا کریں فوراً سر اسکا تن سے جدا
کرکے تمام مال و جواہر اسکا تاراج کیا اور کچھ اثر اس سے باقی نہ رکھا سچ ہے **مصرع** قضائے آسمانست این و
دیگرگون نخواہد شد۔ حاجی کشور خان نے بعد اس معاملہ کے روش کامل خان کی اختیار کی اور چاند بی بی
سلطان کی معاونت اور التفات کے سبب باگ امور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور
رایات استقلال بلند کرکے نہایت غلبہ اور تسلط کے ساتھ مہمات دولتخانہ میں مشغول ہوا اور اس عرصہ میں
بہزاد الملک ترک سر نوبت مرتضی نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار اپنے ہمراہ رکاب لیکر بقصد تسخیر بعضے پرگنات
سرحد عادل شاہ کے احمد نگر سے کوچ بکوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت نظام شاہ
کے ارادہ کی بادشاہ کے عرض میں پہونچائی اور حکم کے موافق تعیین لشکر کشائی اور چند سردار [illegible] خان
اور امرائے حبشی کو مثل اخلاص خان و دلاور خان کے جو [illegible] مدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ
کیا ان لوگوں نے شاہ درک پہونچکر بعد چند روز آرام کے بساعت سعید ایک نقارہ جنگ بجا کر غنیم نظام شاہی
جو پانچ کوس تھا تاخت کی بہزاد الملک نظام شاہی نے بھی مقابلہ کیا لیکن بعد سخت جنگ کے مجروح ہوکر
منہزم ہوا اور خزانہ و خیمہ و ہاتھی و گھوڑے عادل شاہیوں کے ہاتھ آئے یہ اول فتح تھی تب سے ابتک
کہ عمر شریف چھتیس ۳۶ سال کی ہوئی ہر برابر معرکوں میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کو فتح نصیب ہوتی رہی
جب امراء کا فتحنامہ پہونچا تو بیجاپور میں خوشی کا نقارہ تین رات دن بجایا تمام شہر میں شیرینی تقسیم ہوئی
پھر کشور خان نے چاند بی بی کے حکم سے امراء کو خلعت و شمشیر مرصع و گھوڑے مع زین و لگام مرصع
ارسال کیے بعد چند روز کے کشور خان نے بدون اجازت چاند بی بی کے فرمان بھیجا کہ جو ہاتھی لشکر
نظام شاہ سے قریب سو کے حاصل ہوئے ہیں [illegible] امراء نے ناخوش ہوکر باہم مشورہ کیا بعض نے صلاح
دی کہ حاضر سلطانہ کو عرضی بھیجکر استدعا کریں کہ کشور خان کو [illegible] ہمراہ کاریگر اور
بعض نے کہا کہ ابھی مشہور ہے کہ سید مرتضی سپہسالار نظام شاہی احمد نگر سے شکست کی تلافی کے لیے متوجہ
ہے پہلے اس سے مصاف ہوجاوے [illegible] اپنے ہاتھوں میں لے لیں یہ خبر
مشہور ہوگئی اور کشور خان نے کرسی مصطفے خان کے قتل کا فرمان لکھکر اپنے پاس سے مہر بادشاہی ثبت کرکے
ایک پردیسی امین خان کو دیا کہ سید نور الدین محمد مشہدی کے پاس لیجاوے [illegible] اسی مشہدی کو خود سید
مصطفے خان نے تربیت کرکے بنکاپور کے نواح میں جاگیر دلوائی تھی لیکن [illegible] اس کو اندھا
کردیا فرمان اس نے بسر و چشم قبول کیا جس کا مضمون یہ تھا اگر تو مصطفے خان کو قتل کر ڈالے
تو اس کا منصب و جاگیر تجھے عطا ہو چنانچہ نور الدین مشہدی نے [illegible] فی الحال سے محمد امین مذکور کو قلعہ بنکاپور
میں بھیجا اور اسکے ساتھ ایک فرمان لکھدیا کہ بادشاہی حکم ہے اگر تم لوگ اپنی جان کی بہتری چاہتے ہو

تو مصطفی خان کو قتل کر کے بادشاہی مناصب و جاگیرات حاصل کرو ورنہ مصطفی خان خود چاہتا ہے کہ تم سب کو
قتل کر کے قلعہ و صوبہ راجہ کرناٹک کو دیدے محمد امین شام کو قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور کہا کہ ضروری فرمان
بنام مصطفی خان لایا ہوں مصطفی خان نے اس کو قلعہ میں بلایا اور عمدہ مکان میں مہمان کیا اسنے کہا ابھی
رات ہے صبح کو فرمان ہمایوں دیوان خانہ میں دکھاؤنگا اور اسی رات میں امین ملک نے راجگان و رایان چلی
کو اپنے ساتھ متفق کر کے مصطفی خان کے قتل پر آمادہ کیا صبح کو سید مصطفی خان بعد نماز ورد وظیفہ میں مشغول
تھا کہ ناگاہ ان لوگوں نے زہ کمان سے اس سید بزرگوار کو شہید کیا کہتے ہیں کہ بیجاپور میں ایک منجم نہایت بوڑھا
تھا اس نے راجہ بیجاپور سے کہا تھا کہ بیس برس بعد سید مصطفی خان اس کو فتح کرے گا چنانچہ جب فتح ہوا تو
مصطفی خان نے سنکر تعجب کیا اور بلوا کر اپنا زائچہ پوچھا اس منجم نے سخت اصرار کے بعد کہا کہ فلاں سال ارکان
بیجاپور میں سے ایک شخص کے فریب سے تو اس قلعہ میں مارا جائیگا اور وہ شخص بھی دارالسلطنت سے تلنگ کو
بھاگ جائیگا اور وہاں قتل ہوگا چنانچہ جب کشور خان کی فتنہ پردازی سے مصطفی خان مارے گئے اور کشور خان ملک تلنگ
میں موافق پیشین گوئی منجم مقتول ہوا لوگوں کو اس منجم کے تجربہ و دانش پر بہت حیرت ہوئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ جب چاند سلطانہ کو یہ حال کھلا تو اس محترمہ نے قاتلوں پر لعنت و نفرین کی کیونکہ بیگم ہمیشہ سادات کی تعظیم و تکریم
و محبت میں راسخ تھی عداوت کشور خان سے بے اختیار ہو کر سخت کلام زبان پر لائی کشور خان نہایت چالاک تھا چاہا
روز بال کر کے اس نے مشہور کر دیا کہ چاند سلطانہ ہمیشہ یہاں کی خبریں اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری کو
لکھا کرتی ہے کہ وہ موقع پا کر لشکر کشی کریں اور مشورہ طے کر لیا کہ جب تک نظام شاہ کا معاملہ طے ہو چاند سلطانہ
کو قلعہ ستارہ میں نظر بند رکھیں چونکہ بادشاہ بوجہ کم سنی کے گونہ مجبور تھا کشور خان نے اپنی طرف سے
لونڈیاں و خواجہ سرا بھیجکر بجبر و تعدی چاند سلطانہ کو محل سرا سے نکال کر پالکی میں قلعہ ستارہ بھیج دیا
اور کمال استقلال سے مغرور ہوا اور اپنے معتمد علیہ میاں بندہ دکنی کو سپہ سالار لشکر کر کے بہت سے ہاتھی
گھوڑوں سمیت قلعہ شاہ درک میں سرحد پر بھیجا۔ امرائے دکنی و حبشی یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے اور استقبال
کر کے اس کو لشکر گاہ میں لائے میاں بندہ نے جو مرد پرکار آزمودہ تھا بہت سے وعدہ وعید کر کے عین الملک
کنعانی و انکس خان کو جو زبردست امرا میں تھے کشور خان کا شریک بنا کر باقی امرا کے دفع کرنے کی فکر میں
ہوا کشور خان نے بادشاہی مہر سے ایک فرمان بنام بندہ خان تیار کر کے روانہ کیا کہ بادشاہ عالی جاہ کو صحیح خبر ملی
ہے کہ امرائے لشکر بدعہدی سے لشکر احمد نگر کے مقابلہ میں تساہل کرتے ہیں بہر صورت ان کو مقید کر کے قلعہ شاہ درک
میں مقید کرے اور انکے ہاتھی گھوڑے روانہ درگاہ کرے اور خود قلعہ کی حفاظت میں پوری احتیاط رکھے
میاں بندہ نے چاہا کہ اول اخلاص خان و حمید خان کو ضیافت کے بہانہ سے مقید کرے لیکن وہ لوگ ہوشیار
ہو گئے اور فوراً معتمد امرائے حبشی سے مشورت کر کے یہ رائے قرار دی کہ فی الفور اخلاص خان سامان ضیافت
بنا کے اخلاص و عقیدت سے میاں بندہ کو بلاوے اور مقید کر کے فوراً بیجاپور چلا کر کشور خان کو بھی دور کرے

مع سپہ سالار یہان آکر لشکر نظام شاہی کو دفع کرین اخلاص خان نے اپنے یہان تولد فرزند کی خوشی کا جلسہ کیا اور
میان بدو کے پیشکش کے لیے عمدہ تحائف منتخب کیے اور عریضہ تقدم بھیجا اور آخر میان بدو مع خواص کے قلعہ مین مقید ہوا
اور امراؤ نے اسی روز بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور رانکس خان و عین الملک بھی اپنی اپنی جاگیرون کو چلدیے اور کشور خان
نے بظاہر بے پروائی کی اور بادشاہ کو اپنے یہان لیجا کر جشن عظیم کیا اور بہت سے اموال نفیس پیش کیے تاکہ
اسکی ہیبت قائم ہو مگر کچھ نہوا حتے کہ جب وہ بازار سے گزرا تو بڑھیون و لونڈیون سب نے اس پر لعنت
کی کہ یہ وہی یزید ہے جس نے اولاد رسول صلعم مین سے مصطفے خان کو ہلاک کیا اور علے عادل شاہ کی بیگم
حضرت چاند سلطانہ کو اہانت کے ساتھ ستارہ بھیجا کشور خان سمجھ گیا کہ خاص و عام اس سے بیزار ہین جب
اس نے سنا کہ امراے حبشی ایک منزل پر آگئے ہین تو بادشاہ کو شکار کے لیے باہر لے گیا اور کلارغ باغ کے
پاس دم بھر توقف کر کے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہوا بہت گرم ہے حضور واپس جادین اور بندہ کو اجازت ہو کہ شاہ پور
ہو کر حضور مین حاضر ہو بادشاہ نے اسکو رخصت کر کے قلعہ ارک کی طرف نہضت فرمائی اور وہ بدبخت عمدہ خزائن شاہی
لیے ہوئے مع چار سو مسلح سوارون کے گھر بار چھوڑ کر شکار کھیلتا ہوا مثل اس جانور کے جو قفس سے آزاد کر دیا گیا ہو
بلاپس و پیش جانب احمدنگر فرار ہوا اور سرحد نظام شاہ تک کسی موضع مین توقف نہ کر کے آتش فتنہ حبشیان سے نجات
پائی اور احمدنگر پہونچا چونکہ ارکان دولت نظام شاہی اسکے حرکات ناشایستہ سے سخت ناخوش تھے اسلیے وہان کا قیام
بھی مناسب نہ سمجھا اور سیدھا گولکنڈہ کی طرف جو دار السلطنت قطب شاہیہ کا تھا روانہ ہوا لیکن وہان پہونچتے ہی ایک اردستانی نے
بعوض خون مصطفے خان اسکو خنجر سے ہلاک کیا اور منجم بیجاپوری کا زائچہ ٹھیک ہوا۔ شکار کے تینون امرا نے اسکے بھاگنے
سے مطلع ہو کر بشوکت تمام داخل بیجاپور ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور ہر ایک بقدر منزلت خود خلعتہاے فاخرہ
و انواع مراحم خسروانہ سے سرفراز و مبتہج ہوا ان مین سے اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر مقرر ہو کر مختار مال و ملک
ہوا اور فی الفور چاند سلطانہ کو اعزاز سے بلا کر بدستور سابق بادشاہ کی پرورش انکے سپرد کی اور چاند سلطانہ کے
کہنے سے پیشوائی کی خدمت موافق عہد عادل شاہ کے افضل خان شیرازی کے سپرد کی اور اسکے مخلص خیرخواہ
ہمین پنڈت کو مستوفی الممالک بنایا چونکہ چاند سلطانہ کو پردیسیون کی طرف توجہ خاص تھی اخلاص خان نے محض
اس توہم سے کہ مبادا منصب وکالت سے معزول ہو افضل خان اور پنڈت کو ناحق قتل کیا اور افضل المتاخرین شاہ فتح اللہ
شیرازی و شاہ ابوالقاسم و مرتضے خان انجو کو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیچارے پردیسی تھے بیجاپور سے نکال دیا
اور حمید خان و دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت سرانجام دینے لگا اور عین الملک کو جاگیر سے طلب کیا وہ
فوراً روانہ ہو کر قریب پہونچا تو ان امراء ثلثہ نے اس کی تکریم کر کے استقبال کیا اس نے ان کو قلیل
جماعت پا کر بطمع منصب وکالت گرفتار کر لیا اور پابزنجیر کر کے دوسرے دن بعد شہر مین داخل ہونے کا ارادہ کیا
تاکہ تقبیل بساط سلطنت سے معزز ہو۔ اپنے لشکر کو آراستہ کر کے دلاور خان اخلاص خان حمید خان کو اسی طرح
پابزنجیر ہاتھیون پر سوار کرا کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا جس وقت دروازہ آلہ پور سے چند قدم آگے بڑھا مخبرون نے

اُس کو خبر ہی کہ بادشاہی غلامون نے دستور خان تھانہ دار قلعہ کو اس شک پر کہ عین الملک سے
متفق ہے قید کر لیا اور قلعہ ارک کا دروازہ بند کر کے مستعد جنگ ہین عین الملک خوف کھا کر اُلٹا پھرا اور
اسیمہ ہو کر قیدی امرا سے بھی غافل ہوا جو ہاتھیون پر لادے ہوئے ساتھ تھے اور ہنوز قیدیون کا
ہاتھی شہر کے باہر ہوا تھا کہ غلامان شاہی مین سے مقصود خان مع ایک جماعت کے پہونچا اور قیدیون
کو چھین کر انکی بیڑیان کاٹ دین اور بادشاہ کی خدمت مین لے گیا اور عین الملک اپنی جاگیر کو چل دیا
اور حبشیون نے بدستور تسلط کر لیا لیکن عین الملک نے اکثر امرا کو جو اسی کے جانب سے متعین
تھے حبشیون کی اطاعت سے منحرف کر کے اپنا ساتھی بنا لیا اسی وجہ سے دار السلطنت بیجاپور مین
ہرج مرج پیدا ہوا حکام دکن جو اسی موقع کے منتظر تھے عازم تسخیر ممالک کے ہوے چنانچہ بہزاد الملک
نظام شاہی جو بعد شکست کے چند منزل ہٹ گیا تھا اس موقع پر سید مرتضے امیر الامرا نے برار کو ساتھ لیکر
شاہ درک کی طرف لوٹا اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کے مرنے پر اسکا
بڑا بیٹا آقا محمد قلی قطب شاہ صغر سنی مین تخت نشین ہوا اور امرائے بزرگ کے صوابدید سے مرتضے نظام
شاہ سے دوستی مین یہ رائے قرار دی کہ بہزاد الملک و سید مرتضے انکی مدد کر کے پہلے قلعہ شاہ درک فتح
کر کے انکے حوالہ کرے پھر قلعہ گلبرگہ فتح کر کے خود متصرف ہو بنا برین سب نے جا کر قلعہ شاہ درک کا
محاصرہ کیا اس مضبوط قلعہ کا محافظ محمد آقا ترک دلیر تھا اس نے دلیرانہ مدافعہ مین ہر روز نظام شاہی و
قطب شاہی جماعت مین سے بہت لوگون کو معدوم کرنا شروع کیا اور جب اُنھون نے اس کو وعدہ
و لالچ سے پھسلایا تو اُسنے یہی عذر کیا کہ اگر آج مین نے وفائی کرون تو کل آپ کو مجھ پر کیا اعتماد ہوگا جب
چار ماہ طول محاصرہ مین بہت کار آمد فوج ماری گئی تو قطب شاہ نے میرزا اصفہانی کو جو باعث محاصرہ و جنگ
تھا ملامت کی بہزاد الملک و سید مرتضے ابھی بہ تنگ تھے آخر سب نے اتفاق کیا کہ ایسی تکلیف دار الحکومہ
بیجاپور فتح کرنے مین اُٹھانا مناسب ہے لہذا بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور چالیس ہزار سوار سے راہ مین
غارت و قتل و ظلم کرتے ہوئے بیجاپور پہونچے وہان سوائے دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے فوج نہ تھی
ناچار امرائے حبشی نے قلعہ بندی کی اور فرمان شاہی کے بموجب عین الملک و انکس خان اگرچہ پانچ ہزار
سوار سے آکر دروازہ اللہ پور پر اُترے تاہم روزانہ جنگ مین دشمنون کا غلبہ تھا اور بارش کی کثرت سے بیس گز
دیوار قلعہ بھی گر پڑی اور حبشیون کی عداوت سے عین الملک و انکس خان بھی سید مرتضے سے مل گئے
اور اشراف بیجاپور بھی نہ آتے تھے لہذا حبشی امرا نے چاند سلطانہ سے عرض کیا کہ حضور ہم کو اپنے آقا کی
خیر خواہی مد نظر ہے چونکہ ہم لوگ حبشی غلام ہین لوگ عار کرتے ہین آپ کسی نجیب کو امیر الامرا و وکیل
شاہی کرین تاکہ یہ فتنہ دفعہ ہو چاند سلطانہ نے شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر کو میر جملہ مقرر کیا انھون نے
اول قاصد چالاک امرائے برگی کے پاس بھیجے جو علی عادل شاہ کے زمانہ مین کرناٹک چلے گئے

تھے اور دوم عاقل آدمی سید مرتضےٰ پاس بھیجے جو خاندان شاہ طاہر کے معتقد تھے خلاصہ پیام یہ کہ فرمان شاہی پر بیشمار فوجین پہونچ جاوینگی اور سوائے خونریزی کے نتیجہ سوائے خسارہ کے نہ نکلیگا بالخصوص جب امرائے برکی پہونچینگے تو آپ کا سلامت بچ جانا مشکل ہے سید مرتضےٰ دربردہ چاہتا تھا کہ بہزاد الملک و قطب شاہ کی مراد پوری ہو اُس نے اول تو عین الملک و انکس خان کو اس موقع پر بےوفائی کرکے اپنے آپ کو بےاعتبار کرنے پر ملامت کی جس سے وہ واپس جاکر الہ پور دروازہ پر قائم اور شاہ ابوالحسن کے مطیع ہوئے اور دوم ہزار حیلہ سے اس روز حملہ ہوکا کہ راتون رات بیجاپور نون سے دیوار درست کرلی اور بعد ازان اطراف سے فوجین و امرائے برکی بھی آگئے اور تاخت و تاراج سے دشمنون کا غلہ و رسد بند کیا آخر خصوم پشیمان ہوکر بغیر صلح کے متفرق ہوئے نظام شاہیہ تو تاراج و غارت کرتے ہوئے احمدنگر چلے گئے اور محمدقلی قطب شاہ نے راہ مین اسیر سید نبیل استرآبادی کو مصطفےٰ خان خطاب دے کر بعض اطراف عادل شاہیہ پر مقرر کیا جس نے وہان جاکر حسب دلخواہ مراد پائی لیکن ابراہیم عادل شاہ ثانی نے دلاورخان و اخلاص خان حبشی کو مع فوج دلاور دلیران کوہ پیکر اس پر مقرر کیا دونون سرداران نے سخت جنگ کے بعد فوج قطب شاہی کو بھگا دیا اور غنیمت بےشمار حاصل کی از انجملہ ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے یہ سب اللہ تعالےٰ کی عنایت ہے کہ دشمنون کی چالیس ہزار فوج نے بیجاپور کو ایسی حالت مین محاصرہ کیا کہ وہان فقط دو تین ہزار سوار تھے اور آخر ایک سال کے بعد بدون کچھ حاصل کیے ہوئے بھاگ گئے بلکہ لیلئے اپنا اثاثہ سلطنت دے گئے۔ دلاورخان نے فتح حاصل کرنے کے بعد منصب وکالت و میر جملگی کی ہوس کرکے حمید خان تھانہ دار قلعہ ارک کو ملایا اور ہر قسم کے نذرانہ کے ساتھ عہد و وعدے کیے اور حسن آباد سے اس اُمید پر جلد روانہ ہوکر قصبہ الہ پور مین اُترا اور اخلاص خان کے پاس اپنے معتمد لوگ بھیجکر اس قدر اخلاص و خوشامد و چاپلوسی کی باتین کین کہ وہ غافل ہو کر اسکو جزو حقیر سمجھا اور کہلا بھیجا کہ موقع و محل دیکھکر حضور شاہی مین تمھاری عرضداشت پیش کرونگا کہ قدمبوسی حاصل کرسکو دلاورخان اسکو اپنی خوش نصیبی جانکر منتظر وقت ہوا اور جاسوس مقرر کیے چنانچہ ایک روز اخلاص خان دیوانداری کے بعد گھر جاکر خواب استراحت بلکہ غفلت مین سو گیا۔ دلاورخان اس خفتہ بخت کا حال سنتے ہی اپنے فرزندون و سات سو سوار و پندرہ جنگ آزمودہ ہاتھیون سے شہر مین داخل ہوکر نہایت تیزی سے قلعہ ارک کے دروازہ پر پہونچا اور حمید خان نے موافق قرارداد کے دروازہ کھولکر قلعہ ارک مین داخل کرلیا۔ دلاورخان نے فی الفور شاہی قدمبوسی حاصل کرکے جابجا قلعہ مین بندوبست کرلیا اور توپین چڑھادین اخلاص نے بیدار ہوکر جب سنا تو فوراً چار ہزار سوار جنگی لیکر ارک پر چڑھ آیا اور اسکی افواج نے حملہ کرنے مین نہایت جانبازی و دلیری دکھلائی لیکن توپ کے فائر مین اخلاص خان کے بہت سے مخلص زخمی ہوکر پسپا ہوتے اور مارے جاتے الغرض شام تک پچاس ساٹھ دلیران نامی مارے گئے اور اندروالون مین سے فقط ایک مارا گیا رات کو اخلاص خان واپس ہوا اور بلبل خان حبشی کو جو پہلے مصطفےٰ خان کا ملازم تھا قلعہ کے محاصرہ وا اور شاہ

کی راہیں بند کرنے پر مامور کیا اس نے ایک ماہ تک اس بارہ میں ایسا انتظام کیا کہ دوست و دشمن تعریف کرتے تھے ۔
آخر دلاور خان نے خلیل خان کو اور اُس کے ذریعہ سے بلبل خان اور سب خاصہ خیل کو ملا لیا اور دلاور خان کی لاوری
بڑھ گئی۔ اخلاص خان نے دوسروں کو محاصرہ پر مقرر کیا اور اپنے مکان ہی پر دیوانی مقرر کی لیکن دلاور خان
مع بلبل خان کے اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر اخلاصیوں کو بھگا کر غلہ در وغن وغیرہ ضروریات سب
اندر لے جاتے تھے اور اہل قلعہ آرام و رفاہیت سے بسر کرتے الغرض چار ماہ تک یہی شورش رہی
اور اس عرصہ میں اکثر اوقات بیجاپور کے کوچہ و بازار میں طرفین کے توپ و تفنگ سے رعایا کی خانہ ویرانی
ہوتی تھی آخر لوگوں نے تنگ ہو کر بلبل خان کی کوشش سے اخلاص خان کو تنہا چھوڑ کر اپنی اپنی جاگیروں
کی راہ لی تب بھی اخلاص خان جاہل اپنے گھر میں بہ آرام بیٹھا رہا اور دلاور خان نے کچھ لوگ بھیجکر اسکو
گرفتار کر لیا اور چشم مروت بند کر کے بے توقف اسکی آنکھیں نکلوا لیں اور جمشید خان حبشی کو چند روز
وخیل رکھا آخر اس کو بھی محبوس کیا اور امرائے کبار کو اپنے خویشی کے رشتہ سے ہوا خواہ بنا لیا
اور بیٹوں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک عمدہ خدمت شاہی پر مقرر کر کے بزرگ مرتبہ بنایا ۔
بڑا بیٹا محمد خان حضور شاہی کو قرآن و گلستان بوستان پڑھانے پر مقرر ہوا اور کمال خان امرائے
بزرگ سے ہو کر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی و لعب میں شریک ہوتا اور تیسرا بیٹا خیریت خان
بھی امیر بزرگ ہو کر بادشاہ کی حفاظت پر مقرر ہوا اور چوتھا عبد القادر باوجود منصب امارت کے
تھانہ دار قلعہ ارک بھی مقرر ہوا لیکن چونکہ کم عمر تھا دلاور خان نے اُس کی طرف سے اپنے معتمد علیہ
روحی خان کو جو دکنی تھا مقرر کیا اور قریب ایک لاکھ پردیسی و ساٹھ ہزار دکنی جن سے خطرِ خصومت
رکھتا تھا مطرود کیا یا ہلاک کیا اور شاہ ابوالحسن کو جو اخلاص خان کے حکم سے ایک قلعہ میں محبوس تھا نکحول
بلکہ ہلاک کیا و حاجی نور سر اپردہ دار کو بھی معزول و موقوف کیا اور چاند بی بی سلطانہ کا دست تصرف ملک
و مال سے بالکلیہ موقوف کیا اور غالب خان تھانہ دار قلعہ اودنی کو حکمت و تدبیر سے مغلوب کر کے عبرت
کے لیے اندھا کر دیا اور مذہب امامیہ موقوف کر کے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ رواج دیا اور ۹۹۰ھ نو سو نوے
سے اٹھانوے تک کمال امن و اطمینان سے مہمات بادشاہی سرانجام دیتا رہا ۔ اسکے وقت کے
مختصر وقائع یہ ہیں کہ اس نے بلبل خان کو افواج جرار کے ساتھ خراج لینے و وصول کرنے کو روانہ کیا
ار شنب نایاک حاکم جرہ حاضر ہو کر بلبل خان کے ساتھ ہوا اور سنکر نایک کو قلعہ کروریں میں محاصرہ کیا
اتفاق سے ایک رات قلعہ والوں نے بلبل خان کو دو مورچال کے درمیان گرفتار کر لیا اور قلعہ میں
لے جا کر پا بزنجیر کیا اور لشکر والے اس حادثہ سے متفرق ہو گئے بلبل خان بہت متحیر ہوا اتفاق سے
ایک کھیارا موافق ہو گیا جس نے پہرے والے موکلوں کو بھی ملا دیا اور ان دنوں پانچ چھ روز
متواتر بارش سے قلعہ میں کیچڑ ہو گئی ۔ سنکر نایک حاکم قلعہ نے حکم دیا کہ گائے بھینسیں باہر خندق میں

لے جاؤ۔ گھسیاروں نے گھاس کے گٹھے بھی سر پر رکھے۔ بلبل خان نے موافق گھسیارے سے کہا کہ مجھے گھاس کے گٹھے میں باندھ کر باہر نکال دے گھسیارے و موکلوں نے اس قوی الجثہ کا نحیف بناکر دن دھاڑے قلعہ سے باہر نکالا اور صحرا میں پہونچکر گھسیارے و دو تین موکلوں کے ہمراہ ہوا کی طرح بھاگ کر سرحد عادل شاہی میں دم لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ بیجاپور پہونچکر دلاور خاں کو سب حال کہہ کر اشکر یا لگا دلاور خان نے اس سال یہ کام متوقف رکھا اور پہلے خاندان نظام شاہیہ سے صلح و صفائی کا ارادہ کیا اور صلابت خان ترک وکیل السلطنتہ نظام شاہی کی وساطت سے یہ کام پورا ہوا چنانچہ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری میں مرتضے نظام شاہ نے محبت آمیز خط ابراہیم عادل شاہ ثانی کو لکھا اور ان کی بہن خدیجہ سلطان کی جن کو راجہ جیو کہا کرتے تھے خواستگاری اپنے فرزند میران شاہ حسین کے واسطے کی اور اسی سال قاسم بیگ حکیم اور مرزا محمد تقی نظیری و دیگر اشراف و اعیان احمد نگر قریب چار سو کے کمال تجمل سے بیجاپور میں اس غرض سے آئے کہ عقد کے بعد عروس کو لے جاویں چنانچہ چار مہینہ طرفین سے جشن شاہانہ رہے اور بعد عقد کے خدیجہ سلطان کو ہمراہ چاندبی بی سلطان کے جو اپنے بھائی مرتضے نظام شاہ کے دیکھنے کی آرزومند تھیں احمد نگر روانہ کیا اور جب عمائد احمد نگر خلعتہائے مرصع گھوڑے مع زین و لگام مرصع و نقود و کنیزوں سے مالا مال ہو گئے تو احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور وہاں پہونچکر بعد جشن و دعوتوں کے شاہزادی موصوفہ کو شاہزادہ موصوف کے سپرد کیا اور وہاں سے بیجاپوری بھی خلعتوں و انعام سے مالا مال واپس آئے۔ پھر بادشاہ عدالت پناہ ابراہیم عادل شاہ ثانی نے محمد قلی قطب شاہ کی بہن سے عقد کا قصد کیا اور دلاور خان مدار المہام نے انتظام کر کے ملک التجار خواجہ علی شیرازی و خاصہ خیل امراء کو مع سامان عظیم کے بھاگ نگر بھیجا وہاں بھی خوشی سے استقبال ہو کر مراسم جشن کے بعد عقد ہو گیا چونکہ اس امر میں نظام شاہ سے استصواب غیر ضروری سمجھکر نہیں لیا گیا تھا صلابت خان وکیل السلطنتہ نے قطب شاہ کو دوستانہ شکایت نامہ بھیج دیا۔ محمد قلی قطب شاہ مخدرہ عظمیٰ کے بھیجنے میں متامل ہوا۔ جب یہ خبر ابراہیم عادل شاہ کو پہونچی تو غصہ ہو کر افواج طلب کیں۔ چونکہ یہ اول سواری تھی دلاور خان وکیل و امراء و عوام نے ہر قدم پر زر و جواہر نثار کیا اور عادل شاہ نے اول نظام کی طرف جا کر قلعہ ادتیہ کا محاصرہ کیا۔ ان دنوں نظام شاہ خلوت نشین تھا۔ یہ خبر سنکر دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے جب صلابت خان کا معاملہ ظاہر ہوا تو نظام شاہ نے اسکو بر سر مجمع خوار کیا اور وکالت سے موقوف کر کے قاسم بیگ حکیم کو مدار المہام کر دیا اس نے عذر خواہی میں عرائض لکھے اور عادل شاہ نے بھی نظام شاہ کی آدمیت دیکھکر عذر کیا اور کوچ کر کے بھاگ نگر کی طرف کوچ کیا محمد قلی قطب شاہ نے فی الفور ملکہ جہان کا رخصتی سامان کر کے ڈولا روانہ کیا۔ عادل شاہ نے اپنے ارکان دولت کو استقبال کے لیے روانہ کیا پھر خود آدھ کوس آ کر استقبال کیا اور حوالی کلیان سے شکار کرتا ہوا شاہ درگ گیا وہاں

مصطفےٰ خان نے سامان جشن شاہانہ کیا اور موافق تاریخ عملہ نجوم وہان زفاف تمام ہوا اور بادشاہ نے قطب شاہیون کو انواع خلعت و انعام سے مالامال کرکے رخصت کیا اور مدارالمہام دلاور خان وغیرہ نے بھی خلعت و انعام پایا اور مصطفےٰ خان نے بھی خلعت مرصع و اسپ مع سامان مرصع و بارہ ہزار اشرفی نقد وغیرہ انعام پایا اور بادشاہ نے بیجاپور مین آرام پایا اور ملکہ جہان سے اس وقت ایک لڑکا و دو لڑکیان زندہ موجود ہین۔

ذکر کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کی طرف

جب مرتضےٰ نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو سپرد کی اور وہ مرد سلیم الطبع کم آزار تھا مفسدون نے جماعت کرکے غلبہ کرلیا اور مرتضےٰ نظام شاہ اپنی دیوانگی مین گوشہ نشین تھا۔ مفسدون نے اول اسکو ابھار کر قاسم بیگ وغیرہ اعیان درگاہ کو طرح طرح کے الزامات سے متہم کیا اور خود بڑے بڑے عہدون پر پہونچے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو بھڑکایا کہ اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرے اس نے اسمٰعیل خان دکنی کو اس کام پر مامور کیا۔ یہ خبر مرزا خان ولد سلطان حسین سبزواری کو پہونچی جو بجائے قاسم بیگ کے اُن دنون مدارالمہام تھا اور مفسدون سے تنگ آگیا تھا اس کو اس خبر سے سخت اضطراب ہوا اور سوچا کہ اس بادشاہ دیوانہ کو معزول کرکے میران حسین کو بادشاہ کرے لیکن بدون اتفاق عادل شاہیہ کے اس کا پورا ہونا دشوار تھا لہذا اپنا معتمد دلاور خان کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے خاندان نظام شاہی کی بربادی پر افسوس کرکے فوراً مع افواج کوچ کیا اور ۹۹۶ھ نوسو چھیانوے ہجری مین سرحد نظام شاہی مین داخل ہوئے۔ میرزا خان نے بھی امرا کو متفق کرکے (چنانچہ بیان ہوگا) احمد نگر سے قلعہ دولت آباد کی طرف توجہ کی جہان شاہزادہ میران حسین مقید تھا اور قلعہ سے شاہزادہ کو نکالکر بادشاہ کیا اور وہان سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور میران حسین نے احمد نگر پہونچکر گوشہ نشین باپ کو قلعہ مین مقید کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا۔ ابراہیم عادل شاہ نے مبارکباد کے واسطے آدمی بھیجے اور قصد تھا کہ ملاقات کرکے اپنی ہمشیرہ کو دیکھکر بیجاپور چلے جاوین کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ میران حسین بے حمیت بدبخت نے کمال بے عقلی بلکہ بے دینی سے بزرگوار باپ گوشہ نشین کو ہلاک کردیا کیونکہ دولت آباد سے چلتے وقت مرزا خان وغیرہ جماعت نے اس سے کہا تھا کہ جب تک تیرا باپ زندہ ہے تیری سلطنت قائم نہ رہے گی اور میران حسین نے بدون مشورہ عادل شاہ کے پدر بزرگوار کو ہلاک کر ڈالا۔ عادل شاہ اس خبر سے نہایت آزردہ ہوا اور ملاقات کا ارادہ ترک کرکے ایک بیباک شخص کو بطور ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اس طرف لشکر لانے سے صرف یہ غرض تھی کہ تیری زندگی محفوظ رہے بلکہ تو تخت نشین ہوجاوے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو جو گوشہ نشین تھے آرام کے ساتھ کسی قلعہ مین محفوظ رکھا جاوے اب سنا جاتا ہے کہ تم نے اپنی بدانجامی و غضب خداوندی

سے بے خوف ہوکر اپنے پدر بزرگوار کو قتل کیا یہ امر نہایت قبیح ہوا اگر تم کو اُن کی طرف سے اس قدر زیادہ
وہم تھا تو بہتر تھا کہ انکو میرے حوالہ کرتے کہ مین اُن کی گوشہ نشینی وعبادت کا پورا اہتمام کرتا اور
تم بے خوف رہتے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کو آنکھون سے معذور کرتے اب یقین جانو کہ باپ
کو مار ڈالنا کسی کو سزاوار نہین ہوا خصوص بادشاہون کو لہذا مین بدون ملاقات کے پلٹا جاتا ہون
اور ملنا نہین چاہتا کیونکہ تم نے اپنے آپ کو بادشاہ جبار عزوجل کے انتقام کے لیے پیش کیا ہے الغرض
وہان سے کوچ کرکے بیجاپور مین داخل ہوا۔ چونکہ رایان ملیبار نے مصطفےٰ خان اردستانی کی شہادت
کے بعد خراج مقبول بالکل ادا نہین کیا تھا اسی سال بلبل خان حبشی کو دس ہزار سوار سے روانہ کیا
کہ تین سال کا خراج المتفق لاکھ پچاس ہزار ہون اُن سے وصول کرے اور قلعجات مفتوح کرکے
قبضہ مین لاوے بلبل خان اُدھر روانہ ہوا اور یہان ہنوز سال پورا نہوا تھا کہ میران حسین مارا گیا
اور جمال خان مہدوی نے اس دولت پر مسلط ہوکر مذہب مہدویہ جاری کیا۔ عادل شاہ نے
دلاور خان کی راے سے سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے ہجری مین افواج موجودہ کو لے کر احمد نگر کی طرف
کوچ کیا اور متعدد فرامین بنام بلبل خان روانہ کیے کہ وہان کے معاملات معطل چھوڑ کر جس طرح
ممکن ہو مجھ سے پہلے قلعہ شاہ درک پر پہونچنے کی کوشش کرے۔ بادشاہ جب شاہ درک پر
پہونچا تو ایک ماہ تک انتظار کیا اور بلبل خان نہ آیا اور زیادہ توقف مین جمال خان قوی ہوتا تھا لہذا
موجودہ فوج سے آگے بڑھا۔ جمال خان نے بھی پندرہ ہزار سوار اور توپخانہ بشمار لے کر اسمعیل نظام
شاہ بحری کے ساتھ سرحد پر آکر دشوار گزار مقام مین مورچہ قائم کیا چونکہ برسات قریب تھی کبھی کبھی
بارش ہوجاتی تھی طرفین سے جنگ مین تاخیر ہوئی آخر جمال خان نے بیس روز بعد لوگون کو بھیج کر صلح
کی درخواست کی عادل شاہ نے بنظر مصلحت قبول کیا اس شرط سے کہ ہمشیرہ عزیزہ خدیجہ سلطان
کی پالکی مع لعل بہای بھیج دے۔ جمال خان نے پالکی مع مختصر ہزار ہون بھیج دی۔ جس روز وہان سے
کوچ تھا بلبل خان مع لشکر جرار وخزانہ کثیر حاضر ہوا باوجودیکہ قلیل زمانہ مین اپنی شجاعت سے اتنا خزانہ
لایا اور سرکشون کو مطیع کیا امیدوار تھا کہ اس کی خدمت قبول ہوگی لیکن دلاور خان کی ناراضی وعداوت سے
کچھ نہوا حتی کہ خراج نقد کے عوض جو اموال واشیا لائے تھے دس ہزار کی چیز ایک ہزار مین اندازہ کی گئی
اور باقی کو ان راجاؤن سے جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے مطالبہ کیا گیا تا کہ بلبل خان کی اہانت
ہو لیکن قرائن سے بلبل خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کو میری طرف نظر التفات ہے تا آنکہ ایک روز
دلاور خان بادشاہ کے حضور مین دیوانداری کرتا تھا تب مین بلبل خان حاضر ہوا اور مورچل لیکر بادشاہ پر
ہلانے لگے دلاور خان نے بنظر حقارت اس کو دیکھکر کہا کہ جس بادشاہ کے حکم سے فلک سرتابی نہین
کرسکتا تو نے کیون نافرمانی کی۔ بلبل خان نے کہا کہ خدا گواہ ہے بادشاہ کی قسم کہ مین نے سرتابی نہین

کی اور نہ اختیاری طریقہ سے اس ملک مین چند روزہ توقف کیا مجھے کیا مجال تھی کہ ایسا کرتا لیکن بموجب فرمان مین نے کرناٹک پہونچکر وہان کے راجاؤن کو مقہور کیا اور وہ خراج حاضر کرتے جاتے تھے اگر اس زمانہ مین کوچ کرتا تو ممالک بادشاہی کا انتظام و فوج کا نظام مختل ہوتا اور یہ خزانہ حاصل نہوتا اور خود اہل اسلام ان جنگلون مین مشقت اُٹھاتے تھے لیکن تم سے البتہ تعجب ہے کہ جب تم جانتے تھے کہ بغیر میرے ساتھی لشکر کے تم کچھ نہ کرسکو گے تو کیون بادشاہ کو تکلیف دیکر بیگانہ ملک مین جا پہونچے اگر پندرہ روز اور بھی شاہ درگ مین ٹھہرتے تو مین پہونچ جاتا تب اگر داخل ہوتے تو امید تھی کہ اکثر قلعے مفتوح ہوجاتے یا اینہمہ اپنے قصور کا اقرار کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اس قدر جرم پر بادشاہ خطابخش اس بندہ کو مواخذہ نہ فرمادینگے۔ دلاور خان نے وہان اس توہم سے کہ مبادا امرار سے موافق ہوکر فتنہ برپا کرے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور چونکہ یہ بندگان با اخلاص سے ہے امید ہے کہ بادشاہ کرم فرمادین چنانچہ بادشاہ نے اس کو خلعت دیا اور بعد دربار کے دلاور خان نے بلبل خان کا ہاتھ پکڑ کے محبت کا اظہار کیا کہ مین نے تجھکو بیٹا کہا ہے اور بظاہر اس لیے سخت گیری کی کہ لوگ نکتہ چینی نکرین اور ارسب نایک کے لڑکے و راجاؤن سب کو خلعتین دیکر عزت سے رخصت کیا جس سے بلبل خان غافل ہوا اور بیچارہ پہونچکر کینہ کشی کے لیے ناحق بلبل خان کو الزامات سے متہم کرکے قید کیا اور آخر آنکھون سے معذور کردیا بادشاہ کو نہایت ناگوار ہوا۔ اور نتیجہ ظلم بھی جلد دلاور خان کو پہونچا —

ذکر توجہ عادل شاہ بقصد امداد برہان نظام شاہ و جنگ دلاور خان با جمال خان

جب میران حسین مارے گئے تو اسمٰعیل برہان شاہ جو حسین نظام شاہ کا بیٹا تھا تخت احمدنگر پر بیٹھا ہر طرح کا فتنہ و فساد ملک مین رونما ہوا اور امن و امان کے بجائے آفت و ہنگامہ بپا ہوا اور قافلہ بھلائی و سلامتی ملک مفقود ہوا اور آتش فتنہ و جان سوز ہر کس و ناکس کی دامن مین ہویدا ہوئی اور سراپا ہرج و مرج ظاہر ہوکر رذیل و شریف یکسان ہوئے اس صورت مین جمال خان مہدوی نے امور سلطنت پر مسلط ہوکر اراذل و اوباش کو جو اس سے موافق تھے بڑے مدارج پر ترقی دی اور انتظام درہم برہم ہوکر فتنہ و ظلم کا ہجوم ہوا۔ قصہ یہ کہ مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد مین برہان شاہ ولد اسمٰعیل شاہ سابق مین اس کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر رہنے لگا تھا۔ جب اسکو اپنے بیٹے اسمٰعیل بن برہان کے جلوس کی خبر پہونچی تو چاہا کہ بادشاہ دہلی کا لشکر لاکر ملک موروثی خواہ مخواہ پسر سے چھین لے آخر کچھ سوچکر بادشاہ سے عرض کی کہ اگر مین شاہی لشکر لیکر جاؤنگا تو امراے نظام شاہی مجھ سے بھڑک کر پاس نہ آوینگے اگر حکم ہو تو تنہا ان حدود مین جاکر سب کو ملائمت سے مطیع کرون بادشاہ نے یہ بات معقول جانکر رخصت دی اس شرط سے کہ ممالک موروثی حاصل ہونے پر ملک برار جس کو تفاقل خان نے

سنہ ۹۸۱ نوسو اکیاسی ہجری مین بندگان حضور کو پیشکش کیا تھا بدستور پیشکش کرے برہان شاہ نے جبر و اکراہ سے اس کو منظور کیا اور روانہ دکن ہو کر پرگنہ ہندیا مین جو سرحد دکن ہے فروکش ہوا اور یہی پرگنہ بادشاہ کی طرف سے اُس زمانہ مین اس کی جاگیر تھا اور راجہ علی خان والی اسیر و برہان پور کی رائے سے اول خواجہ نظام استرآبادی کو لباس پیر لاکر قلندرانہ صورت مین امرائے برار کے پاس بھیجکر ان کو فرمانبرداری کی دعوت دی و طرح طرح کے مواعید و عہد و قسم سے مطمئن کیا خواجہ نظام جب اُنکے پاس گیا اور مطلب ظاہر کیا بعض نے اطاعت کی اور بعض منحرف ہوئے اور اطاعت کرنے والون مین جہانگیر خان حبشی تھا کہ سرحد برار پر خاندیس کے پاس جاگیر رکھتا تھا اور مہدویہ مذہب سے جلکر جمال خان کی بربادی چاہتا تھا اور اس نے اول خواجہ کے ہاتھ عرض داشت بھیجی پھر اپنے لواحق مین سے ایک معتمد کے ہاتھ ہندیا مین اُسکے پاس عمدہ تحفے بھیجے اور پھر ایک عرضداشت مین تشریف لانے پر اصرار کیا برہان نظام شاہ بخاطر جمع چند آدمیون سے برار پہونچا لیکن جہانگیر خان سے ملاقات کے روز اتفاقاً یا بوجہ نفاق کے طرفین سے جنگ ہوگئی جہانگیر خان نے شکست پائی اور برہان نظام شاہ بحال تباہ جس راہ سے کہ آیا تھا پھر ہندیا مین واپس آیا اور راجہ علی خان سے بذریعۂ تحریر حالات و دربارۂ واقعہ جمال خان و امرائے نظام شاہی اور قبضہ مین لانے سلطنت احمد نگر کے مشورہ طلب کیا اس نے لکھا کہ اگر بادشاہ دہلی سے مدد مانگو گے تو سلاطین دکن سب منحرف ہو کر جمال خان کے ساتھی ہو کر جنگ کو طول دینگے اور معلوم نہین کہ یہ معاملہ دس بیس سال مین انجام پذیر ہو اور میرے پاس اسقدر لشکر نہین کہ تنہا جمال خان کو دفع کرسکون اور تمکو تخت احمد نگر پر متمکن کرون سب سے بہتر میری رائے مین یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے مدد مانگو اور کام ٹھیک ہوجائے گا۔ برہان نظام شاہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور مکتوبات محبت اسلوب بطرز خوب عادل شاہ کو بھیجکر اپنی طرف مہربان کر لیا اور راقم الحروف محمد قاسم فرشتہ کو لکھا کہ مین نے دشمنون کے خطرہ سے احتیاط کر کے یہ نامے بڑی حفاظت سے بھیجے ہین تاکہ وہ وفاکیش خوش اسلوبی سے ان کو بنظر اقدس عادل شاہ پیش کر کے جواب باصواب جلد روانہ کرے چونکہ مدار کار سلطنت دلاور خان پر تھا مین نے ایلچیون کو دلاور خان کی خدمت مین پیش کیا اور دلاور خان نے عمدہ طریقہ سے حضور شاہی مین پیش کیے بادشاہ نے امداد کا وعدہ فرمایا اور فی الفور افواج فراہم ہونے کا فرمان اطراف مین روانہ فرمایا اور ربیع الاول سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے ہجری مین شاہ درگ کی طرف توجہ فرمائی اور وہان پہونچکر اشراف و اعیان برار کو لکھا کہ ہمت بلند کا ارادہ مصروف ہے کہ عالی جناب برہان شاہ کو تخت احمد نگر پر متمکن کر کے اُن کے جاہل بیٹے اسمٰعیل کو موقوف کرون تم بھی میرے اشارہ سے انحراف نہ کر کے برہان شاہ سے متفق و مطیع ہو جاؤ۔ اس عرصہ مین برہان شاہ و راجہ علی خان کے قاصدون نے حاضر ہو کر خطوط پیش کیے خلاصہ یہ کہ حضرت کی لشکر کشی سے دوست دل سے متفق ہوئے اور دشمن تنگدل ہین لیکن احمد نگر کے جاسوس پہم آئے کہ جمال خان اسمٰعیل نظام شاہ کو لیکر برار کی طرف آتا ہے اس وجہ سے امرائے برار مین سے بعض متردد و متحیر ہین اگر آن حضرت دو تین منزل

بڑھ آدین تو امراے برار خوش دلی سے اس خیر خواہ سے مل جاوین۔ عادل شاہ نے منظور فرما کر ارسنگ کا قصد کیا اور برہان شاہ و راجہ علی خان کو لکھا کہ ہم نے دوستون کے کہنے کے موافق کیا اور امراے برار کو دربارہ اطاعت برہان شاہ بمقتضائے وقت تحریر روانہ کی مناسب یہ کہ آپ بھی سرحد برار پر آجاوین اور امراے احمد نگر کو ملاوین امید ہی کہ جمال خان کو چھوڑکر آپ سے مل جاوین گے۔ جمال خان کو ان معاملات کی خبر پہونچ گئی اس نے دلیرانہ طرفین کا مقابلہ ٹھان لیا اور سید امجد الملک مہدوی سرلشکر برار کو لکھا کہ سلاطین اطراف دو وجہ سے میرا استیصال چاہتے ہین ایک دنیوی لالچ اور دوم مذہب مہدویہ کا برباد کرنا اب جوانمردی کی شرط یہ ہی کہ امراے برار کو ہر طرح دلاسا دیکر مطمئن کردو اور سرحد برار پر جلکر برہان شاہ کو وہان آنے سے روکو اور اگر راجہ علی خان اس سے مل جاوے تو اسمعیل نظام شاہ کی خیر خواہی ملحوظ رکھکر میدان جدال مین کمی نہ کرنا کیونکہ جہان تک ممکن ہی مین دلاور خان عادل شاہی سے صلح کرکے جلد تمھاری مدد کو پہونچتا ہون پھر دلاور خان کو مصالحہ کے لیے ہر طرح کی چاپلوسی کے ساتھ مبالغہ سے لکھا اور جب کچھ فائدہ نہوا تو نظام شاہی خزانہ کھولکر دلیر لوگون پر تقسیم کرنا شروع کیا اور شائستہ جنگی لشکر فراہم کرکے اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ بقصد جنگ دلاور خان روانہ ہوا اور ارسنگ سے سات کوس پر آکر دوبارہ بہت فروتنی و الحاح کے ساتھ دلاور خان کو صلح کے بارہ مین لکھا دلاور خان نے دوبارہ نامنظور کیا۔ اس عرصہ مین قضارا امراے حبشی سے ایک مسمی آہنگ خان جمال خان سے منحرف ہوکر عادل شاہ سے مل گیا اور اس سے رخصت ہوکر بیر کی راستہ سے جاکر برہان شاہ سے جا ملا جب جمال خان کو معلوم ہوا کہ امرا اسے گریز کرکے روز بروز جدا ہو جاوینگے اور بھی زیادہ پریشان ہوا چنانچہ وہان سے کوچ کرکے تنگ و بکٹ جنگل دآب کندہا کہ جاے مستحکم تھی ضبط لشکر کرکے فروکش ہوا چند خوشامد خوارون نے دلاور خان سے کہا کہ جمال خان ہراسان ہوکر چاہتا ہی کہ مہدویون کی قلیل جماعت سے بھاگ کرنا ایسا دون کے جنگل مین گھس رہے۔ دلاور خان نے بدبختی سے اس کو یقین کرلیا اور عزم مصمم کرلیا کہ امراے کبار کی جماعت لیکر جمال خان پر حملہ آور ہوکر اسکو گرفتار کرلے۔ اتنے مین آہنگ خان حبشی تشکر جمال خان سے جدا ہوکر عادل شاہ کے لشکر مین آیا اور عادل شاہ کی اجازت سے رخصت پائی کہ برہان نظام شاہ سے مل جاوے۔ جمال خان نے مضطرب ہوکر خیال کیا کہ شاید امرا روز بروز جدا ہوکر دشمن سے ملتے جاوین گے لہذا وہان سے کوچ کرکے پہاڑون و نالون کے درمیان قلب جگہ مین آتا تا کہ لشکر کو ضبط مین رکھے دلاور خان یہ خبر بطور ذار سنکر فی الفور بدون اجازت عادل شاہ کے اور بدون تقسیم ہتھیار دلت کے افواج لیکر روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا تو دریافت کیا کہ یہ سب خیمہ خرگاہ کیسے نظر آتے ہین بعض نے کہا کہ لشکر عادل شاہ ہی اور بعض نے کہا کہ نظام شاہ ہی اتنے مین دو سرے جاسوس آئے اور اصل حال بیان کیا تب بھی دلاور خان نے باوجود پشیمانی کے ہٹ باقی رکھی اور اسی موقع پر عادل شاہ کے آدمی نے آکر کہا کہ آج جنگ موقوف کرو۔ بعد انتظام کے شروع کرنا دلاور خان نے ہاتھیون وغیرہ پر مغرور ہوکر بادشاہی آدمی سے عذر خواہی کرکے

عرض کیا کہ حضور مطمئن رہین ابھی جمال خان کو باندھکر حضور مین لاتا ہون اور امراے برید کو حکم دیا کہ جاؤ
اور نظام شاہی لشکر کی پشت پر رہو خزانہ باہر نہ جانے پاوے اور مہدویہ کو قتل کرنے مین دریغ نہ کرنا
جمال خان نے یہ حال دیکھکر سواے شمشیر خونریز کے کہین پناہ نہ دیکھی قلیل جماعت اور امراے مہدویہ
کو جو شجاع و بہادر تھے ہمراہ لے کر میدان مین آیا اور لڑائی بہت تیزی سے شروع ہوئی امراے کبار
مثل عین الملک و آنکس خان و عالم خان وغیرہ جن کو معلوم تھا کہ حضرت بادشاہ کو دل مین دلاور خان سے رنجش
ہے اول تو اخلاص خان کو اندھا کرنے سے تھی اور اب بغیر اجازت جنگ کرنے سے زیادہ ہوگئی ہے اس لیے عین لڑائی
مین شکست کی صورت بناکر بھاگے اور دلاور خان کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑا اور بجانب دارا سنگ
بعلامت بادشاہ روان ہوے اور دلاور خان نے افواج بزرگ دائین بائین والے کو اپنے مقام پر نہ دیکھکر
گمان شکست کا کیا دلاور خان نے باوجود اسکے قلب لشکر سے جمال خان پر حملہ کرکے بھگا دیا اور عوام لشکری
حسب دابہ ہندوستان لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور جمال خان جو اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ کھڑا تھا موقع پاکر
دلاور خان پر ٹوٹ پڑا اس وقت دلاور خان کے پاس فقط دو سو سوار تھے سمجھا کہ ٹھہرنا موت ہے ناچار مع سات
ساتھیون کے جن مین یہ راقم الحروف بھی تھا بھاگا راہ مین سُنا کہ عین الملک و عالم خان شکست کا بہانہ کرکے
فلان راہ سے ارسنگ جاتے ہین تاکہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر تجھے برباد کرین۔ دلاور خان سنتے ہی مضطرب
ہوکر کوچ بکوچ نہایت جلدی کے ساتھ دوسرے راستہ سے بادشاہ کی حضوری مین پہونچ گیا اور راہ مین
قریب تین ہزار شکست یافتہ کے اس سے مل گئے تھے اور دارا سنگ مین دشمن کے خوف سے نہ ٹھہرا
بادشاہ کی رکاب مین شاہ درک کی طرف روانہ ہوکر صبح کو وہان پہونچ گیا۔ جمال خان کو نا امیدی مین ایسی فتح
و غنیمت ہاتھی میسر ہوئے اس نے دارا سنگ کی طرف کوچ کیا اور راقم الحروف بوجہ زخمون کے بادشاہ
کے ہمراہ جانے سے معذور ہوکر قصبہ ارسنگ مین ٹھہر گیا تھا مہدویون کے قبضہ مین پڑا اور لطائف الحیل
سے چھوٹا مصرع ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت۔ چونکہ جمال خان کو یہ خبر پہونچی کہ راجہ علی خان و امراے
برار نے امجد الملک کو گرفتار کیا اور سب برہان نظام شاہ سے مل گئے ہین ناچار دارا سنگ سے جلد کوچ
کرکے برار کی طرف روانہ ہوا تاکہ برہان نظام شاہ سے لڑے۔ راجہ علی خان و برہان نظام شاہ اسکی توجہ کا
حال سنکر بہت پریشان ہوئے اور سید امجد الملک مع دیگر امراے مہدویہ کو جنکے مکر سے مطمئن نہ تھا
مقید کرکے قلعہ اسیر مین بھیجا اور بہت جلدی کے ساتھ جمال خان کے تعاقب کے لیے عادل شاہ کی خدمت مین
خطوط لکھ بھیجے عادل شاہ نے وہان سے روانہ ہوکر قصبہ پاتھری تک جو اسی کوس ہے تعاقب کیا تب بھی
جمال خان تک آٹھ روز کا فاصلہ تھا ناچار عادل شاہ نے امراے برید کو آٹھ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا
تاکہ تاخت کرکے جمال خان کا رسد وغلہ بند کرین اور راتون کو چھاپہ مارین اور بادشاہ نے خود ایک جھیل کے
کنارے جس کا پانی بہت صاف وہوا دلکش و باغات پرفضا تھی توقف کیا اور چاہا کہ چند روز یہان توقف فرماوے

دلاور خان پر نحوست سوار تھی کوشش کی کہ دوسرے روز ضرور کوچ ہو اور کات رو پنگیر کے مقام [illegible]
کہیں توقف نہو۔ یہ ارادہ بالکل بادشاہ کے شوق سے الٹا تھا بادشاہ کو سخت غم ہوا اور بالکلیہ عزم کر لیا کہ دلاور خان
کے قبضہ سے نجات پاویں لیکن چونکہ امرائے خاصہ خیل بالکلیہ دلاور خان کے تابع تھے تشویش و تفکر ہوا آخر سہ
دو خدمتگار ہندو جو مدت دراز سے ملازم درگاہ تھے ان سے خفیہ پیام کا ذمہ لیا اور وہ دونوں امیر الامرا عین الملک
کنعانی کے پاس پہونچے اور یہ پیام دیا کہ بادشاہ دلاور خان کے تسلط سے سخت پریشان ہیں آخر یہ رائے ٹھہری
کہ جب دلاور خان خواب غفلت میں ہو سوار ہو کر عین الملک و انکس خان کی مستعد فوج میں آ جاویں۔ جو دلاور خان
سے جنگ کرنے اور اسے نکال دینے پر مستعد ہوگئے بادشاہ نے چودھویں رجب سنہ [illegible] کو سوا پہر گھڑی کی
شب کو اپنے غلام کفشدار خان کو حکم دیا کہ خاصہ گھوڑا حاضر کرے اس نے جلودار سے طلب کیا جلودار
نے کہا کہ بغیر حکم دلاور خان کے کبھی نہ دونگا کفشدار خان نے فوراً طمانچہ اسکے منھ پر مارا اور جب جلودار سے
ممکن نہوا کہ دلاور خان تک خبر پہونچاوے ناچار واپس ہو کر گھوڑے حاضر کیے بادشاہ مع غلاموں کے سوار
ہو کر باہر نکلا۔ الیاس خان بادشاہی دایہ کا بیٹا پہرہ پر تھا دوڑ کر رکاب چومی اور سواری کا سبب پوچھا
بادشاہ نے کہا کہ بات کرنے کا موقع نہیں ہے اپنے ساتھیوں کو لیکر ساتھ آؤ حقیقت حال معلوم
ہوجاویگی وہ قریب ایک سو سواروں کے ساتھ ہوا اور صحیح سالم لشکر سے نکلکر عین الملک و انکس خان
کے قریب پہونچا وہ لوگ مع افواج کے پابوسی میں حاضر ہوئے جب یہ خبر پھیلی تو خاصہ خیل و مجلسی پہرہ
والے سب سوار ہو کر خدمت میں پہونچ گئے اور یہ راقم بھی انھیں میں شامل تھا الغرض تین ہزار آدمی
جمع ہوگئے بادشاہی طالع کے قوت سے اس رات امر غریب یہ تھا کہ دلاور خان جسکی عمر اسی برس سے زائد
تھی اس رات اپنی معشوقہ کے وصل سے متمتع تھا یہ ایک ترکی عورت تھی جس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر غائبانہ
عاشق ہوا تھا اور اتفاق سے اسی رات ہاتھ آئی تھی لہذا کسی کو مجال نہ تھی کہ اسکے وصل میں مخل ہو یہانتک کہ
بادشاہ کے چلے جانے کے بعد مقربین نے بڑی مشکل سے اس کو آگاہ کیا اور وہ فوراً پانچ چھ ہزار سوار و فیلان
بیشمار کے اپنے بیٹوں کو ساتھ لیے قریب پہونچا اس کا خیال غلط نہ تھا کہ اسکے دبدبہ و شوکت سے سب
مخالف ہو کر مطیع ہوجاوینگے بادشاہ نے اپنے ایک مقرب کو پاس عین الملک بھیجکر حکم دیا کہ دلاور خان
کو دور کرے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عین الملک وغیرہ نے اس سے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ جب اتفاقیہ یہاں آ گئے
تو ناچار ہم سب حاضر ہوئے اب تم شوق سے لے جاؤ ہم متعرض نہونگے اگرچہ ظاہر میں بادشاہ سے
یہ کہا تھا کہ ہم لوگ اسکے دفع کرنے کے واسطے مستعد ہیں دلاور خان نے فوج وغیرہ کو کچھ فاصلے سے چھوڑ کر اور
پانچسو سوار اور دو چار نامی ہاتھی لیکر حضرت بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح سوار یہ عرض کیا کہ بادشاہ کو
رات میں سواری مناسب نہ تھی بہتر یہ ہے کہ حضرت اپنے سراپردہ میں معاودت فرما دیں۔ بادشاہ نے غصہ
میں کہا کہ کوئی ہے جو اس بے ادب کو سزا دے کہ ناگاہ خاصہ خیل میں سے ادک خان نے بجلی کی طرح

گھوڑا جھکا کر دلاور خان کو تلوار ماری اگرچہ کچھ اثر ہوا لیکن دلاور خان نے پریشان ہو کر گھوڑا پیچھے ہٹایا اور کمال خان
نے چاہا کہ دوسرا وار کرے لیکن تلوار کی چمک سے دلاور خان کا گھوڑا الف ہوا اور وہ گر پڑا اور ہاتھی بان
نے اسکی خیر خواہی کر کے ہاتھی فوج شاہی و دلاور خان کے بیچ مین ڈال دیا کہ فرصت پا کر دلاور خان سوار ہو کر اپنی فوج
مین مل گیا اور چاہا کہ لڑائی شروع کرون لیکن فوج والے بوجہ غضب و رعب بادشاہی کے اسکو
چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ وہ متحیر و پریشان ہو کر بھاگا اور کمال خان جو دارا رسنگ کی جانب بھاگا تھا مردم بادشاہی
سے گرفتار ہو کر مارا گیا اور دلاور خان نے بیٹون کے ساتھ بہ سرعت تمام بھاگ کر احمد آباد بیدر مین دم لیا۔
اور دلاور خان نے دامن حشمت سلیمانی چھوڑ کر نقاب تاریکی منھ پر ڈالا بادشاہ نے عین الملک وغیرہ کو استمالت
کے طور پر امان دے کر عمدہ وعدہ سے مطمئن کیا باوجودیکہ انکا قصور تم نے پہلے سن لیا۔ الغرض بادشاہ اپنے
سراپردہ مین آیا اور خاص خیر خواہون کو طرح طرح کے الطاف سے سرفراز کیا۔ **بیت** ۔
عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار ٭ جاہ و حشمت ہم عنان و بخت و دولت ہمرکاب ٭ اس عرصہ مین
عجیب لطیفہ واقع ہوا کہ دلاور خان حنفی مذہب تھا اس نے مذہب شیعہ کا شعار موقوف کر دیا تھا۔
بعض خدام درگاہ نے گمان کیا کہ بادشاہ حنفی مذہب ہوگا اور بعض نے خیال کیا کہ بادشاہ کے والد
طہماسپ شاہ اور چچا علی عادل شاہ دونون شیعہ تھے ضرور بادشاہ بھی شیعہ ہوگا لہذا بہت سے سنی
خدام نے ظہر کی اذان کے وقت تشیع کا اظہار کر کے اذان مین اشہد ان علیا ولی اللہ زیادہ کرنے مین
اصرار کیا۔ بادشاہ ستودہ صفات کہ حنفی مذہب تھا یہ سنکر غصہ ہوا اور جو لوگ اس کا باعث تھے ان کو
گرفتار کیا لیکن جب یہ واقعہ عرض کیا تو ہنسکر فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو بصدق دل سنتے و کہتے ہین لیکن شیعہ کا
شعار قرار دیکر نہین کہتے۔ آخر بادشاہ نے انکے قصور معاف کیئے اور بہت دنون تک ہنسی سے ان لوگون کو مصلحتی
شیعہ کے لقب سے یاد کرتے رہے اسوقت بیجاپور مین حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا خطبہ جاری
ہے اور ائمہ اطہار علیہم السلام کا نام بھی یوسف عادل شاہ کے زمانہ کی طرح مذکور ہوتا ہے۔ کہتے ہین جمال خان کے مارے جانے
اور برہان شاہ کے فتح کی خبر پہونچی تو بادشاہ عادل نے تہنیت نامہ برہان نظام شاہ کو روانہ کر کے بیجاپور کی
طرف کوچ فرمایا اور وہان پہونچکر بساط عدل وداد مبسوط فرمائی اور زمانہ سابق کے خلل دور کیے
کہ آوازہ اسکی ثنا و توصیف و عدل کا عالم آشکارا ہوا۔

برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور اپنے اعمال کا بدل پانا

صاحبان عقل و فہم پر کہ مخلوق خالق ارض و سما ہین پوشیدہ نہ رہے کہ انوار عنایات الٰہی کا نزول بمقولہ تعالیٰ
کہ جسکا سینہ اللہ عزوجل نے قبول اسلام کے لیے کشادہ کیا (یعنی اس نے دین اسلام قبول کیا) تو وہ شخص
اپنے رب کے نور پر مخلوق ہے وہی یہ لوگ ہین کہ موافق حکم تقدیر کار پرداز ہین نظر اس تحریر خوش تقریر

کی یہ کہ جب دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے بھی بھاگ کر احمد نگر میں برہان نظام شاہ کی خدمت میں پہونچکر
مسند امارت پر معزز ہوا اور چند ہی روز میں برہان شاہ کو واہیات دلائل سے طمع دلائی کہ قلعہ شاہ درگ اور شولاپور
مسخر کرکے ممالک نظام شاہ کا ضمیمہ کر سکتا ہون اور یکایک دولت عظیم سے محروم ہو کر ایسا دیوانہ و مسلوب العقل ہوگیا
تھا کہ برہان شاہ کی مجلس میں بیہودہ باتین نسبت بدولت عادل شاہیہ اس سے سرزد ہوتی تھین اور مخبرون کے
ذریعہ سے عادل شاہ کو پہونچتی تھین بادشاہ عدالت پناہ ایسے امور اپنی نسبت برہان شاہ سے بہت بعید
سمجھتے اور بیجا نہ تھا کیونکہ حقوق اعانت و استمداد بہت تھے لیکن برہان شاہ کی بیوفائی بعض امور سے ظاہر
بھی ہوگئی چنانچہ شروع سنہ ایک ہزار میں بادشاہ کے یہان لڑکا پیدا ہوا اور چونکہ یہ لڑکا اولاد اولین
آنحضرت کا تھا از اندازِ خیال و تصور لوازم شادمانی و جشن ہاے شاہانہ عمل میں آئے اور مولود کا نام شاہزادہ
علی قرار پایا اور اسکے ماموں محمد قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر سے اپنے اعیان درگاہ کے ہمراہ سونے کا پالنا وغیرہ
مع مبارکباد روانہ کیا اور لوازم مبارکباد بجالایا لیکن برہان شاہ نے زبانی تہنیت بھی نہ بھیجی بلکہ غفلت میں گذارا
قضارا وہ لڑکا مثل گل شگفتہ مرجھا گیا اور بعد دو ماہ ہواے اجل سے پرندہ روح اسکا چمن سلطنت سے پرواز کرکے
بہشت بریں میں جاگزین ہوا شاہ نے بدرجۂ غایت محزون و ملول ہو کر آثار کلفت ظاہر کیے اور اس وقت برہان شاہ
نے بھی کسی کو برسم تعزیت نہ روانہ کیا یہ کدورت علاوہ امور تکدر خاطر سابقہ ہوئی باوجود اس کے عادل شاہ
نے ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان اس درگاہ کے غلاموں سے ہے آپ کی دوستی
محبت کا مقتضا یہ تھا کہ اسکو مع ان ہاتھیوں کے جو جمال خان نے اس سے حاصل کیے تھے یہان روانہ
فرماتے کہ بناے دوستی مستحکم ہوتی۔ برہان شاہ نے بجاے مروت کے پوری کدورت اس طرح ظاہر کی کہ عین
برسات میں دلاور خان کی تحریک سے فوجین لے کر جمادی الثانی سنہ ایک ہزار میں عملداری عادل شاہ
مین داخل ہو کر قتل و غارت کرنا شروع کیا۔ عادل شاہ نے یہ اخبار سنکر فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ بیوفا عہد شکن
بدون میری تلوار کے اپنے کیفر کردار کو پہونچے گا۔ مین پھر بھی چند روز تحمل کرتا ہون شاید نادم ہو کر
اپنی اصلاح کرے ورنہ آخر مین یہی نتیجہ ہے۔ برہان شاہ جب حوالی منگلسر تک پہونچا اور ادھر سے
کوئی متعرض نہوا تو وہ خائف ہوا شاید حیلہ ہے کہ ملک کے درمیان لاکر مجھے گھیرین لہذا واپسی کا جیسا کہ
بادشاہ کی زبان پر گذرا تھا قصد کیا لیکن دلاور خان کے بہکانے سے پھر ستیزہ روئی اختیار کی اور بیجاپور سے
تیس کوس دریاے بیورہ کے کنارے قصبہ منگلسر میں ایک قلعہ بنانے کے لیے ٹھہرا۔ اب بھی عادل شاہ نے
مقابلہ کا قصد نہ فرمایا اور امرا کسی قدر متحیر ہوتے بادشاہ نے فرمایا کہ برہان شاہ اس برسات مین قلعہ بنانے کی
تکلیف مین مشغول ہے مجھے امید ہے کہ وہ طفلانہ گھروندا بناکر آخر اپنے ہاتھ سے مٹا دیگا اور سواے تکلیف و محنت
کے کچھ نہ پاوے گا اور خود عیش و عشرت مین مصروف رہا۔ القصہ شاہ ہمایون فر فریدون بخت جمشید تخت نے جملہ متعلقات
برہان شاہ کو ہیچ جانکر ذرا بھی ادھر التفات نہ فرمایا اسکو محنت و مشقت مین چھوڑ کر بہ کاملی خود نشاط

فرحت و انبساط بلند کرتا رہا اور چونکہ زمانہ برسات عمدہ ترین زمانہ فصل ہندوستان ہی اور اعتدال ہوا سے
افق پہاڑ و بیابان اور سبزہ دامن کوہ سیری سے افتخار رکھتا ہی شاہ پرویز طبیعت جمشید عشرت کبھی تخت سلطنت
پر تکیہ فرماتا تھا اور کبھی صحبت ساقیان شعاع عذار سیمین رخسار گلستان ایام سے رکھ کر ترو تازگی بہار سے جام عشرت
کام ملحوظ خاطر رکھتا تھا اور کبھی فرش کامرانی پر سکندر تمثیل ہمراہ ارسطو فکر آستان زمانہ بزرجمہر صفت رونق افروز
ہوکر بازی شطرنج مین اشتغال رکھتا تھا اور کسی وجہ سے لشکر کشی دشمن اصلا اثر نہ رکھتی تھی اور رسوا سے جاسوسان
خبر رسان کے کسی کو جانب دشمن روان کرتا تھا اسکی اس وضع و طریقہ سے خلقت دور و نزدیک حیران رہتی تھی
انھین جلسون مین اس امر پہ آپس مین گفتگو کرتے تھے امرا و عادل شاہی بھی متحیر و متفکر تھے - ادھر برہان شاہ نے
مجلس مشورت مین پوچھا کہ آخر ابراہیم عادل شاہ کیون خاموش ہین بعض نے کہا کہ نوجوانی مین عیش پرستی سے
غفلت ہی بعض نے کہا کہ امرا سے [illegible] دلاور خان کے خاص فرستادہ
حاضر ہوئے اور دلاور خان کی طرف سے عرض کیا کہ حضور کی خاموشی سے دشمن دلیر ہو گئے ہین جہان تک
جلد ممکن ہو تدارک فرمایا جاے تو بہتر ہی - بادشاہ نے فرمایا کہ اس مدت تک مین نے خیرخواہون کی قدر
نہ جانی اب معلوم ہوا کہ بدون اس معتمد کے سلطنت کو رونق نہو گی چاہیئے کہ ماجراے گذشتہ کو جو اہل
غرض کے فریب سے واقع ہوا تھا فراموش کرکے خیرخواہی مین ثابت قدم رہے اور یہان آکر اپنا شغل
سابق اختیار کرے - دلاور خان اس پیام سے پھول کی طرح کھل گیا لیکن احتیاط کرکے
ایک معتمد کو بھیجا کہ اگر حضرت عہد فرما دین کہ مجھے جان و مال کا آسیب نہ پہونچا دین تو بسر و چشم حاضر
ہون بادشاہ نے اپنے ایک معتمد سے کچھ کہا پھر عہد ظاہر کیا اور عہدنامہ بھیج دیا - دلاور خان اپنے بڑے
بیٹے محمد خان کو ساتھ لیکر برہان شاہ سے بالحاح تمام رخصت حاصل کرکے اس امید پر دوڑا کہ پھر بادشاہ کو
مستقل کرکے سلطنت کی [illegible] اپنے ہاتھ مین لاونگا - بادشاہ آخر روز باغ سے پورے جلوس کے ساتھ قلعہ ارک جاتا تھا
[illegible] وہ وارد ہوا - بادشاہ نے الیاس خان کو اشارہ فرمایا کہ
دلاور خان کو سوار کرکے ساتھ لاوے جب قلعہ مین پہونچا اور محصور ہو گیا تو وہ شخص جس سے بادشاہ نے کچھ کہا
تھا بہت تیزی سے بڑھا کہ الیاس خان سے لیکر دلاور خان کی آنکھ مین سلائی پھیرے دلاور خان نے
بہت عاجزی و الحاح کے ساتھ الیاس خان سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ مین آپ کے عہد پر
اطمینان کرکے حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا کہ مین اپنے عہد کے خلاف نہین کرتا کہ تجھے بعد عہد کے
جان و مال کا ضرر پہونچاؤن یہ شخص کمال الشیہ ایسا کرتا ہی - آخر دلاور خان قلعہ ستارہ مین قید ہوا
اور چھٹے سال وہان انتقال کیا - اسکے بعد بادشاہ نے افواج طلب کین اور اول امرا بریکی کو چھ سات ہزار
سوار سے روانہ کیا کہ [illegible] اور لشکر نظام شاہیہ کو رسد سے تنگ کرین پھر رومی خان
[illegible] خان کو تین ہزار خاصہ خیل سے روانہ کیا - برہان شاہ نے امرا کے

برکی پر کئی بار فوج کھینچی اور ہر بار شکست کھائی۔ آخر خود تاخت کی چونکہ ان کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی پریشان ہو کر
دریاے بیورہ پہونچے اور اس کو پایاب پاکر پار اتر کے رومی خان دکنی والیاس خان سے مل گئے اتفاق سے
اسی وقت سیلاب عظیم آگیا اور برہان شاہ پار ہوسکا لوٹ گیا اور اسی اثنا میں لشکر نظام شاہ میں قحط
پھیلا اکثر سپاہی بے قوت ہوگئے اور اس بردبار پھیلنے سے بہت لوگ مرے چنانچہ لشکر میں سے
بہت آدمی وہاتھی گھوڑے ضائع ہوگئے تو لاچار ہوکر دو تین منزل اپنی سرحد کی طرف چلا گیا اور قلعہ جدید
جو ابھی پورا نہ تھا اسد خان گجراتی ترک کو مع سامان استحکام سپرد کیا جب اسکے پاس سامان وغلہ کافی پہونچ گیا
اور وہاں میں بھی سکون ہوا تو برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کے محاصرہ کا عزم کیا عادل شاہ نے امراے مذکور
کو لکھا کہ دریاے بیورہ عبور کرکے برہان شاہ کو مانع ہوں۔ امراے عظام عادل شاہی بموجب حکم دریا اتر گئے
اور کام دشمن کو ہر طرح روکا دشمن نے بجز جنگ چارہ نہ دیکھا نور نگ خان دکنی امیر الامراے برار کو ہمراہ خلاصہ
لشکر اسکے مقابلہ کو روانہ کیا اور ہر دو فریقین دریاے پر آشوب طغیانی پر ہوا ہرشتہ امن وامان گرفتار
غرقاب مصیبت ہوا۔ نور نگ خان کہ زیور بہادری اور شجاعت سے آراستہ تھا اور آلات حرب میں اپنے کو فرد
جانتا تھا بمقابلہ بہادران عادل شاہی حملہ ہاے مردانہ ظہور میں لایا۔ اعتماد خان شوستری سر نوبتیان عادل شاہی
بوقت شام نورنگ خان سے مقابل ہوا ہر ایک نے نیزہ بازی شروع کی کچھ دیر آہنگ وستیز کے بعد نوک نیزہ
اعتماد خان شہ رگ نورنگ خان میں پیوست ہوئی غرضکہ نورنگ خان سپہ سالار اعتماد خان شوستری کے ہاتھ
سے مارا گیا اور اسی حالت میں سہیل خان نے بھی حملہ کیا اور امراے نظام شاہیہ شکست کھاکر خستہ ومجروح
بمشکل تمام برہان شاہ سے ملحق ہوئے اور امراے عادل شاہ نے سو بڑے ہاتھی وچار سو گھوڑے وچار سو فوجی
گرفتار فی الفور بیجاپور روانہ کیے اور وہاں سے خلعت وشمشیر وکمر مرصع وانواع عاطفت سے مسرور ہوئے
نظام شاہیہ مدت کے سفر وتکالیف سے دل برداشتہ ہوکر بھاگنے لگے بلکہ امراے دکنی وحبشی نے چاہا کہ
برہان شاہ کو آتار کر ان کے بیٹے اسمعیل کو قید سے رہا کرکے تخت پر بٹھا دیں بلکہ یوسف خواجہ سراے و
کامل خان دکنی نے برہان شاہ کے قتل کا قصد کیا لیکن بادشاہ نے آگاہ ہوکر ان کو دفع کیا اور
تختگاہ احمد نگر کی طرف مراجعت کے ارادے سے اپنے سرحدی قصبہ کرور بالیان کی طرف کوچ کیا۔ رومی خان
والیاس خان نے مع امراے برکی کے تعاقب کیا اور ہر طرف سے مزاحمت پہونچا کر تنگ کیا۔ برہان شاہ
اپنے آنے وقلعہ بنانے وہنگامہ اٹھانے سے نادم ہوکر جان گیا کہ بدون صلح کے احمد نگر تک پہونچنا
دشوار ہے باوجود اس کے انجام اچھا ہوگا لہذا قصبہ مذکور کے باہر قیام کرکے صلح کی خواستگاری
کی عادل شاہ نے ابتدا میں توقف کیا اور ایک مہینہ تک تغافل میں ڈال دیا برہان شاہ نے وسائل پیدا
کیے حتی کہ محمد قلی قطب شاہ نے سلطان استرآبادی کو وراجہ علی خان نے خواجہ عبدالسلام تونی کو التماس
صلح کے لیے بھیجا اور بہت الحاح وابرام کیا تو عادل شاہ نے فرمایا کہ سبب جو برہان شاہ نے ہماری سرحد میں

داخل ہوکر حد سے زیادہ رعایا پر ظلم و ستم کیا آخر ہم نے امرا میں سے ایک جماعت کو بھیجا کہ یہ مفسدہ دفع
ہوگئی اور وجہ نزاع فقط دلاور خان حبشی اید ہاتھی تھے وہ بذور حکمت ہم کو پہونچ گئے خیر ہم بھی اس
ماجراے ناگوار کو نابودہ سمجھ کر صلح قبول کرتے ہیں مگر اس شرط سے کہ جو قلعہ جدید بنایا ہی خود ہی اپنے ہاتھوں
مسمار کریں مصرع ہم تو پہلے بھی وفا پر رہے اور اب بھی ہیں * مصطفےٰ خان نے عرض کیا کہ اعیان درگاہ
میں سے کسی کو ارسال فرمایا جاوے کہ اس کے سامنے عہد و قسم درمیان میں آوے۔ بادشاہ نے
عاقل فاضل شاہ نواز خان کو جن کا کچھ حال آوے گا روانہ فرمایا۔ برہان شاہ نے مجلس آراستہ کرکے
شاہ نواز خان سے ملاقات کی چونکہ وکلاے راجہاے دکن وغیرہ موجود تھے چاہا کہ پہلے شاہ نواز خان
صلح کا ذکر کرے تا کہ میری طرف سے قبول پایا جاوے۔ شاہ نواز خان سمجھ گیا اور ملاقات میں حرف
صلح کا مطلق ذکر نہ کیا آخر مصطفےٰ خان و خواجہ عبد السلام جو بطریق رسالت درمیان میں پڑے تھے صاف
بول اٹھے کہ اعلیٰ حضرت برہان نظام شاہ کی اصلی غرض یہ ہی کہ شاہان سابق کے طریقہ پر صلح و صفا درمیان
میں جاری ہو شاہ نواز خان نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہی کہ بادشاہ عدالت پناہ کی دوستی کا پھل بہت خوشگوار
اور دشمنی بیابان محنت کا خارزار ہی مخالفوں و منافقوں کو دوست سمجھنا اور ایسے سیاہ رو اور سیہ بختوں
کے کہنے سے دوستوں پر لشکرکشی کرنا مذہب مروت و دور اندیشی سے بعید ہی لیکن الحمد للہ کہ ہنوز عدالت پناہ
کا دل صاف ہی دوستی کا تار نہیں ٹوٹا ہی اگرچہ امور نامرضیہ کے وقوع سے کچھ کراہت کا ظہور
ہوا ہی تو تھوڑی سعی و کوشش سے اس کی اصلاح و صفائی ممکن ہی۔ حضار مجلس پر خان والاشان کی عجیب
تقریر سے حیرت چھا گئی اور انھوں نے عادل شاہ کے دولت و اقبال کا اندازہ کیا کہ اس کی درگاہ میں
ایسے عقلاے روزگار جمع ہیں اور سب نے احتیاط و اتفاق سے قرار دیا کہ برہان شاہ منگلسرہ جاکر
قلعہ مذکور منہدم کرکے احمد نگر مراجعت فرماویں چنانچہ برہان شاہ نے وہاں پہونچکر جیسا کہ زبان مبارک
سلطان ولی شعار پر جاری ہوا تھا اپنے ہاتھ سے اس کی ایک اینٹ منہدم کی پھر تمام لشکر نے دم بھر میں
قلعہ و زمین برابر کر دی اور برہان شاہ نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور قلعہ پرنڈہ سے شاہ نواز خان کو
خلعت و کمر سے سرفراز کرکے رخصت دی اور وہ بیجاپور پہونچکر کمال تقرب سے سرفراز ہوا۔ اسی سال ہزار میں
بادشاہ نے میر خان حبشی کو اخلاص خان خطاب امارت سے سرفراز کیا اور فایت امانت سے امیر مذکور آج تک
کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہی عزت سے قائم ہی۔ راقم الحروف نے پہلے لکھا تھا کہ سید مصطفےٰ خان نے قلعہ بنکاپور
و چندرکوٹی مسخر کرکے سنکر نایک دار سب نایک و کنک نایک و تنگناڈری و بہرہ دلوی و کسی و زیر وغیرہ
کو بلج و خراج پر مطیع کیا تھا بعد شہادت علی عادل شاہ مصطفےٰ خان نے تمرد اختیار کیا پھر بلبل خان نے مطیع کرکے
سالہاے باقیہ کا کچھ خراج وصول کیا تھا کہ نظام شاہیہ کے فساد سے ادھورا چھوڑا۔ سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو
ہجری میں بادشاہ نے منجھن خان ولد بزرگ کمال خان بن کشور خان لاری کو لشکر کشی کا سپہ سالار کرکے

ملیبار روانہ فرمایا۔ اس نے وہان پہونچکر اول اُن راجاؤن کے پاس ایلچی بھیجا کہ فرمانبرداری بہتر ہی ورنہ جان کا خطرہ ہی سب نے اطاعت قبول کی چونکہ سب سے پہلے سب سے بڑے راجہ کنک نائک نے حاضر ہو کر سرفرازی پائی تھی تو باقیون کو خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی کثیر فوج سے ہم کو گرفتار کرے سب نے اتفاق کرکے بیس ہزار فوج لیکر دشوار گزار پہاڑون مین حصار اختیار کیا۔ منجھن خان نے عقلمندی سے پہاڑون مین جانا خلاف مصلحت دیکھکر ارسب نائک کے قلعہ جرہ کی طرف کوچ کیا تب وہ لوگ مضطرب ہو کر پہاڑون کو چھوڑکر پہاڑی تنگ راستہ پر مزاحم ہوئے اور آخر بعد تین روز کی جنگ کے متفرق اپنے اپنے قلعہ مین متحصن ہوئے اور ارسب نائک نے عاجز ہوکر دو بڑے ہاتھی اور بہت سے اموال ونفائس بطریق خراج ادا کیے اور دائمی اطاعت قبول کرکے ساتھ ہو گیا اور انھین دو تین ماہ مین تنگناوڑی کا قلعہ میوری مفتوح ہوا اور بیس ہاتھیون کے قریب ہاتھ آئے اور رفتہ رفتہ تمام ملک مفتوح ہوجاتا کہ ناگاہ فتنہ ناگوان کی خبر اڑی اور ملیباریون نے عجب ازدحام کیا اور بادشاہ کے فرمان سے منجھن خان نے وہان کا معاملہ معطل چھوڑ کر بیجاپور کی طرف کوچ کیا ۞

ذکر فتنہ شاہزادہ اسمٰعیل بن طہماسپ واس کا فرو ہونا

علی عادل شاہ نے وفات کے وقت اپنے بھائی طہماسپ کے بیٹے ابراہیم بن طہماسپ عادل شاہ ثانی کو تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی جس پر عمل کیا گیا۔ چھوٹا بھائی اسمٰعیل بن طہماسپ بچپن مین بادشاہ کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا جب بڑا ہوا تو دستور کے موافق دلاور خان نے قلعہ نلگوان مین مقید و محبوس کیا۔ جب دلاور خان کا تسلط دور ہوا تو بادشاہ نیک نہاد نے نلگوان مین آدمی بھیجکر بھائی کی تسلی کی کہ ہرچند اشتیاق دیدار بہت ہی مگر مجبوری نہین بلا سکتا بالفعل شہزادہ کے پیر سے زنجیر دور کی جاوے اور قلعہ وسیع مین جہان پھول بوٹے و درختون کی بہت کثرت ہی اور مقام پرفضا اور عمارات عالیہ وہان خوشی کے ساتھ عیش کے جملہ سامان مہیا کر دیے جاتے ہین بعیش و عشرت بسر کرین آئندہ حسب موقع انشاءاللہ تعالے ساتھ رہنا نصیب ہونا ممکن ہی اور وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو بہ تاکید لکھا کہ برادر بجان برابر کو ہر طرح کا آرام و آسائش و خوشی و خرمی پہونچایا جاوے لہٰذا سوا قلعہ سے باہر جانے کے تمام اقسام عیش مہیا تھے اور بادشاہ ستودہ خصال متواتر طرح طرح کی سوغات و نفائس سے مسرور فرماتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ اس ولایت سے بہو تیرہ انبہ جس سے بہتر انبہ نہین ہوتے اول پھل اترے اور بادشاہ کے لیے لائے تھے بادشاہ نے واپس کیے کہ پہلے جاکر میرے عزیز بھائی کو کھلاؤ پھر جو پھل اترین وہ مجھے پہونچانا۔ بیشبہہ بادشاہ کی نیک نہادی کے واسطے یہ نمونہ بہت کافی ہی اور لحاظ حق قرابت و مروت اور کمال انسانی اس سے واضح مگر ان تمام احسانات و خوبیون کا عوض اس بھائی کی طرف سے یہ ہوا کہ اس نے وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو ملایا اور بہت سے امرا کے

بیجاپور کو بھی وعدہائے مرغوب سے اپنی طرف کر کے ساتوین رمضان سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو ہجری مین زبعوض اراوت و محبت و احسان کے بیوفائی و دشمنی و بدخواہی کا جھنڈا اُٹھایا یہ سمجھ کہان کہ سلطنت عطیہ حضرت ذوالجلال والاکرام ہی بیدون اس کے تمام سعی بے سود ہی یہ بھی نہ سمجھا کہ بادشاہ عدالت شعار کے ساتھ کفران نعمت کا نتیجہ خواری دنیا و آخرت ہی۔ جب یہ خبر تحقیق ہو گئی تب بھی بادشاہ نیک نہاد نے معتمدان بارگاہ مین سے حضرت شاہ نور عالم کو جو حضرت شیخ المشائخ قطب العالم شیخ جنید بغدادی قدس سرہ کی اولاد مین تھے مع نصیحت نامہ کے برادر نامہربان کے پاس بھیجا کہ شاید راہ راست پر آجاوے مگر شاہزادہ اسمٰعیل نے جواب سخت دیا اور شاہ نور عالم کو مقید کیا اور اپنے معتمد شاہ برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر مدد چاہی برہان شاہ تو عہد شکنی کو عین صواب سمجھتا اور ایسے سوانح خدا سے چاہتا تھا فوراً امداد کا اقرار کر کے لکھا کہ امراے بیجاپور کو بھی بہرصورت متفق کرنا چاہیے خصوص امیرالامرا عین الملک کنعانی کو جسکی جاگیر نلگوان کے قریب ہی۔ شہزادہ اسمٰعیل نے خوش ہوکر اول ہیگری مین عین الملک سے رابطہ پیدا کر کے میر آتش خان ترجمہ کو بھی متفق کر لیا اور قلعہ نلگوان مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا عین الملک منافق نے بظاہر بادشاہ کے عرائض مین خیرخواہی کا اظہار کیا اور باطن مین شاہزادہ اسمٰعیل سے متفق تھا بادشاہ نے جب شاہ نور عالم کے مقید ہونے کی خبر سنی تو غضبناک ہوکر الیاس خان کو پانچ چھ ہزار سوار سے نلگوان فتح کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس نے سخت محاصرہ کیا چونکہ عین الملک نے ظاہری نفاق سے دھوکا دیا تھا بادشاہ نے اس کی فوج بھی محاصرہ کے لیے طلب کی اور یہ لوگ اپنے مورچل کی طرف سے ہر قسم کا غلہ و رسد قلعہ مین پہنچاتے تھے۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر عین الملک کو طلب فرمایا عین الملک نے دربار کے کفا کو اموال خطیر سے موافق کر لیا جو اکثر اوقات اس کی خیرخواہی کا ذکر کرتے تھے بادشاہ کو شک پڑ گیا اور چاہا کہ عین الملک کی تالیف قلبی کرے چنانچہ مجلس عام مین اسکو خطاب و انعام سے سرفراز کر کے رخصت دی اس کور نمک نے تمام حقوق و انعام نابود کر کے شہزادہ اسمٰعیل سے اتفاق کرنے مین زیادہ اصرار کیا آخر یہ خبر فاش ہو گئی۔ اتفاق سے حیات خان کوتوال بیجاپور بارود وغیرہ الیاس خان کے پاس پہونچانے گیا تھا واپسی مین پرگنہ ہیگری سے گزرا اور عین الملک سے سخت گفتگو کے ساتھ پیش آیا اور اس کو حرام خور کہا تا آنکہ نوبت کہا کر [illegible] سوا اسکا ق کرے عین الملک نے بدنامی کے اخفا سے مایوس ہوکر حیات خان کو قید کیا اور علانیہ باغی ہو گیا اور حکام قلاع و پرگنات کے نام خطوط لکھکر شہزادہ اسمٰعیل کی خیرخواہی پر مائل کیا اور اکثر موافق بھی ہوگئے اور عین الملک نے برہان شاہ کے حضور مین بھی عریضہ بھیجکر بیجاپور کے امرا کا اتفاق عرض کیا اور درخواست کی کہ اگر حضور کی امداد سے شہزادہ اسمٰعیل تخت نشین ہون تو قلعہ شولاپور شاہ درگ اور پرگنہ پالے سرحد ملازمان حضور کے نذر کرینگے اور اس کا عہدنامہ بھی [illegible] برہان شاہ نے عہد و پیمان توڑ کر نواح طالب کین اور احمدنگر سے کوچ کیا۔ عین الملک خوشی مین پھولا اور اپنا لشکر بھی جمع کیا اور امرا۔ سے اطلاع بھی [illegible] جواب

سے منحرف ہوئے اور ممالکت بیجاپور مین عجب شورش پیدا ہو گئی اور اس شورش مین کفار ملیبار نے
ملک قلعہ چندرکوٹی دوبارہ چھین لیا اور بیکاپور تک مزاحم ہوئے اور یکایک الیاس خان نے بھی محاصرہ
چھوڑ کر پھر اس کی حالت مین بیجاپور مین قدم رکھا جس سے عجب اضطراب دارالسلطنت مین پھیلا قریب تھا کہ فتنہ
سخت پیدا ہو۔ بادشاہ نے اس وقت غضب شاہی کو تحریک دی اور رومی خان و الیاس خان کو
جن پر در پردہ بغاوت کا شبہ تھا قید سخت مین ڈالا اور فوراً افواج کی طلب مین فرمان بھیجے
چنانچہ سب سے پہلے عالم خان دکنی کہ اطاعت مین مستقیم تھا لشکر کو چھوڑ کر بہ ہمراہی پچاس نفر
بہ عجلت بیجاپور پہونچکر قدمبوس ہوا اور افواج نے برابر آنا شروع کیا ادھر عین الملک نے
میدان خالی پاکر انکس خان کے موافقت سے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادے جمع کیے
اور نلگوان پہونچکر شاہزادہ کے سر پر سبز چتر باند کیا اور برہان شاہ نظام کے آنے کا انتظار کیا۔
بادشاہ عادل نے سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری ربیع الاول مین حمید خان حبشی کو سردار فوج
کرکے امراء مخلص کے ساتھ نلگوان روانہ کیا اور بہت سے امور حکمت سمجھا دیے۔ جب حمید خان
قریب پہونچا تو عین الملک کے آدمیون نے آکر حمید خان کو شہزادہ اسمعیل سے موافقت کرنے
پر راغب کیا۔ حمید خان نے بادشاہ عادل کے سمجھانے کے مطابق ان لوگون کی بہت تعظیم و تکریم
کی اور اچھے سلوک کے ساتھ اسی وقت ان کو رخصت کیا اور پیغام دیا کہ ہم درحقیقت حضور سے
لڑنے نہین آئے بلکہ تہ دل سے حضور کی قدمبوسی مقصود ہے اور امیدوار ہین کہ حضور دیر نہ کرین اور جلد باہر تشریف
شریف لاکر ہم لوگون کے سر پر اپنا سایہ مبارک ڈالین یقین ہے کہ اصلی مقصود بدون زحمت و مشقت کے
حاصل ہو جاوے۔ بادشاہ عادل کا اقبال دیکھو کہ عین الملک جیسے گرگ باران دیدہ نے احتیاط و دور اندیشی سے
غافل ہو کر برہان شاہ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور فوراً شاہزادہ کو قلعہ سے باہر لایا اور کچھ دور جاکر ایک
مسطح میدان مین حمید خان و امراء کی ملاقات کے واسطے اہتمام کیا کہ میدان صاف کرکے فرش بچھا دین
اور سقے آب پاشی کرین اور خود پانون کے طبق و عطریات و خلعتون کی تیاری مین مصروف ہوا عین الملک
کا بیٹا عالی خان ہمیشہ باپ کو بادشاہ کی حرامخوری و بیوفائی سے منع کرتا تھا حمید خان کے جواب
سے فریب سمجھا اور ہرچند باپ کو معقول دلائل سے سمجھانا چاہا اس نے نادانی و خود غرضی خیال کرکے
سماعت نہ کی۔ سنہ مذکور ربیع الاول روز جمعہ کو سقے آب پاشی کر چکے اور قالین و فرش
بچھ گئے اور شاہزادہ نے بے پروائی اور اس جماعت کے احوال سے بیخبر جلوس فرماکر شراب نوشی
شروع کی اور عین الملک یون ہی نشہ غرور مین سرمست تھا کہ ناگاہ حمید خان نے نزدیک ہوکر توپخانہ کو حکم دیا اور
اس دھوان دھار مین عین الملک نے شاہزادہ مست کو سوار کرکے چاہا کہ اپنی فوج سے دار و گیر کرے
کہ ناگاہ سہیل خان خواجہ سرا نے میمنہ سے حملہ کرکے اس کی جماعت توڑ دی اور عین الملک تلوار کھا کر گرا

تو سہیل خان نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا شاہزادہ اسمٰعیل نے گھوڑا بڑھا کر چاہا کہ علی خان و آنکس خان
کی فوج میں پہونچکر برہان شاہ سے ملحق ہو جاوے مگر نشہ شراب سے زمین پر گرا اور حمید خان کے سواروں نے
فی الفور گرفتار کر لیا اور خافی بن شجاعت خان نے بیجاپور سے پہونچکر اس کو مستقر اصلی تک پہونچا دیا اور جب
عین الملک کا سر بیجاپور آیا تو خرد و بزرگ خوش ہوئے اور چند روز بطور عبرت لٹکایا گیا آخر بڑی توپ میں رکھکر
اڑایا گیا اور حمید خان و سہیل خان و اعتماد خان شوستری حاضر حضور ہو کر انعامات و خطابات وغیرہ سے سرفراز ہوئے
اور عالم خان بھی خطاب مصطفی خان سے مخاطب دو ہزاری سپہ سالار ہوا اور برہان شاہ اس واقعہ سے متحیر
و نہایت نادم و خجل ہو کر احمدنگر واپس گیا۔ یہ واقعہ اہل عبرت کے لیے قدرت حق عز و جل کے آیات صنعت پر
کافی دلیل تھا کیونکہ شہزادہ اسمٰعیل کی بغاوت میں عمدہ امرا و اکثر حکام اطراف متفق تھے اور بغاوت کفار علاوہ
اور تمام رعایائے ممالک کا حیرت و اضطراب اور دار الملک کی رسد کا انسداد کچھ ایسے طور سے اسباب ظاہر
جمع ہوئے تھے کہ اکثر اہل عقل کے نزدیک معاملہ بہت خطرناک نظر آتا تھا اور اس میں تو کسی کو بھی شک
نہ تھا کہ فتنہ و آشوب دور ہونے کے لیے زمانہ درکار ہے حالانکہ شاہزادہ اسمٰعیل میں سوائے مستی
و شہوت پرستی کے عمدہ خصائل مشہور تھے حضرت مالک الملک تعالیٰ و تقدس نے ایک دم میں تمام
اسباب فتنہ و فساد سوخت کر دیے اور اس بادشاہ پاک اعتقاد کے واسطے مزید یقین ہو گیا۔ یہ واقعہ
نمونہ اس حالت کا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے اوقات میں عرب کے
درمیان ظاہر تھا اور بفضلہ تعالیٰ بہت جلد صاف ہو گیا

ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خان بہیال

جاننا چاہیے کہ خواجہ علاء الدین محمد شیرازی اپنے عہد کے معارف و مشاہیر سے تھے اُن کے تین بیٹوں میں سے
خواجہ سعد الدین عنایت اللہ سن اخلاق و فنون حکمت و ریاضی وغیرہ میں فائق ہوئے ابتدائے عمر میں
جناب سید فتح اللہ شیرازی کی خدمت میں انواع علوم حاصل کیے اور جب علی عادل شاہ نے مال خطیر سید
موصوف کے پاس بھیجکر بیجاپور میں آنے کی درخواست کی تو خواجہ سعد الدین نے بھی آنجناب کی رفاقت
میں سیر کا قصد فرمایا اور بیجاپور و برہان پور و مندو و اجین و آگرہ و دہلی و لاہور وغیرہ سیر کر کے وطن مالوف
کی طرف مراجعت کی اور حج کے قصد سے بغداد و زیارات نجف اشرف و کربلائے معلیٰ سے فارغ ہو کر
عراقین کی راہ سے مکہ معظمہ میں حج ادا کیا اور وہاں سے مدینہ طیبہ پہونچکر بعد ادائے زیارت وطن کی طرف
رجوع کیا اور چندے آرام کے بعد ملا شکیبی شاعر و خواجہ عنایت اردستانی کی رفاقت میں پھر سیر
دکن کا قصد فرمایا اور بندر چیول سے اتر کر چندے وہاں کے متنزہات سے مسرور ہو کر دار السلطنت
بیجاپور آئے اور سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ نے قدر شناسی فرما کر خطاب عنایت خان و جاگیر

لائق سے سرفراز فرمایا یہ دلاور خان کا زمانہ تھا پھر روز بروز ترقی پاکر ندیم مجلس شاہی ہوئے اور سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار ہجری میں معتمد سلطنت ہوکر برہان نظام شاہ سے صلح کرنے اور ان کے ہاتھوں قلعہ ساختہ توڑوانے میں نامور ہوئے پھر محمد قلی قطب شاہ کے پاس بھاگ نگر میں جس کو حیدرآباد نام کیا گیا ہے جہت سرانجام مہام سلطنت و پیغام بعض اسرار بادشاہی بطور رسالت گئے اور کام بخوبی انجام دیکر بیجاپور آئے۔ جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل شروع ہوئی اور بادشاہ عادل کے اکثر حواشی بھی منافقانہ طریقہ سے باغیوں سے موافق ہوگئے تو شاہ نواز خان ذاتی شرافت سے پروانہ صفت خورشید سلطنت کی حفاظت میں سرگرم رہے اپنے اوپر خواب و خور حرام کرلیا اور نہایت عقلمندی سے جس کو منحرف پایا دفع کیا اور جس کو خیر خواہ پایا تقرب دیا یہاں تک کہ بفضل الٰہی سبحانہ و تعالےٰ وہ فتنہ دفع ہوا چونکہ یہ کمینہ راقم الحروف بھی بصدق دل حضرت بادشاہ کا مخلص خیر خواہ تھا میر باتوتیر نے مجھے بھی ذرہ وار آفتاب سلطنت تک پہونچایا یہ خلعت و زیادتی منصب و گذارہ کی نوازش فرمائی تھے کہ حضرت شاہی نے خاص زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ تاریخ روضۃ الصفا کا نسخہ ہو سیاق تاریخ میں پسندیدہ ہے اسی طرح تو بھی شاہان ہندوستان کی تاریخ جو صدق و صفائی کے ساتھ دروغگوئی و مداحی سے خالی ہو اس زمانہ تک مجلد علیحدہ میں تحریر کر کیونکہ کسی نے ہندوستان کی ایسی تاریخ نہیں لکھی سوائے نظام الدین بدخشی کے وہ بھی مختصر بہت ہے چنانچہ بندہ نے چند سال میں بموجب اس خدمت میں سعی کی اور چند اجزا ابھی حضور میں پیش ہوکر پسند ہوگئے۔ الحق کہ بادشاہ جہاں پناہ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو شاہان بزرگ کو سزاوار ہیں اس میں کچھ بھی مبالغہ و مداحی نہیں ہے افسوس کہ اس زمانہ والے مفسدوں میں خود لیاقت نہیں کہ رحمت الٰہی سے سرفراز ہوں ورنہ یہی بادشاہ ہفت اقلیم ہونے کا سزاوار تھا جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل ہٹ گئی تو بادشاہ عادل نے مدت کا خیال پورا کرنے کی طرف توجہ کی یعنے شاہی دیوان میں عیب تمام ہے کہ برہمن صاحب دیوان ہوا جن کو شیطانی انسان کا قدیمی لقب ہے لہذا بادشاہ نے شاہ نواز خان کو وزیر الممالک کا خلعت عنایت فرمایا اور چند روز میں اس کا ثمرہ تمام لوگوں پر ایسا ظاہر ہوا کہ مدتوں کے خرابات دیرو لگی پر حسرت سے انگلیاں کاٹتے تھے کہ شیاطین الانس کس قدر تغلب و تصرف سے سلطنت بیرونق کرتے رہے ہیں۔ پھر سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری میں وزیر الملک کے یہاں فرزند ارجمند میرزا علاؤ الدولہ کا قدم مبارک لباس وجود میں آیا اور مولانا نعیمی نے قصیدہ غرائے تہنیت سنایا اور سب قسم کے لوگوں نے علے قدر مراتب انعام پایا چونکہ بادشاہ عادل نے خان موصوف کی قدر افزائی کا قصد فرمایا تھا تو خان موصوف نے نہایت عمدہ تکلف سے اس وسیع عمارت میں جو کچھ دنوں پہلے حسب الحکم شاہی تیار کی تھی بشارت قدم کا اہتمام کیا جسکے ملاحظہ و طریق آداب سے شاہ والاجاہ بہت محظوظ ہوئے اور خان موصوف کی جاگیر و انعام و احترام میں زیادہ فرمایا اس موقع پر مولانا ملک قمی و مولانا ظہوری و مولانا حیدر کاشی نے قصائد مع انواع اشعار سے رونق مجلس کو دوبالا کر دیا

خان بلند مکان کے بڑے بھائی خواجہ معین الدین محمد بھی طلاقت و فصاحت مین ممتاز تھے بعد تقرب
شاہ نواز خان کے شیراز سے حضور شاہی مین حاضر ہو کر خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے لیکن تھوڑے ہی
عرصہ مین جہان فانی چھوڑ کر ملک جاودانی کی راہ لی اور بادشاہ عادل نے بجنسہ ان کی جاگیر ان کے چار سالہ
فرزند محمد ظریف کے نام بحال رکھی جو عم بزرگوار کی تربیت مین کسب کمالات سے ممتاز ہوئے اور چھوٹے
بھائی خواجہ ہدایت اللہ بھی بڑے بھائی کی وفات سنکر بطور تعزیت بیجاپور آئے اور بعد رسوم تعزیت
کے واپسی کا قصد کیا تو خان والا شان نے شیراز کی مسجد اتابکی کی مرمت کے لیے جو منہدم
تھی سالانہ زر خطیر ان کے حوالہ فرمایا اب تک اسی کام مین مشغول ہین وللہ الحمد والمنۃ

بیان قتل ابراہیم شاہ ثانی اور غلبہ سپاہ عدالت پناہ بفضل و کرم ربانی

الحمد للہ علی احسانہ کہ اس خاندان رفیع الشان مین نوبت خلافت اور جہانداری کی ایسے شہریار ذی شوکت
عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکے بصنعت کانہم بنیان مرصوص کے مخصوص ہیں اور مسند سلطنت
اور تاجداری ایسے سلطان عظمت آیت کو واصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اسکی بمنقبت و من دخلہ کان امنا
کے منصوص ہے صورت ہر ما مول کی قبل اسکے کہ نقشبند خیال اسکا صفحہ خاطر پر کھینچے بقدر سرعت لمح خفا سے
صحرای ظہور مین خرامان ہووے اور تشریف موہبت کہ خلعت خاصہ وللہ خزائن السموات والارض مین فراہم
ہی قامت اقبال اس کا ہر فرد اس کے حاصل کرنے مین مشرف ہووے اور رایحہ اعلام ظفر غلام اسکے نے
کہ جسکی شان صفت مین کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیبا ہی جس دیار پر پرتو ڈالا روزگار ظلمانی
جہان کے باشندون کا منور ہوا اور صحیفہ حسام فیروزی انجام اسکا کہ مصداق یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار ہی اگر
جس مقام مین کہ با انتقام نیام سے باہر آیا سر مخالفون کے گوے میدان ہوئے ذوالفقار کی طرح چمکنے
مین برق چمکنے مین بادشاہی آوازہ اسکی سطوت کا اکناف مشرقین مین واصل ہوا او صیت کشور کشائی اور شمشیر کشی کا
اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے بچ گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ پہونچا
جس شخص نے اسکے حلقہ اطاعت سے سر باہر کیا بادیہ ہلاکت مین ہدف تیر محنت ہوا دلیل اس معنی کی یہ تحقیق
اور برہان اس دعوی کی تصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ہی کہ تفصیل اسکی
مولف خامۂ شاہد شیرین کلام سے چہرۂ عروس روزگار پر لکھتا ہی اور قدرت سے اقبال شاہجہان کا نظر جہانیان
مین جلوہ گر کر کے مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہی کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار ملکوان کو سرکشان بیفکر
کے قبضۂ تغلب سے برآوردہ کرکے سمت معاندان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف کی بعضے امراے
درگاہ کو کہ سرگروہ یاغیان سے برلاے گئے منصب ایالت اور ریاست سے معزول اور محبوس کر کے
[illegible] شاہ ثانی [illegible] اور [illegible]

خداے یگان اعلی کے گوشۂ دل مین جاگزین تھا اسلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ
سلاطین صاحب تمکین سے ہی اُس کے خیال کے گرد پھرتا تھا لیکن مماشات و اغماض بھی جو اوصاف
سلاطین عالی مقدار سے ہی مافی الضمیر کو مانع ہوتا تھا اور نہین چاہتا تھا کہ مادۂ فتنہ و فساد ہیجان کرکے
سفک دما ظہور مین پہونچے کہ ناگاہ اس حال کے خلال مین برہان شاہ نے شاہزادہ اسمعیل کے فریب مین
سنگ جفا کا عہد و پیمان کے شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نرہا اسواسطے
کہ جب خبر شہزادہ کے خروج کی احمد نگر کی طرف پہونچی اس کی اعانت کے واسطے قصد لشکر جمع کرکے بتعجیل
تلنگوان کی طرف روانہ ہوا لیکن حوالی قلعہ پرندہ مین خبر قتل ہونے عین الملک اور گرفتاری شاہزادہ سنکر
اپنے سوار ہونے سے پشیمان ہوا اور اپنا پس سر کھینچ کر احمدنگر گیا اور جو اُس وقت مین قلعہ چندر کوٹی کہ
علی عادل شاہ نے مصطفی خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور میامن اخلاص سے سخر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضۂ قدرت
سے برآوردہ ہو کر کفار کرناٹک کے تصرف مین درآیا تھا اور راے بیجانگر نے کہ اُس وقت بلکنڈہ کو دارالراج
بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پرخاش پر آمادہ ہو کر حدود مین بتشیب فوج کش ہوگا اور قلعہ چندر کوٹی
کے سبب کہ ایک راجہ نے لیا ہے اُس کی ولایت مین بھی گزند پہونچا دیگا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا
اور عالی شاہ پسر عین الملک نے کہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے معرکہ سے بھاگ کر پناہ ساتھ اُسکے لیگیا تھا
کہا علاج اس کا اس پر منحصر ہے کہ اتفاق کرکے تم اس طرف سے چند قلعہ ممالک عادل شاہ پر متصرف ہو اور
اُدھر سے برہان نظام شاہ بھی کچھ علاقہ فتح کرلے تاکہ اُس کے تسلط اور غلبہ مین تخفیف ہووے اور اُس
سمت سے وجمعی ہو راے بلکنڈہ نے یہ راے پسند کرکے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط
عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہے اور خوف اس بات کا ہے کہ خدانخواستہ اس کی سپاہ کے سبب سلاطین
اور حکام دکن کو مضرت پہونچے اس بارہ مین فکر واقعی کرکے وہ کام کرین کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو
برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر مین شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رام راج قلعہ بکاپور
اور مدکل پر متصرف ہووے اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درک کو حوزۂ تسخیر مین لاوے اور برہان شاہ نے
مقدمات سابق مثل تیار کرنے اور توڑنے قلعہ منگلبیر اور حوالی پرندہ سے بے نیل مقصود نہایت خجالت اور
ندامت سے احمدنگر کو مراجعت کرنا مطلق فراموش کرکے لشکرکشی پر آمادہ ہوا اور مرتضی خان انجو کو سپہ سالار
کرکے ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار مملکت عادل شاہ
کی طرف نامزد فرمائے تاکہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کرکے شاہ درک اور شولاپور کو مفتوح کرین اور
راے بلکنڈہ بھی فرصت پاکر قصبہ تاراج سرحد کرناٹک صاحبقران کے اہلکارون کے تصرف سے برآوردہ
کرکے [illegible] خیال [illegible] مرتضی خان اور تمام امراے نظام شاہ بعد طی مسافت جب
[illegible]

سے اپنے مسکن سے قدم باہر نہین رکھا اندیشناک ہو کر اُس مقام مین توقف کیا لیکن اُنکے قراول اور تاراجیان
نے سرحد کے قریون اور قصبات پر تاخت کر کے مزاحمت بیجا پہونچائی اور یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک
مین پہونچی امراے سرحد کے نام فرمان واجب الاذعان مخالفون کی تنبیہ اور گوشمالی کے بارہ مین صادر فرمائے
اور انھین دنون مین ازبک بہادر جو سلک امراے عظام نظام شاہی مین منتظم تھا اس نے عدالت پناہ کی ولایت
مین آن کر نشان جسارت بلند کیا تھا لیکن امراے عادل شاہی کی دست برد سے شربت ہلاک چکھا اس لیے
رعب اور ہراس نظام شاہیون کے دل پر غالب ہوا اور اس حالت نے متوطنان بلدۂ احمد نگر تک سرایت کی
چنانچہ ماہ جمادی الثانی کے اواخر مین کمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج وہاج طریق اعتدال سے
منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نوین تاریخ کو وہ مرض ساتھ اسہال خونی کے
منجر ہوا اس خبر کے انتشار سے ایک شورش عظیم اُسکے لشکر مین جو قلعہ پرندہ کے قریب نازل ہوا تھا برپا ہوئی
اور اخلاص خان حبشی زادہ کہ غلامان دودمان نظام شاہیہ سے تھا اور اُس لشکر مین اُس سے کوئی شخص بزرگتر
اور صاحب شوکت نہ تھا اُسنے تمام امراے حبشی اور دکنی سے اتفاق کر کے سر گریبان کینہ سے نکالا اور چاہا
کہ بطور رجال خان کے عداوت جبلی کے باعث مرتضی خان اور تمام غریبون کے قتل و غارت مین مشغول ہو کر کچھ
اثر اُن کے آثار سے باقی نرکھون اس درمیان مین امراے غریب اُسکے کید و غدر سے واقف ہو کر باتفاق
اپنے ابناے جنس کے سوار ہوئے مرتضی خان اور محمد خان قزلباش اور بعضے اور اعزہ سے بہ تعجیل تمام
احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان کے ولایت
عدالت دستگاہ مین پناہ لا کر حبشی اور دکنی کے دست ظلم سے پناہ پائی اور اس اخبار کدورت آثار کے سننے سے
برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیسا کہ مفصل اپنے مقام مین مذکور ہوگا اور آخر اس سال کے پرغرغشہ سے
دار البقا کی طرف ارتحال کیا اور اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام ہوا اور میان منجو دکنی پیشوا اور
وکیل السلطنت ہوا لیکن امراے حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد بدرجہ اعلیٰ رکھتے تھے اس قدر خباثت سے کہ
ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی مقرب اور مصاحب اور ندیم اُسکے ہوئے اور میان منجو چونکہ بعلاج
تھا اس غایت کو اپنی حالت پر چھوڑ کر خاموش ہوا اور اسوقت حبشیون اور دکنیون کو کوتہ اندیشی نے ایسے مقدمات
کہ خرابی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہون اختیار کیے اور پاؤن اپنی حد سے باہر رکھکر ایلچیان
عادل شاہی کی نسبت کہ اس دربار مین تھے شرائط تعظیم و تکریم کما حقہ بجا نلاتے اور دم ہمچشمی اور ہمسری کا
مار کر نشان تکبر اور نخوت کے بلند کیے اور اعمال ناشایستہ آناً فاناً اُنسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت
اور وحشت کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نہ پڑی
اور سبب اسکا یہ ہوا کہ کدورت سابقہ برہان نظام شاہ ہو چکی اور انھین دنون مین شہنشاہ کی راے کہ کیفیت
عواقب امور شناس [illegible] اور وجود سابقہ مین انکے

کے دیکھتے ہی یون مقتضی ہوئی کہ مفسدون کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے پاؤن رکاب ظفر انتساب مین لاوے
اور ارباب نخوت کو پامال خشم و قہر کرے اس واسطے منجمان برجیس منزلت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار فرمایا
انھون نے بعد از تعمق انظار اور تدقیق افکار آثار و انظار ثوابت و سیارہ مین طالع سرطان کو کہ خانہ ماہ تابان اور
اعدا کے دفع و رفع کے واسطے شایان ہے اختیار کیا اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے
حکم کے موافق اس ساعت مین جو ارباب تنجیم نے قرار دی تھی خیمہ و خرگاہ و پیشخانہ اور بارگاہ بہمن علی کی طرف
بھیجا اور نقارہاے جنگی سے آسمان و زمین مین غلغلہ ڈالا بیت برآمد کوس و زد نا غریو * ز بیم آتشے
زہرہ بنرہ دلو * اور اسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پاے فتح و ظفر سریر سلطنت سے رکاب نصرت انتما
مین رکھی اور خانہ زین کو رشک نگارخانہ چین کیا گویا شبدیز سبک خیز اسکا ایک تندباد ہے جس پر سلیمان زمان
مطلق العنان ہے یا ایک آتشین عنصر ہے ابراہیم دوران اس پر ہے نہین نہین فلک الافلاک ہے کہ ایک دن مین
آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہونچاتے اور ایسا تیز تک ہے کہ ایک دم مین ابلق دہر کو
عرصہ شتاب مین شہ مات کرے مثنوی نبازم بآن رخش آگندہ ران * کہ فربہ شد از ضعف او داستان *
نہنگ بحار و پلنگ جبال * ہوا را عقاب و زمین را غزال * گہ پویہ باد و گہ قطرہ آب * گران چون ورنگ
سبک چون شتاب * بالجملہ اول روز بیسوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بہمن علی مین نزول
اجلال فرمایا اور اطراف و اکناف اس مقام کے سرخ خیام سے کہ بہرام انتقام ہوتے اور بلیجہ علم فرقدسای اس
ظل اللہ کا ذروہ مہر و ماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اس مقام مین شاہ جم جاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے
اور بسبب بجاآوری خدمت کمر بند و خنجر مرصع اور اسپان تازی و عراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو اس
مقام سے شاہ درگ کی طرف متحرک فرمایا بیت بخیل و حشم شاہ گردون فراز * روان شد زجا بچو بحر دراز
عزم یہ تھا کہ اگر ساکنان احمدنگر اب بھی بخلاف ازمنہ ماضی طریق عناد و فساد سے منحرف ہو کر صمیم قلب مستقیم سے
اخلاص و دوستی اختیار کرین اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ مین بھیجکر زبان معذرت
اور استغفار مین کھولین تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے مصئون اور محفوظ رہین اور اگر شامت اعمال
اور نکبت نامساعد سے شاہراہ طاعت اور متابعت سے منحرف ہوکر بادیہ ضلالت اور گمراہی سے باہر آوین
ساتھ تیغ قہر و سیاست کے نوازش پاکر گرداب محنت و غرقاب مصیبت مین گرفتار رہوین اور جو قصد
و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ناچار عنان شبدیز جہان نورد گردون خرام کو روکے ہوئے ہر روز
ایک فرسخ کم و بیش راہ طی کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہین زمین خوش آئین نظر آتی تھی
پانچ چھ روز وہان مقام کرتا تھا کہ شاید ارکان دولت نظام شاہیہ اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوکر بحال حکمت اور
موافقت رجوع ہوویں اور مکارم اخلاق خسروانہ کو بہانہ طلب کے سرچشمہ سے گذر کر شراب عفو و بخشش
سے ان کے جام راحت انجام کو لبریز کرین لیکن افواج شقاوت اور بدبختی نے انھین پیش و پس سے گھیر لیا

محاصرہ کیا تھا کہ مقدمات سلامتی خاطر نخوت ماثر مین لاکر لشکر غیور کو کام فرماتے یا ارباب دانش کے ارشاد کو گوش ہوش مین جگہ دیکر انکے کہنے پر عمل کرتے الغرض اسکے بعد رایات نصرت آیات خسرو والا گہر بعد طی مراحل و منازل قصبہ شاہ درک مین پہونچے سراپردہ عظمت و شہریاری زرد کہ سماک اور قبہ افلاک مین بلند ہوا وہ خطہ ایسا تھا کہ ہوا اس سرزمین کی فرح افزا اور پر بہار تھی اور مقام دلچسپ چشمہاے آب روان اور پھولون کی کثرت سے صحرا نمونہ گلستان اور قسم قسم کے گل اور ریاحین شگفتہ اور خندان رہتے تھے اس پر غبار موکب جہان پناہ سے غالیہ بیز بن گیا یعنے اس مکان جنت نشان مین توقف کیا وزیر و امیر جوانان دپیر جو ہمصحبت اور مشیر تھے ان سے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب چندے بساط عیش و نشاط مبسوط ہووے غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چندے شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ رہا مقدمات لشکر کشی اور دشمن گدازی پردہ تاخیر مین رہے اس درمیان مین اخلاص خان مولد اور بعضے امراے دیگر نے کہ ابراہیم نظام شاہ ثانی کے دور کو محاصرہ کیے تھے اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہوکر اسباب قتال و جدال کے تہیہ مین اشتغال کیا اور صورت امید ہاے باطل اور آرزوہاے لاطائل لوح خیال پر نقش کرکے نقش تصورات محال صفحہ دماغ باطل اندیش پر کھینچے اور بے تامل و تفکر اپنے نفس سرکش کے حکم پر اپنی باگ ہوا و ہوس کے ہاتھون مین سپرد کرکے خزانے بقیباس اور گھوڑے اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کیے اور ابراہیم نظام شاہ کی ملازمت مین جس کو ایسے امور مین چندان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت مین رکھا اور بیتہ نادانی مین سراسیمہ اور معمورہ جہل مین حیرت زدہ ہوکر طی منازل اور قطع مراحل کرنے لگے غرضکہ تیس ہزار سوار جرار اور توپ و ضرب زن بیشمار اور فیلان پائدار اژدہا کردار لیکر بسرعت تمام سرحد بادشاہ سپہر اقتدار کے ان علام مین پہونچے اور خیال محال اور سوداے فاسد کے باعث آغاز شیطنت کرکے مکر و فریب کا پیشہ کیا اور بطریق برہان شاہ رایان بیجانگر کو جو ہمیشہ آنحضرت کے خراج گذار تھے واسطے تاخت و تاراج قصبات اور پرگنات سرحد او دنی وغیرہ کے ترغیب و تحریص کی اور یہ امر زیادہ تر صاحبقران کے موجب خشم و غصہ کا ہوا آخر کو حضرت نے زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ حسب و نسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہے ہر چند ہم اس یورش مین ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آتے ہین رگ حمیت غلامان حبشی اور دکنی کی انکو نہین چھوڑتی کہ خشونت و جلادت چھوڑ کر راہ مصالحہ اور ادب سے پیش آدین اب ہمارے ذمہ ہمت پر واجب و لازم ہوا کہ انکی خود رائی اور ستیزہ کاری کی جزا و سزا انکے آغوش مین رکھین اور بے ادبون کو گوشمال واجبی دیکر جمعیت خسروانہ دشمنون کے دفع پر تعین کرین پھر بعد اس قرارداد کے فرمان واجب الاذعان یون صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کرکے بنہایت تجمل و حشمت سے میدان عرض مین آوین اور خیل خاصہ سلاحدار اور جوالدار مسلح اور مکمل ہوکر کمال عظمت و شوکت سے صف آرا ہووین چنانچہ ذیقعدہ کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین صبح سعادت کے وقت کہ فراشان کارخانہ ایجاد و تکوین نے شامیانہ زرین جناب آفتاب کو میدان سپہر [illegible] اور اسکے

فروغ انوار سے جہان بوقلمون کو منور کیا تھا شہنشاہ جم جاہ جوان بخت اس قصر پر جو قصبہ شاہ ورک کے باہر
واقع تھا برآمد ہوا اور ابواب احسان خلائق کے چہرہ پر مفتوح کرکے مجرائیون کا سلام لیا اور افواج عساکر منصورہ
کو ملاحظہ فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر کیفیت لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر مین لاکر انکے اجراے مطالب اور انجاح آرب
کا حکم فرمایا سپاہ تمام نیزہ ور اور شمشیر زن فرق سے نعل مرکب تک غرق دریاے آہن کہ میدان جانستان مین
جان و مال سے دریغ نہ کرین اور تیغ آبدار اور پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھون مین ڈالین اور بعد تکبیرہ
کے منادی غیب نے نداے فرح اقتران نستفتحوا فقد جاءکم الفتح گوش ہوش مین سنائی نظم سپاہی بحر موج و سیل قتال
سپاہے ابر سیر و کوہ دیدار ٭ سپاہے از شمار اختر افزون ٭ سپاہے از حساب عقد بیرون ٭ پھر حمید خان اور شجاعت خان
کو مع تیس ہزار سوار تیغ گذار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور اتمام حجت اور
الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمایش کی کہ جبتک دشمن علم جسارت اور
سبقت بلند نکرین تم بھی تمہید حرب مین ساعی نہوتا اور نظام شاہ کی ولایت مین مزاحمت
نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت مین داخل ہو کر جنگ پر آمادہ ہوون اور صف جدال آراستہ کرین مناسب
ہو کہ تم بھی رایت اژدہا پیکر عادل شاہی کو جو نقش ان جندنا لہم الغالبون کے آراستہ ہے مرتفع کرو اور ہمارے
فرزین بند اقبال عالمگیر کے ساتھ محفوظ ہو کر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادون سے کنار بساط
شہ مات و بکر شطرنج مین غرقاب کرو بیان تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امراے نظام شاہی نے عنان عصمت ہاتھ سے
دیکر محاربہ اور مقاتلہ مین کہ انجام اسکا پردۂ غیب مین مستور ہے میل و رغبت کی اور فیصلہ اس یورش کا بعہدہ
شمشیر آبدار اور قطع اس مبحث کا حوالہ خنجر گذار کی طرف رجوع کرکے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اس بادشاہ قضا قدرت
کی سرحد مملکت مین قدم رکھا اور جیسا کہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار آہنی توپ اور ضرب زن سے
گرداگرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور ریسمان سے مقید و مربوط کیے اور قلب و جناح درست کرکے
حرب پر آمادہ ہوئے جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاع مین آثار خشم نمود ہوئے اور جبین
پر چین شجاعت ظاہر کرکے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی مین توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہ
اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ پہلوانان آزمودہ کار کو لیکر شوکت
و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب مین قائم ہوا اور منصور خان شحنہ فیل کو جو غلامان گرجی سے تھا مع
فیلان کوہ پیکر کے قول کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور موسم
مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب پیک اجل زبان کل نفس ذائقة الموت لایا قاصد جانستان نشان
حصار ابدان کے انہدام اور نقب حصن حصین جان کے واسطے دمبدم روان ہوا اور پیک برق آسا رعد صدا لیکے
توپ اور ضرب زن کا گولہ اساس حیات کے انہدام کے لیے میدان کین مین متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال
آلات آتشبازی مبارزان جرار و تہ شمار ترکیب مردانگی کو بہ شمشیر تیغ جولان کرکے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے تھے

اور نیزہ ہائے خطی سے کہ مثل غمزہ سبز عذاران ہند فتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھے ایک
دوسرے پر حملہ آور ہوکر چشمے خون کے جسمون سے بہائے اور بساط منقش اور فرش ملون عرصۂ جنگ پر کھینچکر نشان
شجاعت کے بلند کیے دشت نبرد گلزار ہوگیا جدھر رخ کیا لاشون کا انبار دیکھا مثنوی نبرد آزمایان آہن گسل +
پر از خشم سینہ پر از کینہ دل + چو آتش لشو بیدگی گشتہ گرم + نہ مہر و وفا نہ آزرم و شرم + اور غم سکے بعد گرد و دودہائے
سوختہ استعمال آلات آتشبازی سے میدان سپہر زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح اور عکس
مشاغل سلاح سے فضائے معرکہ پر از برق ہوا قلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے بمحض حکمت الہی
شکست پائی اور ایک جماعت کثیر دواسپہ صحرائے ناگز پرفنا کی طرف روانہ ہوئی اور بعضون نے خستہ اور
مجروح ہوکر وادی انہزام کا راستہ لیا اور اسی ہاتھی معرکہ مین چھوڑ گئے لیکن یہ معنی کہ فتح ہوکر اعلام ظفر
انجام سپاہ عادل شاہیہ کا مرتفع ہوا بیان اس کلام کا یہ ہے کہ ہنگامہ کارزار کی عین گرماگرمی مین دود آتشبازی
اور غبار سے میدان ستیز تاریک تر ہوا چونکہ ہوا مخالفون کی جانب سے چلنے لگی صفوف میسرہ خدایگان
عالی دود و بارود کے سبب نہایت تیرہ و تار ہوئین جوانون اور بہادرون کا اس روز سیاہ کے
پیش آنے سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف نرہی جنگ کرکے متفرق ہوئے
کسی نے مقابلہ نہ کیا صفوف میسرہ کا میدان مصاف صاف ہوگیا امراے نظام شاہی اس معنے کو
فتح پر محمول کرکے ایکبارگی حملہ آور ہوئے فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادل شاہی صفوف میسرہ کے مانند
متفرق اور پریشان ہوئی لشکر نظام شاہی منہزمون کے تعاقب مین مشغول ہوا اور ابراہیم نظام شاہ
اس مقام سے کہ اپنے لشکرگاہ کے عقب آلات حرب و ضرب سے نمٹنے کے واسطے اختیار کیا تھا مشاہدہ
تفرقہ فوج عدالت پناہ سے بیقین فتح کرکے نہایت مسرور اور مغرور ہوکے مرکب کو جولان کرکے چند لوگون سے
آگے بڑہا اور سہیل خان اور عنبر خان اور تھوڑے امراے میمنہ عادل شاہی کہ اب تک جدال و قتال مین
مشغول ہوکر کنارے ایستادہ تھے نظام شاہیہ کا چتر و علم دیکھکر اس کی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور
مقصود خان ترک بھی اسی فیل کوہ تمثیل چو بدست اور جنگ مین ہوشیار تھے یکبارگی انسے ملحق ہوا اور ایک
جماعت جو ملازم رکاب بہرام نظام شاہ تھی یک زبان ہوکر بولی کہ عدد ہماری جمعیت کا پانسو کو نہین پہنچتا ہے
اور جمعیت غنیم کی ہزار مرد سے متجاوز معلوم ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ ہم معرکہ سے کنارہ کرکے اسقدر توقف کرین
کہ ہمارے امرا فراہم ہووین ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب سے سرخوش تھا اور نشہ شراب کی مستی
اس پر طرہ مزید تھا دو تین خواہون اور مقبولون کی عرض نہ پذیرا نکرکے ارشاد کیا کہ میرے چھوٹے بھائی اسمٰعیل
نے جنگ [illegible] خان مین منہ نہ پھیرا مین سہیل خان کس کے خواجہ سرا سے کیونکہ پہلو تہی کرونگا یہ کہکر تلوار غلاف
سے کھینچکر اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج شاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان شروع کرکے
داد مردی اور مردانگی دی ناگاہ زمانہ کے رسم دغا بازی کے موافق کمین تھا اور کمان قدر سے ایک تیر

مقتل پر نظام شاہ بحری کے پہونچا اُسکے صدمہ سے جان بر نہوا نقد حیات خازن بہشت کے سپرد کی بیت دیے
چند لشمر دو ناچیز شد ॥ زمانہ بخت بد کو نیز شد ॥ مقربان درگاہ نظامیہ بصد تلاش لاش اپنے بادشاہ کی جو غلامان حبشی
کی شامت سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اُٹھا کر بادل بریان و دیدۂ گریان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور
اس خبر کے شائع ہونے سے کہ نہال حیات ابراہیم نظام شاہ بحری کا باد حوادث کے صدمہ سے چمن زندگانی مین
ٹوٹ گیا ہی تمامی امراے حبشی اور دکنی احمد نگر کے جو تاراج مین مشغول تھے مصداق لایستطیعون حیلہ
لایہتدون سبیلا ہو کر سلسلہ اُنکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف و ہراس چھایا کہ کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا لڑائی
موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان قتال کے باہر لے گئے
اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کرا کے دولتخانہ اپنے صاحب کا ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح
ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک مین منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کے مترنم ہوا ॥ مثنوی
زمان تا زمان از سپہر بلند ॥ بفتح و گرباش فیروزمند ॥ ہمہ شب کہ سطوف گردون کنند ॥ چراغ ترا روغن
افزون کنند ॥ ہمہ روز خورشید با تاج زر ॥ بپایئین تخت تو بندد کمر ॥ اُس وقت جو امر نادر وقوع مین آیا تھا
مولف بذریعہ قلم خجستہ رقم اس کتاب مین درج کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جب امراے قلب و میسرہ نے قدم دائرہ ثبات
اور تہور سے باہر رکھا بہت سپاہی جس طرح کہ عادت مغروروں کی ہی بخیال تعاقب سپاہ غنیم سراسیمہ
اور بدحواس ہو کر ایسا بھاگے کہ قلعہ شاہ درک تک کسی نے مڑ کر نہ دیکھا اور متفق اللفظ والمعنی نواب
شاہنواز خان سے یون نقل کی کہ کل عصر کے وقت سپاہ طرفین ملکر بازار گیر و دار نے رواج پایا اور بانون
کے چلنے اور باروت کے دھوین کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان نبرد تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ
کو اُسکے سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرا نے اس ورطہ ہولناک سے نجات پائی اور اکثر اُن مین کے
نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی مردی و مردانگی سے معرکہ سے
برآورد ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت مین آئے یہ تقریر ہوتی رہی تھی کہ چند مخبر گردراہ سے
پہونچے انھون نے بھی مغروروں کے موافق خبر پہونچائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ
مذکور تک پھیلی رہے تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور زلزلہ عظیم عدالت پناہ کی اردو
مین واقع ہوا لیکن سلطان صافی ضمیر نے شہود نظر کہ آسمان قدر اس کا مثل مدارج فلک الافلاک کے رفیع اور
سپہر اسکا مثل سپہر کے وسیع تھا رو سے نیاز خاک عاجزی پر رکھکر بزبان تضرع و زاری درگاہ ملک
متعال سے ظفر اور بہتری مشاہدت کی اور اس امر مین خاص و عام کے ساتھ مخالفت کر کے منفرد ہوا اور کسی وجہ
سے اس قول کی صحت اختیار نفرمائی اور جس روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حضار مجلس کی طرف متوجہ
ہو کر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے آئینہ دل پر عکس ڈالا ہی اسکے برخلاف ہی جو مغروروں اور
مخبرون نے موقف عرض مین پہونچایا ہی عنقریب اقبال شاہی بشارت فتح و نصرت کہ درباریان اس دربار فلک

اساس سے ہم سمع اولیاے دولت روزافزون مین پہونچا دیگا اور گل مراد چمن اخلاص مخلصان مین شگفتہ اور
شجر بے ثمر زندگانی اعدا سموم ہموم سے زار و نزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان مین تھا اور مقربان
مجلس اختصاص پھل تسلی اور تسکین کے حضرت کے نہال کلام سے چنتے تھے کہ نواب عرش آستان یعنے شاہ
نوازخان محفل خاد مشاکل سلطان زمان مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر
یون ثناخوان ہوا ابیات گیتی ز فر دولت فرمان دہ جہان + ماند بروضۂ ارم در روضۂ جنان + در ہر طرف
کہ چشم کنی جلوۂ نظر + در ہر طرف کہ گوش نہی مژدۂ امان + تاثیر دولت روزافزون اور مساعدت بخت
رہنمون سے رایت فتح آیت سر آسمان پر کھینچتا ہے اور آفتاب خنجر سپاہ ستارۂ اقبال سے ہر روز ایک مملکت
مفتوح کرتا ہے یعنی اسی دم چاسوسان محرم سرعت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان بشارت نصرت
رقم برزمی مین کھولکر یون عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جان ستان مین شہد شہادت چکھا
فیلخانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش رعد خروش کے تحت و تصرف مین آیا ہے حضار مجلس
صفائی باطن خورشید مبامن بادشاہ سے تعجب مین رہے زبان ثنا اور دعا مین کھولی مضمون ان ابیات کا باواز
بلند سنانے لگے ابیات ای شہریار وقت و شہنشاہ روزگار + جاوید باش و کنف لطف کردگار +
اجرام رام و بخت بکام و فلک غلام + دولت مطیع و چرخ مساعد زمانہ یار + اور باوجود اس جدال و قتال
کے کہ اکثر عمائد انصار عالی حضرت سلیمانی کام آگئے تھے بمقتضاے رحمدلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ
کے قتل ہونے سے متاثر اور غمگین ہوکر حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امراے فیروز جنگ اور سپاہ
قیامت آہنگ مین سے نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب مین پیشقدمی نہ کرے اور رعایاے سرحد کی بھی
مزاحم اور متعرض نہووے اور نیز توقف اور مقام اس اطراف مین موجب ازدیاد رعب و ہراس مملکت
نظام شاہیہ ہے لازم کہ مجرد و ررود فرمان رایات دولت و اقبال کو متحرک کرکے آستان خلافت آشیان کی
تقبیل کو متوجہ ہووین پھر اواخر ماہ مذکور مین تمام امرا مظفر اور منصور ہوکر شاہ درک مین بپایۂ سریر احتشام
حاضر ہوگئے علے قدر مراتب ہر ایک نے نوازش و مرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان
کہ ہنگام دار و گیر اور زمان رزم و پیکار مین نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت
ہوکر ازدیاد مناصب و تفویض ولایت مین از سر نو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے مقتضی المرام
ہوکر عنان عزیمت طرار دارالخلافت بیجاپور کی طرف منعطف کی اگرچہ بلدۂ طیبہ ورود سے پر نور اسکے صفحہ پر مسطور ہے معطوف فرمائی
اثناے راہ مین جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب شہر بیدرہ سے عبور کیا سید الشہدا شہید کربلا نبی کے نورعین حضرت امام حسین
علیہ السلام کے شغل تعزیہ داری مین مشغول ہوکر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرناٹک سے بذریعہ عنایت
عنایت نشان شاہ نوازخان یہ اخبار حضرت ظل الہی کے سامع قدسی جوامع مین پہونچائے کہ چند نفر رایان
کفرہ فجرہ نے امرائے نظام شاہی کی تحریک کے سبب قلعہ اودنی کے اطراف مین جاکر لوازم محاصرہ پیش

پہونچایا ہی اور اس سبب سے کہ وہ حدود ابطال رجال سے خالی ہی اور کوئی ایسا نہین ہی کہ متعرض اس
جماعت کے احوال کا ہووے اس وجہ سے ابواب دخول وخروج مسدود ہوتے اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ
اور علف سے محنت کھینچتے ہین سلطان عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فوراً حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک
جماعت امراے عظام مع جنود ظفر ارتسام عنان شبدیز خوش خرام اعداے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور
پامالی کے واسطے منعطف کرکے اس طرف روانہ ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعل سے سر دشمنان بدبخت
کے تن سے جدا کرکے ایسی آتش جانسوز اس جماعت مقہور کے خرمن عزت بوم مین افروختہ کرے کہ قیامت تک
انکے خار ظلم کا صدمہ کسی کے کف پا مین نہ پہونچے اور بعد روانگی سپاہ ظفر انتساب اور فراغ ماتم سید الشہدا
علیہ السلام اور لوازم عاشورا محرم الحرام سلطان صاحبقران نیک اعتقاد ندی بیورہ کے ساحل
سے کوچ فرماکر دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور اعیان دولت اور اشراف شہر نے خاقان منصور کی
توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اسکا باغ دولت مین شگفتہ اور خندان رہے واقف ہوکر برج وبارہ
کو آراستہ وپیراستہ کیا اور تمامی دکاکین اور دیوارون کو دیباے چینی اور مخمل فرنگی اور دیگر اقسام الوان
وغیرہ سے پوشش کرکے عجیب وغریب اشیا نظر خلائق مین جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام
کی چودھوین تاریخ سنہ ایک ہزار چار ہجری مین کہ اختر شناسان حکمت نے اصطرلاب فکرت سے
اختیار کی تھی نظام شاہی ہاتھی شاہرخ نام پر سوار ہوکر ساتھ اس شوکت اور حشمت کے کہ گردون گردان
باوجود اس کے کہ ہر سون خاک کے کرہ پر پھرا ولیسا تجمل عینک مہر وماہ سے نہ دیکھا مقر عز وجلال کی طرف
خرامان ہوکر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور مین لایا اور دار الخلافت کی ہوا اس کے
شبدیز کے سم غبار سے عنبر بیز ہوئی اس روز فیروز مین عنقاے قاف سلطنت واقبال نے فیل فلک شکوہ
پر سوار دولت ہوکر دروازہ نور سے تختگاہ کی جانب توجہ فرمائی امرا اور ارکان دولت اور مقربان حضرت
وزیر وامیر وپہلوان وسپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب مین مین پیادہ جاتے تھے ازدحام
خلائق اور تماشائیون کا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا
چھلتا تھا بلکہ باد سبک سیر کا عبور اس سے دشوار تھا **مثنوی** دران روز از کثرت خاص وعام
ز بسیاری ازدحام انام ۞ دران راہ راہ نفس بستہ شد ۞ ز حمل خلائق زمین خستہ شد ۞ بادشاہ ظفر قرین
باتین شہریاران صاحب تمکین قلعہ ارک کی اس عمارت مین کہ معمار ہمت اسکی نے اسکی بنا کی تھی مع گروہ
اصحاب ملاحت وطائفہ ارباب صباحت بزم عیش وعشرت مین ساغر نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ وارغنون
کے سماع مین مشغول ہوا اور وہ عمارت قریب روضہ ملا مقری واقع ہی کہ سیاح سیاہ پوش مرد کے دیدہ نے کسی
سواد مین مثل اسکا نہ دیکھا اور جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم مین نظیر اسکا نہ سنا اسکے دست ارتفاع نے
جوزا کا کمربند کھولا اور پاے احترام اسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا فیض بخشی اور خوشی ہوا کی مین افسانہ روزگار ہوا

اور جہان پروری اور دلکشائی مین ضرب المثل اقطار ہو اصفائے فضا اسکے روضہ ارم کی طرح فرح افزا ہو اور
نسیم مشک بیز اسکی طرہ محبوب کے مانند عنبر سا ہو قطعہ چنین بناے ہمایون فلک ندید بچشم + چنان عمارت عالی
جہان ندارد یاد + بہ تخت بارگہ اقبال بازگردارش + درے ز خلد بروے جہانیان بگشاد + اور بعد فراغ
لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھاکر دروازہ انصاف اور داد پروری کا روے خلائق پر کھولا اور رشتہ کار
جہانداری مین مصروف ہو کر یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان مین
پہونچائی اور اسوقت جاسوسان تجسس مقال نے یہ بشارت مسامع جاہ جلالی مین گذرانی کہ کفرۂ بیجانگر
جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک کے باعث طریق عصیان مین قدم رکھکر
چاہتے تھے کہ کمند تسخیر قلعہ ادونی کے شرفات پر ڈالکر جبل جہل گردن مقصود مین لپیٹین اس وقت امراے
عظیم الشان کے قرب وصول سے جو آب نہر ہورہ کے ساحل سے نامزد ہوتے تھے آگاہی پاکر مضمون
آیۂ کریمہ یقول الانسان یومئذ این المفر اپنے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار
کرکے باگ عزیمت اپنے مساکن اور مواطن کی طرف معطوف کی اور کچھ لوگ اس جماعت سے جو سپہ
ساہ ظفر قرین ہوتے تھے سر کشتی تن سے جدا کرکے درک اسفل کی طرف روانہ ہوئے غرۂ محرم الحرام سنہ ایکہزار
پانچ ہجری مین کہ سپہ سالار مشہور اور صاحب لواے وہوہ ہاتف غیبی نے پس پردہ لاریبی سے خلعت تہنیت
اور مبارکباد کا گوش اہل ہوش مین پہونچایا کہ محض لطف بے انتہاے یزدانی اور عنایت نامتناہی سبحانی سے
سیادت و نجابت رفیع منزلت میر محمد صالح ہمدانی نے اس دیار مین تشریف شریف ارزانی فرمائی ہو کہ سکان
صوامع ملکوت اور کروبیان بہشت اسکے رشک ... اور نقوش کواکب سما وی
نے اسکے انوار جمال سے روپیہ کا سکہ کچکول ہلال کو گدائی کے واسطے مرحمت دیا اور چند موے مشکبوے
سید کائنات خلاصۂ موجودات فخر عالمیان وثمرۂ دو جہان احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ساتھ
لیکے مین اعلی حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور حمد و سپاس خداوند
جہان بجالاکر نہایت تعظیم اور تکریم ان بزرگوار کی ملاقات بابرکات کی سعادت حاصل کرکے موے مبارک
حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت سے اختصاص پایا جس سے حسن اعتقاد اور صفائی نیت اس پادشاہ
عیسی سیرت یوسف صورت کی خواص و عوام پر ظاہر ہوئی کس واسطے کہ بعضے سلاطین کہ معاصر اس خاقان
سکندر شان کے تھے ... کی ... سے ... کیونکہ ... کے
مبارک ایک چاندی کے ... مین ... سے ... تھا ... تھا چنانچہ
بادشاہ جہانی عقیدت نہایت ... سے ... قدم ... موے مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور سونے
چاندی کی انگیٹھیون مین عود و عنبر سلگایا اور تمام ادب سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک پر
تحفۂ درود و سلام پہونچایا تو خود بخود موے مبارک ... سے ... ہوکر ہزارون انوار سے ... اور

بادشاہ عالیجاہ کو ہنوز کامل حاصل ہوا اور خلائق نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا۔ بادشاہ نے میر محمد صالح کو انعامات
بے اندازہ سے غریق بحر احسان فرمایا جب ماہ محرم الحرام میں بادشاہ نے عزاداری کی تو حضرت سید معزی الیہ
کو پیام دیا کہ میں نے حضرت کے جد امجد کی عزاداری تا ہم کی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماویں تو ہم لوگوں کا
شرف ہے حضرت سید نے قدم رنجہ فرمایا اور بادشاہ نے دور سے استقبال کر کے پاکیزہ مکان میں اتارا
اور شکر قدوم میں زر و جواہر عرض کیے اور امرا کو قطعی حکم دیا کہ ہر وقت حاضر رہیں ہر فرمائش کی تعمیل کریں
اور اکثر اوقات خود بھی مع نذر زر و جواہر حاضر ہوتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ بادشاہ محمود مکارم اخلاق خسروانہ مقتضی اس
امر کے ہوئے کہ بزرگ مہمان عزیز کی خدمت میں از راہ مروت و فتوت لائق پیشکش کرے بنا برآن دس بارہ ہزار
سکہ ہون (طلائی) نقد و چندے اسباب نفیس و پر تکلف اگر قلم اس کے اظہار سے قاصر ہے شرف ملاحظہ
میں گذرانا اور بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ مدعا ارشاد فرماویں بسر و چشم تعمیل ہو حضرت سید
معزی الیہ نے بعد دعا و ثنا کے فرمایا کہ عمر اسی برس ہو چکی آرزو یہی ہے کہ اماکن متبرکہ کی زیارت
ہو اور حج کے بعد اسی دیار نورانی میں زاد آخرت پورا ہو بادشاہ نے خزائن ضروری کے ساتھ شاہی
جہاز والے کو بھی حکم فرمایا کہ طرح سامان سفر مکہ معظمہ درست کر کے بآرام پہنچا دیں سلالہ آل خیر المرسلین
میر محمد صالح نے بوقت رخصت خوشی سے دو موئے مبارک بادشاہ کو دیے جو زرین ڈبہ میں ہیں ہر
شب جمعہ انکی زیارت فرماتا ہے اور ان کی برکات سے بادشاہ کے اقبال و دولت میں روز افزوں ترقی رہی
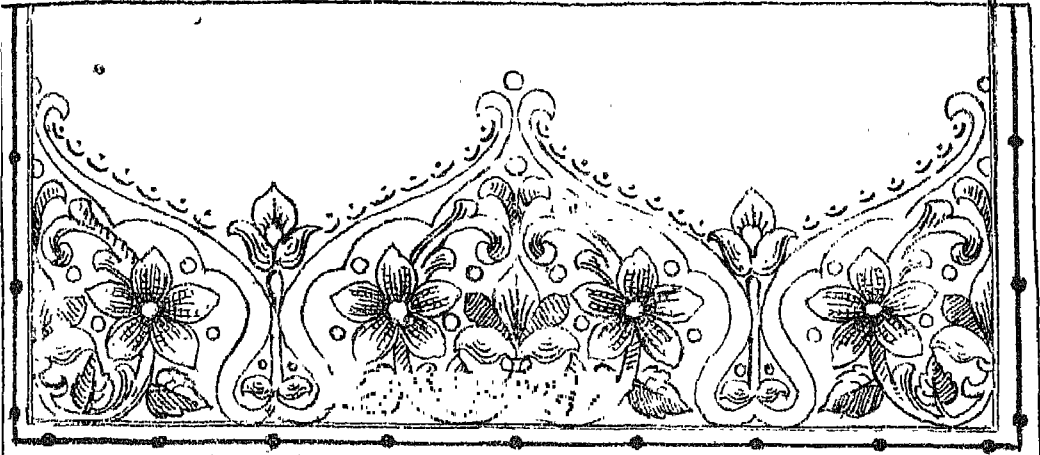
نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان مین سلاطین شہر احمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہین

آرایندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پر پوشیدہ اور مخفی نرہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجا نگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بہت اور اُسکے باپ کا نام بہیر تو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد مین وہ ولایت بیجانگر مین مسلمانون کے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہوکر غلامان بادشاہی کے سلک مین منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب ادراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی کبھی تھوڑے عرصہ مین بہم پہونچایا اور مشہور بملک حسن بہیر ہوا لیکن سلطان محمد شاہ بچپن مین بہیر لو اچھی طرح نہ بول سکتا تو ہمیشہ ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرماتا اس وجہ سے خاص و عام مین بحری ملقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین اُسے تربیت کرکے معتمدین سے گردانا اور باہی مراتب عطا کرکے بحری نام کی مناسبت سے داروغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول مین قوش بیگی کہتے ہین اُسے تفویض فرمائی اور اس تقریب کے باعث اُسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور رفتہ رفتہ خطاب نظام الملک بحری ملا اور وزیر اعظم خواجہ جہان گاوان کے التفات سے صوبہ دار تلنگانہ ہوگیا اور راجمندری اور کندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا تاکہ اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کی اُسکے قبضۂ اقتدار و اختیار مین درآئی اور بعد مقتول ہونے خواجہ جہان گاوان کے اُسکا قائم مقام ہوکر خطاب ملک نائب اور منصب سرلشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد انتقال سلطان محمد شاہ حسب وصیت اُسکے وکیل سلطنت اُسکے فرزند سلطان محمود کا ہوکر جاگیر بیر و دیگر پرگنات سے بادشاہی

پرگنات دولت آباد کے متعلق تھے تحت جنیر کیے اور پرگنات اضافہ اپنے فرزند ملک احمد کو دیے اور خواجہ جہان کے التفات سے وہ بھی منصبدار ہوا تھا اس کو جنیر کی طرف بھیجا وہ جنیر مین حاکم مسندنشین ہوا اور رحل اقامت ڈالکر علاقہ کے بند و بست مین مشغول ہوا اور ہرچند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کر کے بھیجتا تھا کہ قلعہ سیر اور جوند اور بھی قلعہ ملک احمد کے تصرف مین چھوڑ دیے جاوین ایک جماعت مرہٹون سے کہ خواجہ جہان کاوان نے ان پر اعتماد کر کے وہ قلعے انھین سپرد کیے تھے ان فرامین کے مضامین پر عمل نہ کرتے تھے اور یہ جواب دیتے تھے کہ جب وقت ہمارا خداوندنعمت سلطان محمود بہمنی سن رشد اور تمیز کو پہونچکر صاحب اختیار ملک و مال ہوگا ہم اُسکے حلقۂ اطاعت مین قدم رکھینگے اور قلعے بھی اس کے سپرد کرینگے لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ تھا ہمت اُن قلعون کی تسخیر پر مصروف کر کے پہلے عنان عزیمت قلعہ سیر کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اُسکا محاصرہ کیا اور وہ قلعہ ایک قلۂ کوہ پر واقع تھا اور بنہایت ارتفاع سے بام ایوان اُسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ششم سے مراد ہے پہونچا اور عقاب بلند پرواز نے اُسکے فراز پر پہونچنے سے پر جھاڑ کر اے قطعہ کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر* کسے نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان ٭ ملوک راز رسیدن بآن گسستہ امید ٭ عقاب گاہ عروجش فگندہ بال توان ٭ اہالی حصار نے جب کام اپنے اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص اُنکی مدد کو نہ پہونچا بعد چھ مہینے کے تیغ و کفن گلے مین ڈال کر مع کلید قلعہ اُسکی ملازمت کے واسطے روانہ ہوئے اور ملک احمد کی سپاہ نجوم کے مانند برج حصار مین داخل ہوئی اور جب معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہان پانچ برس کا محصول مرہٹ اور کوکن کا اس قلعہ مین جمع ہی تمام روپیہ ملک احمد کے ملاحظہ مین گذرانا اس سبب سے ملک احمد کی مہمات مین رواج اور رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہیون کے دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کیے اور اسی عرصہ مین قلعہ جوند و لاکر و تنکی و تروَلی و کنہر ہا و کوہ رند و تورنپ و جیوَن و گھورک و مر نجن و ماہولی و پالی کو جبراً اور قہراً مفتوح کر کے تمام کوکن پر قابض و دخیل ہوا اور قلعہ دنڈراج پوری کی تسخیر کی فکر مین تھا کہ خبر قتل اپنے والد ملک نائب کی سنکر بلدۂ جنیر کی طرف معاودت فرمائی اور خطاب اپنے باپ کا اپنے اوپر اطلاق کر کے موسوم و مشہور باحمد نظام الملک بحری ہوا اور ہرچند اس جناب نے لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اُسکی دکن مین باحمد نظام شاہ ہوئی اس واسطے فقیر حقیر محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہی اُسے باحمد نظام شاہ بحری یاد کر کے مرقوم خامۂ تحقیق کرتا ہی کہ بعد پہونچنے بلدۂ جنیر اپنے باپ کی ماتمداری سے فارغ ہو کر پرتو التفات سپاہ و رعیت کے حال پر ڈالا اور عرصۂ قلیل مین قصبہ بیر اور سیوگانو اور پٹن وغیرہ مین ایسا ضبط کیا کہ خوفینہ تبرلزل سے مقناطیس نے اسکی مملکت مین جذب آہن کے قرض سے اعراض کیا اور کہربا نے ہاتھ دامن کاہ کی کشش و تصرف سے کھینچا خلاصہ یہ کہ ہر چیز سے ایذا اور ظلم دور ہوا اور اس سبب سے کہ آغاز شباب مین کندیلی اور راجمندری کے راجہ اور بہا نام سے اور بھی کفار اس حدود سے جنگہاے عظیم کے باعث اُسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی ہرچند سلطان محمود امرا اور منصبداران اور سلحداران کو اس کے دفع تسلط اور غلبہ کے واسطے نامزد فرماتا تھا ہرگز قبول

نہ کرتے تھے بعضے عدم قوت و قدرت سے طرح دیتے تھے اور بعضے دور اندیشی اور عاقبت بینی سے پنبہ در گوش
اور خموش رہتے تھے چنانچہ سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک سے چند مرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع
یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم چاکنہ جنیر کی طرف
جاکر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب نے معذرت کر کے اُسکے
قبول سے انکار کیا بارہا احمد نظام شاہ کے پاس اپنا ایلچی ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس حدود
کی ضبط وحفظ مین تقصیر نہ کرے اور اپنا لشکر قلعہ اندر پور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کے واسطے بھیجا تھا
بلوا لیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا سونیک
سے بھی قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر
جملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو حق ہمسایگی منظور نظر عاطفت و رافت ہی اور
مین اس بزرگوار کو صفت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت و مردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہی کہ رقم بیگانگی
صفحہ خاطر سے محو کر کے حرف گذشتہ کو الماضی لایذکر سمجھین اور آپ کو اس دولت خداداد مین شریک کرین زین الدین علی
نے یہ مقدمہ قبول کر کے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن چونکہ شیخ مودی عرب نے جسکا خطاب بہادر الزمان
تھا اور مردانگی اور فیروز جنگی مین تمام امرا سے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا بیڑا اُٹھایا اور
بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے قریب پہونچا تو زین الدین علی طالس
نے فسخ عزیمت کی اور رائے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنی اس سے جا ملے اس درمیان مین
احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب وصول سے آگاہ ہوا اور اپنے اہل و عیال کو قلعہ شیونیر مین بھیجکر حرب و ضرب و ترکتاز
کے واسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی اطراف مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور
کثرت لشکر خصم دیکھکر صف جنگ سے محترز اور مجتنب ہوا اور غنیم کی فرودگاہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور
لوازم ہوشیاری مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع و اطوار سے یقین حاصل ہوا کہ
کمین فرصت مین ہی اور چاہتا ہی کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے لشکر نصیر الملک اور
زین الملک کے حوالہ کر کے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ انکو اہل دولتخانہ مین جولا
کہتے تھے شکار کے بہانہ اردو سے سوار ہوا اور قصبہ چاکنہ پر کہ مقام زین الدین کا تھا تاخت لیگیا اور رات کے وقت
کہ کوئی شخص محافظت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہاے چوبی کہ اس کام کے واسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوار پر
نصب کر کے سب آدمیون سے پیشتر سترہ سپاہی ہمراہ لیکر قلعہ مین در آیا اسکے بعد لشکر بھی سوار ہو کر چار طرف قلعہ کے
فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنی متحصن غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اُسکے
ہمراہی کہ سات سو مرد تیر انداز بلکہ قدر انداز تھے مقتول ہوئے اور قلعہ چاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی
نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جب تک احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی کا ہمدست ہودی

کرکے کار نمایان بجالاوین پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لے کر شیخ کی اردو کی طرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اُسکے بعد شیخ مودی ناچار ہوکر خود سوار ہوا نصیر الملک جو اُن دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ و مجروح اس کا بھی مقابلہ اختیار کیا لیکن شکست فاش پاکر بحال خراب ظریف الملک کے پاس گیا اور احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے مراجعت کی جب احوال اس نہج سے دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کے مکان پر گیا اور بغایت التفات سے مرہم اُسکے زخمون پر رکھکر اُسے کلفت اور خستگی سے نجات بخشی اور بعد چند روز کے خیمہ و خرگاہ اُسی مقام مین چھوڑکر لشکر جرار از موده کار لیکر آدھی رات کو خصم کی طرف تاخت کرکے شبخون مارا اور سلسلہ اُنکی جمعیت کا توڑکر متفرق اور پریشان کیا اور شیخ مودی عرب مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی کے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور ساز و سلب اُسکا موجب زیادتی اسباب مکنت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نے منصور و مظفر ہوکر خوش و دوستکام جنیر کی طرف معاودت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سے غافل نہوا اور سلطان محمود اس خبر سے نہایت پریشان اور آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک دبیر کو مع اٹھارہ امراے نامدار اور لشکر جرار معرکہ گذار جنیر پر نامزد کیا احمد نظام شاہ مع سپاہ جنیر سے برآمد ہوکر قادر آباد کے کوہستان مین فروکش ہوا اور جس وقت کہ لشکر سلطان گھاٹ میری مین پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد اہل نبرد انتخاب کرکے قادر آباد کی طرف سے احمد آباد بیدر کی طرف تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اس نواح مین پہونچا جو کہ ایک دربان کو جو شہر کے پھاٹک پر مامور تھا موافق کیا تھا اُسنے رات کو دروازہ کھول دیا اور اُسے شہر مین داخل کیا اور احمد نظام شاہ نائب کے مکان کی طرف جو موکل تھا روانہ ہوا اور جاتے ہی اُس کے اہل و عیال اور اُس کے باپ کے متعلقون کو پالکیون مین بٹھاکر ایک جماعت مردم معتبر سے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کے کوچون اور محلون مین گشت کرکے امراے نامزد کے زن و فرزند کو ہر ایک مقام سے دستیاب کرکے صبح کے قریب شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے راستہ سے قلعہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوا اور امرا کے زن و فرزند کی حفظ ناموس مین نہایت کوشش کی اور امراے نامزد قریب گھاٹ میری کے خبر توجہ نظام شاہ بیدر کی طرف سنکر اُس کے پیچھے روانہ ہوئے اور قصبہ بیر کے اطراف کے قریب جاکر پیغام دیا کہ اس سبب سے کہ تونے ہماری حفظ ناموس مین کوشش کرکے اپنے فرزندون کے مانند نگاہ رکھا ہے ہم تیرے ممنون احسان بلکہ فرمانبردار ہین لیکن شرط مردمی مقتضی اسکی نہین ہے کہ بطریق چورون اور بد معاشون کے تو ہمارے مقابلہ سے بھاگ کر احوال مستورات کا متعرض ہووے اور یہ امر کہ جو گبر و نصاریٰ کے کیش مین درست نہین ہے مرتکب اُسکا ہووے احمد نظام شاہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اسی وقت اُنکے اہل و عیال کو نہایت اعزاز و تکریم سے اُنکے پاس بھیجا اور خود کوچ کرکے قلعہ پرندہ کی طرف گیا اس درمیان مین فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام نہایت ملامت سے بھرا ہوا صادر ہوا مضمون

اُسکا یہ تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری بجری شکاری کے مانند پرداز دراز کرتا ہے اور تم اُسکے خوف و نہیب سے آشیان خیمہ و خرگاہ مین بھاگ کر مرغ جان کو اُسکے چنگل کے آسیب سے بچاتے ہو اگر تلافی اور تدارک کر کے اس باغی کو گرفتار کر کے درگاہ مین لاؤ پھا نہین تو یقین جانو کہ غضب و قہر شاہانہ مین گرفتار ہو کر اپنے باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع اور برباد کروگے اُنھون نے فرمان کے مضمون پر اطلاع پا کر مقام بیر مین قیام کیا اور فرمان کے جواب مین تحریر کیا کہم لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور دشمن کا منکوب اور مستاصل کرنا ہے اگر دشمن کے احوال سے ہوشیاری مین غفلت واقع ہوئی وہ عظمت الملک و بیر کی جانب سے ہے اُسکا قائم مقام اگر دوسرا افسر مقرر ہووے حضرت کے میامن اقبال عدو مال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے ظہور مین پہونچیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ مین طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو لاس سے طلب کر کے بخلعت لشکری مشرف کیا اور بجاے عظمت الملک جنیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور اس سے کارہاے خوب نمایان سرزد ہوے تھے شجاعت اور حسن تدبیر مین وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہو کر یکورح متواتر ہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ پرندہ مین درآیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ کے ہمراہ کیا اور وہ حرب مین صلاح نہ دیکھکر پٹن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر صورت واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نہ پائی اور جہانگیر خان پٹن کے اطراف مین پہونچا احمد نظام شاہ نے وہان سے کوچ کر کے عزیمت جنیر کی طرف کی اس کے بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اس قصبہ کے پہاڑون مین درآیا اُسی روز نصیر الملک گجراتی مع لشکر کہ قادر آباد مین رہا تھا مع خزانہ اور غلہ اور آذوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام لیکر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور سر گھاٹی جیور کو مسدود کر کے ان پہاڑون مین استقامت کی جہانگیر خان نے جب سنا کہ گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کے قبضہ اختیار مین ہے ٹیکانور گھاٹ سے ٹیکاپور مین پہونچکر احمد نظام شاہ کے سر راہ مع لشکر فرو کش ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینے کے مقابل ایک دوسرے کے مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کے سر راہ مین اُٹھائی آخر کو عیش و عشرت مین مشغول ہو کر فرش غفلت بچھایا اور مے روح پرور کی ساغر نوشی اور نغمات دلکش کے استماع مین مصروف ہوئے اور غنیم کے وجود کو ہرگز خیال مین نہ لائے معدوم سمجھے مثنوی چو شد دیدہ بخت آن قوم تار + ہوس پرورد کرد ندو پندار تار + کلیم سیہ بر خود دیا فتند + رخ از دانش و حزم برتافتند + اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے ہجری مین اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبہ جیور سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصبح ٹیکاپور مین پہونچا اور ایکبارگی حوادث زمانہ کے مانند تاخت لایا اور کسی کو مجال پیکار و قتال نہ دی بعضے خواب مستی مین دار البقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضون نے جب آنکھ کھولی دیدہ و دانستہ نقد حیات مستعار پیک اجل کے سپرد کر کے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ خان کہ امراے لشکر سے تھے قتیل ہوئے اور باقی انکے سوا دستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے اُنھین ہتھنیون پر سوار کر کے

کپڑے اُنکے زانو تک پارہ پارہ کرکے لیئے اُردو مین پھرایا اور جان کی امان دیکر وارالملک کی طرف روانہ کیا اور مین نے شاہ جمال الدین حسین انجو سے جن کا تھوڑا احوال خیر مآل وقایع مرتضیٰ نظام شاہ مین تحریر ہوگا سُنا ہی کہ اس جنگ نے بجنگ باغ شہرت پائی اِسلیے کہ قصبہ ٹیکا پور کے قریب جس مقام مین کہ صورت فتح ظہور مین آئی تھی احمد نظام شاہ نے ایک باغ بناکر کے موسوم بباغ نظام کیا اور اُسکے دُور مین چار دیوار سنگ کھینچکر ایک عمارت زیبا تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت رشک ارم ذات العماد ہوئی احمد نظام شاہ اور اُسکی جمیع اولاد نے اُس کو اپنے اوپر مبارک جان کر اس مین قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کے شکرانہ مین قصبہ جیور کو اس وقت کے مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور ان کی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کیا پھر مظفر اور منصور ہوکر جیر کی طرف گیا اور بے دغدغہ کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کے مسند جہانبانی پر متمکن ہوا اور اسی سال یوسف عادل خان کی صلاح سے سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کیا اور چتر سفید کہ اس وقت مین نشان بادشاہ دہلی اور گجرات اور مندو کا تھا اپنے فرق پر قائم کیا لیکن جب خواجہ جہان اور بہت امراے دکن جو اس کے ساتھ طریق مصادقت رکھتے تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ بموجودگی سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھنا نہایت بے ادبی ہی تو نظام شاہ نے کہ زیور عقل و دانش سے آراستہ تھا ملامت کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے افسران سپاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ جو کچھ تم کہو عین صواب اور محض صلاح ہی خطبہ مین نے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو سبب ازالۂ آسیب حرارت آفتاب ہی اور علامت سلطنت اس مین ملحوظ نہین ہی اُسکا تغیر مناسب نہین دکھائی دیتا ہی اُنھون نے جواب دیا اگر ایسا ہی مضائقہ نہین آپ شوق سے چتر لگاوین بشرطیکہ اور لوگ بھی اسی غرض سے چتر لگاوین احمد نظام شاہ نے لاچار ہوکر رخصت عام فرمائی اور چتر عام سے پہچان کے واسطے ایک پارچہ سُرخ چتر نظام شاہی پر نصب کیا اور عوام الناس کی چھتری بالکل سفید قرار دی اور رفتہ رفتہ دولتخانہ عادل شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ مین اسی طور کا چتر شائع ہوا اور اتبک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ سال کو پہونچی ہی سلطان اور گدا دکن کے چتر سر پر لگانے مین کسی کو ممانعت نہین ہی بخلاف سائر بلاد ہند کہ بادشاہ کے سوا دوسرے کی مجال نہین کہ چتر اپنے سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہان اور اعظم خان اور امراے دیگر کو بھی یہ چتر کی دولت کہ بادشاہون کے واسطے مخصوص تھی پہونچی شرمندہ اس کے احسان کے ہوئے اور بعد دو مہینے کے غائب اور حاضر نے اُس سے اتفاق کرکے خطبہ کی التماس کی اور جب اُن لوگون نے بکرر مبالغہ اور اصرار کیا آنحضرت نے کہ راغب اس امر کے تھے منت عظیم اُن پر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور بہت تسخیر وندا راجپورے مین جو کہ دکن کے قلاع متین سے ہی اور بندر جیول کے حوالی مین واقع ہی مصروف رکھی اور بنفس نفیس اس طرف جاکر دو مہینے اور بقولے ایکسال محاصرہ کیا اور آخر کو صلح سے لے لیا اُس کے بعد قلعہ دولت آباد کی تسخیر کی عزیمت اُسکے فضاے دل مین جلوہ گر ہوئی وقت بے وقت اس اندیشہ مین رہتا تھا اور جو یقین تھا کہ وہ قلعہ بزور نہ لے سکون گا اس قلعہ کے والیون کے

ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب لطف اور ملائمت مفتوح کیے
شنودمی شنیدم ز دانائے فرہنگ دوست ٭ کہ در کارہا رفق و نرمی نکوست ٭ بہ نرمی چو کارے توان برد پیش ٭
درشتی مجوئید ز اندازہ بیش ٭ کہتے ہین ملک وجیہ اور ملک اشرف دونون بھائی حقیقی تھے اور آپس مین
کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا مین خواجہ جہان کاوان کے ملازمون مین انتظام رکھتے تھے اور
اس کی شہادت کے بعد سلطان محمود کے سلحدارون مین منتظم ہوکر زمانہ بسر کرتے تھے آخر مین ملک نائب
نظام الملک انکی تربیت کا درپے ہوا اور جملہ امراسے کرکے ملک وجیہ کو قلعہ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف
کو حاکم ولایت کیا اور انھون نے اس نواح کی ضبط مین مساعی جمیلہ کرکے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو
تمام جہان مین مشہور اور معروف تھے حرف غلط کی طرح معدوم کیا اور سرحد سلطان پور و ندربار اور بگلانہ گجرات تک
ایسا صاف کیا کہ تاجر وغیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگے اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت ان سے
راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرائے مرہٹہ نے سلطنت بہمنیہ مین خلل دیکھکر قلعہ کا اندر کو
بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سر گریبان موافقت سے برلایا اور رہزنی سے محترز اور مجتنب ہوا اور دونون
بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اسنے بھی
ان کے ساتھ بعد فتح باغ نظام و ندراج پوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ جو اہل علم و صلاح
سے تھا سلک ازدواج مین کھینچی اور بنائے مصادقت کو بمواصلت مضبوط کیا حق سبحانہ تعالی نے سال اول مین اس
عفیفہ سے ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زینب نے جواب دیا کہ عہد
طفلی مین ماں باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے موسوم
کرو خوب ہوگا ملک وجیہ نے اسکا نام موتی رکھا اور اس دُر مکنون کی ولادت سے اسکی شوکت اور آمد و فتوح
ہوئی لیکن ملک اشرف کی دیگ حسد جوش مین آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل مین مصر ہوا اسواسطے کہ وہ اس
فکر و اندیشہ مین تھا کہ مین ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور انتور اور دیگر پرگنات اور قلاع اس حدود
کہ جو اس سے تعلق رکھتے ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ و چتر ہونگا اس وقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ
کے ساتھ یہ نسبت بہم پہونچی اور ایک فرزند زینب سے متولد ہوا اپنے ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکے نسبت اخوت
کو بعداوت مبدل کیا اور فرصت کے وقت لشکر قلعہ کی امداد و اعانت سے بھائی کو قتل کیا اور اسکے طفل معصوم کو
بھی مسموم مرگ کیا اور حکومت دولت آباد مین باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہان پور اور برار کی نسبت ابواب محبت
اور وداد مفتوح کیے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقۂ اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال عرائض و تحف سے
آپ کو ساتھ اسکے منسوب کرتا تھا لیکن جب زینب نے بعد از قتل شوہر اور فرزند جنیر کی طرف جاکر دست تظلم
اپنے بھائی کے دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اسے دلاسا دیکر سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین مع
لشکر و جمعیت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب ٹہکا پور کے اطراف مین پہونچا نظام الملک

کے باغ مین وارد ہوا چند روز بقصد استراحت عیش و عشرت مین مشغول ہوا ایلچی قاسم برید کے میان تاج الدین
دکنی اور دلاور حبشی [illegible] اسکے پاس حاضر ہوے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے اخراج
کے واسطے ٹہیکا کوشش کا کمر ہمت پر باندھ کر دارالسلطنت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہے اگر وہ جناب اس وقت
مین محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سے محو کر کے اپنے محب اور مخلص کی معاونت کے واسطے اس طرف
توجہ فرماوین نیازمند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور اخلاص مین سرگرم ہو کر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بایکہ
مخلص بھی یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہوکر دولت آباد کی تسخیر مین آپکا ممد و معاون ہوکر جانسپاری
مین دریغ نکریگا احمد نظام شاہ نے اسکا سوال پذیرا کر کے دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کی طرف گیا
اور جیسا کہ واقعات سلطان محمود مین مذکور و مسطور ہوا معاملات کو مفروغ کیا اور اسی دن دولت آباد کی طرف
جا کر محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے اس قلعہ سپہر اساس کو بنظر تامل غور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اسکی جبر و قہر
سے نہایت مشکل اور دشوار ہے وہان سے کوچ کر کے جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے طریق مین جب قصبہ ٹہکارین
پہونچا اسکی راے مقتضی اس کی ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد اور جنیر کے درمیان ہے اسمین ایک شہر بنا کر کے دار الملک
بناوے اور ہر سال ہنگام درو فصل خریف و ربیع دولت آباد مین لشکر بہیجکر تاخت و تاراج کرے شاید مردم درونی قوت لا یموت
سے عاجز ہو کر طالب امان ہو وین اور قلعہ سپرد کرین پہر شہور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین ایسی ساعت مین کہ نجومیون نے
اختیار کی تہی باغ نظام کے مقابل اور نہر سینا کی ساحل پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور چونکہ سمع مبارک اس فریدون
منش مین پہونچا تہا کہ وجہ تسمیہ احمد آباد گجرات کی جو آباد کردہ احمد شاہ گجراتی ہے صورت اسکی یہ تہی کہ اسم بادشاہ اور نام
وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا احمد تہا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کے بنا کے وقت بہی عکس پذیر
ہوئی اس سبب سے احمد نگر نام رکہا کس واسطے کہ نام شہریار کا احمد تہا اور نام اصلی مسند عالی نصیر الملک گجراتی اور نام قاضی عسکر
بہی احمد تہا چونکہ اس جناب کو اس شہر کی تعمیر کی جلدی اور اہتمام تہا عرصہ قلیل مین تمام امرا اور منصبداران اور سلحداران نے اسکی
تیاری مین توجہ کی اور دو تین برس کی مدت مین ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری اور ہمسری کا بغداد اور مصر سے کیا
اور جیسا کہ مقرر ہوا تہا ہر سال دو مرتبہ فصلین مذکورین مین لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت کر کے زراعت کی
خرابی اور پائمالی اور تاراج غلہ اور آتش افروزی مساکن و منازل رعایا مین تقصیر نکرتے تہے اور مضمون عالیہا سافلہا ظہور مین
پہونچاتے تہے اور وقائع نظام شاہیہ مین جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ ثانی کے عہد مین لکہنا شروع کیا تہا اور توفیق
اتمام نہ پاکر فوت ہوا اس مین یون مرقوم ہے کہ جب غلغلہ دولت اور طنطنہ حشمت نظام شاہ بحری کا حکام دور و نزدیک کے
گوش زد ہوا عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور اتحاد مفتوح کیے اور قریب دو ہزار سوار کے
اسکی کمک کے واسطے مقرر کیے کہ ہمیشہ سفر دولت آباد مین ہمراہ ہوکر اسکی تسخیر مین کوشش کرین اور اسی طور سے فتح اللہ
عماد الملک کے ساتھ بہی بنیاد دوستی قائم کر کے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کے ساتھ علم مخالفت
بلند کیا اور وہ مال کہ ہر سال سلطان گجرات کے خزانہ عامرہ مین بہیجتا تہا اُسے یکقلم موقوف کیا سلطان محمود نے

سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سیر ولایت کے بہانہ نہضت فرمائی اور ملک اشرف حاکم دولت آباد نے خبر پاکر ایلچی سلطان محمود کی خدمت مین
بھیجے اور احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت کرکے التماس قدوم میمنت لزوم
کیا سلطان محمود دفعتہً قلعہ دولت آباد کی طمع کے سبب ایک لشکر عظیم فراہم لاکر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور تجویز
کی کہ پہلے عادل خان فاروقی کی تنبیہ اور گوشمالی کرے اُسکے بعد دولت آباد پر تاخت کرے جب حوالی سلطان پور اور نندربار مین
پہونچا عادل خان فاروقی نے مضطرب اور سراسیمہ ہوکر احمد نظام شاہ بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد
کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم و پیکار لیکر برہانپور کی طرف گیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل
جب شہر برہانپور خیمہ گاہ لشکر فیروزی اثر ہوا اور عماد الملک بھی فوج برار لیکر کمک کو پہونچا میان احمد نصیر الملک گجراتی نے
سلطان گجرات سے جو قلعہ اسیر کے اطراف مین وارد ہوے تھے نظام شاہ کے حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح
کیے اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کی خدمت مین بمزید تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہر چند بندہ تقدیر کے
موافق اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت مین ہے لیکن جو مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہے دولتخواہی والی خطہ کی اپنے
اوپر فرض جانتا ہے تعجب ہے کہ سلطان کشورستان امور جزوی کے واسطے بہ نفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاقہ ہوتے ہین حاکم برہانپور
کہ لشکر اور جمعیت مین برابری ایک امراے سلطان سے نہین کرسکتا ہے اسکے ساتھ مستعد پیکار و مقابلہ ہوے ہین خصوص
اس وقت مین کہ جم جاہ جوان بخت دکن مع سپاہ صف شکن اُسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہے اگر وہ جناب از روے
اخلاص و رد دولتخواہی سلطان کی عرض مین پہونچا دین اور مضمون کم من فئتہ قلیلہ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کرکے
فرش منازعت کو لپیٹین تو بہتر کہ صلاح دولت اُس مین متصور ہے کس واسطے کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہے اور بہ تقدیر
اگر نصرت نصیب سلطان ہووے خلقت کہیگی کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ
منعکس ہووے ہنسیگی اور بیحرفی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص نوشتہ
نظام الملک کا بجنسہ سلطان کے ملاحظہ مین درلایا آنحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوئے احمد نظام شاہ نے ایک فیلبان
کو جو سلطان گجرات کے فیل بحری سال کی محافظت مین قیام کرتا تھا زر کثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تار
مین کہ سلطان اور سپاہ خیمہ و خرگاہ مین باستراحت مشغول ہووین اس فیل فلک نظیر کی زنجیر کہ نہایت مست اور
بے اعتدال ہے پاؤن سے نکالکر اُردو مین چھوڑ دیا اور اُس شب موعود مین نظام شاہ بحری نے پانچہزار پیادہ توپچی
کماندار اور بانڈار اور پانچہزار سوار کہ تمام تیر انداز تھے گجراتیون کے اُردو کی طرف روانہ کیے کہ کمین گاہ مین بیٹھین
جسوقت شور و غوغا لشکرگاہ مین ظاہر ہووے تو اطراف و جوانب سے برآمد ہوکر تیر و تفنگ و بان سے ہلاکی اُس قوم مین
مصروف ہوویں اور اُنھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی مین پہونچے اور اُردو کے اطراف و اکناف
مین مختفی رہے اُسکے بعد کہ دو پہر رات آئی تھی فیلبان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اُس اژدہاے دمان کے
حملہ آور ہونے سے شور و فریاد معسکر کا غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچا پیادے اور سوار کمین سے برآمد ہوتے اور
اطراف و جوانب سے نقارہ ہاے حربی پر چوب زنی ہوئی صداے اُسکی گنبد گردون کو مملو کیا اور بارش تیر و تفنگ مین

مشغول ہوے اور چو سلطان محمود اور اُمرا اسکے لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرأت محال جانتے تھے اور بوہم نخوت اور تکبر سے
سرخوش ہوکر خواب غفلت مین سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہوشیار ہوکر سراسیمہ سواری کے تہیہ مین ہوے اور
سلطان محمود نے جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چار ہزار سوار بہادر دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سے تھے بلطف و
احسان اُنھین اپنے خیل خاصہ مین جمع کیا ہے اور مجالس و محافل مین کہتا ہے کہ مین ان چار ہزار آدمی سے مسلح ہوکر میدان جنگ
مین سلطان محمود کے علم و چتر پر حملہ آور ہونگا خدا جسے چاہے فتحیاب کرکے سرافرازی بخشے اور جسے چاہے شکست
دیکر خاک مذلت پر ڈالے یہ بات بھی اُسکے دل مین ذہن نشین تھی اور اُس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چار ہزار
سوار جرار شبخون کے واسطے ہمراہ لایا ہے اور چاہتا ہے کہ سراپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور مضرت پہونچا دے اس سبب سے
سلطان محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سراپردہ سے برآمد ہوئے اور دفعتہً وہ فیل بحری سال سراپردہ شاہی کے
عقب آیا اور چند شقہ سراپردہ شاہی پارہ پارہ کیے صداے شیون و غوغا اہل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہوا
کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سراپردہ پر تاخت لایا ہے پھر بلا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل گیا اور جب تین سو
یا چار سو آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ ازدیاد ہوتا تھا راہ فرار نا پائی اور بسرعت تمام تین کوس راہ
طے کی جب امراے گجرات مع فوج ہاے آراستہ جنگ مین مشغول ہوے اور دکنی مراجعت کرکے اپنے اردو مین
چلے گئے اعیان لشکر بہیئت مجموعی مبارکباد کے واسطے دربار شاہی مین گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا
اور سمجھے کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہے سب اتفاق کرکے تعقب اور تغیر منزل کے بہانہ اُسی شب کوچ کرکے اُسکے پیچھے گئے
سلطان محمود کینون کے امر سے واقف ہوا جو اُس رات کو صلاح مراجعت مین نہ دیکھی اُسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام شاہ
بحری نے تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھا صبح کو باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام مین
جہان سلطان نے نزول کیا تھا وارد ہوا اور وہ امر جو کسی کے مخیلہ مین نہ تھا وقوع مین آیا ہیبت کارنامہ است کہ عاقل کاین بخت
کہ بصد لشکر جرار میسر نشود اسکے بعد طرفین سے ایلچیون نے آکر نشیب و فراز سمجھایا حرف صلح دونون بادشاہون کے درمیان آیا
صلح پر راضی ہوگئے پھر اپنے اپنے مقر اور مسکن کی طرف روانہ ہوگئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لحاظ کرکے اس
واقعہ کے شرح و بسط مین نہین کوشش کی ہے واللہ اعلم بالصواب منقول ہے کہ احمد نظام شاہ نے برہان پور سے مراجعت
کی اور بسرعت تمام دولت آباد مین پہونچا اور ایک مرتبہ بقہر و غضب لشکر کو محاصرہ کے واسطے مامور کیا اور خود وہان گردا
جو تپولہ کے قریب باغ عیش و عشرت مین مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانون نے چند ڈالی انبہ لاکر پیش
کیا کہ پھل اسکے شکر و سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ حضرت بادشاہ اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے اس حدود مین تشریف
لائے تھے اور اس مقام مین فروکش ہوکر انبہ ہاے لذیذ نوش فرماے تھے اُسکی چند گٹھلیان یہان افتادہ
تھین موسم برسات مین وہ سرسبز ہوئین اور غلامون نے اُسکی محافظت مین کوشش کی اور حضرت
کے اقبال سے وہ درخت بارور ہوئے یہ چند ڈالیان اُنھین پودھون کی ہین احمد نظام شاہ نے اپنے دل مین کہا
کہ یہ علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہے ملک اشرف نے جب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار مین مصروف دیکھی

سلطان محمود گجراتی کو عریضہ بھیجکر پھر تسلط اور غلبہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام
دیا کہ یہ قلعہ اس شاہ جم جاہ سے علاقہ رکھتا ہے اگر ایکبار اور اسطرف قدم رنجہ فرما کر اس دولتخواہ کو اس بحری خصال کے
چنگ غضب سے رہائی بخشیں خطبہ اس حدود کا آپکے نام جاری ہووے اور سال بسال باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے
سلطان محمود یہی چاہتا تھا کہ انفعال گزشتہ سے برآمد ہو کر اس مخالفت کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد جنون مذکور اسے
سلطان محمود بیکرہ کہتے تھے انکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اسکی پذیرا فرمائی اور بجمعیت و شوکت تمام
دولت آباد کی طرف سوار ہوا اور جب اسکے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری ترک محاصرہ کرکے احمدنگر کی طرف روانہ
ہوا اور ملک اشرف نے مضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب کی مسجد مین جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اردوے
شاہ مین جاکر تحفہ دہرایا اور نقود بطور وافر پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کرکے سلطان کو اپنے سے راضی
کیا اور سلطان محمود نے اس سال فرصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کی طرف متوجہ
ہوا اور احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر بھی باز نہ آیا اور آخر سال مذکور مین پھر بہ تیز سواری بحری و شتاب بروی عقاب
دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اور اسکی ملاقات
کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجین کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار سے ہین
اور ہم تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہین اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہین جلد اس طرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی
اور جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور اسی شب کو
دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد مین داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر قلعہ کے ارادہ کے
کہ از قوم مرہٹہ تھے واقف ہو کر غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز کے عرصہ مین ہادم اللذات کہ ہادم الآمال ہے
اس کے سر پر دواسپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اسکے افق مغرب مین پہونچایا بعد اس سانحہ کے تمام اہل قلعہ
جو قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور کنجی قلعہ کی نذر کرکے
مبارکباد دی احمد نظام شاہ نے اس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جابجا کہ قلعہ مرمت طلب تھا
اسے مرمت کیا اور اپنے مردمان معتمد کے سپرد کرکے مظفر و منصور احمدنگر کی طرف مراجعت فرمائی اور ساعت سعید
اور طالع فرخندہ مین باغ نظام کو جسے مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اسکے اندر ایک
عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ حلب سرخ و زرد سے اسے آراستہ کیا اور ان سنوات
مین اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شور اور اسکے سوا اور بھی قلعہ ہاے اس اطراف کے مسخر اور مفتوح
کیے اور راجہ قلعہ کالنہ اور بگلانہ سے پیشکش لیکر اوسا نپانا لگذار کرکے مسند حکومت احمدنگر پر متمکن ہوا اور سنہ ۹۱۳
نو سو تیرہ ہجری مین داؤد خان فاروقی کے مرنے کے بعد برہان پور مین بادشاہ تعین کرنے کے بارہ مین درمیان
امرا اور اشراف مملکت کے اختلاف ہوا اور ملک حسام الدین مغل نے جو اس دولت خانہ کے عمدون سے تھا ایلچی
احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر عنان ارادہ عالم خان کو جو حکام اسیر کے نواسون مین سے تھا اور احمدنگر مین زمانہ بسر

کرتا تھا طلب کیا اور اپنی و عماد الملک حاکم کاویل کی رائے سے اسکو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیگرہ گجراتی نے
عادل خان بن حسن خان فاروقی کو کہ نواسہ اسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن کرے اسکے بعد
لشکر فراہم کرکے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک سے اعانت
طلب کی یہ لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر برہانپور کی طرف روانہ ہوئے اور چونکہ ملک لادن نے کہ وہ بھی اعیان ولایت
خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت بلند کیے اس وجہ سے خلل فاحش مہمات میں اُس
حدود کے ظاہر ہوئے اور سلطان محمود بھی حوالی تالینر میں پہونچا اور نظام شاہ سوا ملک حسام الدین کی مدد کے واسطے
مقرر کیے اور دونوں باتفاق برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہانپور میں
توقف میسر ہوا ملک حسام الدین کے بیٹے رخصت کاویل کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک
کو وداع کیا اور خود دولت آباد میں گیا اور شاہزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت میں
حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد از مراجعت سلطان محمود بسمت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد میں بیٹھا اور ایک
مکتوب ایلچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو شاہزادہ عالم خان اس طرف التجا لاکر متوقع اس امر
کا ہے کہ قدرے ولایت آسیر اور برہانپور ساتھ اُسکے عنایت فرماوین سلطان محمود کہ اُسکی بے ادبیہای سابق سے
آزردہ تھا اور عادل خان نے بھی اُسکی شکایت متواتر لکھی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلاطین بہمنیہ کی
کیا مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پانون اپنے کملی سے آگے بڑھادے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے نادم
اور تائب ہوگا عنقریب گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ اس سے زیادہ جرأت کو موجب خسارت سمجھکر شاہزادہ عالم خان کو
ہمراہ لیکر بسبیل تعجیل احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے جب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ ساختہ اور
پرداختہ ہوئے فلک تفرقہ پرداز اپنے کام میں مشغول ہوا یعنی اول نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت ہوا
اور بجائے اُسکے اکمل خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے
مایوس ہوکر امرا اور وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کامگار شیخ برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد
کیا اعیان اور ارکان سلطنت سے اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ میں عہد اور پیمان لیا اور ۹۱۴ نوسو چودہ
ہجری میں بمقتضائے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار
ناپائدار سے رحلت کی **نظم** شد آن لحظہ ہول قیامت عیان * بگردون بر آمد نفیر فغان * شد اندر دم تیرہ چل باد
چو باران کہ بارد بوقت بہار * فلک را ازین نالہ کر گشت گوش * ز نوحہ زمین و زمان در خروش * اگرچہ
خصال حمیدہ اور فضائل پسندیدہ اس شہریار کے اُس سے افزون تر ہین کہ قلم مشکین رقم اُسکے بیان مین زبان آوری
کرے لیکن مورخین کی عادت کے موافق اُسکی شمہ تحریر مین مبادرت کرتا ہے کہ جملہ خصال اس شہریار سے ہے کہ عبادت
عفت و صلاح و پرہیزگاری و فلاح سے بہرہ ور تھا کہ سواری کے وقت شہر بازار مین کبھی داہنے اور بائین التفات
نہین فرماتا تھا ایک ندیم گستاخ نے سوال کیا کہ عدم التفات خداوندی اطراف و جہات کی طرف کیونکر ہے آنحضرت

نے فرمایا کہ بادشاہ کی عین سواری کے وقت اکثر مرد و عورت بادشاہ کی زیارت اور تماشاے جلوس کے واسطے آتے ہین اس سبب سے ڈرتا ہون کہ میری نظر عورت نامحرم پر پڑے کہ وبال اسکا عاید روزگار ہوگا بیت

ہزار آفرین از جہان آفرین ¤ بران شاہ با دانش و داد و دین ¤

دوسرے یہ کہ اوائل سلطنت و جہانبانی مین کہ ایام شباب و جوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کاویل کی تسخیر کے واسطے کمر جہاد باندھکر بسفر دولت سے حرکت فرمائی اور بعد طی مسافت محاصرہ مین مشغول ہوا اور تائیدات یزدانی سے اُسے مفتوح کیا جملہ اسیران اُس قلعہ سے ایک جاریہ تھی کہ حسن و دلبری مین ماہ و مشتری سے ہمسری و برابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نورگستری مین حور و پری سے برتری ڈھونڈھتی اپنی ضیاے رخ سے طلیعہ صبح کو دامن دامن گل صباحت بخشتی تھی اور اُسکے بالون کی سیاہی ساقہ تشکیک شام کو چمن چمن سنبل اور ریاحین سبزہ دیتی تھی اور ریشہ پرچم اُسکی نیزہ قامت کو پرچم تھی اور ابروے مقوس اُسکے غمزہ و دنبال کے لیے بعینہ طغرا معلوم ہوتے تھے ملا جامی نے گویا یہ شعر بلکہ تمام غزل اُسی کے سراپا مین تصنیف فرمائی تھی شعر

یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح ¤ یا ہلال عید یا ابروے ماہ ماست این ¤

مثنوی

پری و نغمت و پری رخسار ہاے ¤ بزیر مقنعہ صاحب کار ہاے ¤ شب افروزے چو مہتاب جوانی ¤ سیہ چشمے چو آب زندگانی ¤ دو شکر چون عقیق آب دادہ ¤ دو گیسو چون کمند تاب دادہ ¤ خمار آلودہ چشم نیم بازش ¤ جہانے نیم کشتہ از نیم نازش ¤

ملک نصیر الملک وزیر کی جو ہین نظر اُس پری کے آئینہ رخسار پر پڑی صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا انشاے محبت مین چور ہوا صورت تصویر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا

مثنوی

نہ دل میداد کش از دلبر گرفتن ¤ نہ می توانستش نظر بر گرفتن ¤ چو میدید اندران محراب دیدہ ¤ حجابے بود پوشیدہ آب دیدہ

کچھ دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہے کہ جس سے دل مضطر سیماب وش بیقرار و حیران ہوا ہے اس آفت ناگہانی سے بچنا اولی تر ہے دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہین چھوٹتا یہ سوچ کر اُس دلبر بے نظیر کو سلطان جم جاہ کی خدمت مین لے گیا اور اُسکی نظر کیمیا اثر مین دکھلایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاویل کے جملہ اسیرون مین یہ عورت جمیلہ ہے مین نے اس در ناسفتہ کو محض ظل سبحانی کے واسطے در یک حجاب مین نقطہ موہوم کی طرح نامحرمون سے مستور رکھا ہے اگر حکم ہووے شبستان خاص مین داخل کرون شہریار کا اس خبر کی اہتزاز نسیم سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے بہنایت راضی ہوا اور تحسین و آفرین فرمائی جب شہنشاہ تخت گاہ چارم اُس ایوان نیلگون طارم سے خلوت خانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سپہر دوار نے چادر مشکی زرنگار شب سر پر ڈالی نصیر الملک نے اُس دلبر شیرین ادا پری اطوار دل آرام کو عیش منزل مین جلوہ گر کیا اور شہریار کامگار تخت جہانبانی سے شبستان کامرانی کی طرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ ناز و دلستانی سے قوت جان و کامرانی حاصل کرے اپنی شرف ہمزبانی سے سرافراز کرکے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہے اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہے یا گل ناشگفتہ کی طرح بیکار ہے یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ اے میری جان بادشاہ پر فدا ہو جیو مین فلان قبیلہ سے ہون اور مان اور باپ اور شوہر میرا بالفعل محبس شاہی مین محبوس ہے آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ شوہر استماع کرتے ہی بطریق اقداح مدام آتش نفس امارہ کو مراد شہوت سے ساکن کرکے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیرے

پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے اُنکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب
سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجا لائی اور پھر کو جب کہ نصیر الملک خدمت مین حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکباد دی
وہ یوسف زبان اسکا کنایہ سمجھے اور شکر ادا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرش لازم الکواش سے محروم و ناکام
رہی ہین نے اُس سے اُسکے وارثون کی تفویض کا وعدہ کیا ہی نصیر الملک نے حکم کے موافق اُسکے ماں باپ شوہر کو
حاضر کیا حضرت نے اُنھین انعام و اکرام سے سرافراز فرمایا اُسکے بعد اس حوروش کو اُنکے سپرد کیا اور زنا سے وبال
نجات پائی تیسرے اس بادشاہ کے خصائل سے یہ ہی کہ اگر اچیانا کوئی سپاہی معرکہ رزم مین لوازم شجاعت اور
شرائط جلادت کو فرو گذاشت کرکے پسپا ہوتا آنحضرت دانستہ ہوکر عمداً اُس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اول
اُسکو بھر حمت خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور جنکے حال پر جنھون نے لوازم تہور مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا مشغول
ہوتا تھا ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کرکے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے
التفات کا ایسے جوان کے حال پر جس نے معرکہ مین گریز پر اختیار کی تھی کیون ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب
اسکا اور وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہین قضارا اُنھین دنون مین اُس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک
کے واسطے لشکرکشی کی اور دونون نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی پٹن مین ایک فوج
عادل شاہ کی سلطان کے طلیعہ سے مقابل ہوکر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی اُنھون نے
مقابلہ اور مواجہہ عادل شاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہی جوان تھا نظام شاہ نے پھر
اُسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے فرمایا بادشاہ سپرشکار ہین اور جوانون کو صید خصم کے واسطے اسطور سے پہچانتے و
بناتے ہین اسی طرح جنگ ڈوئل کا طریقہ اُس ملک دکن مین یادگار ہی کیونکہ بادشاہ علم شمشیر بازی خوب جانتا تھا
اور اس فن سے نہایت رغبت رکھتا تھا اور رسم قدیم ہے کہ ہر زمانہ والے اپنے بادشاہ کے پسندیدہ ہنر کے طالب
ہوتے ہین اس زمانہ کے خرد و بزرگ اکثر اپنی اوقات اسمین صرف کرتے تھے اور بجاے مکتب خانہ کہ قاعدہ
بلاد اسلام ہی احمد نگر کے تمام محلات مین ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیر بازی کی کثرت کے واسطے تیار کیے گئے
تھے اور بہتر اس سے کسی ہنر کو نہین جانتے تھے اور ہر ایک مجلس اور انجمن مین اُسکے سوا اور چرچا مذکور نہوتا تھا
یہانتک کہ بازار شمشیر بازی نے رونق اور رواج تمام بہم پہونچایا جیسا کہ اقتضا آب و ہواے فتنہ خیز دکن ہی
ہر شخص زبان لاف و گذاف کھولکر دعوے استاد و لاثانی کا کرتا اور دوسرے کو اس فن مین مسلم نرکھتا اور
اس امر پر جوانون مین خشونت اور نزاع پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لے گئے اور اُس جناب نے
حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیر بازی کرین جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر ہی
القصہ ہر روز جوان اس بارہ مین مدعی ہوکر جماعت جماعت دیوان عام مین حاضر ہوکر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی
کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز در دولت پر قتل ہوتے تھے اور اُنکے وارث لاش
اُنکی اُٹھا لیجاتے تھے اسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع نہو کہ

بلکہ قلعہ کے دروازہ کے آگے جو کالا چبوترہ ہے وہاں یہ امتحان ہوا کرے اور ہوا اور درمیان ان دونون شخص کے کہ آپس مین
مدعی ہین دخل نکرین وہ جسطرح چاہین آپس مین تلوارین کھینچکر شمشیربازی کرین آخر ان مین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص
ہوس جنگ کر کے مقتول ہووے اسکے قصاص کی پرسش نہووے اور یہ بدعت دکن کے مسلمانون کو پسند ہوئی اور احمد نگر
سے بوسیلہ سلاطین جمیع بلاد دکن مین سرایت کر کے شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی لوگون سے محو ہوئی کہ ایک
طالب العلم اور مشائخ اور ملوک اور امرا اور خوانین مملکت دکن کے اس بات یکی یعنی دوئل پر عمل کرتے ہین و اسکو حیثیت اور
قابلیت عظیم جانتے ہین اور انکے فرزندون مین اگر یہ امتحان فرو فروتر کرین شجاعون کے جرگہ مین شمار ہووین اور سرزنش
کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور مین سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین اپنی آنکھون سے بالمشافہہ
دیکھا ہے کہ سید مرتضے اور سید حسین دونون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے دربار
مین معزز تھے اور تمام آدمی انھین جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونون سے ساتھ ملکن آدمیون
ریش سفید دکن کے کہ وہ بھی مردم سپہ شناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار مین تکرار ہوئی پہلے سید مرتضے کا بیٹا
جو بیس برس کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جا کر قتل ہوا جب سید مرتضی نے اپنے دلبند کو مقتول دیکھا
جہان اسکی نظر مین تیرہ ہو گیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنے بیٹے کے ملک عدم کی طرف راہی
ہوا جس دم سید حسن نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنا کی اپنے
چہرہ پر ملی ابھی لاش ان تینون سید مردہ کی بیجاپور کے بازار سے نہ اٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ مقتدر ہون کے ہاتھ سے
نہایت زخمی اور چور ہو گئے تھے انھون نے بھی جان قابض الارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ مین بلا عداوت سابق
چھ خانوادہ ماتم مین بیٹھے اور ہلاکی انکے خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمانان دکن کے شمشیر اندازی اور یکہ بکی مین
بے نظیر اور بے مثل ہین اور جبتک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکرے ان لوگون سے بشمشیر مقابل نہین
ہو سکتا ہے خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ جو اکثر آدمی دکن کے روے زمین پر ورزش شمشیر کرتے ہین گھوڑے کی
سواری اور تیر اندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور غافل ہین اسواسطے جنگ مخالفت مین عاجز
مطلق ہو کر زبون تر ہوتے ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن جنھون
نے بعد انقراض دولت شاہان بہمنیہ کے اس مملکت مین حکومت کی ہر کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع مین کوشش
نہ کی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادل شاہ ثانی مین خانہ جنگی مین جو باصطلاح دکن یکایک کہتے ہین تخفیف
تمام ہوئی اور امید قوی ہے کہ یہ عمل زشت جو کسی مملکت اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی
برکات کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے فوش کی جنایت سے پاک ہوا اور اسیطرح سے
خدیو زمان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہے تاکید تمام کر کے یکایک یعنی خانہ جنگی
کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہے کہ نام یکایک کا صفحۂ دہر سے محو ہو

اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت انیس سال تھی

ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تخت احمدنگر پر متمکن رہا فیض جاوید اسکی تاریخ
جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق منصب پیشوائی اور
امیر الملکی سے مخصوص ہوا اور اُسکا فرزند میان جمال الدین بخطاب عزیز الملکی و منصب سرنوبتی پر معزز اور محترم ہوا اور اِس دونو
باپ بیٹے نے اپنے تصرف مین لاکر امور مالی اور ملکی مین نہایت استقلال پہونچایا تین برس تک زمانہ انکے موافق رہا
جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادہ نخوت سے مدہوش ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزرائے صاحب شوکت
مثل رومی خان اور شیر خان از روئے حسد اسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے آزردہ اور دلگیر ہوئے ہرچند تدبیرین اور سعی اور کوشش
اُسکے اخراج کے بارے مین کین پیش نہ گئین جب سب طرف سے عاجز اور مایوس ہوئے اُس وقت ایک عورت حرم سے
بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلائی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اُس سے تمہید خصوصیت
اور آشنائی کی کرکے یون مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجاجیو بھائی کہترین برہان شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے انھین تسلیم کرے
تاکہ اُسے تخت سلطنت پر منصوب کرکے برہان شاہ کو معزول کرین اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پاوین
بی بی عائشہ نے ایک دن انھین دنون مین دوپہر کے وقت راجاجیو کو کہ طفل چودہ سالہ تھا لڑکیون کی پوشاک پہنا کر
پالکی پر سوار کیا اور شہر کا راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اُسیوقت حسب اتفاق اس فرزند دلبند کو یاد کیا اور جب محل
مین دستیاب نہوا غلغلہ عظیم مردم درونی اور بیرونی مین ظاہر آیا اور بعضے بولے شاید ان حوضہائے پرآب مین گر پڑا ہو بس
ایک جماعت حوضہائے پرآب مین کود کر تلاش مین مشغول ہوئی اور بعضے بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کی طرف روانہ ہوئے ابھی
رومی خان کے مکان پر نہ پہونچی تھی کہ وہ جماعت وسط شہر مین اُسکے پاس پہونچی اور اُس سے مع راجہ جیو قلعہ مین پھرلائی اور
جو بی بی عائشہ آگے بجائے جدہ ماجدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجہ جیو کو کبھی کبھی اپنے مکان مین لیجاتی تھی اور ایک دن اپنے مکان
مین رکھتی تھی بہانہ کیا کہ مین اسوقت راجہ جیو کو اپنے مکان پر لیے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب
لوگون نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سے ہوا ہے اسواسطے مکمل خان برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت مین نہایت کوشش
کرتا تھا اور ایک لحظہ بیخبر نہین رہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش مین اسقدر اہتمام بجا لایا کہ دس برس
کی عمر مین کافیہ اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرتضی نظام شاہ کے عہد مین کتب خانہ مین رسالہ علم اخلاق
اور سلوک بادشاہان مین بخط نسخ پاکیزہ مولف کی نظر سے گذرا کہ اُسکے خاتمہ مین یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ شیخ برہان
بن ملک احمد نظام الملک الملقب من الحضرۃ البحری اور جسوقت کہ مکمل خان اور امرائے ثلثہ کے درمیان عداوت اور
خصومت حد سے گذری انھون نے لاچار ہوکر پانچ چھ دبیرون سے اتفاق کیا اور رات کو احمدنگر سے برآمد ہوکر آٹھ
ہزار سوار ہمراہ لیکر برار کی طرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کے دربار مین پہونچے تمہیدات زبانی سے
احمدنگر کی تسخیر کی مسلسل تزئین تدبیر اظہار کی عماد الملک نے ارباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکے نادیل

ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہونچکر قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا اکمل خان نے یہ خبر سنکر اس فساد
کے دفع کے واسطے سپاہ ظفر دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت میں اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ کو ہمراہ
لیکر مع فوج گران بصد شوکت و شان عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کے حوالی میں شہور سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری
میں فریقین کا سامنا ہوا دونوں سپاہ رزم خواہ نے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمین گاہ آراستہ کی اور اکمل خان نے
اس وقت برہان شاہ کو صغر سنی کے سبب نور خان غلام ترک کو جو اتابک اسکا تھا ردیف کر کے قلب میں قائم کیا اور خود داد
شہامت کھولکر جنگ میں مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالۂ نفیر و کرنا گنبد فلک پر پہونچا جوش و خروش
نے گوش چرخ آبنوس کے کر کئے اور زمانہ جفا نما کا سواس دار و گیر کے مشاہدہ سے ایسا ہراسان ہوا چاہا کہ آپ کو جیب
فلک سے باہر ڈالے اور بہرام خونآشام نے بہادران کیوان مقام کے خوف صمصام سے حصار سپہر پنجم سے قدم
آگے رکھے اور روزگار مردم آزار نے گویا یکبارگی غبار نیستی کا چہرۂ ہستی پر چھڑکا اور دست قضا نے رشتۂ حیات کائنات
کا توڑا دونوں طرف کی سپاہ ملکشی تلوار کھینچنے لگی سر و تن جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی ہنگامہ محشر بپا ہوا صحرا میں سیل
خون روان ہوئی مثنوی ز بارید تیغ آتش فشان ٭ ہمی شد برون از تن کشتہ جان ٭ درآمد چنان در فغان کوس کین
کہ جوش ہمی خست از جا زمین ٭ ز غرید کوس غیرت سروش ٭ شورے ہمی ریخت در دل ز گوش ٭ فتادند بر ہم
ز بس کشتگان ٭ بہ دامان پوش شد ابرۂ آسمان ٭ اور چونکہ کارخانۂ قضا و قدر میں طبل ظفر برہان دین و دولت کے نام
بجاتا تھا اور رقم شکست عماد الملک کے چہرہ حال پر کھنچی تھی بعد کشش اور کوشش فراوان راکب کام سے اور مرکب
تردد سے باز رہے عماد الملک اور تمام امرائے باگ معرکہ سے موڑی ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوائے ایلچپور کے
کسی مقام میں توقف نہ کیا اور مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی انکے نظام شاہ کے حوزۂ تصرف میں آئے اور اکثر
ممالک برار بہت خراب اور ویران کیے گئے اکمل خان نے نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کے درمیان میں آیا
عماد الملک سلامتی فرار میں منحصر جانکر برہانپور کی طرف گیا وہان کے حاکم نے ایک جماعت علماء اور مشائخ کے ذریعہ سے
درمیان انکے صلح کرادی اور ہر ایک اپنے مقر کی طرف روانہ ہوئے منقول ہے کہ ایک اجداد نظام شاہیہ سے کلکرنی پاتری تھا
کسی سبب سے جلا وطن ہوکر ولایت بیجانگر کی طرف گیا اور اس حدود میں بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت
اسکے خاندان میں پہونچی یہ سبب کہ خویشی و قرابتی رکھتے تھے سب بیجانگر سے احمد نگر کی طرف رجوع ہوئے اور
اشتیاق وطن غالب آیا اور اکمل خان نے برہان شاہ کی طرف سے عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ پاتری ہم سے تعلق
رکھتا ہے وہ ہماری سرحد میں واقع ہے مقتضائے دوستی یہ ہے کہ وہ پرگنہ واگذاشت کر کے ہمارے متعلق کریں
اور اسکے عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اس سے زیادہ تر ہو ہم سے لیکر اپنے قبض و تصرف میں لاویں
عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا چونکہ جانتا تھا کہ آخر کو اس امر میں نزاع ہوگی اسواسطے اس پرگنہ میں احتیاطاً ایک
قلعہ مضبوط بنا کیا اکمل خان نے پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسے مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہے کہ اکثر اوقات تمہارے
آدمیوں سے ہماری سرحد میں مزاحمت اور تشویش ہوگی پس یہی مناسب ہے کہ اسے موقوف رکھیں عماد الملک نے کچھ اسکی

پروانہ کی اور قلعہ تیار کر کے باطمینان تمام اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور زمانہ کی بازی سے غافل ہوا ناگاہ کمل خان
بالاگھاٹ اور دولت آباد اور منازل بیاورہ کی سیر کے بہانہ لشکر جمع لا کر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین برہان نظام شاہ کے
ہمراہ رکاب چند منزل دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور یکبارگی باگ موڑ کر پاتری پر بطور تاخت فوج کش ہوا اور قلعہ کو
گھیر کر آتش جنگ افروختہ کی اور بہادران قلعہ کشا نے خندق سے عبور کر کے بعضون نے کمندون کے سہارے مثل دعاے
مستجاب قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضے زینہ لگا کر موذنون کی طرح منارہ پر چڑھے اور حصنون کو زبردستی اور
پیشدستی سے زیر کر کے قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا میان محمد غوری نے کہ اس قلعہ کے فتح مین
اور مجاہدون سے زیادہ تر کوشش اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی بخطاب کامل خان سرفرازی پائی اور ضبط اُس
قلعہ اور اس حدود کا اس سے متعلق ہوا اور نظام شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہو کر احمد نگر کی طرف
معاودت فرمائی جو ابھی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت تھا بمقتضاے جوانی ایک لولی آمنہ نام پر
عاشق ہوا اور قمری اور فاختہ کے مانند اُسکے قد بالا کی شوق زیارت مین حلقۂ اطاعت گلے مین ڈالکر کو کو کرنے لگا
اور جذبۂ عشق سے اُسے حبالہ نکاح مین لا کر افضل حرم کیا اور اُسکے طفیل سے شرب خمر کی طرف رغبت کی کمل خان کہ مرد دل
اور عاقل تھا تخت کے سامنے مودب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر انگشتری وکالت اور وزارت کی آگے
سپرد کر کے عرض پیرا ہوا کہ اس عرصہ مین حضرت ظل سبحانی صغیر سن تھے یہ ناچیز غلام حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع سایہ
اقبال بادشاہی سے پیش پہونچاتا تھا اب بفضل الٰہی سے خود بدولت و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچا سکتے
ہین اپنے اس غلام کو اس امر سے معذور فرمائین بیت سہی است کہ بالکان تحریر ٭ آزاد کنند بندۂ پیر ٭ برہان شاہ نے بعد مبالغہ
افزون اُسے معذور رکھا اور کمل خان کے ایک فرزند کو امراے کبار کر کے منصب پیشوائی شیخ جعفر دکنی ساکن قصبہ بنکار کو ارزانی
فرمایا کمل خان اپنے مکان مین گوشہ نشین ہوا اور کبھی کبھی اپنے عزیزون اور فرزندون کی تکلیف دہی کے باعث روز ہاے
عید اور ایام متبرک دربار مین آتا تھا اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کر کے بعد ایک ساعت کے اپنے مکان کو بازگشت کرتا تھا اور
کسی وجہ سے مقدمات دنیوی مین دخل نکر کے اپنے حال مین مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت الٰہی واصل ہوا اور سنہ ۹۲۸
نوسو اٹھائیس ہجری مین شاہ طاہر بمقتضاے وقت احمد نگر مین تشریف لائے اور حضور کے سلک مجلسیان مین منتظم ہوئے
اور مذہب مہدویہ نے کہ اس وقت مین رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی بیٹی ایک مشائخ کو جو مذہب مہدویہ رکھتا
تھا دی تھی شاہ طاہر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ مذہب مستاصل ہوا اور وہ جماعت دربار کی آمد و شد
سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس وصلت سے پشیمان ہوئے اور علماے پاے تخت کو سرزنش بہت فرمائی کہ جیسا
شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا بدلائل و براہین قاطعہ میرے ذہن نشین کیا تمنے کس واسطے الیسا نہ کیا اور سنہ ۹۳۰
نوسو تیس ہجری مین برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے شاہ طاہر کی سعی کے سبب قلعہ شولاپور مین ملاقات
کی اور ارکان دولت طرفین بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کو برہان شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جشن
شادی کا آراستہ ہوا اس واسطے کہ اسد خان لنگوانی وغیرہ متعہد ہوئے تھے کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز

مین دینگے اس واسطے برہان شاہ نے اُس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس امر سے خبر نہین ہے اگر بعضے نفر یعنی لازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لاوین اسکا اعتبار نہ کرنا چاہیے برہان شاہ نے شاہ طاہر کے مشورہ کے سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ نہ کیا اور احمد نگر مین آیا اور بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ جب بی بی مریم کے ساتھ ناہمواری اور بے اعتدالی سے پیش آئی اور ایک مدت اسیطور پر گذری اور یہ خبر اسمعیل عادل شاہ کو پہونچی نظام شاہ کے سفیرون سے جو بیجاپور مین تھے یہ فرمایا کہ طوائف یعنی تیریا کو سلاطین کے فرزندون پر یون مسلط کرنا حرم اور اصالت سے بعید ہے اور یہ بات جب برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی قضیہ نے طول کھینچا اور اسی عرصہ مین شاہ طاہر کو امیر برید کے پاس اور ملا حیدر استر آبادی کو عماد الملک کے پاس طرفداری کے واسطے بھیجا اور انھین ساتھ اپنے متفق کر کے سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین باتفاق اس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار قلعہ شولاپور کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے نو ہزار سوار تیر انداز معرکہ گذار ہمراہ رکاب لیکر اسکے مقابلہ کو عزیمت کی اور سرحد مین فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اسکے تصور سے خوف کھاوے وقوع مین آئی پہلے علاء الدین عماد الملک نے اسد خان بلگوانی کے حملہ سے شکست پائی اور بلا توقف کاویل کی طرف بھاگا اور برہان شاہ پر اثناے جنگ مین کثرت تردد اور گرمی ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو اسکا آبدار تھا اُسنے گلاب چہرہ کا جب ہوش مین آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کی صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جدا کیے اور پالکی مین اُسے ڈالکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین عماد شاہ نے اسمعیل عادل شاہ کی تحریک سے ہمراہی سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآورد کیا اور برہان شاہ نے مخدوم خواجہ دکنی اور امیر برید کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو مہینے کے عرصہ مین توپ اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضربت سے قلعہ کی بنیاد مین خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد سے کھود کر پرگنہ پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ مین نے برا ہمہ معتبر دولتخانہ نظام شاہ سے سنا ہے کہ سلطنت نظام شاہ بحری سے چند سال اودھر اجداد نظام شاہیہ برا ہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب تغیر مکان یعنی جلا وطن ہو کر ولایت بیجانگر کی طرف گئے تھے اور اس حدود مین جیسا کہ مذکور ہوا بسر لیجاتے تھے جب ملک حسن نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت لیکے سر بلند کیا خویشاوند بہ بہانہ بیجانگر سے احمد نگر مین آئے اور یہ باتین ہمیشہ سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتے تھے کہ فلان قریہ قلعہ پاتری سے قدیم الایام مین ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا بعد چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس یہ پیغام کیا کہ چونکہ ہمین پرگنہ پاتری کے ساتھ ایسی نسبت ہو مقتضاے یاری اور اخلاص یہ ہے کہ وہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کر کے وہ پرگنہ کہ محصول اسکا اُس سے کہین زیادہ ہو بالعوض اسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیوین عماد الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور یہ مبحث درمیان مین تھی کہ بتقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ مین در لایا اور وہ موضع موروث اپنے برہامنہ اور اپنے قرابتیون کو جو رئیس کفرہ فجرہ تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور عہد غلبہ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

تک بطناً بعد بطن وہ قریہ انکے تعلق مین رہا پھر وہان سے ماہور کی طرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی جو ابن خداوندخان حبشی کے تصرف مین تھا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا بدستور سابق برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ فاروقی مقام اعانت اور کمک مین ہوکر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر برید ہوئے اور فریقین مین بعد قرب وصول جنگ شدید واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر و پریشان برہانپور کی طرف بھاگے نظام شاہ تین سو ہاتھی اور خیمہ اور خرگاہ بلکہ تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے قبضۂ قدرت مین لایا عماد الملک اور محمد شاہ نے احوال اس طرح معاینہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر بادشاہ گجرات کے پاس بھیجکر اعانت طلب کی سلطان بہادر انکی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع خزانہ اور لشکر بیحد سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری مین ندربار اور سلطان پور کے راستہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے مضطرب ہوکر اول رسل و رسائل شاہ طاہر کے لکھے ہوئے مشتمل بر تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد دہلی مین بابر شاہ کے پاس ارسال کیے اور اس مین یہ فقرہ درج کیا کہ لطائف عواطف الٰہی سے امیدوار ہون کہ عنقریب مخبران اقبال مژدہ توجہ جنود لشکر ظفر قرین سعادت قران واسطے اخراج اعادی اس حدود کے مجھ تون کے مسامع مین پہنچاوینگے اور مبشران مسرت رسان بشارت قل جاء الحق وزہق الباطل اس دیار کے اطراف واکناف مین منتشر کرین تاکہ منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبالی تمام استقبال کرکے فائز المرام ہوون اور اسی طور سے چند مکتوب متضمن طلب اعانت اسمٰعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کیے سلطان قلی جو جنگ کفار مین مشغول تھا یہ بہانہ کرکے متعذر ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے چھہ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب کرکے امیر برید کے ہمراہ جو آپ کو منجملہ امراے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کے واسطے مع خزانہ موفور اور ساز و یراق سفر روانہ فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور پاتری کے واسطے ولایت برار کے درمیان آمکر اسکے لینے کی طمع کرکے چند روز سے مقیم تھا عماد الملک اپنی زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ ولایت بندگان حضور سے تعلق رکھتی ہے اگر قدم آگے بڑھاکر برہان شاہ کو مستاصل کرکے قدرے اس ولایت سے بندہ کو عنایت فرماوین تو اپنے زن و فرزند قلعہ گاوِل سے وہان بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کرکے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا سلطان بہادر نے اسکی عرض قبول کی اور نظام شاہ کے ادر دکی طرف جو کوہستان ہے جسمین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید چھہ ہزار سوار عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنے خیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کے واسطے عازم ہوا اور راہ مین قصبہ بین اور بیر اثناے کوچ مین فوج گجراتیون پر تاخت کی اور تخمیناً دو تین ہزار سوار تہ تیغ بیدریغ کرکے مال و اسباب ساز و سلب بسیار مع شتر اونٹ محمول خزانہ گجرات قبضہ مین لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت برہم ہوا اور جس مقام مین کہ یہ خبر اسے پہونچی تھی وہین مقام کیا اور خداوندخان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کے واسطے نامزد کیا اور امیر برید نے محاربہ اس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور اُن کے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین کارزار مین مصروف ہوں دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر ایک مین ملگئے گلاب کن نے گلاب گجرات کو

شکست دی تفصیل یون ہوا کہ امیر برید اور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور مقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آراستگی
صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر ویک کمین گاہ مین گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید
ایکبارگی کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ ضرب ہائے شمشیر خونخوار ایک دم مین انکے لشکر کو زیر و زبر کیا من بعد سلطان بہادر
نے بیس ہزار سوار عماد الملک اور خداوندخان کے ہمراہ رکاب بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجہ جہان نے
اس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے مین نہ دیکھی بجناح استعجال پرندہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بھی گجراتیون کے
تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت مفرور ہوئے اور اس وقت برہان شاہ کی والدہ جو بیٹی ایک اکابر استر آباد
سے تھی قضائے الہی سے فوت ہوئی اس بلدہ مین اُسے سپرد زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمدنگر مین داخل ہوکر
باغ نظام شاہ مین نزول فرمایا اور امرا اور منصب دار احمدنگر کے مکانون مین وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ
پتھر اور چونہ جو باغ نظام شاہ مین بعضی عمارت کی تعمیر کے واسطے موجود اور مہیا ہوا اُسے باغ کے باہر لیجا کر ایک چبوترہ
وسیع اور رفیع جنگ فیل کے تماشے کے واسطے تیار کرین اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کرکے سلام خلائق
کا لیتا تھا اور ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہان
اقامت کرون لیکن امرائے نظام شاہ جریدہ ہوکر نہین چاہتے تھے کہ کسی طرف سے غلہ اور مایحتاج بفراغت گجراتیون کے
اُردو مین پہونچے چنانچہ اس درمیان مین دکنیون کی مزاحمت کے سبب نہ پہونچنے آذوقہ کے ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت
آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے ہلاک ہوئے خداوندخان اور امرائے کبار گجرات نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو داعیہ تسخیر
اس ولایت کا مرکوز خاطر ہے تو صلاح دولت یہ ہے کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ بر سر راہ گجرات ہے مفتوح اور مسخر کرین بعد
احمدنگر کی طرف مراجعت کرکے دیگر قلعجات اور بقاع کی تسخیر مین کوشش فرماوین سلطان بہادر نے انکی عرض قبول کی
لیکن کوچ کرنے مین تاخیر رکھتا تھا اس درمیان مین ایک خواب مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ مین ایک جماعت دیوون کی نہایت
مہیب و بدشکل بعضے اپنے ہاتھون مین انگیٹھیان آگ کی اور بعضے پہاڑ اور سنگ کلان اُٹھا کر اسکے پلنگ کی طرف متوجہ ہوکر
چاہتے ہین کہ اسپر ڈال دین وہ گھبراکر خواب سے بیدار ہوا اور ایک جماعت عقلا سے جو اسکے مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا
انھون نے یہ جواب دیا کہ اس مقام مین نظام شاہ کے عہد مین ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہے اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانون
کی عین مستی مین مقتول ہوئی ہے اور ان کی ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہین ہے اس جہان سفلی مین خاص اس مقام
مین متوطن رہتے ہین اور بصورت شیاطین متشکل ہوتے ہین احتمال رکھتا ہے کہ یہ خواب اسی کے آثار سے ہو سلطان
نے اسی شب کو اس مکان سے نقل کرکے کالا چبوترہ کے قریب خیمہ اور خرگاہ مین استراحت فرمائی اور بعد دو تین روز کے
دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک ہمراہ امرائے گجرات کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے مامور
کیا اور خود بدولت و اقبال محمد شاہ فاروقی کے ساتھ بالا گھاٹ دولت آباد مین نزول کیا برہان شاہ نے ایلچی
اسمعیل عادل شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ وہ برادر امداد کے بارہ مین جو کچھ شرط مروت اور یاری تھی بجا لائے
یعنی لشکر جبتک بہ نفس نفیس اس طرف متوجہ نہونگے اس ورطہ سے رہائی میسر نہو گی عادل شاہ نے جواب

دیا کہ کفار بیجانگر رایچور کے اطراف مین بیٹھکر کمین گاہ مین جو پائے فرصت ہین جس وقت مین بیجاپور سے حرکت کرونگا
وہ لئیم آب کشنہ سے عبور کرکے اس مملکت کو تاخت و تاراج کرین گے اب مین نے پانسو بہادر مسلح دو اسپہ حیدر ملک
قزوینی کے ہمراہ کمک سابق کے علاوہ روانہ کیے ہین امید ہے کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور محظوظ ہونگے
برہان شاہ عادل شاہ کے آنے سے مایوس ہوکر اپنے کام مین حیران ہوا اور دوسرا سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت
اور سپاہ شیخ جعفر کی پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اُسے منصب سے معزول کیا اور مسمی کانورسی کو جو پیش بہمن نامزد
تھا اور جو عقل و فراست اور امانت اور دیانت مین اتصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے مفتخر اور مباہی کیا اور اُسکے
بمشورہ خیر سے احمد نگر کی طرف آیا اور اپنے بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کرکے بسبیل استعجال باتفاق لشکر دکن نہایت
حزم و ہوشیاری سے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کے لشکر کے اطراف مین پہونچکر چار کوس لشکر گجرات کے
فاصلہ پر کوہستان کے درمیان فروکش ہوا اور رات و دن لوازم ہوشیاری مین تقصیر نہ کی اور قریب تین ماہ لشکر سلطان بہادر
کے مقابل مین مقیم رہا اور کبھی گجراتیون کے حوالی مین تاخت کرتے تھے آخر وانت جگر مین گرد کر فوج کے ادنی اور اعلی
کارزار پر مستعد ہوے اور اعلام جبارت بلند کیے سلطان بہادر نے اس معاملہ سے اطلاع پائی اور امیر برید کہ شجاعت اور
جوانمردی مین مشہور و معروف تھا اپنی باری کے دن مسلح اور مکمل ہوکر بطریق ایام سابق بہ بہانہ طلیعہ آنے سید غلہ وغیرہ
سلطان کے لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاہی کی مدد سے قوی پشت ہوکر بے اجازت نظام شاہ کے
افواج آراستہ کرکے مرتکب جنگ صف اعدا ہوا اور جب یہ خبر دکنیون کے اردو مین منتشر ہوئی برہان شاہ کہ شجاعت
اور بہادری امیر برید کی بخوبی تمام جانتا تھا فوراً مستعد قتال ہوکر امیر برید کے بعد روانہ ہوا جسوقت آتش جنگ شعلہ زن
تھی اور امیر برید اور بہادران عادل شاہی حرب مین مشغول تھے کہ نظام شاہ نے پہونچکر حملہ کرکے گجراتیون کو منہزم کیا
سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی خداوند خان اور عضد الملک اور صفدر خان اور اکثر امرائے
کلان کو اُنکے مدافعہ کے واسطے بھیجا اور وہ جماعت جب اپنی افواج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان سیوانی
جو عمدہ سرداران احمد نگر سے تھا حملہ اول مین مارا گیا برہان شاہ اور امیر برید نے صلاح توقف مین نہ دیکھی باگ
معرکہ سے پھیری اور بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی اور جب سمجھے کہ لشکریان گجرات مرد میدان ہین ہم اُنکے مقابل
نہین ٹھہر سکتے تو کانورسی کے کہنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کے پاس بھیجکر طالب صلح ہوئے اور
وعدہ واپسی دینے فیلان اور قلاع کے اپنے ساتھ ملا لیا میران محمد شاہ اور عماد الملک دونون ملکر خداوند خان
گجراتی کے پاس گئے جو وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا اور کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطان
کی مدد مین پہونچکر پاتری اور ماہور نظام شاہ کے قبضہ تصرف سے برآورده کرین اور خطبہ برار اور احمد نگر کا سلطان
کے نام پڑھا جائے ہر سال تحفہ و ہدایا اسکے واسطے ارسال کرین حالانکہ سلطان طمع اس ملک کی کرکے چاہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے
انتزاع کرے خداوند خان نے کہا یہ وہ کام ہے کہ تمنے آپ کیا ہے جسوقت تمام حکام دکن متفق اور یک زبان ہوکر اپنے درمیان
سے منازعت دور کرینگے سفر ان بھوا سپہ ہوگا میران محمد شاہ اور عماد الملک نے مطالب سمجھکر مجلس برخاست کی پہلے عماد الملک نے

اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ بہت قلعہ دولت آباد مین منجھن خان کے پاس بھیجا جب خسرو انجم یعنے آفتاب برج سرطان کی طرف روانہ ہوا موسم وہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کے بلند ہووین اور بارش کے سبب سے راہ آمد و شد دشوار ہووے عماد الملک خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچپور کی طرف چلا گیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت کو بلا کر مراجعت اور توقف کے بارہ مین مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب ندی تپتی اور دیگر دریاؤن کے پرآب ہونے سے غلہ اور آذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سے نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہے کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہوویں اور جھگڑا طول ہووے صلاح دولت اسمین ہے کہ یہ ملک نظام شاہ اور عماد شاہ پر مقرر رکھکر انکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصاص بخشیے پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نے بتوسط میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھکر حاجیون کو مع تحف و تحائف بھیجا اور آتش منازعت ساکن ہوئی اور سلطان بہادر گجرات کی طرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمدنگر مین آیا اور میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کرو اور قلعہ پاتری اور ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری مین میران محمد شاہ سے لیے تھے مع تحف و ہدایائے نفیسہ اسکے واسطے بھیجے اور عماد الملک کو نسبت ذہت کا کچھ جواب نہ دیا میران محمد شاہ نے جب اپنا مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سے اسنے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصوصیت و اتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کیے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیاء نفیسہ اور چند فیل نامی اور گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اسنے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی اور معرض توقف مین ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے یون سنا ہے کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ سے زیادہ میرا نام خطبہ مین مذکور نہین کیا ہے میران محمد شاہ مقام اصلاح مین ہوا اور درجواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یکجہت تمہارا ہے اگر اس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اس کے ایلچی کو حسب الالتماس بندہ شرف ملازمت سے مشرف فرماوین سلطان بہادر نے سرسری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اسکی تعظیم و تکریم مین توجہ نفرمائی پھر خداوندخان نے اس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کے واسطے ایک مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جس وقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر سے بالاتر جگہ دیکر کہا کہ اگر ہم سے آپ کے ملازمون کی نسبت کسی طرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرماوین کس واسطے کہ مجلس اول مین آپ کے مرتبہ کے لائق ہم نے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس مین آپ کی فراخور شان کے موافق لوازم اعزاز و اکرام بجالاوینگے منقول ہے کہ جمیع علماے گجرات اور خاندیس کہ اس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعلم علماے شیعہ سے جانتا تھا تقدم یعنی بالانشینی شاہ طاہر سے رشک لیگئے اور دیگ حسد کو جوش مین لائے اور کلمات ناشایستہ زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے سلطان بہادر نے خداوندخان کو حکم فرمایا کہ اہل فضل کو اپنی محفل مین جمع کرکے شاہ طاہر سے صحبت علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی اور تمام علما شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہوئے انکی موہبت اور فضیلت کے بے اختیار مقر اور معترف ہوئے اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور یہ امر جب سلطان بہادر کے سمع مبارک مین

پہونچا تو اس جناب کے احترام و اعزاز میں حد سے زیادہ تر کوشش کی اور بعد تین مہینے کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور
سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس ہجری میں جب سلطان بہادر سلاطین خلجیہ پر مسلط ہوا اور ولایت مندو اپنے تصرف میں در لایا برہان شاہ زیادہ تر
سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو پھر ہمراہ نرسیو برہمن کے فتح کی مبارکباد کے واسطے روانہ کیا قضارا
جس وقت کہ برہان پور میں پہونچا سلطان بہادر بھی اس بلدہ میں آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے سلطان کو
بخوبی تمام محظوظ کر کے اخلاص نظام شاہ کا بدلائل و براہین خاطر نشان کیا اور کہا صلاح دولت اس میں دیکھتا ہوں کہ
نظام شاہ کی تقویت کر کے اپنا مخلص کریں سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور فکر ہائے دور دراز کا دل کو اپنے
دل میں راہ دیتا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے باتیں محمد شاہ کی اپنے فضائے دل میں جلوہ گزین
کر کے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سے قوی پشت اور راضی کر کے بتعجیل تمام احمد نگر
کی طرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہان پور میں لا کر سلطان سے ملاقات کرائے شاہ طاہر بسرعت تمام احمد نگر میں
پہونچے اور برہان شاہ کو تکلیف برہان پور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے سے انکار کیا آخر کو کانورسی
کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک محروسہ کا نورسی سے
رجوع کیے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اسکے سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھے ہمراہ لے کر شاہ طاہر کے باتفاق
برہان پور کی طرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم پسر تونی اور رساباجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری بواسطہ قرار کیفیت
ملاقات اور تعین پیشکش اور امور دیگر اپنی روانگی سے پیشتر برہان پور کی طرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور جب کنارہ آب
تپتی موضع جانکدیو سے میں جو برہان پور کے قریب ہے پہونچا محمد شاہ نے استقبال کر کے آنحضرت سے ملاقات
حاصل کی اور بعد سوالات چند در چند یوں مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ تسلیم بجا لا کر
خدمت میں استادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت میں بلا کر فرمایا یہ ہرگز نہوگا کہ فلان تخت پر بیٹھے
اور میں سلام کر کے استادہ رہوں بہتر یہ ہے کہ ہم فسخ ارادہ کر کے اپنا کام کارساز حقیقی کے سپرد کریں شاہ طاہر
نے کہا شرط دنیا داری کی یہ ہے کہ ایک روز اپنی صلاح دولت کے واسطے نہایت فروتنی گوارا فرما دیں اور
سالہا سال مسند کامرانی پر بفراغت و شوکت متمکن ہو کر زندگانی بسر کریں برہان شاہ نے کہ بادشاہ عاقل و دانا تھا
مشورہ سے پہلوتہی کر کے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن اسیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچ کر عرض
کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور سلطان بہادر یہ خبر سنکر اسکا خواہاں
اور شائق ہے میرے دل میں یہ آتا ہے کہ یہ مقدمہ خداوندخان کے درمیان رکھکر روز ملاقات فرقان حمید کو ہمراہ
لیے جاؤں تو سلطان بے اختیار ہو کر تخت سے اتر آوے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر
سنکر نہایت خوشدل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ مشرقی یعنی آفتاب جہانتاب نے تخت نہ پایہ فلک پر قدم رکھا باتفاق
میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اس مقام کی طرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب لشکر
بادشاہی کے قریب پہونچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ میں داخل ہوا جوہیں

سلطان کی دور سے نظر اُن پر پڑی خداوندخان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہی خداوندخان نے کہا قرآن شریف
بخط امیر المومنین علی علیہ السلام ہی سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول مصحف مجید
کو بیکبار تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھوں سے ملا اور اسی طرح الستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان میں فرمایا
چونی وچہ حال داری اُس نے فارسی میں متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیازمندان جنابم واز دردولت بادشاہ خوشنود
و خوش حالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ طاہر اور محمد شاہ مقابل میں الستادہ ہوئے اور سلطان بہادر کو
شاہ طاہر کے الستادہ ہونے سے نہایت اضطراب بہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب تین مرتبہ
بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھوں پر ہی لیکن بندہ نظام الملک کے ساتھ
نسبت نوکری اور صاحبی کی درمیان میں رکھتا ہی شرط ادب نہیں ہی کہ وہ الستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے
لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور خود زیر دست اُسکے ازروے ادب
بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کرکے مہربانی بہت فرمائی اور فارسی میں متکلم ہوکر یون برہان شاہ سے کہا
درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی و ناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدی برہان شاہ نے مراسم تعظیم بتقدیم
پہونچاکر یہ جملہ عرض کیا ادبارے کہ اختتام آن باقبال باز گردد و فراقے کہ آخر بوصال انجامد حلاوت ختتامش
مرارت وابتدا فراموش گردد بحمد اللہ تعالے و تقدس کہ انچہ بسالہاے دراز گذشتہ بود این حلاوت یک لحظہ
تلافی آن ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین و آفرین میں کھولی اور میران محمد شاہ
سے کہا تونے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُس نے عرض کی چونکہ بندہ دور تھا خوب نہیں سنا
چنانچہ سلطان بہادر نے سوال وجواب ایکبار بہ آواز بلند اس طور سے کہ تمام حضار دربار سنین بیان کیے شاہ طاہر
نے الستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہوا اور امید قوی ہی کہ روز بروز آثار عنایت و
شفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہووین سلطان بہادر نے ٹھکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھا کھول کر
اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر مین باندھا اور چونکہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق
نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرکے کہا مین نے سنا ہی
کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہی اُس گھوڑے عربی خاصہ تندرفتار تیزگام پر سوار ہوکر سراپردہ کے
گرد پھیرے برہان شاہ سوار ہوا اور اُس گھوڑے کو بروش دکن گرم خیز باد تند سے تیز کیا اور کاوہ ایڑدن اور پوئی اور
پوتدمہ پر لگایا سلطان بہادر نے اس شہسوار کی تعریف مین زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ سواری بے چتر خوشنما
نہین ہی اشارہ کیا کہ آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سفید کہ بادشاہ مندو سے لی تھی اُسکے فرق پر برنفع کی اور
محمد شاہ اور خداوندخان کو حکم کیا کہ برہان شاہ کے سر پر چتر اور سورج مکھی عین سواری مین لگاکر سراپردہ سے باہر لیجاوین
او واسکے دائرہ مین جاکر سراپردہ سلطان محمود خلجی اُسکے واسطے الستادہ کرکے مبارکباد کہین اور دوسرے دن سلطان بہادر
نے چاندکی کرسی طلائی تخت کے سمت بچھا کر لوازمہ جشن عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر اور میران

محمد شاہ اور شیخ عارف ولد شیخ اولیا کو طلب کرکے اُن کرسیوں پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا پانچ راس گھوڑے اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگی نظام شاہ کو دیے اور دو گھوڑے اور ایک زنجیر
فیل کلان شاہ طاہر کو عنایت فرمایا اور عالم خان میواتی کے بیٹے کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پاکر منصب و جاگیر سے سرفراز
اور ممتاز ہوا تھا اُسے بھی بخلعت کمربند و خنجر و شمشیر مخلع فرمایا اور جو سنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہے قریب دو گھڑی
نظام شاہ کے ساتھ سراپردہ کے اندر کہ وسیع تر دائرہ بسط سے تھا چوگان بازی کی پھر اسیطرح سے دونوں بادشاہ سوار
سراپردہ سے برآمد ہوتے اور خواجہ ابراہیم اور رسایاجی کہ پیشکش اور نذرین لیے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ مین درلائے
سلطان بہادر نے اگرچہ سب کو بہتر مین اجابت فرمایا لیکن ان سب پیشکشون مین سے ایک ہیکل مصحف اور ایک شمشیر کہ اس پر نام
ایک خلفائے عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑے عربی لیکر فرمایا کہ مین نے باقی تمام چیزین مع ممالک
دکن نظام شاہ کو مرحمت فرمائین اور اسی وقت رخصت عطا کرکے احمد نگر کو واپس جانے کی اجازت دی بیت

ازانجا شاہ بان مرکب روان کرد ٭ غبارش بادر اعنبر فشان کرد ٭ برہان شاہ نے مراجعت کرکے جب بالاگھاٹ دولت آباد
مین نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور حظیرہ کے مجاورون کو زر و صدقات فراوان سے
مسرور القلب اور خوش وقت کیا جو کہ ہنگام شگفتگی گل چنپہ تھا حوض قتلو کے کنارے استقامت فرمائی اور چند روز
اس حدود و منزہات دلکش کی سیر کی اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور حسب الحکم بر فرمان شاہزادہ حسین اور
کانوزسی اور کبھی امرا اور اعیان احمد نگر مع ایلچیان عادل شاہ اور قطب شاہ اسیکی ملازمت مین حاضر ہوئے اور
سب نے مبارکباد دی اور اس سبب سے کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کے غبار منازعت بالکل زائل
ہوکر ایسا کام معظم وقوع مین آیا در بے تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کانوزسی کے حسن تدبیر سے پانچ مہینے کی مدت مین
راجہائے مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سے اُس وقت تک زیر نہوئے تھے مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور تیس قلعے
بے جنگ لیے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کرکے جاگیرین لائق اور زر بے حد عطا فرمائین اور خواجہ ابراہیم
کو بخطاب لطیف خان اور رسایاجی کو بمرتاب راے خطاب دیکر مقربان درگاہ سے کیا اور باغ نظام کی عمارت جو
گجراتیون نے خراب کی تھی اور اسوقت تک مرمت نہوئی تھی بخاطر جمع اصلاح درست فرمائی اور جب اسمعیل عادل شاہ نے
۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین بقصد تسخیر قلعہ کلیان اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سے کمک اور
اعانت کا ملتجی ہوا اور نظام شاہ نے از روے غرور عادل شاہ کو مکتوب لکھا کہ اُس قلعہ کی تسخیر کی ممانعت کی اور عادل شاہ
نے اُسکے درجواب کلام درشت و ناملائم تحریر کرکے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک کبھی مشاہدہ نہوئے تھے
سبب کیا ہے کہ آپ دیوانی احمد نگر اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے فقرات ناشائستہ مرقوم کرتے ہین اگر آپ
بسبب چتر اور سراپردہ ہاے کہنہ شاہان مندو کے مغرور ہوئے ہین گنجایش نہین رکھتا ہے اور جو خطاب شاہی پر نازان
ہوکر فخر کرتے ہین اس معنی نے اس طرف بوجہ اکمل و اتم صورت ظہور پائی ہر کسواسطے کہ پہلے شہنشاہ ایران نے جو
پیغمبر آخر الزمان کا فرزند ہے خطاب شاہی پایا ہے تم گجراتیون کے سرخیل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچے ہو چتر اپ اگر نسل

ان امور کے خیال کرنے سے نادم اور پشیمان ہو جاؤ زہے سعادت اور جو نہین تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کر کے
میدان مین کھڑے ہین بلغ نظام شاہ سے برآمد ہو جیے اور زور بازوے تہمتنان عادل شاہی دیکھیے نظام شاہ اس
تقریر سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً سراپردہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرما کر موضع آمنہ پور مین جو آباد کیا ہوا
شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کے واسطے مقام کیا اور اسکے بعد جب کہ حالت منتظرہ نہ رہی مع توپخانہ
اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نائرۂ قتال شعلہ زن ہوئی
اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان مین حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی ضرب
سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمد نگر پر پڑی اور اس روز ہولناک مین
غریب زادہاے خرد سال بیجاپور نے داد مردی اور مردانگی دی اور احمد نگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر
معزول برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمد نگری مارے گئے اور توپخانہ اور
گھوڑے اور ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آگئے اور برہان شاہ کی عجب نخوت مین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چند روز
ایک جماعت طرفین نے درمیان مین آ کر دونون بادشاہ سے سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین سرحد پر باہم ملاقات کرائی
اور بعد گفت و شنود اور رد و بدل کے یون مقرر ہوا کہ نظام شاہ ممالک برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کر کے
آپس مین برابر تقسیم کرین قضارا انھین سنوات مین اسمعیل عادل شاہ فوت ہوا اور تمام مقدمات ملتوی ہوئے اور
سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام
خلفائے ثلثہ خطبہ سے موقوف کیا عیاذاً باللہ و معاذ اللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہے **بیت** ہر کہ در سایہ
آن سرو سہی قد باشد ٭ حاشش زیر علم سبز محمد باشد ٭ اور چونکہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیے
اور تبرائیون کو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار و مساجد و معابد مین خلفاے راشدین اور انکے پیروان کے لعن و طعن مین
مشغول رہین اور اسی وجہ سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے امرائے کبار حنفی مذہب کے خوف سے
کبھی کوشش نہ کی تھی انھین معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اسکا ہے کہ کچھ احوال شاہ طاہر
کا بھی بشرح و بسط مرقوم کرون تا ناظرین پر کماہی واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمعیلیہ مصر اور افریقیہ سے
ہے جنکو علویہ بھی کہتے ہین اور تاریخ حبیب السیر مین مسطور ہے کہ اسمعیلیہ نے بلاد مغرب اور مصر مین بعزت تمام سلطنت
کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ مین دو سو چھیاسٹھ برس ہے اور اول جس شخص نے اس طائفہ سے ظہور پکڑا
اور مالک زمام جہانبانی ہوا اسے ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ المہدی کہتے تھے اور یہ مہدی بقول اکثر از اشہر اسمعیل بن
جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہے حمد اللہ مستوفی نے عیون التواریخ مین اسکے باپ کی اسامی اس طرح سے
نقل کی ہے المہدی بن محمد بن الرضا بن عبد اللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمعیل بن جعفر الصادق اہل سنت اور
جماعت مغربیان نے مہدی کو عبد اللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہے اور زمرۂ عراقیان نے اولاد عبد اللہ بن

دیمون قداح سے اعتقاد کیا ہی اور فرقہ اسمعیلیہ کہتے ہین کہ مہدی آخر الزمان عبارت محمد بن عبد اللہ سے ہی اور حضرت
خاتم الانبیا سے روایت کرتے ہین حدیث علی راس ثلث مایۃ تطلع الشمس من مغربہا کہتے ہین لفظ شمس اس
حدیث مین کنایہ محمد بن عبد اللہ سے ہی اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہی کہ ولادت مہدی مغربی کی شہور ۲۶۱ دو سو
ساٹھ ہجری مین ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ سر من رای مین
تیسری رمضان ۲۵۶ دو سو چھپن ہجری مین ہوئی اور بر تقدیر صحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری
سے ہی سیادت علویہ مصری کی باتفاق نسابہ اور مورخین مشکوک ہی لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
جیسا کہ مرقوم خامۂ تحقیق ہوگا عالم رویا مین برہان شاہ سے کہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ کہے اس پر عمل کر ایسا
خواب بمقتضاے حدیث صحیح من رانی فقد رانی باتفاق علما یہ خواب شیطانی حمل نہین ہوسکتا یقین ہی کہ سادات اسمعیلیہ
صحیح النسب ہونگے اور نسبت یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبد اللہ کے اس طرح مشہور ہی شاہ طاہر بن شاہ رضی الدین
بن المولی مومن شاہ بن مومن شاہ بن محمد زردوز الملقب بہ شمس تبریزی شاخور شاہ بن العالم بن مولی محمد بن مولی جلال الدین
بن حسین جلال الدین بن کیا محمد بن مولانا حسن العالم بن المولی علی ابن احمد مستنصر بن مولی نزار بن موسے
مستنصر احمد بن معلی محمد بن علی طاہر بن الحاکم بن نزار بن المعز بن اسمعیل بن محمد القاسم بن عبد اللہ المہدی اور نسبت
عبد اللہ المہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یون ہی عبد اللہ بن الرضا بن التقی
قاسم بن الموفی احمد بن الرضا المحمد بن اسمعیل بن جعفر الصادق واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عطا الملک جوینی
تاریخ جہان کشا مین لکھتا ہی کہ بعد از خلفاے راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی جو باطن مین
فلاسفہ کی معتقد تھی اور باطن مین ہمیشگی عالم اور عدم معاد جسمانی کا اعتقاد رکھتی تھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن
کے بدل کر گریز اپنے واسطے پیدا کرتی تھی اور مخالف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھون نے آل رسول
کی امداد و نصرت نہ کی خاص اس وقت کہ یزید اور اس کے اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا اور یہ کلام جملہ معترضہ تھا
امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے اسمعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمعیل نے مے نوشی
اختیار کی اسے معزول کرکے امام موسی کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہی کہ اسمعیل اپنے باپ کے عہد مین
فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بہ کیسانی ہی وہ کہتے ہین کہ اسمعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور چونکہ
اصل نص اول ہی لہذا اسمعیل امام ہی نہ موسی کاظم اور بعد از اسمعیل بیٹا اسکا محمد امام ہی اور علویہ مغرب تمام اسکی نسل سے
ہین اور محمد اسمعیل بھی امام جعفر صادق کے عہد مین رہ گیا اور محمد آباد رہا ساتھ اسکے نصیب ہی اور جب اسکی اولاد
کثرت سے ہوئی خراسان اور قندھار اور سندھ کی طرف جا کر متوطن ہوئی اور اسمعیل والدہ کی طرف سے بھی حسینی تھا اور
اسمعیلیون کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبد اللہ بن میمون اور عبد اللہ کوفہ اور عراق عرب مین گیا اور
ایک لڑکا اسکے ہمراہ تھا کہا مین داعی امام ہون اور امام کا ظہور قریب ہی اور ایک شخص ابو القاسم نام کو یمن
کی طرف دعوت کے واسطے بھیجا اور وہان پہونچکر دعوت مین مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اسکی قبول کی اور ایک

شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندون سے تھا اُس بیٹے کے ہمراہ مغرب کی طرف
گیا ابوعبداللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُس نے خلقت مغرب سے کہا مین امام ہون اور مصلحتہً کہتا تھا وقت ظہور امام
کا نزدیک ہے اور آپ کو فرزندان امام اسمعیل سے شمار کرکے مہدی نام کیا اور لوگون نے القادر باللہ عباسی کے عہد مین
ایک محضر اسکے بطلان نسبت کا ساتھ امام جعفر صادق رضی کے تحریر کیا اور بعضے کہتے تھے کہ مہدی بیشک و شبہہ اسمعیل
کی نسل سے ہے اور بروایت کے سبب مہدی اور اولاد اسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنے حسن صباح اور اتباع
اسکے کہ جملہ اعیان اسمعیلیہ سے تھے اور بلاد قہستان و الموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ و الحاد کے منسوب ہین اور بعد
ترجیح اس روایت کے کہ لطیفہ حکایات آیندہ مین فصل رکھتی ہے اور مقوی کلام ارباب حسد و تہمت ہے ارباب کمال کی خدمت
مین عرض گذار ہوتا ہے کہ کہتے ہین کہ اوائل دولت اسمعیلیہ مین ایک شخص انمین سے کہ بمزید فضل و ورع اتصاف رکھتا تھا اور علم فقہ
اور تقوے اور حدیث مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشان مین در آیا اور خلایق کو ساتھ مذہب
اثنا عشری کے دعوت کرکے اپنے جد اسمعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر و مغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ
اس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ مین اسکا عقیدہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اسکے فرزندون سے ایک بعد دوسرے
کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتے تھے اور اسکے بعد دولت اسمعیلیہ نے ۵۶۷ھ ہجری مین عزل اور
انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفاے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا
اور ہر ایک ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند مین جو مضافات قزوین
سے ہے اور گیلان کی سرحد مین واقع ہے توطن اختیار کیا اور اولاد اسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال
مسند ارشاد کو اپنے وجود با جود سے نام رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی
شاہ طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اُس کا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور نہایت شان
اور سیرت و صورت مین پایہ اعلا سے افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا اور سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اسکے
دامن مین محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران شاہ اسمعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت
سے صاحب دستگاہ ہوکر مسند جلیل القدر پادشاہی مین پہونچا تھا اسلیے درپے اسکے ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ ممالک
محروسہ کو ساتھ سلسلہ مشائخ خوندیہ کو متاصل کرے اور میرزا شاہ حسین اصفہانی نے جو ناظر مملکت شاہ اسمعیل
تھا اور شاہ طاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ طاہر
سلامتی ترک دو ... ظاہری مین سمجھا اور لباس سجادہ نشینی کو چھپیدہ کیا اور ابتداے ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین حوالی
سلطانیہ مین بدرقہ میرزا شاہ حسین اور بعضے ارکان دولت دربار کاشان بادشاہی مین رسائی پیدا کی اور اسکا کمال
حضور مین متمسک ہوا اور اس سبب سے گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ طاہر بوسیلہ میرزا شاہ حسین
منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اُس طرف گیا اور طالب اور مریدون کے ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے
فروغ پایا اور مریدون نے بھی اطراف و جوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسون نے ازروے

حد ایک عریضہ متضمن بہ سعایت شاہ کو لکھا کہ حال اسمٰعیلیہ اور انکے داعیان کا اظہر من الشمس ہے احتیاج گذارش
کی نہیں ہے شاہ طاہر اس عرصہ میں مقتدا اس جماعت کا ہے اس مذہب کے رواج دینے میں کوشش کرتا ہے اور
ملحدان اور چراغ کشان اور مجوسیان اور زندیقان اسکے پاس مجتمع ہوئے ہیں شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق نہیں اور
سلاطین اکناف کے ساتھ بھی ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہے شاہ اسمٰعیل نے کہ بہانہ طلب تھا بفور
اطلاع مضمون عرایض کے عزت مذہب بہانہ کر کے حکم کیا کہ پروانہ اسکے قتل کا لکھا جاوے میرزا حسین اس
قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہیں ہے ایک پیک صبا رفتار کو کہ اس کا محل اعتماد تھا کاشان کی
طرف بتعجیل تمام روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ ایسا پروانہ ایسا پہونچتا ہے صلاح یہ ہے کہ وہ بزرگوار مجرد
آگاہی اس خبر کے نقل مکان کر کے اس بادشاہ کے قلمرو سے نکلجاوین شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ اور مضطر
ہوا اور اموال اور اثقال سے قطع نظر کی اور اہل وعیال کو ساتھ لیکے بسرعت تمام اواخر سنہ مذکور میں موسم
سرما میں ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ سے جس دن کہ کشتی ہندوستان
کی طرف روانہ ہونی تھی پہونچا بعد ادائے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ طاہر پر چلی بنا ز دوسرے
جمعہ کی بندر گووہ میں جو بنادر ہندستان سے ہے جا لایا مشغول ہے کہ جب تورچیان کہ فرمان قتل انکے پاس تھا
کاشان میں پہونچے اور شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت تمام تعاقب میں روان دوان ہوئے چونکہ مشیت ایزدی
ساتھ اس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکن کو قدم فیض مقدم سے رشک گلشن ارم کرے اور
باشندگان اسکے آپ سے نور معرفت حاصل کر کے سالک راہ سداد و صلاح ہوویں لہذا شاہ ایران کے نامہ بر ساحل
دریائے عمان پر اس وقت پہونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت میں بیٹھکے ہندوستان
کی طرف روانہ ہوا تھا کہتے ہیں شاہ طاہر بندر گووہ سے شہر بیجاپور میں پہونچا اسمٰعیل عادل شاہ ارباب شمشیر
کے سوا کسی طائفہ پر نظر عنایت مبذول نہ رکھتا تھا اسکے احوال پر مشغول نہوا آخر الامر حج ادا کرنے کا قاصد ہو کر
بندر چیول کی جانب روانہ ہوا تاکہ سفینہ توفیق میں سوار ہو کر زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم
و زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین و دیگر ائمہ سے مشرف ہوا اور جب وغدغہ سے اطمینان ہو
تو وطن اصلی کی طرف مراجعت کرے اس قصد سے چلا تھا اتفاقاً اثنائے راہ میں قلعہ پرندہ میں وارد ہوا
مخدوم خواجہ جہان دکنی نے جو امرائے سلاطین بہمنیہ سے تھا اور انکے بعد نظام شاہ سے ملتجی ہو کر اس قلعہ میں
رہتا تھا شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر تمام قسم کی تعظیم و تکریم سے انکو بلایا اور بمبالغہ و الحاح
تمام التماس توقف کی اور اسکے فرزند کسب علمی کے پڑھنے میں مشغول ہوئے اور اتفاقات سے اسی عرصہ
میں برہان شاہ نے بخلاف عادت اپنے استاد مولانا پیر محمد شیروانی کو بہ رسم رسالت خواجہ جہان دکنی کے
پاس پرندہ میں بھیجا اور وہ وہاں شاہ طاہر کی خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا ایک ملک بصورت بشر
اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا بیت جلیسی گاہ دانش آموزی ما یوسفی وقت مجلس فروزی ما + اس

جناب کو دولت شگرف اور نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مشغول رہا اور تمام دکن مین یہ غلغلہ ہوا کہ پرندہ ایسے بزرگوار کے وجود سے مزین اور منور ہر کہ پیر محمد سا اوستاد اُسکے شاگردون مین فتحار رکھتا ہی ملا پیر محمد برس روز تک تقریبات اُٹھاکر وہان مقیم رہا اور جب احمد نگر کی طرف معاودت کر کے برہان شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا آن حضرت نے درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اُس سفر مین ایک دانشمند کی صحبت مین کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اُس کے مین نے عمر بھر ایران اور توران اور ہندوستان مین کوئی فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمی جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مصروف ہوا اور اس جامع فیوضات نامتناہی کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجہولات اور اسرار علوم اور منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اُس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال مین راہ نہین پاتا اور عقل نکتہ دان عقلائے زمان کو اُسکے اطوار سے آگاہی نہین ہر اور اُسے نور عظیم جانکر درس مین مشغول ہوا رباعی در وصف کمالش عقلا حیرانند ٭ بقراط حکیم و بوعلی نادانند ٭ با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ٭ در مکتب علم او الف نا خوانند ٭ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوہ انام کی صحبت اور مجالست کا خواہان ہوا اسی وقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کر کے پیر محمد استاد کے ہاتھ پرندہ مین بھیجا خلاصہ مضمون اُس کا یہ ہر فرد چو با صبح گذر کن سوی حدیقۂ انس ٭ چو مہر بناز قدم رنجہ کن باین گلزار ٭ خواجہ جہان نے مجبور ہوکر شاہ طاہر کے واسطے سامان سفر درست کیا اور سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین بلدہ احمد نگر کی طرف توجہ فرمائی اعیان واشراف چار کوس سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باعزاز واکرام تمام شہر مین لائے برہان شاہ نے بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر جملہ مجلسیان حضور سے کر کے پایۂ اُسکی قدر و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے بلند کیا مثنوی تو چون گوہر قیمتی غم مدار ٭ کہ ضائع نگردا ندت روزگار ٭ اگر ریزہ زر ز دندان کاز ٭ بیفتد بہ شمعش بجویند باز ٭ اور بعد از فراغ مہمات سلطان نے اول سے زیادہ تعظیم و تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر کے اندر مسجد جامع ہی مین مجلس درس منعقد کیجیے شاہ طاہر اُس کے کہنے کے موافق ہفتہ مین دو روز وہان جاکر علمائے پائے تخت کے ساتھ بحث علمی مین مشغول ہوتا تھا اور جمیع علمائے پائے تخت کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام سمعت رکھتا تھا اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہوکر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس بحث سے علما مفروغ نہو گئے تھے برخاست نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد محلسرا مین گیا اور وہان سے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکدر پیدا ہوتا ہی مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ مہدویہ جونپوری کو شاہ نے فریب کھا کر اپنی بیٹی اُنھین دی تھی بلدۂ احمد نگر سے نکال دیا اور اُسی عرصہ مین شہزادہ عبد القادر برادر شہزادہ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سوء مزاج بہم پہونچا کر تپ محرق مین گرفتار ہوا اور برہان شاہ

کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور بھی حکمائے ہند واور مسلمانون کو جمع کر کے فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات اس کے ساتھ وابستہ ہی ساعی جمیلہ مبذول رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارہ جگر اس لخت جگر کی تدادی کے واسطے بکار ہووے اُس کے دینے مین مضائقہ نکرونگا تم پہلو چیر کر میرا جگر برآوردہ کر کے اُسکے علاج مین صرف کرو کہ اُسکی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہون خلاصہ یہ کہ ہرچند حکماے درگاہ نے اُس کی اصلاح مین کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطرار مین براہمہ کے کہنے سے بتخانہ مین صدقات بھیجے اور کافر و مسلمان کوئی باقی نرہا کہ اس سے التماس دعاے خیر نہ کی ہو شاہ طاہر نے جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کی فکر ترویج مین رہتا تھا اُس وقت فرصت پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کے بارہ مین ایک تدبیر بندہ نے کی ہی لیکن اُسکے اظہار کرنے مین لاکھون خطرے متصور ہین برہان شاہ نے کہ شفاے فرزند کے حصول مین نہایت کوشش کرتا تھا یہ بات سُنکر شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تم نے کی ہو اُسے بیان کرو تو مین بھی اس مین حسب الامکان کوشش کرون اور جو کہ شرط انصاف ہی بجا لاؤن اور تجھے کسی طرح کا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ مین بیگانہ کا اندیشہ نہین رکھتا خوف اس امر کا ہی کہ شاید وہ امر شہریار کے مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرمادے اور نظر کیمیا اثر سے گر کر اعدا کی شماتت مین مبتلا ہون برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفاے فرزند کے استماع کا ہوا اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کر کے اول مرتبہ اسی قدر کہا کہ اگر شاہزادہ آج کی شب شفا پاوے تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ زر خطیر حضرات ائمہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے ہی پہونچاؤنگا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہین شاہ طاہر نے بیان کیا اول علی مرتضیٰ ہی جو داماد اور ابن عم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین اور اسی طرح سے باقی اماموں کے نام اور صفت ذہن نشین کیے برہان شاہ نے کہا مین نے نام دوازدہ امام کے عہد طفلی مین اپنی والدہ کی زبانی سنے تھے اُسوقت سے آج تک یہ بات میرے گوش زد نہوئی تھی مگر اب کہ تو کہتا ہی جب کہ مین نے بتخانون مین روپیہ بھیجکر نذر مانی تو کیا مرتضیٰ علی اور بی بی فاطمہ کے فرزندون کے نام لوازم نذر بجا لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اُسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصود محض نذران بزرگوارون کے نام سے نہین ہی میرا مطلب کچھ اور ہی ہی اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کرے کہ جو کچھ مین عرض کرون اگر موافق طبع ہمایون نہووے آزار جانی نہ پہونچے مجھے اور میرے فرزندون کو رخصت مکہ عطا فرمائے اس شرط پر اپنے دل کا راز عرض کرونگا برہان شاہ نے یہ امر قبول کیا اور لوازم عہد و پیمان بجا لاکر مصحف اقدس اور صیغہ واللہ باللہ کی قسم کھائی کہ مین تجھے آزار جانی نہ پہونچاؤنگا اور روادار دوسرے کی ایذا رسانی کا بھی نہونگا **مثنوی** مدارندۂ آسمان و زمین ٭ کز و مایہ دار دہمان و ہمین ٭ خداے کز و ہر کہ آگاہ نیست ٭ خرد را بدان بحز در راہ نیست ٭ کہ از ما نہ بینی بجز لطف و مہر ٭ اگر از روش باز ماند سپہر ٭ جب شاہ طاہر کی خاطر شہریار کے قسم و عہود سے دغدغہ سے فارغ ہوئی زبان اُسکی دوام دولت مین کھولکر فرمایا کہ آج شب

جمعہ ہی بادشاہ نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج
شب کو شہزادہ عبد القادر کو شفا عطا ہو خطبہ ائمہ اثنا عشر پڑھواکر ان کے مذہب کے رواج میں کوشش کرونگا
برہان شاہ کہ ہرگز شفائے فرزند کی امید نہ رکھتا تھا اور اُسکی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت محظوظ ہوا
اُسی وقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کے ہاتھ میں دے کر عہد و پیمان بجا لایا اور شاہ طاہر
اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادہ عبد القادر کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا ہر چند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ
ڈالے کہ مصروف ہوا نہ ہوسکے اور وہ حرارت کی حدت اور بیچینی سے ہاتھ پاؤں مار کر لحاف پھینکتا تھا برہان شاہ
نے اپنے فرزند کی یہ حالت روی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبد القادر آج کی رات کا مہمان ہے یہ نہایت کرب میں ہے
لحاف اسپر ڈالو تو ہوا دنیا کی کھا کر ایک ساعت خوش حال ہو اور برہان شاہ صبح تک اسی طرح سے ملول اور
محزون بیٹھا رہا اور سر عبد القادر کے پلنگ پر رکھکر سو گیا اُس حالت میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار نورانی شکل
اُسکے سامنے سے آتا ہے اور اُن بزرگوار کے یمین و یسار بارہ شخص ہیں برہان شاہ استقبال کرکے اُن بزرگوار کو
سلام کرکے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے اُن میں سے فرمایا کہ تو اِن بزرگ کو جانتا ہے کہ کون ہیں حضرت محمد مصطفی
ہیں اور یہ بزرگوار جو آپکے یمین و یسار ہیں دوازدہ امام علیہم السلام ہیں اس درمیان میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا اے برہان حق سبحانہ تعالے نے علی اور اُسکے فرزندوں کی برکت سے عبد القادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہے
کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت و خوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ
عبد القادر پر لحاف پڑا ہے اُسکی والدہ اور اُسکی دایہ کہ بیدار تھیں پوچھا کہ یہ لحاف میں نے دور کیا تھا کسنے اس پر ڈالا لوگوں
کہ ہم نے اس پر نہیں ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کرکے عبد القادر پر جا پڑا اور اس حال کے مشاہدے سے ہمپر ایسا خوف
غالب ہوا کہ ہم میں کلام کرنے کی قوت نہ رہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لحاف کرکے دیکھا کہ اثر تپ مطلق نہ رہا اور شہزادہ
شبہائے گذشتہ کے خلاف خواب شیرین میں جاکر باستراحت تمام سوتا ہے برہان شاہ شکر الٰہی بجا لایا اور اسیوقت ایک
خدمتگار شاہ طاہر کے بلانے کو بھیجا اُس شخص نے جاکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی کیفیت کہی
کہ دستار مبارک اپنے سر سے جدا کرکے نہایت عجز و انکسار سے پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بے نیاز سے عبد القادر کے شفا کی
درخواست کرتا تھا خدمتگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میرے کہنے سے آزردہ ہوا اور قصد جان ہے
مجھے زندہ نچھوڑیگا اور یا عبد القادر اجل مقدر سے مرگیا ہو وہ نذر اپنے اوپر مبارک جانتی یہ تخیلات اُسکے دل میں گذرتے تھے
کہ ایک شخص دوسرا اُس کی طلب کو آیا خوف و ہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کود کر بھاگوں کہ ناگاہ
چھ سات آدمی اور متعاقب اسکے طلب کو آئے شاہ طاہر نے رضا بقضا دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور اپنے اہلبیت کو رخصت
کرکے شہریار کی خدمت میں روانہ ہوا اور جب خبر آمد اُسکی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ تک استقبال
کیا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر عبد القادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ اُس کے
قیام کروں شاہ طاہر نے اس بارہ میں تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرمادے اُس وقت [illegible]

کچھ مناسب دیکھیگا عرض کریگا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہین ہی پہلے یہ مذہب اختیار کرون اُسکے بعد جو کچھ
مین نے مشاہدہ کیا ہی مشرحاً بیان کرون شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین حاصل
ہی جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا خیر سگال اس مذہب کے عقائد ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ نے
قصہ خواب اور حکایت لحاف مفصل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام اور مناقب اور
فضائل ایک ایک کے مذکور کرکے یہ بات کہی کہ ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کے تولا اور اُن کے
دشمنون سے تبرا ہین برہان شاہ نے اس سحر فیض اثر سے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور سنا تھا اس بیت کے
مترنم ہوا بیت چہ مبارک سحرے بود وچہ فرخندہ شبے + آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند اور شہزادہ حسین اور
عبدالقادر اور حرم نکی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد وعورت اور سائرہ الحرم اس شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوے اور
سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ دو پیکر مشرق ہدایت سے برلایا برہان شاہ نے
چاہا کہ خطبہ سے نام خلفاے ثلثہ ساقط کرکے خطبۂ اثنا عشر پڑھاوے شاہ طاہر اسوقت عجالت وشتاب سے مانع آیا اور
یہ فرمایا اصلاح دولت یہ ہی کہ چند مدت اخفاء اس راز کو فاش نفرمائین بہتر یہ ہی کہ علماے مذہب کو فراہم کرکے کہیے کہ مین
طالب مذہب حق ہون اتفاق کرکے ایک ان چار مذہب سے اختیار کرو تو مین بھی وہ مذہب بخوشدلی اختیار
کرکے اور مذہب سے احتراز کرون برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد استاد اور قاضی اُلن
ثانیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علماے چار مذہب جو احمد نگر مین جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر اُس عمارت مین
کہ جاے درس شاہ طاہر تھی حاضر ہوکر آپس مین بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت پر
براہین اُٹھاکر اورون کے دلائل رد فرماتے تھے اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس جلسہ مین موجود ہوتا تھا چونکہ اکثر
علوم سے آشنا تھا اُسکی ماہیت کو سمجھتا تھا غرضکہ چھ مہینے ارباب علم کے اس طرح سے گذرے اور آپس مین مناظرہ
رہا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجیب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہی کہ تمہارا ان چارون مذہب کی
کسی کی ترجیح دوسرے پر مشخص نہین ہوتی ہی ہر شخص دعوی اپنے مذہب کی صحت کا کرتا ہی مین ان چارون مذہب سے کیونکر
ایک مذہب اختیار کرون اگر ان چارون مذہب کے سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائین تو حق و باطل اُسکا بھی
دریافت کرون شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مذہب اور ہی کہ اُسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہووے تو اُنکے بھی کتب کا
مطالعہ کرون برہان شاہ نے ساتھ اُسکے اشارہ کیا اور اس گروہ کے ایک علما کو جسکا نام شیخ احمد نجفی تھا تلاش
کرکے بلایا اُسنے علماے چار مذہب سے مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اُسکی تقویت اور جانبداری کرتا تھا علماے
اہل سنت نے شاہ طاہر سے بہ تعصب مذہب سب اتفاق کرکے خصومت پر آئے اور اکثر اوقات ملزم ہوکر مجلس سے برخاست
کرنا چاہتے تھے رفتہ رفتہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے برآورد کرکے بحث
خلافت ان افضل البشر یعنی ابوبکر صدیق اکبر کے بعد از حضرت خیر البشر اور حکایت طلب کرنا دوات وقلم اور کاغذ اور قصہ باغ
فدک اور مثل اسکے مذکور کیا برہان شاہ نے جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوئے حکایت عبدالقادر کی

بیماری کی اور خواب مین دیکھنا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قصہ لحاف کا مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علمائے مجلس
اور مقربان حضرت اور غلام ہندی اور ترک اور حبشی اور امرا اور منصب دار اور سلحدار اور شاگرد پیشہ یہانتک کہ جاروب کش اور
فراش اور فیلبان تخمیناً تین ہزار آدمی نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ثلثہ خطبہ سے ساقط کرکے حضرات ائمہ
معصومین کے اسامی سامی پر اکتفا کیا اور چتر سفید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب کے رسوخ کے واسطے سبز رنگ سے
متبدل کیا لیکن ملا پیر محمد استاد اور بعضے علما اس اطوار کے مشاہدہ سے پریشان اور ناراض ہوکر مجلس سے برآمد ہوے اور
بلدہ احمدنگر مین غوغائے عظیم برپا ہوا اور رات کے وقت امرائے کبار اور منصبدار متعصب ملا پیر محمد کے مکان پر جاکر کہنے لگے
مصرع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ہاں اس سید کو کہ بلاے دل و دین ہے تو کہاں سے لایا چونکہ علوم غریبہ سے بہرہ ور ہے ہمارے
صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علما پر افسون پڑھ کر زبان بند کی اب تدبیر کیا ہے بعضے بولے کہ ہجوم کرکے شاہ طاہر کو قتل کیا
چاہیئے ملا پیر محمد نے کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہے یہ امر صورت پذیر نہو گا بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے برہان شاہ کو سلطنت سے
معزول کرکے عبدالقادر کو تخت شاہی پر بٹھاوین اس وقت شاہ طاہر کو عبرت خلائق کے واسطے بسیاست تمام ہلاک کرین غرضکہ
بعینہ قضیہ یوسف عادل شاہ اور ہجوم خلائق دین کے واسطے وقوع مین آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ نے ملا پیر محمد کے
ہمراہ دروازہ قلعہ کے مقابل اور کالا چبوترہ کے قریب حاضر ہو کے بہ نیت محاصرہ صفین آراستہ کین اور شاہ طاہر اور اسکے
فرزندون کے مکان پر پہرے بھیجے اور فتنہ عظیم برپا کیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین
اور لوگ برج قلعہ اور بارہ پر چڑھ کر توپ سے اعدا کو دفع کرین اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے
بدحواس ہوکر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جعفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا
کہ آپ قلعہ کھولکر سوار ہوین اسی وقت آپ تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوکر اعدا کو دشت ادبار مین متفرق اور پریشان
فرماوینگے برہان شاہ فوراً مسلح ہوکر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے
برآمد ہوا اور شاہ طاہر نے آیہ سیہزم الجمع مشت خاک پر پڑھکر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیون کی بھیجکر یہ حکم دیا
کہ تم افواج مخالفون کے قریب جاکر بآواز بلند کہو کہ جو دو تنخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت فلک سا کے سایہ مین حاضر
ہووے اور جو کہ حرام نمک ہے ملا پیر محمد کا شریک ہوکر قہر سیاست شاہی کا منتظر رہے جب ناجیون نے شاہ طاہر کے فرمانے پر
عمل کیا اسی وقت امرا اور افسران سپاہ امان خواہ ہو کر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کی
طرف روانہ ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسون سے تھا
مع فوج کثیر کے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ جاکر اسے گرفتار کر لایا اور برہان شاہ نے حکم اسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر
نے اسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ مین
محبوس کیا اور بعد چار برس کے بسعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا اور
اسی مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کرکے بغداد نام رکھا اور اس موضع مین کہ مدرسہ
شاہ طاہر کا تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدائے سلطنت مرتضے

نظام شاہ مین قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہی کہ برہان نظام شاہ کا
خواب مین دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا غازان خان کے خواب سے مشابہ ہی چنانچہ مورخین
توران و ایران کا اتفاق ہی کہ غازان شاہ نے مسلمان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور
ہر مرتبہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس مسند نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت
خاتم الانبیا نے بعد تعریف عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہی تو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور انکی
پیروی کرکے سادات کو گرامی رکھے اس سبب غازان شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخر الزمان کی محبت اپنے صفحہ دل پر نقش
کی اور سادات کربلا و نجف کو گرامی رکھکر شیعہ مذہبون کو مقرب درگاہ کرکے ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعضے
تواریخ مین یون نظر سے گذرا کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ مین اصحاب کبار کا منکر نہین ہون اور انکی بزرگی
اور فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہون لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے قواعد محبت اور اخلاص مین نسبت
جناب ولایت انتساب اور ان کے گیارہ فرزندون کی سفارش کی ہی جو کچھ لوازم اخلاص اور خدمتگاری ہی انکی
نسبت بجا لاتا ہون اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے وقت
اپنے بھائی الجایتو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدابندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور
اس بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام
خطبہ اور سکہ مین ثبت کرکے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مؤلف اس نسخہ گرامی کا
بحر حیرت مین غوطہ کھاکر کہتا ہی کہ اگر مذہب ما برحق ہی احوال اور مذہبون کا کیا ہوگا اور اگر دوسرا مذہب حق ہی سفارش
آنحضرت کی اس مذہب کے رواج مین کیا معنی رکھتی ہی اللہم افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین امید کہ
عزیزان معاملہ فہم کار آگاہ جب اس مقام مین پہونچین مانند باد صرصر کے نہ گذر کرین اور اس مقام مین نہایت غوطہ
فرماکر تمام التفات و توجہ دست اقتدار سے نہ چھوڑین کہ یہ مقام جاے تامل و تفکر ہی اور اس درویش دلریش کو صحیح طور
سے روایت ثابت ہوگئی کہ قصہ خواب برہان شاہ اور غازان خان کے سراسر پوچ اور لغو ہین مردم رفضہ اپنے مذہب
کی ترویج اور ترغیب کے واسطے بالعکس تحریر کرتے ہین والعلم عند اللہ المقصد برہان شاہ جو اس مذہب کے رواج دینے
مین مصروف تھا تمام وظائف اہلسنت موقوف کرکے شیعہ مذہبون کو دیے اور چار دیواری پتھر اور چونے سے قلعہ احمدنگر
کے مقابل بطور مدرسہ تیار کی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبہ جونیر اور سنور اور آسیاپور اور چند قریہ دیگر
اسکے واسطے وقف کیے اور ہر روز چاشت کے وقت آش پکاکر مومنون کو دیتا تھا اور شاہ طاہر ہمت نظام شاہ کے
دولتخانہ کی رفعت پر مصروف کرکے درپے اسکے ہوا کہ محبان خاندان رسالت کو اطراف و اکناف سے اس ملک مین
فراہم لاوے پھر زر خطیر خزانہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کی طرف بھیجکر اہل تشیع کو انکا
طالب ہوا اور تھوڑے عرصہ مین خلاصہ اقالیم سبعہ مثل اسمٰعیل صفوی نے برفاقت خواجہ حسین ساعدی کہ مدت مدید شیراز مین
حکومت کی تھی گجرات مین آنکر اس حدود مین استقامت کی بارہ ہزار ہون برہان شاہ سے لیکر شاہ حسن [illegible]

کے واسطے احمد آباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو بلدۂ احمدنگر مین لایا اور برہان شاہ کی ملازمت مین مشرف کر کے مجلسیان حضور
سے کیا اور اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرابادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی مازندرانی
اور ایوب ابو البرکت اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرابادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کی طرف متوجہ ہوئے
اور احمدنگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسین مدنی جو نقباے مدینہ سے تھے اُس بادشاہ نیک اعتقاد کے شرف دامادی
سے مشرف ہوئے اور جاگیر لائق پائی اور علاوہ اُسکے مبلغ خطیر کربلاے معلے اور نجف اشرف مین بھیجکر زوار
روضات اور اُس حدود کے مستحقون کو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمدنگر مین اُس مذہب کے جاہلون اور
تبرائیون نے زبان خلفاے راشدین کے طعن و لعن مین درازکی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ فاروقی
اور ابراہیم عادل شاہ اور عماد الملک نے آپس مین اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ لشکرکشی کر کے مملکت احمدنگر کو آپس
مین تقسیم کرین اور برہان شاہ نے اُس جماعت کی لشکرکشی سے اطلاع پائی تو راستی خان نام ایک غریب کو برسم رسالت
ہمایون بادشاہ کے پاس بھیجا اور ایک عرضداشت مشتمل بر اظہار اخلاص و التماس اعانت و لشکرکشی گجرات کی طرف ارسال کی
چونکہ بحث شیر شاہ کے درمیان مین آ گئی کچھ اثر اسپر مترتب نہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے سلطان گجرات
اور برہانپور کو تحفہ و ہدایا بھیجکر راضی کیا اور جسقدر سپاہیان غریب تیرانداز کہ ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کر دیے
تھے ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دے کر قوی پشت ہوا اور اُنکی حمایت کے بھروسے پر بیجاپور کی طرف
چڑھائی کی اور حرب و ضرب شمشیر و سنان کے بعد برہان شاہ غالب آیا اور سو ہاتھی اور کئی توپخانہ عادل شاہی پر
متصرف ہوکر سالماً و غانماً احمدنگر کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور چار برس کے
عرصہ مین چند لڑائیان کہ اُسکی تفصیل مولف کی نظر سے نہین گذری دونون بادشاہون کے درمیان واقع ہوئین
ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان بلگوانی
کے جو امراے کلان اُس دولتخانہ سے تھا رنجش اور کدورت درمیان مین آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید بیجاپور
کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب کی یگانگی کے جہت سے قلعہ بلگوان سپرد کرنے کو مجھے طلب کیا
ہے اور جو یہ بات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم قلعہ بیجاپور سے برآمد نہوا اور برہان شاہ جب شولاپور
کے اطراف مین پہونچا اور زین خان سے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنے خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا
پہنچے بلگوان کی طرف توجہ فرمائی تو ولایت مرج اور کلہار و رمان اور رباس کو تاخت و تاراج کیا اور آتش افروزی
سے آبادی کا نشان نچھوڑا اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلگوان مین تھا عادل شاہ کے ڈر سے
نجا سکتا تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جاملا برہان شاہ تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر بیجاپور کی طرف سوار
ہوا عادل شاہ جو کہ تاب مقاومت نرکھتا تھا آب بورہ سے عبور کر کے حسن آباد گلبرکہ کی طرف گیا برہان شاہ بیجاپور
پہونچا اور چند روز اسکا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ کوئی فائدہ نہوگا تو بقصد تعاقب حسن آباد کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان
جیسا کہ پہلے اپنے مقام مین تحریر ہوا بذریعہ عماد الملک کے جو بیجاپور والون کی مدد کے واسطے آیا تھا موقع پاکر ابراہیم عادل شاہ

کی خدمت مین حاضر ہوا عادل شاہ نے مع عماد الملک اسد خان کے نظام شاہ کا مقابلہ کیا برہان شاہ نے مقابلہ در مقاتلہ مین
صلاح نہ دیکھی امیر برید کے ہمراہ اپنے ولایات کی طرف راہی ہوا اور انھون نے احمد نگر تک تعاقب کر کے اکثر ممالک کو خراب کیا
برہان شاہ اور امیر برید نے مجال توقف وہان نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قضارا امیر برید اسی مقام مین اجل مقدر
سے مر گیا نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور مخدوم خواجہ جہان کے کہنے سے صلح کی اور
پانچ پرگنہ جو کہ اس یورش مین متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کیے اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین جب سلطان
جمشید قلی قطب شاہ متصدی ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے تقویت اور تہنیت جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو اس حدود کی طرف
بھیجا اور جمشید قلی قطب شاہ مچھلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ مین احمد نگر کے ہے اور گلکنڈہ اس مقام سے سولہ کوس
کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوا اور اس مقام مین شاہ طاہر کی ملاقات سے مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا منظور رکھکر اس
جناب کو گلکنڈہ کی طرف لیگیا اور اس عرصہ مین برہان شاہ نے انتقام کیلیے نقض عہد کر کے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہیہ
کے اطراف ممالک کے لیے تحریض کی اور بعد اسکے کہ شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی خود بھی شولاپور کی طرف
روانہ ہوا اور عادل شاہ نے سیلاب لشکر کا اطراف ممالک مین چار سو جہ دیکھکر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دیے اور رام راج کو
بھی جسطرح سے کہ ممکن ہوا راضی کر کے اپنی سرحد سے واپس کیا اور ان سنوات مین فرمانروا ایران یعنی شاہ اسمعیل صفوی نے
جب سنا کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت (؟) اختیار کی ہے تو آقا سلمانی طہرانی المشہور بہ مہتر جمال کو کہ میر آخچی باشی مقرر
تھا مذہب کی مبارکباد کے واسطے احمد نگر کی طرف بھیجا اور ایک غلام ترک مسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایون شاہ
کے لیے اور ایک قطعہ زمرد کہ اسپر نام معتصم خلیفہ عباسی منقوش تھا اور بھی تحفے وہدایا نفائس ایران کہ تعداد اسکی حیطہ
تطویل ہے برہان شاہ کے واسطے ارسال کیا اور ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک مین رکھتا تھا اور کلمۂ لتوفیق
من اللہ اسپر نقش شاہ طاہر کے واسطے بھیجی مہتر جمال احمد نگر مین پہونچکر التفات نامے شہنشاہ ایران مع اشیاے مذکور
برہان شاہ کے روبرو لایا آنحضرت پہلے اسکی نسبت با عزاز و تکریم پیش آئے اور آخر جب اسنے امرا کی مجلسون مین جا کر
ہمزبانی کی اور ارباب جاہ کے دل کو برہم کرنے لگا اور شاہ طاہر سے بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا تو
برہان شاہ نے دربار مین اسکا آنا موقوف کیا اور ایسے تحفے وہدایا کے مقابل شاہ ایران کو کچھ نہ بھیجا شاہ طاہر مضطرب ہوا اور
اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو فضل و کمال کی صفت مین موصوف تھا مع تبرکات اور تنسوقات ہند اپنی طرف سے دارائے عجم
کے پاس بھیجا اور انھین دنون مین برہان نظام شاہ رام راج کی اعانت کے سبب قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ
ہوا اور قصبہ آذرجان کے قریب جو مضافات گلبرگہ سے ہے عادل شاہ کی افواج سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع
ہوئی کہ سپہر دوار نے باوصف جنگ مہر و ماہ کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی مثنوی دو ابر از دو سو در خروش آمدند * دو
دریاے آتش بجوش آمدند * سم بادپایان فولاد نعل * بخون دلیران زمین کرد لعل * درخشیدن تیغ آئینہ تاب *
زدہ خندہ بر چشمۂ آفتاب * پہلے افواج میمنہ اور میسرہ عادل شاہی دشت فرار کی طرف شکست فاحش کھا کر آوارہ ہوئی
آخر مین عادل شاہ چار ہزار مرد اہل نبرد لیکر کمین سے برآمد ہوا نظام شاہ پر کہ لشکر اسکا غارت مین مشغول تھا سیل فنا کی طرح

حملہ آور ہوا اس سبب سے نظام شاہ منہزم ہوئے چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کا راستہ لیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید
کے پاس بھیجکر اپنی موافقت کے واسطے ہدایت کی اور علی برید نے بخلاف طریقہ آبا و اجداد کے عادل شاہ کی جانبداری
اور رفاقت سے ہاتھ نہ کھینچا اور نظام شاہ کے جادۂ اطاعت مین قدم نہ رکھا اور خانجہان علی برید کا چچا کہ موزون طبع اور
شوخ خوشدل اور حنفی مذہب تھا ایک مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہے یا نجس آپ اس جناب نے فرمایا
تفصیل اس مسئلہ کی مجھے یاد نہین ہے انشاء اللہ تعالی جب احمد نگر جاؤنگا کتاب دیکھکر تحقیق بخوبی تمام مفہوم اور معلوم
کرونگا خانجہان اور حضار مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا یہ کنایہ سمجھے کہ یہ سراسر تہدید ہے تغافل کرکے اور باتون مین مشغول ہوئے
اور قضیہ سرگین بخارا کا یہ ہے کہ اس شہر مین برسات کے موسم مین کیچڑ اور دلدل بہت ہوتی ہے اس واسطے زمانہ سابق کے علما
نے اتفاق کرکے یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس مٹی کو کہ گوبر اور پیشاب حیوانات کا اسمین داخل ہے نجس جانین حرج لازم آویگا پس
اولی یہ ہے کہ کثرت بلوے سے حکم طہارت کل بخارا کرین پس کہنے لگے طین بخارا طاہر ہے اس سبب سے بالضرورت لازم آیا کہ
سرگین حیوانات بخارا طاہر جانین خانجہان نے یہ روایت سنکر حرف نہ اوباشانہ زبان زد کیے لیکن اس مولف کے دل
مین ایسا گذرتا ہے کہ جو بخارا دار السلام اور علوم دینی کا معدن ہے اور اسمین رافضی اور خارجی کو دخل نہین ہے اور مقام اکثر بزرگان
اور مشایخان اہل یقین ہے اس سبب سے روافض نے ازراہ عداوت خصوصیت یون مشہور کیا ہے القصہ اسکے بعد اس جناب
یعنی شاہ طاہر نے احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نے مردم بیدر کی بے ادبیان اکثر سماعت فرمائین تادیب
اور انتقام کے ارادہ سے سامان سفر اور یراق لشکر مہیا کیا اور علی برید کے قلعون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا پہلے قلعہ اوسہ کو
محاصرہ کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کرکے طلب استمداد کی جب
عادل شاہ نے بعزم اعانت بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اس سے جاملا اور دونون باتفاق اسکی طرف متوجہ ہوئے
اور نظام شاہ نے انکے مقابلہ مین جاکر اوسہ سے ایک کوس پر مورچہ سا کر گرم کیا اور دونون کو معرکہ سے پسپا کرکے پھر قلعہ
کی تسخیر مین مشغول ہوا اور عرصہ قلیل مین بقبول امان اسکو مفتوح کیا پھر اسکے بعد قلعہ اودگیر کی طرف روانہ ہوا اور اسکو
بھی سر کرکے قلعہ قندھار کی تسخیر پر ہمت والانہمت مصروف فرمائی اور اسکے محاصرہ کے وقت ابراہیم عادل شاہ اور
علی برید نے ایکبار اور جرأت کرکے نظام شاہ کے مقابلہ اور محاربہ مین قیام کیا اور وہی صورت سابق پیش آئی اور بہت
گھوڑے اور ہاتھی انکے احمد نگریون کے تصرف مین آئے اور اسی سال کہ سنہ ۹۵۵ نوسو پچپن ہجری تھے جب برہان شاہ نے
قلعہ قندھار کو بھی فتح کیا احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقربون نے اسسے یہ پیغام دیا کہ لوگ اس
بادشاہ کی بدمزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ تنگ آ کر چاہتے ہین کہ عبد اللہ بن اسمعیل عادل شاہ کو جو بندر گوہ
مین رہتا ہے تخت پر بٹھادین اور یہ امر آنحضرت کے بدون توجہ و التفات میسر نہوگا برہان شاہ باتفاق جمشید قطب شاہ
ولایت عادل شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور حسب اتفاق انہ دنون مین اسد خان قلعہ بلگوان مین بیمار ہوا اور برہان شاہ
اصل مقصود کو ملتوی کرکے اس فکر مین ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے متصرف ہو ان تھا کہ اسی عرصہ مین اسد خان نے اس
جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دار الملک احمد نگر مین آیا اور بعد چند

روز کے مزاج وہاج شاہ طاہر کا منحرف ہوا اور سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری مین اُسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کی طرف پرواز
کی اکابر اصاغر اُس بلدہ کے محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر اُنکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کے استخوان اُسکے
قبر سے برآوردہ کرکے کربلاے معلے مین بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد مین بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح
مقدس کے مدفون کیا اور اُس سے تین بیٹیان اور چار بیٹے رہے اُن بیٹون کے نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ
رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن شاہ ابوطالب اُن سب مین شاہ حیدر مولد عراق ہے اور باقی دکن مین پیدا ہوئے اور
شاہ حیدر اپنے باپ کی وفات کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ کی خدمت مین تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت
صاحب سجادہ ہوکر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر مین اس حکایات کے مصروف ہوتا ہے کہ شاہ طاہر
قدس سرہ عفت اور ورع اور تقوی اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور حلم و تواضع مین اتصاف رکھتا تھا اور وجیہ اور
خوش محاورہ تھا کس واسطے کہ ایران اور ہندوستان مین ہمیشہ امور اہل اسلام کے سرانجام مین قیام کرکے نقش خیرخواہی
صغیر و کبیر کے صفحہ دل پر لکھتا تھا زبان گوہرفشان اُسکی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان اُسکا
مبین دقائق کتب سبحانی تھا باطن خجستہ میامن اسکا مظہر ولایت و ارشاد اور خاطر فرخندہ مآثر اُس کے مصدر
ہدایت و ارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر اور
حدیث و فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل و جعفر مین بے شبہ نظیر تھا اور نظم و نثر مین بھی مہارت تام رکھتا تھا
دیوان قصائد اور کتاب انشا اُسکی جمیع بلاد خصوصاً ہندوستان مین سائر اور دائر ہے اور اکثر تھوڑے اشعار گہربار اس جناب کے
مبین تھا اور تزئین کتاب کے واسطے مندرج کیے امید کہ ارباب تاریخ معیوب تصور نفرماوین اور تصنیفات سے اُسکی شرح باب
حادی عشر ہے علم کلام مین اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ مین اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکمات
اور مجسطی اور شفا اور مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پالکی کہ ایک سفر پاے ہند مین باثناے
راہ پالکی مین بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنفہ اُسکے مین کہتے ہین کہ جس وقت شاہ طاہر بطریق ایلچی گری احمدآباد
بیدر مین گیا تمام طالب علم اُسکی زیارت کو جاکر سعادت ملاقات سے مشرف ہوگئے مگر ایک عالم دکن کہ اپنے تئین
نہایت دعلم علما سے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اُسکے مکان پر نہ گیا بعد چند روز کے سامان ضیافت
کرکے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاؤن پھر ایک شخص کو اُس کی طلب مین بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ شاہ طاہر نے اُس کے تحت مین لکھا کہ زیارۃ القادم
فاذا تعارضتا تساقطتا پھر وہ فاضل ہندی اس جواب سے اس افاضل عصر کی دانشمندی قیاس کرکے اُسکی زیارت
کو گیا اور آپ کو مثل قطرہ دیکھکر دریاے زخار کے مقابل پشیمان ہوا اور اُسکے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور معذرت
کی اور منقول ہے کہ برہان شاہ نے شاہ طاہر کے بعد از وفات قاسم بیگ حکیم اور دیوپال راؤ کو صاحب دخل کرکے
محل اعتماد کیا اور راے نے عماد شاہ کو بسبب بعضے مقدمات کے امداد عادل شاہ سے منحرف کیا اور باتفاق اُنکے
جہان قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوئے اور بعد از طے مسافت اُس قلعہ کو گھیرا اور قلعہ بندون پر کام تنگ

کیا ابراہیم عادل شاہ نے امراے برکی کو پیشتر بھیجا اور خود بھی بقصد استخلاص پیچھے سے روانہ ہوا اور امراے برکی کے
سد راہ ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امراے برکی وقت بیوقت بطریق دزدی اور بطور شبخون برہان شاہ کے
دائرہ لشکر پر تاخت لاکر آدمیون کو سونے نہ دیتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کے گرداگرد ایک حصار یعنے دیوار گز
بلند اور بعضے مقامون مین چار گز کھینچین تاکہ قلعہ کلیان کے گرد دوسرا مٹی کا قلعہ تیار ہو جاوے اور ابراہیم عادل شاہ بھی قلعہ
کلیان کے قریب پہونچکر نظام شاہ سے سات میلون مین اترا اور اس نے بھی اپنے لشکر کے گرد دیوار تیار کی اور جب ماہ رمضان
پہونچا غلہ اور تمام مایحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمدنگر مین ظاہر ہوا آدمیون کو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر نہ
تھا فاقہ مین ماہ صیام کے روزے طے کرتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس بارہ مین مشورہ کیا
بعضون نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور بعضے کہنے لگے بہتر یہ ہے کہ دیوار کے اندر جاکر دشمن سے جنگ کرین اگر فتح ہو تو
پھر محاصرہ مین مشغول ہو کر تھوڑے عرصہ مین مسخر کرین اور اگر شکست ہووے اپنے ملک کا راستہ لین برہان شاہ نے کہا
گھوڑے فاقہ کشی سے نہایت کمزور ہین دوا دوش کی تاب نہین رکھتے بہتر یہ ہے کہ لڑائی سے پہلو تہی کرکے احمدنگر کی
طرف معاودت کرین اسکے بعد باطمینان تمام پھر منزل مقصود کی طرف آوین شاہ جعفر برادر طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ رائے
پسند نہ آئی اور کہنے لگے اتنی مرتبہ ہم جنگ کرکے حریف پر غالب ہوے ہین خدا نخواستہ اگر اس دفعہ قضیہ منعکس ہووے تو سوے
نہین رکھتا ہے برہان شاہ خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس سوار ہوا اور پولاراے برہمن کے مکان پر گیا اور احوال
انجمن کے مشورہ کا بیان کیا پولاراے نے عرض کی کہ مین اسکا جواب تجویز کرکے کل کہ روز عید ہے معروض کرونگا لیکن
حضرت خزانچی کو حکم کرین کہ دو تنخواہ جو کچھ اس سے طلب کرے بلا عذر سپرد کردے اور حیلہ و عذر درمیان مین نہ لاوے
برہان شاہ نے جو اعتقاد تمام اسکی دولتخواہی اور کارروائی پر رکھتا تھا اسکی عرض قبول فرمائی پولاراے اسی شب ایک لاکھ ہن
خزانہ سے لیکر عین الملک کے مکان پر جو امراے کبار سے تھا گیا اور یہ کہا احوال ایسا ہے جو آپ مشاہدہ کرتے ہین یعنے جنگ
ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کی طرف جانا موجب کون فساد اور خرابی کا ہے اور ہمراہ ایسے لشکر پریشان ابتر بدحال کے بادشاہ
کو ہمراہ لیجانا اور جنگ ضعف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے آپ اس بارہ مین کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہین عین الملک نے
کہا ہم ارباب شمشیر ہین جو تمہاری رائے مین آویگا ہم اس پر عمل کرینگے پولاراے نے کہا مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ صبح عید کو
تم لشکر آراستہ کرو اور دیکھا یہ بے خبری ہین کہ تمام افواج لوازم عید مین مشغول ہوگی دائرہ غنیم پر حملہ آور ہو کر گل نصرت باغ
اقبال شاہی سے دستیاب کرو عین الملک نے یہ مشورہ قبول کیا پولاراے نے مبلغ مذکور اسکے حوالہ کرکے یہ بات
کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید کے خرچ کے بہانہ فوج پر تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال کا چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر نقد
امرا اور لشکر پر تقسیم کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علی الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کے سلام کو جاکر مبارکباد عید کہین
چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر پائی کہ مردم عادل شاہی تمام مراسم عید مین مصروف ہین قواعد ہوشیاری مین قیام نہین رکھتے
لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار مین رخنہ کرکے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جاکر بزور فیلان کوہ پیکر قریب
چالیس گز دیوار اس کے گرد لشکر کی ڈھائی اور بفراغت تمام داخل ہو کر قتل مین مشغول ہوئے مردم عادل شاہی

کمال غفلت مین تھے ادنے اعلے نے قدم رکاب فرار مین رکھا اور عادل شاہ کہ اُس ساعت مین روز عید کے غسل مین
مشغول تھا فرصت پوشاک پہنے کی نپائی بہ تعجیل تمام آپ کو اس معرکہ سے کنارہ کیا اور چتر و علم اور گھوڑا اور
ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست اور جان کا عوض ہوا اس درمیان مین ایک جماعت
سیف الملک کی طرف سے آنکر یہ آواز بلند مبارکباد و فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہین رکھتا تھا کیفیت
احوال سے مسموع کرکے اُسی وقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہوکر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نکرینگے
بجبر و قہر آتش تنظیم افروختہ کرکے انکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ مین جلا کر خاکستر کرونگا جب یہ خبر متحصنوں کو پہونچی ہراسان
ہوگئے اور اُسی وقت قلعہ اُسکے سپرد کیا اور اس طرف سے عادل شاہ نظام شاہ کی ولایت مین در آیا پرگنہ بیر وغیرہ کو خراب و ویران
کرکے بطور ایلغار عالم بیخبری مین قلعہ پرنڈہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا شمشیر میان سے برآوردہ کرکے قلعہ مین
حملہ آور ہوا اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کرکے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادل شاہ قلعہ ایک دکنی کے سپرد کرکے بیجاپور
گیا نظام شاہ نے یہ خبر سنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بتعجیل استعجال کوچ متواترہ سے پرنڈہ کی طرف روانہ
ہوا جب دو منزل راہ باقی رہی وہان کا تھانہ دار رات کے وقت گھرون کی آواز کو صداے نفیر نظام شاہ تصور کرکے سراسیمہ
پلنگ پر سے اُٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھولکر راہ فرار پائی باقی آدمی بھی بیدل ہوکر اُسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دن کے
وہان داخل ہوا جب قلعہ خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کرکے احمدنگر کی طرف مراجعت کی اور انھین سنوات مین نظام شاہ اور ابراہیم
بیجانگر سے لوازم دوستی درمیان مین لاکر مع خیل و حشم درمیان ولایت عادل شاہ سے رائچور کی طرف گیا اور اُس سے ملاقات
کرکے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رائچور اور مدکل کو رام راج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ برہان شاہ متصرف ہو رام راج نے
رائچور اور مدکل کو گھیرا اور برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کو مرکز کے مانند درمیان مین لیکر ہنوز تصرف مین نلایا تھا کہ
باتفاق قلعہ رائچور کو محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکناڈری سے کہا کہ غنیم سر برسات
ہمین اور رام راج کو اس قلعہ مین قیام کرنا تضیع اوقات ہے اگر راے عالی تجویز کرے مین شولاپور مین جاکر اُسے گھیرون تو
دونون قلعہ ایکبارگی مفتوح ہون تنکناڈری نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کرکے رخصت دی برہان شاہ مع لشکر
رام راج کے اس طرف روانہ ہوا قلعہ شولاپور کہ کچ اور پتھر سے روے زمین پر نصب تھا مرکز کے مانند گھیرا اور چلبی
رومی خان سے کہا کہ جلد یہ قلعہ مسخر کرے یہ رومی خان کسی زمانہ مین سلطان بہادر گجراتی کے ملازمون مین سے تھا اور
مقصود یہ کہ اسکے بعد قلعہ گلبرگہ کی طرف جاکر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان مین رومی خان نے بضرب توپ
تین گز دیوار مین رخنہ کرکے اسکو مسخر کیا اُسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو لیکر بیجانگر کی طرف
معاودت کی بادشاہ نے اس سال صلاح گلبرگہ کی روانگی کی نہ دیکھی مقر دولت کی طرف سوار ہوا کہتے ہین چلبی رومی خان جو
شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا اُسنے توپین صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کین اور اُسکے برج دوبارہ کو ضربت توپ
سے مضمون عالیہا سافلہا کا ظہور مین پہونچایا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرا یعنی من حجارۃ وقوع مین لاکر سد در
رخنہ اس حصن حصین مین ڈالتا تھا لیکن وہ لیسا رخنہ بہم نہ پہونچا کہ غازیان عظام قلعہ مین داخل ہوتے اور برہان شاہ اس قدر

کہ مبادا رام راج پیشتر اس سے قلعہ رایچور کو مسخر کر کے بیجانگر کی طرف معاودت کرے تعجیل فرماتا اور ایسے وقت میں ایک جماعت کفار نے
جو ہم پیشہ رومی خان تھے عرض میں پہونچایا کہ تقصیر رومی خان کی طرف سے ہے اگر وہ چاہے تھوڑے عرصہ میں قلعہ کی دیوار کو
مسمار اور منہدم کر کے خاک کر دے برہان شاہ نے شعلہ غضب مشتعل کر کے چاہا کہ رومی خان کو اپنے دست مبارک سے تہ تیغ
کر کے خاک مذلت پر ڈالے ارکان دولت اور اعیان حضرت نے سر زمین پر رکھکر اس کی سفارش کی اور رومی خان خوف سے
متعہد ہوا کہ میں دس روز کے عرصہ میں دیوار قلعہ کی خاک کے برابر کر دونگا پھر وہ اپنے کام میں مشغول ہوا اور قلعہ تسخیر کرنے میں
اعجاز ید بیضا کام میں لایا اور ایام موعود سے پیشتر دیوار قلعہ کو صفحہ خاک سے جدا کیا اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ رستمانہ
کر کے قلعہ میں در آئے اور اسے مفتوح کیا برہان شاہ نے اس قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو نوازش بادشاہانہ سے بلندی
بخشی اور ازدیاد عزت کے واسطے اپنے اسپ خاصہ پر سے سوار کیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اسکے رکاب میں جا
اور اس التفات کے سبب بعد چند سال کے فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہیے اسکی سعی اور اسی کوشش سے وقوع میں آئی اور
سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری میں پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کے درپے ہوا اور رام راج کو اس بات پر موافق کیا کہ قلعہ شولاپور
اور اتکانہ کو محاصرہ کر کے اس حدود کے دوسرے پرگنات پر آب بھیورہ کے ساحل تک قابض ہوئے اور بیجاپور اور گلبرگہ پر
بھی متصرف ہوئے پھر سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری میں برہان شاہ رام راج کو موافق کر کے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب
مقابلہ کی نہ لا کر پناہ کی طرف مفرور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ میں مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ خود
مرض الموت میں محصور اور مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے احمدنگر جا کر اسی مرض میں جان جان آفرین کو سپرد
کی اور باغ روضہ میں پہلو سے احمد نظام شاہ پیوند زمین کر کے خاک کے سپرد کیا اور بعد چند مدت کے استخوان دونوں بادشاہ
کے ہمراہ کر کے کربلائے معلی میں لے گئے اور خامس آل عبا کے تحت گنبد میں ایک گز کے فاصلہ پر مدفون کیا اور
اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی برحمت حق واصل ہوئے پس مولف مولانا غلام علی
ہندو شاہ نے انکی تاریخ سلک نظم میں کھینچی مشہور کی قطعہ خسرو در از زوال آمد بہ یار + کہ ہند از عدل شان دار الامان بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات + کہ چون دولت خود نوجوان بود + دوم اسلیم شہ سلطان دہلی + کہ بر ہندوستان صاحبقران
بود + سوم آمد نظام آن شاہ بحری + کہ در ملک دکن خسرو نشان بود + زمن تاریخ فوت این سہ خسرو + چو پرسی زوال
خسروان بود + اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کے جو اسکے بعد بقید حیات تھے حسین اور عبدالقادر کہ والدہ انکی بی بی آمنہ
تھی و شاہ علی کہ والدہ انکی بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی شاہ حیدر کہ داماد محمد دوم خواجہ جہان دکنی تھا میران محمد باقر جو بیجاپور
میں فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمد خدابندہ جس نے بنگالہ میں وفات پائی ۔

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جس وقت کہ برہان نظام شاہ مغیلستان پر خار جہان سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا بڑا بیٹا اسکا حسین نظام شاہ
کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شاہزادہ عبدالقادر کہ باپ کے نزدیک بہت عزیز تھا اس امر میں مخالفت کر کے روز

جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دولتخانہ کے دو فرقہ ہوئے تمام حبشی اور غریب حسین نظام شاہ
کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبۂ نیکاپور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فراہم ہوئے اور چتر
اسکے سر پر بلند کیا اور باقی شہزادے یعنے محمد خدابندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ اسکے
موافق ہوکر دم موافقت کا مارنے لگے قریب تھا کہ بھائیوں کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت
کثیر طرفین سے ضائع ہو کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور حولدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اس سے جدا ہوئے اور حسین
نظام شاہ کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہوکر چتر اور سورج مکھی اسکے سر لگائی
اور عبدالقادر دفع فساد اور تالیف قلوب کے واسطے زر خطیر لٹانے لگا امرائے دکن مثل خورشید خان اور عالم خان میوتی
وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلہ قاسم بیگ مان نامہ کہ اصطلاح دکن میں قول نامہ کہتے ہیں حاصل کرکے اور
عبدالقادر کی رفاقت ترک کرکے ہر ایک اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی بازی سے
حیران ہوکر اپنے بھائیوں اور عزیزوں سے مشورہ کیا سبھوں نے صلاح فرار میں دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت
مخصوصان سے برار کی طرف عماد الملک کے پاس گیا اور اُس حدود میں وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور
محمد خدابندہ بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پرنڈہ کی طرف بھاگا ممالکات موروثی خس و خاشاک میں وآن سے پاک
ہوئی اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد چندے عرصہ کے ایک جماعت
امرا کو جنہوں نے عبدالقادر سے اتفاق کیا تھا سزا دی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی انکا سپہ سالار
برہان شاہ ہوا تھا ہراسان ہوکر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم پرنڈہ نے کہ بیٹی اُسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے حبالہ
نکاح میں تھی اس امر کا قصد ہوا کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے داماد کو احمدنگر کا بادشاہ بناوے اس
سبب سے رسوم تعزیت اور تہنیت میں قیام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور رفع
تہمت کے واسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کے مضمون پر اطلاع پاکر بحر اندیشہ میں
غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنے حوصلہ طاقت میں دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جان
میں پہونچتی تھی دونوں طرح مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ چہرہ
اخلاص خار تقصیر ظاہری سے خراشیدہ ہوا ہے صورت ملاقات کو خوف دہراس مانع قوی ہے اس وقت تقبیل
آستانۂ سلطنت سے معاف رکھیں پھر کسی وقت احرام طواف کعبۂ آمال باندھکر دربار ہمایون میں حاضر ہونگا
اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجہ جہان ملاقات کے واسطے نہیں آوے گا اس واسطے قلعہ
پرنڈہ کی طرف روانہ ہوا اور آگ نہب و غارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہراس بیقیاس کو اپنے
دل میں راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اُس قلعہ میں چھوڑکر لوازم قلعہ داری کے بارہ میں وصیت کرکے خود باتفاق
شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریادی گیا بیت چو
وحشی خبر یافت کان سیل تیز + سرآورد زان صیدگہ رستخیز + امرائے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ

کرکے بازو جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے بامید اعانت مغرور ہوکر ہاتھ آستین جوانمردی سے نکال کر
شام تک مدافعہ مین مشغول رہے آخرالامر توپچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کی ضرب سے وہ
بنیاد کہ خردمندون کے عہد کے مانند پائدار اور مضبوط تھی رندون کی توبہ کی طرح توڑی اور شیران بیشہ ہیجا اور
نہنگان لجۂ وغا حصار مین داخل ہوئے اور ضرب تیغ آبدار سے خون متحصنون کا خاک مذلت پر گرایا حسین نظام شاہ نے قلعہ
کو مرمت سے مسدود کرکے سالماً غانماً بعنان نصرت ہوکر قلعہ اپنے ایک معتمدان درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت اقبال احمدنگر
کی طرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر شاہزادے اور مخدوم خواجہ جہان دکنی نظام شاہ کے خوف و قہر سے ابراہیم عادل شاہ
کے پاس پناہ لے گئے تھے اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کی طرف جاکر عادل شاہ کی ملازمت اختیار
کی تھی اسواسطے عادل شاہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی میران شاہ علی کو چتر اور سورج مکھی دیکر ارادہ کیا کہ امرائے احمدنگر کو
کہ تمام حسین نظام شاہ کے قہر و سطوت سے ہراسان ہین بمواعید خسروانہ شاہ علی کے پاس فراہم کرکے تخت احمدنگر پر متمکن کرین
اور یہ خبر جب نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی وسواس راؤ برہمن کو عماد الملک کے پاس بھیجا تو فرش یگانگی و محبت
بچھا کر باتفاق عادل شاہ کے فساد کو دفع کرین عماد الملک نے سات ہزار سوار مسلح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور قلعہ کے
سبب قوی پشت ہوکر شولاپور کی طرف کہ محاصرہ عادل شاہ مین تھا متوجہ ہوا بعد حصول سپاہ رزم خواہ احمدنگر اور
لشکر عماد الملک کے شولاپور کی طرف کہ لشکر عادل شاہیہ محاصرہ مین رکھتا تھا توجہ کی اور یکبیک متواتر اس حصار کے اطراف
مین پہونچکر نزول اجلال فرمایا اور چونکہ عادل شاہ اس سفر مین عازم وجازم تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لیکر شکست ہائے سابق
کا عوض لیوے سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور رشتہ محبت اور صلح کا ہاتھ سے دیکر طرفین کے دلیرون نے مثل شیر غرین
کہدست غضب لب پر لاکر میدان کین مین قدم جلادت رکھا **مثنوی** کشیدند گردان پلارک براوج ٭ دو دریائے طوفان بر آورد
موج ٭ غبارے برآمد بخورشید و ماہ ٭ کہ شد روز بر چشم گردون سیاہ ٭ فگندند پیلان بہ چرخ برین ٭ ز چوگان خرطوم گوئے
زمین ٭ بسا سر کہ از ضرب گرز درشت ٭ بہ سینہ فرو رفت چون خار پشت ٭ سنان کردہ انگشت ہر سو دراز ٭ نمودہ اجل را
رہ ترکتاز ٭ سیف عین الملک جو عادل شاہ کا مقدمہ تھا اُسنے لشکر عماد الملک اور بعضے امرائے نظام شاہی کو کہ
ہراول تھے بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کرکے فوج خاصہ نظام شاہی پر حملہ کیا اور اُس کے میسرہ کو بھی
متزلزل کرکے اُس کے چتر و علم دولت کی طرف متوجہ ہوا بہادران نظام شاہی ہجوم کرکے اُسکے مدافعہ مین
مشغول ہوئے اور ایک حالت عجیب گردون پیر کو مشاہدہ ہوئی عین الملک نے قریب چار سو مرد اہل ہنر کو جو
نامی تھے اور تمام معرکون مین اُنسے کارنمایان ظہور مین آئے تھے تہ تیغ بیدریغ کیا او صلابت خان عین الملک کا بھائی
بھی زخم کاری اُٹھا کر خانہ زین سے جدا ہوا منقول ہے کہ قاعدہ عین الملک کا یہ تھا کہ جس وقت کام اسپر تنگ ہوتا تھا معرکہ مین
پیادہ ایستادہ ہوتا تھا اور اپنے سپاہیون کو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا سواسطے اُس قتال مین بھی گھوڑے
سے اُترکر آدمیون کو مقاتلہ مین مصروف کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ احمدنگر کے باشندے مجروح اور خستہ ہوکر
منفرق ہوئے اور نظام شاہیہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھے باوجود اس حال کے بامید

عنایت غیبی و تایید لاریبی پاے ثبات قائم کر کے جنگ مین اصرار کرتا تھا اور جیسا کہ فرمایا کہ فتح بتقدیر آسمانی ہے سعی انسان
کو اس مین ہرگز دخل نہین ہے مردم کوتاہ بین عادل شاہ کے گوش زد کیا کہ سیف عین الملک جو از راہ مکر و حیلہ بیجاپور
کی طرف آیا تھا ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اس نے گھوڑے سے اُتر کر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ اس بات کو یقین
کر کے امرا اور سپاہ کو جنگ مین چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام بیجاپور کی طرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو معرکہ
سے پسپا کر کے ہزیمت دے کہ ناگاہ یہ خبر سنکر سوار ہوا اور صلابت خان کو چادر مین ڈال کر بحال ابتر پریشان مع محرم
بقیۃ السیف بیجاپور کا راستہ لیا اور جو نظام شاہ کے پاس تھوڑی جماعت باقی رہی تھی تعاقب مین صلاح نہ دیکھ کر
شکر الٰہی بجالایا اور بعد دو روز احمد نگر کی طرف راہی ہوا جیسا کہ وقائع عادل شاہیہ مین مذکور ہوا سیف عین الملک
عادل شاہ کی قلمرو سے کنارہ کش ہوا اور اُس حدود مین اُسے ٹھہرنے کی مجال نہ رہی بہزار خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ
لیکر وہان سے نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور نظام شاہ اگرچہ اُسکے فساد سے امین نہ تھا بلکہ نہایت رنجیدہ اور دلکشیدہ تھا
لیکن بحسب ظاہر خوشحالی کر کے اپنے مصاحبین سے یہ بات کہی کہ ہمارے طالع بلند اور قوی کا نشان یہ ہے کہ
عین الملک پھر اس طرف متوجہ ہوا اور ہمارے حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہے کہ پھر امرا کے سلک مین منتظم ہووے اور
بے تامل حکیم قاسم بیگ کو کہ محرم اسرار تھا اور اُس سے بزرگتر کوئی درباری اس دولتخانہ مین نہ تھا جلدی بطریق
استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور توجہ تجھے اس سرحد کی طرف لائی ہے اگر بحسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت
ہمایون سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہے ہرگز اسکا اثر ہماری نظر مین نہین ہے عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی
زیادہ اس سے کہ اوہام مین سماوے تصور کر کے باطمینان تمام حضور مین روانہ ہووے کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کے سرفراز ہو کر
اپنے ہمچشمون مین محسود ہوگا ہم نے مزید اطمینان کے واسطے امان نامہ اور رنگیر رومال خاصہ مین باندھکر بھیجا ہے لازم ہے کہ ہمراہ محرم بزم
اختصاص و مصاحب مجلس خاص قاسم بیگ حکیم کے درگاہ کی طرف متوجہ ہووے اور زیادہ اُس سے ہمارے دربار ثبات
آثار کو اپنے وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نہ رکھے قاسم بیگ نے سرحد مین عین الملک سے ملاقات کی اور
پیام شاہ کا جو کچھ تھا پہونچایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ حسین نظام شاہ اُسکے استقبال کو قلعہ احمد نگر
سے برآمد ہووے دوسرے یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اردو مین بطریق رہن رہے قاسم بیگ دونون امرون کا
ضامن ہوا عین الملک ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نگر سے دو کوس پر فرودکش ہوا قاسم بیگ نے
اُس سے یہ بات کہی کہ مجھے رخصت کر کہ احمد نگر مین جا کر طریق ملاقات قرار دیکر تیرے پاس انھین قدمون مراجعت
کرون تو اُردو مین تیرے بطریق ضامن رہکر تجھے نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجون عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ
بادشاہ کے دربار مین آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے مکان پر واپس گیا اور روغن بھلاوہ سر و ریش
پر ملکر آماس کے بہانہ بالین بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطعمہ اور اشربہ الوان
عین الملک کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلان ساعت مین نے ملاقات کے واسطے تجویز کی ہے تو قاسم بیگ علیل ہے معطل
نہوکر جلد روانہ ہو کہ ہم تمھارے استقبال کو سوار ہوتے ہین عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کے پاس بھیجے جب

اُسے اس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئے اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمھارے استقبال
کے واسطے سوار ہوا ہی عین الملک مجبور ہو کر صلابت خان کے ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قبول خان جو اسکا غلام تھا
ہر چند روانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری حیلہ ہی اور ملاقات اس بادشاہ عہد شکن کی مین مصلحت نہین
دیکھتا ہون ہرگز اسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قبول خان غمگین ہو کر اس سے جدا ہوا اور اپنے فرودگاہ مین جا کر یہ کہا
کہ عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی یہان سے کوچ کر کے شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ نے
ملاقات مقرر کی ہی وارد ہووین یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہنے پر مامور کیا اور
خود مع خیل و حشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبہ نیکا پور کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑے پر سوار
صحرائے مسطح مین ایستادہ ہی اور آگے اُسکے دو طرف ہاتھیون کو ایستادہ کر کے کوچہ بنایا ہی پھر ایک جماعت درباریان جلو ہو کے
بڑھا اُسے اور صلابت خان کو بسواری اسپ اندر لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونون یہان
سے پیادہ پا ہو عین الملک نے اپنے دل مین تجویز کیا تھا کہ بسواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُن کی
تکلیف دہی نہایت دل پر شاق گذری لیکن چونکہ دونون مجبور تھے پیادہ پا ہو کر آگے بڑھے اور بعد سلام دونون
نے رکاب بوسی کے واسطے قدم آگے بڑھائے ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کے مشرف نہوئے تھے کہ حکم کے موافق لوگون نے
اُسے اور صلابت خان کو گرفتار کر کے ہاتھیون پر سوار کیا نظام شاہ نے شکار کو دام مین لا کر مراجعت کی جب قصبہ نیکا پور
مین پہونچا فیلبانون نے اشارہ کے بموجب پوشیدہ دونون کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونون کی لاشین ہاتھی پر سے پھینکدین
حسین نظام شاہ یہ حال دیکھکر بولا کہ یہ بیچارے ہمارے خوف و ہراس سے دہلکر مر گئے پھر انکی تجہیز و تکفین کے واسطے اشارہ کر کے
ایک جماعت کو نامزد کیا کہ انکی عورات کو مع ساز و سلب حضور مین لادین اور باقی کو تاراج کرین قبول خان نے یہ نتیجہ آئینہ حدس
و ادراک مین مشاہدہ کر لیا تھا اور گوش بر آواز تھا جب لشکر بادشاہی کی توجہ سے آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات
کو سوار کیا اور قریب پانسو سوار جو عین الملک کے ملازم تھے مع اسپ تجی ولایت ابراہیم قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور چند
مقام مین تعاقب کرنیوالے مردم نظام شاہی کے ساتھ ایسی عمدہ جنگ گریز کی کہ زمین و آسمان سے تحسین و آفرین کی ندا
سنی اور جب حوالی اندریان مین پہونچا امرائے نظام شاہی کہ اس حدود مین تھے حقیقت حال پر مطلع ہو کر سر راہ ہو کر متعرض و مستعد
بجنگ ہوئے قبول خان نے مثل شیر خشمناک پلٹ کر اور پانسو سوار کو لیکر پانچہزار سوار نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ
کیا اور ایسی کارزار کی کہ ارواح بہادران اولین اور آخرین اسکے تماشہ کے واسطے حاضر ہوئین آخر کو نسیم فتح قبول خان کے پرچم
مراد پر چلی ظریف الملک اور چندا خان اور دلاور خان اور پاکباز خان جو امرائے معتبر نظام شاہیہ سے تھے مارے گئے اور غنیمت فراوان
قبول خان کے ہاتھ آئی اور بخیر و سعادت گلکنڈہ کی طرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے حقیقت وفاداری اسکی کہ باز ماندگان سے
صاحب اور ولی نعمت کی نسبت بجا لایا تھا منظور رکھکر بجاگیر لائق سرفراز کیا قبول خان جبتک زندہ رہا ہر سال ایک جماعت
احمد نگر بھیجتا تھا کہ عین الملک اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبہ نیکا پور مین واقع ہی انکی ترویح روح کے واسطے آش اور
روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتے تھے اور قبور کے خادمون کو نقود فراوان محفوظ کرتے تھے اور شجاعت اور مردانگی کا

استقدر دکن مین مشہور ہے کہ جوانان و بہادران از دیار دُور کے واسطے خاک اُنکے مزار کی چاٹتے ہین اور اُنکی ارواح سے استمداد
ڈھونڈتے ہین اور عین الملک کا باپ سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجرات مین پیدا ہوا تھا اور سلاطین گجرات
نے آثار شجاعت و مردانگی اُسکے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے اسے منصب دارون کی سالک مین محسوب کیا اور جب بس سے
خدمتہاے نمایان وقوع مین آئین سالک امرا مین منتظم کیا اور اُسنے بھی ہمت فراہم لانے جوانان خوب اور شجاع معرکہ آرا
اور مشہور مین مصروف رکھی مغل ور عرب ور افغان ور گجراتی ور حبشی ور دکنی وغیرہ و سن بارہ برس کی مدت مین قریب بہزار
آدمی خوب بہم پہونچا کر انسے بسلوک برادرانہ پیش آتا تھا اور خادمی ور مخدومی منظور نرکھتا تھا اور گھوڑے اور خیمہ خاصہ کچھ ہرگز
اُسکی سرکار مین نہ تھے جسوقت سواری کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا انھین جوانون سے طلب کرکے سوار ہوتا تھا اور جسوقت
کوئی سفر پیش آتا تھا اپنے ہمراہیون کے خیمہ مین فروکش ہوتا تھا اور جب جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنے افسرون کو بلا کر
کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی نے فلان جاگیر عزیزون کے نامزد فرمائی ہے آپس مین تقسیم کر چنانچہ وہ آپس مین اتفاق برادرانہ کرکے
محتاج دفتر اور اہل حساب کے نہوتے تھے اور کچھ زر اس جاگیر کے حاصل سے اسکے مصارف ضروری وخرچ خاصہ کے واسطے مقرر کرتے
تھے غرضکہ قریب چالیس برس عمر امارت مین بسر کی اور کسی معرکہ مین شکست نپائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ
کی خدمت مین مشرف ہوکر امیر الامرا ہوا اور ان سنوات مین شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کی طرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ
حسین نظام شاہ نے نفستی علی قلی کو مع پالکی اسکے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز و اکرام فراوان احمدنگر کی طرف لایا اور قصبہ
ویدالج پوری اور بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تعین سے بھی عنایت فرما کر دربار یان حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادل شاہ نے
جوار رحمت ذوالجلال کی طرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اسکے ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا ملا
عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکنڈہ کی طرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہے مناسب ہے کہ ہم اور
تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہون ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خیمہ و خرگاہ روانہ کیا جب نظام شاہ نے
یہ خبر سنی کوچ بر کوچ احمدنگر سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بسبیل استعجال اس اطراف مین آیا دونون
بادشاہ نے گلبرگہ مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کرین اُسکے بعد اتنگر کو تسخیر کرین چنانچہ
ہر دو باتفاق محاصرہ گلبرگہ مین مشغول ہوئے اور نظام شاہ کے گولہ اندازان رومی خان حلبی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور
ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آگیا تو مصطفی خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک
قطب شاہ تھا اُس سے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ قہار اور بے اعتدال اور عہد شکن ہے اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف مین لاویگا
آپکو قلعہ اتنگر سے مانع آویگا اور آپ اس سے عہدہ برا نہونگے بہتر یہ ہے کہ آپ اسکی اعانت و تقویت مین کوشش نفرماوین
کہ اسے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خان کا کلام صادق جانکر خیمہ اور خرگاہ اور
اثقال سے قطع نظر کرکے وقت شب کے اپنے دار الملک کی طرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ سے دشمن کے دفع کے واسطے
سفارش اور تاکید بہت کر گیا امراے عادل شاہی قوی پشت ہوئے اور قطب شاہ کے کوچ کرنے کی خبر سنتے ہی لشکر نظام شاہ
کے گرد تاخت و تاراج کرکے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تنگ آکر بیدون اُسکے کہ ہاتھ گردن شاہد

مقصود مین ڈالے اپنا پچھلا سر کھینچ کر احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ کے اتحاد
اور اتفاق کے بارہ مین متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور قہاری سے خائف اور ہراسان ہو کر اثنائے راہ سے
بھاگ کر گلکنڈہ کی طرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کر کے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا موخذہ
کیا اور قلعہ پرنڈہ مین دو تین ماہ اُسنے قید رکھا پھر مقام عنایت مین آ کر اُسے حبس سے نجات دی اور بدستور سابق معزز اور محترم کیا
اور علی عادل شاہ نے درپئے انتقام ہو کر بانواع تدبیر و حکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر
جب احمد نگر مین پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے یکجہت و یکزبان کرے پھر ملا انندرانی کو کہ
اُسکے مصاحبین سے تھا ایلچپور کی طرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان مین لا کر وصلت اور پیوند نسبت سے قوی
کرے چنانچہ ملا علی وہان پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ موثر ہوئے
مذکور کئے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پت کہ بعد تقریب عروسی کے عشرت آباد
مشہور ہوا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین باہم ملاقات کرائی دونون بادشاہ دریائے مذکور کے دو طرف فروکش
ہوئے خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروہ مہر و ماہ پر بلند کیے اور جشن اور سامان شادی مین مشغول ہو کر
بساط نشاط مبسوط کی مثنوی ز بس از دو سو بارگاہ و طناب + نہان شد زمین زیر موج و حباب + ندیدم جز آن بعد آب شگرف +
میان دو دریائے رود ژرف + زمین از دو لشکر کواکب نشان + در و جدول آب چون کہکشان + ز سیم و زر آن
ہر دو صاحب کلاہ + کشیدند بر آسمان بارگاہ + ز ہر جانبے کوس عشرت زدند + رہ شادمانی بنوبت زدند + زمین
آسمان وار آراستہ + خروش نے و نائے برخاستہ + جب مقدمات جشن و میزبانی اور مہمات شادی اور مہمانی نے
سامان قبول کیا منجمان دقیقہ شناس نے اجتماع نیرین کے واسطے ایک ساعت خجستہ اختیار کی اور قضات و علما سے
پایہ سریر خلافت مصیر بی بی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جب دولت
شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کے عقد مین آئی ہر شخص خوش و خرم اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوا اور
اُسی سال مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور چلپی رومی خان کو قلعہ ریگ نندہ پر کہ وہان کے کفار اپنے اندازہ سے قدم
آگے رکھکر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے نامزد فرمایا کفار اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوئے اور مسلمانون کی عدم
مزاحمت مین عہد و پیمان درمیان مین لائے پھر اس جماعت نے معاودت کی اور آخر سنہ ۹۶۷ نوسو سڑسٹھ ہجری مین
حسین نظام شاہ نے تعلقہ کالنہ پر جو تصرف مین ایک رائے کے تھا بخلاف باپ دادا کے کہ اسوقت تک نظام شاہ کے تصرف
مین نہ آیا تھا فوج کشی کی اور تین چار مہینے کے عرصہ مین چند قلعہ اور بھی مسخر کیے اور اپنے مردمان معتبر کے سپرد کر کے مظفر و منصور
احمد نگر کی طرف مراجعت کی اُن روزون مین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادل شاہ قلعہ شولاپور اور کلیان کے انتزاع کے
مین مصر اور بجد ہے اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف عازم ہوا ہے حسین نظام شاہ نے بمشورت
قاسم بیگ شاہ حسن انجو کو جو رخصت مکہ معظمہ لیکر بندر چیول گیا تھا احمد نگر مین طلب کر کے اُس سے مشورہ کیا اور
شاہ حسن اور قاسم بیگ نے جواب دیا ہمین تاب مقاومت کی ان تینون بادشاہون سے نہین ہے صلاح دولت یہ ہے

یہ ہی کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیکر لوازم صلح درمیان مین لائے حسین نظام شاہ نے کہا وہ قلعہ میرے والد بزرگوار نے بضرب شمشیر و مردانگی لیا تھا بڑی شرم و ننگ کی بات ہے اسکو دب کر دشمن کے سپرد کرنا پھر شاہ حسن جرأت کرکے عرض پیرا ہوا عالم بنا ہر وقت کا موقع اور محل ہے یعنی وہ ہنگام مقتضی لینے کا تھا اور یہ مقتضی دینے کا ہے پادشاہون اور دنیا دارون کو ایسے امور زبردستی اور زیر دستی کے اکثر پیش آجاتے ہین حسین نظام شاہ کسی طرح ساتھ اس مقدمہ کے راضی نہوا اور اسقدر پرخاش کی کہ تینون بادشاہ قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے کے ہمراہ رکاب لیکر احمد نگر مین آپہونچے نظام شاہ نے قلعہ احمد نگر کو کہ گلی تھا اور خندق نہ رکھتا تھا آذوقہ اور آلات آتشبازی سے مملو کرکے مردم جنگی کے سپرد کیا اور خود مع خزانہ اور اہل و عیال پٹن کی طرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنے متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے اتفاقات سے خانجہان بھائی امیر برید عماد الملک کے پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد نظام شاہ سے مانع آیا اور خود پانچ ہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کے ولایت کی تخریب مین مشغول ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو اسکے مقابلہ کے واسطے مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملہ اول مین خان جہان شکست فاحش کھا کر ملا محمد کے مقابلہ سے بھاگا چونکہ عماد الملک کے پاس شرم سے نہ جا سکتا تھا اسواسطے عادل شاہ کی ملازمت کے واسطے روانہ ہوا اور جہانگیر خان حبلتہ الملک مع لشکر برار نظام شاہ کی مدد کو آیا اتنے مین علی عادل شاہ اور رام راج اور قطب شاہ نے احمد نگر مین پہونچکر مکانات اور مساجد کی ویرانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیرا جب کام مردمان درونی پر تنگ ہوا قطب شاہ نے جو عاقبت اندیشی کرکے سمجھا تھا کہ عادل شاہ بھی نظام شاہ پر فائق ہوے اپنے مورچے سے راہ آمد و شد مردم درونی پر مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تھا اور قاصد اور معاون بفراغت نظام شاہ کی طرف سے قلعہ مین آمد و رفت کرتے تھے اور کسی طور سے محنت اور تعب کھینچتے تھے اور ملا عنایت اللہ کہ اسوقت مین قطب شاہ کا ملازم تھا اور ایسے امور مین دخل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھکر عرائض مشتمل اخلاص اور دولت خواہی حسین نظام شاہ کے پاس بھیجتا تھا اور جب اس قسم کے امور پوشیدہ نرہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سے مقام پرخاش مین ہوے اور جیسا کہ سابق مین وہ خوش طبعانہ قلعہ گلبرگہ سے بھاگ گیا تھا اسیطرح قلعہ احمد نگر کے مورچہ سے بھی رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ اور اثقال اسکے اس مقام مین چھوڑکر بسبیل استعجال گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کوچ کے وقت قطب شاہ سے جدا ہوکر آپکو قلعہ احمد نگر مین پہونچایا اور وہان سے پٹن مین جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چونکہ بعد شکست خانجہان کے عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا کرکے مع جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو بھیجا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہونچکر مانع وصول غلہ اور آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اردوے عادل شاہ اور رام راج مین بہم پہونچا تمام خلائق فاقہ کشی سے غمگین اور اندوہگین ہوئی اور دونون پادشاہ کوچ کرکے قصبہ آشتی مین پہونچے اور اس مقام مین استقامت کی اور دربے اسکے ہوے کہ دراے کبار کو مع لشکر بسیار قلعہ پرندہ کی طرف بھیجکر اول اسے مفتوح کرین اسکے بعد مراجعت کرکے احمد نگر پر متصرف ہوون نظام شاہ مضطرب ہوا اور بمشورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسین انجو اور ملا عنایت اللہ کے رام راج سے طریقہ آشنائی مسلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نے

کہا مین تین شرط سے صلح کرتا ہون اول یہ کہ قلعہ کلیان شاہ کو دیوین دوسرے یہ کہ جہانگیرخان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو
پہونچی ہی اور وہ ہمارا دشمن ہی اُسے قتل کرین تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان سے ملاقات ہووے حسین نظام شاہ
نے یہ بات سنکر اپنے حفظ دولت کے واسطے تینون امر قبول کرکے در دارے ظلم و جور کے اپنے احباب کے منھ پر کھولے اور
اچانک ایک جماعت افغانون کی بار کو جہانگیرخان کے دائرہ پر کہ مہمان اور دولت خواہ تھا بھیجکر اُسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف
سے زبان ہان و نہین نہ کھولی تغافل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بیمروتی کے کہ کافر قوی کے
کہنے سے ملک کی مصلحت کے واسطے ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کرکے اردوے رام راج کی طرف
روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع تکریم نظام شاہ کی بجا لاکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ رام راے
کی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے ستانے کے واسطے اسی مجلس مین طشت اور
آفتابہ طلب کرکے ہاتھ دھویا رام راج جاہل مشاہدہ کرکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کرکے بزبان کنہری بولا اگر یہ میرا مہمان ہوتا
تو اسکا ہاتھ بزرگ آسکے بیٹے انگشتان پر ہوتا یہ کہکر طشت و آفتابہ اسنے بھی طلب کرکے ہاتھ دھویا من بعد تنگنا ظرفی اور بحراج
برادران رام راج اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کا آتش فساد ساکن ہوا درمیان مین لاکر حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان
رام راج کو دیکر کہا اسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اسکے سامنے کنجی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور آپ سے رخصت
کو پان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے ہوا تھا ملاقات آپس سے نہ کی
اور اپنے دائرہ گاہ کی طرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے دار الملک اور دار الراج کی طرف روانہ ہوئے
حسین نظام شاہ نے احمدنگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سے تھا مسمار کیا اور اسکا دائرہ وسیع کرکے گچ اور پتھر سے
بنا ڈالی اور اسکی تیاری کے بارہ مین اہتمام بہت فرمایا کہ تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچایا اور اسکے گرداگرد ایک خندق وسیع
اور عمیق کھودی اور اور امیرون نے بھی منازل کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتداے سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین اپنی بڑی
بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خونزہ ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسین کے عقد نکاح مین دلایا اور ان
دنون مین جو دریا عماد الملک فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک کہ صغیرسن تھا اسکا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ
بسبب اس دشمنی کے کہ قطب شاہ سے احمدنگر کے محاصرہ کے وقت مشاہدہ کی تھی اس سے درپے دشمنی اور عداوت کے
ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کہ اس عرصہ مین مصاحب و ہمسایہ نظام شاہ کا ہوا تھا پھر باہم درمیان مین پڑکر ایسا
کیا کہ حسین نظام شاہ نے ایلچی قطب شاہ کے پاس بھیجکر باہم یکدلی سے اتفاق کیا اور قرار دیا کہ حوالی کلیان مین
ملاقات آپس مین کرکے لوازم عروسی بجا لاوین اسکے بعد قلعہ کلیان کو مسخر فرماوین اگر عادل شاہ اور رام راج
بھی انکی طرف متوجہ ہووین نظام شاہ مقابلہ رام راج کے قتال کا ہو اور قطب شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے
اور چونکہ حسین نظام شاہ قہار اور بیباک تھا کسی شخص کو اس ارادہ محال کے فسخ مین مجال عرض نہ تھی اسقدر سکوت اختیار کیا
کہ اوائل سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نے کلیان کے اطراف مین ملاقات کرکے اپنے آئینہ ہاے
دل کو کدورت عداوت کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لاکر بی بی جمال بنت حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کے

حبالہ نکاح مین منتظم کیا اور دونون بادشاہ نے متفق ہوکر قلعہ کالیان کو محاصرہ کیا اور جب قریب ہوا کہ مردم درونی امان
طلب کرکے قلعہ کو سپرد کرین کہ ناگاہ پیدا ہوا اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گران اُس حدود کی طرف متوجہ ہوے
اور برہان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کے قتل ہونے سے نظام شاہ سے رنجش خاطر
بہم پہونچائی اور باتفاق علی برید عادل شاہ سے پیوستہ ہوا حسین نظام شاہ نے ترک محاصرہ کرکے احمال و اثقال
اور اہل و عیال کو مع شاہزادہ مرتضے اور اپنے داماد شاہ جمال الدین حسین کے قلعہ اوسہ کی طرف روانہ کیا اور خود مع سات
سو ارابہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُنکے مقابلہ کو جاکر چھ کوس کے فاصلہ پر فرود کش
ہوا اور دوسرے دن حسین شاہ نے بہ نیت جہاد کفار بجانگر ہتھیار سپاہیون پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہوکر
رام راج کے اُردو کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کرکے بہ قصد مقابلہ اور مقاتلہ
عادل شاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہوا اور ان دنون مین موسم برسات
نہ تھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھاگئی اور اس شدت سے پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور تالاب اور
نالہ دریا ہوگئے آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے نہایت عاجز ہوگئے اور سپاہیون نے ہتھیار پھینکدیے اور توپون کے پہیے
دلدل مین دھس گئے صحبت عجیب و غریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نے اُسیدن اپنے لشکرگاہ کی طرف مع چالیس ضرب
توپ کلان معاودت کی اور تفضل خان یعنی شاہ ابو القاسم انجو کا بھائی کہ نوکران عادل شاہ سے تھا امراے برکی کی
ہمراہی مین نامزد فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنی سپاہی اُس لشکر کو دکھادے تو ہم کو فرصت ہووے کہ مسلح ہوکر میدان کی طرف
روانہ ہووین اتفاقاً تفضل خان نے تنہا سے راہ مین ارابہ توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کے درمیان افتادہ
دیکھے جب حقیقت اور ماہیت قصہ پر واقف ہوا بہ تعجیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیجکر بشارت دی علی عادلشاہ
اور رام راج نے آدمی روانہ کرکے ارابون پر قبضہ کیا اور بلا توقف دائرہ قطب شاہ پر جاکر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک
جماعت مخصوصان سے بھاگکر نظام شاہ کے عقب لشکرگاہ ایستادہ ہوا اور مصطفے خان اردستانی نے کہ اُسکا میر
جملہ تھا مع جمعیت اپنی کے رگ سیادت اور غیرت کو حرکت مین لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہاے جرمی پر چوب زنان
ہوا اور اسقدر پانون زمین کین مین گاڑے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آپہونچا اور اُردو قطب شاہ کا سلامت
اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلاکر یہ فرمایا مین توپخانہ کے ذریعہ سے چاہتا تھا کہ رام راج کا
مواجہہ کرون اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے مقابل مامور کرون مگر اب قطب شاہ مرتضے خان سے کہ ایک
امراے عادل شاہ سے ہے بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر ظہور مین آویگی اُنھون نے
جواب دیا اسوقت لڑائی مین نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہین ہوتا ہے آپ اپنے دار الملک کی طرف مراجعت
فرماوین اور جنگ و وقت پر محول رکھین جب رام راج اور عماد الملک اور علی برید کے امرا اور افسران سپاہ بطریق روز گشتہ
اُردو کے حوالی مین پہونچے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہوکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوے اور
دشمنون نے اُردو کو تاراج کرکے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا بنات النعش کی طرح متفرق ہوا زیادہ

ہزار سوار سے نظام شاہ کے پاس تنہا لیکن نظام شاہ بڑی دلی سے بطور چتر اور علم مرتفع کر کے نہایت تجمل اور وقار سے جاتا تھا
اور پانچ چھ ہزار سوار اُسکے چارون طرف تعاقب مین جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہوویں اور اس شہر بشیئہ
بادشاہی کی طرف نگاہ پھیر کر دیکھیں منقول ہے کہ وہ حضرت نماز کے بہت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پر پڑھوں قضا را
اس روز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اُتر کر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ اس وقت
مین گھوڑے سے اترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین ضروری نہین ہے آپ ایما اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز
ادا فرمائین اس شہریار وافر تہور نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے مین اس وضع سے نماز ادا کرون
یہ کہکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کی اُس شہریار کی فوج
سے دو چند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گردا گرد ایستادہ تھی کسی کو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم آگے بڑھاتا حسین نظام شاہ
جو پٹکا چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسے لباس سے نماز درست نہین تھی اعادہ لازم آیا یہ
یہ کہکر پٹکا کھولکر پھر اعادۂ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا پٹکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب یہ جرأت
دیکھکر آپس مین کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت مین کچھ کام نہ کیا اب ہم سے کیا ہوسکیگا پھر سب نے
باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہے ہم لوگ تعاقب سے
دست کش ہوے کہ کسی طرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضیٰ کو ہمراہ
لیکر قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمدنگر کی طرف کوچ کیا اتنے مین یہ خبر سُنی کہ عادل شاہ اور رام راج اور
برہان عماد الملک اور علی برید کوچ بر کوچ اس طرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مضبوط کر کے
جنیر کی طرف روانہ ہوا اور تمام دشمن احمدنگر مین آپہونچے اور کفار بیجانگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین ویران
کین اور ایک مسجد کہ چھت اُسکی چوبی تھی تیشۂ بیداد سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور انکی
عورات اور فرزندون کی بے حرمتی مین جو کچھ اُن سے بن پڑا تقصیر نکی عادل شاہ یہ اخبار سننے سے غمگین ہوا جو قدرت
ممانعت نرکھتا تھا رام راج سے کہا محاصرہ اس قلعہ کا جواب محکم زیادہ اول سے ہوگیا خلاف مصلحت ہے بہتر یہ ہے کہ کوچ کر کے
نظام شاہ کے پیچھے روانہ ہوویں رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق
عادل شاہ کوچ کر کے جنیر کی طرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ انکی توجہ سے واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی
اور سابا جی وغیرہ کے نامزد فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس تاخت کر کے ہمہ تن تاخت و تاراج مین مشغول ہوویں
کہ غلہ اور رسد اور سامان معیشت انھین بہم نہ پہونچے اور خود مع احمال و اثقال پل ندی کی طرف کہ کوہستان مین واقع ہے
روانہ ہوا رستم خان نواحی قصبہ کانون مین مخالفون کے قریب پہونچا اور بادشاہ کے حکم کے موافق وصول غلہ اور آذوقہ کا مانع
ہوا اس درمیان مین ایک دن علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور خانو اسکا ہمراہ فوج بیجاپوری مسافت
طے کرتا تھا رستم خان حبشی جرأت کر کے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ نہایت کثرت سے تھی حملہ آور ہوا
اور علی عادل شاہ کے خانو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کار آزمودہ مارا گیا اور بقیہ سپاہ نظام شاہ

پریشان اور بیحال ہو کر دشت ہزیمت مین آوارہ ہوئی لیکن رستم خان کی جرأت سے بیجاپوری اور بیجانگری
خوفناک ہوئے اور موسم برسات بھی قریب آیا رامراج اور عادل شاہ پھر احمدنگر کی طرف عازم ہوئے قضارا
رام راج نہرسین اور اسکے اطراف مین فروکش ہوا اور علی عادل شاہ نے دور تر نزول کیا اور دونون اپنے ممالک
کی طرف روانگی اور قلعہ احمدنگر کے محاصرہ مین متردد ہوئے اس درمیان مین احمدنگر کے شمال مین اس شدت سے پانی
برسا کہ رات کے وقت سیل عظیم آیا قریب تیس نفر امرا اور تین سو ہاتھی کہ زنجیر انکے ہاتھ پاؤن مین پڑی تھی اور
بارہ ہزار آدمی کہ جنکے نام رام راج کے دفتر مین مندرج تھے بحر فنا مین غرق ہوئے اب اسی پر مردم پیادہ اور بنگاہ اور
گھوڑے وگاے بیل وغیرہ کی بربادی قیاس کرنا چاہیے کہ کسقدر غرق ہوئے ہونگے رام راج اس کو شگون بد سمجھکر
اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرک کو ازسرنو تعمیر کیا اور رامراج سے کہا اگر تمہاری
خوشی ہو اسکو اور سنگ سے تیار کرون اور اسے تمہارے نام کہ رام درک ہے موسوم کرون رامراج نے منظور کیا اور
مزدور اور کاریگر اسکی تیاری مین مشغول ہوئے اور عادل شاہ باتفاق رامراج کوچ کرکے قصبہ کرکی طرف کہ قطب شاہ کی سرحد مین واقع
تھا پہونچے رامراج نے طمع عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملک کی کرکے برسات کی طغیانی کے بہانہ سے مقیم ہوا اور
چند پرگنے دونون سے لیکر بیجانگر کی طرف گیا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرک مرتضی خان کے حوالہ کیا اسنے بھی اپنے مقر
کی طرف معاودت فرمائی اور مرتضی خان قرب جوار کے سبب وقت بوقت ولایت شولاپور کی تاخت وتاراج مین قیام کرتا تھا
حسین نظام شاہ پھر عادل شاہ کی تحریک سے تصور کرکے کہ ویسا مستحکم قلعہ شولاپور ہوا اور ذخیرہ کے واسطے بارہ ہزار گونین
غلہ کی شاہ محمد انجو اور فرہاد خان اور ابراہیم خان حبشی کے ہمراہ روانہ کین مرتضی خان نے یہ خبر سنکر باتفاق امراے بریکی
تاخت کرکے شولاپور اور پرینڈہ کے مابین انکے فروکش ہونے کے وقت آتش قتال روشن کی اور حسب اتفاق شاہ تقی
نام ایک سید کہ نظام شاہ کے ملازمین سے تھا شمشیر خان سے ہمکھ ہو کر آپس مین شمشیر بازی کرنے لگے شاہ تقی مغلوب ہو کر اسیر ہوا
اور اسیرون کی طرح اسے ہاتھی پر سوار کیا اور اسوقت فریقین کے درمیان قتال وجدال عظیم واقع ہوئی اور امراے نظام
شاہی پسپا ہو کر بھاگ گئے اور قریب ایکسو بیس زنجیر فیل برباد اور غنائم لیے امراے بریکی جیسا کہ انکا قاعدہ اور دستور ہے
قرار فتح اپنی طرف دیکر تاراج مین مصروف ہوئے اور انبار غلہ کا جہانتک اٹھ سکا لوٹا اور باقی مین آگ لگادی مرتضی خان
اور شاہ قلی ہمایون نے ہاتھیون کو بیجاپور روانہ کیا اس درمیان مین ایک غلام بچہ حبشی نے کہ جملہ اسیرون سے تھا
اور ایک شخص نے اسے ہاتھی پر سوار کیا تھا گریہ وزاری شروع کی مرتضی خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات
کہی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے کی تمنا ہو تو مین تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو بفراغت تمام بسر کریگا اور جو
تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے ابھی آزاد کرتا ہون غلام بچہ نے کہا مین اپنے صاحب کو چاہتا ہون مرتضی خان نے
اسے فوراً آزاد کیا اور وہ بتعجیل تمام شاہ محمد اور امراے مفرور کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی
تاراج مین مشغول ہے اور مرتضی خان مع جماعت قلیل کہ دو سو سے زیادہ نہین فلان مقام مین ایستادہ ہے اسے
دستیاب کرکے اپنے فیلون کا عوض لو شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار سوار لیکے یکایک مرتضی خان کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور

زنجیر مین مسلسل کرکے احمدنگر کی طرف روانہ ہوا حسین نظام شاہ نے از سر نو بارہ ہزار گون غلہ مہیا کرکے اس تنبہ خود ہمراہ ہوکر بعجلت
برق و باد غلہ لشکر شولاپور کو پہونچا کر پلٹ آیا اور اسکی دورفت مین بارہ دن سے زیادہ عرصہ نہ لگا اسوقت ایک جماعت طرفین
سے اصلاح کے درپے ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ طرفین کے اسیرن کو سرحد مین لاکر دفعۃً واحدۃً چھوڑ دین پھر مرتضیٰ خان اور شاہ تقی
کو سرحد پر لے گئے جب دو رستے ایک نے دوسرے کو دیکھا اسطرف سے شاہ تقی اور اسطرف سے مرتضیٰ خان کو چھوڑ دیا
ایک بیجاپور کی طرف دوسرا احمدنگر کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرش لڑائی اور خود درائی کا لپیٹا
اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان صاحب رائے سے رجوع فرمائے اور وقائع عادل شاہیہ مین مرقوم ہے کہ وقتیکہ ان کے
مساعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ کے عداوت بصداقت مبدل ہوئی چاند بی بی ہمشیرہ حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد
مین منعقد کیا اور قلعہ شولاپور کہ جو مابہ النزاع اور فساد تھا اسکے جہیز مین دیا اور ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو
مرتضیٰ نظام شاہ ولد حسین نظام کے حبالۂ نکاح مین لائے اُن دونون بادشاہ نے بہ سبب نقارہ یکجہتی اور دوستی کا
بجایا اور سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین ساتھ اس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ مین بیان ہوئی سلاطین دکن بسبب
برہان عماد الملک کے سبب رام راج کے قتال اور استیصال مین کہ جو عرصۂ دکن مین علم انا ولا غیری کا گاڑتا تھا یکدل اور یکجہت
ہوئے اسکے بعد نظام شاہ اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کرکے آب کشنہ سے عبور کیا اور
ندی ہیکری کے کنارے کہ کشنہ سے چھ کوس پر ہے مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کے کہ
اکثر گولہ انداز اور تیر انداز تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا مسلمان اسکے حشمت اور شوکت سے متوہم ہوکر آپس مین اس
بات پر راضی ہوئے کہ صلح کر لین اگر رام راج وہ سب قلعے واپس دیدے جو اسنے ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ سے لیا ہے اور
عہد کرے کہ مین بعد مزاحمت اور تعرض نہ پہونچاؤنگا لیکن وہ کافر ان بادشاہون کو حقیر جانکر جملہ موجودات
ہیچ شمار کرتا تھا اور بدین نظر سب مین پہلی جلدی کی تنگنا ڈری کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی علی عادل شاہ
کے مقابل مقرر کیا اور ایلتمراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مقابلہ
مین معین کیا اور خود مع پچیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار کی ہمراہ سے اطراف کے کہ سر جنگ ساتھ اسکے ملحق
ہوئے تھے اور پانچ لاکھ پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بہت اسپ دیگر دو ہزار فیل کے حسین نظام شاہ کا مقابلہ
اور مقاتلہ اختیار کیا اور نہایت تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر اور ناظر نہ جانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہوکر اپنے بھائیون کو حکم
کیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ دستگیر کرنا کہ انکو لوہے کی بیڑیان پہنا کر عمر بھر قید رکھون اور اپنے ہمراہیان
کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا فوراً سر تن سے جدا کرکے میرے پاس لانا اور میمنہ ایلتمراج اور میسرہ تنگنا ڈری کے سپرد کیا اور
مقدمہ امرائے کبار کے تفویض کرکے خود قلب مین قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا و جہاد قتال کا کمر ہمت
پر استوار کرکے اور جوشن شجاعت زیب تن کرکے کثرت اعداء سے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضائے کانہم بنیان مرصوص صف آراستہ
کین عادل شاہ میمنہ مین اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ مین اور حسین نظام شاہ نے قلب مین مقام کیا اور ہر ایک نے علم
دوازدہ امام علیہم السلام بلند کرکے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے چھ سو ارابہ توپ کلان اور توپ میانہ اور

زنبورک اپنے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کین اور اسیطور پر دو سو ارابہ توپ ہاے کلان کی فوج کے آگے داہنے
اور بائین قائم کین اور پیچھے اسکے دو سو ارابہ ضرب زن کہ عبارت توپہاے میانہ سے ہے پہیے پر چڑھائین اسکے بعد
دو سو ارابہ زنبورک جسے شتر نال بھی کہتے ہین بقاعدہ و اسلوب نصب کین اور چلپی رومی خان کہ فنون آتشبازی اور
گولہ اندازی مین بے نظیر تھا انکی سرکاری مین مشغول ہوا اور سب کو گولہ اور باروت بھر کر تیار کیا اس درمیان
مین ہزار غریب تیر انداز نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدہ سپاہگری کھینچ
کے روبرو لائے اور رومی خان نے توپ ہاے کلان جن کا نام کفر توڑ ناہک متا اور کچھپا اور دھرتی دھمک اور کوہ
لرزان تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوئین تو دوسری آلات آتشبازی کہ جن کا مذکور سابق مین ہوا استعمال
مین لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے مقتول ہوئی وہ کافر اول مسلمانون کے قتال کو حساب مین
نہ لاکر اس وقت تک سنگاسن پر سوار تھا اب مسلمانون کے درپے قتل ہو کر سنگاسن سے اترا اور شامیانہ زربفتی اور
اطلس مشجر کے ایستادہ کر کے چوکی مرصع پر چار زانو بیٹھا اور دو طرفہ ہون اور پرتاب کے دو پہاڑ طلا کے ڈھیر لگائے
اور زر دامن دامن اور سپر سپر لشکر پر قسمت کیا اور ارباب اسلام کی جنگ مین ترغیبات کر کے وعدہ کرتا تھا
کہ جو شخص مظفر میرے پاس آوے تو اسکو سنگار مرصع اور اضافہ جاگیر سے سرافراز کرونگا پھر اسکے میمنہ اور میسرہ اور
مقدمہ نے بہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کر کے میمنہ و میسرہ نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ
کے صفوف سے ہے پسپا کیا اور خلایق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافرون کی طرف سے ہوا اس درمیان مین حسین نظام شاہ
نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ بتوفیق سبحانی اور امداد ائمہ معصومین علیہم السلام
اسی وقت مظفر و منصور ہونگے کوشش اور سعی مین تقصیر کرو اور کاردان کار آگاہ چلپی رومی خان نے جلدی
اور مردانگی کر کے دوبارہ توپ ہاے کلان اور متوسط مین بجاے گولہ کے کراپ اور تھیلی پیسون کی بھر کر رام راج
کے لشکر پر سر کین کہ دفعۃً پانچ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کاغذ بادی کی طرح اڑ کر بیجان
ہوگئے اس وقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی آدیون کے پیچھے سے برآمد ہوا اور باتفاق کشور خان لاری
کے کہ ساتھ آٹھ ہزار سوار عادل شاہی کے ساتھ بسرعت برق و باد اسکے پاس پہونچا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا
مثنوی فرو ریخت خون از دم تیغہا ✱ چو امطار از میغہا ✱ سنان یلان شعلہ افروز شد ✱ چو برق بہاری جہان
سوز شد ✱ اس وقت کہ طرفین اپنے کام مین مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جس کا نام غلام علی
تھا اور رومی خان کے حوالہ تھا رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کر کے اسے بھگایا اور اس کا تعاقب کر کے
رام راج کے سنگاسن کی طرف متوجہ ہوا اور وہ پیلوان کے صدمہ کے خوف سے کرسی سے اٹھا اور چونکہ
ضعیف ہو گیا تھا اور قوت سواری نہ رکھتا تھا یا یہ کہ قلم تقدیر نے فنا اور زوال اسکے چہرۂ حال پر کھینچا تھا نہایت
تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار نہوا سنگاسن پر جا بیٹھا اور کہارون نے اس کو اٹھایا تھا کہ حسب اتفاق
ہاتھی وہان آپہونچے کہار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگ گئے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے طمع سے ہاتھی کو

بڑھایا اور سنگاسن کی طرف ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے اُٹھا کر اپنے پشت پر لادے ایک خواص رام راج
کا جو وہاں حاضر تھا اُس نے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاید رام راج کو پہچانا اس واسطے اس کے قتل کا اشارہ
کیا ہے وہ ازروے دولت خواہی آگے بڑھکر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ اس میں رام راج ہے اسے دولت
غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کی طرف ملتفت نہوا اور بہ شفقت تمام رومی خان
کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بہ تعجیل اسکو نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے پہچانکر فوراً
اسکا سر تن سے جدا کیا اور تاج سنان کرکے اُسے ہاتھی پر مرتفع کیا اور حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے لیجا دیں جب
کفار بیجانگر کو اپنے سردار کا قتل متحقق ہوا پاے ثبات اُنکا جگہ سے ہٹ گیا فرار قرار پر اختیار کی اور رام راج کے بھائیوں
نے بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کرکے اپنے بھائی کی مدد کے واسطے دوڑے اس درمیان میں خبر
اُسکے قتل ہونے کی سُنی تو انھوں نے بھی مثل اور دن کے راہ فرار پائی اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک
کہ دس کوس بیجانگر سے ہے پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ میں اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کی طرف کے قتل
ہوے اور نقد و جنس اسقدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم و زبان اس کی شرح و بیان سے عاجز اور
قاصر ہوا اور سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جسکے ہاتھ آئی اُسے ارزانی فرمائی اور حسین نظام شاہ
نے پوست سر رام راج کاہ سے پر کرکے یہ بیت پڑھی **بیت** چو بیشہ تہی گرد از نرہ شیر ٭ شغالان در آیند
آنجا دلیر ٭ اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر اکفر بصحابت ایلچی تفال خان براری کے پاس بھیجا
کس واسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ میں رام راج کی تحریک کے سبب فرصت دیکھکر احمد نگر کے اطراف تک مزاحمت
پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نے انی کندی سے بیجانگر میں جاکر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اس وقت
تک کہ ۱۰۲۰ ہجری ایک ہزار بیس ہے آبادی کی علامت اس مقام میں محسوس اور مشاہدہ نہیں ہوتی ہے اور ینکناڈری
جو چارہ نہیں رکھتا تھا لاچار ہو کر جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے زبردستی لیے تھے مسلمانوں کو واپس دیے
اور جس صورت سے کہ ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہو کر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف
روانہ ہوئے لیکن حسین نظام شاہ جب احمد نگر میں پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباشرت کی کثرت
سے اس جہان فانی سے وداع ہو کر سراے باقی کی طرف خراماں ہوا **مثنوی** درین دیر فانی کہ آرام دید ٭ کہ
بود آنکہ جاوید ازو کام دید ٭ کسے رخت ازین خانہ بیرون نبرد ٭ کہ تیر بلائے زگردون نخورد ٭ چگویم زگردون
ناپاکباز ٭ کہ با پاکبازان کند ترکتاز ٭ فغان از سپہر شرارت اثر ٭ کزو عالمے گشت زیر و زبر ٭ مدت سلطنت اسکی
بحساب تاریخ وفات اسکے باپ کے اسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہے اور یہ مصرعہ اسکی تاریخ فوت کا مادہ ہے **مصرعہ**
آفتاب دکن شدہ پنہان ٭ اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی میں داخل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں کہ چار
بی بیوں سے پیدا ہوئے تھے باقی رہے بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضے اور برہان اور دو بیٹیاں ایک چاند بی بی
زوجہ علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین انجو کی منکوحہ تھی اور بی بی حیات سے دو بیٹے شاہ قاسم اور

شاہ منصور اور دو بیٹیاں آقا بی بی زوجۂ عبد الوہاب بن سید عبد العظیم اور بی بی جمالی زوجۂ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابو المظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور بدیوانہ کی سلطنت و جہانداری کا

جب حضرت قادر ذوالجلال نے تخت احمد نگر کو ابو المظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے وجود باجود سے
مزین کیا اور دائرہ مملکت اس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات اور محبان
اہلبیت زیادہ تر معزز اور مکرم ہوئے اور بہت موضع اور قصبہ علما اور سادات اور مستحقین کو وقف ہوئے تب بعد
فتح برار کے بسبب خبط دماغ یا عالی ہمتی کے قریب سولہ برس گوشہ نشین رہا اور مہمات بادشاہی ارکان دولت
سے رجوع کر کے ایک یا دو خدمتگار کے سوا اپنے پاس کسی کو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام عمدہ پیش
آتا تھا اعیان حضرت عرضیہ بذریعہ خادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کر کے باہر
ارسال فرماتے تھے اور کسی کتاب میں یہ نظر نہ آیا کہ بادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور خلل اور زلل اسکی
سلطنت میں راہ نہ پاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد میں اس شاہ جم جاہ کے سن رشد اور تمیز سے تمیز ہوکر سلک
ملازمان میں منتظم ہوا تھا اور جو وہ شہریار آغاز جوانی میں تاج جہانداری زیب فرق کر کے امور مالی اور ملکی میں مشغول ہوا تھا
اسکی والدہ خونزہ ہمایون نے تخمیناً چھ برس مہمات بادشاہی کو انجام دیا اور اپنے بھائی عین الملوک اور تاج خان اور
اعتبار خان خواجہ سرا کو اپنے امرائے کبار سے کیا اور اپنی تقویت میں اس طرح کوشش کی کہ مافوق اس سے متصور نہ تھی
اور ملا عنایت اللہ کو پیشوا کر کے ہر روز پس پردہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو انجام
دیتی تھی مرتضیٰ نظام شاہ مع ایک جماعت غریبا اور حبشی لہو و لعب میں مشغول ہو کر مہمات سلطنت میں ہرگز دخل
نہیں کرتا تھا اور خونزہ ہمایون بیٹی میا نجو بن خواجگی پوتی جہان شاہ قراقوینلو بادشاہ آذربائیجان تھی اور اس عرصہ
میں عادل شاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھ کر بلدہ انی کنڈی اور بیجانگر کی تسخیر کے واسطے فوج
کشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رام راج کو روگردان کر کے تلنگانہ کی بادشاہی کہ دار الملک کرناٹک تھا اس کے
نامزد کرے اور انی کنڈی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لاوے اس سبب سے تمراج حاکم
تلنگانہ نے مضطرب ہو کر مرتضیٰ نظام شاہ اور خونزہ ہمایون کو عرض داشت در خواست کمک گذرانی خونزہ ہمایون
مع مرتضیٰ نظام شاہ ملا عنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کی طرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار ہو کر ہاتھ
دامن ممالک کرناٹک سے کوتاہ کیا اسکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف میں پہونچا اور چند روز کا
عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بطور تاخت انی کنڈی سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن مردمان
خیر اندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ میں کوشش کی اور آپس میں کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کو آپس میں
منازعت کرنی مروت سے بعید اور شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحہ کر کے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹیں غرضکہ
جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایون نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور دوسرے برس

مرتضی نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے بقصد انتظام تفال خان کہ یورش بیجانگر مین اس نے
رفاقت نہ کی تھی ولایت برار کی طرف نہضت فرمائی اور ایلچپور تک اس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت
سے معدوم کرکے آتش قتل و غارت اس طرف کے باشندون کے مکانون مین روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہئے
ظہور مین لائے اور جب موسم برسات پہونچا تفال خان نے علی عادل شاہ کو ازراہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور ارسال
تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کرکے باتفاق نظام شاہ
اپنے دار الملک کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین علی عادل شاہ عازم تسخیر بعضے ولایات
نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندانہ کو کہ بیس کوس قصبہ جاکنہ سے ہے وہان کے لشکر کو موافق کرکے اس پر متصرف ہوا
اس وقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کی طرف نامزد فرمایا خونزہ ہمایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعضے
افسران دکنی کو اسکے مدافعہ کے واسطے مقرر کیا اور انھون نے قصبہ کہج مین پہونچکر کشور خان سے شکست
کھائی اور بحال پریشان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تسلی کرکے ممالک سرحد کے
محصول خریف و ربیع پر کہ قریب بیس لاکھ ہون کے ہوتا تھا متصرف ہوا اور جائے فتح مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر
کرکے نہایت غلبہ بہم پہونچایا اور چونکہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزون کو
جاگیر دی تھی اور یہ لوگ سپاہ کے احوال پر نظر التفات مبذول نکرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع
ہوتا تھا لہذا شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضی خان بھتیجا شاہ جمال الدین حسین
انجو کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دولتخانہ کے اطوار اور اوضاع مشاہدہ کرکے رنجیدہ ہوئے اور
مرتضی نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جواب دیا کہ دولتخانہ کی تمام خلائق والدہ کی طرف ہین
اسکا تسلط کیونکر دفع کرسکتا ہون یہ عرض بیجا ہے اگر حکم ہوے فرہاد خان اور اخلاص خان و حبشی خان
کو کہ امرائے کبار حبشی ہین ساتھ اپنے موافق اور متفق کرکے اسکے تسلط کا علاج کرین نظام شاہ نے یہ امر قبول
فرمایا اور ان لوگون نے امرائے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین پہونچایا کہ
فلان فلان شخص حاضر ہوئے ہین اگر ارشاد ہووے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤن کو حرم کے اندر بھیجکر
خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا چو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضی خان نے
مجلس سے سرانجام کار کے واسطے برخاست کی بسبب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم
مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ اس راز سے مطلع ہو کر چاہتی ہے کہ مجھے سلطنت سے معزول کرے
اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کے واسطے بولا کہ امان جان فلان فلان
اتفاق کرکے آپکے دشمنون کو قید کیا چاہتے ہین خونزہ ہمایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غنچہ سربستہ حریفون کا
شگفتہ ہوا دیوانخانہ مین آن کر شام کے وقت اسی بیرو [illegible] شاہ جمال الدین حسین کو گرفتار کرکے مقید کیا اور فرہاد خان
اور اخلاص خان اور حبشی خان اسکی گرفتاری سے آگاہی پاکر مع جمعیت اپنی اسی وقت قلعہ سے باہر نکل گئے

اور شاہ احمد اور مرتضےٰ خان پیادوں کے درمیان ہو کر قلعہ سے اپنے مکان پر آگئے اور سید مرتضیٰ سبزواری
اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعضے غریب جو نظام شاہ کے سلک خاصہ خیل میں انتظام رکھتے تھے اور انھیں اس
امر میں شریک جانتے تھے سوار ہو کر باتفاق قلعہ سے نکل گئے خونزہ ہمایون نے ایک جماعت کو مرتضیٰ خان
کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضےٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبوں کے
ہمراہ بیجاپور کی طرف بھاگا اور فرہاد خان مع اور امرا تمام شب میدان کالا چبوترہ میں مع افواج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی اپنے
اہل عیال کی طرف بھیجکر حکم دیا کہ مع مال اپنے گجرات کی طرف روانہ ہوں خونزہ ہمایون نے ایک معتمد اپنا اسکے
پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر میں شریک نہ تھے تمھاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہے تم باطمینان تمام اپنے
مکان میں جاکر اپنے حال میں مصروف رہو یہ لوگ جانتے تھے کہ بی بی وقت کو منقضی دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی
کرتی ہے ان باتوں سے فریب نہ کھایا پھر دوسری مرتبہ بی بی نے مضطرب ہو کر قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خان کا
صاحب تھا اسکے پاس بھیجا اور وہ جاکر حق رسالت بجالایا وہ بولے کہ تمام آدمی جانتے ہیں کہ ہم تم اس مشورہ
میں داخل تھے اور بی بی اس امر کو بخوبی جانتی ہے غرض اس کی یہ ہے کہ ہمیں غافل کر کے انتقام لیوے بہتر یہ ہے
کہ تو اپنی سلامتی ہماری رفاقت میں دیکھکر اس ملک سے جلا وطن ہو کہ یہاں کا رہنا مصلحت و مناسب نہیں قاسم بیگ
حکیم نے انکا کہنا باور کیا اور اپنے فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ لیکر اور صندوق جواہر کہ اس کی عمر بھر کا ماحصل ان میں
تھا چھپا کر شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کیا پھر فرہاد خان باتفاق ان لوگوں کے رات کو
گجرات کی طرف روانہ ہوا خونزہ ہمایون نے چند امرا کو ان کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اخلاص خان اور حبشی خان
نے احمدنگر کی طرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خان کہ زیادہ تر خوف و وہم ان کے دلوں پر غالب ہوا
تھا بہ تعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہونچے اور وہاں پر تعاقب کرنے والے ان پر ہجوم لائے کمال الدین حسین
ولد قاسم بیگ کو جو سترہ برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور چونکہ وہ ملک بیگانہ میں نہ رک سکتے تھے احمدنگر کی طرف پلٹ
آئے اور بی بی نے سپاہ آدمیوں کی طرف سے دلجمعی کر کے کمال الدین حسین کو قلعہ دھرپ میں بھیجا اور پھر بعد
تھوڑے سے عرصہ کے بمقام لطف و عنایت میں ہو کر اسے قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور عزت و قرب
میں اختصاص بخشا اور اپنے اعوان و انصار کی تقویت میں زیادہ تر کوشش کر کے شاہ احمد اور مرتضیٰ خان
کو امان نامہ مشتمل دکنی قولنامہ کہتے ہیں بھیجکر بیجاپور سے طلب کیا اور قولنامہ قاسم بیگ اور فرہاد خان کے واسطے
بھی ارسال فرمایا فرہاد خان نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے احمدآباد گجرات میں توقف کیا اور آدمی شاہ
رفیع الدین حسین کے پاس احمدنگر میں بھیجکر صندوق جواہر کا طلب کیا شاہ رفیع الدین نے اسی طرح سے صندوق
سربمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اسنے جب یہ قاسم بیگ کے پاس پہونچایا اسنے بحال خود مشاہدہ کی مگر کیسہ
مالیہ جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہو کر نعرہ زن ہوا اور کہا افسوس کیسہ نہیں ہے
پھر اسی وقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا خونزہ ہمایون کشور خان کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے تجاوز

دیکھکر اُسکی موافقت اور اتحاد باطنی ملا عنایت اللہ سے سمجھی ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوند مین محبوس کیا اور
پھر چند عرصہ کے بعد لشکر جمع کرکے اور سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین کشور خان کے
بقصد دفع فساد ہمراہ اپنے فرزند مرتضے نظام شاہ احمد نگر سے نہضت فرمائی جب دامن کانون مین پہونچی ملا حسین
تبریزی اور شاہ احمد اور مرتضے خان نے کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کرکے پھر نظام شاہ کو اُسکی
والدہ کی گرفتاری اور اُس کے دفع تسلط مین تحریص اور ترغیب کی نظام شاہ کہ اپنی مان کے غلبہ سے نہایت
آزردہ تھا اس مرتبہ اُس کے علاج اور فکر مین ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا اگر اجازت
ہو صبح کو شکار کے واسطے جاؤن اُس نے رخصت دی نظام شاہ نے اُس شب کو فرہاد خان اور اخلاص خان
اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤنگا لازم کہ تم اور اکثر امرا میرے ہمراہ رکاب
رہو دوسرے دن کہ صبح دولت چمکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کی طرف روانہ ہوا سواے تلج خان اور
عین الملک اور اعتبار خان کے تمام اُمرا اُس کی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون کہ عورت
عاقلہ تھی از روئے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار
ہوئی لیکن چونکہ ادبار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمون مین گئے کوئی اُسکے دربار
مین حاضر نرہا نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری
کے واسطے مامور کیا اور اُسکے پیچھے فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اُسکے خود مع مردم خاصہ خیل
اور مصاحبین اور بعضے امراے دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون نے واقف
ہوکر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر قریب کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار
ہوکر اُسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بطریق عورات پردہ نشین محلسراے مین تشریف رکھیے اور مہمات
مالی اور ملکی مین دخل نہ دیجیے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی اے غلام تیری یہ مجال ہے کہ ہماری نسبت ایسی بات
کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُسکا بازو پکڑکر گھوڑے سے اُتارے خونزہ ہمایون نے جرأت کو کام فرمایا اور خنجر
میان سے برآوردہ کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بران سے اُسکی رگ زندگانی کاٹے حبشی خان نے
بچابکدستی اُسکا ہاتھ پکڑکر ایسا اینٹھا کہ خنجر اُسکے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک و تلج خان اپنی بہن کی رہائی
مین نہ مشغول ہوئے راہ فرار لی حبشی خان نے بدنجمی تمام خونزہ ہمایون کو پالکی مین بٹھاکر مرتضے نظام شاہ کے
پاس پہونچایا نظام شاہ نے اُسے حوالات مین لیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امرا سے بلطف و رحمت
پیش آیا ملا حسین تبریزی کو کہ اُس روز فدویانہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا
اور کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اُسکے اعزاز
و اکرام مین کوشش کی اور مرتضی خان کو جملہ امرا سے کیا کہ اُس زمانہ مین شاہ احمد کہتے تھے بخطاب مذکور
سرفراز کرکے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑے اور ہاتھی اور مال و اسباب اُسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت

عین الملک اور تاج خان کے تعاقب مین روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان طے مسافت مین استعجال کرکے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد مین پہونچا اور جو لوگ کہ اُسکے تعاقب مین گئے تھے واپس آئے منقول ہے کہ مرتضے نظام شاہ وام کانو سے احمد نگر کی طرف آیا اور ایک جماعت عربیون سے کہ خبر قضیہ خونزہ ہمایون سُنکر بہ تعجیل اُس کی ملازمت کے واسطے آئی تھی بہ منصب لائق سرفراز ہوئی اور اُسی عرصہ مین رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کی طرف کشور خان کے استیصال کے لیے متحرک کیا اور ایلچی ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر کمک طلب کی اور قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دارور مفتوح ہوا اور جو فتح اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سے خالی نہ تھی لہذا اب اُسکی شرح مین مشغول ہوتا ہون وہ یہ ہے کہ جب مرتضے نظام شاہ قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود بدولت و اقبال مع شاہ احمد اور مرتضے خان اور بھی مقربون کے اپنے ہاتھ کھانا پکانے مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک مخبر کشور خان کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سر بمہر لاکر نظام شاہ کے ملاحظہ مین گذرانا جب اُسکا لفافہ کھولکر پڑھا شاہ اُسکی عبارت بے ادبانہ پڑھکر آشفتہ ہوا اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوکر یون کہا کہ مین جبتک قلعہ کو فتح نہ کرونگا اس گھوڑے سے نہ اُترونگا اور جب قلعہ کے قریب پہونچا دروازہ کی طرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر تفرشی خان اور تمام مقربون نے عرض کی کہ طریق قلعہ کشائی کا یہ نہین کہ گرد راہ اور صعوبت سفر بغیر دفع کئے ہوئے ایسے قلعہ محکم کو بسواری اسپ مفتوح کرین نظام شاہ کہ فتح قلعہ مین مجد اور مصر ہوا تھا اُن کی التماس پذیرانہ کی اور یہ فرمایا کہ حق قادر ذوالجلال کی توفیق اور تائید سے قریب دروازہ جاکر ابھی تیغ و تبر سے شکستہ کرکے داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین کسی طور کا مجھے آسیب اور صدمہ نہ پہونچے گا اور جو پیمانۂ عمر آب فنا سے لبریز ہو چکا ہے اس بلا سے کنارہ کرنا فائدہ نہ بخشے گا دولتخواہ سمجھے کہ اس نے عزیمت ملوکانہ کو کام فرمایا ہے یہ کسی طرح سے فسخ عزیمت نہ کرے گا پھر التماس سلاح پوشی کی نظام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور آخر کو جب کہا کہ سلاح پہنا سنت سرور کائنات و مفخر موجودات ہے لہذا جوشن زیب تن کرکے تیر و کمان ہاتھ مین لیکر روانہ ہوا اور ادھر سے یعنی برج قلعہ سے آگ برسنے لگی ہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی کثرت سے ضائع ہوتے گویا ہول قیامت روئے زمین آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کے نظام شاہ نے باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھینکتا ہوا اس مقام مین پہونچا کہ اس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اُس وقت بہادران نظام شاہی تیراندازی مین مشغول ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے باوصف اسکے دو تین گولیان بندوق کی نظام شاہ کے اسلحہ پر پہونچین کسی طرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اُسے مراجعت کے بارہ مین فہمائش کرتا ناگاہ جوش و خروش متحصنون کا بہ طرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اس طرف کے متحیر ہوئے ایک جماعت کھڑکی توڑ کر قلعہ مین داخل ہوئی دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کے لگا وہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا لاش اُسکی خاک پر افتادہ ہے اور قلعہ مین کوئی نہین میدان صاف ہے جاتے ہی اُس کا سر تن سے جدا

کر کے برج قلعہ پر آویزان کیا نظام شاہ یہ احوال مشاہدہ کر کے شکر الٰہی بجالایا مثنوی سلاطین کہ کشور کشائی کنند + بتوفیق حق بادشاہی کنند + چو تائید یابند از لطف حق + شود حال ایشان بر دیگر نسق + نباشد چو دیگر کسان کارشان + بود بوالعجب جملہ کردارشان + چو سازند اعلام ہمت بلند + بہ بندند خلقے بخم کمند + اگر فکر تسخیر کشور کنند + بیک حملہ خلقے سخر کنند + منقول ہو کہ بعد از وقوع کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرائے بزرگ عادل شاہی سے تھے مع دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرتے ہوئے احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے امرائے نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار لیکر بسپہ سالاری خواجہ میرک دبیر اُن کی طرف متوجہ ہوئے جب قریب پہونچے خواجہ میرک امرا کو آگے بھیجکر خود کمین گاہ میں بیٹھا جس وقت فریقین کا سامنا ہوا صفوف جنگ آراستہ کیں عین گرمی معرکہ میں چالیس ہاتھی بادشاہی مع علمہائے سبز اور چار سو سوار خاصہ خیل کہ ہمراہ رکھتا تھا معرکہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان پہونچنا مرتضے نظام شاہ کا یقین کر کے وادی ہزیمت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے تعاقب کر کے عین الملک اور نور خان کو زندہ دستگیر کر کے مظفر و منصور دارد کی حوالی میں نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا اور قطب شاہ نے اُن روزوں نظام شاہ سے ملحق ہو کر اظہار یکجہتی کی تھی دونوں بادشاہ متفق ہو کر بعزم تسخیر بیجا پور ولایت عادل شاہ میں داخل ہوئے شاہ ابوالحسن نے کہ عادل شاہ کا پیر قبلہ تھا سید مرتضے سبزواری کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولتخواہ کا موروثی ہے شہادت و گواہ کا محتاج نہیں اگر حکم ہووے مخلص بو فور خیر اندیشی شرف بساط بوسی سے مشرف ہو کر جو صلاح دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے عجیب و غریب نہوگا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابوالحسن ہمارا پیر زادہ ہے اگر یہاں تشریف لاوے ہم اسکی صلاح سے تجاوز نہ کرینگے ابوالحسن امیدوار رحمت ہو کر موضع واکلدری میں خانخانان کے ذریعہ نظام شاہ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور تحفہ و ہدایائے نفیسہ گذرانا عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جانتا تھا کہ دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجب راحت و آرام ہے اور فوائد کلی اس میں شامل ہیں لہذا نسبتیں درمیان میں الکرام رائج ہے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اگر بسبب مردمان کوتہ اندیش غبار نزاع چند روزے مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقام خشونت میں ہونا حسیم اور دوراندیشی سے بعید معلوم ہوتا ہے اگرچہ بحسب ظاہر سے موافق ہے لیکن پوشیدہ زبان و سہ دل سے رکھتا ہے پھر وہ کتابت نفاق آمیز کہ اُن دنوں میں قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی اور شاہ ابوالحسن اُسے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ میں لاکر اپنے دعوے پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نے اُس کی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے آتش بادشاہ کی آتش قہر کو اس طرح روشن کیا کہ اسی دربار میں نظام شاہ نے امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ کے گوشمال اور تادیب کے لیے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی فرار میں معلوم کر کے فوراً سوار ہوا اور

خیمہ و خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑ کر عنان عزیمت گلکنڈہ کی طرف معطوف کی مرتضی نظام شاہ نے اسکے اردو کو تاراج کر کے اُس کا تعاقب کیا اور اس قدر ظلم اور تاراج و غارت مین اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا بیٹا شاہ عبد القادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنے باپ کی خدمت مین عرض گذار ہوا کہ مرتضی نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہین اور ہمارے تعاقب سے دست کش نہین ہوتے اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ مین ایستادہ ہوں اور دشمن کے تعاقب کے وقت اسکے عقب آن کر دست برد کرون یہ امر مقرون صواب ہوگا بشرطیکہ آنحضرت متعرض احوال ہوون قطب شاہ کو اس وقت جلو ریز جاتا تھا کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ پہونچا اسکے چہرہ سے آثار تہور و شجاعت دیکھکر متوہم ہوا اسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چند روز کے اس شاہ بیمروت نے اس جرم پر کہ حقیقت مین عین دولتخواہی تھی شربت موت اُسے پلا کر پیوند زمین کیا اور شاہ ابو الحسن نے رسالت اور دولتخواہی جیسی کہ چاہیے بجا لایا اور وکالت کر کے علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ کے ساتھ یکجہتی اور یگانگی کے بارہ مین عہد و شرط وقوع مین پہونچایا اس وقت نظام شاہ نے سالما اور غانما احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور خانخانان کہ ملا عنایت اللہ سے نہایت ڈرتا تھا اور اسے اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہو نظام شاہ اُسے پھر زندان سے برآوردہ کر کے منصب پیشوائی سے سرفراز کرے اس واسطے اُس نے ہنگام فرصت مقدمات وحشت آمیز نظام شاہ کے ذہن نشین کیے اور پروانہ اسکے قتل کا حاصل کر کے اس بیچارہ کو قلعہ سے برآوردہ کر کے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن یہ مبحث علاوہ قباحت تاریخ اردو سے قطب شاہی ہو کر اعلی ادنی اس سے متنفر ہوئے مقارن اس حال کے قطب شاہ نے جب یہ باتین سنین مرتضی نظام شاہ کو لکھا کہ ہمین اس برادر کامگار سے یہ توقع نہ تھی کہ سفیہ دولت کے کہنے سے دوستون کے فیل کی طمع کرین لیکن جو کچھ مال ہمین نے آپ کے پیشکش کیا کس واسطے کہ یہ مطلع ہو کہ ہمارے بیشہ اور جنگل مین بکثرت ہیں اور باوجود اسکے آپ مرحوم بزرگ اور اصیل اور کار آگاہ کے جو آپکے دولتخانہ مین بہت ہین آستا و نوری جراح کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے نظام شاہ نے اس ملاحظہ سے کہ مبادا قطب شاہ عادل شاہ کو موافق کر کے دعوی فیلون کا کرے اس واسطے خانخانان کو معزول کر کے شاہ جمال الدین حسین کو خلعت منصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اُس عرصہ مین زنگی قلعہ ریکندہ کے استحکام اور متانت کے سبب مغرور ہو کر قدم اپنے اندازہ سے بڑھا کر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور ایذا رسانی کے درپے ہو کر اہانت سبب کرتے تھے مرتضی نظام شاہ نے شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد و مرتضی خان اور دوسرے سادات انجو کے مشورہ سے کہ مدار مہمات سلطنت کا اُن پر تھا سنہ مذکورہ مین قلعہ ریکندہ کی طرف جو بندر چیول کے جوار مین واقع ہے نہضت فرمائی اور طے مسافت کر کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور فرنگیون نے بھی نشان مدافعہ اور مجادلہ بلند کیا اور قریب دو سال رفتہ رفتہ وقت اہالی کفر و اسلام مین جنگ قایم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و تفنگ اور گولہ ہاے بم اور نیل سے شہد شہادت

چکھہ کر روضہ رضوان میں داخل ہوتے تھے اور ہر ایک طرف لشکر میں آواز نوحہ وزاری بلند تھی تکفین وتجہیز سے فرصت نہوتی تھی کس واسطے کہ امرا سوا تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی میں نہ مشغول ہوتے تھے اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کی طرف متوجہ نہوتے تھے اور سب ہمت اس امر پر مصروف کرتے تھے کہ زینہ لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھیں اور مردم درونی کو زیر کر کے قلعہ مسخر کریں اور اس سبب سے کہ نصاری استعمال آتشباری میں مہارت تمام رکھتے تھے یہ امر صورت پذیر نہوتا تھا اور قلعہ پر سے اس قدر گولہ سیل وبم کے برساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمانوں کو جل بھنکر جنت نصیب ہوتی تھی اور شور نوحہ مسلمانوں سے برپا ہوتا تھا آخرش یہ مقرر ہوا کہ دروازے دخول وخروج متحصنون پر بند کر کے اسباب معیشت سے انھیں محروم کریں اس امر کے باعث تمام عیسائی بحر اضطراب میں پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کر کے اور بنادر کی طرف مفرور ہو دیں لیکن بعضے مردم فرنگ مانع آئے اور یہ فہمائش کی کہ جو کچھ مال سلطان کہ سوداگران درون قلعہ کے پاس ہی باہم محافظت قلعہ میں صرف کریں جب یہ امر فائدہ نہ بخشیگا اُس وقت راہ فرار مسدود نہوگی دوسرے بندر میں اپنے آپ کو پہونچا دینگے چنانچہ امرائے نظام شاہی خصوص اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نے مبالغ خطیر نقد وجنس رشوت لیکر اور شراب پرتگالی سے مست ہو ہو کر سائر ما یحتاج رات کے وقت بھیجکر ابواب خصوصیت مفتوح کر کے ایسا کیا کہ ہر شب ہر ایک امیر آذوقہ اور تمام اجناس فرنگیون کو پہونچانے لگے اور ہر روز دفع الزام اور مظنہ کے واسطے زینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگا کر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرتے تھے اور نصاری آتشباری کے استعمال میں مشغول ہو کر بہت مجاہدون کو ضائع کر کے مسلمانوں سے فریاد وتوحہ بلند کرواتے تھے اور فرنگی باطمینان تمام لشکر اسلام کے مدافعہ میں قدم استوار کر کے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے اور قلعہ کسی صورت سے فتح نہوتا تھا اور شاہ جمال الدین حسین بمقتضائے جوانی مہمات ملکی ومالی میں نہ مصروف ہوتا تھا عیش وعشرت میں مشغول رہتا تھا اور خواجہ میرک دبیر کو اپنا وکیل کر کے ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دکن سے بہتر اور افضل جانتا تھا مرتضی نظام شاہ طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے بہ تنگ آ کر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی سے رنجیدہ ہو کر خواجہ میرک سے شکایت کرتا تھا اس درمیان میں کشتی مسلمانوں کی بندر جردن سے بندر چیول کی طرف آتی تھی فرنگی سد راہ ہو کر غالب آئے اور مسلمانوں کو قید کر کے اُن کے مال واسباب پر متصرف ہوئے اور اُن مسلمانوں میں دو جوان غریب حبشی تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو اُنکے چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھے فرنگی انھیں برج وبارہ پر بھیجکر مسلمانوں سے لڑنے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہو کر گاہ گاہ تیر وتفنگ لشکر اسلام کی طرف پھینکتے تھے اور آخر کو وہ اپنے اس اطوار ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے جو امرائے نظام شاہی ساتھ فرنگیون کے متفق تھے یہانتک کہ ایک دن فرنگیون کا افسر اپنی مجلس میں مذکور کرتا تھا کہ جمیع امرائے نظام شاہی ہم سے متفق میں لیکن خواجہ میرک دبیر کسی طور ہم سے موافق نہوا اور ہمیشہ در پے مجادلہ اور پرخاش ہے رستم خان اور شمشیر خان نے یہ بات سنکر آپس میں یہ تجویز کی کہ کسی طرح قلعہ سے کود کر مسلمانوں سے جا ملیں اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کر کے تیر میں

باندھکر خواجہ میرک کے لشکر کی طرف پھینکا اور رات کو بند و سلاسل توڑکر بلندی قلعہ سے رسی اور کمند کے سہارے خود
میرک کے مورچہ کی طرف اترے اور اسکے مورچہ مین پہونچکر اس نہج سے فرنگیون کی قید سے نجات پائی اور جب خبر
نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی انھین خلوت مین بلاکر حقیقت حال مردم درونی کی قوت و ضعف سے استفسار
فرمایا اُن دونون نے بلا حظہ جو کچھ نفس الامر تھا اس تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ مین بفراغت تمام ہین
اور اُن کے شوق و ذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ مین گرفتار ہین کسواسطے کہ اسباب
معیشت کی انھین کچھ پروا نہین ہر شب اطراف قلعہ سے امراے حبشی اور کبھی صندوق ہاے پر زر کے غلہ اور دیگر نعمتہا
مرغ اور گوسفند اور جس شی کی انھین خواہش ہوتی ہے پہونچاتے ہین اور روز جنگ زرگری کر کے مردم سلطانی کو قتل
کرواتے ہین سواے خواجہ میرک دبیر کے سب امرا اُن سے ہمزبان ہین نظام شاہ نے حال مخالفت اور
موافق کا دریافت کر کے خواجہ میرک دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہوکر نہایت
بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین اس امر سے واقف ہوکر وکالت سے دست کش ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی
بلا اجازت احمدنگر کی طرف گیا اور آنحضرت نے ترک محاصرہ کے بارہ مین خواجہ میرک سے صلاح کی اُسنے معروض
کیا کہ جو کچھ حضرت ناظم خلد فرماتے ہین نہایت بہتر ہے لیکن وقت مقتضی اسکا ہے کہ ترک محاصرہ کر کے خود بدولت و اقبال
احمدنگر کی طرف تشریف فرما ہووین اور وہان نزول اجلال فرماکر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو ظہور مین پہونچاوین مرتضی نظام شاہ
نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کر کے کوچ کیا اور جب احمدنگر مین پہونچا فرہاد خان اور اخلاص خان
حبشی کو کہ ایسے بزرگ تر کوئی امیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اسکی زوجہ برہان پور کی طرف نکالدیا
اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کر کے چنگیز خان خطاب دیا اور سربلندی بخشی اور خداوند خان کہ ماں اسکی حبشی اور
باپ اسکا مشہدی تھا اور نہایت بلند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خان کی سفارش سے اُسے سلک امراے کبار مین منتظم
کیا اور اسی طرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کی دستگیری کر کے منصب امارت پہونچایا اور چنگیز خان کو نہایت عقل و فہم تھا
عہدہ منصب وکالت جیسا کہ چاہیے سرانجام ہوا اور شہر احمدنگر کو عدل و احسان کی آبپاشی سے رشک بوستان ارم
کیا فقیر و محتاج اور تلاش سے بیراہ نہ تھین ۹۸۱ھ مراد ملک روا کر دو روزگار ہو اور علی عادل شاہ نے چنگیز خان کا مرتبہ
ملاحظہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ ابراہیم قطب شاہ سے ملاقات کر کے اسکے ساتھ اپنے موافق کرے چنگیز خان
اُسکے مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اس سے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ
کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات اُن کے بہم کئے اور
عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس مین سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ ممالک کرناٹک پر
بقدر اسکے کہ محصول اسکی مملکت برار اور بیدر کے برابر ہو متصرف ہووے اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار اور بیدر
کو قبضہ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کر کے اسپر قابض ہو اور قطب شاہ بحال اپنے ہو کر کسی جانب سے
سروکار نہ رکھے پھر دونون بادشاہون نے ایک دوسرے کو رخصت کر کے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی

کی اور خیل و حشم کی ترتیب و آراستگی مین کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ مین واقع ہوا تھا صلاح
مین آیا تین ہزار قریب ترکش بند نوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کے واسطے ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری مین
روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور علم و فضیلت مین آراستگی رکھتا تھا از راہ حمیت تفال خان
کے پاس برار بھیجکر لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اس کے فوت کے برہان عماد الملک کہ اسکا
بڑا بیٹا ہی وہ وارث ملک ہی جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھ پر واجب تھا کہ متکفل و متصدی سرانجام ملک ہوکر
اسکی پرورش کرے اب وہ بفضل خدا سن رشد اور تمیز تک پہونچا اُسکو مکان مین قید رکھنا اور خود صاحب
اختیار ہونا معنی نہین رکھتا ہی چاہئے کہ بمجرد ورود حکم نامہ ہذا اُس کے حکم سے تجاوز نکرے اور مہمات
مالی اور ملکی برہان عماد الملک سے رجوع کرکے آپ کو محض بیدخل کرے اور جو نہین تو منتظر رہ کہ جو کچھ تجھے
پہونچنا چاہیے پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اُس مین مندرج فرمائین ابیات گردن بنہ اطاعت شہ را و سر مکش
کار بزرگ را نتوان داشت مختصر ⁂ سیمرغ وار چون نتوان کرد قصد قاف ⁂ چون صعوہ خرد باش و فرو ریز بال و پر ⁂
بیرون کن از دماغ خیال محال را ⁂ تا در سر سرت نرود صد ہزار سر ⁂ تفال خان یہ نامہ پڑھکر بحر اضطراب مین پڑا
اور اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اُسنے یہ جواب دیا کہ یہ
حرف و صوت ہی نظام شاہ جو ہمیشہ اور داعیہ اس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہی ان باتون سے اس کا مآل یہ ہی کہ رعیت
اور لشکر کو ہم سے منحرف اور بیتاب کرے اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد مین اُس سے کم نہین ہین لازم ہی کہ
پانون رکاب شجاعت مین ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعہدہ شمشیر آبدار رجوع فرمادین تفال خان کہ سپاہ نکبت و ادبار
نے اُسے چارون طرف سے گھیر لیا تھا اپنے بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملایم
زبان پر نہ لایا ملا حیدر کو رخصت انصراف دی اور نظام شاہ نے پاتری کے اطراف مین یہ بات سماعت کرکے
ایلچپور کی طرف کوچ فرمایا اور ادھر سے شمشیر الملک مقدمۃ لشکر پدر ہوکر مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نظام شاہ کے
طلیعہ کو غافل کرکے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سرداروں کو اُسکے تدارک کے واسطے نامزد فرمایا شمشیر الملک نے
باپ سے کمک طلب کی اور تفال خان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور اُدھر چنگیز خان اُس کے آنے
سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور جہندا خان کو امرائے حبش کی مدد کے واسطے
بھیجا اور پھر ساتھ اُنکے اکتفا نکرکے از راہ احتیاط اور دور اندیشی خود بھی بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے
مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق و باد روانہ
ہوا جس وقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نے وہان پہونچکر شیر گرسنہ کی طرح مخالف پر حملہ کیا
اور حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اس طرح سے افروختہ ہوئی کہ اُس کے خوف سے آسیب
پہنچے ہلال فلک الافلاک سپر بھاگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پہ کھینچکر اس حال کے مشاہدہ کے گریبان ہوا
مثنوی دو لشکر بہم دو دریائے خون ⁂ پدیدار ہی از تیغ جیحون فزون ⁂ ز ہر سو دلیران و زور آوران

کشیدند شمشیر کین از میان ٭ جہانگیر خان معرکہ مین خود مباشر جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور یکجہت تمام لشکر سے انتخاب کئے تھے اور اس مدت مین ساتھ اُن کے مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کے حال سے ہردم باخبر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا نام فدوی جان نثار کیا تھا مع ان دلیران کے تفال خان کے قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تفال خان کے علمدار سر پر تیغ جنیو کا مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور جوانون نے بھی کوشش مردانہ کرکے سپاہ دشمن کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور تفال خان اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر مصرع شکستہ سلاح و گسستہ کمر ٭ پیش پیش پہونچا نکسر ایلچپور کی طرف بھاگ گئے اور دو سو ستر ہاتھی کلان کہ عمدہ فیلان برار سے تھے جہانگیر خان کے ہاتھ آئے اور مظفر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور پایہ اُس کی قدر و منزلت کا برتر ہوا اور پھر اُس نے پہلے رعایا کو بعنایات پادشاہ امیدوار کرکے استمالت نامجات رعایا کے واسطے مملکت برار کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور جب سب نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع زمیندار و مقدم اور قانونگو اس ولایت کے دربار مین حاضر ہوئے سب کو خلعت ہاے شاہی سے سرفراز کیا پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تفال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ حوصلہ صف جنگ کا نہ کیا جنگل مین بھاگ کر پناہ لی اور مرتضی نظام شاہ نے اُن کا تعاقب کرکے جابجا متفرق و پریشان کیا اور قدم ان کا ایک مقام پر جمنے نہ دیا یہان تک کہ بعد چھ مہینے کے تفال خان اور اس کا بیٹا دونون ایسے جنگل مین کہ راہ گزر کسی کی نہ تھی در آئے مرتضی نظام شاہ بھی اُس حد مین پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سامان و اثاثہ دستیاب کرے کہ ناگاہ میرمو سے مازندرانی کہ سید مجذوب تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازدہ امام علیہم السلام کی قسم ہے یہان سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت مین مجھے بارہ ہزار ہون نذر سے نظام شاہ نے جس دم نام دوازدہ امام سنا فیل مست کو کہ جس پر سوار تھا کجک مار کر ایستادہ کیا اور سید کا اصل و نسب پوچھا و دیکھا کہ محب اہلبیت ہے آدمی بھیجکر جہانگیر خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمہ لشکر تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس سید کے تفویض کرو جہانگیر خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہے مکان پر پہونچکر دونگا صلاح یہ ہے کہ زیادہ اس سے توقف نہ فرماوین کہ اسی وقت تفال خان اور شمشیر الملک مع خزانہ آپ گرفتار ہونگے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفال خان مملکت برار سے سو حصہ زیادہ میرے سپرد کرے تجھے دوازدہ امام کی دہائی اور قسم ہے بجا نہ لاؤن گا جہانگیر خان نے پھر سید سے یہ بات کہی بعد مشقت بسیار یہ نوبت پہونچی کہ غنیم نکل گیا ہے اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہے خدا کے واسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہہ کہ یہ مبلغ مجھے وصول ہوئے انشاء اللہ تعالے مکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلا قصور ادا کرونگا سید نے جواب دیا کہ کتنے برسون کے بعد دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہون کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہئے جہانگیر خان نے تعجیل تمام گھوڑے بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کرکے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس رکھیے

منزل پر جا کر زر بین دیکر تاکید کرون گا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہین ہر قیمت ان کی فیصل کر کے میرے حوالے کر
کہ پھر تو مجھے دوبارہ نہ دیگا اور نہین تجھے دیکھونگا چنگیز خان نے ناچار ہو کر مبصرون کو بلا کر قیمت کر کے معاملہ فیصل
کیا لیکن اس وقت تفال خان نے فرصت پا کر جنگل سے برآمد ہوا اور چونکہ اُسے کہین پناہ نہ ملتی تھی آسیر و برہان پور کی طرف
بھاگا مثنوی بود روشن این نکتہ چون آفتاب ۔ کہ از دست تقدیر نتوان شتافت ۔ بسا رانیا شد جہانی ظہور
کہ پنہان شود ہمچو ظلمات نور ۔ القصہ نظام شاہ نے سرحد مین خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اُس
ولایت کو تنبیہ کیا کہ تفال خان ہمارے عساکر نصرت مآثر کے رو برو سے بھاگ کر اس طرف آیا ہے اُسے اپنی
ولایت مین پناہ نہ دیوین اور اپنی مملکت سے نکال دیوین واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اُس جناب کی تھی ورنہ
یقین تھا کہ جس وقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اس طرف مین گذر کرتا مضمون عالیہا سافلہا ظہور مین
پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفال خان کے پاس بھیجا اور وہ مضمون اُسکا سمجھکر دوسرے راستہ
سے ولایت برار مین در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دولتخواہ ایک لشکر لیکر آنحضرت
سے ہوا خواہون حکام دکن نہ ہوا کی موافقت سے اتفاق کر کے چاہتے ہین کہ یہ مملکت بندہ کے تصرف سے
برآوردہ کرین لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کے پیشکش کی امرا سے سرحد کو امر
فرمائیے کہ اس حدود مین آکر قابض ہووین تو مخلص بہر سے قدم کر کے درگاہ عرش اشتباہ مین حاضر ہو اور
اس جماعت کے شر جانسے مصئون اور محفوظ ہووے ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفال خان اور شیر الملک
نے عاجز اور بہت تنگ آنکر چاہا کہ تحصن اختیار کرین تفال خان قلعہ برنالہ مین جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا
اور شیر الملک نے قلعہ کاویل مین پناہ لی اور مرتضیٰ نظام شاہ تسخیر مملکت کے واسطے زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا
اور قلعہ برنالہ مین خیمہ اور سرا پردہ برپا کئے اور امراء لشکری نے اُس کو احاطہ کر کے الٹنگ اور مورچے آگے
بڑھا کر قدم اس کوہ فلک نظیر کے دامن مین رکھا اور عریضہ تفال خان کا لشکر گجرات مین اکبر بادشاہ کے پاس پہونچا
ایک سردار درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ تفال خان بندگان درگاہ سے ہے اور ولایت برار تعلق ہمارے
ملازمان سے رکھتی ہے لازم ہے کہ تسخیر اُس ولایت اور محاصرہ برنالہ سے دست کش ہو کر تفال کا متعرض احوال
نہ ہووے مرتضیٰ نظام شاہ چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ باعزاز پیش آیا اور اُسے رخصت انصراف فرمائی ایلچی
آگرہ مین پہونچکر شاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اُس وقت معاملہ بنگالہ کا درمیان
مین تھا بادشاہ دہلی نے اس طرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کے لینے مین زیادہ تر ساعی ہوا اور تفال خان
کے بھی بدافعہ مین تقصیر نہ کرتا تھا اور لشکر خان جو بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا رومی خان
کا یہ دونون گولہ اندازی اور فن آتشبازی مین دستگاہ تمام رکھتے تھے باتفاق ہر چند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین
پر اثر نہ ہوتا تھا اس درمیان مین احمد نگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض
کامل اُس کی تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور

کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہو کر ارادۂ مراجعت کیا اتفاقاً اُن دنوں میں نظام شاہ
نے ایک طفل امرد پسر کہ جس کا نام صاحب خان تھا حالت فریفتگی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمد نگر تھا
ترک محاصرہ اور احمد نگر کی روانگی کے بارہ میں بچہ اور مصر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کر کے
نظام شاہ کوچ کر دے اس درمیان میں ایک تاجر افغان نام نے کہ ہندوستان کی طرف سے چند گھوڑے اور
اسباب نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ میں یہ اسباب اور گھوڑے تفال خان کے واسطے لایا ہوں
اگر آپ رخصت فرماویں قلعہ کے اندر لیجا کر فروخت کروں یہ امر مروت سے بعید ہو گا چنگیز خان نے کہا کہ میں تجھے
ایک شرط پر اجازت دیتا ہوں کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کر کے ترک تجارت کرے
کس واسطے کہ آثار عقل و کیاست و علامت شجاعت و شہامت تیرے چہرہ سے ہویدا ہیں اور ایسا شخص شائستہ
سزاوار اس کے ہے کہ ملازم شاہ ہو وے وہ طمع خام میں پڑ کر بول اٹھا اگر یہ امر ہوئے تو میری سعادت چنگیز خان نے
موقع وقت پا کر کہا رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی میں تقصیر نہ کرے
تاجر نے قبول کیا اور جس دن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو کہ پاس تجارت تھا کر زر خطیر اسکے حوالہ
کیا اور یہ فہمائش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع میں رکھکر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور بعدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ
سے موافق کر کے یہ روپیہ انہیں پہنچانا اور سمجھانا کہ تم ترک محافظت کر کے نظام شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمہیں مال دینا
سے غنی اور سپاہی زمرہ دیگا چنانچہ اس شخص نے اس کی فہمائش پر عمل کر کے اکثر آدمیوں کو موافق کیا اور وہ رات کے
وقت بحیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہو کر چنگیز خان کے پاس پہنچے اور قلعہ کی پاسبانی کے واسطے کوئی قلعہ
کے اندر نہ رہا اسد خان اور رومی خان تھا طرح توپ ہائے کلان قلعہ کے قریب لیگئے اور گولوں کی ضرب سے
ایک دیوار مع برج اڑا دی اور جو اس قلعہ میں آدمی رہ گئے تھے کہ اس رخنہ کو بند کرتے آخر کو ایک جماعت لشکریان
خاص چنگیز خان شہور سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی ہجری میں داخل قلعہ ہوئی اور دار و گیر کی آواز بلند کی تفال خان مع جماعت
مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھولکر منتشر ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استرآبادی کو کہ اسکے سالک ملازموں میں
منسلک تھا مع جماعت غریبان اس کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ میں گیا اور
نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار میں لا کر فاتح ملک برار تاریخ فتح کی لیا اسکے نظام شاہ نے
برہان عماد الملک کو کہ قلعہ نارنالہ میں تفال خان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خان اور اسکے فرزندان اور
جمیع وارثان سلطنت برار کو مقید کر کے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ میں وہ سب اجل طبیعی یا اور
طرح سے عالم فانی سے جہان باقی کی طرف راہی ہوئے اور ان کا نام و نشان مثل حرف غلط صفحہ دنیا سے باقی نہ رہا منقول ہے
مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداروں پر تقسیم کر کے احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی خواجہ میرک دبیر
المخاطب بہ چنگیز خان نے کہا کہ علی عادل شاہ سے یوں مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمد آباد بیدر دونوں حضرت
سے متعلق رہیں جو علی عادل شاہ قلعہ بنکاپور کی تسخیر میں مشغول ہو فرصت پا کر احمد آباد بیدر کو بھی مفتوح کیا چاہیے

مرتضیٰ نظام شاہ قبول کرکے بیدر کی طرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دایہ زادہ برہان الملک کو بفرزندی
دریا عماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کی طرف اُسے روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف مین پہونچا
سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ مین مخفی تھے اُس کے پاس فراہم ہوے اور اکثر تھانہ ہاے
نظام شاہی اٹھا دیے خداوند خان اور خورشید خان اس فساد کے علاج سے عاجز آئے اور یہ بیت عریضہ مین درج کی
بیت سر فتنہ دارد دگر روزگار ٭ ہمین مست و برا اسپ ور وزکار ٭ اور دوسرے دن عریضہ اُن کا اس مضمون
سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس نفیس اس طرف توجہ فرماوین اور محمد شاہ کو گوشمال دیوین صلاح ملک کے واسطے
بہت انسب ہوگا اور اُمراے برار نے بھی عریضہ تحریر کرکے یہ بیت درج کی بیت بجز صرصر باد پایان شاہ
کس این گرد را بر ندارد ز راہ ٭ نظام شاہ نے مضمون عریضہ پر اطلاع پائی اور اُسی وقت سید مرتضیٰ سبزواری
کو کہ انھین دنون مین حسب فرمان بیجاپور سے آیا تھا سپہ سالار کرکے مع آٹھ ہزار سوار اپنے سے پیشتر مخالفون
کے لشکرگاہ کی طرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے مع جماعت مقربان اور مخصوصان برار کی سمت نہضت فرمائی اور
چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد کوچ کرکے آوے وہ حسب الحکم باتفاق جمیع امرا افواج آراستہ بجناح استعجال
مسافت طے کرکے بادشاہ سے ادھر دس کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہرچند کوشش کی کہ اُس دن نظام شاہ
وہان مقام کرے صورت پذیر نہوئی وہ دس کوس پر اور آگے رونق افزا ہوا اور آن حضرت کے قبل نزول
سید مرتضیٰ مع جمعیت اپنے آپہونچا اور برہان الملک کی فوج جعلی کو بزور شمشیر متفرق اور پریشان کیا بلکہ اثر
اُس قوم کا نچھوڑا اور نظام شاہ نے جب گھاٹ روہنکیر سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی نے جو اپنی سرحد مین
بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ آسیر مین پناہ لی اور نظام شاہ نے برہانپور تک باگ سمند ملک تمثال نہ روکی اور اس
حدود مین بہت خرابی وقوع مین لایا اور چنگیز خان نے جو قلعہ آسیر کی بہت تعریف سنی تھی نظام شاہ سے نقد رخصت
حاصل کرکے اس قلعہ کی سیر کے واسطے دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر اُن مین غریب تھے لیکر روانہ ہوا محمد شاہ نے واقف
ہوکر اپنے امرا کو کہ سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جاکر چنگیز خان کو گھیر کر ہلاک کرو اس واسطے
لشکر خاندیس نے مسلح اور مکمل ہوکر حملہ کیا چنگیز خان دشمن کی کثرت خیال مین نہ لایا نشان مدافعہ بلند کیا بعد جنگ شدید
مخالفون کو شکست دی اور مردمی سے ایک جماعت اعیان اُس ولایت کو دستگیر کیا اور نظام شاہ اُس کے
بعد برہانپور سے وہان گیا اور صحرا کو زیر خیمہ و خرگاہ کھینچکر الناک اور مورچے امرا پر تقسیم کیے تاراجیون نے مملکت
خاندیس مین اثر آبادی کا نچھوڑا محمد شاہ نے بعد گفتگو ے دراز فیل وقال لیبا ر چھ لاکھ مظفری بنام شاہ اور
چار لاکھ چنگیز خان کو بسم نعل بہا دیکر الیسا کیا کہ وہان سے برار کی طرف متوجہ ہوے اور شاہ میرزا اصفہانی
قطب شاہ کا حاجب کہ مبارکباد فتح کے واسطے آیا تھا یہ سمجھا کہ رایات نظام شاہی بیدر کی طرف حرکت کرینگے
چنگیز خان کو بذر خطر طامع کرکے بولا کہ قطب شاہ مجھسے متوقع ہی کہ اگر تو دلا سکتا بیدر کی تسخیر سے دستکش ہووے
تو اسی وقت دو لاکھ ہون تسلیم کرتا ہون کہ اپنے سپاہیون کے صرف مین لا چنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے

متعلق ہی اُسکی بدولت مجھے کسی شی کی کمی نہین ہی میرا مقصود یہ ہی کہ وہ خار سر راہ برطرف ہو کر تمھارے اور نظام شاہ کی
مملکت مین فاصلہ نہ رہے اور پادشاہ دکن کہ بحسب اہلیت ہین آپس مین برادرانہ سلوک کر کے دغدغہ اور آسیب سے
بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہین شاہ میرزا چنگیز خان کے جواب باصواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو
نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود وجواہر محظوظ کر کے ایک دن محفل شراب مین صاحب خان سے یہ بات کہی کہ
چنگیز خان چاہتا ہی کہ مہار سلطنت اپنے قبضہ مین لا کر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اس وقت نصف لشکر نظام شاہ کا
اُسکا پرورش یافتہ ہی اپنا ارادہ احسن وجہ سے ظہور مین پہونچا سکتا ہی اور اسی واسطے تمھین صحرا بصحرا پھراتا ہی کہ
موقع پا کر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق وحق سمجھ کر چنگیز خان کے درپے تضییع ہوا
قضارا اس عرصہ مین بسبب اتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان ہمایون کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا
چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اُسکی تنبیہ اور تادیب کر کے غبار بے عزتی کا اُس کے
سر پر جھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اُس کی عداوت مین ساعی ہوا جس وقت فرصت پاتا تھا باتین وحشت آمیز
اُس کی نسبت پادشاہ کے دربار مین مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک مین پہونچاتا تھا اور نظام شاہ
اُس کی باتون کو محمول بغرض جانکر کہتا تھا کہ ہم نے جو ضبط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اسلیے
ازروے عداوت کے بیہودہ گوئی کرتا ہی یہان تک کہ ایک دن صاحب خان پادشاہ کے ساتھ شراب
پیتا تھا اور بازار ناز ونیاز گرم تھا پھر چنگیز خان کی غیبت مین غیبت شروع کی اور وہی جواب سنا صاحب خان
نے گریان ہو کر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہی شاہ میرزا سے جو اُس کا ہمشہر ہی اسے بلا کر
حقیقت حال دریافت فرمائیے نظام شاہ نے شاہ میرزا کو رات کے وقت کہ کوئی شخص واقف نہووے
اپنی مجلس مین طلب کر کے تفتیش کیا اُس نے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب و
تاب سے اپنے دروغ با فروغ کو مذکور کر کے مزاج صاحب تخت وتاج کا چنگیز خان سے منحرف کیا لیکن
باوجود اس سنگے آن حضرت نے ان باتون کو بھی غرض تصور کر کے چند روز بنظر تحقیقات تامل اور تفکر
مین بسر فرمایا یہان تک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت
دلگیر ہوئے ہین چاہتے ہین کہ احمدنگر کی طرف مع الخیر والسعادت معاودت فرماوین چنگیز خان نے کہ مقدمات
اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ مملکت تازہ چند روز سے اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ہین لائق
یہ ہی کہ پانچ چھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائین تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے
اور بعد اُس کے اس بندہ دولتخواہ کو مامور فرماوین کہ اس ملک مین چندے رہکر نظم و نسق کرے بعدہ ملازمت
مین مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حرفون کا کہنا یقین کر کے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان
آثار غضب شاہ کے چہرۂ حال سے مشاہدہ کر کے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام مین نہ گیا نظام شاہ
زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے

اس شربت زہر آلود کے پینے سے انکار کیا اور آخر مین وفاداری اور نمک حلالی منظور رکھکر نوش کیا اور
حالت نزع مین بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک دبیر کہ آفتاب عمر اس کا ساتھ برج غروب کے برج عمر
مین تھا سر آستانہ پہ رکھکر عرض رکھتا ہے کہ جو شربت آبحیات مین آمیز کرکے اس دولتخواہ کے واسطے رحمت
فرمایا تھا فدوی نے بذوق وشوق تمام نوش کیا اور نقد وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پروردہ نعمت آن حضرت
ہی صندوق سینہ مین رکھکر اب تنہا تختانہ قبر مین کہ جو اول منزل ہے اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس وہمدم نہین
لیے جاتا ہون جب تک میری خاک رہے بادشاہ کو بقا ہو جیو اور امیدوار ہے کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ شمار
کرکے جو دستور العمل کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا ہے اس پر عمل کریں اور اس خیرخواہ کا تابوت خاکی کربلائے معلی
بھیجیں اور سید مرتضی اور شاہ قلی اور صلابت خان اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ
طہرانی کو جملہ کارآمدنی شمار کرکے ان کے احوال سے غافل نہووین اور جسقدر غریب کہ فدوی کی سرکار مین ہین ان کو
اپنے سلحدارون مین داخل فرماوین یہ عرضداشت اور دستور العمل سید حسین کی مصاحبت سے مرتضی نظام شاہ کے پاس
بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے حال اسکا متغیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کے وقت شہور سنہ ۹۸۰
نو سو اسی ہجری مین اس سرائے عاریتی سے دار البقا کی طرف انتقال کیا اور چونکہ سرزمین دکن دولتخواہ کارآمدنی کے
ساتھ موافق نہین ہے اس سبب سے مثل عماد الدین محمود اور خواجہ جہان کاوان اور خواجہ میرک چنگیز خان اور
مصطفی خان اردستانی کی کہ اکثر امور مین بے نظیر تھے سپہ گرون کی اہانت سے ناحق اس مملکت مین خراب اور
ضائع ہوئے القصہ چنگیز خان نے اس سرائے عاریتی سے انتقال کیا اسکی متروکہ سے تین چار خط سجلات شاہ میرزا
برآمد ہوئے کہ اسکی تحریر سے چنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور متحقق ہوئی جب نظام شاہ نے یہ
دریافت کیا چنگیز خان کے تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ کہ دیکھتا تھا از روئے غضب
شاہ میرزا کو اپنے اردو سے نکلوا دیا اور خود بھی اسی عرصہ مین احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود مین
پہونچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چند ماہ اسے معزول کرکے قاضی بیگ یزدی کو ابتدائے سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی
ہجری مین پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میرزا محمد نظیری اور امین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا اور سید مرتضی سبزواری
کو سپہ سالار لشکر برار کرکے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور بحری خان قزلباش اور رستم خان دکنی اور چغتائی خان
ترکمان اور شہباز خان استرآبادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان توفی اور جنیدہ خان دکنی اور دستور خان
خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اس کے برار کی طرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی
اور شاہ احمد خان اور مرتضی خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور شیخ
اشرف احمد نگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہین ہے اپنے مین اس قدر حالت نہین دیکھتا
ہون کہ عمل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کرون اکثر اوقات ظلم کو بصورت عمل وقوع مین لاتا ہون
کہ لہذا کو اصل حال یہ مجھکو کیفیت ہوتی ہے اس واسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہو کر تخلیص گوا کر کے اور

قیامت کے دن کہ روز جزا ہے تم سے طلب شہادت کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخر الزمان ہے اسے
مین نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہرگز معاملات
اور محاکمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہ دے حق کو منظور رکھے اگر کسی بڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز جبر و تعدی
سے لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھینگے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بیخبر تھا اسمین
یہ جواب دونگا کہ ان امور مین مجھے کسی طور کا دخل نہ تھا مین نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا
تھا اس سے پوچھو الغرض اگر وہ تنہا اس کار مشکل سے عہدہ برا نہو سکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ
کو ساتھ اپنے متفق اور شریک اس امر مین کرکے مہمات کو جاری کرے کہ مین قہر و عذاب الٰہی سے خائف اور
ہراسان ہون اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کی نسبت وقوع مین آیا پشیمان اور نادم ہو کر چاہتا ہون کہ
مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون یہ کہا اور مائل عزلت ہو کر قلعہ
احمدنگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم بہ بغداد ہے اس مین گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسی کو
اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین مہینے کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا کہ حرم سلطان اپنی
میران حسین اور تمام عورتون کو قلعہ سے برآوردہ کرکے دوسرے مکان مین بھیج دیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی
کوکہ شاہ طہماسپ کے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولت خانہ مین وہ بخطاب صلابت خان سرفراز
تھا سپرد فرما کے امراے کبار سے کہا اور حکم دیا کہ صاحب خان کے سوا کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا الغرض
قاضی بیگ کے عہد وکالت مین اکبر بادشاہ سنہ ۹۸۴ نو سو چوراسی ہجری مین شکار کرتا ہوا سرحد مالوہ مین پہونچا اور
جب مخبرون نے یہ خبر احمدنگر مین پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مشتمل خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ
صاحب خان نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلنگ کراۓ مکان پر گیا صاحب خان
نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت مین ہے اس قدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اس وقت عریضہ گذرانا جب مضمون اسکا
واضح ہوا نظام شاہ بے توقف پالکی مین سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم بیرہ وار سے کہ زیادہ سو آدمی سے
نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی از انجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جماعت
قلیل مردم اعیان نے بہرگنگ کے قریب اسکے پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہون کے دشمن بہت ہوتے ہین
تنہا سوار ہونا اور اس طرح دشمن قوی کی طرف متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہے آپ اس مقام مین
اس قدر توقف فرماوین کہ لشکر احمدنگر اور بیرار آپہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار
سوار خاصہ خیل اس کی ملازمت مین پہونچے فرمان احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور خود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ
وہان سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معتبر نے چادرین گردن مین ڈالکر سر
زمین پر رکھا اور تضرع و زاری کرکے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اس قدر فوج سے
مقابلہ کرنا خوب نہین ہے صلاح دولت یہ ہے کہ ہاتھ دامن صبر پر مار کر اس قدر اور توقف فرماوین کہ توپخانہ

اور لشکر بھی آ پہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور مین صبر و تحمل اچھا نہین ہے مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ
اکبر بادشاہ پر حملہ کرتا ہون فتح و ظفر بتقدیر آسمانی ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ۔ نبرد رگے تا نخواہد خداے
مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحر حیرت مین غوطہ زن ہوکر متحیر ہوے قضارا اس حال کے درمیان مخبرون نے
پہونچکر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ مین شکار کرکے بدولت و سعادت اپنے دار الملک کی
طرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر بتہج اور مسرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت
کی اور حوض قتلو کے کنارے مقام کرکے سید مرتضےٰ اور امراے برار کہ حاضر آئے تھے انھین مخلع کرکے رخصت
معاودت فرمائی اور خود احمد نگر جاکر بدستور سابق مہمات مملکت ارکان دولت کے تفویض کرکے پھر گوشہ نشین
ہوا اور اس وقت صاحب خان کے جمیع عزیز و اقارب نے منصب امارت پر پہونچکر جاگیرین خوب پائین
اور اس بدبخت کا استقلال اندازہ سے گذرا کیونکہ مزاج اقدس بادشاہ مین تصرف تمام کیا تھا الغرض
نظام شاہ عین موسم برسات مین دولت آباد کی منزہات کی سیر کے واسطے کہ آیہ کریمہ لم یخلق مثلها فی البلاد
اس کی مصداق ہے عازم ہوا اور وہان پہونچکر قریب چار ماہ بالاگھاٹ پر مقام فرمایا بعد انقضاے موسم برسات
اس سرزمین کے مشائخ کی قبور کی زیارت کرکے ان کی ارواح طیبہ کی ترویح کے واسطے نقود وافر فقرا اور
مساکین پر تقسیم کیا اسوقت صاحب خان سے پوشیدہ جامہ درویشان زیب تن کرکے صبح کے وقت بقصد
زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کے عقب سے روانہ ہوا اور لشکر کے دو تین کوس کے
فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وہ پہلے سراپردہ بادشاہی کی طرف دوڑے
اور جو اثر بادشاہ کا پایا اس کی تلاش مین روانہ ہوے پھر اس کی ملازمت سے مشرف ہوکر بمبالغہ و
الحاح تمام واپس لائے ہرچند کوشش کی لیکن ایک مہینے کامل لباس فقرا بدن سے جدا نہ کیا اور تاج و تخت
کی طرف رغبت نفرمائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سر زمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہت کا بادشاہ
سے استفسار کیا فرمایا سبب نفرت اس دنیاے فانی کا ظاہر ہے اس کی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا
چاہیے اس سے زیادہ کلام نکیا سکوت اختیار کیا اور جب جانا کہ ارکان دولت میرے ارادہ کے مانع ہوتے
ہین بادشاہ لاعلاج ہوکر احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ ہشت بہشت مین جو اس شہر کے شمال مین واقع تھا
گوشہ نشین ہوا اور خیل و حشم سرکاری قاضی بیگ اور صلابت خان نے گرد اگرد باغ خیمہ اور خرگاہ برپا کرکے اسکی حفاظت
مین مشغول تھے اور ان دنون مین صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کرکے اکثر اوقات مست اور مدہوش مع دو تین ہزار
اوباش اور اجلاف دکن اور فیلان بسیار کوچہ و بازار احمد نگر مین پھرتا تھا اور رعایا برایا کے لڑکون اور
لڑکیون کو بجبر و زور مکانون سے برآمد کرکے بافعال قبیحہ قیام کرتا تھا اور ہرچند اس کے بھائی مسمیان
جلال خان اور حبیب خان اسے فہمائش کرکے ان اعمال شنیع سے منع کرتے تھے فائدہ نبخشتا تھا
یہانتک کہ ایک دن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ بیٹی میر مہدی کو کہ ایک سادات صحیح النسب

ایران سے تھا اور سلحداران کے سلک مین انتظام رکھتا تھا بزور و جبر بگاڑ لاوے میر مہدی دروازہ
مکان کا بند کرکے پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سے صاحب خان کے آدمیون کو متفرق
اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر بزرگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی اور چونکہ صاحب خان
کے سوا کوئی بادشاہ تک رسائی نرکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا اندازہ سے باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ
نے طرح دیکر اسکے علاج مین نہ کوشش کی صاحب خان نے اسی عرصہ مین اپنے چھوٹے بھائی حبیب خان کو
مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسی طرف
سے کمک اور مددبہائی نہا قتال مین مشغول ہوا اور تین چار دکنی معتبر کو بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر
کو جب ازدحام اور ہجوم آدمیون کا حد سے گذرا میر مہدی کے پسران ناخلف کہ نوکر صاحب خان کے تھے ہدایت
کرکے فیلان مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑکر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت مین پہونچایا
اور اسکی دختر کو صاحب خان کے واسطے لے گئے اور آخر ۹۸۵ھ نو سو پچاسی ہجری مین سید مرتضےٰ سبزواری مع امرا کے
برار حکم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر باغ ہشت بہشت مین فروکش ہوا
اور جو نام اصلی صاحب کا حسینی تھا اور وقت بے وقت نظام شاہ اور بھی آدمی اس کو حسین خان کہکر پکارتے تھے
اس واسطے صاحب خان نے حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امرائے برار سے تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈال
والا منتظر گوشمال رہ حسین خان نے یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ معنی منجر بہ نزاع و خشونت ہوئے اور صاحب خان فیل مست پر سوار
ہوکر مع پانچ چھ ہزار فوج سے اسکے مقابلہ کے واسطے یعنے حسین خان کے دائرہ کی طرف گیا اور حسین خان
بھی چند سواران سے اسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حملہ اول مین اسکی جمعیت کو متفرق اور
پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور ایک
تیر چلہ مین جوڑکر ایسا پیشانی فیل صاحب خان پر مارا کہ سوفار تک پیوستہ ہوا فیل چنگھاڑ مار کر بھاگا اور دو فوجون
کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہان تک کہ صاحب خان نے باغ مین جاکر فوج سے یہ بات کہی کہ بادشاہ نے
تمام غریبون کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہے لازم کہ حسب الحکم کاربند ہوکر ان کے مال و اسباب زن و فرزند پر
متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ خدا سے چاہتے تھے ادنی اعلی غریبون کے قتل پر
آمادہ ہوکر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کی طرف روانہ ہوئے امرا اور سلحداران غریب وغیرہ سوائے
قاضی بیگ اور سید مرتضےٰ اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری کے کہ رضا بالقضا دیکر دیوان عام مین
بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسلح ہوکر دفع مضرت کے واسطے صفوف حرب آراستہ کین صاحب خان
نے جنگ کرکے انھین منہزم کیا اس وقت مرتضےٰ نظام شاہ حمام کے اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع
تھا چلمین کھیچکا کھیتا مین مشغول تھا شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا اتفاقاً اس وقت
صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ جمیع غریب آپس مین اتفاق اور ہجوم

کر کے چاہتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے میران حسین کو تخت پر بٹھاوین نظام شاہ تحقیق صدق و کذب کے واسطے
پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسلح اور مکمل دیکھا اور نظر بانیکہ قضیہ سے بخوبی خبر رکھتا تھا صلابت خان
کا کلام سچ جانکر بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحب خان کے کہنے
سے حاضر تھے غریبون کے مقاتلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضے خان اور قاضی بیگ نے آدمی غریبون کے پاس
بھیجکر پیغام دیا کہ صحبت نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا ہم ہرگز تلوار
مردمان دکن پر نہ کھینچینگے کہ باعث بدنامی اور حرام خوری کا ہے امراے غریب مثل چغتائی خان اور باقی خان
اوزبک اور حسین خان تبریزی اور تیر انداز خان استرآبادی نے گھوڑے سے اترکر بادشاہ کو دور سے سلام کیا
اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوے صاحب خان مع برادران اور اعوان و انصار شہر
کی طرف حملہ آور ہوا بعضے غریبان سے کہ اپنے مکانون کے گوشہ مین مخفی ہوے تھے ان کو تہ تیغ کیا اور ان کے
اموال اور زن و فرزند کی گرفتاری مین مشغول ہوا اور مضمون یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ
ظہور مین پہونچایا مثنوی سر فتنہ از خواب بیدار گشت * بساط فراغت قضا در نوشت * ز سیل بلا شد عیان
رستخیز * شد از رفتنے اقامت نہ پاے گریز * نہ در خانہ بودی کسے را قرار * نہ در کوچہ دیدی طریق فرار
کس از خانہ گر پا نہادی برون * ہندوستان بر جا سے ماندی * [illegible] قاضی بیگ اور سید مرتضے صلابت خان سے جو
موافقت مین بادشاہ کی کوشش کرتا تھا جاکر کہنے لگے کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہے کہ عرض و ناموس
شریفون کی خاک مین ملجاوے لازم ہے کہ تم عرضداشت ہماری جس تدبیر سے کہ ممکن ہووے بادشاہ کے
ملاحظہ مین گذرانو صلابت خان نے جب موقع پایا عرضداشت انکی بغل مین دباکر دربار کی طرف متوجہ ہوا اور
چونکہ صاحب خان اس وقت حاضر نہ تھا خاصہ پہونچانے کے بہانہ باغ کے اندر گیا اور آپ کو مخزن نظام شاہ
مین پہونچایا اور بآواز بلند نظام شاہ کی دعا و ثنا مین مصروف ہوا اور نظام شاہ نے آواز صلابت خان کی
پہچانی جو اس کا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے ناچار حمام کے دروازہ پر پیادہ ہوکر
سبب آنے کا پوچھا صلابت خان نے عرضداشت ارکان دولت پیش کی اور زبانی بھی حقیقت حال
مشروحاً اور مفصلاً معروض کی نظام شاہ نے متحیر ہو کر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحب خان کو خواہی نخواہی
شہر سے پھیر لاؤ کہ غریبون کی ایذا اور آزار مین نہ کوشش کرے صلابت خان نے شہر مین جاکر صاحب خان کو
بزجر و اہانت تمام پھیرا اور اس کے بعد صاحب خان صلابت خان کے قتل مین ساعی ہوا چونکہ زمانہ اسکے
موافق تھا اس واسطے صلابت خان جنگل مانکدون کی طرف بھاگا نظام شاہ اس حال سے مطلع ہوا
اور صلابت خان کو طلب کیا اور بامارت کلان اور منصب سر نوبتی سے قوی کیا اور خاصہ خیل کو اس کا محکوم
فرمایا اور ان دنون مین ایک جماعت اعیان سے قاضی بیگ کی خیانت پر مدعی ہوئی تھی نظام شاہ
نے [illegible] کر کے ایک قلعہ مین قید فرمایا اور بعد دو تین مہینے کے دشمنون نے عرض کی کہ

قاضی بیگ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانہ سے لے کر متصرف ہوا ہے اور جو کچھ مملکت میں دست اندازی
کی اس کے علاوہ ہے اگر حکم ہووے یہ مبلغ اس سے ہم واپس کریں نظام شاہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت
اس کے درجواب ترقیم فرمائی کہ جب ایسے سید عزیز نے بذلت خیانت اپنی نسبت قرار دے کر اس
حقیر جیفہ دنیا کو ہمارے خزانہ سے طمع کی اس سے واپس لینا نہایت بے مروتی ہے یہ روپیہ ہم نے
اسے یک قلم معاف کیا چاہیے کہ اسے قید سے رہا کر کے مع جمیع جہات و عیال و اطفال کشتی پر سوار کر کے
وطن مالوف کی طرف روانہ کرو چنانچہ عہدہ داران نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اس کے بعد منصب پیشوائی
اگرچہ اسد خان ترک کے ساتھ رجوع ہوا لیکن صلابت خان نے اس منصب سے نام کے سوا کچھ بڑھ کر استقلال
اس کا اندازہ سے گذرا اور صاحب خان ذلیل مطلق ہوا اور باوجود اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ اپنی نسبت
جانتا تھا کہ کس درجہ ہے لیکن صلابت خان کی سخت گیری سے عاجز آیا اور از روئے تکبر و نخوت باتفاق
اخوان و انصار مع دو تین ہزار سوار اور فیلان بسیار احمد نگر سے نکل گیا نظام شاہ اس خوف سے کہ
اگر لشکر اس کے پکڑنے اور پھیرنے کے واسطے نامزد فرمایا جاوے مبادا از روئے بے اعتدالی جنگ
کرے اور مارا جاوے اس واسطے خود تفشق اور دل کے میلان سے پالکی مرصع میں سوار ہو کر پیچھے اس کے
روانہ ہوا اتفاقاً صاحب خان جب حوالی احمد آباد میں پہونچا بے ملاحظہ پاس حصار تک گیا اور مردم درونی
نے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہو کر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور متوسط اسکی فوج پر سر کین اور
ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان میں نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحب خان جو چارہ
نہ رکھتا تھا ایلچی اس کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا دل تسیر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ صلابت خان
کو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر بیدر علی برید سے لیکر مجھے جاگیر میں عطا فرمایا جاوے نظام شاہ
کہ اسکا عاشق زار تھا دونوں امروں کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ بیر کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت
فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کر کے اسکی تسخیر میں مشغول ہوا علی برید نے عادل شاہ سے کمک طلب کی اس نے
ہزار سوار اس کی مدد کو مقرر کیا درمیان اس حال کے خبر پہنچی کہ اس کا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ میں
نظر بند تھا خروج کر کے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہے نظام شاہ نے میرزا یادگار کندی اور سر لشکر ابراہیم
قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار کے بیدر کے محاصرہ کو لگا رکھکر خود بہمراہی صاحب خان احمد نگر کی طرف
روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ میں لشکر عادل شاہی احمد آباد بیدر کے اطراف میں پہونچا مردم قطب شاہ
کہ بہانہ طلب تھے گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ
برہان احمد نگر کے اطراف میں آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحب خان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے
ملحق ہوئے اس سبب سے نظام شاہ پریشان ہوا صلابت خان اور عاصم خلیل اور دیگر امرا کہ صاحب خان کی
بے اعتدالی سے آزردہ تھے فرامین استمالت بھیجکر انھیں طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچے

صاحب خان نے صلابت خان کے آنے سے پھر رنجش بہم پہونچائی ابھی احمدنگر کی طرف نہ پہونچا تھا کہ وہ اپنے بھائیون
اور راعوان کو لیکر پٹن کی طرف گیا اور نظام شاہ نے اُس کی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمدنگر مین داخل ہوا اور ہاتھی پر
سوار ہوکر کوچہ و بازار مین پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان باغ ہشت بہشت مین آیا پھر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے
برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کے نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسدخان اور دوسرے سردارون کو مع توپخانہ شہزادہ
برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا اُنھون نے جنگ کرکے شہزادہ کو برہانپور کی طرف مفرور کیا اور نظام شاہ مظفر و منصور
قلعہ مین داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا اور سید مرتضے سرلشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی
کرکے بجا فظت واعزاز تمام حضور مین روانہ کرے اگر وہ انکار کرے تو اُس کی گردن مارکر گھوڑے اور ہاتھی اُس
کے درگاہ مین بھیجے اتفاقاً صاحب خان جب قصبہ عنبر کی حوالی مین پہونچا جو کہ اُس کی طبیعت مین ناراستی جبلی
تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بحری خان قزلباش کو جو امرائے برار
سے تھا اور قلعہ رنجنی مین اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالۂ نکاح مین لاکر منتظر فلاح رہ بحری خان
نے اُس بیحیا کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو کیا مناسبت کہ امرائے کبار سے طالب پیوند وصلت ہووے
صاحب خان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبۂ رنجنی پر تاخت لے گیا بحری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا
تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل وعیال کو لیکر جالنہ کی طرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان شیرازی کے سید
مرتضے کو حقیقت حال لکھکر طریق اخلاص ورنجات استفسار کیا چونکہ سید مرتضے کو فرمان صاحب خان کی روانگی کے بارہ
مین پہونچا تھا لہذا خداوندخان اور دوسرے امرا کو نامزد کرکے یہ فہمائش کی کہ صاحب خان کے پاس جاکر اُسے
احمدنگر روانہ کرو اور پوشیدہ خداوندخان سے کہا کہ اس بدبخت کے دست ظلم سے ایک عالم ایذا مین ہے مناسب
ہے کہ کوئی تقریب اُٹھاکر اُسے قتل کرین خداوندخان اور امرائے دیگر جو بطریق استعجال جالنہ کی طرف پہونچے
جمشید خان اور بحری خان بھی ان کے رفیق ہوکر صاحب خان کے اردو کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اجل رسیدہ
اپنی جگہ سے نہ ہلا یہانتک کہ یہ لوگ وہان پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ ہوکر از روے تمسخر اور
استہزا پیغام کیا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہین اگر حکم ہو تو سلام کے واسطے مشرف ہون باعث
سرفرازی ہوگا صاحب خان اس وقت مے نوشی مین مصروف تھا بلاتوقف انھین سراپردہ مین طلب کیا جب
اُسکی نگاہ ان پر پڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور تعظیماً ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو نظر غور وتامل سے دیکھا
جب خداوندخان کی باری آئی اُس سے بغلگیر ہوا اور خداوندخان سے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان مجھے بغل مین
دباکر پسلیان توڑے ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا گلا گھونٹے حالانکہ خداوندخان نے عمداً اُسے آغوش مین پکڑ لیا
دبایا کہ اُسکے پہلو کی ہڈیان شکستہ ہوئین اور وہ بیہوش ہوگیا اسپر بھی اکتفا نکرکے ضرب خنجر سے کام اُس ناپاک
تمام کیا اور بھائیون اور انصارون نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداوندخان شر اُس
خبیث کا دفع کرکے مع امرا سید مرتضے کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضے نے عریضہ نظام شاہ کو

لکھا کہ جان نثار نے فرمان واجب الاذعان کے موافق ایک جماعت کو صاحب خان کے پاس بھیجکر تاکید
کی کہ اسے دلاسا دیکر درگاہ عرش اشتباہ میں روانہ کرو صاحب خان عنان عقل و دست استقلال سے
چھوڑ کر جنگ و امن جنگ میں مارکر مارا گیا اور اس سبب سے کہ مردم حضور اس معنی سے راضی تھے مضمون
عریضہ کا اس ڈھب سے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ وہ مقام پرخاش میں نہوا اور پھر دوبارہ اس مقولہ سے
ایک حرف زبان پر جاری نہ کیا اُس کے بعد صلابت خان معاند کے بلا خرخشہ متکفل مہمات سلطنت ہوا چند
سال باستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ میں محمد اکبر بادشاہ کا ایلچی مکرر احمد نگر میں آیا اسے خوش وقت اور
مقضی المرام رخصت کیا اور صلابت خان کے عہد پیشوائی میں اس مرتبہ عدل اور ضبط نے رواج پایا تھا کہ تجار وغیرہ
بفراغ تمام آمد و شد کرتے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاء الدین حسن بہمنی کی ولایت مرہٹ میں کسی شخص نے
مثل صلابت خان کے امنیت و ضبط بمرتبہ کمال نہ پہونچایا تھا خواجہ نعمت اللہ طرافی اور خواجہ عنایت اللہ اور مثل
ان کے اور لوگون کو لشکر و حشم دیکر حکم کیا کہ جمیع ممالک محروسہ میں ہمیشہ روندگشت پھرتے رہیں اور جس شخص پر
چوری کا اطلاق خفیف بھی ثابت اگرچہ ایک حبہ ہو بلا توقف قتل کریں اور خود بھی آبادی ملک اور باغ و بستان
اور قصبات کے احداث میں کوشش کرکے عمارات عالیہ تیار کی از انجملہ عمارت باغ فرح بخش آثار
اُس کے سے ہے اس واسطے کہ چنگیز خان نے در اصل اس کی بنیاد ڈالی تھی اور نعمت خان سمنانی نے اہتمام کرکے
سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری میں اتمام کو پہونچایا اور جب نظام شاہ نے اس باغ کی سیر کے واسطے تشریف ارزانی
فرمائی وہ عمارت اُس کی طبع مشکل پسند کے پسند نہ پڑی نعمت خان کو اس عمارت کی داروغگی سے معزول کیا
اور صلابت خان کو بجائے اس کے منصوب کرکے فرمایا کہ اس عمارت میں اگرچہ زر خطیر صرف ہوا ہے لیکن مسمار کرکے
اور نقشہ دیگر طرح سے بنا کرے جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد مرتضی خان انجو نے یہ تاریخ اُس کی صفت میں کہی
تاریخ ارباب نشاط را جبر کن شاہا + بر باغ فرح بخش گذر کن شاہا + نعمت خان را از بہر تاریخ بنا +
از باغ فرح بخش بدر کن شاہا + اور یہ امر بھی خلائق کے درمیان میں مشہور ہے کہ صلابت خان کے عہد داروغگی
میں پانچ لاکھ درخت انبہ اور املی کے اُس کے لگائے ہوئے مدت دراز تک رہے اور باعث ذکر خیر ہوئے
اور جملہ توقیعات صلابت خان سے تربیت ملا ملک قمی اور ملا ظہوری ہے اُن کے قدوم کو گرامی رکھکر وظائف اور
انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت فرح بخش دوبارہ سنہ ۹۹۱ نوسو اکیانوے ہجری میں تیار ہوئی
صلابت خان نے اس باغ میں شادی اور جشن قرار دے کر اعیان و اشراف اور شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے
بلطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مبتہج فرمایا اور ملا ملک قمی نے ایک قصیدہ غرا اُس کی صفت میں کہا قصیدہ

اے کہ بہشت برین این چہ شکوہ است و شان	پیش گہت شد شکفتن بار گہت شد نشان	بزم ترا ہشت خلد تشنہ از پیش گاہ
بام ترا نہ فلک پایہ از نردبان	[illegible]	[illegible]
ہم یم فیض ازل با گہرت ہم نشین	[illegible]	[illegible]

کاخ تو بر خاک ریخت آب رخ کہکشان
چرخ ز گرد رہت دوخته بر تن حریر
ساخته ترک قدر ز ابروی طاق تو کمان
لطف تو گر در خیال بگذرد اندیشه را
خامهٔ بهزاد را تاب دهد در بستان
بسکه زمین نقش بست صنعت تو از ضمیر
خاک دهد مرده را زندگی جاودان
سده تو کعبه وار یامن فتح و ظفر

سنبل بستان تو صید طرب را کمند
مشتری از غنچه ات تا ند طیلسان
از گهر فیض تو ابر بدست صبا
چهره مانی ز ضمیر دیده بہشت جنان
غنچه تصویرت ار بشگفد از باد کلک
سبزه دمد از جیب خاک سبزه بشکل زبان
فیض هوایت اگر مایه دهد بادها
طاق تو محراب وار قبله پیر و جوان
بر نظر خاکیان آب شود استخوان

خار گلستان تو چشم حسد را سنان
یافته دست قضا از گل شگفتت سپر
تحفه فرستد به بحر بهر فرستد لکان
گر کند ابرو بلند شاهد تصویر تو
عقده کند خنده ات در گلوی زعفران
گر بعناصر دهد لطف تو سرمایه
ثقل جبلی برد از تن کوه گران
خاک سکندر وحشت ار سپرد دهد بادرا

اور سنہ ۹۸۸ نو سو اٹھاسی ہجری میں علی عادل شاہ شہید ہوا اُسکا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ نو برس کے سن میں نائب
شاہ ہوا صلابت خان نے یہ امر نظام شاہ کے سمع مبارک میں پہونچایا اور تسخیر اُس کے ممالک کی سہل ترین
وجہ نظام شاہ پر ظاہر کی اس واسطے نظام شاہ نے صلابت خان کو ارسال لشکر کے لیئے مامور کیا اور بہزاد الملک
کو کہ غلامان چرکس سے تھا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضی کو مع لشکر برار ہمراہ کر کے بعظمت و شوکت تمام
عادل شاہ کی سرحد میں روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ درک کے اطراف میں پہونچی امراے عادل شاہی
اُس سے مواجہہ کو روانہ ہوے اور پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر ایک میدان کامل ایک دوسرے کے مقابل خیمہ
خرگاہ ایستادہ کر کے فروکش ہوے آخر امراے عادل شاہی کو جب دریافت ہوا کہ سید مرتضی بہزاد الملک کی
سپہ سالاری سے آزردہ ہے اور کمک نہ کریگا افواج آراستہ کی طرف اُنکے جب رات باقی تھی کہ روانہ ہوے اور
کے وقت کہ صبح یاران تھا ادھر دم فوج نظام شاہی نہایت غفلت میں اپنے اپنے خیمہ اور پال میں پڑے تھے
میں پہونچکر نقارہ جنگی بجانے لگے اور بہزاد الملک نے کہ ہوا کو موسم کے موافق دیکھکر مجلس شراب آراستہ کی تھی
بیخبر گھبراکر اردو سے باہر گیا اور امرا اور سپاہ اسکے پاس فراہم ہوتے تھے کہ دشمن کی فوج اُسپر تاخت لا کر جنگ
مصروف ہوئی اور قریب دو پہر کے لڑائی رہی لیکن بہزاد الملک کو تاب نہ رہی منہزم کیا اور سید مرتضی نے کہ اس سے
فروکش ہوا تھا خبر نہ پہنچنے کا بہانہ کر کے صلابت خان کو لکھا کہ بہزاد الملک نے بمقتضاے تعجیل جنگ میں کی اور رفقا
کا انتظار نہ کیا اس سبب سے شکست ہوئی [illegible] انشاء اللہ تعالی [illegible]
فرمان سپہ سالاری اسکے نام بھیجا سید مرتضی اس مژدہ سے خوش ہوا اور لشکر کی فراہمی میں کوشش کی اس
ابراہیم قطب شاہ جو [illegible] اور [illegible]
نظام شاہ کی کمک کے واسطے اس [illegible] سید مرتضی نے شاہ [illegible]
کو ملک عادل شاہی موافق کر کے [illegible] اور [illegible] شاہ [illegible]

اور چار پانچ مہینے تک ہر چہار طرف سے بنیاد جنگ ڈالی اور خداوند خان اور بحری خان قزلباش نے ان دنوں میں نہایت
جان نثاری اور مردانگی کر کے نشان شجاعت کے فلک الافلاک پر پہونچائے اور تھانہ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نے اعلام مدافعہ
بلند کر کے قلعہ کی محافظت میں تقصیر نہ کی اور ہر چند نظام شاہ اور قطب شاہ اس سے منصب اور امارت وغیرہ کا وعدہ کر کے
چاہتے تھے کہ فریب دیوین مفید نہ پڑا اور اُسنے مجادلہ اور محاربہ اور حفظ حصار میں تقصیر نہ کی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سے
ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سے مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر نہوئی اور سید مرتضی اور قطب شاہ طول
محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگیر ہو کر کہنے لگے کہ ہم یہ محنت عبث تسخیر قلعہ میں کھینچتے ہیں مناسب یہ ہے کہ بیجاپور
کی فتح میں مشغول ہوں جسوقت دار الملک مفتوح ہوگا اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر بسہل ترین وجہ میسر ہوگی پھر باتفاق
وہاں سے کوچ کر کے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اس مقام میں بھی ملانان بزرگ کے درمیان مناسبت کے
سبب آپس میں نزاع تھی کوئی شخص لشکر بیگانہ کے دفع شر میں متوجہ نہوتا تھا سید مرتضے اور قطب شاہ نے بخوبی تمام
اُسے محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہو کر قطب شاہ نے اپنی ولایت اور
سید مرتضی اور بہزاد الملک نے نظام شاہ کی مملکت کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری میں صلابت خان نے نظام شاہ
کے حکم کے موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع جماعت مردم معتبر بیجاپور کی طرف بھیجا تو عادل شاہ کی بہن
کو شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستگاری کریں اس وقت میں فرمان جمشید خان شیرازی کے نام صادر ہوا کہ مع
لشکر و جمعیت اپنی قاسم بیگ کے ہمراہ بیجاپور کی طرف جاوے جمشید خان نے جواب دیا میں تابع سید مرتضی کا ہوں
مضمون فرمان اُسے میں سناتا ہوں جو کچھ وہ فرماویگا اُسپر عمل کرونگا اور سید مرتضے نے کہا کہ نظام شاہ نے مجھے
فرمایا جب تک فرمان میرے خط خاص سے مزین نہو عمل نہ کرنا چونکہ یہ پروانہ اُسکا دستخطی نہیں ہے میں اسپر عمل نہیں کرتا اور
تجھے رخصت نہیں دیتا ہوں جمشید خان نے یہ مضمون صلابت خان کو لکھکر فساد بیجا کا سامان کیا اور کام اس نہایت
کو پہونچا کہ اسی سال سید مرتضے مع لشکر برار نہایت شوکت و شان سے صلابت خان کے دفع کے ارادہ پر
احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس مرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان میں آئی اور صلابت خان اور سید مرتضے
کے درمیان صلح و مصالحہ کرا دیا سید مرتضے برار کی طرف روانہ ہوا اور بعد چھ ماہ کے پھر دروازے عداوت کے
مفتوح ہوئے سید مرتضے پھر دوبارہ سنہ مذکور میں صلابت خان کے دفع کے واسطے عازم و جازم ہوا اور بدون
اسکے کہ احمدنگر سے لشکر اسپر ناصر ہووے بدستور سابق لشکر برار فراہم لاکر با شوکت و ہیبت تمام احمدنگر کی
سمت متوجہ ہوا صلابت خان نے یہ شکر ہمت اسکے علاج پر مقرر کی مرتضے نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت
سے باغ فرح بخش میں لیگیا وہاں تقریبات اُٹھا کر عمارت بغداد کو کہ قلعہ کے اندر واقع ہے اسکی عبادت
کے واسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ قلعہ احمدنگر کی طرف تشریف نہ لیجاویں اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن جمال سے
آراستہ و شطرنج بھی خوب کھیلتی تھی خدمت کے بہانہ قلعہ میں داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کے اُسپر فریفتہ ہوا اور اپنی
ہمبستری سے مشرف کیا اس درمیان میں سید مرتضے مع لشکر عظیم احمدنگر کے اطراف میں در آیا اور کالا چبوترہ کے [illegible]

اور صلابت خان نے اسکا آنا اس طرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی و شاہزادہ میران حسین
کے ہمراہ رکاب سید مرتضے کے مقابلہ کرنیکے واسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضی اور خداوند خان مغلوب و منکسر
ہوکر برار کی طرف بھاگے اور ساز وسلب اور ہاتھی اُسکے صلابت خان کے ہاتھ آئے اور صلابت خان کے تعاقب
نشانے سے انھین توقف میسر ہوا برہان پور کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اسی سال شہزادہ برہان کو بعضے
مردم فتنہ انگیز بلباس درویشان احمدنگر مین لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت مین پہلے قتل کرین
اسکے بعد نظام شاہ کو معزول کرکے برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت پر بٹھائین قضارا جس رات کی صبح کو یہ ارادہ وقوع
مین لایا چاہتے تھے صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس مین کوکن کی طرف بھاگا اور اس مقام
مین بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی عادل شاہ
کی بہن کو میران حسین کے عقد نکاح مین لائے اور اکبر بادشاہ نے اسی سال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیز کوکا
کو کہ اس عرصہ مین مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کرکے مع برہان شاہ اور سید مرتضی اور تمام سرداران دکن کے اُسکے ہمراہ
کرکے ولایت نظام شاہ کی طرف روانہ کیا اور ان دنون مین چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے
آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی
کے جہیز مین دیا تھا اب عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اس طرف آئی مناسب ہے کہ وہ قلعہ نظام شاہ کے
گماشتون کے سپرد کرین دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادل شاہ کی بہن کو
مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کی طرف بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیوے جشن وشادی کرکے
دولہن کو داماد کے سپرد کرین والا موقوف اور معطل رہے اور اس عرصہ مین خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ مین پہنچی
صلابت خان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت کار نہ این گنبد گردان کند هرچہ کند ہمت مردان کند اُسکے دفع پر
ہمت مصروف کرکے میرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار اُنکے مقابلہ کو بھیجے میرزا محمد تقی برہانپور مین گیا
اور راجہ علی خان سے ملاقات کرکے اُسکو ساتھ اپنے متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ سنکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان
کے پاس بھیجا تو اُسے لشکر دکن کی موافقت سے پشیمان کرکے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کرے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے
بے نیل مقصود عزیز کوکا کے پاس مراجعت کی اور چون دنون مین عزیز کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان منازعت تھی
میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع لشکر دکن اعلام جسارت بلند کرکے اکبر بادشاہ کی ولایت مین درآئے اور ہنڈیہ
کی طرف کہ مالوہ اور دکن کی سرحد ہے مقابل عزیز کوکا کے فروکش ہوئے چند روز کسی نے جنگ مین پیشقدمی اور
سبقت نہ کی آخر الامر عزیز کوکا نے صلاح صرفہ جنگ مین نہ دیکھکر رات کے وقت تاخت کی اور بیراہ سے ولایت برار
مین آکر بلدہ ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جو میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے کوچ کرکے تعاقب کے واسطے
دوڑے عزیز کوکا کو توقف میسر ہوا اور اندر بار سے ولایت مالوہ کی طرف مراجعت کی اُسوقت راجہ علی خان برہانپور
کی طرف گیا اور میرزا محمد تقی احمدنگر کی سمت راہی ہوا اکبر بادشاہ جو متوجہ اور مہمات مین تھا اور سلاطین دکن بھی نہایت

شوکت اور قوت مین تھے طرح دیکہ اس مہم مین ساعی ہوا اور ان سنوات مین فتحی شاہ ارباب نشاط جو تنگرفتہ صلابت خان تھی اسنے نظام شاہ
کے مزاج مبارک مین تصرف تمام بہم پہونچایا اور چند قصبہ جاگیر پائے اور قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی بادشاہ
کی سرکار سے لیتی تھی اور روز بروز قرب و منزلت اسکی افزون ہوتی تھی یہان تک کہ دو بالے قیمتی کہ رام راج کی غنائم سے تھے
اور مروارید اور یاقوت و لعل اور زمرد وغیرہ قرینہ سے آمیختہ اور منتظم تھے طلب کیے مرتضی نظام شاہ نے بسبب وفور
عشق اور استغنائی سے کہ بحر و کان اسکے نزدیک وجود نہین رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونون بالے فتحی شاہ لولی
کے حوالہ کرے لیکن صلابت خان نے معذرت کرکے اسکے دینے سے انکار کیا جب مبالغہ بادشاہ کا حد سے گذرا
ارکان دولت سے مشورہ کیا سبھون نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ دو بالے اور ان بالون کی شبیہ مین فتحی شاہ کو دینا
چاہیئے صلابت خان نے انکے کہنے پر عمل کیا اور بعد چند روز کے فتحی شاہ اس معاملہ سے واقف ہوکر بادشاہ سے
عرض پیرا ہوئی کہ یہ بالے رامراج کے نہین ہین نظام شاہ غضبناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری
سرکار مین ہین صندوقچون سے برآوردہ کرکے جواہر خانہ مین فراہم کر کہ نظر ثانی اور تماشا کرون صلابت خان نے مقصد سمجھکر
ان در تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ کیا اور باقی ایوان معہود مین قرینہ اور ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگون کو علیحدہ کرکے
مع فتحی شاہ وہان گیا اور جب وہ تسبیح اور جواہرات قیمتی نہ دیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس جواہرات کو
ایک جا فراہم کرکے فرش نفیسہ مین کہ وہان موجود تھا لپیٹ کر آگ مین ڈالا اور وہان سے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت
اس اشیا کی محافظت کے واسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ پڑا بہ تعجیل تمام آگ کو بجھا کر جواہر اور
زیور مرصع برآوردہ کیا موتیون کے سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگون نے اس بات کو بادشاہ کے جنون اور
دیوانگی پر گمان کیا اس تاریخ سے خلقت اسے دیوانہ کہنے لگی اور لولیون نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت
آپکی پردہ نشینی سے دلگیر ہوکر چاہتے ہین کہ آپ کے فرزند ارجمند میران حسین کو تخت پر بٹھاوین یہ سنکر لخت جگر کے قتل پر
عازم ہوا ہر چند کوشش کی کہ اسے کسی طور دستیاب کرکے ہلاک کرے صلابت خان اسے نہ دیتا تھا حیلہ و حوالہ مین
دفع الوقت کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم عادل شاہ دلاور خان حبشی کے صلاح و مشورہ کے باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی
سرحد مین آیا اور یہ پیام دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کرین یا اسکی پالکی جو ہمنے بھیجی ہے واپس بھیجین صلابت خان
نے جواب دیا کہ جبتک قلعہ شولاپور نہ دوگے یہ مقصد حاصل نہوگا عادل شاہ صلابت خان کی سخت گوئی سے بمقام خدمت
مین ہوا اور اوسہ کو محاصرہ کیا نظام شاہ یہ امر صلابت خان کی بے اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اس سے پوچھا
کہ تو حرامخوار ہے یا حلال خوار صلابت خان نے جواب دیا کہ مین بندہ با اخلاص ہون نظام شاہ نے کہا مین تیری
نافرمانی سے آزردہ ہون اور قدرت تیری قید و حبس پر نہین رکھتا صلابت خان نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئی قلعہ
میرے حبس کے واسطے مقرر فرماوین تو مین خود مطوق اور مسلسل ہو کر اس مین جاکر غبار خاطر اقدس محو کرون نظام شاہ
نے کہا قلعہ دندا راجپور کی طرف رجوع ہو وہ ترک سپارہ فی الفور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پاؤن مین
ڈال کر پالکی مین سوار ہوا اور اپنے متعلقون کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ دندا راجپور مین قید کرو اور نظام شاہ نے

عہدہ وکالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ
کے ساتھ صلح کریں چنانچہ انھون نے اسکے فرمانے پر عمل کیا یعنے عادل شاہ صلح کرکے سرحد سے پلٹ گیا
اور خواہر عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن شادی بزرگ ترتیب دیکر میران حسین
شہزادے کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی سے یہ
بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار میں حاضر کرو یہ خوش ہوکر شکر الہی
بجا لائے اور اسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا میں نہایت شفقت سے پیش آیا
اور عمارت بغداد کے قریب اسے ایک حجرہ میں جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالاپوش میں لپیٹ کر
حجرہ میں آگ لگادی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جس طرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش کے
درمیان سے برآمد ہوا اور جو حجرے میں دھوئیں کے سبب اندھا دھند تھا آپ کو شگاف دروازہ میں پہونچا کر
از روے اضطراب فریاد کی یہانتک کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحم دلی اور ترحم سے دروازہ
کھولا اور میران حسین کو برآوردہ کرکے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچایا انھون نے اسے پالکی مرصع میں
بٹھاکر پوشیدہ دولت آباد کی طرف بھیج دیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے میں گیا جب ہڈیان اپنے
فرزند کی اس خاکستر میں نہ دیکھیں فتحی شاہ لولی سے استفسار کیا اس نے عرض کی شاید استخوان اسکے خاکستر ہوگئیں
ہونگی نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور اسے شہید اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا میں نے اسے قاسم بیگ اور
میرزا تقی کے سپرد کیا ہے نظام شاہ نے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کرکے حقیقت
حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کے واسطے انکار کرکے بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہیں رکھتے نظام شاہ طیش
میں آیا فوراً دونون امیرون کو مقید اور محبوس کرکے مہمات سلطنت میرزا محمد صادق رودباری سے رجوع فرمائے
جب اس نے بھی شہزادہ کے قتل میں اطاعت نہ کی بعد نو روز کے اسے بھی مقید اور محبوس کیا جعفر سلطان حسین
سبزواری کو جسکا مولد احمد نگر تھا منصب وکالت دیکر بخطاب میرزا خان عہدہ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جو ارادہ
بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اس کے عزیز و اقارب کو زر خطیر دیکر راضی کیا اور پوشیدہ دلاور خان کے
پاس ایلچی بھیجا پیغام کیا کہ یہ بادشاہ محض دیوانہ ہوکر چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو قتل کرے اگر تم میری امداد
اپنے ذمہ ہمت پر مناسب اور فرض جانکر اس سرحد کی طرف متوجہ ہو ممکن ہے کہ ہم بادشاہ کو معزول کرکے بیٹے کو
تخت پر متمکن کرین دلاور خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ
فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے نشان عزیمت
بلند کرکے بعجلت تمام آتا ہے اس بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے نظام شاہ جو مقدمہ سے بے خبر رکھتا تھا تدارک اور علاج اسکا
میرزا خان سے رجوع فرمایا میرزا خان نے امراے کبار کو اس بہانے سے کہ عادل شاہ کی لشکر کشی انکی تحریک
کے سبب سے ہے مقید کیا اور خود اپنے عزیز و اقارب کو بجاے انکے مقرر کرکے مع جمعیت خوب احمد نگر سے برآمد

ہوکر قصبہ وانورہ کے قریب فروکش ہوا نظام شاہ میرزا خان کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور مسودہ اسی وراق یعنی محمد قاسم
فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کے واسطے امرا کے پاس بھیجا جو میرزا خان اخلاص میر شہریار کی نسبت بخوبی جانتا تھا یقین کیا کہ
یہ حقیقت حال دریافت کر کے راست براست بے کم وکاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکرگاہ کے
جانے سے اضطراب میں پڑا اور فتحی شاہ سے کہا اگر تو حکم حاصل کرے کہ میں لشکر میں جاکر امرا کو جنگ دشمن کی ترغیب
تحریص کرون نہایت شفقت و مرحمت ہوگی اور اسکے شکرانہ میں بارہ ہزار ہون نقد تمہارے صرفہ بزم کے واسطے دیکر
روانہ ہونگا فتحی شاہ نے جو ہین نام بارہ ہزار ہونکا سنا فورًا نظام شاہ سے عرض کر کے ایک حکمنامہ بخط خاص حاصل کیا کہ
میرزا خان خود لشکر میں جاکر دشمن کے مدافعہ میں قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف
بارہ ہزار ہون فتحی شاہ کے تفویض کیے اسوقت تک یہ مؤلف لشکر میں تھا کہ میرزا خان بطور تاخت وہان آیا جو راز اسکا
فاش ہوگیا تھا اور خاص و عام اسکے ارادہ پر مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مؤلف کو محبوس اور مقید کرے تو اخبار دو
بادشاہ کے موقف عرض میں نہ پہونچے اس درمیان میں ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا میں گھوڑے پر
سوار ہوکر قریب شام اردو سے بھاگا میرزا خان واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کے واسطے
نامزد کی جو میں نے مشعل اور لالٹین وغیرہ خاموش کردی تھیں اور انھون نے برعکس اسکے روشن کی تھین میں سبب
انکے تعاقب سے کچھ اثر مترتب نہوا اور یہ فقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا اسپردہ کے پیچھے سے میں نے
میرزا خان کا قصد ارادہ بتفصیل تمام معروض کیا فتحی شاہ جو کہ میرزا خان سے سازش رکھتی تھی معترض ہو کر بولی کہ تو جھوٹا کہتا
ہے میرزا خان سے حرامخوری کبھی نہوگی میں نے جواب دیا کہ مجھسے اور میرزا خان سے کسی طرح کی عداوت نہیں ہے کہ میں نے
اسکے حق میں تہمت کی ہے جو میں نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہے کہ جلد صدق وکذب میرے اسباب کا ظاہر
ہووے یہ حرف وحکایات اور رد و بدل ہو رہی تھی کہ اسی وقت مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ میرزا خان مع جمیع امرا
دولت آباد کی طرف گیا ہے کہ میران حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآورد کر کے اور بادشاہ بنا کر احمدنگر کی طرف متوجہ ہووے
نظام شاہ دریائے حیرت میں پڑا بندہ سے تدبیر پوچھی میں نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو طرح پر متصور ہے اول یہ کہ
آپ اپنی پردہ سے برآمد ہو کر سوار ہووین اور مع ان دو تین ہزار سلحدار خاصہ خیل جو ہمراہ رکاب ہمایون ہین بیڑ
کی طرف تاخت کر کے میرزا خان کے سد راہ ہوں کہ بمجرد سنتے اس خبر کے جمیع امرا اور سپاہ میرزا خان کی ترک رفاقت کر کے
چتر ترش سا کے سایہ میں فراہم ہونگے نظام شاہ نے کہا قبل اسکے چند روز ہوئے کہ فلان خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا
اسکے کھاتے ہی میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم میں درد پیدا ہوا آخر بش اسہال دموی شروع ہوئے اب تک میرے
احشا میں ورم ہے اور قدرت سواری کی نہیں رکھتا گمان میرا یہ ہے کہ میرزا خان نے خواجہ سرا کو موافق کر کے وہ کھانا
زہرآلود کیا تھا میں نے عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہے کہ فرمان مشعر استخلاص صلابت خان قلعہ وذارلچ پور میں بھیجکے بتعجیل
اسکو اور بھی دوسرے آدمیون کو کہ قلعہ میں محبوس ہین طلب کرین اور خود بھی بدولت وسعادت پالکی میں سوار ہو کر
بہانہ شکار جنیر کی طرف کہ صلابت خان کے سر راہ ہے تشریف لیجاوین کہ صلابت خان کو پابوسی میں مشرف ہو تمام

خیل و حشم شہزادہ اور میرزا خان سے جدا ہو کر عالم پناہ کی ملازمت مین حاضر ہونگے بادشاہ نے فوراً فرمان صلابت خان اور قاسم بیگ
اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب مین تحریر فرمایا اور مصاحبت قاصدان تیز رفتار کے روانہ کیا اور خود بھی ساعت
نیک اختیار کرکے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتحی شاہ لولی نمکحرام نے سر اسکے پاؤن پر رکھکر ہاے ہاے کرکے رونا
شروع کیا اور کہا کہ بجز روانگی قلعہ احمد نگر سے یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہین اپنے حق خدمت ادا کرنے کے واسطے آپ کو
شہزادہ کے پاس لیجا وینگے نظام شاہ نے یقین کرکے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت مین اشتغال
رکھتا تھا اُسدن حضور اقدس مین طلب کرکے ہمکلامی شریف سے سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گون اور
فراخ چشم بلند اندام اور با شوکت و صلابت تھا اور زبان فارسی مین خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا فتحی شاہ ایسا
ایسا کہتی ہین بہتر یہ ہی کہ اس قلعہ مین رہکر صلابت خان کا انتظار کرون فقیر جو چارہ نرکھتا تھا آنحضرت کے مزاج اور مرضی
کے موافق گفتگو کرکے راضی بقضاے الٰہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار و پیادہ کہ اُسکے
پاس باقی رہے تھے مایوس ہو کر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوے اور میرزا خان صلابت خان کے
پہونچنے کے خوف سے دو منزلہ راہ طی کرکے بتعجیل تمام تر شاہزادہ کو احمد نگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ
نے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرکے صلابت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر و کبیر اعلی و ادنی قلعہ
سے برآمد ہو کر شاہزادہ سے ملحق ہوئے اور سواے فتحی شاہ اور اُسکے پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کے
کوئی قلعہ مین نرہا مسودہ اس اوراق نے ہاتھ مدافعہ سے کوتاہ کرکے سکوت اختیار کیا اس درمیان مین شاہزادہ اور
میرزا خان تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ مین داخل ہوے اور تلوارین میان سے کھینچکر عمارت بغداد مین کہ
مسکن نظام شاہ تھا در آے اور جو سامنے آتا تھا اُسے زندہ نچھوڑتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو پہچانا اور پاس ہم مکتبی کا
کرکے میرے قتل کا مانع ہوا اور مجھے اپنے ہمراہ عمارت بغداد مین لیجا کر قولاً و فعلاً ہر ایک بد زبانی کہ عالم مین متصور ہے اپنے
باپ کی نسبت بجا لایا نظام شاہ سکوت اختیار کرکے اُسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کرکے اُسکے
شکم پر رکھی بولا کیا کہتا ہی اس تلوار کا پھیلا ایسا تیز ہے پیٹ پر مارون کہ پشت کی ہڈیان توڑکر نکلجاوے نظام شاہ
آہ سرد کھینچکر بطیش تمام بولا اے مردود حق اور عاق پدر تیرا باپ دو تین روز کا مہمان ہی اگر باپ کے حال پر ترحم
کرے مروت ہوگی والا تجھے اختیار ہی شہزادہ نے جب تقریر پدر پسندیدہ سنی حرکات ناخوش ترک کرکے عمارت بغداد مین
نازل ہوا اور باوجود اسکے کہ باپ اس کا مرض الموت مین گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر نکرکے حکم کیا کہ اسے حمام
مین لیجا کر دروازہ اور روزن اُسکے مسدود کرین اور اُسکے آتش خانہ مین آگ شدت سے جلا کر جمیع منفذ بند
کرین اور اُسے پانی ندیوین تاکہ وہ حالت تشنگی مین تڑپ تڑپ کر جان بجان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سانحہ عمل مین
آیا آنحضرت رجب کی اُٹھارہوین تاریخ سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوے اور
علما اور فضلا مذہب امامیہ یعنی شیعون کے طریق پر اُسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے اور برسم امانت صندوق
مین رکھکر روضہ باغ مین مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اُسکے استخوان برآورد کرکے کربلاے معلی بھیجے اور

اُسکے باپ دادا کے پہلو مین دفن کیا اور مرتضے نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور پانچ مہینے تھی ہر شیء درد اکہ سال
چرخ را نیست قرار * از دائرہ زمانہ دور است مدار * زنہار امان ز دہر امید مدار * گر تیغ ستم کشد بیا بد زنہار *

تذکرہ میران حسین بن مرتضی نظام شاہ کی سلطنت اور اسکے واقعات پر شور و شین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام مین قید کرکے ہلاک کیا اور احمد نگر کے تخت پر متمکن ہوا اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ دلاور خان کی تقلید کرکے میران حسین کو کہ طفل ۱۶ برس کا ہے گھر مین بٹھا کر خود متصدی جمیع مہمات ہووے لیکن چونکہ میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور نادور اندیش تھا یہ صورت وقوع مین نہ آئی ہر روز سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت امیر زادگان اور اپنے ہم سنون کو منصب امارت دیکر مقرب کیا اور زمانہ لہو ولعب مین بسر کرتا تھا اور راتون کو جماعت اراذل و اوباش ہمراہ لیکر احمد نگر کے کوچہ و بازار مین پھرتا تھا اور حالت بدمستی مین جو شخص اسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اسے ناحق قتل کرتا تھا اس درمیان مین بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضی نظام شاہ کو قلعہ سنیر سے طلب کرکے اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہے تا بوقت فرصت تجھے معزول کرکے اسے منصوب کرے میران حسین یہ سنکر خائف ہوا اور میرزا خان کو موکلون کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہے پھر میرزا خان کو مقرب اور معزز کرکے پایہ اسکے مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے مظنہ دفع کرنے کے واسطے میران حسین کی خدمت مین عرض کی کہ وجود وارثان مملکت موجب فتنہ و فساد ہے صلاح دولت اس مین ہے کہ شاہ قاسم مع آل و اولاد قتل کیے جاوین میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان ان لوگون کے قتل کا جاری فرمایا یہان تک کہ اپنے اعمام اور انکی اولاد ذکور کو کہ پندرہ مرد تھے ایک روز مین سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال اور غلبہ حد سے گذرا انکس خان اور طاہر خان کہ برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت مستی اور ہوشیاری مین شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اس سے برخلاف ہو کر کبھی کہتا تھا کہ اسے کباب کرکے فلان تلوار سے اسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلان فیل مست کے زیر پا اسے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو پہنچی اس نے جو بطمع دنیوی دل حشمت و جاہ سے نہ اٹھا سکتا تھا اور اپنے تئین پادشاہ بے تاج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علاج اسکا میران حسین کے قلع اور قمع مین تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کرکے جمادی الاول کی بارھوین تاریخ سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے ہجری مین بحیلہ ضیافت انکس خان کے مکان پر گیا تو اسکا کام تمام کرے میرزا خان بیماری کا بہانہ کرکے عذرخواہ ہوا اور آقا میر شیروانی کو کہ اسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اسکو اپنے مخلصان سے معلوم کرتا تھا اسے انکس خان کے مکان پر بھیجا آقا میر اسوقت وہان پہونچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا انکس خان نے اسکے واسطے کھانا علیحدہ حاضر کیا اس مین قدرے تناول کیا اور جسطرح سے میرزا خان نے اسے فہمائش کی تھی قے کرتا ہوا مجلس سے باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا میرزا خان نے میران حسین کو پیغام کیا کہ آقا میر کیا امرائے کلان سے ہے

چاہیے کہ اُسے قلعہ احمد نگر کے باہر بھیجکر مکان خوب مین جگہ دلوین اور حکما کو اُسکے معالجہ کے واسطے مقرر فرماوین تو آپکی توجہ کی
برکت سے شفا پاوے میران حسین انکس خان کے مکان سے پلٹ کر باغ بیرون قلعہ مین رونق افزا ہوا اور میرزا خان نے اسکی
ملازمت مین پہونچکر یہ عرض کی کہ مین نے ظاہر اسنا ہے آقا میر نہایت بدحال ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ اس مرض سے نجات پاوے
اگر بادشاہ اُس کے حقوق خدمت کو منظور رکھکر اُسکی عیادت کو تشریف ارزانی فرماوے کمال بندہ پروری ہوگی میران حسین نے اسکے
تتمہ مین انجام نہ سوچا دو تین آدمی مقربون سے ہمراہ لیکے سوار ہوا اور میرزا خان کے ساتھ قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور وہان جو
میرزا خان سکے اعوان وانصار کے سوا دوسرا نہ تھا دروازہ بند کر کے اُسے قید کیا اور میر طاہر نیشاپوری کو قلعہ کہا کر
مین برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹون کے بلانے کو کہ صغیر سن تھے بھیجا تو ان مین سے جسکو مناسب جانے تخت پر
بٹھاوے میر طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزند کو کہ ایک کا نام ابراہیم دوسرے کا اسمٰعیل تھا احمد نگر مین
لایا میرزا خان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور میرزا صادق اور میر عزیز الدین استر آبادی اور
تمام اعیان درا فاضل غریبان کو جو اسپنے اپنے مکان پر تھے اور اس معاملہ کی خبر نہ رکھتے تھے سولھوین تاریخ ماہ مذکور کو
شہر سے قلعہ مین طلب کر کے مجلس آراستہ کی اور ظہر کے وقت چھوٹے بھائی اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد
مین مشغول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لوگ متلاشی ہوئے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت
کرنے کے واسطے بھیجا اُنھون نے پلٹ کر یہ خبر پہونچائی کہ جمال خان مولد مہدوی کہ منصبداران صدہ سے ہے معہ ایک
جماعت منصبداران دکنی وحبشی سے اتفاق کر کے آیا ہے اور کہتا ہے کہ چند روز گذرے ہین ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت
سے محروم ہین اور اُسکے حال سے خبر نہین رکھتے کیونکر ہوا ہے اسلیے ہمارے پاس بھیجو یا ہمین اُسکی ملازمت کے واسطے جانے دو
میرزا خان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت و قابلیت بادشاہی کی نہین رکھتا ہے اب ہمارا اور تمہارا
بادشاہ اسمٰعیل نظام شاہ ہے اسوقت برآمد ہو کر تمہارا اسلام لیتا ہے جمال خان نے یہ سنکر زیادہ تر مقام پرخاش مین ہو کر فرمایا کہ شہر احمد نگر مین
منادی کر دو کہ اہل دکن حبشیون اور آگاہ ہو وین کہ میرزا خان اور جمیع غریبان نے قلعہ مین جمع ہو کر میران حسین شاہ کو قید کیا ہے اور
دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہین لازم کہ جمیع خاص و عام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کر کے غریب اور غریب زادون
کا تسلط اپنے سر سے دفع کرین اور یہین یقین جانین کہ بعد اس مبحث کے زن و فرزند دکنیون کے اُن کی کنیزی اور غلامی
مین گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تحریک منتظر اسکے تھے جب یہ بات سنی مسلح اور مکمل ہو کر فوج فوج قلعہ کی طرف
متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت مین پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس مجتمع ہوئے
اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لا کر اُنکے شریک ہوئے اور جو دولت میرزا خان کی زوال اور انحطاط مین تھی
اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی کے ساتھ اُنکے تعلق پکڑا تھا چاہتے تھے کہ وقوع مین آوے ابتدائے حال مین جمال خان
معہ بیس پچیس سوار کے جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا خان نے کوڑھ مغزی اور بے عقلی سے ایک جماعت کو
اُسکے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جس وقت ہجوم عام ہوا جتنے سوار و پیادے بیشمار اسکے پاس مجتمع ہوئے
ہر ایک نے مردم دکنی کو ایک ایک ہمیان زر سرخ دیکر اپنے خالو محمد سعید اور کشور خان کو معہ ایک سو پچاس

غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعہ اور مقابلہ
کے واسطے نامزد کیا اور کشور خان ہرچند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودہ سے اس لشکر گران کے ساتھ کچھ کام
نکر سکونگا ناچار قلعہ سے برآمد ہوکے حملہ ہاے مردانہ کیئے آکر غریب زادے کام آے اور دس پندرہ آدمیون نے
کہ نہایت زخمی اور نیمجان ہوے تھے بھاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور میرزا خان کے پاس پہونچے میرزا خان نے جب
غریب زادون کو کہ انکی حمایت اور پشتی سے مرتکب ایسے امر خطیر کا ہوا تھا مقتول دیکھا مضطرب اور حیران ہوکر بولا
کہ یہ بلوہ دکینیون کا میران حسین شاہ کے واسطے ہی لازم ہی کہ ہم اسے قتل کرین تو آگ فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ
نے کہ جس کا نام اسمٰعیل خان بن ذوالفقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کرکے تاج سنان کروا اور برج یا قلعہ کے
دروازہ پر نصب کر چنانچہ یہ واقعہ بالکل عمل مین آیا یعنی سر اسکا جدا کرکے نوک نیزہ پر چڑھا کر یہ شور و خروش بلند کیا کہ اگر ہجوم
اور جنگ تمہاری حسین شاہ کے واسطے ہی یہ سر اس کا تاج سنان ہی دیکھو لازم ہی کہ اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ کی
سلطنت پر راضی ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کہ اسکی عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوگے بعضے دکنی اور حبشی کہ عمدہ تھے
عازم مراجعت ہوئے اور جمال خان ان کے ارادہ پر واقف ہوکر مانع آیا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا چاہیئے کہ غریب زادون
سے انتقام لیکر باگ مہمات سلطنت کی اسمٰعیل شاہ کے قبضہ اقتدار مین لاوین اور باتفاق امور بادشاہی کا سامان
کرین کیا ضرورت ہی کہ غریب متصدی اس امر خطیر کے رہین پس پھر سب جمال خان کو اپنا سردار کرکے دولتخانہ کو اپنے تصرف مین
کیا اور عہد و شرط درمیان اپنے کرکے قلعہ کے محاصرہ مین ساعی ہوے اور عوام الناس کی تسلی کے واسطے کہ [illegible]
ایک جماعت کو نزدیک دروازہ برج دبارہ کے بھیجکر پیغام کیا کہ لوگ کہتے ہین یہ سر میران حسین کا نہین ہی اگر سر [illegible]
تو دکنی اور حبشی پہچانکر مایوس ہووین اور ہاتھ جنگ سے کوتاہ کرین یہ بہتر ہوگا چنانچہ میرزا خان نے باور کرکے سر میران حسین کا
قلعہ کے نیچے ڈالا اور جمال خان اور یاقوت خان حبشی اگرچہ جانتے تھے کہ یہ سر میران حسین کا ہی لیکن اغماض کرکے بولے یہ سر
اسکا نہین ہی پھر اسے چادر مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین پوشیدہ کیا اس درمیان مین ایک سو گاڑی علف اور بہت سی لکڑی
اور بھوسے سے لدے ہوئے قلعہ کے آگے سے فروخت کے واسطے لیے جاتے تھے جمال خان نے فرمایا انھین قلعہ کے
متصل لیجاکر کنڈے اور علف کو قلعہ کے دروازہ پر انبار کرکے آگ لگا دو جب ایسا کیا آگ دروازہ کے تختون مین لگی
دروازہ تمام جلگیا اور جو آگ کے انگارے سر راہ پڑے تھے مردم درونی اور بیرونی کی راہ آمد و شد مسدود ہوئی اور
جب آدھی رات گئی اور آگ کے شعلے ساکن ہوے اندر باہر کے آدمیون نے جابجا قرار و آرام پکڑا میرزا خان
مع جماعت اخوان الصفا مثل باقی خان اور امین الملک نیشاپوری اور خانخانان اور سید محمد سمنانی اور بہادر خان گیلانی اور
میر طاہر علوی اور آقا میر شیرازی اور شہباز خان دکنی اور اسمٰعیل خان کو شمشیر خلاف سے برآورد کرکے [illegible]
مجھولی گھوڑون کو [illegible] کرکے دروازہ سے برآمد ہوے بعضے خاص شہر مین اور بعضے حوالی شہر مین [illegible]
میرزا خان جنیر کی طرف بھاگا اور چند روز تک کسی اس کا سراغ پیدا نہوا اور دکنی اور حبشی اس [illegible]
داخل ہوے جس قدر کہ غریب وہان تھے سوا چار آدمیون کے یعنی قاسم بیگ [illegible] اور [illegible]

اور اعتماد خان شستری اور خواجہ عبدالسلام تونی کے کہ جا بجا محفوظ میں پوشیدہ ہو گئے تھے باقی کو کہ قریب تین سو کے
کے تھے تہ تیغ کیا اور جملہ مقتولان سے میرزا تقی نظری اور میرزا صادق زر دوزی اور میر عزیز الدین استرآبادی اور ملا
نجم الدین شستری ہیں اور یہ ہر ایک اس زمانہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے میرزا صادق باوصف فضل و دانش منشی خوب
تھا اور شعر پاکیزہ کہتا تھا یہ چند رباعی اس سے کہ مولف کو یاد تھیں تحریر ہوتی ہیں رباعی ای رہزن کاروان زہد بہ ہنر ✤
بدعت نہ دوستی خصمی آمیز ✤ در کوی تو از ہجوم نظارگیان ✤ نے جای ستادنست و نے پای گریز ✤ ایضاً زانم
کہ بہ بزم ساقی گردم صبر ✤ اکنون خطش از غبار دارم صبر ✤ گر سوز من از خطش فزون شد چہ عجب ✤ سوزندہ تر است آفتاب
تہ ابر ✤ ایضاً من مصحف اقدس مقدس کیشم ✤ من ہیکل علوی قضا اندیشم ✤ خواہی ز زبانہ چشم زخمت نرسد ✤ تعویذ توام
جدا مکن از خویشم ✤ ایضاً ای روشنی چشم زہجران بیدار ✤ ای وصل تو مرہم درون افگار ✤ از ہجران تو بیقرار است دلم
یک لحظہ کنار خاطرم گیر قرار ✤ القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبوں کے کشتوں کے پشتے نظر آئے جمال خان مع اعوان
و انصار قلعہ میں داخل ہوا اور حکم کیا کہ لاشیں غریبوں کی اٹھا کر صحرا میں ڈال دو اور ان کے متعلقوں کو
کفن و دفن سے ممانعت کر دی اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ روضہ میں دفن کر کے اسمعیل نظام شاہ کو تخت پر
بیٹھایا اور پھر مجدداً غریبوں کے قتل اور ان کے مال کے تاراج و عمارات جلانے اور کھودنے کے بارہ میں حکم
فرمایا لشکریان اور بدکار ستمگران نے ہاتھ ظلم کا آستین تعدی سے برآوردہ کیا وضیع و شریف اور امیر و فقیر نوکر اور سوداگر
اور مجاور اور مسافر کو بہ زجر و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ ان کے عمارات عالیہ میں لگا کر جن کا سر فرقدان پر تھا
زمین سا اور پائمال ظلم و جفا کیا اور ان کی دوشیزہ لڑکیوں کو جو مہر و ماہ سے منہ چھپاتی تھیں بال کھینچ کر مستوں کی بزم میں
لاتے اور چوتھے دن میرزا خان کو جو کہ حوالی میں گرفتار کر لیے جمال خان کے حکم کے موافق گدھے پر سوار کر کے شہر کے
کوچہ و بازار میں تشہیر کیا اسکے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کر کے سر بازار آویزان کیا اور جمشید خان شیرازی کو مع
اسکے بھائی حسین اور سید محمد کے اور اسکے فرزند سید مرتضی کے بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے موافق تھے قتل
کر کے انکی لاشیں توپ کے منہ میں رکھکر اڑا دی یہاں تک کہ ہر ذرہ انکے اعضا کا ہر مقام میں متفرق ہو گیا اور سات دن تک
غریبوں کا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات میں مقتول ہوئے مال و اسباب و ساز و سامان انکا تاراج ہوا اسی
درمیان میں فرہاد خان حبشی کہ امرائے کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اجلاف اور اوباش پر سیاست اور تہدید کر کے
فی الجملہ آتش فساد ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبوں کی کہ حبشیوں اور دکنیوں کی حمایت میں بسبب آشنائی کے کسی
گوشہ اور کنارہ میں پوشیدہ تھی اس نے اس بلا سے نجات پائی مثنوی کہ داند کہ این گنبد دیو دو ✤ چہ بازیچہا دارد از
نیک و بد ✤ چہ نیرنگہا با فریدون باختست ✤ چہ گردن کشان را سر انداختست ✤ فا کہ نیست یکسان در آغوش تو ✤ طرازش
دو رنگ است بر دوش تو ✤ مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول دو مہینے تین روز تھی و البقاء للملک المعبود اور کتب تواریخ میں
مسطور ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے نہ گذرا اور اسی طرح منتصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے
باپ متوکل عباسی کے قتل میں ترکوں کا شریک ہوا ایک سال زندہ نہ رہا اور اسی طور سے میرزا عبداللطیف بن میرزا

الغ بیگ ابن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کرکے میرزا الغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ
سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور دکن میں میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم میں مبتلا کرکے ہلاک
کیا اس پر بھی سال نہ پلٹا بعقوبت تمام قتل ہوا فرد پدرکش بادشاہی را نشاید ٭ گر شاید بجز شش ماہ نپاید

ذکر اسمعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

قبل اس سے وقائع مرتضی نظام شاہ کے ضمن میں مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہاگر میں قید
تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہیں ہر یا دیوانہ ہوا ہر اور مہمات سلطنت میں مشغول نہیں ہو سکتا
خروج کیا اور جنگ کرکے شکست پائی اور ہزیمت کھا کر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اس کے اسوقت ممالک دکن میں
دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسمعیل لیکن ابراہیم جسکی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی
چنداں بہرہ نرکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمعیل کہ اس کی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت میں
انصاف تمام رکھتا تھا اور صلابت خان نے دونوں کو قلعہ لہاگر میں قید کیا تھا جب میرزا خان میران حسین
کے درپے عزل ہوا کوئی وارث ان دو بھائیوں کے سوا ممالکت نظام شاہ میں موجود نہ تھا اس واسطے انھیں قلعہ
لہاگر سے طلب کیا اور باوجود اسکے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خان نے اسمعیل کو تخت حکمرانی پر متمکن کیا اور جیسا کہ
تحریر ہوا جمال خان مہدوی نے بھی اسمعیل کی بادشاہی قبول کی اور تمام اختیارات اپنے قبضہ قدرت میں لایا اور
ہمت اپنی پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریق پر لایا خطبۂ اثنا عشریہ برطرف کیا واضح ہو کہ
مہدویوں کا اعتقاد یہ ہر کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان میں آخر سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری میں دعوی کیا
کہ میں مہدی موعود بلسان شرع ہوں اور جو بعض آثار و علامات کہ مہدی آخر الزمان علیہ السلام میں قرار پائے
ہیں اس میں پائے تھے اسکے قول کی تصدیق کی اب راقم اس اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اس سے ساکت ہو کر سر رشتہ مطلب کا
دستیاب کرکے یہ کہتا ہر کہ تھوڑے عرصے میں اطراف و جوانب ہندوستان سے ایک گروہ مہدویہ فراہم ہو کر
اسمعیل نظام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شجاعت اور جان نثاری اپنی نمایاں
کی ازانجملہ ابتداے حال میں صلابت خان نے کہ قلعہ کھرلہ سرحد برار میں محبوس تھا میران حسین شاہ کی خبر قتل سنکر خروج
کیا اور امراے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اسکی طرف گرویدہ ہوئے اور جمال خان نے اسکے
استیصال کے واسطے اہتمام لشکر کی ہمت مصروف کی اور دلاور خان نے بھی ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت سے ولایت
نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا اور جمال خان نے جماعت مہدویہ کی حمایت کے سبب
ہمت ان ہر دو امور صعب میں مصروف رکھی اول اسمعیل نظام شاہ کے ہمراہ رکاب صلابت خان کے مقابلہ کو
روانہ ہوا اور پٹن کے اطراف میں جنگ کرکے اسے برہانپور کی طرف بھگایا اور وہاں سے عادل شاہ کے
استیصال کے واسطے روانہ ہوا اور قصبہ اشتی میں فریقین کا سامنا ہوا پندرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے

کوئی حرب مین جرأت اور سبقت نہ کرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان مین آئے اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جمال خان بالکی
زوجہ میران حسین شاہ مقتول مع ستر ہزار ہون نقد بہار داخو کرے جمال خان بعد از عطاے مبالغ مذکور احمد نگر گیا اور بروز
عید رمضان اسی سال مین باقی غریب کہ دلاور خان کی شفاعت سے قید حیات مین تھے اور قریب تین سو مرد سے زیادہ
تھے اُنکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کی طرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال اُنکا ابراہیم عادل شاہ سے عرض کیا
اور ان لوگون کو اس دولتخانہ کے سلک مین منتظم کیا اور راقم حروف بھی صفر کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے
ہجری مین احمد نگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے مشرف ہوا اور اس کے
ملازمان کے سلک مین انتظام پاکر تا یوم تحریر یہاں کو وہان اس عتبہ علیہ سے ہے اور انھین دنون مین صلابت خان کو
قریب ستر سال اس کی عمر سے گذرے اُنھے آثار رحلت اپنے مین مشاہدہ کرکے اسمعیل نظام شاہ سے بوسیلہ
جمال خان قولنامہ حاصل کرکے آسیر اور برہانپور سے احمد نگر مین آیا اور خدمت قبول نکرکے قصبہ بنیکا پور مین کہ
آباد کیا ہوا اسکا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہوکر اسی سال سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے ہجری مین اُسکے
مرغ روح نے عالم قدس کی طرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ شرقی احمد نگر پر اپنے عہد ولایت مین تعمیر کیا تھا
مدفون ہوا اور اسکا ایک فرزند دو سوم عمر نفیس تعلی یادگار رہا اور ملازمت مرتضی شاہ بن شاہ علی مین بسر لیجاتا تھا
اور جب خبر جلوس اسمعیل نظام شاہ تخت احمد نگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک مین پہونچی برہان شاہ کو ولایت بنگش سے
کہ وہان سینہد وکابل کے ہے اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی کہ سلطنت احمد نگر ترا اور استحقاقا
تجھے پہونچتی ہے ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جس قدر لشکر اس ملک کی تسخیر کے واسطے درکار ہو ہمراہ لیکر اپنے
فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروثی کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ ہمراہ
ہوگی دکن کے آدمی متوحش ہو کر درپے تمرد وعناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن مین جاکر وہان کے باشندون کو
اپنا مطیع اور فرمان بردار کرکے بلا مزاحمت دشمنی اس ملک موروثی پر متصرف ہون بادشاہ نے برا سے پسند کے
اسے دکن کی طرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اسے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک
کی اعانت اور امداد مین تقصیر نکرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ مین مقام کیا اور زمینداران ولایت نظام شاہ
اور اس ملک کے سردارون کو قولنامے یعنی امان نامے کہ رسم دکن ہے اصدار فرماے اور اپنی اطاعت اور
فرمانبرداری کی ہدایت اور دلالت کی سپاہ اظہار اخلاص و یکجہتی کرکے طالب قدوم ہوے برہان شاہ کند [illegible] کے
استدعا [illegible] سوار و قدرے پیادہ ولایت برار مین داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امراے سرحد سے تھا عہد
میثاق سے پشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو نفاق سے مبدل کرکے جنگ پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم
ہوا باتفاقی خان لنگ کہ اس کے امرا سے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ وبدحال ہنڈیہ کی طرف مراجعت کی اور
راحت دو فقا جمال خان کے فوج کے اندیشہ اور ملک موروثی کے لینے کی فکر مین رہتا تھا جب ابراہیم عادل شاہ اور
راجہ علیخان [illegible] مقام اعانت مین اس جناب کے ہوے ہنڈیہ سے برہانپور آکر لشکر جمع کرنے کے درپے ہوا اور جمال خان

اس ارادہ سے مطلع ہوا طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار تھے طلب کرکے مشورہ کیا بعد قیل وقال و گفتگوے بسیار تجویز کی
کہ سید امجد الملک مہدوی سپہ سالار لشکر برار کو مع امراے اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرین اور جمال خان مع سپاہ احمدنگر عادل شاہ کے مدافعہ کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان اسمٰعیل شاہ کے ہمراہ
عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور قصبہ ارسنگ کے اطراف مین دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویان ند و می
کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ ارسنگ مین تھا کہ چوتھے
دن خبر پہونچی کہ امراے برار عادل شاہ اور راجہ علی خان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار
ہوے اور سرحد مین برہان پور کی اس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور حشمت سے برار کی طرف
روانہ ہوا لیکن عادل شاہ نے حسب الایماے برہان شاہ اور راجہ علی خان کے جمال خان کا تعاقب کرکے امراے برگی
کو مامور کیا کہ تمام مقام مین گرد اردوے نظام شاہ تاخت کرکے ایسا انتظام کرین کہ ایک دانہ اور آذوقہ کا اس کے
اردو مین نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکے برہان شاہ کے پاس گئے اور
جمال خان اعتقاد مہدویہ کے اخلاص قدیم پر کرکے سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ روہنگیر پر پہونچا اور چونکہ برہان شاہ
کے آدمیون نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستے سے کہ نہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برہان کی طرف
متوجہ ہوا بیت کسے راکہ دولت برافتد ز راہ ٭ براہے نتابد کہ افتد بچاہ ٭ اس راستہ مین آب کمیاب تھا اور
گرمی کی گرما گرمی سے لو چلتی تھی جمال خان اور اسکے ہمراہیون نے نہایت محنت کھینچی و اروی منزل مین حیران
ہوے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہے کہ اس مین پانی بافراط تمام ہے لاچار اس طرف
متوجہ ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علی خان جمال خان سے پیشتر پانی کے کنارہ پہونچکر وارد ہوئے اور جمال خان اور
اسکا لشکر کہ اس پانی کی امید پر روان دوان ہوا تھا تشنگی سے بدحال ہوکر اس حدود مین پہونچا جب یہ خبر سنی لاچار ہوکر اس
صحرا مین جو نشان محشر سے دیتا تھا اور خشکی اسکی داغ تشنگی کا آفتاب کے جگر پر رکھتی تھی ذوکش ہوا بیت از تپنے زکوہ
بے آب تر شد ہواے زود رخ جگر تاب تر شد لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہوکر لشکرگاہ کے اطراف و جوانب مین
تلاشی دوڑا ایک کوس کے فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اس طرف روانہ ہوے اور اسقدر پانی ہاتھ آیا
کہ حیوان ناطق اور صامت کے سد رمق ہوا اور ہلاکت سے نجات پائی اور جمال خان نے اس وقت یہ صلاح دیکھی
کہ آج ہی کے دن بلکہ اسی ساعت کہ گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی سیراب ہین صفوف جنگ آراستہ کرکے آتش حرب
روشن کرین اور اسکے اعوان و انصار بھی اس امر مین شریک ہوے بلاتوقف افواج آراستہ کرکے رجب کی تیرھوین تاریخ
سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین برہان شاہ اور راجہ علیخان کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اس کے
کہ درمیان دونون سپاہ کے اتنا فاصلہ تھا کہ پیک تعقل کو اس سے عبور دشوار دکھائی دیتا تھا بزحمت فراوان اس سے
عبور کیا اور مہدویان فدوی کی اعانت کے باعث جنگ کو بانجام تصور کرکے آنکے مقابل گیا اور برہان شاہ اور
راجہ علی خان ناچار ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے میدان جہانستان کی طرف روانہ ہوئے اور فریقین کے درمیان

لوازم حرب وقوع مین آئے فوج ملکی تلوار چلنے لگی مہدویون نے افواج غنیم بہت قتل اور متفرق کی قریب تھا کہ غالب ہو جائین
قضارا ایک گولی بندوق کی برہان شاہ کے لشکر سے آ کر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور مرغ روح
اسکا قفس تن سے تڑپ کر پرواز کر گیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور بھی امرا نے توقف مین
صلاح نہ دیکھی اسمعیل نظام شاہ کے ہمراہ راہ فرار نائی اور امراے برہان شاہ نے انکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوند خان
کے سر پر پہونچکر ان پر غالب آئے اور سر انکے تن سے جدا کیے سہیل خان یہ حال مشاہدہ کر کے اسمعیل نظام شاہ کو ایک
قصبہ مین چھوڑ کر بیجاپور کی طرف فرار ہو گیا اور امراے برہان شاہ نے اسمعیل نظام شاہ کو دستیاب کر کے سہیل خان سے
قطع نظر کی اور اسے باپ کی ملازمت مین پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکے راجہ علیخان کو کہ اس
یورش مین با مداد و اعانت تقصیر کی تھی چند گھوڑے اور ہاتھی پیشکش کر کے رخصت کیا اور خود احمدنگر کی طرف
مراجعت کی محمد شریف کربلائی نے بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یون کہی مصرع بگو مروج مذہب باسم
جمال گرفت ٭ جس وقت کہ مروج مذہب (۹۹۹) سر جمال کو کہ جیم ہے لیوے تاریخ فتح برآمد ہووے اور مدت سلطنت
۹۹۹ھ اسمعیل نظام شاہ کی دو سال تھی —

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضے نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لوہاگڑھ مین قید تھا اور بیجاگیر لائق اوقات شریف بفراغت
تمام بسر کرتا تھا اندنون مین صاحبخان نے سر بے اعتدالی سے اٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضی نظام شاہ کے
اوضاع سے متنفر ہوئے اور جس وقت کہ نظام شاہ صاحبخان کے دنبال بیدر کی طرف گیا تھا اس جماعت نے
فرصت پا کر برہان شاہ کو عرضیان اس مضمون سے تحریر کی تھین کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل
نہین ہے اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائین ہم سر حلقہ فرمان ہین اکثر مخلصان یکجہت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ
کو موافق کر کے خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار تھین مین اسکے شریک ہوگئے اور چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا جب یہ
خبر حوالی بیدر مین نظام شاہ کے گوش زد ہوئی بتعجیل تمام احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ
مع تین سو آدمی اس قلعہ مین پہونچا اور اسیدن شہر کے دفع توہم الناس کے دفع مظنہ کے واسطے جو کہتے تھے کہ نظام
شاہ [illegible] نہین ہے پس پردہ سے برآمد ہو کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر مین داخل ہوا جب لشت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار
مین پہونچا خواجہ زین سمنانی کے قریب دوکان کہ وہ مردم [illegible] اور چہرہ تھا اور دوا و بیہ فروشی اسکا کام تھا ہاتھی کو کھڑا
کر کے اس سے پوچھا کیا بیچتا ہے اس نے جواب دیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ یعنی پینے کی چیزون سے جو درکار
ہو حاضر ہے نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ کرے تیرے پاس موجود ہے بولا ہان سب قسم کے اجزا
جلاب موجود ہین نظام شاہ نے فرمایا مین اپنے تئین دیوانہ نہین جانتا کس واسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین
ہو کر چاہتا ہون بادشاہی کرون میرا بھائی بے تقریب آپکو گرفتار کر کے لشکر کشی مجھ پر کرتا ہے خواجہ

زین نے غرض کی خود بدولت و سعادت تخت سلطنت پر متمکن ہین مہمات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے
رہینگے برہان شاہ خود دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت ایسے بھائی مشفق مہربان پر خروج کرتا ہے اور اس نعمت
کی قدر نہین جانتا ہے نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیون کی اسے عنایت فرمائی اور پھر
معاودت کی اور باوصف اسکے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیون کے درمیان آیا تھا اکثر اپنے ملازمین و شاگردون کو
پہچان کر ان سے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازارون کی سیر کرکے قلعہ مین گیا اور دوسرے دن کی صبح کو برہان شاہ
باغ ہشت بہشت مین پہونچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونے کی خبر نے انتشار پایا تھا اکثر لوگ جو کہ
برہان شاہ کے شریک ہونے تھے ترک رفاقت کرکے احمدنگر کی طرف راہی ہوئے اور ظہر کے وقت نظام شاہ
بطریق روزہاے سابق ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اسکے چتر کے سایہ مین فراہم
ہوئے اور کالا چبوترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہسالار کرکے مع توپخانہ اور فیلان نامی اسکے
سر پر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر
بیجاپور کی طرف فرار ہوا اور بعد دو برس کے برہان شاہ بطلب بعضے امرا بلباس درویشان احمدنگر مین آیا اور اعوان
و انصار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوان خانہ مین بیٹھکر اپنی مہمات مین مشغول ہووے مع پانسو بہادران یکدل
و یک زبان تاخت کرکے اسے قتل کرین اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ مین قید کرکے خود امور سلطنت کا متکفل اور
متصدی ہووے اتفاقاً جو وقت موعود نہ پہونچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے
اتفاق اور یکجہتی مین مشہور تھی بند اند تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش مین ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس
مین تھا دن کو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام مین رہتا تھا دستیاب نہوا مفرور ہو کر قطب الدین خان محمد غزنوی کے
پاس کہ گجرات مین رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کی خدمت مین پہونچا اور آغاز مین بمنصب
سہ صدی سرفراز ہوا اور جس وقت کہ خان اعظم کوکا دکن کی طرف نامزد ہوا منصب ہزاری پنجہ خاص پایا اور جو
خان اعظم نے بالاپور تک غارت کرکے بے حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے ہمراہ صادق محمد خان افغان بلین
آب نیلاب اور کابل کے تعین ہو کر ولایت بنگش سے جاگیر پائی اور جب اسکا بیٹا احمدنگر مین بادشاہ ہوا اکبر شاہ
نے اسے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جیسا کہ احوال اسکا سابق مین مذکور ہوا بمقتضاے من طلب شیئاً
وجد وجد آخر مین صاحب تخت و تاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ ان دنون اسکے بیٹے کے عہد مین رواج
پایا تھا دفع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اسے زندہ نہ چھوڑین اور مال و اسباب انکا غارت کرین سو اسطے
تھوڑے زمانہ مین انکا اثر باقی نرہا اور بروش سابق منبرون اور بازارون مین خطبہ اثنا عشریہ نے زینت پائی
اور مذہب اثنا عشریہ نے رواج تمام پیدا کیا اس دولت کے قریب جو میرزا خان کی شامت کفران سے
جلا وطن ہوئے تھے احمدنگر کی طرف آئے پھر وہ پایہ جلوہ گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ
کے خوف و قہر سے شہر محمد آباد بیدر کی طرف بھاگ گیا تھا اسکی درگاہ مین روانہ ہوا اور ساتھ جاگیر لائق اور الطاف شائق

کے مخصوص ہوا لیکن یہ امر عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا برہان شاہ کو پیغام دیا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی مقتضی اسکی
ہے کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہین اور نیکی و بدی مین شریک ہوکر بیگانگی کو راہ ندیوین انحضرت
سے تعجب ہے کہ اس دولتخانہ کے غلام نمکحرام کو اپنی سرکار اشرف مین راہ دیکر اپنا مقرب درگاہ کیا ہے چاہیے کہ حق برادری
اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دشمنون کے پاس خاطر مین کوشش کرین اور اس امر کو موجب دولت دوام جانکر ایسا کام
اختیار کرین کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم ہووے برہان شاہ اس پیغام سے [illegible] آزردہ ہوا اور حالت
اضطرار مین صبر نہ کیا اور ابھی بنیاد دوستی کو استحکام ندیا تھا اور دوست کو دشمن سے جدا نہ کیا تھا کہ اس
پیغام کے درجواب باتین وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری کین اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ عادل شاہ
درپی عداوت ہوکر اظہار خصومت مین بہانہ جو ہوا اور ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمدنگر بھیجکر پیغام کیا کہ تین سو
زنجیر فیل جو دلاور خان کی خامی اور نادانی سے سرکار نظام شاہیہ مین منتقل ہوے ہین دوستی کی رعایت کرکے
اس طرف روانہ کرین اور تغافل و تامل مین نقصان عظیم تصور کرکے عاقبت کی وخامت سے اندیشہ کرین برہان شاہ
اس پیام سے نہایت آزردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود اسکے کہ امرا مقام رنجش و نفاق مین
تھے اور اسکی سلطنت سے ناراض تھے بسبیل استعجال اور کوچ متواترہ عادل شاہ کی ولایت مین در آیا لیکن
عادل شاہ نے اُسے کچھ خیال مین نہ لاکر بیجاپور سے نہضت نفرمائی برہان شاہ منگلسر کی طرف آب بیورہ کے
کنارہ پر پہونچا وہان سے قدم آگے بڑھانے مین صلاح دولت ندیکھی اور بمشورہ دلاور خان اور بعض مقربان کے اس
مقام مین دائرہ کرکے یہ تجویز کی کہ نہر مذکور کے اُس پار قلعہ احداث کرکے ولایت عادل شاہ پر ہاتھ تصرف ہو دین اور
وہ قلعہ درمیان اُنکے سرحد ہووے اُسکے بعد بتدریج شولاپور اور شاہ درک کو بھی مسخر اور مفتوح کرین پھر ساعت
نیک اختیار کرکے ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان مین مع ہنرمندان چابکدست آب بیورہ سے کہ پایاب
تھا اس پار اُتارا اور اس مقام مین کہ جہان نشان قلعہ قدیم الایام کا تھا اور مدت مدید گذرنے سے منہدم اور مسمار ہوگیا
تھا بنا اُسکے پایہ پر رکھکر قلعہ بتعجیل تمام انجام کو پہونچایا اور جیسا کہ مذکور ہوا مصلحت کے سبب سے بیجاپور
سے لشکر اُس کے مدافعہ کے واسطے نامزد نہوا یہ بخاطر جمع اپنے کام مین مشغول رہے اور جب موسم
برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا نہو پانی نہر بیورہ کا چڑھکر درمیان قلعہ اور لشکر برہان شاہ
کے حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بجبر و قہر متصرف ہو دین اس واسطے قلعہ ناتمام پر دروازے نصب کرکے
توپ اور گردے وغیرہ جابجا برج و بارہ پر چڑھا دیے الغرض عین موسم برسات مین بصرف نقود فراوان
اُس کے اتمام مین ساعی ہوئے اس عرصہ مین دلاور خان بسبب اس خیال کے کہ عادل شاہ عہدہ برا
نہو سکے گا اور محتاج مثل میرے دانشمند کا ہو جایگا کہ امان نامہ جسے وکیل قولنامہ کہتے ہین عادل شاہ سے لیکر
بیجاپور کی طرف جاوے اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لاوے عادل شاہ بھی خود
چاہتا تھا قولنامہ بھیجا ہر چند برہان شاہ نے اُسے جانے سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بمجرد پہونچنے

کے اپنی سزا کو پہونچکر مقید اور محبوس ہوا اُس وقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع بسیاری
امرائے لشکر برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ ہوے امرائے
برگی کو کہ پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے جریدہ آب بھورہ سے عبور کرایا اور لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت
کرکے آسائش اور آرام اُنکے درمیان سے اُٹھا دیا جب یہ لوگ آب بھورہ سے اُتر کر مزاحمت تمام اردوے
برہان شاہ مین پہونچانے لگے برہان شاہ اس جماعت کی جرأت اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرائے
خاص پر اعتماد نہ رکھتا تھا خود رات کے وقت اُنکے فرودگاہ پر کہ ندی بھورہ کے ساحل پر تھا تاخت کرکے قریب صبح
اُنکے حوالی مین پہونچا اور اُنھون نے دور سے سیاہی فوج دیکھا جو کہ نہر مذکور پایاب تھی اُن لوگون نے فوراً پانی سے عبور
کیا اور باتفاق رومی خان اور الیاس خان و دیگر امرا افواج مسلح اور مکمل کرکے اُسطرف بقصد مقابلہ و مقاتلہ صفوف آراستہ
کرکے کھڑے ہوے قضاراً اسیوقت سیل عظیم کی عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا اسی پار سے چند کاروس توپ کلان کے
افواج عادل شاہ پر فیر کیے جب سمجھا کہ عبث ہے اپنے اردو مین معاودت فرمائی اور اسیدن پھر امرائے برگی نے آب سے
عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ مین شروع کی اور اسکے بعد ایکمدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوے
برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ مستحدثہ کو اسد خان ترک کے سپرد کرکے ابطال رجال سے پر کیا اور وہان سے کوچ کرکے چند منزل
اپنی ولایت کی طرف جا کر مقیم ہوا تاکہ غلہ اور آذوقہ نظام شاہ کی ولایت سے بفراغت پہونچے اور محنت غلا سے نجات
حاصل ہووے اسوقت رومی خان اور الیاس خان نے فرصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بھورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ
کا پیچھا کرکے مزاحمت پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا انور خان امیر الامرائے
برار کو کہ شجاعت مین مشہور و معروف تھا مع اکثر امرا جنگ عادل شاہیہ کے واسطے مقرر فرمایا اور اردو کے دو تین کوس کے
فاصلہ پر فریقین کے درمیان حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا انور خان طعمہ نیزہ اعتماد خان شوستری سے کہ سر نوبتیان
عادل شاہ سے تھا مارا گیا شکست فاحش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایکسو تیاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف مین
آئے اور برہان شاہ مخذول اور منکوب ہوا امرائے بنظر حقارت و اہانت اُسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اسکے
کہ امرائے معتبر سے تھے چاہا کہ اُسے پادشاہی سے معزول کرکے اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس
ارادہ سے واقف ہوا کامل خان اور اُسکے بھائیون کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر
متوحش اور متنفر ہوے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر
نہ رکھتا تھا اور برہان شاہ کا نہایت مقرب تھا اُسے اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کے وقت اثنائے خواب مین
اسے قتل کرکے اسمعیل کو بادشاہ کرین یہ خبر برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی لیکن باور نہ کی یہانتک کہ رات کے
وقت امتحاناً دیکھ خواب پر لیٹا اور عمداً آنکھین بند کرکے خراٹے لینے لگا یوسف خیمہ مین آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے جست
کرکے اسکا ہاتھ پکڑا اور ہر چند چاہتا تھا رحم آئے چاہتا تھا آپکو نادیدہ کرکے اسکے قتل سے درگذرا جو محمد قلی
قطب شاہ اور راجہ تلنگان نے صحبت غلط دیکھی ایک جماعت مردم معتبر مثل مصطفی خان ستر آبادی و خواجہ

عبدالسلام تونی کو بیجاپور کی طرف بھیجکر برہان شاہ کے لیے طالب صلح ہوئے اور تین مہینے عادل شاہ نے صلح سے انکار
کیا جب مبالغہ اور الحاح اُن دونون بادشاہ کا حد سے گزرا باین شرط صلح پر راضی ہوا کہ برہان شاہ نے جسطور سے اس قلعہ کو
احداث کیا ہے اپنے ہاتھ سے مسمار کرکے احمدنگر کی طرف مراجعت کرے خواجہ عبدالسلام اسکا ذمہ دار ہوا اور معروض کیا
کہ ایقاع صلح اور قلعہ مسمار کرنے کو ایک معتمد اس درگاہ سے بھیجین تو اسکے مواجہہ مین مہمات فیصل ہووین عادل شاہ نے اسکی
التماس پذیرائی شاہ نواز خان استرآبادی کو کہ کچھ احوال اسکا ذیل وقائع عادل شاہیہ مین تحریر ہوا برہان شاہ کے
پاس بھیجا اور جب شاہنواز خان اردوے برہان شاہ کے قریب آیا ارکان دولت اسکے لوازم استقبال اور اعزاز
بجالاکر مبتہج اور مسرور ہوے اور برہان شاہ نے اسکے روبرو قلعہ منہدم کیا اور اثر اس سے باقی نہ رکھا پھر احمدنگر کی
طرف روانہ ہوا اور پرینڈہ کے اطراف سے شاہنواز خان کو بعزت تمام رخصت معاودت فرمائی اور خود جلدی کرکے
احمدنگر مین داخل ہوا اور سلامتی کو غنیمت شمار کر سمجھا اور سنہ ایکہزار ایکہجری مین عیسائیان ریوداندہ کے دفع پر
عازم جازم ہوا ایک جماعت امرا کو بندر چیول کی طرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اس پہاڑ پر جو ساحل سمندر پر واقع
ہے اور کشتیاں اُنکی وہان سے ریوداندہ کی طرف آتی جاتی ہین ایک قلعہ سنگین تیار کرو اور اسکے برجون پر توپ اور
ضرب زن وغیرہ نصب کرکے فرنگیون کی آمدوشد کے مانع ہو انھون نے جب ایسا کیا وہ قلعہ باسم کہوالہ مشہور ہوا
عیسائیون نے بار تردد و شب پر منحصر رکھکر جمیع بنادر ہندوستان سے کہ تعلق عیسائیون سے رکھتے تھے طالب مدد
ہوئے چنانچہ سب جگہ سے انھین مدد پہونچی اور اس عرصے مین دوبار شبخون لشکر اسلام پر لائے اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کرکے
غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیون کے قتل ہونے سے راضی تھا لیکن بسبب ظاہر اظہار کدورت
کرکے فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو مع امراے کبار دکن کہ اُن سے مطمئن اور ایمن نہ تھا اور وہ سب دس ہزار
سوار رکھتے تھے اُس طرف روانہ کیا ہو جب مضمون اس مصرع کے مصرع ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است ہو
اور بدین سبب کہ بندر ریوداندہ اور دمن سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہے انواع کمک مردم ریوداندہ کو پہونچی
تھی بہادر خان گیلانی کو سپہ سالار کرکے باتفاق امراے غریب علیحدہ اُن بنادر پر نامزد کیا بہادر خان جب وہان پہونچا
بروز چہارشنبہ شوال کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین ایکہزار فرنگیان خونخوار اور بسیار سے زنگیان بد کردار نے علم
مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ کہوالہ مین نامزد ہوے تھے کشش اور کوشش مین تقصیر نہ کرکے نشان فرنگیون
کا انکو نگسار کیا اور قریب ایکسو فرنگی اور دو سو نصرانی کے تیغ غزا سے قتل کرکے مظفر اور منصور ہوئے جب یہ خبر فتح برہان شاہ
کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن و شادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی شیش محل مین جو برہان شاہ
نے بغداد کے پہلو مین تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت اور شعراے نکتہ سنج عطارد فطنت اور
مطربان ناہید عشرت حاضر ہوئے اور جو وہ مجلس بہت بہشت جاودان کے ساتھ برابر رکھتی تھی اس شہریار نے قلم
تکلیف و تشریف سے اٹھاکر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شی کی تمنا کرے مردم بادشاہی حاضر کرین اور ساقیان
حور سرشت ماہ عذار شراب سرخ مجلس مین لائے اور پیش خدمتین مشتری صورت ماہ سیما نے [illegible]

اور گزک غیر پکر رجلوہ گر کی اور بعضے اشخاص نے کہ ہمیشہ مے نوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل مین رکھتے تھے
بے تکلف مے نوشی کی طرف رغبت فرمائی بیت خلد عیش است درو بادہ حلال ست حلال + بزم شاہ ست درو توبہ حرام ست
حرام + اور بعضون نے کہ اُن مین صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کی طرف میل کر کے اشربہ لذیذ اور اطعمہ
لطیف تناول کیے اور مطربان باربذنوا کہ سرمایہ نشاط اور پیرایہ مجلس انبساط تھے انھون نے چنگ و عود و سرود چھیڑ کر ناہید
کو بام فلک سے اس تماشاگاہ مین بلایا اور بہ نغمہ بربط و رباب چرخ کبود رواں کو رقص مین لائے اور اہل مجلس نے اس بزم
دلکشا کی تعریف مین سخنان دلپذیر اور عبارات و استعارات مین سحر بیانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک معانی
مولانا قمی یہ رباعی عراقی بدیہہ اس محفل جنت نظیر کی تعریف مین بحر خاطر سے ساحل بیان مین لایا رباعی آنکہ چنان
کرشمہ نرگس تست + گنجور دو کون سدہ مفلس تست + آئینہ اسکندر و جام جمشید + باطبع ملک دریچہ مجلس تست + اور اسی سال
ماہ ذیقعدہ مین برہان شاہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان اور بیرم خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کی طرف
بھیجا ہے اور شاہرخ میرزا بادشاہ بدخشان اور شہباز خان کو سلطانپور اور ندربار کی طرف روانہ فرمایا ہے اور جو امر مشعر اس مطلب پر تھا
کہ ایسا ہو خانخانان مملکت برار کی طرف لشکر کشی کرے اس واسطے برہان شاہ نے عماد خان کو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اسباب
کے سد کے بارے مین مشورہ کیا اس درمیان مین حادثہ عظیم ولایت چیول مین واقع ہوا وہ یہ ہے کہ جب قلعہ کھوالہ تیار ہوا اور اسکے
برج و بارہ پر توپین صاعقہ آثار اور گرد سے شہاب کردار نصب ہوئے فرہاد خان حبشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور
دولت خان اور انی راے اور دوست علی مولد اس قلعہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریکدندہ مین
نہ پہونچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاری بہ تنگ عاجز آکر جلاوطن ہوون کہ ناگاہ برہان شاہ ان نون گرفتار نفس امارہ ہو کر
امردون اور عورتون کی مباشرت اور مخالطت کا حریص ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان مین عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق
ہو اسے شوہر دار خواہ بے شوہر ہو اسے شہریار کے شبستان مین حاضر کرین یہ امر خاص و عام کو ناگوار ہوا برہان شاہ نے سنتے ہی
اور جب سنا کہ شجاعت خان حبشی کہ امراے نظامشاہی سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہے اسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اسکے بھیجنے
سے انکار کیا برہان شاہ غضبناک ہوا اسے موکلون کے سپرد کیا اور اسکی عورت کو بجبر و قہر اپنے حرم سرا مین طلب کیا اور جیسی کہ اسکی تعریف
سنی تھی اسکے پسند طبع نہ آئی ہاتھ اسکی طرف دراز نہ کیا اسکے گھر بھجوا دیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خنجر سینے میں
کھا کر اپنے شکم پر مار کر مر گیا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی فرہاد خان اور جمیع امراے کھوالہ برہان شاہ کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہو کے اور
محافظت قلعہ اور جنگ نصاری مین مثل اول کے اہتمام نہ کیا اور در پے اسکے ہوے کہ فرصت پاکر احمدنگر کی طرف روانہ ہو کر نشان بغاوت کا
بلند کرکے برہان شاہ کے دفع مین کوشش کرین اہل فرنگ اس امر کو سمجھ کر ساٹھ غراب پر از افواج جنگی و اسباب قتال و جدال جمیع بنادر
سے طلب کرکے اپنے پاس ریکدندہ مین لائے اور شب تاریک مین پالائے حصار کھوالہ سے عبور کرکے ریکدندہ کی طرف پہونچے جمعہ کے دن
علی الصباح ذی الحجہ کی سولھوین تاریخ نو سو چار ہزار فرنگی بہیئت اجتماعی اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تاج خان اور انی راے جو
قاہل کے ساتھ قلعے کے باہر فروکش ہوئے تھے بستر خواب سے بیدار ہو کر قلعہ کی طرف بھاگے اور فرہاد خان جو نہایت رنجیدگی سے
محافظت مین مثل اول کے اہتمام نہ رکھتا تھا اور دربانون نے تاریکی مین دروازہ آدمیون کی آمد و شد کے واسطے کھولا تھا سپاہ فرنگ نے کہ

تعاقب منتشر ہونکا کیا تھا ہجوم لاکر فرصت دروازہ بند کرنے کی نہ دی اور تاج خان اور انکی راے کو زدوزدہ قلعہ مین لائے انکی تعاقب
مین خود بھی داخل ہو گئے اور قتل شروع کیا فرہاد خان اور اسد خان اور تمامی ہودی قلعہ کا شور و غوغا سنکر سراسیمہ خواب صبح سے بیدار ہوے
اور باوجود اسکے کہ فرنگیون کے دو چند بلکہ چہار چند تھے نہایت غفلت سے مدافعت انکے نہ مشغول ہوئے اور تمام حیران اور
مبہوت الیستادہ رہے اور فرنگیون نے انھین بیتحاشا جمع مثل گوسفندان قربانی قتیل اور مذبوح کیا اور ایک ساعت مین
دس بارہ ہزار آدمیون کو شہید کیا اور قلعہ کھوالہ کو بھی مسمار اور منہدم کر کے تمام ساز و سامان جو قلعہ مین تھا متصرف ہوئے اور
فرہاد خان کو کہ زخمی تھا زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امرا کو اہل فرنگ نے شربت ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نے یہ اخبار سنے اس
جماعت کا قتل ہونا عین فتح سمجھا اور نظر التفات غریبون پر مبذول رکھکر مرتضی خان انجو اور شیخ عبد السلام عرب اور احمد بیگ اور قزلباش خان
اور خلیفہ عرب اور اوزبک بہادر اور خواجہ اندقی بادر اور انتہری وغیرہ کو منصب امارت پر مشرف کیا اور چاہا کہ انھین بندر چیول کی
طرف روانہ کر کے کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادل شاہ کا بھائی کہ جسنے قلعہ بلگوان سے خروج کیا تھا ایلچی
نظام شاہ کے پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ جب تختگاہ پر قابض ہون تو لاکھہ ہون اور دو سو ہاتھی اور قلعہ
شولاپور برہان نظام شاہ کے سپرد کرونگا نظام شاہ نے طمع ان اشیا کی کر کے اپنے دل مین کہا بہتر یہ ہے کہ پہلے اس کام کو انجام
دون بعد اسکے ریگبندہ کے فرنگیون کو مستاصل کرون یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ [illegible] ایک ہزار تین ہجری مین احمد نگر سے
بلگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ پرینڈہ کے حوالی مین خبر قتل بہادر عادل شاہ سنکر نہایت خجالت اور ندامت سے پلٹا
اور یہ رنج و قلق اور کلفتون کے علاوہ ہوا لہٰذا ناتوانی پر تکیہ فرمایا اور عادل شاہ اسکی فوجی مدد دہی شہزادہ اسمعیل سے کہ عادل شاہ
کا بھائی تھا نہایت آزردہ ہوا اور امرا اسکے بیجد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین تاخت کر کے نہب و غارت مین قصور نکرین
برہان شاہ نے تلنگانہ کے رامی راجہ کرناٹک سے اتفاق کر کے اسسے یہ فہمایش کی کہ تم اسطرف سے چڑھائی کر کے قلعہ بیجاپور
پر متصرف ہو اور ہم اسطرف سے لشکر قلعہ شولاپور بھیجکر مفتوح اور زیر نگین کر لیتے ہین راجہ کرناٹک نے جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ
جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کر کے مع اخلاص خان مولد اور شیخ عبد السلام اور تمام امراے
غریب قریب بارہ ہزار سوار کے امراے بیجاپور کے مدافعہ اور عادل شاہ کی ولایت کی پامالی اور خرابی کے لیے روانہ کیے اور کہا
مین بھی اس مرض سے شفا پا کر پیچھے سے مع لشکر بیجاپور اس طرف روانہ ہونگا مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین پہونچا اذبک بہادر کو
مع بعضے امرا طلیعہ لشکر کر کے پیشتر امراے بیجاپور کے مقابلہ کو بھیجا تھا اس مقام مین بھی لشکر برہان شاہ نے شکست فاحش
کھائی اذبک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ تر غمگین اور محزون ہوا اور مزاج اسکا اسطرح اعتدال سے منحرف ہوا
کہ حکماے حاذق اور اطباے ماہر اسکی علاج سے عاجز ہوئے اور رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ اور اسہال دموی اور تپ
محرق بہم پہونچا کر یکبارگی صاحب فراش ہوا اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اور اسمعیل کو اسواسطے کہ مہدوی مذہب
اور غریبون کا دشمن تھا سلطنت سے باز رکھا اخلاص خان کہ اسمعیل کی سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور یہ امر غریبون کی
طرف سے تصور کر کے مرتضی خان کے لشکر مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے عہد کے موافق تمام
غریبون کو قتل کر کے انکا مال و اسباب تاراج کرین مرتضی خان اس امر سے آگاہی پاکر متفق ہو کر مع بعضے امراے غریب احمد نگر

کی طرف راہی ہوا اور بتعجیل تمام آپ کو برہان شاہ کے پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے فوت ہونے کا یقین ہوا اور مع بعضے امراے غریب بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور شیخ عبد السلام عرب اعتماد حبشیوں کی دوستی پہ رکھکر احمد نگر میں رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کرکے اُسے اور اُسکے متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور اخلاص خان نے غریبون کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کرکے مہمات کو بیکار کیا اور برہان شاہ کے مدافعہ کے واسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف گیا برہان شاہ ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر لوازم نصائح بجا لایا اور جب اُسے تمرد و عصیان میں راغب اور راسخ پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی میں بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر اور سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا اُس روز ہمایون پور میں کہ بنا کیا ہوا اسکی والدہ خونزہ ہمایون کا تھا نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو اخلاص خان نے ایک صف مثل اپنے قلب کے متزلزل اور ناراست آراستہ کرکے اپنے ولی نعمت کے مقابل نشان کفران و طغیان کا بلند کیا اور بموجب بیت با ولی نعمت ار برون آئی * گر سپہری کہ سرنگون آئی + بعد از حرب و ضرب شکستہ اور بدحال ہوکر بیرندہ کی طرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمد نگر کے قلعہ میں تشریف لے گیا چونکہ میں نہایت قلق اور صدمہ اٹھائے تھے دوسرے دن اٹھارہوین ماہ شعبان سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری کی تھی اسکے طائر روح پرفتوح نے آشیان جنان کی طرف پرواز کیا مصرع بقا بقائے خدا ہست و ملک ملک خدائے + اور مدت سلطنت اسکی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نے ساقی نامہ مختصر کہ قریب چار ہزار بیت سے برہان شاہ کے نام موزون کیا اُس میں داد شاعری دی ہے اکثر شعرا و عقلا اور صاحب طبع اسکو پسند کرتے ہیں

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجو دکنی کہ اتالیق برہان شاہ تھا اُس نے وصیت کے موافق امر وکالت میں قیام کرکے اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور اخوان کو سلک امرا میں منتظم کیا اور اخلاص خان مولد باوجود ایسی حرامخوری کے کہ ولی نعمت سے صف آرا ہوکر لڑا تھا اپنے ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے عفو تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجو نے اُس کے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کرکے امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمد نگر میں آیا ایک جماعت حبشیان اور مولدان سے فراہم کی یعنی دو فرقہ ہوگئے ایک میان منجو کے شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب داعیہ تھا کہ دوسرے کی بزرگی اور شرکت کو دیکھکر سر نہ جھکاتا تھا اس واسطے مہمات سلطنت نے خوب رواج نہ پایا یہ لوگ آپ کو رستم دستان اور افراسیاب زمان سمجھکر مجلسوں میں زبان لاف و گزاف میں کھولتے تھے کبھی ذمہ دار مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ ہوتے تھے اور کبھی متکفل مدافعہ امراے عادل شاہ ہوتے تھے اور ساتھ ایلچی عادل شاہ کے کہ جسکا میر صفوی نام اور سادات صحیح النسب سے تھا سلوک ناہموار کرکے باتیں بیہوش مذکور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک میں پہونچے نظام شاہ کے دولتخانہ کی اصلاح اور درستی اور بے ادبوں کی گوشمالی اور تنبیہ کے لیے بیجاپور سے شاہ درگ کی طرف

متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُسکے متابعون کی رائے یون مقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کی طرف روانہ ہوکر عادل شاہ
کے ساتھ محاربہ کرین اور میان منجو نے یہ رائے ناپسند کرکے جواب دیا کہ ہمارا خیل ولشکر بے سامان اور بے سرانجام ہی اور
امرا جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہین ہین مناسب یہ ہی کہ تحفہ و ہدایا بھیجکر اس سے صلح کرین اور ہم باطمینان تمام
ملکی و مالی اور لشکری مین مشغول ہوکر مہیائے کارزار اکبر شاہ ہون اخلاص خان نے کہ مرد نادان اور احمق تھا یہ امر قبول نہ کیا اور
شاہ درک کی لشکرکشی مین اصرار کیا اور نظام شاہ کو بھی یہ امر منظور تھا اس واسطے میان منجو نے سکوت اختیار کیا اور بادشاہ
وغیرہ اس طرف متوجہ ہوے اور جب سرحد پر پہونچے میان منجو نے اتمام حجت کے واسطے ایکبار اور بزرگون کو جمع کرکے
کہا کہ عادل شاہ اپنی مملکت مین مقیم ہی اُس سے اور اُس کی سپاہ سے کسی طرح کی مزاحمت ہمارے ملک کو نہین
پہونچی صلاح دولت نہین ہی کہ تم نزاع کین ابتدا کرکے اسکی مملکت مین داخل ہو ابھی دروازہ صلح کشادہ ہی ساتھ اُسکے
طریق ملائمت اور دوستی مین قدم رکھکر بساط قتال اور جدال نہ بچھاوین ابراہیم نظام شاہ کہ شرب شراب مین افراط
کرکے ایک لحظہ ہوشیار نہ رہتا تھا جب اُسنے اخلاص خان اور اُسکے اعوان کی خواہش طبع جنگ مین دیکھی میان منجو
کی فہمائش گوش رادت سے نہ سنی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور حمید خان حبشی کہ سپہ سالار عادل شاہ تھا اور
اپنی سرحد مین قیام رکھتا تھا افواج آراستہ کرکے نشان مدافعت اور ممانعت بلند کیا میان منجو نے کہ مرد جہاندیدہ اور کہن
سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ ہمارا بادشاہ جوان اور بے تجربہ ہی
اور سوا اسکے ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہی اُن کے ہاتھون مین گرفتار ہی اور شرب مدام سے زمام
عقل ہاتھ مین نہین رکھتا لہذا عرض کرتے ہین کہ یہ دن روزہاے ماہ ذی الحجہ سے ہی اور جدال و قتال اس مہینے
مین حرام ہی جنگ موقوف رکھکر طرح دیوین شاید ہم فرصت پاکر اُسے بسبب نصایح سودمند اور مواعظ ارجمند کے
اس ارادہ سے باز رکھین اور جو کہ اس بارہ مین عادل شاہ کو سوگند دی گئی تھی حمید خان نے یہ امر قبول کیا سر راہ
نظام شاہ سے کنارہ کرکے اُسکے دست راست کی طرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا فروکش ہوا نظام شاہ جب وہان
پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل نہ دیکھا شراب کے نشہ مین سمجھا کہ وہ ہم سے دب کر ہٹ گیا ہی جس طور سے
ممکن ہوا اس دن وہان نزول کیا اور اس رات کو میان منجو اور اُسکے توابع نے ہرچند کہا کہ فسخ عزیمت جنگ
کیجیے چونکہ اجل اسکی آپہونچی تھی اُن کا ارشاد اُس کے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کین اور حمید خان حبشی کو یہ خبر
پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کرکے مع لشکر گران بسرعت برق و عجلت رعد میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور
پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کے صف جنگ کھینچی پہلے بہادران اور یکہ سواران نے گھوڑے
جولان کیے اور شمشیر و خنجر سے زمین جنگگاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے لگے اور داد مردی اور مردانگی
دیتے تھے اس وقت تمام افواج جوش و خروش مین آکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور حرب و ضرب مین مشغول
ہوکر آثار قیامت ظاہر کیے مثنوی سپاہی چو فیلان آشفتہ مست ٭ ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بدست ٭ ز نوک سنان و
ز تیر خدنگ ٭ ربودند از روے خورشید رنگ ٭ اس روز ایک امر عجیب و غریب وقوع مین آیا مصنف

نظام شاہ نے بسیرہ عادل شاہ کو متفرق اور پریشان کر کے تین کوس پسپا کیا چونکہ اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف
سے ہی ایک دوسرے کے ساز و سامان مال و اسباب کے تاراج میں مشغول ہوئے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت
مخصوصان سے کہ سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ میں رہا بحسب اتفاق سہیل خان خواجہ سرا اور منصور خان ترک
شحنہ فیل ایک ہزار سوار اور ستر فیل جنگی لیکر وہاں پہونچے اور ایک جماعت مقربان ابراہیم نظام شاہ نے عرض کیا کہ ہم
نہایت قلیل ہیں اور فوج دشمن کی نہایت کثیر صلاح یہ ہے کہ معرکہ سے کسی گوشہ میں جا کر پناہ لیویں جب امرا ملازمت
کے واسطے حاضر ہوں اس وقت اس فوج کو دفع کریں ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور
نشہ کے سر میں تلوار غلاف سے کھینچکر اور فیلان مست کو آگے کر کے بڑھا کہ سہیل خان کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ
ہوا اور حملہ اول میں ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب تیر سے خانہ زین سے جدا ہو کر زمین پر
آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی میں
ڈالکر حکم کیا کہ اسکو احمد نگر پہونچا دیں اور اسکے فیلوں پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسی طرح گھوڑے پر سوار رہکر وہ
رات بسر کی اور امراے نظام شاہی بسیرہ عادل شاہی کا پیچھا کر کے غنیمت بہت ہاتھ لائے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ
کے قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگا اور سہیل خان دوسرے دن توپخانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے
پاس پہونچایا اور میاں منجو نے آپکو سب سے پیشتر احمد نگر میں پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس
گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہے دولت آباد سے طلب کر کے چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر
پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیرخوار تھا قلعہ جوند کی طرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ اور دو دن تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سرداروں نے جنگ و دغا و برپا کر کے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ
کیا میاں منجو بسبیل استعجال احمد نگر میں آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف میں لایا اور اخلاص خان اور عیان درگاہ
کو قلعہ میں بلا کر انجمن آراستہ کی اور بادشاہ کے تعین کے بارہ میں مشورہ کیا امراے حبشی نے بلقیس زمان چاند
سلطان کے التفات خاطر کو بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کی طرف مشاہدہ کر کے سبب اسکی
سلطنت پر راغب و مائل ہوئے اور میاں منجو اور بعضے امراے دکنی نے بہادر شاہ کی صغرسنی سے کہ اس عرصہ میں ایک
برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کر کے یہ امر قبول نکیا اور کہنے لگے مثنوی جہانبانی و پادشاہی قوی ٭ کلاہ
کیانی و تخت خسروی ٭ کسے راسزد کو بہنگام جنگ ٭ شتابد شتابان و نبود درنگ ٭ امراے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان
کی جانب داری سے کشیدہ ہو کر میاں منجو کے شریک ہوئے اور لوازم عہد و شرائط بجا لائے اور آپس میں اتفاق
کر کے خواجہ اشرف آبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب سلیمان بابا پایا تھا مع جماعت مردم معتبر
معتمد قلعہ جوند جینر کی سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر میں بلایا اور عید الضحی کے دن کہ سنہ ایک

ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کر کے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپس میں تقسیم کیں اور
بہادر شاہ کو جو چاند سلطان کی آغوش عطوفت میں پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند میں بھیجکر قید کیا اور بعد
چند روز کے جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہیں ہے اخلاص خان اور امرائے حبشی اپنے
کیے ہوئے سے نادم اور پشیمان ہو کر اس کے عزل کے درپے ہوئے اور اس داستان کی توضیح یوں ہے کہ جب
برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اسکے
بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبد القادر اور شاہ حیدر مملکت موروثہ میں توقف کو مبا
رک جانکر ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان میں بھاگ گئے اور بعد مدت مدید مرتضی نظام شاہ کے عہد میں ایک
شخص موسوم بہ شاہ طاہر حیدر آباد کے اطراف میں پہونچکر مشہور ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ میں فلان تاریخ کو
رحمت ایزدی میں داخل ہوا اور میں اسکا فرزند حقیقی ہوں اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثہ میں
پناہ لایا ہوں ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضی نظام شاہ خصوصاً خان مغفرت نشان صلابت خان اسکے
احوال کے تجسس اور تفحص میں ہو کر شرائط تحقیقات بجا لائے لیکن طول عہد اور تغیر اوضاع کے باعث حق و باطل
کی تمیز سے عاجز ہوے لب تصدیق اور انکار میں نہ کھولتے تھے اور از راہ حزم و احتیاط کہ مبادا کوئی جماعت اوباش
اس کے پاس فراہم ہو کر فساد برپا کرے اسواسطے اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور مردم معتبر اور دانا کو جو سلطان
محمد خدابندہ اور اسکے متعلقوں کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کی طرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ ان دنوں میں جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کا ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا آنکر کہتا ہے کہ میں سلطان محمد خدابندہ کا
فرزند ہوں اور میرا نام شاہ طاہر ہے چونکہ تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اس حدود میں بسر ہوئی ہے یقین ہے کہ آنحضرت
کو اس کا حال کماہی دریافت ہوگا امیدوار ہیں کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے اعلام بخشیں تو بندگان درگاہ تردد و
تفکر سے نجات پاویں برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار میرے مکان میں اختتام کو پہونچی
ہے اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں کہ فلان فلان ہیں میری صحبت میں زمانہ بسر کرتی ہیں اگر کوئی شخص غرضاً آپ کو
سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہو کر دعوی فرزندی کرتا ہو محض غلط اور عین افترا ہے صلابت خان اور تمام
اعیان حقیقت حال دریافت کر کے اپنے دل میں کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی
کی شہرت پائی ہے اب اعلام اسکا عوام الناس کے ذہن نشین کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ مدت العمر یہ قلعہ میں رہے
تو مصلحت سنجون نے ایسا ہی کیا آخر کو وہ اجل الطبیعی سے مر گیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میان منجو نے
فریب کھا کر اسے تخت سلطنت پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی امرائے حبشی اور مولد اس مقدمہ کے سبب
میان منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور میں کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میان منجو نے
احمد بادشاہ کو سنج پر بٹھا کر چتر اسکے سر پر مرتفع کیا اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنوں کے مدافعہ
کے واسطے بیرون قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین کے بہت لوگ کام آئے

اور اس درمیان میں کہ حبشی اضراب توپ قلعہ کی طرف فیر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا ولولہ اور غوغا اور آشوب لوگوں کے درمیان وقوع میں آیا اور میاں منجو کثرت اور غلبہ اعدا مشاہدہ کرکے پسپا ہوکر قلعہ میں در آیا پھر اخلاص خانیوں کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور اطراف وجوانب سے مورچے اور سرنگ تیار کیے اور ابواب دخول وخروج مسدود کرکے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانے تک محبوس ہیں روانہ کرے تھانہ دار دولت آباد نے اعانت کرکے انھیں روانہ کیا اور چونکہ تھانہ دار جوند نے بہادر شاہ کو بے حکم میاں منجو نہ دیا وہ بھی اتفاق کرکے ایک لڑکا مجہول النسب بازار احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہ سے منسوب کرکے سکہ اور خطبہ اسکے نام کیا اور اس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوئے میاں منجو اور محصورین دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوئے اور حب نجات اور اخلاص سے مایوسی ہوئی ایک عریضہ سلطان مراد ولد اکبر شاہ کو کہ گجرات کی طرف بھیجا اور التماس قدوم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کے واسطے مامور تھا اور جویائے فرصت تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کرکے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عریضہ گجرات میں نہ پہونچا تھا کہ امرائے حبشی کے درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبار کدورت بلند ہوا اور شمشیر نفاق میان سے باہر لائے اور ایک دوسرے کے قتل میں ساعی ہوئے اور بعضے امرائے دکن نے کہ ہمراہ ان کے تھے اس اوضاع کے مشاہدہ سے متنفر ہوکر ترک رفاقت کی اور مع خیل وحشم قلعہ کی طرف جاکر میاں منجو کے شریک ہوئے اور اس نے اس لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کے باعث حیات تازہ اور قوت بے اندازہ بہم پہنچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور ہفتہ کے دن محرم کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۱۰۰۴ ایک ہزار چار ہجری میں عیدگاہ کے اطراف میں امرائے حبشی سے خوب جنگ کی اور انھیں شکست دیکر انکے بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اسی اندیشہ میں تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجہ علی خان حاکم خاندیس شاہزادہ مراد سے ملحق ہوکر مع بیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان مسلح از پا تا بہ فرق آہن میں غرق احمد نگر کے اطراف میں پہونچے میاں منجو کہ انکے بلانے سے نادم تھا قلعہ احمد نگر غلہ اور آذوقہ اور خیل وحشم سے مملو اور مضبوط کرکے انصار خان کو کہ وہ اسکے جملہ انصار سے تھا سپرد کیا اور چاند بی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نہ رکھتی تھی اسے بھی مع جواہر ونقود قلعہ کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کثیر فراہم لانے اور لطائف [?] ملک عادل شاہ اور قطب شاہ کے احمد شاہ کے ہمراہ قلعہ اوسہ کی طرف گیا اور زہرہ فلک طہارت وپرہیزگاری چاند بی بی سلطان نے ہمت لشکر مغل کے مدافعہ میں صرف کی اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میاں منجو سے تھا دشمن کے شریک ہوکر قلعہ انھیں سپرد کرے محمد خان بن میاں محب اللہ داماد مرتضی نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسے دفع کرے اور محمد خان نے اس کے قتل میں نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہنچائی اور اسی دن شہر اور قلعہ میں خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام پڑھا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اسکے شکل اولاد گودرز اور گیو کے زیادہ مشہور [?] تھے افضل خان [?] اور

دوسرے مردم کارآمدنی کے ہمراہ قلعہ کے اندر بلا لیا اور جب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ سنہ مذکور مین سلطان مراد باتفاق امرائے کبار مغل سیلاب کی طرح کہ پہاڑون کی چوٹی سے فضائے صحرا کی طرف رجوع ہووے احمدنگر کے شمال کی طرف نمودار ہوا اور عیدگاہ کے اطراف مین ایستادہ ہوکر ایک جماعت بہادران جنگ جو معرکہ طلب کو بعزم حرب وضرب کالاچبوترہ کے میدان مین قائم کیا اہل حصار چاند بی بی سلطان کے فرمانے کے بموجب مستعد رزم و آمادہ پیکار ہوئے اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کی طرف فیر کرکے سنگ تفرقہ اُن کی جمعیت مین ڈالا اور جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ ہشت بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ تھا نزول کرکے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا **مثنوی** دگر روز کین شہسوار سپہر * برافراخت رایت برافروخت چہر * برآمد بمیدان جنگ از بیا خرام * برآورد رخشندہ تیغ از نیام * شاہزادہ نے ایک جماعت کو محافظت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو برہان نظام شاہ ثانی کے متحدثات سے تھا بھیج کر وہان کے باشندون کی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین پہونچائی اور ہر محلہ اور کوچہ مین ندائے امان ادنی واعلیٰ کے گوش زد کرکے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پائے توقف دامن تسکین مین کھینچکر مغلون کے قول پر اعتماد کیا اور دوسرے دن شہزادہ اور امرائے کبار مثل میرزا شاہرخ والی بدخشان اور نواب سپہ سالار خانخانان اور شہباز خان کنبو اور محمد صادق خان اور سید مرتضے سبزواری اور راجہ علیخان حاکم برہان پور اور راجہ جگن ناتھ اور بھی امرا کہ تعداد اُنکے نام کی موجب تطویل ہے قلعہ کے گرد فروکش ہوئے مورچل اور لنگ آپس مین تقسیم کیے اور اُس ماہ کی ستائیسوین تاریخ کو ابو الفضل کینہ جو شہباز خان کنبو کہ ستمگری اور بیداد مین مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری مین شہزادہ کے بے فرمان مع لشکر کثیر سیر و گشت کے بہانہ سوار ہوا اور اُس غارتگر خبیث نے اپنی سپاہ کو نقیر و غنی کے تاراج کا حکم کیا اور طرفۃ العین مین تمام مکانات اور عمارات احمدنگر اور برہان آباد کی بوکریانی کے مکان کی طرح غارت کیے نشان آبادی کا نہ چھوڑا اور چونکہ مذہب سنت وجماعت مین نہایت تعصب رکھتا تھا چاہا کہ محبان اہلبیت کا مکان جو بہ لنگر دروازہ امام مشہور ہے غارت کرکے وہان کے باشندون کو قتل کرے شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سے واقف ہوئے اسے نہایت زجر وملامت کی اور بہت لٹیرون کو عبرت کے واسطے قسم قسم کی عقوبت اور سیاست پہونچائی لیکن احمدنگر کی خلقت کے پاس جو متاع وغیرہ سے کچھ بچ رہا تھا رات کے وقت جلاوطن ہوکر ہر ایک ایک سمت راہی ہوئے اور امرائے نظام شاہ اُس عرصہ مین تین فرقہ ہوئے اور کوئی کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا اول میان منجو کہ احمد شاہ کو بادشاہ سمجھکر عادل شاہ کی سرحد کی طرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی نوابی دولت آباد مین موتی شاہ نام ایک طفل مجہول کو باسم سلطان مخصوص کرکے لشکر کو اُسکے حلقۂ اطاعت مین درلایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی سرحد مین تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اُس کی تخمیناً ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجا نگر مین توقف رکھتا تھا اپنے پاس بلاکر چتر اُسکے سر پر لگاکر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرات کرکے مع دس ہزار سوار متعینہ دولت آباد کو ہمراہ لیکر احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا خانخانان نے دولت خان لودھی سپہ سالار کو کہ شجاعت اور جوانمردی مین یگانہ

رکھتا تھا مع پانچ چھ ہزار سوار جرار شائستہ کارزار کہ لشکر اکبری سے انتخاب کیے تھے اور اُن کی شجاعت پر وثوق
تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اُسکے دفع کے واسطے نامزد کیا اور دریاے گنگ کے ساحل پر اخلاص خان سے مقابل
ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نے شکست کھائی دولتخان اور سپاہ مغل نے پیچھا کر کے قتل وغارت شروع کیا
اور وہان سے قصبہ پٹن کی طرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوے وہان کے مرد اور عورتون کو ایسا لوٹا کہ عورتین
ستر کی محتاج ہوئین اُس کے بعد احمد نگر روانہ ہوئے چونکہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ
کے اجلاس کے سبب میان منجھو سے ناراض تھی آہنگ خان کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت تہمتنان وبہادران
قلعہ کی محافظت اور دشمنون کے مدافعہ کے واسطے کہ محل اعتماد رکھتے ہون ہمراہ لیکر آپکو قلعہ احمد نگر کی طرف پہونچاو
آہنگ خان مع سات ہزار سوار و پیادہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کے چھ کوس پر پہونچا ایک مخبر کو
طریق دخول حصار کے دریافت کے واسطے بھیجا تا کہ اطراف وجوانب اسکا بنظر احتیاط وغور دریافت کر کے مراجعت
کرے جاسوس نے لوازم تجسس وتحقیقات بہم پہونچا کر خبر دی کہ قلعہ احمد نگر کی شرقی جانب سپاہ مغل کے نزول سے
خالی ہے اور کوئی امراے مغل اس طرف کی محافظت مین قیام نہین رکھتا ہے اس وجہ سے آہنگ خان رات
کے وقت جاسوس کی ہدایت سے شاہ علی اور اُسکے فرزند مرتضے کی ملازمت مین حصار کی طرف متوجہ ہو کر قطع
مسافت مین مشغول ہوا اور اسی روز صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ملاحظہ اور مورچال وسرنگ
کی تاکید کو سوار ہو کر مثل ماہ سیر کنان ہوا ناگاہ جانب شرقی ملازمان سے خالی دیکھی اس طرف کی نگاہبانی خانخانان سے
رجوع فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کر کے جاے مجوزہ مذکورہ مین نزول کیا اور
آہنگ خان اس کیفیت سے خبردار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایک ہزار پیادہ توپچی لیکر شب تاریک مین وہان
پہونچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بشمشیر ہوا **مثنوی** ز شمشیر خونریز آشفتگان * شبخون در آمد
بشب خفتگان * شد از تابش تیغہا تیرہ شب * چو زنگی کہ بکشاید از خندہ لب * ز بس کا بشمشیر بارید خون *
شب تیرہ را چہرہ شد لالہ گون * خانخانان مع دو سو سوار تیر انداز کہ اُسکی اردلی مین رہکر پہرہ دیتے تھے عبادت خانہ کے
کوٹھے پر چڑھکر تیر اندازی مین مشغول ہوا اور دولتخان لودی کہ شمشیر اسکا تھا ہوشیار ہو کر چار سو جوان افغان ہمراہ لیکر آنکی
کمک کو پہونچا تنور جنگ گرم ہوا اور طرفین سے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے کہ دولتخان کا بیٹا پیرخان بھی مع سو
بہادران رستم آثار میدان مین پہونچکر دست بشمشیر و نیزہ ہو کر حرب مین مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ اس سے
توقف اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد اُنکے
چار سو تھے اردوے خانخانان کے خیمہ وخرگاہ سے برآمد ہو کر قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرد ضعیف
اور نحیف تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس
راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولتخان نے اُسکا پیچھا کر کے تخمیناً نو سو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار
ویرانی احمد نگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ برخاش جو کہ دار السلطنت بیجاپور مین پہونچا اور نوشتہ ہاے چاند سلطان مشتمل التماس

اعانت بیجاپور عادل شاہ کے پاس پہونچے اس واسطے آن حضرت نے اسکی کمک کے درپے ہوکر سہیل خان خواجہ سرا کو کہ صفت شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درک کی طرف روانہ کیا اور میان منجو باتفاق احمد شاہ اور امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار بیجاپور لشکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بشمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اسکے ملحق ہوا اور جب خبر لشکر دکن کے شاہ درک مین فراہم ہونے کی شاہزادہ مراد کے سمع مبارک مین پہونچی چونکہ اسکے اور خانخانان کے درمیان مین غبار نفاق تھا اس واسطے صادق محمد خان اتابک اور امراے کبار کو فراہم کرکے مشورہ کیا سبھون نے مراسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجا لاکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود مین پہونچے سرنگ کھودنے اور دیوار قلعہ کے گرانے مین سعی اور کوشش کرکے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے شاہزادہ نے یہ راے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امراے عظام نے اس غرض سے کہ محصورون کو موضع نقب سے کسی طرح خبر نہو ہر طرف سے ابواب دخول و خروج بند کرنے مین ایسی کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال تردد نرہا اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نے عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ سرنگین جڑ یعنی نیو مین پہونچائین اور جڑ دیوار اور بروج قلعہ کو مجوف اور مشبک کیا اور شب جمعہ عشرہ رجب کو نقبون کو بارود اور توپ اور تفنگ سے مملو کرکے سوراخ انکے کچ اور چونہ سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ دوسرے دن بعد از نماز جمعہ آگ آن مین ڈالکر قلعہ کو اُڑا دین قضارا خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے لشکر مین رہتا تھا از رحم دلی سے شب تار مین مردم حصار کے پاس پہونچا اور انہین موضع نقب اور سیاہ بغل کے ارادہ سے خبردار کیا اہل قلعہ اسکے ممنون احسان ہوے اور اعلیٰ ادنیٰ چاند سلطان کے حسب الحکم اسی شب کو کھودنے اور توڑنے ارکان حصار مین جس جگہ کہ محمد خان نے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے ظہر تک دو نقب سراغ لگا کر بارود اسکی نکالی اور دیگر سرنگون کے تجسس تلاش مین تھے اور شہزادہ اور صادق محمد خان نہین چاہتے تھے کہ فتح خانخانان کے نام ہووے بے اطلاع اسکے مسلح ہوکر حصار کے دروازہ پر افواج آراستہ کین اور چاہا کہ نقبون مین آگ دیوین تاکہ جب قلعہ مین رخنہ ظاہر ہو اسوقت ہجوم لاکر غنیم کو فرصت نہ دیوین اور قلعہ مین داخل ہووین

مثنوی

دلیران میدان کین تاختند ٭ سر و تن ز خود و زرہ ساختند ٭ زجوشن شد آراستہ بال و دوش ٭ شد آرایش رزمگہ جبہ پوش ٭ زبس سوے دجلہ موج ریز ٭ روان شد بسوے محیط ستیز ٭

اور جب امراے اکبری خانخانان کے سوا شاہزادہ کے حکم کے موافق مع خیل و حشم اور طبل و علم اس حصن حصین کے قریب پہونچے نقبون مین آگ دینے کا اشارہ کیا اور ایسے وقت مین کہ اہل قلعہ کہ تیسری نقب جو ان نقبون سے بڑی تھی کھود کر بارود برآوردہ کرنے کے فکر مین تھے کہ ناگاہ دود فنا اس نقب با دیہ آسا سے برآمد ہو شعلہ بلا کا دیوار قلعہ مین پڑا قلعہ کی بنیاد متزلزل ہوئی زمین و آسمان اسکی ہیبت سے جنبش مین آتے اور ایک صدا اس بنیاد کی کہ مسدود قعہ سبعاً شداد تھی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھکا اور پچاس گز دیوار بارود نقب کے زور سے اس شدت سے اُڑی کہ ہر سنگ اسکا بنا سے پھر اُڑوا دیا

قطر مین شہرون کے گر **مثنوی** چو شد آتش تیز ریزان شرر + فرو ریخت از یکدگر آن حصار + خلل یافت آن کوہ زان زلزلہ + گسستہ شد آن آہنین سلسلہ + شدہ آن صدر غار تنگ زندگی + سرافیل را داد شرمندگی + شد آن لحظہ ہول قیامت عیان + بگردون برآمد نفیر فغان + زمین گفتی از یکدگر بر درید + سرافیل صور قیامت دمید + بخندق فرو ریخت آن شہر بند + بدریا در افتاد کوہے بلند + ایک جماعت کہ نزدیک اس دیوار کے نقب کاٹنے مین مشغول تھی سنگ و خاک کے نیچے ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضے خان ولد شاہ علی اور آہنگ خان اور شمشیر خان اور محمد خان دایہ زادہ اور افضل خان اور ادنی اعلی کہ اس سے علیحدہ اور دور تھے قلعہ کی دیوار منہدم دیکھکر فرار قرار پر اختیار کرکے سراسیمہ اور بدحواس گوشہ اور کنارہ مین بھاگے اور رخنہ ہاے نقب کو اسی طرح چھوڑ کر دل قلعہ کی محافظت سے خالی کیا لیکن بحسن سعی اس عفیفہ مریم خصال کے کہ قطعہ فروغ نعل سمندش ہلال غرہ دولت ملک مثال سایہ چترش سواد دیدہ کشور ز ملو ہزار بار بیرون سے شکستہ از رو تمکین + شکوہ مقنعہ او کلاہ گوشہ سنجر + ز عصمتش نکشیدہ شمال گوشہ برقع + ز عفتش نگرفتہ خیال دامن معجر + اور ایزد منان کی عنایت سے چاند سلطان نے اس واقعہ ہولناک پر اطلاع پاکر فوراً برقع اوڑھ کر سلاح جنگ زیب تن کئے اور پا برہنہ شمشیر ہاتھ مین لی اور ساتھ ایک جماعت آدمیون کے کہ اسکی خدمت مین حاضر تھے سر پردہ سے برآمد ہوئی اور سمند عزیمت پر سوار ہو کر اس رخنہ کی طرف روانہ ہوئی اہالیان قلعہ یعنی مرتضی خان اور آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ ناچار ہو کر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہوئے تھے ملازمت مین حاضر ہوے اور چونکہ شاہزادہ اور صادق محمد خان اور تمام امرا اور سپاہ مغل انتظار اور سرنگون کے اڑنے اور دیوارین گرنے کا کھینچتے تھے قلعہ بندون نے فرصت پاکر اضراب توپ قیامت آشوب اور بان اور بندوق اور ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند دہلیز دوزخ ہوئی اور آخر کو جب نقبون کی مشعلون سے مایوس ہوئے امرا اور سپاہ مغل شاہزادے کے حسب الحکم رخنہ کی طرف تاخت لائے چنانچہ مردم درونی اور بیرونی کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت اور جرأت اس شیر زن کے کہ ہر دفعہ رخنہ اور برج اون کے اوپر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر فیر کرتے تھے اس قدر بہادران اکبری کام آئے کہ انکی لاشون سے خندق پٹ گئی **مثنوی** چو باران نیسان بہنگام جنگ + بسیار بیدار زان بارسنگ و خدنگ + تو گفتی شد آن بارہ ابر مطیر + تگرگش ہمہ سنگ و بارانش تیر + ز پیکان چنان آتشے بر فروخت + کہ بر ملک بر فلک زان بسوخت + ہر چند لشکریان مغل آخر ثلث روز سے غروب آفتاب عالم افروز تک گرم و غار رہے اور کوشش در جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح نہوا اس سبب سے شہزادہ اور صادق محمد خان دلگیر ہو کر اپنے مساکن اور مواطن کی طرف روانہ ہوے اور آردوے مغل کے خرد و بزرگ نے از راہ انصاف زبان اس شیر زن مبارک پیدائش کی تعریف مین کھولی کہتے تھے کہ انتہا تہور و شجاعت کی یہ ہے جو اس عفیفہ مریم خصال نے ظہور مین پہونچائی اور اس تاریخ سے نام اس بلقیس زمان کا جو چاند بی بی تھا بدل کے چاند سلطان ہوا القصہ جب وہ شب ظلمانی درمیان دو جنگ کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پہ

اسقدر رونق افروز رہی کہ معاران چابک دست فرہاد آہنگ نے اس رخنہ دیوار منہدمہ کو گل و سنگ سے دو تین گز بلند کیا اور انھین دنون مین نامہ جات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف مین پہونچے تھے تحریر کر کے اس مین کچھ کچھ احوال غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلت آذوقہ درج فرما کر روانہ کیا اتفاقاً وہ جاسوس کہ حامل ان نوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے انھون نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تمھاری توجہ کار کرتے ہین تاکہ یہ مناقشہ اور منازعہ جلدی رفع ہووے اور جسقدر جلد اوس طرف تشریف لائیے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہاے چاند سلطان اسی قاصد کے ہاتھ ارسال کیے منقول ہے کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اسکے مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت تمام کوہستان مانک دون کے راستہ سے قلعہ احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل مین قحط بدرجہ نہایت ہونچا تھا گھوڑے فاقہ کے سبب نہایت کمزور اور لاغر ہوگئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام امراے اکبری متفکر ہوے اور انجمن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی راے نے یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سپاہ دکن سے موقوف رکھکر چاند سلطان سے پیام صلح اس طور سے درمیان مین لاوین کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ کو پیشکش کرے اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے میر سید مرتضےٰ جو قدیم سے تربیت یافتہ اور برگزیدہ خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کی طرف سے مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے اضطراب سپاہ مغل دریافت کر کے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ کے ضیق سے تنگ آئی تھی تعجیل کر کے جس طرح سے کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کوتل چیوند اور دولت آباد کی راہ سے ابتداے ماہ شعبان مین برار کی طرف روانہ ہوتے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ اور محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجھو احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ مین احمدنگر پہونچے میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمدنگر کا بادشاہ رہے لیکن آہنگ خان نے احمد شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کر کے میان منجھو کے آنے کا دروازہ مسدود کیا اور ایک جماعت کو تھانہ دار جوند کے پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا اور قلعہ مین خطبہ اسکے نام پڑھا آہنگ خان اور تمام امراے نظام شاہی نے اطاعت کی اور میان منجھو مقام تمرد اور عصیان مین ہو کر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو شعلہ زن کرے ابراہیم عادل شاہ نے مرتضےٰ خان دکنی کو کہ عمدہ امراے درگاہ تھا مع چار ہزار سوار تعجیل احمدنگر کی طرف بھیجکر میان منجھو کو پیام دیا کہ اس وقت مین ایسی خواہش کرنا زیادتی نقصان کا سبب ہے لازم یہ کہ جمیع مقدمات ترک کر کے سہیل خان کے ہمراہ بیجاپور کی طرف آوین تو احوال دریافت کر کے جو کچھ صلاح ملک و دولت ہو پیش پہونچائی جاوے میان منجھو کہ مرد عاقل اور فہمیدہ تھا عادل شاہ کے فرمان سے تجاوز نہ کیا مصطفےٰ خان کے ہمراہ بیجاپور گیا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سے نہین ہے اس کو اپنا ملازم کر کے اور جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی اور میان منجھو اور اسکے بیٹے میان حسن کو سلک امراے انتظام دیکر جاگیر خوب عطا کرکے

مسرور اور مبتہج کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

ناظرین والا تمکین کے ضمائر انجم نظائر پر مخفی نہ رہے کہ جب چاند سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سے صاحب افسر کیا محمد خان میان منتخب دایہ زادہ کو پیشوا کیا اس نے بھی تھوڑے عرصہ مین جیسا کہ رسم و عادت ہو اپنے استحکام مین کوشش کر کے اپنے اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کے قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور نشان اپنی مضبوطی اور استقلال کا بلند کر کے آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مزید اعتبار مین شہرت رکھتے تھے حسن تدبیر سے گرفتار کر کے محبوس کیا امرا یہ اطوار دیکھکر رنجیدہ اور دل تنگ ہوے ہر ایک ایک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہو کر عادل شاہ سے ملتجی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسے وقت مین کہ دشمن قوی کمین مین تھا یہ ہنگام فرصت کا جویا ہو اس دولت خانہ کے نمک پروردہ پیشہ سرکشی اور عصیان کا اختیار کر کے ہر ساعت فساد اٹھاتے ہین اور ہر لحظہ ایک آشوب ظاہر کرتے ہین اگر آنحضرت اس جماعت کی گوشمالی مین کوشش نفرماوینگے عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے تصرف مین جاویگی عادل شاہ نے بھی اعانت پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمدنگر جاکر جس امر مین خوشنودی چاند سلطان کی ہو عمل مین لاوے سہیل خان شہور سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور محمد خان قلعہ مین قلعہ بند ہوا جب چاند سلطان کی اطاعت مین نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان محاصرہ مین مشغول ہوا اور قریب چار مہینے اس مین اوقات صرف کر کے محمد خان کے دفع مین راسخ اور ثابت رہا اور محمد خان عریضہ خانخانان کو لکھکر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہو کر سب اس سے پھر گئے اور اسے قید کر کے چاند سلطان کے سپرد کیا چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سے تھا اس پر اعتماد کر کے پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت سے مخلع کر کے باعزاز و احترام رخصت معاودت عطا فرمائی اور وہ جب اثناے مراجعت راجہ پور کے اطراف مین کہ دریاے گنگ کے ساحل پر واقع ہو پہونچا امراے اکبری قصبہ پاتری وغیرہ پر جو مملکت برار سے خارج ہو نقض عہد کر کے متصرف ہوئے اس واسطے اس موضع مین توقف کر کے عریضہ مشتمل بر حقیقت حال عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ مین چاند سلطان اور آہنگ خان نے بھی مغل کی حرکت اور ان کے نقض عہد پر واقف ہو کر بتعجیل تمام آدمی بیجاپور کی طرف بھیجا اور مبالغہ و الحاح سے کمک طلب کی تاکہ سپاہ مغل کو ملک سے خارج کرے عادل شاہ نے بدستور سابق سہیل خان کو سپہ سالار کر کے مغل کے محاربہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادل شاہ کی کر کے مہدی قلی سلطان کو مع لشکر تلنگ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمدنگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کی طرف روانہ ہوے اور جب قصبہ سونپت مین پہونچے قیام کر کے سامان جنگ مین کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالنہ مین تخفیف ماہت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیون کا دریافت کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہ پور مین شاہزادہ کے پاس

گیا اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میرے نام ہووے شاہزادہ اور اُسکے اتالیق محمد صادق خان کو شاہپور مین نگاہ رکھا اور خود باتفاق جمیع امرائے اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کارگذار کینہ ور کے رزم پر متوجہ ہوا اور دریائے گنگ کے کنارے دکنیون کے مقابل خیمے اور خرگاہ بلند کیے اور لشکر کے گرداگرد خندق کھود کر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی تعداد دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ اور قراولان سے طرح اور طور درآمد برآمد کے معلوم کیے ماہ جمادی الثانی کی اٹھارھوین تاریخ ۱۰۰۵ھ ایک ہزار پانچ ہجری مین چاشت کے وقت عازم جنگ ہو کر صفین آراستہ کین لیکن عصر کے وقت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیل خان نے آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگن ناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر ہلاک کیا اور چونکہ امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی بھی افواج اکبری کے تاب مقاومت نہ لاسکے دشت ہزیمت کی طرف منہزم ہوئے تھے سہیل خان نے مقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنے اوپر فرض کر کے قریب وقت شام میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ کیا اور اس طرح ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہپور مین شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق محمد خان اس امر کے درپے ہوا کہ شاہزادہ کو لے کر ملک دکن سے نکل جاوے لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اُسی طرح معرکہ مین قدم تہور استوار کر کے مع فوج قلیل اُس رات کو توقف کیا اور سپاہ دکن قرار فتح کا سا تھا اپنے دیگر غارت مین مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کی اور سوائے سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ خیل عادل شاہی کے تمام فوج غنائم کو جا بجا مضبوط اور مستحکم مین پہونچانے کے لیے متفرق ہوئی اور بحسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر معرکہ مین رہے اور پہر رات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر پائی آخر الامر جب واقف ہوئے دونون اپنی محافظت مین کوشش کر کے لشکر جمع لانے کے درپے ہوئے اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب نے دریچہ مشرق سے سپاہ ہندوے شب کو منہزم کیا وہ دونون سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسرے کے ایستادہ ہوئے اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان مین لاکر بقائمی ایک دوسرے کے جدا ہووین لیکن سہیل خان بعضے آدمیون کے وسوسہ کے سبب جنگ مین راسخ ہو کر مع فوج خانخانان کی طرف روانہ ہوا تب اُس نے بھی لاچار ہو کر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلے دن کی اُس کے مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخر کو تائید ربانی سے نسیم فتح و ظفر خانخانان کے پرچم مراد پر چلی سہیل خان شاہ درک کی طرف فرار ہوا اور امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلے دن بھاگ گئے تھے بحال ابتر احمدنگر اور حیدرآباد کی طرف راہی ہوئے حیات مستعار کو غنیمت جانکر شکر الٰہی بجا لائے اور خانخانان نے بعد اس فتح عظیم کے ایک جماعت کو قلعہ برنالہ اور کاویل کے محاصرہ کو کہ مملکت برار کے قلاع سنگین سے تھے تعین کیا اور خود قصبہ جالنہ پور مین اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی تحریک سے خانخانان کو پیغام دیا کہ یہ وقت فرصت ہے مناسب یہ ہے کہ ہم احمدنگر کی طرف متوجہ ہووین اور اُسے بھی مفتوح کر کے مملکت نظام الملکی

کو اپنے قبض و تصرف مین لاوین خانخانان نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہی کہ امسال برار مین جا کر وہان کے
قلعون کو فتح کرین جب وہ ممالکت تمام و کمال زیر نگین ہو کر قید ضبط مین آوے اُسکے بعد اور مقامون کی طرف متوجہ
ہو کر لشان تسخیر بلند کرین اور چونکہ یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اُس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ
مین تحریر کلک صحت ہوا ہی اظہار رنجش اور کدورت فرمایا اور شہزادہ اور صادق محمد خان نے چند عرائض شکایت آمیز
اکبر بادشاہ کو لکھین اکبر بادشاہ نے خانخانان کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابوالفضل کو سپہ سالار دکن کیا اور میرزا
یوسف خان کو بھی اُسکا شریک فرمایا اور خانخانان شہور سنہ ۱۰۰۶ ایک ہزار چھ ہجری مین متوجہ درگاہ ہوا اور آہنگ خان
نے فرصت پا کر عداوت مین چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کر کے اُس مہد علیا
کو ایک قلعہ مین قید کرے اور خود نقارۂ انا ولا غیری پر چوب مارے اور وہ اُس ارادہ سے واقف ہوئی
بہادر شاہ کی محافظت مین نہایت درجہ کوشش کر کے دروازہ ارک آہنگ خان کے منہ پر بند کیا اور یہ
مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر باتفاق ارکان دولت کچہری کرتا رہے آہنگ خان نے چند روز اطاعت اظہار
کر کے آخر کو مخالفت پر کمر باندھی اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ
ایلچی کو بھیجکر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ انکے درمیان سے نفاق رفع ہو کر اتفاق ظاہر ہووے کسی نہج سے یہ معنے
صورت پذیر نہوئے اور استقلال اور استیلا آہنگ خان کا حد سے گذرا اور میدان معرکہ خانخانان کے وجود سے خالی دیکھکر
عین موسم برسات مین کہ نہر گنگ بھی پر آب تھی اور شاہزادہ کی طرف سے کمک پہونچنا اشکال تھا ایک جماعت سرداران
کو قصبہ بیر کی جانب بھیجا کہ اسکو امراے اکبر شاہی کے تصرف سے برآوردہ کرے اور وہان کا حاکم شیر خواجہ چھ کوس
تاخت کر کے اُس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور بصعوبت تمام
آپ کو قصبہ بیر مین پہونچا کر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی اور دکنیون کے تسلط اور
شیخ ابوالفضل فہامی اور سید یوسف خان کی کمک نہ بھیجنے کے بارے مین فقرات شکایت آمیز درج کیے
اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخانان کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیے دکن کی سپہ سالاری سے عہدہ برآ نہوسکیگا
اسواسطے اُسکا گناہ معاف کرنے کا عازم ہوا کہ پھر اُسے سرفراز فرما کر صاحب اختیار اور سپہ سالار دکن کرے
اتفاقاً اُن دنون مین شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتون کی صحبت دوام سے امراض غیر ملکر بہم پہونچائے
اور بابدہ شاہ پور مین جو اسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا برحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے ممالک دکن شہزادہ
دانیال کو کہ اُسکا چھوٹا بیٹا تھا عطا کر کے خانخانان کے ہمراہ اُسے دکن مین روانہ کیا اور ابھی سرحد دکن مین
نہ پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابوالفضل اور سید یوسف خان شہور سنہ ۱۰۰۸ ایک ہزار آٹھ ہجری
مین دار الملک آگرہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور جو اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ چاند سلطان اور
آہنگ خان کے درمیان نزاع اور نفاق بہت ہی تو خود قلعہ آسیر کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور شہزادہ دانیال اور
خانخانان کو احمدنگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور آہنگ خان حبشی کہ پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ

نہ ہنگواٹے چیتہ لیکر سپاہ مغل کے ساتھ مقابلہ کرے قلعہ احمد نگر کے اطراف سے برخاست کرکے اس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر سے واقف ہوکر قریہ شہدری کی طرف کہ صحرا سے وسیع ہے بقصد احمد نگر روانہ ہوئے آہنگ خان سراسیمہ ہوکر خیمہ و خرگاہ اور احمال و اثقال میں آگ دیکر بغیر اسکے کہ متصدی جنگ ہووے یا یہ کہ احمد نگر جاکر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لیوے منفعل و عاجزی کا سر پیدا کرکے جنیر کی جانب بھاگا شاہزادہ اور امرائے مغل نے بے فراغی اور معارضی قلعہ احمد نگر کے قریب پہونچکر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے آدمیوں پر قسمت کیے شاہزادہ دانیال کی طرف سے خانخانان اور میرزا یوسف خان نے نقب کھودنا شروع کیا اور دمدمہ تیار ہوئے قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہووے چاند سلطان نے چیتہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے اندر تھا یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسرے سرداروں نے نقض عہد کرکے اسقدر سرکشی اور بے اعتدالی کی کہ اسکی شامت سے اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز میں مفتوح کریگے چیتہ خان نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو ایسے صواب تمہاسے اقتضا فرماوے ارشاد کیجیے تو ہم اسکے موافق عمل کریں اور حتی الوسع بجا لاویں چاند سلطان نے کہا صلاح اس میں ہے کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے جان اور مال اور ناموس کی امان طلب کریں بہادر شاہ کے ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہووین اور وہاں اقامت کرکے افضال غیبی کے منتظر رہیں چیتہ خان نے اہل حصار کو طلب کرکے باواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امرائے کبار اکبر بادشاہ کے یکزبان ہوکر چاہتی ہے کہ قلعہ سپرد کرے دکنی بیدینی اسکی حرم سرا میں در آئے اور اس علیا حضرت کو نہایت عقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ میں نقبیں اڑا کر دیوار حصار گرا دی اور قلعہ میں داخل ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں اور جوانوں کو اسیر کیا اور چیتہ خان اور جمیع باشندگان اور اہل قلعہ مرد اور عورتیں اور بچے اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ میں تھے تہ تیغ کیا اور شہزادہ دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہوکر قلعہ معتمدوں کے سپرد کیا اور بہادر شاہ کو اسیر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس برہانپور لے گیا اور ان دنوں میں قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے مسخر اور مفتوح کیا تھا بعد ازاں دکن کو مضافات سمیت شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ وقائع خدیو جہان شاہ ابراہیم عادل شاہ میں لکھا ہوا ہے بعد ازاں ولایت کی طرف روانہ ہوا اور امرائے نظام شاہی نے مرتضی ولد شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کرکے روز قلعہ پرندہ کو دار الملک بنایا اور بادشاہی بہادر نظام شاہ کی تمام ہوئی بہادر قلعہ گوالیار میں محبوس ہوئے اور چند دنوں

ذکر مرتضے نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

جب اکبر شاہ برہانپور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا نظام شاہ کے ملازموں نے باوجود اسکے کہ خیل و حشم پراگندہ تھا اپنی بہادری و اولوالعزمی سے امرائے کبار اور صاحب اختیار ہوکر نشان استقلال بلند کیا اور یوم تحریر احوال تک پایہ تخت سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کے تصرف سے محفوظ رکھا چنانچہ ایک عنبر نامے

جبشی سرحد تلنگ سے ایک فرسخ قصبہ بیر تک اور چار کوس جنوبی احمدنگر اور بیس کوس دولت آباد و بندر چیول تک متصرف
ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سے شمالاً سرحد گجرات اور جنوباً چھ کوس احمدنگر تک اپنے تصرف میں درلایا
اور دونوں نے بسبب ضرورت مرتضیٰ نظام شاہ کی اطاعت قبول کرکے قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ اخراجات
ضروری اور مصارف لابدی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونوں سردار اس فکر اور تلاش میں تھے کہ ایک
دوسرے کو مغلوب کرکے اسکے ممالک بھی اپنے تصرف میں لاویں لا محالہ درمیان میں دونوں کے ہمیشہ عداوت
رہی اسی میں صفاقی ہندی اور خانخانان نے یہ امر غنیمت سمجھکر اپنے ہمراہیوں کو مامور کیا کہ قدرے ولایت عنبر سے کہ تلنگ کی
طرف واقع تھی متصرف ہوویں اور عنبر جبشی جمعیت کرکے سنہ ایک ہزار دس ہجری میں سات آٹھ ہزار سوار اس
طرف روانہ ہوا اور مغلوں کے تھانے اٹھا کر اپنے ممالک انکے تصرف سے بر لایا اور خانخانان نے اپنے بڑے
بیٹے میرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سے آراستہ تھا مع پانچ ہزار سوار انتخابی مقابلہ اور مقاتلہ کو نامزد فرمایا قصبہ
ناندیر کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا ایک نے ناموری اور بلندنامی کے واسطے اور دوسرے نے اپنے حفظ
ملک کے لیے از روے قہر و غضب افواج آراستہ کرکے توجہ کی اور نہایت شدت اور خصومت سے ایک دوسرے پر
حملہ آور ہوکر شرط مردی اور مردانگی بجا لائے اور گرز و نیزہ و شمشیر و خنجر سے آپس میں سرور زخمی کرکے صفحہ رزم گاہ
پر جداول خون جاری کین مثنوی دران رزمگہ فتنہ شد بلند * کہ رحمت بنالید از گزند * نہان گشت از سختی آن مصاف
مروت چو سیمرغ در کوہ قاف * سم بادپایان شدہ فرق ساے * سر سرکشان ماندہ در زیر پاے * بعد اسکے کہ طرفین سے
ایک جماعت کثیر نے قالب ارواح سے خالی کیے اکبر بادشاہ کے اقبال نے اپنا کام کیا عنبر جبشی زخمہائے کاری
اٹھا کر خانہ زین سے جدا ہوکر میدان جانستان میں گرا ایک جماعت حبشیوں اور دکنیوں سے کہ اسکے مخلص تھے
ہجوم لاکر اسے سوار کرکے میدان سے باہر لیگئے عنبر پھر دوبارہ لشکر فراہم لانے کے ہوا اور اپنے ممالک کی محافظت
کے واسطے دوڑ دھوپ سے باز نہ آیا اور خانخانان جو اسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کرکے یقین جانتا تھا کہ وہ پھر
سرکشی کی فکر میں ہے اس وجہ سے صلح پر آمادہ ہوا اور عنبر نے بھی بعدم اتفاق راجو دکنی سے بلکہ بناے معرکہ مذکور کو
اسکی تحریک سے جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک جانکر خانخانان سے ملاقات کی اور عہد و طرفین قرار دے کر لوازم
عہد و پیمان درمیان میں لایا پھر رخصت ہوکر اپنے ممالک کی طرف مراجعت کی اس تاریخ سے اس وقت یعنی تحریر
کتاب ہذا تک نقض عہد و پیمان واقع نہ ہوا اور عنبر خانخانان سے بکمال اخلاص و اتحاد پیش آتا ہے اور انہیں دنون
مین تلنگ راے کول اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل خواجہ سرا اور دیگر سرداران دکن نے عنبر جبشی کی ترک
رفاقت کرکے مرتضیٰ نظام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کے دفع پر عازم جازم کرکے قلعہ اوسہ
کے اطراف میں لشکرگاہ کیا اور عنبر بھی اپنے اعوان کو ہمراہ لیکر اس طرف گیا نظام شاہ سے مقابلہ کرکے غالب آیا
اور تلنگ راے کو زندہ و دستگیر کرکے مقید کیا نظام شاہ کے اتفاق فرہاد خان اور ملک صندل کہ عمدہ امرا
تھے مضطرب ہوکر عنبر سے صلح کی اور عنبر چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنے تصرف میں لاوے اسواسطے نظام شاہ کے

ساتھ مین آخر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ایکہزار بارہ ہجری مین قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ منجھن خان حبشی نے کہ بیس برس سے وہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ مین حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جانکر قلعہ کے اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا ہے مین اُسپر اعتماد نہین کرتا اور اسے قلعہ مین داخل نہ کرونگا عنبر نے جواب دیا کہ مین تپنگ رائے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے بیخون نہ تھا صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بحسب ظاہر ملاقات کرکے اُنکا طرفدار ہوا لیکن دل سے اپنے تئین نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی بجالاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤن منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف وحکایات مسدود کرکے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ مین در آوے اور منجھن خان اُسکے سبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کرکے نظربند کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پاے قلعہ مین پہونچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان مدافعہ بلند کیا اور جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم لیسونا خان بیے اعتدالی کہکے اہل حصار کے زن وفرزند پر دست درازی کرتا تھا اُنھون نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا بدین سبب منجھن خان نے اپنے توقف مین صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیون کے التجا عادل شاہ کی طرف لیجاکر اُسکے ملازم ہوئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ مین متحصن رہے اور آخر عنبر بحسن تدبیر اس پر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دے کر چتر اُس کے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان کے ساتھ اُس قلعہ مین مقیم کرکے خود مع خیل ولشکر باہر روانہ ہوا اور محرم سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری مین شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کے لینے کو روانہ ہوا اور دولتآباد سے احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی کہ وہ بھی بطریق عنبر فرمانبردار ہوکر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ مملکت جاگیر پاکر بازگشت کرے راجو نے اعتماد اُسکے عہد وقول پر نہ کیا شہزادہ طیش مین آیا اور اُس کے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان جرأت کا بلند کرکے مع آٹھ ہزار سوار اس کے مقابلہ کے لیے عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صف نہوتا تھا لیکن لشکر مغل کے حوالی اور حواشی کو تاخت وتاراج کرنے سے اسقدر مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی خانخانان کے پاس جالنہ پور مین بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آ پہونچا اور باعث آرام وآسایش ہوا اور بعد وصول خانخانان کے راجو نے ترک تاخت وتاراج کرکے اپنے ممالک کی راہ لی اور شہزادہ نے مع خانخانان احمدنگر کی طرف جاکر پالکی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ پٹن کے باہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالنہ مین مقام کیا اور شاہزادہ برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیج کر عنبر کی سخت گیری کی شکایت

کی راجو قلعہ پرندہ مین جاکر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور عنبر کے دفع کرنے کا ذمہ دار ہوا غرض کہ جس مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور مین پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر آدمی خانخانان کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار بسرداری میرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر سے اُسکی مدد کے واسطے بہ تعجیل روانہ کیے عنبر اُس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور راجو کو دولت آباد کی طرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کے شاہزادہ دانیال کو بھی مبارک نہوئی برہانپور مین فوت ہوا اور اس عرصہ مین خانخانان برہانپور مین تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور بقصد انتقام دولت آباد کی سمت راجو پر فوج کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لایا آدمی برہانپور بھیجکر خانخانان سے التجا کمک کی درخواست کی خانخانان بھی بعضے امور کے سبب اپنا رہنا اس بلدہ مین مناسب نہ جانتا تھا بہانہ چاہتا تھا فوراً دولت آباد کی طرف روانہ ہوکر چھ ماہ درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاخت کرکے غالب ہووے عنبر نے جو خانخانان کو راجو کی حمایت مین نہایت مصروف دیکھا اُسکے کہنے سے راجو کے ساتھ صلح کرکے پرندہ کے سمت راہی ہوا اور خانخانان بھی جالنہ پور گیا اور ملک عنبر چونکہ راجو کی پہلی لشکرکشی بھی مرتضےٰ نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سے جانتا تھا درپے اسکے ہوا کہ اُسے معزول کرکے دوسرے شخص کو خاندان نظام شاہیہ سے شاہ کرے لیکن اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اُسکا قوۃ سے فعل مین نہ آیا اور ابتدائے سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ ہجری مین عادل شاہ کے فرمانے کے بموجب نظام شاہ کے ساتھ ابواب ملازمت مفتوح کیے رفتہ رفتہ صفائی کلی اُنکے درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسرے پر ہوا پھر دونون متفق ہوکر مع دس ہزار سوار جنیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نظام شاہ بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اپنے باپ داداکے مسکن مین استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہنود دولت آباد کی طرف راجو کی گوشمالی کے واسطے کہ اُسکے خوف سے عنبر جنیر کی طرف جانہ سکتا تھا نامزد کیے اور راجو بعد تردد وافر گرفتار ہوا اور ممالکت اُسکی بھی نظام شاہ کے حوزۂ تصرف مین درآئی اور عنبر اُس ممالکت مین صاحب اختیار رہا اور استقلال اُسکا حد سے گذرا اور ان وقائع کی حالت تحریر مین سلطنت دودمان نظام شاہیہ کی مرتضےٰ شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور زمام حل وعقد عنبر حبشی کے قبضۂ اقتدار مین ہے اور بسبب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط مین ہے اور بادشاہان دہلی اُنکی تتمہ ممالکت کی طمع کرکے جویائے فرصت ہین دیکھیے مشیت ایزدی اور ارادۂ لم یزلی سے کیا ظہور مین آتا ہے فقط

روضہ چوتھا
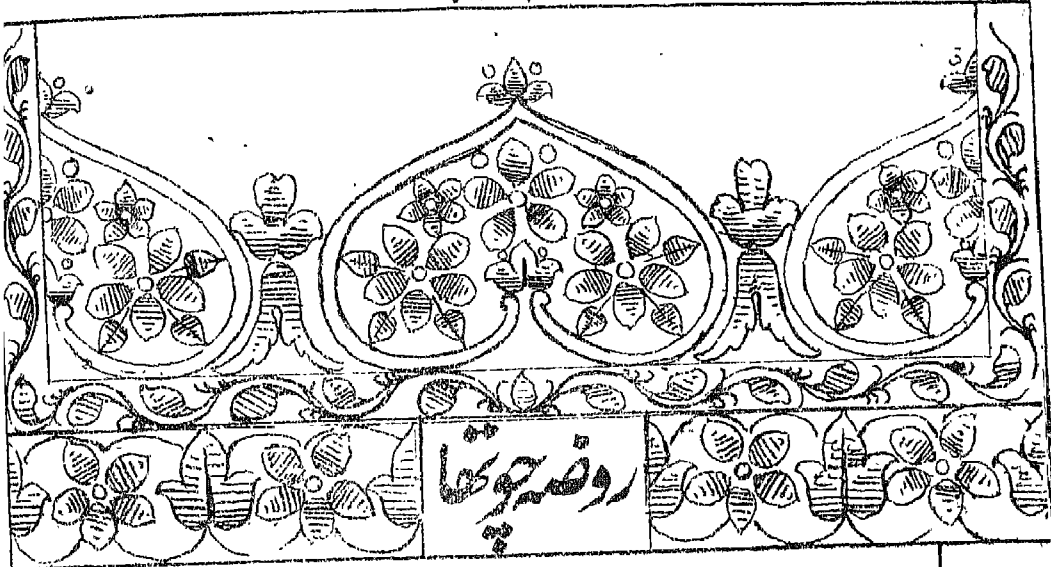
بیان حالات حکام تلنگ ہین کہ موسوم بہ قطب شاہیہ ہین

واقفان اسرار عالم کون و فساد پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ شاہ خورشاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عہد ابراہیم قطب شاہ مین بہ فن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور نقیر و قلیل وقائع قطب شاہیہ بھی اس کتاب مین لکھے ہیں لیکن وقت تحریر اِن صحائف کے جو وہ کتاب مولف کے پیش نظر نہ تھی لہذا بہ تفصیل اُن کے حوادث ایام نہ لکھ سکا بالاختصار اِس سلسلہ علیہ کے بادشاہون کے نام اور مجمل واقعات عظیمہ پر اکتفا کی

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکان بہارلو اور قوم میر علی شکر سے ہے اور بعضے اس دودمان کے منسوبان سے دعوی کرتے ہین کہ سلطان قلی بادشاہ عراق میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسون سے ہے لیکن روایت اول صحت سے قریب تر ہے اور بہر تقدیر اسکی جائے پیدائش ہمدان ہے اور عہد آخر سلطان محمد شاہ بہمنی مین آغاز جوانی مین ولایت سے دکن کی طرف آیا اور چونکہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اسنے اپنے تئین غلامان ترک کے سلک مین منتظم کیا اور چونکہ علم حساب سے ماہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا بنا برین محلات حرم کا خدمت مقرر ہوا اور خواتین اسکے حسن سلوک اور امانت اور دیانت سے راضی اور شاکر ہوتین اور آن دنون مین جاگیرات اہل حرم کی تمام مملکت تلنگانہ سے متعلق تھین اور وہان کے اقطاع سے عرضیان شکایت آمیز پہنچتین کہ چورون اور راہزنون کی پرگنون مین کثرت ہے اور رعایا اون بدنہادون کی تمرد اور سرکشی کرتی ہے اور سر حلقہ اطاعت سے آوردہ کرکے ادائے مال واجبات مقرری مین تامل اور تعلل کرتی ہے اگر فوج کثیر روانہ ہو تو اسکا غضب ہم کسی طرح رفع کرسکین واسطے مامور ہووے ولایت اصلاح مین آوے اور محصول شاہی وصول ہو اور اگر یہ بھی کار انسانی تدارک کرینگی تو جہ سوار جمعیتی مال سے حرمی خزانہ میں داخل ہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک امیر کار

مع دو تین ہزار سوار اس طرف روانہ کیے سلطان قلی ایک خواتین حرم کو متوسط کرکے عرض پرداز ہوا کہ اگر یہ خدمت
دولتخواہ سے رجوع ہووے بدون لشکر اس طرف جا کر اقبال بادشاہ کی برکت سے تمام باغی اور طاغی کو دفع کروں
سلطان محمد شاہ نے اُسے منظور نظر عنایت کرکے اس خدمت پر سرفراز کیا اور وہ مع اپنے متعلقان کے ان پرگنات
میں گیا اور بحسن تدبیر بہت سے پیسہ داروں کو موافق کرکے اُنکے باتفاق چند عرصہ میں چور اور رہزن کو نیست و نابود کرکے
انکا نشان باقی نہ رکھا اور امراے بزرگ کی جاگیرین جو اُن پرگنات کے حوالی اور حواشی میں تھیں اہل بغی کے فساد
سے مصفا کرکے شجاعت اور مردانگی میں موصوف و معروف ہوا اور سلطان محمود بہمنی کے عہد میں جیسا کہ تحریر ہوا مرتبہ
امارت پر پہونچا اور خطاب قطب الملکی پاکر ممالک تلنگ میں سے بلدہ گلکنڈہ مع مضافات جاگیر پائی بعد اسکے چند
مدت اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانون میں اُسے صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادل شاہ اور
احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کرکے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادل شاہ نے اس وجہ سے کہ وہ بھی
مرید خانوادۂ مشائخ صفویہ تھا خطبہ میں اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کیے اس واسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت
اور سپہ سالاری میں نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ میں مذکور کیا اور جب بادشاہی سلطان محمود بہمنی نے حد سے زیادہ ضعف
پیدا کیا تھا وہ بھی سنہ ۹۱۸ نو سو اٹھارہ ہجری میں متصدی امر سلطنت ہوا اور اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا اور جمیع امور میں
قاعدہ اور روش بادشاہان ولایت پیش نہاد ہمت کرکے باوجود مملکت مختصر رواج و رونق بادشاہی میں کوشش کی اور
بخلاف عادل شاہ اور عماد شاہ اور برید شاہ کے بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنج وقتی بجائی اور اپنے عزیز و اقارب
کو مناصب ارجمند پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کے ساتھ فراخور حالت ایک خدمت اور مہم لائق رجوع فرمائی
اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کرکے ہمیشہ تحفہ و ہدایا سے لائق اور نقود وافر ماہ بماہ اُس کے واسطے
شہر احمد آباد بیدر میں مرسول رکھتا تھا اُس کے بعد خبر جلوس شاہ اسمعیل صفوی تخت ممالک ایران پر منتشر ہوئی
بدین نظر کہ اُسے مرشد زادہ اپنا جانتا تھا خطبہ میں آنحضرت کا اسم اپنے نام سے مقدم کیا اور نام اصحاب ثلثہ کے
بتدریج خطبہ سے ساقط کیے اور جو برہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت کے موجب خطبہ بطریق شیعہ پڑھا تھا
سلطان قلی نے اسکی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے اُس مذہب کے شعار برملا رواج دیے
اور بہت سے شیعہ مخذولان نے زبان طعن و بے ادبی کی حضرات صحابہ ثلثہ کی نسبت کھولی اور اس زمانہ تک
کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرما ہے اُن ممالک میں اسی طریق سے خطبہ اثنا عشر منبروں پر پڑھ کر
اول فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرأت کرتے ہیں اعتقاد اور اخلاص میں اُنکے قصور نے راہ نہیں
پائی اور خواہش صادق اور ارادت واثق ساتھ مشائخ صفویہ کے رکھتے ہیں اور سلطان قلی قطب شاہ
اپنے ایام سلطنت میں سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا مگر اس ایام میں کہ سلطان بہادر
گجراتی نے عماد الملک براری کے حسب الالتماس مملکت دکن میں داخل ہو کر بہت خرابی اور ویرانی
ولایت نظام شاہ میں پہونچائی تھی اس وقت خلاف مروت عمل کرکے ایلچی اُس کے پاس بھیجا اور اظہار

یکجہتی کر کے چاہتا تھا کہ ساتھ اسکے دم دوستی کا مارے لہذا جب معاملہ سلطان بہادر کا مفروغ ہوا اسمعیل عادل شاہ نے
برہان شاہ کی تجویز قصد کیا کہ کچھ اس کے ممالک سے مسخر کرے اور قطب شاہ نے ہرچند کوشش کی کہ
برہان شاہ سے موافقت کر کے تنش اس فساد کی باب تدبیر بجھاوے میسر نہوئی یہانتک کہ اسمعیل عادل شاہ
نے سنہ ۹۴۰ نوسو چار ہجری میں اس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہے لشکر لیجا کر محاصرہ کیا قطب شاہ نے جو طاقت اسکے
مقاومت کی نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نہ کی البتہ کچھ سوار اور پیادہ اس حدود کی طرف بھیجے کہ وقت بیوقت گردم
آکر دوے عادل شاہ کو مزاحمت پہونچا کر انھیں تنگ اور عاجز کریں قضارا انہیں دنوں میں اسمعیل عادل شاہ کا نامہ عمر اختتام کو
پہونچا اس دار پرملال سے رحمت ذوالجلال میں واصل ہوا اور قطب شاہ نے بدون ایلچی گری عمر و زید کے اس خرخشہ
سے نجات پائی اور ایک جماعت اعیان درگاہ سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ طاہر کے مساعی جمیلہ سے ان دونوں
بادشاہ ہم مذہب میں کدورت ساتھ صفائی کے مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کے جاری ہوئے اور چونکہ سلطان
قلی قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کے اس دار ناپائدار سے جلد تر جوار رحمت ایزدی میں انتقال نہ کرتا تھا اسواسطے اسکا
بڑے بیٹے نے جمشید کہ جسنے تمناے شاہی میں ریش سفید کی تھی باپ کی طول عمری سے تنگ آکر ایک غلام ترک کو اس پر
راضی اور موافق کیا کہ فرصت پاکر کام اس سلطان کا تمام کرے اتفاقاً سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری میں ایک روز سلطان قلی قطب شاہ
دریا کے کنارے بیٹھکر جواہر صندوقوں سے برآوردہ کر کے تماشا کرتا تھا ناگاہ اس غلام ترک نے کہ بوعدہ امارت فریب کھایا تھا
بلاے ناگہانی کی طرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے خوف سے جمشید
کی طرف کہ حضار اس مجلس سے تھا بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو فرصت کلام کرنے کی
نہ دی اور قتل کر دیا اور چونکہ اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگ پر قائم ہوا اور داد گونڈی حکومت کی حاصل
کی سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد نرینہ تین تھے جمشید اور حیدر اور ابراہیم اور مدت سلطنت اسکی تینتیس ۳۳ برس تھی

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کر کے زمام حکومت اپنے کف اقتدار میں لایا اسنے بھی اپنے باپ کے شیوہ
ستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثنا عشر کے رواج میں بدرجہ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزاپرسی اور
مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمدنگر سے دار الملک گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے
چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اس قدسی منزلت کا بلوازم اکرام تمام کیا اور سنگاسن خاصہ
میں سوار کر کے نہایت احترام سے شہر میں لایا اور اس دیار کے باشندے اسکے انوار جمال کے پرتو سے فیضیاب ہوئے
اور اسکی خاک اقدام کو کحل الجواہر دیدہ ہاے بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے
ایسے کلمات کہ دنیا داروں کے کام آویں درمیان میں لاکر قطب شاہ سے برہان نظام شاہ کے ساتھ موافقت
اور یکجہتی کے بارہ میں عہد و پیمان لیا اور رفقا در ذوالجلال کے حفظ و امان میں پھر احمدنگر کی طرف تشریف لیگیا اور جب دونوں میں

درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ کے بسبب بعضے مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جمشید قطب شاہ
نے نظام شاہ کے بھروسے پر بلکہ اسکی تحریص و ترغیب کے سبب دروازہ خزانون کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور
پیادہ فراہم لاکر ولایت عادل شاہ مین داخل ہوا اور پرگنہ کاکنی مین تین چار ماہ کے عرصہ مین ایک قلعہ نہایت سنگین بنا
کرکے اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادل شاہ اس سبب سے کہ خرخشہ نظام شاہ اور رام راج سے مفرغ نہ تھا اسکے
مدافعہ مین نہ مشغول ہو سکتا تھا جمشید قطب شاہ نے قلعہ مستحدث کو مردم معتبر کے سپرد کرکے عزیمت تسخیر بعضے قلعون کی
کی پہلے باستقلال تمام قلعہ آہنگر کی طرف جو قریب قلعہ ساغر ہے روانہ ہوا اور اسے محاصرہ کرکے النکا و رمورچے آگے
بڑھائے اس درمیان مین عادل شاہ نے رام راج اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور انکی طرف سے مطمئن ہو کر اسد خان لاری کو
مع خیل خاصہ لشکر تلنگ کے مقابلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہو کر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ مین آپ کے قول پر اعتماد کرکے اس سفر کا مرتکب ہوا ہون آپکے مکارم اخلاق حمیدہ سے بہت تعجب ہے کہ اس مخلص کے بغیر
مشورہ اور مشورہ احمد نگر کی طرف تشریف فرما ہوتے ہین برہان شاہ نے جواب دیا کہ مین نے مصلحت وقت دیکھکر
عادل شاہ کے ساتھ صلح کرکے بساط منازعت پیچیدہ کی ہے لازم کہ آپ محافظت قلعہ کاکنی مین کوشش کرین بعد موسم
برسات پھر یہان آوین اور گلبرگہ اور اتکر اور ساغر کے اس طرف سے آب بورہ کے کنارہ تک تعلق تمہارے رہیگا اور
شولاپور اور نلدرک کے اس طرف سے کنارہ بورہ تک ہم متصرف رہین گے اور قطب شاہ باوجود اس کے کہ جانتا
تھا کہ برہان نظام شاہ بادشاہ محیل اور مکار ہے اسکے فریب مین آکر قلعہ آہنگر کی حفاظت مین راسخ اور عازم
ہوا اور اسد خان بلگوانی نے پہلے قلعہ کاکنی کو محاصرہ کرکے تین ماہ کے عرصہ مین بجبر و قہر مفتوح کیا اور مردم درونی
کو قتل عام کیا اور وہان سے بشوکت وصولت تمام و استعجال کمال اتکر کی طرف متوجہ ہوا اور طی مسافت مین تعجیل کیا
اور قطب شاہ نے صلاح اسکے مقابل مین نہ دیکھی قلعہ اتکر کے گرد سے برخاست کرکے اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوا اسد خان
نے اسکا پیچھا کیا اور چند جنگ واقع ہوئین اور ہر مرتبہ اسد خان مظفر اور منصور ہوا قطب شاہ معرکہ سے بے نیل مرام واپس گیا
اور جنگ آخر مین بحسب اتفاق قطب شاہ اور اسد خان ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی اُنکے
درمیان آپس مین چلین چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ لب تک
کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب مین محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسی کے سامنے کچھ تناول نہ کرتا تھا منقول ہے کہ
جس وقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی رمال کو کہ اس کے ملازمان سے تھا بلاکر رمال سفر سے سوال
کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق مین خوب نہین معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہے کہ موقوف رکھین
قطب شاہ نے برائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پیرا ہوا کہ اسکے تصریح مین
خطرے ہین لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہین ناچار معروض کرتا ہون کہ اس سفر مین اگرچہ ابتدا مین اکثر کام
بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا سامان و سلب مال و اسباب بہت تاراج
ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر طیش مین آیا اور ناک بھون چڑھاکر ملا محمود کی

الف بینی صفحۂ چہرہ سے حک کرکے اپنے قلم و سے نکال دیا پس از ان جب اُس کے کہنے کے موافق بعینہٖ وہ صورت ظہور مین آئی سلطان نہایت غمناک اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوا اور اپنا ایک معتمد بلا دجنرین اُس کے پاس بھیجکر گلکنڈہ مین بلا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ درد تنخواہ نے حتے الامکان جستجو کی لیکن اتکرد تک سہم نہین پہونچی انشاء اللہ تعالے اجس وقت بسم پہونچیگی سرکو قدم کرکے ملازمت اقدس مین مشرف ہونگا اور بھی آپ کے افسر مبارک پر تصدق کرون گا قصہ کوتاہ قطب شاہ نے بعد ان واقعات کے عادل شاہ سے صلح کی اور بہت ولایت تلنگی کو مفتوح کیا بعد اس کے بیمار ہوکر قریب دو سال روز بروز شدت مرض سے ضعیف و نحیف ہوا اور نہایت کج خلقی اور بدمزاجی سے آدمیون کو تھوڑے قصور پر قتل کرتا تھا اور قیدخانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہوکر اُسکے بھائیون سے متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدرخان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ ظہور مین آوے واقف ہوا دونون بھائی بزور بازوے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہوکر گلکنڈہ سے بھاگے اور شہر بیدر مین جاکر پناہ لی حیدرخان اسی عرصہ مین فوت ہوا ابراہیم بیجانگر کی طرف گیا اور قطب شاہ رنج و الم کے وفور سے تپ دق مین مبتلا ہوا اور شہور ۹۵۷ھ نوسو ستاون ہجری مین جان جان آفرین کے سپرد کی مدت اُسکی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب دانا ضابطہ مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر و غضب اُسکے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر بندگان خدا کو عجیب طرح کے عذاب کرتا چنانچہ فرماتا تھا کہ مظلومون کے پاؤن کے ناخن بضرب تازیانہ سر انگشت سے جدا کرکے ایک طشت مین رکھکر میرے روبرو لاوین تو مجھے تسلی ہووے اور اُسکے باورچیخانہ مین کھانا نہایت تکلف کا پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُسکے حکم کے بموجب خوان مائدہ فیض مین تناول کرتے تھے اور علم تاریخ اور نقل حکایات بادشاہان پیشین مین رغبت زیادہ رکھتا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ مین مثل یک جنگل کے چورون اور رہزنون سے پر تھی اس طور سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیقافلہ اور رفیق رات دن آمد و شد کرکے رہزنون کے دغدغہ سے ایمن تھے اور اُس کے عہد مین بہت سے نوکر درجۂ اعلےٰ کے بہم پہونچنے سے یہ خاندان سب بلند نام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بیجانگر بھاگا رام راج نے اُسکی تعظیم مین کوشش کی اور جاگیر ایک امراے حبشی کی کہ عنبرخان نام رکھتا تھا چھینکر اُسکے حوالہ کی اور رسم دکن ہے کہ ایسے مقدمات مین بالضرور نزاع واقع ہوتی ہے اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز ابراہیم قطب شاہ رام راج کے دیوانخانہ مین جاتا تھا حبشی نے سد راہ ہوکر کہا کہ ہم تم لڑین جو غالب آوے جاگیر وہ لیوے ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہون کو اپنے ملک کا اختیار ہے جس شخص سے چاہین چھین لین اور جسے چاہین دین اس امر مین نزاع کرنی عقل سے بعید ہے عنبرخان نے کہ عقل سے خالی اور حمق سے بھرا تھا اُسکی تقریر پسند

گوش ارادت سے نہ سنی اور باتین رکیک اور بیہودہ بکنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑے سے اتر کر جس طرح
سے کہ دکن مین شائع ہے اسے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور
طائر روح اُسکا پرواز کر گیا عنبر خان کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ
سے یکیکی کرون لیکن ایک کردی پردیسی نے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیر بازی مین قوت تمام
رکھتا تھا اُسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خان کی بیرق پر
کہ اصطلاح دکن مین بیرق نشان کو کہتے ہین متصرف ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس دیار مین اپنے
بھائی کی قید حیات تک بود و باش اختیار کی جب وہ قضائے الٰہی سے مر گیا مصطفےٰ خان اردستانی اور صلابت خان
غلام ترک اور بھی ارکان دولت نے اتفاق کر کے پسر جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دو سالہ تھا تخت سلطنت پر
بٹھایا اور دکنیون نے ہجوم کر کے دولتخوانہ کے رواج اور رونق مٹائی مصطفےٰ خان و صلابت خان نے متفق ہو کر یہ تجویز کی
کہ ابراہیم قطب شاہ کو بیجانگر سے طلب کر کے بادشاہ بنا دین اور دکنیون نے واقف ہو کر اپنے استحکام اور ہوشیاری مین کوشش کی
مصطفےٰ خان و صلابت خان نے کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رام راج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم قطب شاہ
کو گلکنڈہ کی طرف روانہ کرین رام راج نے اُنکی درخواست قبول کر کے ابراہیم قطب شاہ کو رخصت کیا اور جب وہ سرحد
تلنگ پر پہونچا مصطفےٰ خان سب آدمیون سے پیشتر اُسکی ملازمت مین حاضر ہو کر خلعت میر جملگی سے سرفراز ہوا
اور ہندو مہاجنون سے دو لاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان مین مشغول ہوا اور جب خبر مصطفےٰ خان کی میر جملگی
کی گلکنڈہ مین پہونچی تمام آدمی خوشحال ہو کر بادشاہی ابراہیم قطب شاہ پر راغب ہوئے اور صلابت خان مع
دو تین ہزار سوار کہ اُن مین اکثر غریب تھے اسی دن بزور ضرب شمشیر گلکنڈہ سے برآمد ہو کر سرحد کی طرف متوجہ ہوا
اور اس کے بعد اور لوگ بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہونے لگے
یہانتک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے انھین ہمراہ رکاب لیکر گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا
جب دار الملک کے حوالی مین پہونچا باقی آدمی بھی جان و مال کی امان چاہکر اُسکے شریک ہوئے اور ابراہیم
قطب شاہ بساعت سعد شہر مین داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسند حکومت پر قدم رکھا ارکین دولتخواہ لوازم
نثار بجالائے اور قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلا فقیرون اور مستحقون کو تقسیم کر کے مسرور القلب اور خوشحال
کیا اور نشان کبود عنبر خان کو نشانی فتح اور مبارک فالی جانکر خاصہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیر مصطفےٰ خان کے
حبالہ نکاح مین لا کر اُسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہو کر مقرر کیا
کہ ہم اور آپ باتفاق قلعہ گلبرگہ اور اتکر کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور اتکر پر ہم متصرف ہوون اس واسطے
دونون بادشاہون نے سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین علی عادل شاہ کی سرحد مین داخل ہو کر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور
جب فتح ہونے کے قریب ہوا قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کبر و نخوت سے ہراسان ہوا اس وجہ سے اُسے
منظور نہوا کہ قوت اور شوکت اُس کی زیادہ ہووے لہذا خیمہ و خرگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام مین چھوڑ کر

آدھی رات کو کوچ کرکے گلکنڈہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ جو تنہا مہمات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا
وہ بھی ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب عادل شاہ اور رام راج اور
امیر برید نے نظام شاہ کی گوشمال کے واسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کے واسطے طلب
کیا وہ ناچار ہوا اور جانب قوی کو ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ اُن کے احمد نگر کی طرف گیا اور مثل اوروں کے
وہ بھی قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بفتح ہوا اپنی سنت سینہ یعنی پہلی چال پر عمل کرکے
خیمہ و خرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پائے قلعہ سے برخاست کرکے بسرعت برق و باد گلکنڈہ کی طرف روانہ
ہوا اور عادل شاہ اور رام راج کے منصوبے مین خلل ڈالا جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا جب رام راج اور عادل شاہ
نے احمد نگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے خصوصیت
کے مفتوح کرکے اُس کی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا
کہ میرے ہمراہ جاکر قلعہ کلیان کو عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور سنہ
نوسواکھتر ہجری مین حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکنڈہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان مین پہونچکر
ایک نے دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجالاکر مہمات عروسی سے فارغ ہوئے اُسکے بعد دونون
بادشاہ محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جو رام راج اور عادل شاہ اور تفال خان اور امیر برید باتفاق مزاحمت دفع
کرنے مین متوجہ ہوئے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہوا قطب شاہ گلکنڈہ کی طرف اور نظام شاہ احمد نگر
روانہ ہوئے اور رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اُسکا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت و
تاراج کرکے پلٹ آئے اور چھ مہینے قطب شاہ کی سرحد پر قصبہ اوکی مین استقامت کی اور مملکت تلنگ مین
بھی سخت خرابی کی آخرش قطب شاہ کی حسن تدبیر سے ہر ایک صلح کرکے اپنے مقر کی طرف راہی ہوا اور سنہ
نوسو بہتر ہجری مین عادل شاہ اور نظام شاہ موافقت کرکے رام راج سے جنگ کرکے مظفر اور منصور
ہوکر اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی اور معاودت کے وقت رائچور کے اطراف مین مصطفےٰ خان اردستانی
کہ ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا طواف خانۂ خدا اور مدینہ رسول اللہ صلعم کی زیارت کے بہانہ
اُس سے جدا ہوکر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد مین جو اُس کی والدہ خونزہ ہمایون کی
حکومت کے سبب مملکت احمد نگر مین ہرج مرج ظاہر آیا تھا کشور خان لاری یعنی سپہ سالار عادل شاہ
نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ دھارور مین پہونچکر بہت پرگنات پر اُسکے متصرف ہوا لہٰذا مرتضےٰ نظام شاہ
نے اپنی والدہ کو ایک قلعہ مین قید کیا اور ملا حسن تبریزی کو خطاب خانخانان دیکر پیشوا کیا اور قلعہ دھارور کی
طرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایلچی اور کتابت بھیجکر کمک طلب کی قطب شاہ مع لشکر تلنگ کے
بتعجیل تمام روانہ ہوا لیکن قبل اسکے پہونچنے کے مرتضےٰ نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کرکے
عادل شاہ کی ولایت مین آیا تھا اس واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ

کی اردو کے پہلو مین آدھ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور علی عادل شاہ مسمی ابو الحسن ولد شاہ طاہر کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور یکجہتی کے بارہ مین عادل شاہ کو لکھا تھا باتفاق خانخانان ملا حسین کے نظام شاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور نظام شاہ خانخانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ سے رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اس کے اردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا اور گلکنڈہ کی طرف بسبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی اردو کو تاراج کر کے سرحد تک تعاقب کیا قریب ایکسو اور پچاس فیل کوہ تمثیل کو گرفتار کر کے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور افواج نظام شاہیہ سرحد تلنگ مین پہونچکر تعاقب سے باز نہ آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبد القادر کہ زیور شجاعت اور علم اور حسن خط سے آراستہ تھا اس نے باپ کی خدمت مین عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نشان جرأت بلند کر کے ہمین اور ہمارے آدمیون کو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہی اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ امرا کمینگاہ مین جاکر انکے عقب سے انکو انھین شمشیر قہر سے معدوم کر کے ایسا کرے کہ سبب عبرت و تنبیہ دوسرون کا ہووے عین سرفرازی اس فرزند کی ہوگی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ امرا سے کبار کی تحریک سے جانکر متوہم ہوا اور اثنائے راہ مین کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ مین پہونچا اپنے لخت جگر کو بیجرم و قصور ایک قلعہ مین قید کیا لیکن اسپر بھی اکتفا نہ کی اسے زہر دے کر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ یہ حادثہ ملا حسین خانخانان کی جانب سے جانتا تھا اور اس سے نہایت آزردہ تھا حکم کیا کہ اس کے قلمرو مین جو شخص نوشتہ رکھتا ہو اسکی پشت پر یہ فقرے لکھین استاد نوری جراح دندان کن شہر تبریز کے محلہ مکالہ مین رہتا ہی اور لوگون کے دروازون پر چکر لگاتا ہی اور دانت جس شخص کے جنبش کرتے ہین اسے اکھاڑتا ہی اور دو پیسہ لیتا ہی اور زنان یہودی کے موے پشت مونڈتا ہی اب فرزند اسکا کہ حسین جراح ہی اس کی تعریف مین ہمارے بھائی حضرت مرتضے نظام شاہ اسکندر رائے ارسطو تدبیر وکیل السلطنت لکھتے ہین حالانکہ اسکے بچپن کے زمانہ مین اس کے ساتھ محمد خربزہ فروش نے اور شوخی قلندر نے اور ملا رونقی نے اغلام و بدفعلی کی تھی القصہ اس زمانہ مین چنگیز خان اصفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا ہوا اسنے تسخیر برار کا ارادہ کیا قطب شاہ نے چاہا کہ عادل شاہ کے ساتھ ملاقات کر کے باتفاق اسکے تفال خان کی حمایت کرے چنگیز خان انکے ارادہ سے آگاہ ہوا اور اس وقت کہ دونون بادشاہ بقصد ملاقات اپنے مواضع سے سفر مین تھے نظام شاہ کو ابھار کر ولایت عادل شاہ کے درمیان مین لایا اور پیغام دیا کہ قطب شاہ اور تفال خان کو نظام شاہ کی دوستی پر اختیار کرنا ترجیح بلا مرجح ہی علی عادل شاہ نے متنبہ ہو کر شاہ ابو الحسن کے مشورہ سے قطب شاہ کی فسخ ملاقات کر کے نظام شاہ کے ساتھ ملاقات کی اور اس مجلس مین ایسا مقرر ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار اور احمد آباد بیدر کو مسخر کرے اور عادل شاہ اس قدر ولایت کرناٹک پر جسکا محصول برار اور بیدر کے محصول کے برابر ہو متصرف ہووے اور قطب شاہ کچھ طرفین سے واسطہ اور سروکار نہ رکھے لیکن قطب شاہ نے اسوقت

کہ نظام شاہ تسخیر برار میں تھا لشکر تفال خان کی کمک کو بھیجا اور اس کے بعد وہ مملکت نظام شاہ نے مفتوح
کی پھر شہر بیدر کے لینے کے درپے ہوا اور قطب شاہ نے اپنی زوال مملکت سے اندیشہ کر کے شاہ میرزا اصفہانی
کو کہ میر جملہ اُس کا تھا نظام شاہ کے پاس بطور رسالت بھیجکر نہایت کوشش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چنگیز خان
وکیل السلطنت نظام شاہ کہ باعث لشکر کشی تھا تلف ہوا اور سنہ ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ
بھی بدرجۂ شہادت فائز ہوا مرتضےٰ نظام شاہ نے قصد تسخیر بعضے بلاد اُس کی سرحد کا کیا جب قطب شاہ سے
مدد چاہی اُس نے ناچار کچھ امرا امراے نظام شاہی کی معاونت کے واسطے رخصت کیے ابھی اس معاملہ
سے نجات حاصل نہوئی تھی کہ سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے بھی قضاے الٰہی
وفات پائی مدت اُس کی بادشاہت کی تینتیس ۳۳ برس اور چند ماہ تھی –

بیان سلطنت حلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کے بعد از وفات تین بیٹے اُسکے زندہ تھے محمد قلی قطب شاہ اور خدا بندہ اور سبحان قلی
ازانجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا ساعت نیک اور طالع سعد مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور
بارہ برس کی عمر سے مسند فرماندہی تلنگ کو اپنے وجود باجود سے آراستہ کیا اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کہ
سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سے میر جملگی ابراہیم قطب شاہ کی ساتھ اُسکے تعلق
رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسی کے کہنے سنے و رغبت دلانے سے خاندان نظام شاہیہ کے ساتھ خالص
دوستی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود سید مرتضےٰ سر لشکر سرداری میر لشکر احمد نگر کی مدد کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی
سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعۂ شاہ درک کو فتح کر کے نظام شاہ کے متعلقون کے سپرد کرے اور
اُس کے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور کمک سے قلعہ گلبرگہ اور ابتکر کو مفتوح کر کے خود متصرف ہووے
جب قطع مسافت کر کے سید مرتضےٰ کے پاس پہونچا اور تختگاہ بیجاپور مین کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت
سے خلل تھا باطمینان تمام باتفاق امراے نظام شاہی قلعۂ شاہ درک کو گھیرا اور جب وہان کے تھانہ دار
محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعہ اور علم دولتخواہی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کر کے دادمردی
اور مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے
ضائع ہوئی اور سب اس سفر سے ملول اور محزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کر کے یہ تجویز کی کہ اسقدر
مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درک مین کھینچتے ہین عبث ہے مناسب یہ ہے کہ بیجاپور کی طرف کہ دارالملک ہے جا کر اُسکے
لینے مین کوشش کرین یہ کہکر اُس طرف روانہ ہوے جبتک مدت مدید اُس کے محاصرہ مین گذری اور متحمل
مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور ارکان سلطنت نے فرصت
پاکر معروض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہے کہ جس وقت ایک اُن مین سے بنفس خود کسی طرف سوار

ہووے اوراسے کمک کی احتیاج ہوا ور دوسرے بادشاہ کو مدد کے واسطے بلاوے طریق مروت مین اس پر
واجب ہی کہ خود سوار ہوکر اسکے پاس جاوے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ
اور قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا ہی اس صورت مین ہرگز مناسب دولت نہ تھا کہ حضرت
شاہ میرزا کے کہنے سے بنفس نفیس امراے نظام شاہی کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات نے
نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکنڈہ عازم وجازم ہوا اسیدمرتضے یہ امر سمجھکر قبل اس کے کہ بادشاہ
اظہار کرے پیش دستی کر کے عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہی کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جاکر بیست پرگنے
عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ مین لاوین اور حضرت اپنی ممالک کی طرف جاکر حسن آباد گلبرگہ کو
مسخر کرین قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا دیکھکر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجاپور سے کوچ کر کے
ہر ایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کے اطراف مین پہونچا امیر شمل استرآبادی
المخاطب بہ مصطفے خان کو سپہ سالار کر کے مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اس مملکت کی تسخیر کے لیے
اس مقام مین چھوڑا اور خود اپنے مقربان اور مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناح استعجال گلکنڈہ کی طرف
تشریف لے گیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصے کے اس کا گناہ معاف کر کے حکم دیا کہ اسے
کشتی مین سوار کر کے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوف اس کا ہی روانہ کرین چنانچہ
شاہ میرزا کشتی مین بیمار ہوکر قبل اسکے کہ منزل مقصود کو پہونچے فوت ہوا اور مصطفے خان نے حسن آباد
کے نواح مین قیام کیا اور اکثر مضافات پر اس کے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور مین پہونچی دلاور خان
حبشی سپہ سالار ہوکر مع سپاہ عظیم اس کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونون کے درمیان
جنگ شدید واقع ہوئی مصطفے خان شکست کھاکر منہزم ہوا اور اپنے تئین بمشقت کمال تلنگ کی سرحد پر
پہونچایا اور قریب ایک سو بیس فیل نامی قطب شاہ کے اور بھی اشیاے نفیسہ کہ بابت کثیر رکھتے تھے عادل شاہ
کے تصرف مین آئے اور اس تاریخ سے ابتک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہی عادل شاہ اور قطب شاہ
کے درمیان دروازے کلفت کے مسدود ہوکے راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہی اور آخر سنہ ۹۵
نوسو پچاس ہجری مین خواجہ علی شیرازی المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکنڈہ کی
طرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو سلطان عصر ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواستگار ہی
کی اور لوازم جشن شادی بجالاکر پالکی اس بلقیس زمان کی ساعت مسعود مین بیجاپور کی طرف لے گیا اور
اس قطب سپہر اجلال نے ابتدائی بادشاہی مین ایک فاحشہ بھاگ متی پر عاشق ہوکر ہزار سوار اس کے ملازم
کیے تھے تا بطریق امراے کبار دربار مین آمد شد کرتی رہے اور ان دنون مین جو آب و ہوا کی زبونی اور فساد
سے خلائق وہان کی رہنے سے متنفر اور غمگین تھی اس واسطے قطب شاہ نے بلدہ مذکور سے چار کوس پر
ایک شہر کہ ہندوستان مین شرقا اور غربا اور جنوبا اور شمالا اس ساتھ اس لطافت و صفائی کے مشاہدہ مین نہین آتا

بناکرکے اپنا دارالملک بنایا اور اسی کنچنی کی رعایت سے نام اسکا بھاگ نگر رکھا پھر اسکے بعد پشیمان و نادم ہوکر موسوم
بہ حیدرآباد کیا لیکن وہ خلائق مین بھاگ نگر مشہور ہی حیدرآباد کوئی نہین کہتا اور دور اُس کا قریب پانچ کوس کے
ہی اور ہر ایک بازار اُس کی بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہین اور وہ شہر باوصف وسعت
اور صفائی کے آب وہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہی اور مسافر کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہے
اور اُسکی اکثر بازارون مین دو طرفہ جداول نہرآب روان ہی اور جداول کے کنارہ درخت سایہ دار موزون
بٹھائے ہین اور دُکانین نہایت دلپسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہین اور منازل شاہی کہ اُنمین کسی طرح کا قصور
واقع نہین اس طرز سے ساختہ اور پرداختہ ہوئی ہین کہ مسافران ہفت اقلیم اُسکی صناعی و پاکیزگی پر وجد
مین آتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے مثل اُسکا کسی ملک مین نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہوگا کہ کتب
اہل ہند مین مسطور ہی کہ تین مملکت ایک دوسرے کی محاذی واقع ہوئی ہین اور ہوا بھی ان ولایتون کی تاثیر
وخواص مین ایک دوسرے کے قریب ہی وہ یہ ہین تلنگ دونگ و بنگ ولایت تلنگ ہندوستان کے جنوب
مین واقع ہی اور سلاطین قطب شاہیہ کے تصرف مین ہی اور بنگ ولایت بنگالہ ہی اور مملکت ونگ ان دو
ولایت کے مابین واقع ہی اور کسی بادشاہان اسلام کو تسخیر اُس کی میسر نہوئی اب یہ بادشاہ اُس کی فتح کے
درپے ہوا اور بہت مملکت ونگ کو اپنے قبض وتصرف مین لایا اور حاکم وہان کا موسوم بہ بلندر اپنی ولایت کے
آخر مین بھاگ کر نہایت عاجز اور خستہ وخوار ہوا اور شہور سنہ ۱۰۱۷ ایکہزار سترہ ہجری مین واقعہ غریب کہ کبھی
اس خاندان مین مثل اسکے واقع نہین ہوا اتفاقاً ظہور مین آیا یعنی شہر کے باہر ملہبندی پر کہ جس کو نبات گھاٹ
کہتے ہین ایک عمارت بادشاہی احداث ہی اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہان تشریف لیجاتا تھا تب دروازہ اُسکا
کھولتے تھے اور نہین تو مسدود اور مقفل رہتا تھا اتفاقاً ایک جماعت سوداگران غریب سے ایک شب کو
شبہائے مہتاب مین شراب کے سرور مین مسرور اور مبہوت ہوکر مع ارباب نشاط زنانہ ومردانہ کہ اُن مین خوانندہ
اور سازندہ بھی تھے عمارت کے دروازہ پر وارد ہوئی اور قفل کو توڑا اور دروازہ کھولکر عمارت مین داخل ہوئی اور
بزم شراب آراستہ کرکے عیش وعشرت مین مشغول ہوئی مردم بادشاہی جو اُس کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے
اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جماعت سے بملائمت پیش آئے اور سمجھایا کہ یہ عمارت بادشاہی ہی
اس مین ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہی مناسب یہ ہی کہ تم اس مین سے نکل آؤ اور دروازہ بند
کرو کسی نے اُنکا کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اس کے فجر کو شہر کی طرف روانہ ہوے اور
اس طرح سے اُن لوگون کی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور آتش قہر وغضب کو مشتعل کرکے
فرمایا اُن غریبون کو کہ خلاف ورزی کرکے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہین تیغ سیاست سے قتل
کرو دکنی موافق اس مصرع کے مصرع عشاق ترا بہانہ بس باشد + حکم قتل عام غریبان دے کر تلوارین
غلاف سے برآوردہ کرکے جوش وخروش مین آئے اور غریبون کے قتل مین عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئے

اور ہجوم عام ہوا اور مال و اسباب اُن کا معرض تاراج مین آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہو کر کوتوال
کو حکم دے کر اپنے اور مخصوصان کو بہ تعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کر کے اس فساد کو ساکن
کرین چنانچہ نصف ساعت مین سو غریب مارے گئے اور مکان اُن کے تاراج ہوئے اور عجیب شور و غوغا
بلدہ بھاگ نگر مین ظاہر آیا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ بادشاہ کا سبب قہر اور موجب غریب کشی کیا ہے اور اس قطب
فلک اقبال کو کئی چیزین نصیب ہولین کہ وہ اور بادشاہون کو بہت کم میسر ہوئی ہین اول یہ کہ بھائیون کو
سند عزت پر متمکن کر کے اپنا انیس و جلیس کیا اور اُن کے ساتھ بے دغدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا
اور بھائی اُسے امر عظیم جانکر بہ نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے اور کبھی تیس برس کے عرصہ مین اُنکی
طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس بادشاہ کے آئینۂ خاطر اشرف مین راہ نہ پائی اور یہ ایک ایسا عطیۂ
ایزدی ہے کہ ہر شخص اُسکے ساتھ سرفراز نہین ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُسکے
باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف
بشاہزادہ حیدر میرزا کے عہد مین پچیس برس آن حضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع
علوم متداولہ مین معقول و منقول سے متبحر اور اعلم علماے عصر ہے اور تقوے اور زہد اور نیک نفسی اور
تواضع مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا اور شعر خوب کہتا ہے اور کمال اہلیت مع مراتب دنیوی جمیع
رکھتا ہے اور یہ اشعار اُسکے نتائج افکار سے ہین

غزل

شادمانی ست بندۂ غم ما
ای خوشا روزگار درہم ما
شاہ اقلیم درد غم ماییم
سور شد داغ دار ماتم ما
پد بجہای وصل کو کہ فراق
روز وصل از زبان ایکم ما

عالم دیگر است عالم ما
شکر درد تو چون کنیم کہ ہست
ملک ہجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیدہ خوش نمکیست
گشتہ ثعبان آتشین دم ما
غمگساری مجو از مومن

جیسہ العشق در تحیہ بلا +
داغ بالای داغ مرہم ما
سایۂ عشق کم مباد کزو
کم زکوثر نگیسر زمزم ما +
حرف ای ہمنشین مگو با ما
غم ما از کجا و مرہم ما

ولہ

خدارا وارہان از شور بختی دلفگارے را
ولا پیوستہ با ناسازگاران راسازگارے کن
خماری برخمارم می دہد گردون زیک مستی
مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم ناکامے
رشہد ناگوار چرخ کام عافیت سوزد
بہ تلخی جان بدہ کم تر حدیث کام کن مومن

کہ من بر باد شفقت دادہ ام خوش روزگارے را
کہ باشد سازگار خود کہی ناسازگارے را
چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خمارے را
مسلم باد ملک کامگاری بختیارے را
بحمد اللہ نصیبم کرد زہر خوشگوارے را
چہ غم از تلخی ناکامے ناکامگارے را

ولہ

بجد دار دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را	نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را
ز بیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ از شکوہ	بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
ز خونین داغہاے من فلک را ذوقہا بادا	کہ خوش آبی و رنگی داد گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد ای باد سحرگاہے	مدد کن تا بجوش آریم دریاہاے رحمت را
کرم کن ای مروت راہ اگر یابی بہ بزم او	نیاز ما مرادے عرضہ کن آن بیمروت را
چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جانبازی	دریغا ماند استیلاے دل قدر فرصت را
فداے رسم عادت سوز خود کردم کہ در عہدش	عجب ویرانہ دیدم سراے رسم و عادت را
مکن نسبت بغیرم در وفا آزار دیگر کن	سراپا غیرتم نپسندم این مذلت را
بشرمت گر زمین بتابی سر زد از بگذر	پریشان داشت طرح وضع صحبت منزل طاقت را
اگر انبیت مومن صحبت ہجران کہ من دیدم	بہ بزمش خون خورد بیرون نیا کند از جرأت را

ولہ

خوشم کہ برد دل من عشق ما نگذاشت	قرابہ بود الہوسہاے خویش وانگذاشت

اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیسا کہ واجب تھا اُس سید بزرگوار کی قدر و منزلت پہچانکر اُس سے سلوک کرتا ہی اور لوازم تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتا اور اُس قدر اعتماد اُس ہوشمند روشن ضمیر کی امانت راے میں رکھتا ہے کہ جمیع مہمات سلطنت خصوصاً کارہاے بزرگ ساتھ اُس کے رجوع کر کے خود مع ندیمان و برادران لہو و لعب اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا ہی اور ہمیشہ بزم خرمی اور عیش آراستہ کر کے زمانہ ناپائدار سے داد کامرانی کی لیتا ہی اور زبان حال اُس ترانہ سے مترنم کرتا ہی فرد ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار * کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست دوسرے جملہ توفیقات آسمانی اور افضال یزدانی سے کہ اُس شہریار محب اہلبیت اطہار کے شامل روزگار ہوئی وہ یہ ہی کہ جس وقت سے آفتاب رایت اسلام افق ہندوستان سے طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کے ساتھ نسبت وصلت اور پیوند کی میسر نہوئی اس عہد مبارک میں شہنشاہ قباد تخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن کی طرف بھیجکر دختر بلند اختر محمد قلی کو اپنے ایک فرزند ارجمند کے واسطے خواستگاری فرمائی اور آن حضرت نے شرف دنیا و آخرت اسکے قبول میں جانکر تہیہ سامان شادی کیا ہے کہ اُس کو مہیا و سرانجام کر کے بدستور سلاطین کا مگار ایران کی طرف روانہ کرے

نہ یاد

تلخی

روضہ پانچوان عماد الملک کی سلطنت کے بیان مین کہ برار مین حکومت کی تھی

سلاطین دکن کے تتبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن مین مسلمانون نے اُسے اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اُس کے غلامون مین انتظام رکھتا تھا اور عہد شباب مین آثار رشد اور قابلیت کے اُس سے ظاہر ہوئے جس سے وہ مقرب و معتمد درگاہ ہوا اور اسکی وفات کے بعد اس عقلمند نے اپنے آپ کو غلامان سلاطین بہمنیہ کے سلک مین منسلک کیا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے دور مین خواجہ جہان کاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور سنہ ۸۸۲ آٹھ سو بیاسی ہجری مین قلادہ سلطنت گردن مین ڈال کر سکہ اور خطبہ برار مین اپنے نام جاری کیا اور جب اس جہان گذران سے انتقال کیا اُس کا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قایم مقام اس کا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا۔

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کر کے قلعہ کاویل کو دار الحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمد آباد بیدر کی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کر کے وارث ملک کو صاحب مسند شہر بیدر کرے نظام شاہ نے صلاح دولت اپنی اس مین نہ دیکھی اور امیر برید کی کمک کی جیسا کہ مذکور ہوا سلطان محمود کی اثنائے جنگ مین امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہو کر کاویل کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۲۳ نو سو تئیس ہجری مین امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوند خان حبشی کو قتل کر کے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوند خان کے بیٹون کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضائے الفت دونون قلعہ خداوند خان مقتول کے فرزندون کو دے کر انھین عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونون قلعہ اولاد خداوند خان کے تصرف سے برآورده کر کے اپنے آدمیون کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جا کر نالشی ہوئے اور اس تقریب کے سبب درمیان اُس کے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور عماد الملک ہر مرتبہ شکست کھا کر کاویل کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن کی خواستگاری کر کے اپنے عقد نکاح مین لایا اور جو کہ عادل شاہ کو گرفتار راے بیجانگر دیکھا حصار ماہور اور راکہر پر قبضہ کیا اور سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین باتفاق بہران محمد شاہ حاکم برہانپور بقصد تدارک جنگ

نظام شاہ مین متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور اُن کے فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور
دونون بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کفار بیجانگر کے خرخشہ مین مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور
سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر کی خواہش مین رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہان پور کے راستہ سے
مملکت برار مین آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر کو قاصد تسخیر دکن دیکھا اُسکے بلانے سے پشیمان ہوا لیکن
چونکہ مجبور تھا اس واسطے فرمانبرداری کرکے خطبہ برار کا اُس کے نام پڑھا اور والی برہان پور کی اعانت
کی سبب ایسا کیا کہ جیسا اپنے مقام مین مذکور ہے الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کی طرف گیا
اور سلطان بہادر نے اپنی دارالحکومت کی سمت معاودت کی جب علاء الدین نے بطریق پدر راہ ناگزیر
ممات طی کی اُس کا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا -

ذکر علاء الدین دریا عماد شاہ کی سرداری کا

اُس کے بعد جب کہ علاء الدین دریا عماد شاہ نے تاراج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ
کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج مین کھینچی اور حکام دکن کے ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری
رکھکر ایام سلطنت بلا کلفت و خشونت بسر کیے اُس کے بعد اُس کا بیٹا عماد شاہ صغر سن مین صاحب چتر و علم
ہوا اور نام سلطنت کا اُسپر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی اُس دولتخانہ کے غلامون سے تھا اُس پر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور رفارقیہ کے
حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کے پاؤن مین بیڑی ڈال کر
قلعۂ پرنالہ مین قید کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ عالم
شجاع اور جواد تھا

بیان تفالخان کے غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال اس دولت کا نظام شاہیہ کی طرف

بعد ازانکہ برہان عماد الملک کو درمیان سے اُٹھاکر استقلال تمام بہم پہونچایا اور آخر کو پرخاش اس نہایت
کو پہونچائی کہ مرتضے نظام شاہ اُسکے استیصال کے واسطے مملکت برار کی طرف آیا اور جب تفال خان اُسکی
سختگیری سے بتنگ آیا اعلی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بوسیلۂ تحف و ہدایائے نفیس
اور عطایائے نقود وافر آنحضرت کو بسر التفات لایا اور نظام شاہ اس سعی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایون
کی فہمائش کے سبب باتفاق عادل شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر سنہ ۹۸۰ نوسواسی ہجری مین نظام شاہ پھر

تسخیر برار کی فکر مین پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اس طرف متوجہ ہوا تفال خان نے مضطرب
ہوکر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشوا سے نظام شاہ
سے جنگ کرکے مغلوب اور مقہور ہوا اور بدست درازئ سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جابجا جنگل جنگل
بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ نرنالہ مین اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل مین دونون متحصن ہوئے اور
نظام شاہ نے حصار نرنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اُسکی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سے دشوار
تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کرکے احمدنگر کی طرف تشریف لیجاوے میر جملہ
اُسکا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر سے خزانہ دینار و درم اکثر مردم درونی کو کہ
قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی محاصرہ کی تنگی سے بہ تنگ آئے تھے راتون کو
برج و بارہ سے کمند نیچے ڈالکر اُترے اور چنگیز خان کے شریک ہوئے اور انعام وافر اور مناصب اعلے
اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی درونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال جسطور سے کہ ممکن ہوا
قلعہ سے برآمد ہوکر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیا کو پہونچے لہذا قلعہ مین
گولہ اندازون اور آتشبازون کی قسم سے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نرہا مردم نظام شاہی نے قابو پاکر مورچے آگے
بڑھائے اور توپہائے کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ مین روزن ظاہر کیے اور چونکہ مردان جنگی سے قلعہ مین
کوئی نرہا تھا لشکریان خاصہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک نفرچی لیکر قلعہ کے قریب گیا اور
زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھا اور قرناچو کہ خاصہ چنگیز خان سے تھی پھونکی تفال خان آواز اُسکی سنکر سمجھا کہ چنگیز خان
خود قلعہ مین آیا ہے سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصان سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھولکر
شہور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضے نظام شاہ نے قلعہ مین داخل ہوکر
زرنقد اور مال واسباب نفیسہ اُٹھاکر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کرین اور سید حسن استرآبادی
جس نے تفال خان کے تعاقب مین تاخت کی تھی اُس کو دستگیر کرکے تیسرے دن فتح پور مین
نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اُس کے اُسی عرصہ مین قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح کیا اور اُس کا بیٹا
شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفالخان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اُس
قلعہ مین قید تھے اپنی مملکت کے ایک قلعہ مین بھیجا اور اُنھون نے ایک شب کو جان شیرین قابض ارواح
کے سپرد کرکے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہین کہ اس قلعہ کے محافظان نے نظام شاہ کے
حکم کے موافق انھین قلعہ مین دفعتہً واحدۃً گلا گھوٹ کر ہلاک کیا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ پاسبانون نے
انھین بانہایت حجرہ تنگ و تاریک مین بند کرکے منفذ اُس کے بند کیے تھے کہ وہ بہ تنگ آن کر
ہمین رشوت دیکر راضی کرین اور چونکہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک
نکرسکے شدت اور تنگ گیری اُن پر زیادہ تر کی چونکہ ہوا کمال تیزی اور حرارت مین تھی ایک شب کو وہ تمام

آدمی صغیر و کبیر مرد و زن کے قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مر گئے اور پاسبانوں نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور مین سلطنت عماد شاہیہ اور تفال خانیہ نے انقراض قبول کیا کوئی شخص اُن دونون سلسلے سے قید حیات مین نہ رہا

روضہ ششم مین ذکر حکومت بریدیہ کی جو شہر بیدر مین تھی

اس زمانہ تک کہ قلم معجز بیان بیاض دہر مین بہ مشک افشانی ہر ساعت شخص نے اس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ کے احمد آباد بیدر مین خطبہ اس نواح کا اپنے نام پڑھا اول اُن مین جو کہ مدعی بلدۂ بیدر ہوا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک کی جی مین انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اُسے دکن مین لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا جو کہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور بادراک خوشنویسی اور سازندگی کو بھی خوب بجانا تھا اس بادشاہ کے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور کفار مرہٹہ باغی جو نائین ولایت پاٹین اور جالنہ تھے اُن کے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور اس حدود مین فتح بزرگ کہ موجب افتخار و بلند نامی ہو وقوع مین آئی اور صاحب دستگاہ ہوا اور سابا جی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کفرہ اُس اطراف سے تھا قتل کیا اور اُس کی بیٹی اپنے بیٹے امیر برید کے حبالۂ نکاح مین لایا اور جب قاسم برید نے بادشاہ کی طرف سے سابا جی کی مملکت جاگیر پائی عزیز و اقارب اس لڑکی کے قریب چار سو نفر اور سب مرد انہ اور شجاع تھے اُس کے نوکر ہوئے اور اُن مین سے اکثر رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئے اور اُس جماعت کی اعانت اور حمایت کے سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت مین فساد اور استقلال تمام پیدا کیا اور دوسرون کی طرح بادشاہی کے اندیشہ مین پڑا عادل شاہ اور نظام شاہ اور عماد شاہ کی تجویز قلعہ اوسہ اور قندھار اور دگیر مین خطبہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو ارزانی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور ابھی سلطان محمود بقید حیات اور زندہ تھا کہ تاج عمر اُسکا لپیٹ دیا گیا اور سنہ ۹۱۰ نوسودس ہجری مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور بڑا بیٹا اس کا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

امیر برید بعد پدر قائم مقام پدر ہوا اور اُس کے عہد مین سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ

کہ جو آخیر بادشاہان بہمنیہ سے تھا احمد نگر کی طرف بھاگا اور اُس کے عہد میں شہر بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے تصرف میں آیا اور پھر ساتھ اُس کے رجوع ہوا اور اُس عرصہ میں سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہان پور کے حسب التماس مملکت دکن میں آیا اور امیر برید اسمٰعیل عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب تاج پوش اُسکے ہمراہ کرکے اُسے سپہ سالار اپنا کیا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام میں خامۂ تیز زبان نے اُس کی شرح و بسط میں کوشش کی ہے اور اُس نے مقابلہ لشکر گجرات جنگہائے رستمانہ کے بعد اُسکے چند سال تک کامرانی سے متمکن رہا اور اواخر عمر میں برہان نظام شاہ کی کمک کے واسطے اول گیا اور دولت آباد کے اطراف میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کے بھائی خان جہان نے جنازہ اُسکا احمد آباد و بیدر میں لے جا کر باغ کے حظیرہ میں مدفون کیا اور مدت اُس کی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن میں لطیفہ اُس سے مشہور ہے علم رکھتا ہو کہ علی برید ایک شب جاڑے کے موسم میں باغ کمٹانہ کی عمارت میں بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑوں نے خلاف عادت قبرستان میں آن کر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کس واسطے شور کرتے ہیں ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہو کر سلطان سے فریاد کرتے ہیں علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کرکے باغ و صحرا میں ڈالیں تو شغال شب کو لحافوں میں رہیں اور سرما کی شدت اور سختی سے محفوظ ہو رہیں ٭

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اول وہ شخص اس خاندان سے ہے جس نے برہان نظام شاہ کی حمایت سے لفظ شاہ جزو اسم اپنا کیا اور جب شاہ طاہر اسکی مبارکباد جلوس کے واسطے احمد آباد گیا نہایت آزردگی میں معاودت کی تب برہان شاہ نے اُس سے رنجیدہ ہو کر جنگ جوئی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بیدر حواس ہوا اور قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کرکے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُس یورش میں قلعہ اوسا اور اودگیر اور قندھار اُس سے چھین لیا اور اس قدر ولایت کہ جسکا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ میں تھی اور پھر لیکے نظام شاہ اپنے عہد میں صاحب خان کے حسب التماس سنہ ۹۸۶ نوسو ستاسی ہجری میں وہاں پہنچا اور بلدہ احمد آباد کو محاصرہ کیا متحصنان کی سختگیری میں کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادل شاہ کی خدمت میں روانہ کرکے طلب امداد کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو خواجہ سرا ہمراہ اسکے فلان فلان کو جو تیری سرکار میں ہیں اگر مجھے دے تو میں تیری مدد کروں برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُسکی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتضیٰ نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کے راہ ہو کر تسخیر بیدر کی خبر سے جو والی احمد نگر میں مضطرب ہوا اور بیدر کا ارادہ ترک کیا

لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ
کی محنت و تعب سے رہائی پائی اور اُس نے ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی ان دونون خواجہ سراؤن
کو اسکے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اُسکے کہ نپس کٹے تھے لیکن رگ حمیت اُنکی جنبش مین آئی اپنی آبروریزی کی شرم
سے عادل شاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرض کہ اُسکا ذکر سابق مین وقائع عادل شاہیہ مین مفصلاً اور
تشریحاً مرقوم ہوا ہی اور علی برید بھی انھین سنوات مین پینتالیس ۴۵ سال سلطنت کرکے تختۂ تابوت کو تخت شاہی پر
اختیار کرکے اُس سراے عاریت سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب
ہوا سات برس سلطنت کرکے اجل طبیعی سے مرگیا بعدہ قاسم برید شاہ تین برس محمد آباد کی حکومت مین سرگرم
رہا آخر کو اس نے بھی شربت ناگوار ممات نوش کیا اور اُسکا چھوٹا بیٹا مسمے علی برید جو چار برس کا تھا برائے نام
شغل حکومت مین مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جس کا نام میرزا علی اور اُس خاندان کی اولاد سے تھا ۱۰۰۱ ایک ہزار
دس ہجری مین خروج کرکے اُس کو بھاگ نگر کی طرف کہ تختگاہ محمد قلی قطب شاہ ہی ہزیمت دے کر
خود بادشاہ ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہی اس بلدہ مین حکمرانی کرکے چراغ
برید شاہیہ کو روشن رکھتا ہی اور ناظرین جنکو احوال ملوک ماضیہ انار اللہ مرقدہم سے آگاہ ہونے کا شوق ہی
ان کی طبائع آفتاب شعاع پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ حکایات عماد شاہیہ اور برید شاہیہ کسی کتاب متداولہ مین
مسطور نہین جو کچھ محمد قاسم فرشتہ نے اس کتاب مین لکھا ہی مردم کہن سال سے کہ معاصران بادشاہون کے
ہوئے ہین یا ان دونون سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہین اُنکی زبان صدق ترجمان سے سنکران اوراق
مین ثبت کیا ہی ناظرین والا تمکین سے عرض گذار ہی کہ سال جلوس اور وفات انکا اگر معلوم ہو جاوے
یا وقائع مذکورہ مین سے کوئی واقعہ بہ نہج دیگر محقق ہووے عبارات قضایاے ان دو خاندان کو بقلم
اصلاح مشرف فرماوین اور حیات اور ممات مین اس مؤلف کو مرہون احسان کرین کہ ارباب کرم کا
یہی داب اور قاعدہ ہے فقط۔
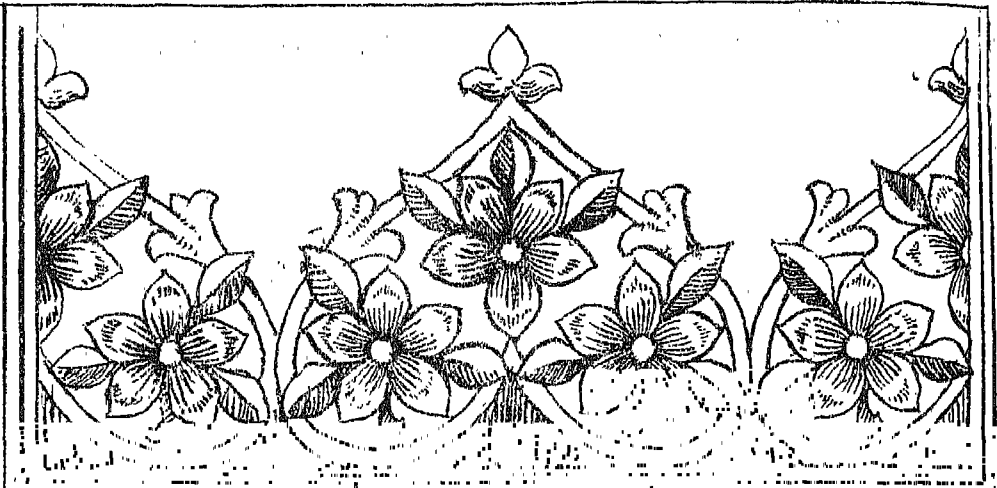
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ براہینہم ونور مرقدہم کے بیان مین

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اُسے
نظام شاہ مفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کر کے اس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان
فیروز شاہ اُسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات کی حکومت ساتھ اُسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک
جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اس حدود کے زمینداروں اور مشرکون کی نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور
اُنکی خوشامد اور رضامندی کے واسطے شعار کفر اور رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے
علما اور فضلا نے ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری مین عریضہ پایۂ سریر آسمان نظیر سلطان محمد شاہ مین ارسال کیا
مضمون اُسکا یہ کہ فرحت الملک نے باغوائے شیطانی اور ہوا و ہوس جہانی سے مرتکب افعال ناشائستہ ہوکر اسقدر رواج
اصنام اور رونق اوثان مین کوشش کی کہ بابدہ سومنات قبلۂ اہل ضلال ہوا اور شعار اور دثار مسلمانی روز بروز
منخفض ہوتا ہے منبر کو عزت و حرمت سے کچھ حصہ اور مسجد کو صوم و صلوٰۃ سے کچھ نصیبہ باقی نہین رہا اگر اسوقت مین ایسا
تدارک کہ موجب تقویت دین و رواج اسلام ہووے ظہور مین پہنچے فہو المراد ورنہ یہ کام ہاتھ سے گیا سلطان
دین پناہ یہ مضمون سنکر محزون اور غمگین ہوا اور بعد از تامل فراوان اور غور بے پایان واسطے انتظام شرع خواجہ کائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ کے اور حکومت گجرات کے اعظم ہمایون ظفرخان بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار سے تھا مقرر کیا اور
ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکور مین خلعت خاص عنایت فرمایا اور اسکی آبرو و حشمت کے لیے چتر سفید اور بارگاہ سرخ
کہ مخصوص بادشاہون کے واسطے تھی اسے عطا کی اور وہ اسی دن نقد رخصت حاصل کر کے شہر سے برآمد ہوا اور حوض
خاص پر فروکش ہوکر اپنے سامان مین مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور سنہ مذکور تھی

بطریق مشایعت ظفرخان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اُس کے کان حتے الامکان دُرِ نصائح اور آویزۂ مواعظہ سے گرانبار کیے اور پھر خلعت خاص مرحمت فرماکر رخصت گجرات دی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور بیان ظفرخان المخاطب بہ مظفرشاہ کی ولادت کا

شہر دہلی مین اتوار کے دن محرم کی پچیسوین تاریخ ۷۴۳ھ سات سو تینتالیس ہجری کو اُسکے باپ نے رتبہ شرابداری فیروزشاہ سے درجۂ امارت پر ترقی کی اولاد سلطان ہمزور کی درگاہ مین صاحب اعتبار رہا اور ظفرخان سلطان محمدشاہ کے عہد مین بسبب حسن سلوک اور پرہیزگاری اور شرع محمدی کی پابندی اور امانت اور دیانت کے نہایت مشہور اور معروف ہوا اور اسواسطے کہ جسوقت عرضداشت علماء گجرات دہلی مین پہونچی سلطان نے اُسکا ہاتھ پکڑکر جیساکہ مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا منقول ہے کہ وزیرون نے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب کی جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی خان معظم عادل باذل مجاہد سعد الملۃ والدین ظہیر الاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ معین المملکت قاطع الکفرۃ والمشرکین قاطع الفجرۃ والمتمردین قطب سماء المعالی نجم فلک الاعالی صفدر روز وغا تہمتن قلعہ کشا کشورگیر آصف تدبیر ضابطہ امور ناظم مصالح جمہور ذی المیامن والسعادات صاحب الرائے والکفایات ناشر العدل والاحسان دستور صاحب قران ربع تغلق اعظم ہمایون ظفرخان اور جب بکوچ متواتر دہلی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین بشارت فیض بشارت پہونچی کہ تاتارخان بن ظفرخان جو وزیر سلطان ہوا تھا اُسکے گھر بیٹا مسمے احمدخان پیدا ہوا ظفرخان نے اُسکو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امراے لشکر کو خلعت دیئے جب ناگور مین پہونچا کنبایت کے باشندے نظام مفرح سے ناراض ہوکر مستغاثی ہوئے ظفرخان نے اُس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمدشاہ کی ملازمت مین یون مذکور ہوا کہ تونے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے خوارج مین صرف کرکے ایک دینار خزانۂ عامرہ مین داخل نہین کیا اور علاوہ اُسکے دست ظلم و جور دراز کرکے اس محال کے تمام باشندگان کو رنجیدہ کیا ہے اکثر لوگ متواتر دہلی مین فریادی آئے اور جو زمام حل وعقد مہام اُس نواح کی میرے سپرد کی ہے بہتر یہ ہے کہ زر محصول خالصہ جسقدر موجود ہو بہ تعجیل تمام اپنے پاس سے دہلی مین ارسال کرکے اور مظلومون کی تسلی کرکے خود بھی دارالملک کی طرف متوجہ ہو چنانچہ نظام مفرح نے درجواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعید اور دراز طے کرکے آئے ہین اسی مقام مین مقیم رہیئے اور زیادہ تکلیف نہ کھینچیئے مین خود وہان آنکر حساب و اصلاحات گذرانون گا بشرط اسکے کہ مجھے موکلون کے سپرد نکرین اس جواب سے بغاوت اُسکی ظفرخان پر ثابت اور یقین ہوئی اسا ول کی طرف کہ بالفعل احمدآباد بجاے اسکے واقع ہوا ہے گیا اور جو نظام مفرح نے گجراتیون اور کافرون سے رشتہ داری کرلی تھی اور اُن کو موافق کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار بہم پہونچا کر ارادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفرخان نے

پہلے اتمام حجت کے واسطے ایک ایلچی اسکے پاس نہروالہ کی طرف کہ ساتھ پٹن کے شہرت رکھتا ہے روانہ کیا اور طریق
نصیحت اور ملامت پیغام دیا کہ بد انجام سے اندیشہ کر کے اپنے ولی نعمت سے جدا نہو اور کافرون اور گنہگارون کے
بھروسے اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی نہین رکھتے فریب کھا کر اپنے تئین دہلی مین کہ آپ ہمایون
سلطان محمد شاہ مین پہونچایا میرے پاس آکر مسند امارت پر متمکن ہوا اور اسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل مین آ
نہ دے ورنہ موجب خرابی اور باعث بربادی ہوگا بیت نباید نہادن دل اندر فریب + کہ ہست از پسے سرفرازی
نشیب + چونکہ نظام مفرح کی مدت اقبال آخر ہونے پر تھی اور داعیہ سلطنت اپنے دل مین رکھتا تھا ایلچی پر
سختی کر کے جواب سخت اور نا لائق دیا ظفر خان نے ناچار ہو کر اپنی سپاہ فراہم کی اور سنہ ۷۹۴ھ سات سو چورانوے
ہجری مین چار ہزار سوار تیغ زن تیز رو گذار ہمراہ لیکر مانند رعد اور برق جوشان و خروشان نہروالہ کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح
نے بھی یہ خبر سنکر دس بارہ ہزار آدمیون کو مواجب یعنی تنخواہ دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع کانتھو مین جو بارہ کوس شہر
سے ہے پہونچکر ظفر خان کے مقابل ہوا اور صفوف حرب آراستہ کر کے تنور جنگ گرم کیا اور بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت
و فیروزی افق بخت ارجمند ظفر خان سے طلوع ہوا نظام مفرح بہ قصد تحصن نہروالہ کی طرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان مظفر و
منصور ہو کر بہ کثرت تمام نہروالہ کی طرف گیا اور عدل و داد کی برکت سے اس شہر کو مثل فردوس برین سبز اور شاداب کیا اور سنہ ۷۹۵ھ سات سو
پچانوے ہجری مین کنبایت کی طرف کہ جاے نزول مسافران اور تاجران ہے جا کر رعایا کی پرداخت مین مشغول ہوا اور حکام اور
کارندہ مقرر کر کے عنان معاودت اساول کی طرف معطوف فرمائی اور سنہ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین مخبرون نے
یہ خبر پہونچائی کہ راے بدکیش ایدر بد رگ جو ہمیشہ زین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر مقام
فرمانبرداری مین تھا ان دنون مین منحرف ہو کر گردن بند فرمانبرداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی
زبردستون سے بزبردستی پیش آتا ہے ظفر خان اس مردود کے قلع اور قمع کے واسطے لشکر بیحساب ہمراہ رکاب
لیکر اس طرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب وقوع مین آئی اور
آخرکار بتیہ مردم بیرونی نے قرین ظفر ہو کر قلعہ بندون کی سخت گیری مین کوشش کی اور اطراف ولایت ایدر کو مسخر کر کے ہاتھ
تاخت و غارت پر دراز کیا اور جو بتخانہ بتون سے آباد پایا اسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو
کنیزی اور غلامی کے واسطے لیگئے اور مدت قلیل مین اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط پڑا کہ شدت گرسنگی
مین حرام و حلال کا تمیز مطلق نہ رہا کتا بلی سے بلی کتے سے نہ بچتے اور آدمی سے دونون نہ بچتے تھے اس سبب سے وہ
راے خود راے اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملازمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے
بیٹے کو چند مقربون کے ہمراہ مع پیشکش ہاے وافر اور تحائف متکاثر بھیجا تاکہ وہ دربار مین حاضر ہو کر زمین درگاہ کو
لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہوے کہ اگرچہ چند روز خلاف رضا ایک امر ظہور مین آیا اور کلید حصار کے بھیجنے مین
اس وجہ سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس دولت کر کے بخشمون مین معذور ہون اب خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ہون
اگر جریمہ سابق کی پرسش اور مکافات منظور ہو فی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ یمانی سے

سر افشانی کرین اور اگر پیا انسانی ملحوظ ہو بمقتضاے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین تسلیم
عفو ان کی جرائم تقصیرات سے فرمائیے آئندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہون گے ظفر خان نے صلاح وقت
صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش فراوان اور نقود وجواہر لیکر ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا
سومنات کی طرف کہ قریب بندر دمن واقع ہے روانہ ہووے اس درمیان یہ خبر پہونچی کہ ملک راجہ
المخاطب بعادل خان جو سلطان فاروقیہ برہان پور کا جد ہے وہ نشان استقلال کا بلند کرکے اپنی جاگیر کے سوا
تھالنیر نام قلعہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنے قبض و تصرف مین لایا ہے اور اسپر بھی اکتفا نہ کرکے بعضے
پرگنات گجرات سے مثل سلطان پور اور نندربار کو عزم تصرف سے پہونچا ہے ظفر خان علاج اس علت کا واجب جانکر
اس طرف متوجہ ہوا ملک راجہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنے تئین مرد میدان اسکا نہ جانکر قلعہ مین متحصن ہوا اور صلاح اتحاد
اور موافقت مین دیکھی ایک جماعت علما اور فضلا اسکے پاس بھیجی تو سخنان مصلحت آمیز اور کلمات صداقت انگیز سے
رخنہ نزاع مسدود کرکے ابواب دوستی اور یکجہتی کو مفتوح کرین ظفر خان کہ اہل علم و فضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا
اور سلطنت گجرات کی آرزو اسکے دل مین پوشیدہ تھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد و پیمان جو آپس کی باتون مین مروج اور متعارف
تھے درمیان مین درلایا اور اسکے بعد تحف و نفائس طرفین سے پیش ہوئے پھر ظفر خان نے اساول کی طرف مراجعت
کی اور ان دونو فرقہ کے درمیان طریقہ محبت اور یاری جاری ہوا اور اس وجہ سے کہ ملک راجہ دعوی کرتا تھا
کہ مین اولاد خلیفہ دوم حضرت فاروق سے ہون ظفر خان کتابت و مراسلات مین مریدانہ پیش آکر اسکے القاب
کے اعزاز مین کوشش کرتا تھا اور سنہ ۷۹۷ سات سو ستانوے ہجری مین حدود جہرند کی طرف کہ غزنی پٹن مین واقع ہے
فوج کشی ہو کر ایک مدت تک اس حدود کے کفار کے قتل و غارت مین کہ نہایت متمرد اور سرکش تھے مشغول رہا
اور محبوبان خورشید جمال اور سیمین پیکران پری تمثال مسلمانون کی قید مین آگئے اور کشتیان ان کی اموال
غارت سے مالا مال ہوئین انجام اسکے راے جہرند نے عاجز ہوکر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کیا اور تحف اور
ہدایا بہت گذرانا پھر وہان سے کوچ کرکے سومنات کی طرف گیا اور بتون اور بت پرستون کے اعلام کی نگونساری
مین کوشش کرکے وہان مسجد جامع اساس فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد موذن اور پیش امام
اور خدام خانہ خدا سے ہے تعین کیے اور تھانہ بٹھاکر پٹن کی سمت متوجہ ہوا اور سنہ ۷۹۸ سات سو اٹھانوے
ہجری مین مخبرون اور اخبار نویسون نے یہ خبر پہونچائی کہ مندل گردہ کے راجپوتون نے ایسا تسلط پایا ہے کہ اس
نواح کے مسلمانون نے انکے دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہے اور راجپوت سر گریبان عجب و نخوت
سے برآوردہ کرکے جادہ اطاعت اور باجگذاری سے انحراف رکھتے ہین ظفر خان اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر کوچ بکوچ
اس طرف روانہ ہوا ابیات نوالش گر نصرت سرفراز است ÷ بنام ایزد دری از فتح باز است + گذشتہ تیغش از
ناسک ماہ ÷ طراز رایتش نصر من اللہ ÷ اور جب اس حصار کے نواح مین اہل اسلام کے خیمے ایستادہ ہوئے راے
اس ولایت کا موسوم بہ پدر متحصن ہوا اہالی اسلام اسکے محاصرہ مین مشغول ہوے اور منجنیقین نصب کرکے ہر روز ایک

جماعت راجپوتان کو سنگسار کرتے تھے چونکہ قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر نہوتی تھی حکم کیا کہ چارون طرف
دمدمے تیار کریں جب وہ تیار ہوئے اور ان سے بھی کچھ فائدہ نہوا ظفر خان طول محاصرہ سے محزون اور غمگین تھا
ناگاہ لطائف غیبی سے انھین دنون مین قلعہ کے اندر وبا اور طاعون پیدا ہوا اور اہل قلعہ مرگ مفاجات مین مبتلا ہوکر
بالکل تمام مرنے لگے راے پدر نے محصورون کا حال تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنے اعیان کو تیغ وکفن گردن مین
ڈالکر ظفر خان کی ملازمت مین بھیجا اور عورتون اور بچون نے سر برہنہ کرکے قلعہ پر چڑھکر گریہ وزاری سے امان چاہی
ظفر خان نے یہ امر تائید آسمانی سے سمجھکر انکی درخواست پذیرائی اور پیشکش لیکر روضہ خلاصۃ العارفین انیس الواصلین خواجہ
معین الدین سنجری قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کے واسطے عنان عزیمت اجمیر کی طرف معطوف کی اور جب اس مقام کعبہ احترام مین
پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر ونیاز بجا لاکر انکی روح پر فتوح سے استمداد فتح وظفر چاہی کہ کفار اشرار اور اعدا سے
نابکار پر مظفر ومنصور رہے چونکہ تمام ہمت اسکی غزا اور جہاد مین مصروف تھی جلد وہان سے جلوارہ اور دیلوارہ کی
سمت کہ بت پرستی اس حدود مین رواج ورونق تمام رکھتی تھی لواے غزا بلند کرکے اس مرز بوم کے باشندون کو
علف شمشیر بیدریغ کیا اور معابد اور کتابیں انکے منہدم اور مسمار کرکے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح
کرکے اپنے معتمدون کے تفویض فرمائے اور بعد تین سال سالماً اور غانماً پٹن کی طرف مراجعت کی اور الفی کی عبارت سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کے بعد ظفر خان نے خطبہ اپنے نام کرکے اپنے تئین مظفر شاہ مشہور کیا اور ۷۹۹ھ سات سو
ننانوے ہجری مین ساتھ اس تفصیل کے کہ سلاطین دہلی کے وقائع مین مرقوم ہوا تاتارخان ولد مظفر خان جو وزیر سلطان
محمد شاہ تھا سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے عہد مین سارنگ خان سے لڑا اور اسے ملتان کی طرف مفرور کیا اور اسکے
اوضاع اور اطوار سے داعیہ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو نہوا اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اسکے دفع
کے واسطے پانی پت کی طرف متوجہ ہوا تاتارخان نے صلاح اسکے مقابلہ مین نہ دیکھی دوسرے راستہ سے آکر دہلی مین
پہونچا اور چاہا کہ اسے محاصرہ کرکے تصرف مین لاوے اقبال خان پانی پت کو مسخر کرکے بشوکت وصولت تمام فیلان شاہی وخزانہ
دہلی کی طرف روانہ ہوا تاتارخان نے اسوقت بھی اسکا مقابلہ نکیا اور ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین گجرات کی طرف بھاگا اور اپنے باپ
مظفر شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور اسے دہلی کی بادشاہی کی ترغیب وتحریض کی مظفر شاہ نے یہ امر قبول کرکے لشکر کی فراہمی اور
سامان جنگ مین مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ امیرزادہ پیر محمد نبیرہ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے ممالک
ہندوستان مین قدم رکھا اور ملتان کو مسخر کیا تو مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ امیرزادہ پیر محمد ہراول صاحبقران
کا ہے اسواسطے دہلی کا خیال ترک کرکے دوسرے شہرون کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق اپنے بیٹے تاتارخان کے بقصد
تسخیر قلعہ ایدر نہضت فرمائی اور نہب وغارت مین مصروف ہوکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور متحصنان کی تنگی مین کوشش کی
راجہ نول راے ایدر نام نے نہایت عجز وانکسار سے اچھی اچھی پیشکش دی قبول کیا اور جو ممالک دہلی پر فتنہ اور آشوب تھا مظفر شاہ
نے پیشکش پر اکتفا کرکے شہر رمضان سنہ مذکورہ مین مراجعت کی اور اس عرصہ مین ایک خلقت کثیر دہلی کی طرف سے بوجہ
خاوند صاحب قران بھاگ کر پٹن مین آئی اور مظفر شاہ نے تفقد اس جماعت کے احوال پر واجب ولازم جانکر ہر ایک کے

حق مین حسب لیاقت شفقت اور عنایت مبذول فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ بھی جعفرخان
سے بھاگ کر ولایت گجرات مین آیا چونکہ مظفر شاہ نے صلاح دولت سلطان کے آنے مین نہ دیکھی اسقدر بدسلوکیان اور معاش
نالائق اُسکے ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ اور دلگیر ہوکر مالوہ کی طرف گیا اور سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین مظفر شاہ دوبارہ
قلعہ ایدر کی طرف متوجہ اور احاطہ کرکے اُسکی تسخیر مین ساعی ہوا اور راجہ رنمل رائے ایدر نے اس وقت سوائے فرار
کے چارہ نہ دیکھا شبا شب قلعہ کو خالی کرکے بیجانگر کی طرف بھاگا اور صبح کے وقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین
داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے اور ایک سردار صاحب شوکت اُس قلعہ مین مقرر کرکے خود پٹن کی طرف معاودت
فرمائی اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین مخبرون نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نے ہجوم
کرکے تھانہ اسلام کو اُٹھا دیا ہے اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے مین کوشش کرتے ہین مظفر شاہ
ایک فوج عظیم اُس طرف روانہ کرکے خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جس روز کہ رائے سومنات اور کفار اُس حدود کے دریا
کے راستہ سے لشکر اسلام پر بکثرت ہجوم کرکے حملہ آور ہوئے تھے اسی وقت معرکہ مین سلطان مظفر پہونچ گیا اور
دلیرانہ سخت حملہ کرکے کفار کے جسمون سے جداول خون جاری کین چنانچہ انمین طاقت اور قوت نہ رہی زخمی اور
دل شکستہ ہوکر باتفاق رائے قلعہ دیپ مین پناہ لی بیت خدا داد ہمت شہنشاہ را + ہزیمت درافتاد بدخواہ را +
مظفر شاہ نے جاکر اُس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر وصلوٰۃ کی آواز اور شور دمامہ رعد آواز اور کرناے فتنہ پرداز کے غلغلہ
سے اُنکے ارکان دولت مین زلزلہ اور فتور ڈالکر ایک روز مین بزور شمشیر وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان بالغ کو اُس نے علف
تیغ بیدریغ اور طعمۂ زاغ وزغن کرکے راجہ اور تمام رؤساے اُس جماعت کو فیل کوہ پیکر کے ہاتھ پاؤن کے نیچے پامال
کیا اور اہل وعیال اور زن وفرزندون کو اُسکے مسلمان لیگئے اور اُنکے احمال اور اثقال اور ساز وسلب پر متصرف
ہوئے اور سلطان مظفر شاہ بزم جشن ترتیب دیکر شکر عنایت الٰہی بجالایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکے بجاے اُسکے مسجد عالی بنا
کی پھر ضبط اُس نواح کا ایک امراے کبار سے رجوع کیا اور مع غنائم موفور پٹن کی طرف مراجعت فرمائی الغرض اس
فتح وفتح ایدر کی وجہ سے اُسکی استقلال اور عظمت ایک سے ہزار درجہ ہوئی پھر اس فکر مین ہوا کہ دہلی کی طرف لشکرکشی
کرکے اُسے بھی مفتوح کرے اور اپنے فرزند تاتارخان کو بخطاب والقاب غیاث الدولہ والدین سلطان محمد شاہ مخصوص
فرمایا اور اساول سے کوچ کرکے جب قصبہ سینور مین پہونچا مزاج اُسکے بیٹے محمد شاہ کا طریق اعتدال سے منحرف ہوا
اس سبب سے کہ آفتاب عمر اُسکا افق غروب مین پہونچا تھا اطباے حاذق کا معالجہ اور دوا دوش کارگر نہوئی مالک باقی کی طرف
سفری ہوا اور مظفر شاہ بھی فسخ عزیمت کرکے اساول کی طرف گیا اور روایت صحیح یہہ ہے کہ تاتارخان نے سنہ مذکور
مین اساول مین جاکر اپنے باپ پر خروج کیا اور چونکہ وہ ضعیفی کے سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہوگیا تھا اُسے گرفتار
کرکے ایک قلعہ مین قید کیا اور اپنے چچا شمس خان کو وکیل السلطنت کرکے بہ لقب ناصرالدین محمد شاہ صاحب سکہ
وخطبۂ گجرات ہوا اور بہ ارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی مین کوشش کرکے کوچ کیا اور سلطان
مظفر شاہ نے اپنا ایک معتمد شمس خان کے پاس بھیجکر بمبالغہ تمام اپنی رہائی و بیٹے کو ہلاک کرنے کے بارہ مین

اصرار کیا شمس خان نے جواب دیا کہ محمد شاہ آپ کا فرزند رشید اور قابل ہو اور اُس کی طرف تعلق خاطر بہت رہتی ہو
اب جو مین اُسکی ہلاکت مین قیام کرون اُسکے بعد یقین ہو کہ مین آپ کی پشیمانی کے وقت ہدف تیر ملامت ہونگا
مناسب یہ ہو کہ اس بارہ مین نہایت فکر اور اندیشہ کر کے جواب دیجیے سلطان مظفر شاہ نے پھر یہ پیغام بھیجا
کہ اُن برادریجان برابر میری طرف سے کسی طرح کی مکافات کا اندیشہ نہ کر کے اس امر کا لحاظ کرے کہ جس وقت
ایسا فرزند اپنے باپ کی نسبت باین حرکت پیش آوے عاق ہو اور قطع رابطۂ عطوفت اور مہربانی ہو کر
نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہو گئی پس لازم ہو کہ وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کر کے
اس عاق کو بسزاے اعمال قبیحہ پہونچاوے کہ میرا کام ہر وقت کے رنج و تعب اُٹھانے سے اس نہایت کو
پہونچا ہو کہ اگر کل زندہ بچا تو پرسون نہین آفتاب عمر میرا مغرب فنا کے قریب پہونچا **ابیات** کس را چہ خبر ز آہ جانسوز دلم
از واقعۂ قیامت افروز دلم + امروز چنانم کہ بفردا نرسم + فرداے قیامت ست امروز دلم + شمس خان
نے ناچار ہو کر اپنے بھائی کی ضعیفی اور سختی پر رحم فرمایا اور قصبۂ سورہین جو دہلی کے سر راہ ہو محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی
کو قیدخانہ سے برآوردہ کر کے مسند حکومت پر متمکن کیا خیل و حشم جو پروردہ اسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تعدی سے
ایذا اُٹھائی تھی سب اُسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنھون نے اس کام کی اُسے
ترغیب دی تھی ہراسان اور متوہم ہو کر مفرور ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے ترحم ذاتی اور مراحم قلبی سے اُنکی خطا
معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ مین جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منتظم کیا اور جو دلاور خان والی مالوہ فوت
ہوا تھا ہوشنگ شاہ اُسکا قائم مقام ہوا اور اُن دنون مین یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے
سبب اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا اسوجہ سے مظفر شاہ سنہ آٹھ سو ہجری مین مع ساز و یراق حسن آباد اور دھار
کی طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات کہین
اُسکی فوج سے زیادہ بلکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اُس کی مدح و
تحسین مین کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کر کے خطبہ اور سکہ اُس
ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرما کر اساول کی طرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ
کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ مین محبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور
بعد چند ماہ کے عریضہ ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل بر عجز و زاری اپنے جد کے ملاحظہ مین گذرانکر التماس
رہائی کی اور جو مالوہ مین بلوہ ہو گیا اور لوگون نے نصرت خان کو دھار سے نکال دیا التماس سلطان احمد شاہ
کی معرض قبول مین آئی پہلے ہوشنگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ
سرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کر کے تمام ولایت مالوہ اور مسند و اُسے دے کر احمد شاہ کے ہمراہ اُس طرف
بھیجا تاکہ اُسے اس ولایت کی مسند حکومت پہ جلوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر
متمکن کر کے مسرور اور محظوظ ہو کر گجرات کی طرف معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری

مین بیمار ہوا جب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہے مراسم وصیت بجا لایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت
اور لیاقت اپنے بیٹون سے زیادہ تر دیکھی اُسے ولیعہد کرکے اپنی اولاد کو اسکی اطاعت کے بارہ مین وصیت فرمائی اور
ربیع الثانی کی آٹھوین تاریخ سنہ مذکور مین کہ عمر اسکی اٹھتر برس اور چند ماہ تھی ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کرکے
سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اُسکی حکومت کی بعد از وفات خدایگان کبیر بیس برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمانروائی کا

سلطان احمد شاہ جم جاہ اپنے جد کی وصیت کے موافق متکفل حکومت خطۂ گجرات ہوکر رایات عدل و داد بلند
کرکے رعیت پروری اور مظلوم نوازی مین ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اُسکی ۷۹۳ سنہ سات سو ترانوے
ہجری مین ہوئی نجومیون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کرکے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا
امر ظہور مین آویگا کہ جسکے سبب اُسکا نام نیک جہان فانی مین باقی رہیگا ظاہرا وہ امر بنا ہے شہر احمد آباد گجرات ہے
اور ۸۱۵ سنہ آٹھ سو پندرہ ہجری مین فیروز خان نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خبر جلوس اُسکی سنکر نشان
بغاوت اور عداوت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک شیر اور ملک کہ بیکم خسرو اور جیوند اور بیاگداس کھتری کہ
مشاہیر امراے مظفری تھے اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی مین موصوف اور معروف تھے ساتھ اُسکے ملحق ہوئے
اور فوج کے فراہم لانے مین مشغول ہوئے اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنے متفق کرکے فیروز خان کو کنبایت
کی طرف لے گئے اور سعیت خان بن سلطان مظفر مع لشکر سورت کے حدود مین اُسکے پاس آیا اور سعادت خان
اور شیر خان بن سلطان مظفر نے اپنی جاگیرون مین خبر سعیت خان کے ملحق ہونے کی سنی تو وہ بھی کنبایت کی طرف گئے اور
دریاے نربدہ کے کنارے لشکرگاہ کیا اور آپس مین مشورہ کرکے مع ساٹھ ہزار سوار نہایت تجمل و حشمت سے
بروج کی طرف گئے اور فیروز خان نے چتر سرخ سر پر رفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ بہم پہونچاکر نشان کروفر
کا بلند کیا اور ایک خط استعانت اور استمداد کے بارہ مین سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا اور سلطان ہوشنگ نے اس
شرط پر قبول کیا کہ بعد از حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف گیارہ ہزار تنکہ دیوے اور بیاگداس اور جیوند کی ہدایت
سے زمیندارون کو اپنی اطاعت کے واسطے لکھ بھیجا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور سلطان احمد شاہ نے باوجود نوجوانی کے
جلد بازی نہ کی بلکہ ایک خط نصیحت آمیز لکھکر ایک جماعت کے ہاتھ فیروز خان کے پاس روانہ کیا اور جب جیوند بیم
کے فساد و شرارت کی وجہ سے پند و نصیحت سے کچھ فائدہ نہوا تو آدم بھنکر کو تھوڑی فوج کے ساتھ اُسکے دفعیہ کے
لیے مامور کیا مگر یہ لوگ بعد جنگ شدید شکست کھا کہ میدان نبرد سے منتشر ہوئے اور یہ فتح بیاگداس کے نام ہوئی
اور اس سے نخوت اور غرور نے اسکے دماغ مین راہ پائی خود رفتہ ہوکر بہکنے لگا امرا اُسکے تسلط کی نہ لا کے
سبب سے متفق ہوکر اُسکے قتل مین مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سے جدا ہوکر سلطان احمد شاہ کے
دربار مین روانہ ہوئے بادشاہ بکوچ متواترہ بروج کی طرف متوجہ ہوا جب فریقین قریب ہوئے تو فیروز خان مع

برادران قلعہ بروچ مین متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ میرے جد امجد سلطان
مظفر شاہ نے بحکم قادر بیچون و بے نظیر اس ملک کے حل و عقد کی مہار اس بمقدار کے قبضہ اقتدار مین سپرد کی [illegible]
کہ بنیاد قصر رفیع و استوار سلطنت اور اسے سپہر احتشام کی حسن اطاعت اور انام کی موافقت سے جیسا کہ چاہیئے استحکام
رکھتی ہے مناسب ہے کہ آپ عمرو و زید کے جمع ہوجانے سے مغرور اور فریفتہ ہو دین اور افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہو کر
دست تمسک دامن معذرت مین مضبوط کرین کہ بدی کا انجام بد ہے اور وہ جاگیر کہ جد امجد نے تمھین عنایت فرمائی ہے اسپر قانع ہو کر
امیدوار دیگر الطاف کے بھی رہو بھائیون نے بعد پہونچنے ایلچی اور سننے پیغام خیر انجام کے سب نے اندیشہ کیا اور
ہیبت خان کو جو عم حقیقی سلطان احمد شاہ کا تھا بادشاہ کے پاس بھیجکر اظہار ندامت کیا سلطان نے اس کو باقسام
عواطف نوازش فرمائی اور رقم عفو ان کے جرائد جرائم پر کھینچی اور ہیبت خان مشمول عنایت سلطانی ہو کر قلعہ بروچ
کی طرف گیا اور باتفاق فیروز خان اور سعادت خان اور شیر خان سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوگئے اور اس نے
ہر ایک کو ان مین سے بعنایت تازہ سرفراز فرما کر جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور اُجین کی طرف سوار ہونے کی
عزیمت کی کہ اس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے کمک کے واسطے طلب کیا تھا
دار الملک سے گجرات کی طرف آتا ہے سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو مع لشکر کثیر مستعد کارزار اسکے
مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری اور باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک جو بسرعت
تمام طی منازل کرکے سلطان ہوشنگ کے قریب گیا وہ نہایت شرمندہ و خائف ہوکر کوچ بکوچ بے توقف و درنگ
اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عماد الملک نے چند منزل پیچھا کیا اور ان زمیندارون کو جو ہوشنگ شاہ کے شریک
ہوئے تھے گرفتار کرکے مطیع اور فرمانبردار کیا سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کے آجانے کے بعد اساول کی طرف
کوچ کیا اور وہان کی آب و ہوا پسند کر کے آخر سال یعنی ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری بعد از استخارہ و باشارۂ حقائق پناہ شیخ
کنبھو قدس سرہ کے دریاے سابرمتی کے کنارے ایک شہر جدید بنا کر کے موسوم بہ احمد آباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین
انجام کو پہونچکر دار الملک سلاطین گجرات ہوا اور قصبۂ اساول کو ایک محلات اس شہر سے قرار دیا اور عمارات
بادشاہون اور بزرگون کی پختہ ہے اور اکثر مکان سفالین ہین اور اس شہر کے سر پر دروازہ بادشاہی کے متصل [illegible]
محراب خشت پختہ سے تیار کی ہین اور گچ اور ساروج سے اسپر استرکاری کی ہے اسکو تیرپولیہ کہتے ہین اور [illegible]
وسیع اور کشادہ ہے چنانچہ کہ دس ارابہ ایک دوسرے کے پہلو مین برابر جا سکتے ہین اور دوکانات خشت پختہ [illegible]
سے تیار کرکے اسپر گچ سے استرکاری کی ہے اور قلعہ اور مسجد جامع بنیاد کرکے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد
کرکے ہر ایک پورہ مین بازار اور مسجد اور چار دیواری گرد اگرد تیار کی ہے اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خوشوضعیات کی
نسبت یہ کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان مین ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر
موجود نہین تو مبالغہ نہووے اور ابھی اس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چارون بھائی ملک [illegible] کہ عمدہ
امرا و ارکان سے تھا اور قرابت قریبہ بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادۂ اعتدال سے منحرف ہو کر اپنے کام

کی فکر میں ہوئے اور اسپ مخالفت پر زین کس کے پاؤں رکاب بغاوت میں رکھا علاوہ اسکے کہ پانچ چھ ہزار
سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطاے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب بہ رکن الدین خان جاگیردار
مہراسہ بھی ساتھ اُن کے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہنچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کرکے مع شان و
شوکت بادشاہی مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ میں فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے
منحرف ہوکر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن خان کو قلعہ مہراسہ میں نگاہ رکھکر خود باتفاق
راے نمل موضع انکھور میں جو مہراسہ سے پانچ کوس ہے مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے شیوہ قدیم پر عمل
کیا یعنی جب باغیوں کے حدود میں پہونچا اول ایک جماعت علما کو ملک بدر اور رکن الدین خان کے پاس
بھیجا کہ یہ دو غفلت کا انکی نظر سے ہٹا کر راہ راست کی طرف ہدایت اور دلالت کریں لیکن ایلچیوں نے جب
جواب حسب دلخواہ نسنا رنجیدہ اور دلگیر ہوکر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کرکے قلعہ کی طرف
روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجکر آپ سے جنگ کی ترغیب کی اس واسطے
ملک بدر و رکن الدین خان اور نکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار میں افواج کو مستعد جنگ کرکے
سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف و سنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے اُن کے
دل میں اثر کیا سراسیمہ و بدحواس ہوکر قلعہ کی طرف بھاگے اور بتعجیل تمام قلعہ میں داخل ہوکر متحصن ہوئے
احمد شاہ محاصرہ میں مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر انھیں صلح کے بارہ میں ترغیب کی ملک بدر اور نکس خان
نے ازراہ مکر و غدر کے جواب دیا کہ اگر فلاں فلاں امرا قلعہ کے پاس آکر عہد و پیمان کریں تو ہماری خاطر جمع ہو اور
ہم قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت میں حاضر ہوویں سلطان احمد شاہ نے انکے حیلہ اور مکر سے غافل ہوکر خان اعظم آذر خان اور
ملک الشرق عزیز الملک قور بیگ میمنہ کو اور نظام الملک اور سعد الملک قور بیگ میسرہ کو جو عمدہ درگاہ اسکے تھے اُنکے
حسب التماس دروازہ قلعہ کے قریب بھیجا اور کہدیا کہ مکر اور غدر ملک بدر سے برحذر رہنا اور قلعہ کے اندر نہ جانا ملک بدر
اور نکس خان نے بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتیں ملائم کہیں اور جب معلوم کیا کہ یہ جماعت یوں گرفتار نہوگی
کھڑکی قلعہ کی کھولکر التماس صلح کے بہانہ باہر آگئے اور امراے مذکور اُن سے قریب تر ہوئے اور گھوڑے سے سوار
ہوکر انکی باتوں میں مشغول ہوے ناگاہ ایک جماعت کہ خندق میں پوشیدہ کمین کئے تھی انکی طرف متوجہ ہوئی آذر خان اور
عزیز الملک مہمیز کرکے گھوڑے کو سرپٹ بھگا کر احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور نظام الملک اور سعد الملک
گرفتار ہوئے جس وقت کہ انھیں قلعہ کی طرف لیچلے انھوں نے بآواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئے سلطان ملاحظہ ہمارے
حال کا نکرے قلعہ پر تاخت لاوے کیونکہ قلعہ ایک ساعت میں ہاتھ آئیگا سلطان احمد شاہ نے جنگ سلطانی کا حکم دیا
اور بقولے اسی دن اور بقولے بعد تین روز کے مفتوح کیا اور ملک بدر اور نکس خان تیغ غضب سے مارے گئے
اور نظام الملک اور سعد الملک دونوں سلامت احمد شاہ کی ملازمت میں مشرف ہوئے فیروز خان اور نمل راے ایدر پہاڑ
اور جنگل میں در آئے اور بعض کتب تواریخ میں یہ حکایات بوضع دیگر مسطور ہیں اختصار کے واسطے اسکے ذکر میں مشغول نہوا

جھالاوار

اودہل نے فیروزخان سے مخالفت کرکے تمام ہاتھی اور گھوڑے اور سامان شوکت اسکا چھین لیا اور صدقانہ نیاز ظاہر کرنے کو
احمدشاہ کے پاس بھیجا اور فیروزخان ناچار ہوکر ناگور کی طرف جاکر وہان کے حاکم کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور
سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری مین سلطان احمدشاہ نے راجہ جلوارہ پر لشکرکشی کی اور راجہ نے سلطان ہوشنگ سے
مدد کی درخواست کی اور احمد سرگنجی اور شہ ملک بیٹا شیخ ملک آدم بھنگر کے کہ امراے عظام شاہی سے تھے بہ اشتمال
ایک جماعت سے کہ احمدشاہ کی درگاہ مین مقرب ہوکر مہمات جمیع خلائق سامنے انکے رجوع کیے گئے تھے چونکہ اس
عرصہ مین سلطان احمد جلوارہ مین تھا میدان خالی پاکے علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور مردم واقعہ طلب و رفتنہ جو اطراف
واکناف سے انکے پاس فراہم آئے بہت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ حسب راجہ جالوار کی تحریر کے موافق
پہونچا اور اتفاق امرا بھی اسکے ساتھ جسنا کر حقوق سابق احمدشاہ کو بالکل خاطر سے فراموش اور محو کرکے فرصت غنیمت جانی
اور نہایت سامان سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اسکی تاراجی اور خرابی مین تقصیر نہ کی سلطان احمدشاہ نے مقدمات
جالوار کو اور وقت پر محول کرکے باشوکت و دولت تمام چنپانیر کے اطراف مین آکر نزول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک
سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ سے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی لطیف خان کو جو
بڑا لیاقت دار تھا اور اتابکی نظام الملک شہ ملک اور احمد سرگنجی اور امراے دیگر کے مدافعہ کے واسطے تعین
فرمایا اور ہوشنگ شاہ جو لشکر گجرات کی جنگ سے مظفر شاہ کے عہد مین خوف زدہ تھا اسپ ہزیمت کی باگ گجرات
کی طرف سے ایسی موڑی کہ دھار تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد سرگنجی وغیرہ جو وسواس نفسانی
اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے وہ بھی بے حواس اور سراسیمہ ہوکر منفرد ہوئے اور شہزادہ
لطیف خان اور نظام الملک ان کا پیچھا کرکے پہلی منزل مین ان کے ساز و سامان اور احمال و اثقال پر متصرف
ہوئے اور آخر شہ ملک اور احمد سرگنجی ناچار ہوکر پلٹ پڑے اور جنگ کرکے شکست پائی اور دوسری روایت
سے یون واضح ہوتا ہے کہ شہ ملک نے انکے تعاقب سے تنگ آکر شبخون مارا اور اپنے مقصد کو نہ پہونچا بلکہ
ایک جماعت کو ضائع اور برباد کرکے راجہ کرنال کے پاس بھاگا اور احمدشاہ نے بعد فتح ارجمند اور دفع گزند مستقر
اجلال اور مقر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور چونکہ ولایت کوہ کرنال اور اسکے انتظام کی آتش بہت سستی تھی
اور اس طرف کے راجہ نے اس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت بھی نہ کی تھی سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری مین
راے کرنال کی گوشمال کے واسطے سیر کے بہانہ اس طرف نہضت فرمائی اور بعد اسکے وہان کے پہاڑون پر آیا
راے کرنال مع اقبال و لشکر بیشمار چند مقام مین اسکا سد راہ ہوا اور ہمراہیان افواج شاہی کی سیلاب تند کے مقابل آکے
توقف میسر نہوا ایسا ہوکر قلعہ اول مین جو اس وقت ساتھ جونہ گڈھ کے اشتہار رکھتا ہے قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چارون
طرف سے یورش کرکے اسے گھیرا اور کام مردم درونی پر تنگ کرکے عاجز کیا راجہ بعجز تمام پیش آیا اور ارسال تحفہ
ہدایا اور قبول باج اور خراج ہرسالہ اپنے ذمہ ہمت کرکے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے سید ابوالخیر اور
سید ابوالقاسم دونون بھائیون کو جو امراے کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کے واسطے اس سرحد پر مقرر فرمایا اور

عنان مراجعت احمدآباد کی طرف معطوف فرمائی اور اثناے راہ مین سید پور کے بتخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے
آراستہ تھا بیخ و بن سے منہدم کرکے خاک برابر کیا اور اموال بیقیاس پر متصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے بہرہ مند
کیا اور اسی سال فرخندہ مال مین ملک تحفہ کو جو جاگیرات بہنا سے سرفراز تھا خطاب تاج الملکی دیکر مع سپاہ
خیرخواہ بقصد غزا کفار جو گجرات کے اطراف واکناف مین سرکش تھے مقرر کیا اور اسنے بیدینون پر چھاپا کرنے
مین اور متمردون کے قتل اور باغیون کی گوشمالی مین جہد موفور بیش پہونچائی اور بار جزیہ اور خراج انکی گردن پر رکھا
اور بہت متمردون کو حلقۂ اسلام مین لایا اور ممالک گجرات کو ایسا مضبوط کیا کہ کوئی شخص نام کراس اور میواس کا
نہ سنتا اور سنہ ۸۱۹ آٹھسو انیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بقصد غزا اور جہاد طرف ناگور کے سوار ہوا اور اثناے راہ مین حوالی
معابد کفرہ اور مقامات اخفا ساکن اصنام مختار رہتا جس جگہ سراغ بتخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اسے بیخ و بن سے
اکھاڑتا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور مین پہونچا اسکی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور جب خضرخان والی
دہلی اس طرف عازم ہوا اور موضع تنگستان مین پہونچا احمد شاہ نے وہان سے برخاست کرکے مالوہ کے اطراف سے
گذر کر احمدآباد کی طرف معاودت فرمائی چونکہ کنبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ دشمنی کے قدم
سے خطۂ سلطان پور اور نذربار کو بہم اور پامال کر رہے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان احمد نے
سنہ ۸۲۱ آٹھسو اکیس ہجری مین اس طرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم اور جم غفیر
قلعۂ تنبول کی سرحد پر جو گجرات و دکن اور خاندیس کی سرحد مین واقع ہے نامزد کی اور اس کے بعد خود بدولت واقبال
نذربار کے حوالی مین پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر مین دم لیا اور وہ جماعت جو قلعۂ تنبول کی طرف روانہ ہوئی
تھی وہان کے راجہ کو دلاسا اور تسلی کرکے مع تحف و ہدایا سلطان کی پابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات
بھی آپہونچا تھا سلطان احمد شاہ احمدآباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے یہ خبر
سمع مبارک مین پہونچائی کہ راجہ ایدر اور چنپانیر و منڈل اور نادوت نے عرائض بہیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات
کی سمت طلب کیا ہے اور اسی وقت ایک شترسوار شیر رفتار خطۂ ناگور سے تھوڑے عرصہ مین نذربار مین پہونچا اور
ملک فیروز خان بن شمس خان دندانی کا نامہ لایا مضمون اسکا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپکو دور دیکھکر تسخیر گجرات کا
ارادہ کیا ہے اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت نہین ہے فقیر کو لکھا ہے کہ زمینداران
گجرات نے بالاتفاق التماس کرکے مجھے طلب کیا ہے لہذا مین عازم گجرات ہوں آپ بھی جلد مستعد ہو کر تشریف
لائیے کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ آپکے پیشکش کرونگا چونکہ حضرت میرے قبلۂ کعبہ ہین لہذا واجب و لازم جانا کہ
اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش بکوچ متواتر آب نربدہ سے عبور کرکے مہندری مین
نزول کیا اور کچھ لشکر انتخابی ہمراہ لیکر بطور یلغار ایک ہفتہ کے عرصہ مین مہراسہ کے اطراف مین پہونچا اور
سلطان ہوشنگ نے اسکی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنا سر کھجایا اور بنیاد استقلال اپنے
دارالملک کی طرف مراجعت کی بعد اسکے سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کے واسطے چند روز مہراسہ مین مقام کیا اور

راجہ سورت نے یہ خبر سنکر سر حلقۂ اطاعت سے نکالا اور راے مال مقرری اور خراج معمولی سے انکار کر کے قدم
اپنے اندازہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعۂ تھالیز کے بارہ میں کہ جو اُس کے
بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے فرزند غزنین خان کو مع ایک
جماعت امرا اُس کی کمک کو بھیجکر سلطان پور کی طرف مزاحمت بہت پہونچائی اور ملک احمد صاحب نے صوبۂ
سلطان پور میں قلعہ بند ہو کر عرضیان شکایت آمیز درگاہ میں ارسال کین اور سلطان احمد شاہ نے مہراسہ سے
ملک محمود ترک کو مع لشکر بزرگ راے سورت کے دفع شر کے واسطے نامزد فرمایا یہان تک کہ اُس نے
وہان جاکر بعد قتل و غارت مال مقرری وصول کیا اور اسی طور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران
کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنین خان کی گوشمالی کے واسطے ارسال کیا اُنھون نے بھی اثناے راہ میں
نادوت پر تاخت کر کے وہان کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطان پور کے اطراف میں پہونچے
ملک نصیر تھالیز کی طرف پناہ لیگیا اور غزنین خان کو محیط اپنا دیکھکر بذریعۂ محمد ترک ایک جماعت سلطان کی
ملازمت میں بھیجی اور بعد آمد و شد بسیار سلطان نے رقم عفو اُس کے جریدۂ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے مخلع کر کے
خطاب نصیر خانی دے کر امتیاز بخشا اور احمد آباد کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سفر میں یعنے سنہ ۸۲۲ آٹھسو
بائیس ہجری میں گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مندل سے انتقام لینا اُسکے حوالہ کیا اور خود بدولت
مہراسہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لیے مالوہ کی طرف مع لشکر آراستہ باوجود حرارت
ہوا اور تنگی راہ کوچ بکوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کے واسطے تاخت کی اور کالیادہ میں
پشت بر دیوار کر کے زمین قاب میں فرو کش ہوا اور اپنے سامنے کے بڑے درخت قطع کر کے خار بندی
کی اور سلطان احمد شاہ نے صحراے کشادہ میں ایستادہ ہو کر یہ تجویز کی کہ سردار میمنہ کا احمد ترک اور میسرہ
کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ کا عضد الدولہ ہوا اتفاقاً اُس ہنگام میں کہ متوجہ جنگ گاہ
ہوا عبور اُس کا ملک فرید کے ڈیرہ پر پڑا اور اُس جگہ ایک خدمتگار کو اُسکی طلب کے واسطے بھیجا اور اُسے
خطاب اُسکے باپ کا عماد الملک ارزانی فرما کر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کی کہ ملک
زردچیل بدن پر ملکر بعد ایک ساعت کے آوے گا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہے اور فرید اُس تاخیر میں ہے آخر
افسوس اور ندامت کھینچیگا اُسی عرصہ میں ملک فرید بلا توقف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا جب دونون بادشاہ
ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش و خروش میں آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ
سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سوارون کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان
بن ہوشنگ شاہ نے تیر خانۂ کمان میں جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران
جنگجو برآمد ہو کر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل میں پیدا ہوا
اور چونکہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ ہوتا تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ میں ملک فرید بھی میدان کی طرف

متوجہ ہوا ہرچند کوشش کی عمیق راہ اور خاربندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک
راہ جانتا ہون اور ممکن ہی کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ مین رکھا
اور جسوقت دونون مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تمیز نہوئی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے
سے ظاہر ہوکر شیر گرسنہ کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے
یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر منڈو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہوکر
تھوڑا تعاقب کر کے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس منڈو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ
بدحواس ہوکر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر و کبیر متمول اور مالا مال ہوئے اور درخت مثمر اور
غیر مثمر جس قدر کہ منڈو کے اطراف مین تھے قطع کر کے خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو موسم
برسات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی دونون کو پامال اور
تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کر کے جشن متواتر اور پیہم کر کے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغہا کے
خلعت سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا اسے الطاف خسروی سے
امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمایے اور دواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگرہ کی مرمت
کر کے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلچی
سلطان ہوشنگ کے حاضر ہوکر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت
چنپانیر کو بھی غارت کیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین پاے عزیمت رکاب سعادت مین لاکر بقصد تسخیر چنپانیر
سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز و انکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ
نے پیشکش لیکر رسم سالانہ اُسپر مقرر کیا اور اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ
نے پھر سخنان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے سنہ ۸۲۵ آٹھ سو
پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ منڈو پر
پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ مین کوشش کر کے افرا
پر مورچل قسمت کیے اور چو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور
چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہوکر اُس سے ایک یادگار و صفت روزگار مین رہے
پھر تختگاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو وفور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا
سپرد کر کے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہوکر جاج نگر کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست
اور خوب دستیاب کر کے مراجعت کرے اور جب اپنی قوت مردی سے جاجنگر کی طرف گیا اور ساتھ اُس تفصیل کے
کہ اپنے مقام مین ذکر اسکا ثبت ہوا ہر فیلان قوی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دار الملک مین داخل ہوا تو
لوگون نے نشان کنگرہ پر بلند کر کے نقارے شادی کے بجائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سفر

واقف نہ تھا سبب نشان کنگارہ پر بلند کرنے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا خدمتگاروں نے حقیقت حال جو کہ دریافت کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہو کر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کرون کہ باوجود ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہے وہ قلعہ سے برآمد ہو کر مملکت بیگانہ در دست میں جا کر چھ مہینے کے بعد واپس آیا اور ہمین اطلاع خبر ہوئی پھر اُس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ میں آیا اور اُس ناحیہ میں خرابی بہت پہونچائی اور اُس سے اور سلطان ہوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور تائیدات آسمانی سے ہر دفعہ غالب آنکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی اور میرے استاد ملا احمد نے تاریخ الفی میں یہ حکایت مسطور سے مرقوم خامہ صحت فرمائی ہے کہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان ہوشنگ سوداگروں کا لباس پہنکر جاج نگر کی طرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف جا کر پوشیدہ ہوا ہے اور امرا اور افسران سپاہ اُسکی ولایت تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہیں بدین سبب ولایت گجرات سے بکوچہائے متواتر مالوہ کے سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیر کو کہ ممالک مالوہ سے ہے بصلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا باقدام ممانعت دفعت پیش آئے کہ محاصرہ میں مشغول ہوا اور لشکر تاخت کے واسطے اطراف مالوہ میں بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نہ رکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ آسانی سے بلکہ مطلقاً فتح نہوگا کوچ کرکے اُجین کی طرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہیوں کو تقسیم کرکے اُسکے محصول پر متصرف ہوا اور اسباب قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور جب ملک مقرب کوتوال جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کی طرف گیا اور ملک مقرب کو تارا پور کی راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اس وقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اپنے امرا کو جو پرگنات کے لینے میں مصروف تھے سبکو ایکجا فراہم کرکے ارشاد کیا کہ بدستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پائی خود دوسرے راستہ سے سارنگ پور پہونچ گیا اور از راہ مکر و دغا ایلچی سلطان گجرات کے پاس بھیجکر اس قدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے سارنگ پور کے قریب پہونچکر خندق کنی اور خار بندی اور شب بیداری میں سستی کی اور اسی شب کو کہ شب دوازدہم محرم ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری تھے سلطان ہوشنگ نے یکبارگی اُسکے اردو پر شبخون لیجا کر بہت گجراتیوں کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ جب بیدار ہوا تو دولتخانہ کے دروازہ پر ملک جونا کا بدا کے سوا کسی متنفس کو وہاں نپایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کرکے صحرا کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں پہونچکر ایک گوشہ محفوظ میں ایستادہ ہو کر بعد ایک ساعت کے ملک جونا کو اردو کی طرف مخبری کو بھیجا ملک جونا جب اردو میں آیا دیکھا کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع اپنے مردان ہمراہی کے دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہیں سب نے اُسے دیکھکر سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جونا حقیقت حال بیان کرکے دونوں کو ہمراہ لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا جو

سلطان مسلح نہ تھا ایک مقرب نے اپنے ہتھیار سلطان کے زیب تن کیے اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان نے
فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدۂ صبح ظاہر ہووے اور ایک جوناکو پھر اردو کی طرف بھیجا تو تفحص احوال
کرے کہ سلطان ہوشنگ کہان ایستادہ ہے اور کس کام مین مشغول ہے وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت مین مصروف ہے اور
سلطان ہوشنگ مع اسپان و فیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام مین اردو کے کنارہ ایستادہ ہو کر تاراجی کی
سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کے وقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کے
دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قرینہ اور لباس سے اسے پہچانکر آگے بڑھا اور دونون بادشاہون
مین جنگ عظیم ہوئی اس قدر دونون نے جانبازی مین بنفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونون زخمی ہوئے اسی عرصہ
مین فیلبانان گجراتی ان ہاتھیون کو جن پر سوار گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچانکر باتفاق یکدیگر
ہاتھیون کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ریلکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لاکر بدحواس ہو کر
قلعہ سارنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیون کے اردو لوٹ سے لیگئے تھے پھر انکے ہاتھ آیا اور علاوہ اسکے
سات ہاتھی نامی جاجنگر والے شوکت احمد شاہ مین اضافہ ہوئے اور جب وہ سارنگ پور کے محاصرہ سے تنگ آیا
بقصد معاودت وہان سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پاکر سارنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور
سلطان احمد شاہ کا پیچھا کر کے قتل و غارت مین تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا
جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نو سو نفر مالوی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سارنگ پور مین
در آیا اور پھر کبھی ہاتھی فیلان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ نے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی مین شریک
ہوئے اور اسکے بعد سلطان احمد سالماً غانماً احمد آباد کی طرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کھتو کا کہ اسنے فتوحات کی
بشارت دی تھی اعزاز و احترام بہت فرمایا گجراتیون کا اس جناب کے دل مین اعتقاد و اخلاص اندازہ سے
زیادہ بہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر مین نہایت محنت و مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت
مین مشغول ہوئے اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو انتیس ہجری مین اپنے شہنشاہ صاحب اقبال کے ہمراہ رکاب ایدر کی طرف
متوجہ ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر ہاتھمتی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کر کے اسکا نام احمد نگر رکھا
اور ایک قلعہ بھی اسکے پہلو مین بنا فرمایا اور افواج اس ولایت کے حدود مین بھیجکر آتش غضب تر و خشک مین
لگائی اور جو شخص ہاتھ آیا اسے زندہ نچھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کر کے مع خیل و حشم ولایت
ایدر مین آیا اور سوائے اس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز مین تین قلعہ اس مملکت کے مفتوح
فرمائے اور پونجا راے وہان سے بھاگ کر بیجانگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کی طرف معاودت کی اور
دوسرے سال کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کے واسطے
منعطف کی اور پونجا راے نے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کر کے سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائے اور بقدر
امکان دست و پا مارے آخر کو ناچار ہو کر اپنی مملکت موروثی سے نکلگیا اور سرکار کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر کر حرکت

مذبوحی کرتا تھا یہانتک کہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین ایک جماعت
لشکریان سلطان سے بجابیت ایک جماعت لشکر کے علف لانے کے واسطے دامن کوہ ایدر مین روانہ ہوئی پونجا رائے
نے فرصت پا کر ان پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھا کر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلان بزرگ گجراتیون سے
دستیاب کر کے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیون نے فیل کے لیجانے کی خبر پاکر اسکا تعاقب کیا اور پہاڑ کے ایسے درے مین
کہ راستہ تنگ تھا یکایک اسکے سر پر جا پہونچے چونکہ راستہ ایک تھا پونجا رائے نے جنگ پر آمادہ ہو کر گجراتیون
کو حرب سے باز رکھا لیکن فیلبان نے کہ نہایت مردانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے کمک پہونچی اور فرصت ہے حق نمک کا پاس
کر کے جلال کی سیکر باندھی اور ہاتھی پونجا رائے کی طرف ہو لکر دوڑایا اور گھوڑا اسکا رم کر کے پہاڑ سے گرا اور کنڈے
مرکوب دونون ہلاک اور قصہ پاک ہوا فیلبان بغیر اسکے کہ کوئی اس امر سے واقف ہووے ہاتھی کو لشکر گجرات مین لایا
اور مردم ایدر شکست کھا کر اپنے مالک کی لاش خاک خون مین آغشتہ چھوڑ کر اپنے مقام پر گئے کسی نے اس کی
خبر نلی دوسرے دن اتفاقات سے ایک شخص سلطانی پونجا رائے کی لاش پر گذرا اور سر اسکا تن
سے جدا کر کے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا سلطان اس حال کی تحقیق کے واسطے کہ یہ سر کس کا ہے آدمیون کے
شناخت کو طلب کیے کسی نے اسے نہ پہچانا آخر الامر ایک شخص کہ چند روز پونجا رائے کا نوکر رہا تھا ان بعد
ازینکے گجراتیون کی اردو مین نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اسکی پونجا رائے کے سر پر پڑی پہچانا اور اسی
سبب سے کہ اسکا نمک کھایا تھا پہلے اس سر کا سجدہ کیا اسکے بعد احمد شاہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ سر پونجا رائے
کا ہے سلطان کو اسکی وفاداری پسند آئی اسپر نظر التفات مبذول فرماکر بزرگ کیا بیت مباش غافل از اخلاص
کار سازی او ۞ کہ بہرہ مند کند عاقبت ترا اخلاص ۞ پھر سلطان دوسرے دن ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور
افواج کو بیچ اس ولایت ایدر اور بیجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور پسر او فرزند پونجا رائے
ہونا شہی سے ہو کر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا تھا ذمہ دار باج و خراج ہو کر یہ اقرار کیا کہ مین ہر سال تین لاکھ
تنگہ نقرہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صفدر الملک کو احمدنگر مین چھوڑ کر ولایت کنوارہ
کو پامال اور تاراج کر کے احمدنگر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے
پھر ایدر پر چڑھائی کی اور صفر کی چھٹی تاریخ سنہ مذکور مین ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح کیا اور قلعہ مین داخل ہو کر
شکر الٰہی بجا لایا پھر اسمین مسجد جامع بنا کر احمدنگر تشریف لے گیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین راجہ کانٹھا
اور جالوارہ کے راجہ کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب دوسرے زمیندارون پر چڑھائی کرے گا
ہاتھ جماعت کرکے اصلاح جلاوطنی مین دیکھی اور اسباب و اموال لے کر راہ فرار پائی اور یہ خبر احمد آباد مین پہونچی ایک
فوج ان کے تعاقب مین روانہ ہوئی راجہ کانٹھا نے افتان وخیزان اپنے تئین ولایت آسیر اور برہانپور مین پہونچایا
اور دو فیل رکاب ملک نصیر خان کے پیشکش کیے اور اس نے بسبب حمایت قرابت بادشاہان دکن سلطانان
گجرات کے حقوق تربیت کو عقوق سے مبدل کر کے اسکو اپنی ولایت مین جگہ دی اور بعد چند روز کے کانٹھا

نصیرخان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس بھیجکر التماس اعانت کی وہان سے کچھ لشکر
اسکی مدد کے واسطے تعین ہوا تو کچھ موضع ندربار اور سلطان پور کے تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اس مہم کے تدارک کے واسطے مع مقرب الملک سپہ سالار اور افسران کلان مثل سید
ابوالخیر اور سید ابو القاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندربار مین بھیجا اور جنگ کر کے لشکر دکن پر ظفر پائی چنانچہ ایک
جماعت کثیر دکنیون سے مقتول اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کی طرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ
بہمنی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادہ علاء الدین اور منجھلے بیٹے مشہور بخانخانان کو شہزادہ کی جنگ کے
واسطے بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امراے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کر کے مہام سپاہ کا سر انجام اسکے سپرد
کیا اور شہزادہ علاء الدین نے قدر خان کے صوابدید کے سبب بکوچ متواتر قلعہ دولت آباد کے باہر نزول فرمایا
اور اس منزل مین شہزادہ کا خسر نصیرخان باتفاق راجہ کالنا اور راجہ جالوارہ آگرہ دہ سے دکنیون مین ملحق ہوئے
اور انھین قوت تمام حاصل ہوئی پھر انھون نے چند منزل بسقت کر کے پیش قدمی کی اور ماناک پنج کی گھاٹی پر
محمد خان شہزادہ ان کے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثناے کارزار مین ملک مقرب اور
قدر خان دونون سپہ سالار حسب اتفاق آپس مین سرگرم وغا ہوئے اور قدر خان پشت مرکب سے خاک مذلت
پر گرا اس درمیان مین ملک افتخار الملک نے حملہ کر کے شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم وبرہم کر کے متفرق کیا اور
فیلان کوہ پیکر کو غنیمت مین لیا اور شہزادہ دکن کا پاے ثبات اس سے زیادہ ترین کین مین نہ جم سکا دولت آباد
کی طرف بھاگا اور نصیرخان اور کانا کالنہ مین جو کہ ولایت خاندیس مین واقع ہی پناہ لے گئے اور محمد خان نے
شکر قادر ذو الجلال ادا کر کے اپنی ولایت کی طرف مراجعت کی اور اسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیون کی طرف
سے جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر مین رہتا تھا موقع
فرصت پاکر حسن عزت کو جسکا خطاب ملک التجار تھا بھیجا اور اسکی حسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکنیون
کے قبضہ مین آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اسکے استخلاص اور انتزاع کی فکر مین ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے
ظفر خان کو بسرداری افتخار الملک اس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کو توال بندر دیو کو لکھا کہ بنادر کے
جہازون کو مہیا کر کے ظفر خان کی ملازمت مین حاضر ہون اور مخلص الملک نے حسب الحکم بتعجیل تمام سترہ جہاز
خرد و کلان بندر دیپ اور بندر گوگہ اور خطہ کھنبایت سے بہم پہنچا کر ولایت مہائم کے قریب ظفر خان کی
خدمت مین مشرف ہوا ظفر خان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کر کے خود خشکی
سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ مین کہ وہان بھی دکنیون کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ
نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کوتوال اس بلدہ مین
قلعہ بند ہوا امراے مذکور نے محاصرہ کیا محاذی اس کے جہاز بھی دریا سے آپہونچے راستہ مسدود کیا اور دو
تین دن جنگ قائم رہی اسکے بعد شاہزادہ ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد

مردی اور مردانگی دی جب کوئی اُسکی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار نا پائی اور شہزادہ امرائی
صوابدید سے ایک فوج تھانہ مین چھوڑ کر مہایم کی طرف عازم ہوا ملک افتخار نے بڑے درخت چھتنار کاٹکر مہایم
کے ساحل کو خاربست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہو کر صفوف جنگ آراستہ کی اور
آتش قتال کرۂ نار ہی تک مشتعل ہوئی اور ابتداے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جہانتاب
تک طرفین کے دلاورون نے حرب و ضرب مین سعی کی اور طرفین سے بہادران جانباز اور تہمتنان ناحق مقتول
ہوئے اور ایک دوسرے کے خون سے بساط رنگین روے زمین پر کھینچا اس درمیان مین ہماے ظفر نے
ظفرخان کے چتر پر مسکن کیا ملک التجار شکست کھا کر ایک جزیرہ مین اسی خطہ کے در آیا اور استحکام مین کوشش کی
اور جب جہاز دریا کے راستہ سے پہونچے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیرا ملک التجار نے ایک عریضہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کو بھیجکر کمک طلب کی سلطان احمد شاہ بہمنی نے دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنے چھوٹے بیٹے محمد خان کے
ہمراہ کر کے خواجہ جہان وزیر کو صاحب اختیار اُس لشکر کا کر کے روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کے قریب پہونچا
ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پا کر شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد گفتگوے دراز اور
رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ پہلے کوشش خطۂ تھانہ کے استخلاص مین کرنا چاہیے چنانچہ اس قرار کے موافق تھانہ
کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہزادہ ظفرخان بھی مستعد جنگ ہو کر وہان کے مردم متعینہ کی کمک کے لیے روانہ ہوا
اور تھانہ مین فریقین کا سامنا ہوا پہلے دن غروب آفتاب تک دونون لشکر جنگ مین مصروف رہے آخر کو لشکر دکن نے
شکست کھائی ملک التجار قصبۂ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ مع فوج ہمراہی دولت آباد کی طرف راہی ہوئے اور
ظفرخان فتحیاب ہو کر جزیرہ مہایم مین داخل ہوا بعضے عمال ملک التجار کہ دریا کے راستہ سے بھاگے تھے جہاز
دوڑا کر انھین گرفتار کیا اور قسم قسم کا لباس اور زر سرخ و سفید اور بھی غنایم چند کشتی پر بار کر کے اپنے باپ
کی خدمت مین ارسال کیے اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف مین لا کر امرا اور افسران سپاہ پر قسمت
کیا پھر اس سال خبر پہونچی کہ فتح خان بن مظفر شاہ گجراتی جو سلطان مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر شیخ علی والی
کابل کی جنگ مین مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نے لوازم ماتم پرسی اور زیارت کے پوشیدہ پیش پہونچا کر
اسکی روح پر فتوح کی ترویح کے واسطے زر سرخ و سفید فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نے
سنہ ۸۳۵ آٹھسو پینتیس ہجری مین شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کی سرحد مین مقیم تھا اُسے گجرات کی محافظت کے واسطے
مقرر فرمایا اور خود بشوکت و صولت تمام چنپانیر کی طرف سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان
جنگ درست کر کے بگلانہ کی سمت کہ سورت کے قریب ہے آیا اور وہان کا راجہ جو شاہ گجرات کا مالگذار تھا متحصن
ہوا اور ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادہ محمد خان نے اپنے والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سے محروم ہے اور
طول ایام سفر کے سبب ملازمین اور رفقا مین اپنے مکانون مین گئے اب زیادہ جمعیت اس حدود مین نہین ہے اور
سُنا جاتا ہے کہ سلطان احمد بہمنی ولایت بگلانہ مین آیا ہے اور اس طرف کا بھی ارادہ رکھتا ہے جب یہ عریضہ

سلطان احمد شاہ کے ملاحظہ میں آیا چنپانیر کا محاصرہ اور وقت پر محول کر کے نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اس
ملک کو بھی نہب و تاراج کر کے بکوچ متواتر قصبہ ندربار میں نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امراے سرحد
شرف خدمت سے مشرف ہو کر محظوظ اور مسرور ہوئے اور اس مقام میں مخبر خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ
بہمنی جو قلعہ بہول کے قریب مقیم تھا سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی سرحد میں چھوڑ کر دارالملک
کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان گجرات نے کہ دکنیوں کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا مسرور اور مبتہج ہو کر احمد آباد کی
طرف معاودت کی اور جب بکوچ متواتر دریاے تپتی سے عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی
نے پلٹ کر قلعہ بہول کو محاصرہ کیا اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی میں دریغ
نہیں کرتا ہے سلطان نے ایک ایلچی مشہور اسمٰعیل اچی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ
اگر اس قلعہ سے دست بردار ہو کر وہاں کے باشندوں سے متعرض اور مزاحم نہوویں بناے دوستی اور قواعد
محبت میں خلل اور تزلزل راہ نہ پاویگا اور اساس مودت استحکام قبول کریگی سلطان احمد شاہ دکنی نے
اس بارہ میں اپنے وزرا اور امراء سے مشورہ کیا وہ اس وجہ سے کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہے سب
یکدل اور یکزبان ہو کر بولے کہ آب و غلہ قلعہ میں کم ہے اور اقبال عدو مال کی برکت سے کمک کے
پہونچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہوجاویگا ایلچی نے مشورہ اور عندیہ دکنیوں کا دریافت کر کے اپنے صاحب
کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آب تپتی سے عبور کر کے بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور سلطان دکن
اس کیفیت سے واقف ہوا اور پیکوں اور پیادوں کو خلعت و انعام وافر سے سرگرم کر کے فرمایا کہ کمک
عنقریب پہونچتی ہے تم اگر آج کی رات ایسی تدبیر کرو کہ قلعہ کا دروازہ کھل جاوے تو تمہیں اس قدر انعام دونگا
کہ تم مال دنیوی سے مالا مال اور بے پروا ہوگے جب قدرے رات گذری پیکوں نے اپنے تئیں دامن قلعہ میں
پہونچایا اور آہستہ آہستہ میخوں کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ میں در آئے اور چاہتے تھے کہ
دروازہ کھولکر مردم دکنی کو قلعہ میں داخل کریں کہ ملک سعادت سلطانی نے آتے ہی اکثر اس جماعت کو قتل کیا
اور بقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کودکر ہلاک ہوئے اور اسپر بھی اکتفا نہ کر کے دروازہ کھولکر اس فوج پر جو
دروازہ کے محاذی تھا شبخون لایا اور جو اکثر ان میں کے خواب غفلت میں سوتے تھے ان کو مجروح اور پریشان کیا
اور جس وقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نے پاے قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال
تمام اپنے امرا اور افسران لشکر کو طلب کر کے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہو کر ہمارا ملک متصرف
ہوا ہے اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگے ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ کر کے معرکہ قتال
کو درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کر کے مقابل آیا جنگ عظیم و حرب شدید واقع ہوئی اژدر خان
جو کہ امراے معتبر دکن سے تھا باطمینان تمام گھوڑا میدان میں جولان کر کے آواز ہل من مبارز بلند کی عضد الملک
اس کے مقابلہ کو گیا غرضکہ دونوں سردار حرب و ضرب میں مشغول ہوئے اژدر خان مغلوب ہو کر گرفتار

ہوا اُس وقت دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی دادمردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارۂ بازگشت بجو باٹریکا
ہرایک اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہوکر کام آئے تھے سلطان احمد
بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنے دارالملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ بیول میں جاکر ملک
سعادت کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو دیات چھوڑ کر چنپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کرکے نادوت کو غیبت
وتاراج کیا اور عین الملک کو اُس طرف مقرر کیا اور خود سلطان پورا اور ندربار کے راستہ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
اور بعد چند روز کے راے مہایم کی دختر کو شہزادہ فتح خان کی سلک ازدواج میں کھینچا اور طرح التواریخ
دکن میں قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہے اور تذکرۂ طبقۂ دکن میں مرقوم قلم سچر رقم نہیں ہوا اور بیوقت
کے خیال میں یہ حکایت منتشر تھی مورخ دکن نے یہ قصہ واشگاف لکھا باقی قلم انداز کر گیا اور جو کچھ مورخین
گجرات نے لکھا ہے ساتھ صحت کے قریب تر ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال اور سلطان احمد شاہ ۸۳۶ھ آٹھ سو
چھتیس ہجری میں ناگور اور میوات کی طرف گیا اور پہلے جب ڈونگر پور میں پہونچا وہان کے زمینداروں سے
پیشکش بہت لی اور ولایت کیلواڑہ اور دیلواڑہ جو رانا موکل کے متعلق تھے اور راجہ مذکور قلعہ چتیور میں
رہتا تھا حتے المقدور اُسے خراب اور ویران کیا اور جب ولایت میوات اور لقمہ میں آیا پھر ایلا دادر
رانی کی طرف گیا اور اُس طرف کے راجاؤن سے باج اور خراج لیا اور فیروز خان بن شمس خان وندانی
کہ سلطان مظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت میں آنکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور سلطان نے اُسے
معاف کرکے نوازشہاے خسروانہ اُس کے حال پر مبذول فرمائیں اور گجرات کی طرف مراجعت کی اور
فقرا اور مساکین کو زرخطیر عطا فرمایا اور ۸۳۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری میں سلطان محمود خلجی جو ملازمان ہوشنگ شاہ
سے تھا بر ولایت مالوہ غالب ہوا اور مسعود خان بیٹا محمود شاہ کا بھاگ کر گجرات میں آیا اور ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس
ہجری میں سلطان احمد شاہ نے اسکی تقویت اور اعانت کرکے بقصد اجلاس اُسکے تخت مندو پر مالوہ کی
طرف روانہ ہوا اور حوض جگناتھ پور تک پہونچا تھا وہان سے ایک فوج مردم معتمد کاردیدہ سے خانجہان
کی طرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا تھا تعینات کی اور خانجہان آگاہ ہوکر بطور تیت
اپنے فرزند سلطان محمود کے پاس پہونچا اور سلطان احمد شاہ نے محاصرہ میں قیام کیا اور ہر روز ایک جماعت
درونی باہر آنکر بازار جنگ کو رونق دیتی تھی اور پھر قلعہ میں جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت
عزیمت شبخون کی اور مردم قلعہ نے سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان محمود کو اس کی خبر مطلق نتھی
شب تاریک میں قلعہ سے برآمد ہوا اور گجراتی جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے اور سلطان محمود نے صبح کے وقت قلعہ میں مراجعت کی
اور سلطان احمد شاہ نے شہزادۂ محمد خان کو مع پانچ ہزار سوار سارنگ پور کی طرف بھیجا وہ اُس
ولایت پر متصرف ہوا اس درمیان میں عمر خان ولد سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری میں خروج

کر کے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور باوجود اس حال کے سلطان محمود و فور تہور اور کاردانی سے مضطرب ہوکر
اس طور سے قلعہ کی محافظت کرتا تھا کہ کوئی شخص مصارف لابدی اور اسباب معیشت کی تکلیف
نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات میں ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق اور صامت تکلیف اور ایذا میں مبتلا
ہوئے اور جب اُس نے دیکھا کہ قلعہ بند ہونے میں مطلب نہیں نکلتا ہے اپنے باپ خانجہان کو قلعہ میں چھوڑا
اور خود تارا پور کے دروازہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حاجی علی گجراتی کہ
محافظت کیتل کے راستہ کی کرتا تھا اس وقت سلطان محمود کے آدمیوں سے لڑا اور ہزیمت پاکر
سلطان احمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلان راستہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور
جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے اپنے فرزند ارجمند کو سارنگ پور سے طلب کیا جب وہ باپ کی ملازمت میں
مشرف اندوز ہوا ساتھ اس تفصیل کے کہ داستان خلجیوں میں ذکر اُس کا آوے گا سلطان محمود قوی
ہوا اور عمر خان کو تہ تیغ کیا اور دبا کہ ہندوستان میں بہت کم ہوتی ہے گجراتیوں کی اردو میں اس
شدت کے ساتھ پہونچی کہ آدمیوں کو تجہیز و تکفین کی فرصت نہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ
اس سانحہ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھا اور بیماری کی حالت میں احمد آباد کی طرف عنان
عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں پیمانہ حیات اسکا
آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور تینتیس سال اور چھ مہینے
اور بیس روز مسند سلطنت اور جہانگیری میں بسر کی اور یہ بادشاہ اقسام مکارم اخلاق سے متحلی تھا
اور کمند فتوت اسکے حلق فشار جان دشمنان اور دست ہمت اُس کا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل وہمت
وافر اور فتوت کامل رکھتا تھا اور با طلاق تمام زندگانی بسر کی

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیوں کو انعام و احسان فراوان سے اپنا مطیع کیا اور
سال جلوس میں ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور راجہ ایدر نے مقام اطاعت میں ہوکر اپنی بیٹی اُسکے سپرد
کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام و کمال اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہاں سے
ڈونگر پور کی طرف گیا وہاں کے مقدموں نے اطاعت اور پیشکش کے ذریعہ سے اپنے مراتب کی محافظت کی
بعد اسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کی طرف معاودت کی اور سنہ ۸۵۳ھ آٹھ سو ترپن ہجری تک کسی طرف سوار
نہوا اور سنہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری میں قلعہ چنپانیر کی سمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اُس قلعہ کا راجہ مسمی
گنگدا اس بعد جنگ اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب بمدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس
بھیجکر ہر منزل پر ایک لاکھ تنگہ نقرہ کے حساب سے قبول کر کے کمک طلب کی اور آتش لطمع مال و انتقام کہ جو

کچھ گجراتیون نے مالوہ مین کیا تھا التماس اسکی قبول کی آخر سال مذکور مین اُس طرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اِس سبب سے کہ اکثر چارپائے بارکش اُسکی اردو کے محنت سفر مین تلف ہو گئے تھے اور بیدلی بھی اسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کے قریب وصول سے خبر پاکر خیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دیکے جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہر چند اسے جنگ خصم کی تحریض اور ترغیب کرتے تھے اصلا قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مندو سے بقصد تسخیر ممالک گجرات نہضت فرمائی امرا گجرات نے آپس مین اتفاق کرکے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز ساحت ممالک مین زیادہ تر مزاحمت پہونچاتا ہی مناسب ہی کہ سپاہ اور سامان جنگ درست کرکے اُس سے مقابلہ کرین اور اُسکے شر کو دفع کرین سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیپ کی طرف مفرور ہونے پر تیار تھا امرا و وزرا متفق ہوکر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے دردولت پر کہ اس عصر مین ذی اقتدار اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ اپنے شوہر کو چاہتی ہین یا چاہتی ہین کہ بادشاہی اس خاندان مین نہ رہے اُس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمہارا مدعا کیا ہو سب نے یک زبان ہوکر التماس کی کہ آپ کا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہین کرتا ہو اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہو آپکو مناسب بلکہ لازم ہو کہ اُسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہون تو ہم جس طور سے کہ ممکن ہو اُسے تخت سلطنت سے اُٹھاوین اور آپکے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان بیس برس کا ہو تخت شاہی پر جلوہ گر کرین ضعیفہ نے ضرورتاً یہ امر قبول کیا اور اس جماعت نے زہر اُسکے کھانے مین ڈالکر ساتوین تاریخ محرم ۸۵۵ ہجری مین رقم ہستی اُسکا ورق زمانہ سے مٹایا اور مورخین مدت ایام فرماندہی اُسکی آٹھ برس اور نو مہینے چودہ روز نشان دیتے ہین اور احمد شاہ نے بعد وفات خدایگان کریم لقب پایا۔

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الآخر سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین اُسکی ولادت شہر قدیم مین واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے بیفاصلہ تخت احمدآباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی نے اُس عرصہ مین قلعہ سلطان پور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا اور کوچ بکوچ کرکے دارالملک احمدآباد کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان قطب الدین بھی بادشاہ مالوہ کی شوکت و حشمت سے متوہم ہوا اور ایک بقال سے جو اسکی خدمت مین نہایت نیازمند اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اُس نے کہا صلاح یہ ہو کہ سلطان بالفعل مصلحتاً ولایت سورت کی طرف روانہ ہووین اور جب سلطان محمود تھانہ اور لشکر بلاد گجرات مین چھوڑکر مندو کی طرف بازگشت کرے سلطان بطور تاخت مع افواج تجربہ مدارج جاکر باسانی تمام اُنہین اپنی ممالک سے دفع کرین سلطان اُسکے کلام کی تصدیق کرکے اُسکے کہنے کے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ امرا اور وزرا اس سے واقف ہوئے

اور اُسے سرزنش اور ملامت کرکے اُس کی رگ غیرت کو جنبش مین لائے اور مقاتلہ اور مقابلہ کے بارہ مین اصرار
کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر مع اپنے لشکر
کے مالویون کے دائرہ سے بھاگا اور اپنے بادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس مین ساتھ تقریب
خلعت پاکر بخطاب علاء الملک بلند مرتبہ ہوا صغیر وکبیر گجرات اُس کے آنے سے محظوظ ہوئے اور جشن
برپا کیے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب بین الفریقین تین کوس کی مسافت رہی سلطان محمود نے
یہ بیت ترقیم کرکے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجی فرد شنیدم گوئے سے بازی درون خانہ بے چوگان
اگر مردی سر و گوئے بیار این گوئے در میدان + سلطان قطب الدین نے صدر جہان سے اسکے جواب کی
فرمائش کی اُس نے یہ لکھا فرد اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوئے بردارم + وگے تنگ ست ازین کام
اسیر خود برنجانم + اور اس بیت مین یہ اشارہ ہی کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے اسیر کیا تھا اور
پھر اسپر نظر الطاف مبذول فرماکر ولایت مالوہ عطا کی تھی القصہ صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون
سوار ہوا اور راستہ بھول کر اُس صحرا مین کہ اُس کے دور مین تھوہر کے درخت بکثرت تھے جا پڑا اور
صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا ایستادہ رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کرکے
اُس کے فوج کو مقفوف لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور گجراتیون کے میسرہ نے شکست
پائی بدحواس ہوکر احمد آباد کی طرف بھاگ گئے اور میمنہ اُن کے مالویون پر غالب اور فائق ہوئے منہزمون
نے مالوہ کا راستہ لیا اور دونون طرف سے دونون بادشاہ نے پائے ثبات زمین کین مین محکم
کیے مالویون کے میمنہ نے بگمان فتح مطمئن ہوکر گجراتیون کی اردو کو تاخت اور تاراجی پر کمر باندھی
اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قطب کے مانند پائے ثبات قلبگاہ مین گاڑے ہوئے تھے
فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اُس جماعت کو بنات النعش کی طرح
متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اس قدر لڑا کہ کوئی اسکے پاس شہ پارہ او
ترکش تیر سے خالی ہوگیا آخر لاچار ہوکر معرکہ سے تیرہ مرد اہل نبرد ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کے اردو کی
طرف گیا اور سراپردہ خاص پر پروانہ کی طرح گرا اور تاج اور تکیہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکے
اپنے اردو کی طرف کہ اسکے عقب مین تھا پہونچا اور جب فوج مفرورہ اسکے پاس جمع ہوئی اس مقام مین فروکش ہوا اور
مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاؤنگا اور گجراتی یہ خبر سنکر ہوشیار رہے اور لشکر کی محافظت
کے واسطے گھوڑون کی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے پہر رات گئے بخاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کی طرف معاودت
کی اور صبح تک مسافت بعید قطع کرکے گجراتیون کے تعاقب سے محفوظ اور ایمن ہوگیا سلطان قطب الدین یہ فتح
عطیا سے جبریل الہی سے تصور کرکے مع اکاسی فیل اور غنائم نفیس اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا اور
بزم عشرت آراستہ کرکے لشکر بسلطانپور کی طرف بھیجا اور قلعہ مندریون کی وسعت تصرف سے برآوردہ

کیا اُسکے بعد دو لشکر اہونکی حسن تدبیر سے ان دونون بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب
سے جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اسکا فتح کرنے والا مالک اور مختار ہووے اور اُن دونون بادشاہ مین سے
کوئی رایان اطراف وجوانبہا کی حمایت اور اعانت مین لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل
فرعون صاحب استعداد مشترک ہے اُسکا دفع کرنا اپنے اوپر فرض شمار کرین اور سنہ ۸۶۰ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین یہ خبر
پہونچی کہ فیروزخان دندانی حاکم ناگور فوت ہوا اور فیروزخان کا بھائی مجاہد خان بجہد و مردانگی تمام اُس ولایت
متصرف ہوا اور فیروزخان کے بیٹے شمس خان نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا کو بھیا مقدم چیتور کی
پناہ لی اور جو قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پاکر اسکی امداد
قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کے ویران کرے کس واسطے کہ اُسکے
باپ دادا کو یہ امر میسر نہوا تھا اور مدت دراز سے اُن ہندو کے دل مین ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریون پر تسلط
کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروزخان دندانی سے جنگ کر کے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی
معتبر اُس کے معرکہ گریز مین قتل ہوئے تھے القصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کی طرف
متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ مین داخل ہو کر چاہا کہ
شرط کو وفا کرے اُن مین سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروزخان کو بیٹی عطا
فرماتا کہ حفظ ناموس کر کے دشمنون کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اُس بات نے شمس خان کے دل مین تاثیر کی
اُسی وقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم مین مصروف ہوا اور رانا کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا
بجالایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ سے ممکن نہین ہے کس واسطے کہ اگر مین تجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہون تو خلقت
اس ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑیگی بہتر یہ ہے کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے
سوا کوئی امر متصور نہین ہے رانا متاسف ہو کر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور جم غفیر فراہم کر کے پھر ناگور کی طرف آیا اور
شمس خان قلعہ کی شکست وریخت درست کر کے تمام لشکر کے مردان معتبر کو اُس قلعہ مین تعینات کر کے
بجناح استعجال استمداد کے واسطے احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسے مشمول عواطف خسروانہ
کر کے اُسکی بیٹی اپنے حبالۂ نکاح مین لایا اور بعد اتمام شادی عروسی شمس خان کو حضور مین نگاہ رکھا اور رائے رامچند
اور ملک گدا اور بعضے امرائے دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اور اُنھون نے رانا سے جنگ کی تو بہت گجراتی اُنکی تیغ
خونریز سے مقتول ہو کر جنت کی طرف راہی ہوئے بقیۃ السیف نے راہ فرار نا پائی قطب الدین یہ خبر سنکر
طیش مین آیا اور خود مع افواج بحر امواج ولایت ناگور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ آبو کے اطراف مین پہونچا
کچھ فوج بسپہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کے واسطے نامزد کی اُس نے قلعہ پر جنگ صرف کر کے آدمی
بہت ضائع کیے اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت اٹھا کر مراجعت کی لہذا سلطان خود رانا کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا
اور اُس قلعہ کی طرف التفات نہ کر کے سروہی کی سمت آیا اور وہان راجپوتون اور رانا کے عزیز و اقارب کے ساتھ جنگ

عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ نے غالب اور دلیر ہوکر مخالفون کو متفرق اور پریشان کرکے دشت ادبار
کی طرف آوارہ کیا اور وہان سے بسبیل استعجال کوہستان کونبلمیر ولایت رانا کونبھا مین در آیا اور اکثر ولایت کو ویران
اور بہت سی عورات اور اطفال ہنود اسیر کرکے قلعہ کونبلمیر کا آنکر محاصرہ کیا اور لشکر رانا کو چند مرتبہ شکست دی
اور ایک جماعت کو علف تیغ اسلام کیا آخر کو رانا نکلکر خود جنگ مین مشغول ہوا اور شکست کھاکر قلعہ کی طرف بھاگا
اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین نے بوجہ استحکام قلعہ یہ امر قبول کرکے پیشکش وافر لے کر گجرات کی طرف معاودت
کی اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اس وقت برسم رسالت گجرات مین آیا اور سلطان محمود کی طرف
سے یہ پیغام دیا کہ گذشتہ کو لا شئی سمجھکر فی الحال صلح اور عہد تازہ کرکے باتفاق رانا کو حرف غلط سمجھکر درمیان
سے دفع کرین اس طریقہ سے کہ جس قدر ولایت رانا گجرات کے متصل ہو عساکر قطبی نہب و تاراج کرین اور بلاد
اور قراے میوات اور اہیر کوٹ کہ مندو تاخت کرکے اُس کی خرابی مین تقصیر نہ کرے اور عند الحاجت
ایک دوسرے کی امداد اور اعانت مین سرگرم رہین حسب علما اور فضلا دونون جانبین سے چنپانیر مین آنکر جس طریق
سے کہ مذکور ہوا عہد و پیمان بجا لائے اور ساتھ ایمان کے موکد کرکے عہدنامے علماے عصر کی مہر گواہی سے
درست ہوکر تقسیم ہوئے سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین سلطان قطب الدین مع لشکر بسیار رانا کی ولایت
کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین قلعہ دیور کو لیکر اپنے ایک امرا کے سپرد کرکے آگے بڑھا اور اُسی اثنا
مین سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سے اس ولایت مین آیا رانا اُس کی حرب مین متوجہ ہوا چاہتا تھا
لیکن سلطان قطب الدین سروہی سے بتعجیل تمام ولایت کنبلمیر مین پہونچا اس ضرورت سے جنگ مالویون
کی توقف مین ڈالکر گجراتیون کی حرب مین قیام کیا اور شکست فاحش کھاکر ایک مقام قلب مین کہ چیتور کی
سر راہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نے وہان جاکر نائرہ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا اور جب رات
ہوئی طرفین نے اپنے اپنے لشکرگاہ مین مقام اور آرام کیا دوسرے دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ طرفین
نے آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کے مانند حرب مین ترددات مردانہ کرکے
غالب آیا رانا پہاڑ مین مختفی ہوا اور اپنا آدمی جہت شفاعت بھیجا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس
سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاؤنگا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود
پیشتر مع لشکر گجرات رانا کی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نے اظہار رنجش کرکے احمد آباد کی طرف معاودت
کی اور حقیقت مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سے بوقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالے اُس کے اسم
کے ذیل مین تحریر ہوگا اور سنہ ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین رانا نے نقض عہد کرکے پچاس ہزار سوار سے قلعہ ناگور
کی طرف توجہ کی اور وہان کے حاکم نے مشتمل کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اس رات کو کہ سلطان
صحبت شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر کے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور
جبکہ اُسے شراب کے نشہ مین مست اور بیہوش پایا انتظار ہوشیار ہونے کا نہ کھینچا اور اُسے محفہ مین سوار کرکے

شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا مخبرون نے
جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہونچائی متنبہ ہوکر ناگور سے اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان
قطب الدین سنکر شہر مین آکر عیش وعشرت مین مصروف اور مشغول ہوا اور پھر اسی سال سلطان قطب الدین سروہی
کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کا راجہ جو قرابت قریب رانا سے رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کنبل مین در آیا اور ملک
اُسکا تاخت وغارت مین مصروف ہوا اور جو اُن دنون مین سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چیتور پر تاخت لائی
تھی سلطان قطب الدین تعاقب کرکے رانا کو کہین ٹھہرنے نہ دیتا تھا یہانتک کہ وہ قلعہ کنبل مین در آیا اور بادشاہ
اسلام نے چند روز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہوگا وہان سے مراجعت کی اور ولایت چیتور اور
دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کرکے مع غنیمت بیقیاس دارالسلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور
بعد چند روز کے سید قطب عالم کی قدمبوسی کو قصبہ بٹوہ مین گیا اور دل مین یہ بات کہی کہ کیا خوب ہووے جو آفریدگار
عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھے فرزند شایستہ سلطنت کرامت فرماوے سید قدس سرہ نے باطن
کی صفائی سے دریافت کرکے سلطان سے فرمایا تمہارا چھوٹا بھائی حکم فرزندی رکھتا ہے اور خاندان مظفرشاہی
کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نے مایوس ہوکر مجلس برخاست کی اور اسی عرصہ مین مرض الموت
مین مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تئیسوین تاریخ سنہ ۸۶۳ آٹھ سو تریسٹھ ہجری مین اُس کی عنقاے روح نے
قاف عزلت جسم سے سراپردۂ بقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی حظیرہ مین مدفون ہوا اور منشیر
اور فرامین مین اس کو سلطان غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان جس نے لڑکی اپنی دیکر قرابت بہم
پہونچائی تھی سلطان کو زہر دینے مین متہم ہوا اس واسطے مردمان دولتخانہ نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور سلطان
قطب الدین کی والدہ نے حرم سرا مین شمس خان کی بیٹی کو اسی علت اور تہمت مین ماخوذ کرکے بہت سیاست
کی آخر اُن لونڈیون کو جو اُس کی دشمن جان تھین سپرد کیا اور اُنھون نے اُسے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اس کا زہر قہر اور غضب سے سرشتہ تھا
خصوصاً شراب کے نشہ کے وقت مصاحبون کو بسا اوقات بیگناہ شمشیر آبدار سے ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا اور گنہگارون کو خنجر جان گداز کے
حوالہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور چشم پوشی اُسکے گرد سینہ کم پرواز کرتا تھا اور عروس شفاعت اُس کے مجلس مین
کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اُسکی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینے تھی تمام عمر مستی
اور مے نوشی مین گذری اور ساغر شراب اُسکے لب سے دور نہوا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین کے اُسکا چچا داؤد خان بحسن اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا اور ارکان دولت
کے سریر اقبال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن شیوہ بدمعاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کرکے ایک

نواش کو جو اس کا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک دیکر امرائے کبار سے کیا اور اسی طریق سے اور بھی کام جو ملک داری اور جہانبانی کے شایان اور موافق نہ تھے اختیار کیے طبیعت اسکی سوائے کینہ پروری اور انحطاط کے میل نفرمانی تھی اس واسطے اہل حل وعقد نے ساتھ عماد الملک وزیر کے سر گریبان اتحاد سے ابرہ کرکے داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کے صوابدید سے سلطان قطب الدین کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر متمکن کیا اور خلائق عالی قدر مراتب اسکے بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی اور عراقی اور ترکی اور خلعت ہائے قیمتی و کمر بند و شمشیر مرصع اور خنجر ہائے زرافشان کے سوائے ایک کروڑ تنگہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور بسلطان محمود بیگرہ کی سلطنت کا

واقفان اسرار ملوک پیشین نے یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہے کہ بعد جلوس سلطان محمود شاہ تمام امور سلطنت کہ حل وعقد اور قبض وبسط اور داد وستد سے مراد ہے عماد الملک وزیر باتوقیر کے مفوض ہوئے بازار سلطنت اور مہمات مملکت نے خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع وشریف اس کی سلطنت سے راضی اور شاکر ہوئی کسی طرح کا خلل وفساد درمیان مین نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور صفی الملک اور حسام الملک کے جو قرابتی اور صاحب اقتدار تھے اور خلاصہ ممالک گجرات انکی جاگیر یا انکے لواحقین کی جا ہونے سے نہایت فراغت رکھتے تھے دیگ حسد اور رشک کو جوش مین لائے اور بعد چند ماہ کے کہ جلوس سے گذرے تھے اتفاق کرکے بولے کہ ہم عماد الملک کے غلبہ اور سخت گیریون سے بہ تنگ آئے ہین اگر سلطان اسکو معزول کرے فہو المراد ورنہ ہم سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اسکے بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر اٹھا دینگے بیت بسا شمعی کہ نورش خانہ افروخت ٭ چو غافل گشتی آخر خانہ را سوخت ٭ اور بروایت تاریخ نظام الدین حنفی کے ان حاسدون نے یہ معروض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہے کہ اپنے فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھا دے اور بطور ملک مغیث خلجی کے شاہی اپنے خاندان کی طرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہے کہ قبل اس سے کہ آتش مکر وغدر اس کی شعلہ زن ہو چاہیے کہ زنجیر تدبیر اسکے پانون مین ڈالکر دست فکر اسکا دامن مقصود سے کوتاہ کرین بر تقدیر سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہے لیکن اگر اس مجلس مین حسب مدعا انکے حکم عماد الملک کے حبس وقید کا نافذ نکرونگا یہ لوگ مجھے سلطنت حیات سے معزول کرینگے لہذا مصلحت وقت سمجھکر ان سے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کے چہرہ حال سے صورت مکر وفریب مشاہدہ کرتا ہون اور اسکے حرکات اور سکنات سے شمیم فتنہ انگیزی میرے دماغ مین پہونچی لیکن اس خیال سے کہ مبادا اہم جنس لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی خیال مین لاوین مین اسکے علاج مین کوشش نہین کرتا ہون الحمد للہ علی احسانہ کہ حقیقت حال تم لیے دولتخواہان اور خیر اندیشان پر منکشف ہوئی اب اگر

اسکو مقید کرون گا خاص و عام کے نزدیک ناشکری اور حق ناشناسی مین بدنام ہون گا اب وہ امر کہ جسمین صلاح ملک
اور فلاح دولت ہو عمل مین لاؤ پس عماد الملک کو زنجیر مین مسلسل کر کے پانسو نفر معتمد کے سپرد کر کے قلعہ احمد آباد
کے دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اس تدبیر سے اپنے تئین شمشیر تکبر اعدا سے محفوظ
رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امراے اربعہ کے دفع کی تدبیر مین ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سردم
اور خاصہ خیل اُن کے تابع ہین کسی شخص سے اس امر کا اظہار نکیا بلکہ مدام اپنی تدبیر پر رکھا اور خلا و ملا کی باتین زبان
جاری کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہی ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہون
چاہتا ہون کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنے دل کا بخار نکالون اور اگر امراے کبار اُسکی سفارش کرینگے
اُن سے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی دل مین نہایت شاد ہوئے اور آپس مین کہنے لگے
کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم لوگون کو اُس کی ہرگز شفاعت نکرنی چاہیے سلطان محمود نے
ایک شب اسی فکر و اندیشہ مین استراحت نفرمائی صبح کے وقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی مہتاب
کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کے دفع کے واسطے قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ مین بیٹھکر ہر طرف نگاہ
کرنے لگا ناگاہ فیلخانہ کے گماشتہ ملک عبد اللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہی اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہی لیکن
جرأت نہین کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبد اللہ نے غیر کو وہان نہ دیکھکر عرض کی کہ سلطان کا
عماد الملک کے مثل کوئی دولتخواہ نہین اور امراے اربعہ نے جو کچھ اُس کی نسبت معروض کیا ہی سب بہتان
اور خلاف ہی اور امرا خود عازم و جازم ہین کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ کرین سلطان نے اس کی تعریف
کر کے فرمایا کہ تونے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی ورنہ مین چاہتا تھا کہ عماد الملک کو علی الصباح قتل کرون
لازم ہی کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرنا اور صبح صادق کے وقت تمام فیلان کو مستعد اور مکمل کر کے
دربار مین حاضر کرنا الغرض جب نیر اعظم کے اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک
بہاء الدین اور ملک کالو اور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور
سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو مین وفور غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا نہ
سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کرو کہ شمشیر تیز خونریز سے اس کی گردن مار کر آتش غضب کو ساکن کرون ملک
شرف جب عماد الملک کے احضار کے واسطے گیا نگاہبانون نے عرض کی کہ ہم عمدۃ الملک کی بلا اجازت اسے
سپرد نہین کر سکتے اُس نے آنکر یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور بہ آواز بلند کہا
عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کرون موکلون نے جب آواز بادشاہ
کی سنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جب نگاہ سلطان کی اُس پر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو
اُسے لاؤ کہ مجھے اس سے کچھ استفسار کرنا ہی جب بادشاہ کے پاس لائے حکم دیا کہ زنجیر پاؤن سے قطع کرو امراے
حاسد کے لواحقین جو حراست مین مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کر کے ایسے ہراسان ہوئے کہ لیفے کوٹھے پر سے

کو دپڑے اور بعضون نے فریاد الامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کے وقت دربار کے
غرفہ مین برآمد ہو کر مجرائیون کا سلام لیا اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ مین دے کر اپنے پہلو مین
ایستادہ کر کے مگس رانی پر مقرر کیا اور یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری وہ مع
تیس ہزار سوار اور پیادہ مستعد کارزار ہو کر دار الامارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طبل جنگی و کرناے دمامہ کی صدا
سے گنبد اخضر کو پر صدا کیا اور اس وقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی خدمت مین حاضر نہ تھے
سب زندگی سے ہاتھ دہو کر مضطرب ہوئے اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئی کہ ہم فلان قصر مین جا کر دروازہ
بند کرین اور دشمنون سے لڑین اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اٹھا کر کسی طرف نکل جاوین
سلطان محمود عاقبت محمود نے ایک بھی ان دونون راے سے نہ پسند کی اور سلاح جنگ زیب تن کر کے
ترکش کمر پر باندھے اور مع تین سو سوار اور فیلان سحاب کردار کہ عدد اُن کے دو سو سے زیادہ نہ تھے
بقصد قتل اعدا محل سے برآمد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لاوین اکثر کوچہ ہا
ہاتھیون سے بند کر کے نہایت آہستگی سے روانہ ہوا چونکہ نقاش نگارخانہ ایجاد و تکوین نے ایوان سلطنت کا
سائبان شمشیر تائیدات سے آراستہ کیا ہے اور فرمان خلافت کو منشی تخت گاہ قضا و قدر نے ساتھ طغراے انا جعلنا
خلیفۃ فی الارض کے محلی فرمایا ہے وہ دشمنون اور مخالفون کے ہجوم اور انبوہ سے خوف نہین رکھتا چنانچہ بمجرد
پہونچنے خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کے لشکر تمام سرداران و افسرون اور رفاصہ خیل نے
امراے اربعہ کی ترک رفاقت کر کے بعضے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ اور کنارے مین
چھپے منقول ہے کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ متحقق ہوا اور اکثر محلے احمد آباد
کے بے تحریک سیف و سنان غارت ہوئے اور محض تقدیر یزدان اور دبدبہ سلطان سے کوچہ و بازار
مین اس قدر جوشن اور چار آئینہ اور خود و فولاد سرون کے اور اسباب اور اونٹ اور بیل ایک درہم
پڑے ہوئے تھے کہ راستہ آمد و شد کا مسدود ہو گیا تھا اور امراے اربعہ ننگ تفرقہ اپنی شکستہ جمعیت مین
دیکھ کر اور گردش بدبختی کی اپنے چہرہ حال پر مشاہدہ کر کے شہر سے نکل گئے برہان الملک کا جو جسیم تھا
دم چڑھنے سے بھاگ نہ سکا قریب قصبہ سرکھیج نہر چارمتی کے بیہڑ اور جھاڑ مین پوشیدہ ہوا ایک خواجہ سرا نے ایوان
سلطانی سے جو احمد کھٹو کی زیارت کے واسطے جاتا تھا اسکو دیکھ کر پہچانا اور اسے گرفتار کر کے سلطان
کی خدمت مین لایا سلطان نے اسے فوراً فیل مست کے پاؤن کے نیچے ڈال کر پامال کر کے خاک
کے برابر کیا اور عضد الملک نے مع ایک نفر کے اپنے تئین کراسیان مین پہونچایا جو ایام دولت مین اس نے
ایک جماعت ان مین سے مقتول کی تھی اس وقت ان کے وارثون نے پہچان کر تیغ کیا اور اس کا سر کاٹ کر
اظہار خدمت کے واسطے احمد آباد کی طرف بھیجا اور حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کوتوال کے پاس
پٹن مین گیا اور وہان سے دونون بھائی مالوہ کی طرف بھاگ گئے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا

چونکہ چندان گناہ اس کی نسبت عاید نہ تھا قتل سے نجات پاکر قلعہ دیپ مین محبوس ہوا **مثنوی**

برگرد ز بخت آن سبک رای
ہنگام ہلاک پیشش دارد
نیکو مثلی زد آن سپہدار
زانجیر فروشئے اے برادر

کافزون زگلیم خود نہد پاے
روبہ کہ زند طپانچہ بر شیر
زندانۂ کار خود نگہدار
بر پایۂ قدر خویش بر پاے

مرغیکہ نہ اوج خویش دارد
پیداست بدست کیست شمشیر
انجیر فروش را چہ بہتر
تا بر سر آسمان نہی پاے

اور بعد اس فتح و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک و سلطنت کو بسبب بدعہدی روزگار کے ناپائدار سمجھکر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشۂ عافیت مین معتکف ہوکر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور گوشۂ عافیت مین بیٹھا اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شایستہ اسکے منظور نظر کیمیا اثر رکھکر اسے معذور رکھا اور اس کے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرق عطا کرکے امرائے کبار سے کیا اور بادشاہی مین مستقل ہوکر عدل و داد مین مصروف ہوا اور سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین نظام بہمنی والی محمد آباد بیدر نے ایک مکتوب متضمن تظلم سلطان محمود خلجی اور آنا اس کا ولایت دکن مین سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجکر اعانت اور کمک چاہی اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اس حال کے سراپردہ سرخ اور بارگاہ روانہ کرکے امداد و کمکون کی اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یون عرض گذار ہوے کہ دراوخان ایک ہفتہ تک متشغل امر سلطنت ہوکر کہین فرصت مین امرا اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیسا کہ چاہیے ابتک ضبط مین نہین آئے ایسے وقت مین اپنے پاے تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسرون کی اصلاح امور کے واسطے سوار ہونا چاہیے تامل اور تفکر ہی سلطان محمود نے باوجود اس کے کہ آغاز شباب تھا **بیت** ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد ٭ زسوسن سرو او چون سوسن آزاد ٭ زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک اور عناصر ساتھ اس ہیئت اور روش کے آپس مین موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد مین سراسر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابو البشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد قانون طبیعی انہدام قبول کرے مین قربتہ الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہون یقین کہ بحکم باری تعالیٰ مجھے اس یورش مین کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے گا ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت مین بجد ہین تو مناسب یہ ہے کہ مالوہ کی طرف لشکر عظیم روانہ فرماوین کہ اس ولایت مین جاکر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوے تو سلطان محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہو کر دکن سے بھاگیگا یہ التماس بھی معرض قبول مین نہ پہونچی بلاتامل رایات نصرت آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دو منزل کو ایک کرکے جب ندربار مین پہونچا اور خواجہ جہان گاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اسکے ملازمت مین حاضر ہوا اور اس سے کمک لیکر سلطان محمود کی جدال و قتال کے واسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہو کر ظاہر قلعہ محمد آباد بیدر سے کوچ کرکے

چاہا کہ عین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کی طرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر گجرات سے مسدود دیکھا ہر آئینہ عنان اشہب عزیمت ولایت برار کی طرف معطوف رکھکر ایلچپور کے راستہ سے گونڈوارہ مین آیا اور بیغولہ اور جنگل سے عبور کرکے مالوہ مین پہونچا اور بعد اسکے ایلچی نظام شاہ کا گجراتیون کے اردو مین آیا اور اس کی طرف سے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے قدم رنجہ فرمانے مین تکلیف گوارا فرمائی اور سلطان نے مقضی المرام اور دوستکام گجرات کی طرف حافظ حقیقی کی ضمان حمایت مین معاودت فرمائی اور سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سڑسٹھ ہجری مین سلطان محمود خلجی نے دوبارہ دکن کی طرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کے حسب التماس پھر دکن کی طرف بقصد اعانت روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سنکر دولت آباد تک تاخت کرکے غنیمت بہت دستیاب کی اور اپنی ولایت کی طرف بخیر و سعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد اس کے کہ معذرت نامہ نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف و ہدایا پہونچے بدولت و سعادت مقر حکومت کی طرف توجہ فرماکر فراغت اور استراحت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بے وجہ مسلمانون کی ولایت پر جانا آئین اسلام اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور بر تقدیر وقوع بلا جنگ پھرنا قبیح ہے اگر من بعد متوطنان دکن کو کچھ آزار پہونچے گا بالیقین جانیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہونگے سلطان خلجی نے جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہے ہرگز اس دیار کے باشندون کو مضرت نہ پہونچے گی اور سنہ ۸۶۹ آٹھ سو انہتر ہجری مین سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ باور اور بندرون کی طرف جو مابین گجرات اور کوکن کے واقع ہے روانہ ہوا اور اس ولایت کے حاکم نے چند مرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہوکر امان چاہی اور ملازمت مین حاضر ہوا اور قلعہ اور ولایت سپاہ اسلام کے سپرد کی اور قلعہ باور قلاع نادر سے ہے اور سر بفلاک کشیدہ اور محکمی اور سنگینی مین سد سکندری سے برابری کرتا ہے اس وقت تک ایسا قلعہ مسلمانون کے دست تصرف مین نہ آیا تھا اور راے ولایت ودرن نے کہ ایک ہزار موضع اس کے تحت مین تھے اور اس قلعہ کے استظہار کے سبب باد غرور اپنے کاخ دماغ مین بھر کر لشکر اور ذخیرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت دیو سیرت غول طبیعت کو راستون کے سرون پر تعین کرکے مسافرون اور متردون کی راہزنی کے واسطے مشغول رکھتا تھا

بیت

یہ عیاری چنان رہ می سپردی * کہ بینی از میان چشم بردی *

سلطان خزائن اور دفائن پر متصرف ہوا اور اسی عرصہ مین راے کو خلعت اور کمربند اور شمشیر طلا سے سرفراز کیا اور وہ قلعہ اور ولایت اسے بخشا اور غنائم بے قیاس لیکر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور شہرون کی آبادی اور رعایا برایا کی تفتیش حال مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۷۰ آٹھ سو ستر ہجری مین شکار کے واسطے احمد نگر کی طرف سوار ہوا اور اثناے راہ مین ایک دن بے سبب ظاہری بہار الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف قصاص سے ایدر کی طرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سنکر ملک حاجی اور عضد الملک کو کہ معتمد مہمات بادشاہی تھے

بہار الملک کی گرفتاری اور تعاقب کے واسطے نامزد فرمایا اُنھون نے تھوڑی دور جاکر بہار الملک کی جانبداری
کی اور یہ تزویر اپنے دل مین سوچے یعنی وہ آدمی جو کہ بہار الملک کے ملازم تھے اُنھین کچھ مالی پر فریفتہ
اور راضی کرکے یہ فہمائش کی کہ روبکاری کے وقت تم اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہین بادشاہ رحیم ہے
تمھارا جرم معاف کریگا اور قطع نظر اُس کے سلطان بے مشورہ ہمارے تمھارے قتل کا حکم جاری نفرمائیگا
اور جو کہ پیمانہ عمر اُن کا آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اپنے صاحب قدیم کی خیر خواہی مین جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ
کے حضور مین اقرار کیا اور سلطان نے بفتواے علما اُن ناجرمون کو حکم قتل دیا پھر اس سفر سے واپس آنے
کے بعد بادشاہ کو حال کھلا کہ عماد الملک وعضد الملک نے اپنی کارستانی سے بے گناہون کو قتل کرایا ہے
اور سلطان محمود ایسا برافروختہ ہوا کہ دونون کو تیغ قہر سے معدوم کیا باوجودیکہ ان دونون سے بڑھکر
اس کے دولتخانہ مین کوئی مقرب نہ تھا مگر عدالت کی رعایت سے ان پر سیاست کی بلکہ لوگون کی عبرت
کے لیے اُن کے پوست گھاس سے بھر کر چار طرف لٹکائے طبقات محمود شاہی مین مذکور ہے کہ ۸۷۲ آٹھسو
بہتر ہجری مین سلطان محمود نے جمال جہان آراے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ نے بنظر شفقت ایک طبق عنایت فرمائے۔ اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ چند ہی روز مین بادشاہ کو بہت
بڑی دو نعمتین نصیب ہوئین (اول) فتح ولایت دون وبارداور (دوم) فتح گرنال جو ایک بلند پہاڑ پر واقع
ہے اور قدیم زمانہ سے زبردست بادشاہان دہلی کو اس کے تسخیر کی آرزو رہ گئی بلکہ ہندوستان
کے راجہ بھی مدتون اس کی تسخیر کے واسطے کوشش کرتے کرتے مر گئے۔ آخر یہ دولت سلطان محمود
بیگرہ کے حصہ مین آئی۔ اس پہاڑی قلعہ کی صورت یہ ہے کہ اول تو وہ بہت بلند پہاڑ پر ہے پھر اسکے گرد
بہت سے پہاڑ بطور دائرہ کے محیط ہین جن مین بے شمار کھڈ درے ہین اور ہر درہ کا ایک نام ہے
ازانجملہ ایک درہ مودری ہے جس کے آگے نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کو آج کل جوناگڈھ کہتے ہین
اور دوسرا درہ بنام مہایلہ مشہور ہے کرنال پہاڑی مقام گرم ہے اور راے منڈلک کے باپ دادا ایک ہزار
نوسو برس سے اس پر قابض تھے اب راے منڈلک وارث ہوا اور کسی بادشاہ کا قدم اس ولایت
مین نہین پہونچا سواے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے۔ الغرض سلطان محمود بیگرہ نے
اللہ تعالے کے بھروسہ پر اس خواب کی تعبیر سے قوی دل ہو کر کرنال پر فوجکشی کی اور جب کرنال چالیس
کوس رہا تو اپنے ماموں تغلق خان کی راے سے ایک ہزار سات سو جوانان بہادر لشکر سے انتخاب
کرکے اُن پر اسی قدر عمدہ گھوڑے وطلائی خنجر وہتھیار تقسیم کیے اور حکم دیا کہ دھاوا کرکے درہ مین داخل ہو
اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا۔ جوانون نے یلغار کیا اور ایکبارگی درہ مین گھس پڑے اور محافظ جنکو بیداران
کہتے تھے غفلت مین مارے گئے اور بہادران محمودی لکیر کیتے ہوئے درہ مہایلہ مین داخل ہوئے جب یہ خبر منڈلک
بد اختر سنگکار کے پاس قلعہ کرنال سے اترا اور افواج کثیر سے درہ مہایلہ تک پہونچا جب اسنے دیکھا کہ گجراتی بہت

تھوڑے میں تو دلیرانہ حملہ کیا۔ اسی اثنا میں سلطان مع افواج پہونچا اور پے در پے فوجیں انکی مدد کے لیے روانہ فرمانے لگا
راجپوت بکثرت مارے گئے اور جو کچھ بچے شکستہ و بحال رائے مندلک کے ساتھ بھاگ کر قلعہ کرنال میں محصور
ہوئے اور افواج اسلام نے عورتین ولڑکے و عیال و اطفال اسیر کر کے حوالی کرنال کے تھانون پر تاخت کی اور
وہان کے برہمن و براوان لڑکر مارے گئے چنانچہ اس روز سلطان نے اپنے ہاتھ سے بمقابلہ دو تین کافر
مارے اور بکثرت مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اب سلطان کا قصد ہوا کہ لشکر تاخت و تاراج کے لیے
اطراف میں روانہ کرے۔ رائے مندلک نے مضطرب ہو کر بہت سے مقربین کو حضور میں ارسال کر کے
معافی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ غازیون کے ہاتھ جواہر و نقود اور لونڈی غلام وغیرہ سے بھرے
ہوئے ہین اور ہوا بھی ایسی گرم ہو گئی ہے کہ میرا یہان ٹھہرنا دشوار ہے اس نظر سے حفظ دورہ اور پیشکش پر اکتفا
کر کے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۷۳ آٹھ سو تہتر ہجری میں سلطان محمود غازی نے کہ بہانہ طلب تھا
سنا کہ رائے مندلک حاکم کرنال بادشاہون کی طرح چھتر اور دورباش وغیرہ و تمامی لوازم شاہی کے ساتھ
سوار ہوتا ہے اور دربار میں بھی قیمتی جواہر سنگہ تخت پر بیٹھتا ہے اور سلطان کو یہ ناگوار ہوا اور چالیس ہزار فوج
اسپر مقرر کی کہ اگر تمام لوازمہ بادشاہی چھتر و تاج و تخت و جواہر وغیرہ تمہارے سپرد کرے تو اس کی ولایت
سے متعرض نہ ہونا ورنہ اسکی تسخیر میں کوشش کرنا چونکہ رائے مندلک کو اس لشکر سے مقابلہ کی طاقت
نہین تھی جو کچھ انھون نے طلب کیا اس نے سپرد کر دیا اور ولایت کو محفوظ رکھا نظام الدین احمد نے تاریخ میں
لکھا ہے کہ جو کچھ اثاثہ دولت رائے مندلک سے لیا تھا سلطان نے ایک مجلس میں قوالون وغیرہ کو بخش دیا واللہ اعلم
بالصواب سنہ ۸۷۴ آٹھ سو چوہتر ہجری میں سلطان نے برسم شکار سواری فرمائی اور اپنے اکثر ممالک پر نظر کیمیا اثر
ڈالی اور جنگلون کو کٹوا کر ویرانون کو آباد کرنے میں پوری سعی فرمائی اور کہیں ویرانہ نہ چھوڑا اور سنہ ۸۷۴ آٹھ سو چوہتر
ہجری کے واقعات عظیمہ سے یہ ہے کہ ایک روز سلطان ایک مست ہاتھی پر سوار ہو کر باغ ارم کی طرف روانہ ہوا۔
اثنائے راہ میں ایک مست ہاتھی زنجیر توڑ کر متوجہ فوج ہوا اور فوج کے ہاتھی اس کی صورت دیکھتے ہی بھاگے
اس نے سلطان کے ہاتھی کی طرف رخ کیا اور دو تین ٹکر دن کے بعد اسکو بھگا دیا اور اسکا پیچھا کیا اور پہونچکر اس کے
شانہ پر ایسا دانت مارا کہ گوشت پھاڑ کر دانت سلطان کے پانون پر لگا اور خون جاری ہو گیا سلطان نے
جوش شجاعت میں اسکی پیشانی پر ایسا نیزہ مارا کہ خون جاری ہوا اس نے غصہ میں دوسری ٹکر ماری
اور فوراً دوسرا نیزہ اس زور سے کھایا کہ فوارہ کی طرح خون اسکی پیشانی سے ابلنے لگا اس نے تیسری ٹکر
ماری اور تیسرا نیزہ ایسا کھایا کہ بیتاب ہو کر بھاگا سلطان خیریت کے ساتھ دولتخانہ میں پہنچ گئے اور بکثرت خیرات
و صدقات سے تمام مستحقین کو بہرہ مند فرمایا چند روز کے بعد [illegible] کو مع افواج [illegible] فرما کر جوناگڈھ اور
کرنال کو فتح کرنے کا قصد کیا اور ایک رات دن میں پانچ کروہ [illegible] تقسیم کیا اور دو ہزار پانچ سو
عربی گھوڑے جن میں سے بعضون کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی بہادرون میں تقسیم کیے اور پانچ ہزار تلوار ایسا

وساٹ سو ٹیکہ کمرصع اور سترہ سو خنجر مرصع انعام دیے اور منزل بمنزل روان ہوکر جب ولایت سورت
مین پہونچے جو ولایت گرنال سے متصل ہے تو راجہ منڈلک نے عرض کی کہ مین ایک مدت سے حضرت کی
فرمانبرداری مین بسر کرتا ہون اور اپنے خیال مین مجھ سے کوئی امر خلاف بھی صادر نہین ہوا ہے اب بھی جس قدر
پیشکش کے واسطے حکم ہو مجھے عذر نہین ہے سلطان نے فرمایا کہ اصل مقصود میرا یہ ہے کہ ان ممالک کو دار الاسلام
بناؤن ۔ راے منڈلک نے فحواے کلام سے معلوم کیا کہ اس لشکر کی صورت مثل سابق کے نہین
ہے لہذا فرصت پاکر رات کو بھاگ کر تین منزل پر قلعہ جوناگڈھ مین متحصن ہوا سلطان نے وہان سے
کوچ کرکے قلعہ جوناگڈھ کے قریب نزول فرمایا دوسرے روز کچھ لوگ لشکر سے جدا ہوکر قلعہ کے
قریب گئے اور راجپوتون کا لشکر بھی قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا لیکن شکست کھاکر قلعہ مین بھاگ گیا —
دوسرے روز بھی سپاہ اسلام غالب رہی تیسرے روز خود سلطان نے صبح سے شام تک جنگ کی چوتھے
روز بارگاہ سلطانی دروازہ کے قریب لائے اور محاصرہ سخت کیا اور ہر طرف سے ساباط بنانے لگے اور راجپوت
بھی اکثر اوقات قلعہ سے نکلکر اچانک لوٹ پڑتے اور لوگون کو مارجاتے تھے چنانچہ ایک روز عالم خان
فاروقی کے مورچہ پر لوٹ پڑے اور اس کو شہید کیا سلطان محمود نے محاصرہ کو زیادہ تنگ کردیا کہ محصورون
کو نکلنے کی گنجایش نہ رہی اور نہایت نزدیکی سے بعض اوقات گوپھن کے پتھر سلطان محمود کے تخت کے آگے
گرتے تھے اور جب سال مذکور کے آخر تک محاصرہ نے طول کھینچا تو راے منڈلک نے مضطرب ہوکر بار بار آدمی
بھیجکر تضرع وزاری سے صلح کی درخواست کی لیکن قبول نہوئی اور شروع سنہ ۸۷۵ آٹھسو پچھتر ہجری مین
راے منڈلک وغیرہ سب راجپوتون نے عاجز وزبون ہوکر امان مانگی اور قلعہ سپرد کرکے خود قلعہ گرنال مین چلے گئے۔
اور چوری و ڈاکہ زنی پیشہ کرلیا سلطان نے غصہ ہوکر زبردست فوج جوناگڈھ مین چھوڑی اور خود جاکر قلعہ گرنال
کو محاصرہ کیا اور قلعہ پر بناے جنگ ڈالی اور راے منڈلک کو عاجز کرکے وہ قلعہ بھی اس سے چھین لیا جو ایک
ہزار نو سو برس سے اس کے باپ دادون کے قبضہ مین رہا تھا سلطان محمود بیگڑہ نے بھی بطور سلطان محمود غزنوی
کے تمام بتخانے بدست خود اپنے ہاتھ سے توڑے اور بت پرستون کو قتل کرکے غازی ومجاہد ہوا اور
راے منڈلک وہان کی حکومت وسرداری سے دل برداشتہ ہوکر راضی بتقدیر ہوا اور اپنے آدمیون
کے واسطے امان چاہی سلطان کے پاس آمد ورفت شروع کی تاکہ ملازمت حاصل کرے لیکن سلطان
کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ دیکھکر اسلام کا شیفتہ ہوا اور ایک روز عرض کی کہ بندہ کو حضرت
شاہ شمس الدین کی صحبت سے جو پنجاب مین رہتے ہین اسلام کی محبت بیشک حاصل ہوئی تھی اور
اب جو مین نے حضرت سلطان کی ملازمت پائی اور حقیقت دین سے آگاہ ہوا تو مجھے یقین ہوگیا
کہ دین حق یہی دین اسلام ہے اب بصدق و اخلاص سے بدون کسی دنیاوی طمع کے دین اسلام مین
داخل ہونا چاہتا ہون سلطان محمود نے نہایت خوش و بشاش ہوکر راے منڈلک کو مسلمان کرکے گلے لگایا اور

اس کے ختنہ کے لیے بڑا جلسہ کیا اور اسکو توحید کی تلقین فرمائی اور چند روز کے بعد اس کو خان جہان خطاب دے کر
امیر کبیر بنایا اور بہت عمدہ جاگیر عطا فرمائی اس وقت سے خان جہان اور اسکی اولاد کو اس خاندان شاہی مین کمال عزت
وعروج رہا شیخ سکندر مصنف تاریخ گجرات نے راے مندلک کے اسلام لانے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہے کہ
جب راے مندلک ہمراہ سلطان کے احمد آباد مین آیا تو ایک روز اس کا گذر رسول آباد کی طرف ہوا جہان
حضرت شاہ عالم قدس سرہ آفتاب ولایت مقیم تھے وہین ان کا مزار مقدس بھی ہے اور خانقاہ کے
دروازے پر بہت سے ہاتھی گھوڑے اور آدمیون کا ہجوم دیکھکر پوچھا کہ یہ کس رئیس و نواب کی
ڈیوڑھی ہے لوگون نے کہا کہ نواب کی کیا حقیقت ہے یہ تو حضرت شاہ عالم کا در دولت ہے۔ راے
نے پوچھا کہ آخر کس سے موالات رکھتے ہین اور جاگیر کہان ہے۔ لوگون نے کہا کہ یہ سواے خدا کے کسی سے
موالات نہین رکھتے اور نہ جاگیر قبول کرتے ہین بلکہ حضرت باری تعالے ہی ان کی کارسازی فرماتا
ہے وہی روزی دیتا ہے یہ کسی کی ملازمت نہین کرتے۔ راے نے کہا کہ اچھا مین بھی ان کی زیارت
کر دون یہ کہکر سواری سے اُتر کر خانقاہ مین داخل ہوا جیسے ہی راے کی نظر اس نور مقدس پر پڑی بیساختہ
جوش محبت مین بادب بیٹھا اور عرض کی کہ مجھے دین حق تعلیم فرمائیے حضرت نے اسلام سے سرفراز کیا
اور وہ آپکے حلقہ ارادت مین داخل ہو کر نسبت عالیہ سے سربلند ہوا سلطان محمود کو منظور یہ تھا کہ اس
نواح مین شعار اسلام جاری فرماوے بنابرین شہر مصطفے آباد کی بنیاد کی اینٹ اپنے مبارک
ہاتھ سے رکھی اور مساجد و معابد و عمارات عالیہ و باغات و بازار وغیرہ تیار کیے اور جمیع امرا نے بھی
مکانات بنوائے اور چند مدت مین وہ شہر نفیس بن گیا لیکن ملک کے چورون اور رہزنون نے جو مدتون
کے مشاق تھے ایسا سر اٹھایا کہ احمد آباد کا راستہ ان کے خوف سے مسدود ہو گیا سلطان نے شیخ ملک
کے بیٹے ملک جمال الدین کو کہ کوتوالی لشکر و خدمت اسلحہ خانہ کی اسکے سپرد تھی محافظ خان خطاب دے کر
علم و کرنائے دے کر احمد آباد کا کوتوال کیا محافظ خان نے شہر اور راہون کو ایسا مضبوط و محفوظ کیا کہ چند ہی روز
مین پانچ سو رہزن جو سرگروہ تھے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا دیے اور اس سیاست سے رہزنی و چوری تمام ملک
سے یک قلم معدوم ہو گئی یہ خدمت پسند درگاہ سلطان ہوئی دیگر خدمات مثل استیفاے ممالک وغیرہ کے
اضافہ سے سرفراز فرمایا اور رفتہ رفتہ وہ ایسے بڑے امرا مین ہو گیا جسکے اصطبل مین ایک ہزار سات سو
گھوڑے بندھے گئے اور عمدہ عمدہ سپاہی اس کے نوکر ہوئے اور آخر مین اسکی قوت و شوکت یہان تک
پہونچی کہ اس کے بیٹے ملک خضر نے راجہ باگر وادر و سروہی سے پیشکش لیا سلطان محمود نے
مصطفے آباد مین سنا کہ ایک گروہ متمردان نے کچھ مین جو سندھ کی سرحد ہے اپنا مسکن بنا کر رہزنی
پیشہ اختیار کیا اور شریعت نبوی کا التزام نہین کرتے اور بہت دوری کی وجہ سے بادشاہ دہلی
کے تابع نہین ہوتے ہین سلطان عاقبت محمود نے سنہ ۸۷۹ھ آٹھ سو اناسی ہجری مین ز تاریخ لیکر

متواتر کوچ کیا اور جب مقام شور میں پہونچا تو چھ سو آدمیوں کو انتخاب کرکے تاخت کی اور ایک رات دو دن میں
ساٹھ کوس طے کرکے اچانک ان کے قریب پہونچ گیا۔ وہ لوگ چوبیس ہزار کماندار تھے یہ خبر سنکر
مقابلہ پر آئے اور سلطان نے جب دور سے ان کی شبیہ ہی دیکھی تو اتر کر ہتھیار بندی کی اور ترتیب سے
صف بستہ ہو کر ان کی طرف چلا حضرت قادر ذوالجلال والاکرام کی قدرت دیکھیے کہ باوجود اس قدر
قلت کے دشمنوں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ اپنی کثرت و قوت جسمانی و تیراندازی سب بھول گئے اور
ایسے ہراسان ہوئے کہ ان کے سردار تیغ و کفن کے ساتھ حاضر ہو کر فریادی ہوئے کہ بادشاہ ہم پر
رحم فرماوے آئندہ ہم کبھی رہزنی نہ کریں گے بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارا دین و مذہب کیا ہے انھوں
نے کہا کہ ہم جنگلی لوگ ہیں سوائے کھانے و سونے کے کچھ نہیں جانتے ہاں جب بادشاہ عالم کی توجہ
ہمارے حال پر مبذول ہے تو امید ہے کہ سرچشمۂ اسلام سے سیراب ہو کر ترقی کریں بادشاہ نے عذر قبول
فرما کر ان کے سابقہ جرم معاف کیے (شاید ان لوگوں نے مملکت گجرات کے قافلہ پر ڈاکہ ڈالا ہو اور
جب بادشاہ دہلی سے کچھ تدارک نہ ہوا تو سلطان محمود نے خود ان کا قصد فرمایا واللہ اعلم) اور ان کے
بعضے سرگروہ اپنے ساتھ احمد آباد لایا اور مسلمانوں کو سپرد کرکے حکم فرمایا کہ ان کو دین توحید تعلیم
کریں اور عمدہ راہ مد موافق اجتہاد امام ابوحنیفہ رح کے سکھلاویں۔ اور جب وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت
مصطفیٰ آباد میں جاری ہوگئی تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ولایت شور کے اس پار ایک ولایت
سندھ ہے جو بادشاہ سندھ کے تابع ہے اور بلوچ کے چار ہزار خانہ دار وہاں رہتے ہیں اور چار ہزار
ایسے تیرانداز وہاں سے مل سکتے ہیں کہ بال کا نشانہ اڑادیں اور سب رافضی مذہب ہیں اور
کچھ لوگوں نے بھی انھیں کا رنگ سیکھ لیا ہے اور اس بیابان میں ان بدمعاشوں کی معاش فقط رہزنی
یا شکار سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی سرحد گجرات پر بھی چھاپہ مارتے ہیں سلطان سنہ ۸۸۰ آٹھ سو
اسی ہجری میں ان کے دفعیہ کے لیے روانہ ہوا اور جب ولایت شور میں پہونچا تو حکم دیا کہ ایک ہزار
سوار دلیر چالاک دو گھوڑے ہمراہ لیکر ایک ہفتہ کا آب و دانہ ساتھ لیں اور دن رات میں ساٹھ کوس
طے کریں جب سلطان اس طریقہ سے سندھ میں داخل ہوا تو رات کے وقت ایک صحرا میں آدمیوں و گھوڑوں
کی استراحت کے لیے اترا تاکہ دوسرے روز اس قوم پر تاخت کرے اتفاق سے اس روز کچھ بلوچ اس
صحرا میں موجود تھے جو اونٹ چرانے لاتے تھے انھوں نے واقف ہو کر فوراً سانڈنی سوار اپنی قوم
کے پاس دوڑایا اور اس قوم نے سلطان محمود کے نام سے واقف ہوتے ہی غاروں و کھڈوں میں پناہ لی
چنانچہ دوسرے روز جب سلطان وہاں پہونچا تو ان کا نشان نہ پایا اتفاق تلاش سے اس نواح کے کچھ بہادر
لوگ ہاتھ آگئے جنھوں نے پتہ بتا دیا اور سلطان نے ان رہزنوں کو غاروں سے نکال کر ہلاک کیا اور ان کے
اموال و اثاثہ پر قبضہ کر لیا۔ جب سلطان نے سندھ سے واپسی کا قصد کیا تو ارکان دولت نے عرض کی کہ ہم لوگوں سے

بڑی مشقت سے یہان پہونچکر اس ولایت کو صاف کیا ہے مناسب یہ کہ یہان اپنا داروغہ وحاکم مقرر فرمایئے
سلطان نے فرمایا کہ ملکہ سلطانہ بیگم مخدومہ جہان اسی ملک کی شاہزادی ہے لہذا صلہ رحم کی رعایت سے
مین اس ملک پر قبضہ نہین کرتا پھر وہان سے مصطفی آباد واپس آیا۔ چونکہ مدت سے سلطان سنتا تھا
کہ بندر جگت مین بت پرستی کا زور بہت ہے اور وہان کے برہمن مسلمانون سے سخت تعصب
وعداوت رکھتے ہین سلطان کا قصد تھا کہ اس طرف جاوے لیکن عزم نہ فرماتا تھا اتفاق سے
مولانا محمد سمرقندی جو علماے عصر سے تھا اور سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین عمر بسر کرکے ایام پیری مین
رخصت لیکر مع اہل وعیال وتمام عمر کا اندوختہ مال لیے ہوئے بندر ہرموز کی راہ سے وطن جاتا تھا
لیکن راہ مین جب کشتی بندر جگت کے سامنے پہونچی تو وہان کے راجہ بھیم نے اپنے مذہب کے
برہمن پنڈتون کے فتوے کے موافق مسلمان مسافرون کا قتل وغارت کرنا ثواب سمجھکر
مع فوج وعوام کے حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر ثواب کے واسطے بہت سے مسلمانون کو قتل کیا اور
عورتون کے حق مین بحالت اسیری بے ناموسی کی اور بکثرت عورتین قید کرلین از انجملہ ملاے موصوف
کی زوجہ تھی اور ملا محمد مع اپنے دو چھوٹے بیٹون کے بمشکل تمام سر و پا برہنہ مصطفی آباد مین پہونچا
اور بادشاہ سے یہ دردناک سانحہ مفصل عرض کرکے کہا کہ ایسے بادشاہ کے جوار مین کافرون کا ایسا
ظلم وستم کب جائز ہوسکتا ہے سلطان نے مولانا کو احمد آباد بھیجکر وظیفہ مقرر کردیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھیے
کہ انشاء اللہ تعالے تمھاری سب لوٹ تم کو مل جائیگی اور اپنے امرا وارکان دولت کو جمع کرکے کہا کہ اگر
قیامت کے روز مجھسے سوال ہو کہ تیرے جوار مین کفار اس قدر جور وستم مسلمانون پر کرتے تھے اور تم نے باوجود
قدرت کچھ نہ کیا تو تم کیا جواب دے سکتے ہو۔ امرا اگرچہ ہر سال کوچ وسفر کی تکالیف سے متنفر تھے پھر
بھی ناچار بولے کہ ہم فرمانبردار ہین اور ایسے ظالم بیرحم کافرون کو دفع کرنا واجب ہے لہذا سلطان نے سامان
سفر کرکے جگت کی طرف کوچ کیا اور منزلین دشوار گذار طے کرکے قلعہ جگت پر پہونچا جہان ایسے برہمن شیطان صفت
جمع تھے اور جب تکبیر کی آواز پہونچی تو وہ ظالم بیدین متحیر ومبہوت ہوگئے اور جب قلعہ فتح ہو چلا جزیرہ بیت مین
بھاگ گئے اور سلطان نے قلعہ جگت مین داخل ہوکر چار ماہ اقامت کی چونکہ اس نواح مین سانپ
وبچھو وشیر وبھیڑیے نہایت کثرت سے تھے جو عوام الناس کو سخت نقصان پہونچاتے تھے غازیون نے
کفار بدکار کے ہمجنس بہت سے سانپ وغیرہ مارے چنانچہ جہان سراپردہ شاہی تھا خاص وہان ایک
پہر کے عرصہ مین سات سو سانپ مار ڈالے تو باقیون کو اسی پر قیاس کرو۔ سلطان نے جگت کا بتخانہ توڑ کر
مسجد بنائی اور اس مدت مین جب بکثرت کشتیان تیار ہوگئین تو آلات جنگ ومردان جنگی سے آراستہ کرکے
جزیرہ بیت پر چڑھائی کی اور کافرون سے نو مرتبہ دریا مین لڑائی ڈالی آخر غازیون نے حملہ کرکے کافرون کو
ہٹایا اور جزیرہ مین اترکر حصار بیت فتح کیا اور بکثرت راجپوت مارے گئے اور ان ظالمون کا سرغنہ راجہ

بھیم

بھیم کسی ترکیب سے کشتی پر بیٹھکر بھاگا اور سلطان محمود نے بھی اس کے تعاقب مین فوج روانہ کی اور خود شہر بیت
مین داخل ہوئے اور جماعت مسلمانون کو قید کفار سے نجات دی اور وہان سے بکثرت غنیمت ہاتھ آئی اور
بہت رہزن و ڈاکو قید ہوئے اور فرحتہ الملک امیر کبیر کو وہان کا حاکم کیا اس عرصہ مین تعاقب کرنے والے
راجہ بھیم کو گرفتار کر لائے اور بارگاہ کے سامنے کھڑا کیا سلطان نے مراسم شکر ذوالجلال ادا کر کے
مصطفے آباد کی طرف معاودت کی اور حکم دیا کہ فرمان لکھکر ملا محمد کو احمد آباد سے بلاؤ ـ ہنوز زبان لکھا نہ گیا
کہ ملا محمد خود آ گئے اور سلطان نے بہت خوش ہو کر ان کی بی بی ان کو سپرد کی اور راجہ بھیم کو بھی اسی
طرح زنجیر مین مقید ان کے حوالہ کیا کہ جو چاہو کرو چونکہ مولانا کو اس کی طرف سے سخت اذیت پہونچی تھی
عرض کی کہ حضور اسکو محافظ خان کے پاس روانہ فرماوین تاکہ احمد آباد مین مشتہر ہو کر عبرت کے واسطے
قتل کیا جاوے ـ چونکہ سلطان بھی اس ظالم رہزن کو اسی قابل سمجھتے تھے لہذا درخواست منظور فرما کر اسکو
احمد آباد بھیجا کہ وہان بموجب التماس مولانا اپنی سزا کو پہونچا کہتے ہین کہ جن دنون سلطان محمود شہر مصطفے آباد
کی تعمیر مین سرگرم تھا گجرات کے لوگ ہر سال کشمکش سے تنگ آئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ احمد آباد
چھوڑکر کوہستان مصطفے آباد مین ہمارے سکونت تلاش کرنی چاہیے اور صغیر و کبیر اس سے نالان ہوئے
سلطان محمود نے اس بات کو سمجھ کر مصطفے آباد سے کوچ کیا اور احمد آباد مین آکر ممالک کا ضبط کرنا امرا
کے سپرد کیا اور خود ولایت کرنال کی مضبوطی اختیار کی چنانچہ بہاء الدین عماد الملک کو سونگھر کا حاکم کیا اور
فرحتہ الملک کو حاکم جنگت دیست کیا اور نظام الملک کو حاکم نایر کیا اور خداوندخان وزیر الممالک کو شاہزادہ
مظفر کا اتابک قرار دے کر احمد آباد مین چھوڑا اور خود مع ایک جماعت امرا کے مصطفے آباد مین جا کر باغات
و بساتین و عمارات بنانے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد خداوندخان و رائے رایان و دیگر امرا نے
اتفاق کیا کہ شہزادہ مظفر کو تخت احمد آباد پر بیٹھا کر سلطان محمود کو معزول کرین پس عید رمضان کے بہانہ سے
عماد الملک و دیگر امرا کو احمد آباد مین بلا کر خلوت مین عماد الملک سے قرآن ہاتھ پر رکھکر راز فاش نہ
کرنے کی قسم لیکر اس بھید سے مطلع کیا چونکہ اس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ مین تھا اسنے بظاہر قبول
کیا اور روز عید تک کی مہلت چاہی اور فی الفور معتمد آدمی بھیجکر لشکر طلب کر لیا جو عید سے پہلے ہی احمد آباد
مین آ گیا عید کے روز عماد الملک نے فوجین آراستہ کین اور شاہزادہ کے دربار مین جا کر حسب معمول
اس کو نماز کے لیے باہر لایا اور بعد نماز کے بحفاظت تمام شہر مین پہونچایا اور خداوندخان وغیرہ جو
اس روز اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر آمادہ تھے عماد الملک کے برتاؤ سے کچھ سمجھ کر خاموش رہے گویا
کچھ بات ہی نہ تھی اور قیصر خان نے جو سلطان کے مقربین سے تھا یہ راز ان افواہون سے سنکر خلوت مین
سلطان سے یہ حال عرض کیا سلطان نے دوستون و دشمنون کے امتحان کے لیے مجمع مین کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ
حج کو جاؤن بغرض یہ تھی کہ جو موافقت کرے کہ خوب ہے ورنہ دشمن ہے پھر جہازات تیار کیے اور کسی لاکھ تنکہ عمال کو

اشیاے ضروری خریدنے کے لیے دیے اور خود مصطفیٰ آباد سے نکل گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بندر کھمبایت
مین اترا اور جب یہ خبر احمد آباد مین پہونچی تو تمام امرا مع شہزادہ کے خدمت مین حاضر ہوئے سلطان محمود
نے جس روز اکثر امرا حاضر تھے فرمایا کہ اب چونکہ شہزادہ بڑا ہو گیا ہے اور امرا بھی اُس کے حسب دلخواہ
تربیت یافتہ ہین میرے دل مین آتا ہے کہ مہمات سلطنت ان کے سپرد کرکے خود سعادت حج حاصل
کرون عمادالملک نے کہا کہ ایک بار سلطان والاشان احمد آباد کو تشریف لے چلین پھر جو کچھ راے عالی ہو
مناسب ہے سلطان کچھ سمجھ کے احمد آباد مین آیا اور ایک روز فرمایا کہ جب تک حج کی اجازت نہ دوگے
کھانا نہ کھاؤن گا۔ امرا نے جانا کہ یہ امتحان ہے سب چپ ہو رہے۔ عمادالملک نے عرض کی کہ بندہ زادہ
بھی بڑا ہو گیا ہے امیدوار ہون کہ میری جگہ اس کو دے کر مجھے خدمت سے جدا نہ فرمایا جاوے سلطان نے
فرمایا کہ خوب ہے اگر میسر ہو لیکن مہمات سلطنت بغیر تمھارے چل نہین سکتے اور جب آفتاب سر پر آگیا
یعنی دوپہر ہو گئی اور سلطان بھوکے ہوئے تو عمادالملک کے کہنے سے نظام الملک نے جن کی داڑھی
سفید تھی بادشاہ سے عرض کی کہ پہلے سلطان والاشان قلعہ چنپانیر کو حفاظت اہل حرم و خزانہ کے لیے
فتح فرماوین پھر بخیر و خوبی سعادت حج حاصل کرنے جاوین سلطان نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہوگا
اور طعام طلب فرماکر نوش کیا اور چند روز عمادالملک سے بات نہ کی عمادالملک نے خلوت مین عرض
کیا کہ اس بندہ بے قصور کو بے عنایتی کا سبب ظاہر نہین ہوتا۔ سلطان نے فرمایا کہ جب تک حقیقت حال
نہ کہے گا تجھ سے بات نہ کرونگا۔ عمادالملک نے کہا کہ مین نے مصحف مجید کی قسم کھائی تھی لیکن لاعلاج
ہوکر عرض کرتا ہون کہ حقیقت حال یون ہے۔ سلطان نے تحمل کیا اور خداوندخان کو کچھ آزار نہ پہونچایا
سواے اس کے کہ اپنے ایک کبوتر کا نام خداوندخان رکھا۔ اور مدت کے بعد پٹن گیا اور وہان سے
عمادالملک اور قیصرخان کو جالور و ساچور مسخر کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ دونون روانہ ہوکر درگاہ
حاجی رجب کے پاس اُترے تھے تو خداوندخان کی بدبختی نے اپنا کام شروع کیا یعنی اس کے بیٹے مجاہدخان
نے اپنے خالہ زاد بھائی صاحب خان کو ساتھ لیا اور رات کو قیصرخان کے ڈیرے مین گھس کر اس کو قتل کیا اس
علت مین کہ اس نے چغلی کھائی تھی سلطان کو گمان ہوا کہ یہ کام اژدرخان نے کیا ہے جس کو قیصرخان سے
عداوت تھی لہذا اس کو گرفتار کرکے مقید کیا۔ اتفاق سے مجاہدخان و صاحب خان خود بخود متوہم ہوکر بھاگ
گئے اور بادشاہ کو حال کھل گیا تو اژدرخان کو رہا کیا اور خداوندخان کو مقید کرکے سپرد موکل کیا اور
احمد آباد واپس آئے۔ اس عرصہ مین عمادالملک نے بیمار ہوکر قضا کی اور اس کے بیٹے اعتبار الملک نے
باپ کی جگہ پائی اور مقرب ہوکر باشتغال وزارت سرفراز ہوا اور اُس کی وزارت ایسی چلی کہ خاص و عام اس کے
یہان حاضر ہوتے تھے سلطان محمود اس کے بعد مصطفیٰ آباد مین آکر مدت تک رہے اور ماہ رجب سنہ ۸۸۶
آٹھ سو ستاسی ہجری مین قصد کیا کہ کچھ لوگ وہان چھوڑ کر چنپانیر فتح کرنے جاوین راستے مین خبر ملی کہ لیلیاریون

نے بہت سی کشتیان بناکر سمندر مین رہزنی اختیار کی ہی سلطان نے قصد چنپانیر چھوڑ کر چند جہازات پر مردان جنگی
و آلات توپ و تفنگ و تیر مہیا کر کے اپنے ساتھ لے کر ملیباریون پر چڑھائی کی وہ لوگ مقابلہ سے بھاگ گئے اور
گجراتیون نے تعاقب کر کے ان کی چند کشتیان گرفتار کین اور کھنبایت مین واپس آئے اور سلطان بھی پلٹ کر
احمدآباد مین آگئے۔ اس سال گجرات مین بارش نہونے سے سخت قحط پڑا اور بکثرت آدمی بے قوتی سے ہلاک
ہوئے اور رعایا کی حالت بہت خراب ہوگئی سلطان نے اسی سال ستاسی کے غرہ ذی القعدہ مین چنپانیر فتح کرنے
کے لیے چڑھائی کی۔ یہ حصار بہت بلند پہاڑ پر آسمان سے باتین کرتا ہی اور اسی سطح کوہ پر دوسرا پہاڑ اس سے
بھی بہت بلند ہی اس پر گچ و پتھر سے دیوار مستحکم بنا کر مضبوط برج بنائے گئے تھے اس کا حاکم راے پتاہی راجپوت
تھا اور ہزارون برس سے جس کی ابتدا لوگون کو یاد نہین ہی اس کے باپ دادے حکومت کرتے چلے آتے تھے
چونکہ ساٹھ ہزار سوار و پیادے اُن کے ملازم تھے تو تکبر کے ساتھ کسی کی فرمانبرداری نہین کرتے تھے جب
راے پتاہی کو وہان کی حکومت حاصل ہوئی تو اس نے کمال غرور سے گجرات کے علاقہ رسول آباد پر کئی بار تاخت
کی اور وہان کے لوگون کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بہت ایذا پہونچائی اور بکثرت مسلمان قتل کیے۔
آخر سلطان محمود انار اللہ برہانہ نے چڑھائی کی اور جب قصبہ بڑودہ مین پہونچے تو راے پتاہی مضطرب
ہوا اور متعصب برہمنون کو بہت ملامت کی اور ایلچیون کو بھیجکر یہ التجا تمام معافی مانگی اور اقرار پیشکش پیش کیا
وہ قبول نہوئی اور عضد الملک و تاج خان و بہرام خان آگے بڑھے اور ساتوین صفر ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی
ہجری مین مورچہ بنا کر پہاڑ کے نیچے اترے اور راجپوت بھی نکلکر روز لڑتے اور قلعہ مین چلے جاتے تھے
سلطان نے ہوشیاری سے خیال کیا کہ شاید بادشاہ غیاث الدین صاحب مالوہ اس کی مدد پر آمادہ ہو
لہذا بڑودہ سے کوچ بہ کوچ روانہ ہو کر چنپانیر طی کر کے موضع کرنامی مین جو مالوہ کی راہ پر ہے مقام
فرمایا۔ راے پتاہی نے نہایت اضطراب سے دوبارہ اپنے حاجب اور سونے کے دو ۲ ہاتھی اور دیگر
تحف و نفائس بھیجکر بہت تضرع و زاری کی کہ میرا گناہ معاف ہو۔ سلطان نے وہ بھی منظور نہ کیا
تب راے پتاہی نے اطراف کے راجاؤن سے مدد مانگی اور فوج کثیر جمع کر کے قلعہ سے اترا اور
مورچون پر دھاوا کر کے ان کو درہم برہم کر دیا اور بڑھ کر سلطان کے مقابل صف آرا ہوا سلطان
نے جناب باری تعالی مین التجا کر کے فوج آراستہ کی اور کفار سے سخت مقابلہ ہوا راجپوت بھی
جان توڑ کر لڑے آخر بہت مارے گئے اور راے مذکور شکست فاحش اٹھا کر بھاگا اور دس بارہ ہزار
راجپوتون سے قلعہ مین داخل ہوا اور سلطان محمود نے قلعہ کے نزدیک ہو کر چارون طرف سے ملاحظہ
فرمایا اور ہر ایک موضع پر امرا کو مورچل پر مقرر فرما کر محاصرہ کی تاکید فرمائی اور خود موضع کریاری مین لوٹ
گیا اور سید بدر کو راہ کی حفاظت و رسد لانے کے لیے مقرر فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز رسد پر راجپوت
ٹوٹ پڑے اور مسلمانون کو قتل کر کے رسد لے گئے سلطان نے خشمناک ہو کر محاصرہ کا اکثر تنگ

کر دیا اور حکم دیا کہ ساباط قلعہ تک پہونچاؤ۔ راے پتاہی نے بالکل عاجز ہو کر اپنے وزیر جنگ سورگہو کو سلطان
غیاث الدین خلجی کے پاس مالوہ بھیجا اور نہایت منت و الحاح سے مدد مانگی اور ہر کوچ کے عوض ایک
ایک لاکھ تنکہ نقرہ قبول کیے۔ سلطان غیاث الدین اسباب آراستہ کر کے روانہ ہوا اور موضع نعلچہ
مین اترا۔ سلطان محمود یہ خبر سنکر افروختہ ہوا اور امرا کو جا بجا محاصرہ کے واسطے تاکید فرما کر خود صاحب مالوہ
کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور جب قصبہ دہود تک پہونچا تو وہان خبر پہونچی کہ سلطان غیاث الدین نے علما
سے پوچھا کہ جب بادشاہ اسلام کسی قلعہ کفار کا محاصرہ کرے تو کیا شرع مین روا ہے کہ ہم کفار کی مدد کرین
علما نے کہا کہ ہرگز روا نہین ہے لہذا اسی وقت سے وہ واپس ہو کر منڈو چلا گیا ہے۔ سلطان محمود نے خوش ہو کر
کچھ تعرض نہ کیا اور چانپانیر جو اب تک محصور تھا واپس آکر قصبہ مین جامع مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنیاد ڈالدی اس سے
ہر کس و ناکس کو یقین ہو گیا کہ سلطان بغیر قلعہ فتح کیے نہ جاوینگے بالضرور سب نے محاصرہ و فتح کے
واسطے اہتمام کیا اور سب سے پہلے وہ ساباط تیار ہو گئی جو سلطان نے اپنے اہتمام مین لی تھی اور اسکے
ساتھ ہی سلطان کے غلام خاص ایاز نام کی ساباط پوری ہوئی ایک روز خاصہ خیل کے سپاہیون نے
ساباط سے دیکھا کہ صبح کے وقت اکثر راجپوت پاخانہ پھرنے و منہہ دھونے چلے جاتے ہین اور مورچہ
مین چند آدمی رہ جاتے ہین سلطان نے فرمایا کہ ساباط خاص سے کچھ خاصہ خیل والے قلعہ مین گھس پڑین
شاید قلعہ فتح ہو لہذا قوام الملک سرجا اور لشکریون نے قلعہ مین داخل ہو کر جماعت کثیر مار ڈالی اور
جب راجپوتون نے واقف ہو کر ہجوم کیا تو ان کو بقدرت حق عزوجل مغلوب کر کے حصار دوم
کے دروازہ تک بھگا دیا۔ اتفاق سے چند روز پہلے مغربی جانب بڑی توپ کے گولہ سے بڑے
قلعہ کی دیوار مین رخنہ پڑ گیا تھا اس جنگ کے وقت سلطان کے خاص غلام ایاز نے موقع پاکر کچھ
سپاہیون کو ساتھ لیا اور رخنہ مذکور پر پہونچ گیا اور اس راہ سے گھس کر کوٹھون کے راستہ سے اس
چھت پر آیا جس کے نیچے قلعہ کا بڑا دروازہ تھا اس وقت سلطان محمود نے ساباط پر اہل اسلام کا خیال
کر کے حضور کبریا عزوجل کی جناب مین سجدہ کر کے فتح و نصرت کی دعا مانگی اور فوج کمک کے لیے
مقرر فرمائی۔ راجپوتون نے متحیر ہو کر حقہ بارود ان سپاہیون پر مارا جو دروازہ قلعہ پر جنگ مین مصروف
تھے اگر وہ پڑتا تو ضرور خاصہ خیل والے ہلاک ہو جاتے مگر نصرت و لطف الٰہی شامل حال تھا کہ وہ حقہ
بارود ہوا کے جھونکے سے الٹا کر راے پتاہی کے صحن مین گرا اور آگ لگ گئی۔ راجپوتون نے یہ حال دیکھکر
اپنی بربادی پر یقین کیا اور بزبردستی اپنی عورتین و بچے پکڑ کر اسی آگ مین جھونک دیے اور ہتھیارون
سے مسلح ہو کر موت کی لڑائی لڑنے لگے اور صبح کو تاریخ دوم ذی القعدہ سنہ ۸۸۹ھ آٹھ سو نواسی ہجری مین
مغلوب و مقہور ہو گئے اور سپاہ اسلام نے غلبہ کر کے قلعہ کا بڑا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ مین گھسکر
ہر مقابل کو تہ تیغ کیا اور سلطان کا علم اس دروازہ پر بلند ہوا اور سب راجپوت حصار کے بڑے حوض پر

مجتمع ہوئے اور اس میں فنا کر دینے پر آمادہ ہوئے کیونکہ بے گناہ بال بچوں کو ہلاک کرنے کے بعد سلطان کی عفو
سے ناامید تھے اور فوج اسلام میں سے ایک جماعت نے شوق شہادت میں ان کا مقابلہ کیا اور بہت
لوگ شہید ہوئے اور سپاہ راجپوت ساتھی مارے گئے سوا رائے بناہی اور ڈونگرسی اور سورگہ وزیر
کے کہ یہ لوگ زخمی گرفتار ہوئے اور سلطان نے ان کو معالجہ کے واسطے سپرد کیا اور شکر حق عزوجل
ادا کر کے تالاب کے نیچے ایک شہر آباد کرنے کا حکم دیا اور اس کو بنام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
محمد آباد موسوم کیا اور رائے بناہی سے پوچھا کہ تم نے لڑائی کی نوبت یہاں تک کیوں پہنچائی اس نے
عرض کیا کہ اس شہر پاپانیر پر راج ستر پشت سے رہا تھا اور میں بھی یہیں پیدا ہوا تھا لہذا تمام لوگوں کے طعن و تشنیع
سے بچنے کے لیے میں نے اپنا مرنا گوارا کیا کہ یہ نہ کہا جاوے کہ باپ دادوں کی جگہ کھو دی اور گروہ نامردوں
میں شامل ہوا۔ بادشاہ نے یہ سنکر اس کی بہت تعریف کی اور اس کی عزت و تکریم کے لائق سب
سامان مہیا کر دیا۔ جب وہ زخموں سے اچھا ہو گیا تو بہت لوگوں نے جو اس کے تیغ ظلم
سے ناحق قتل ہو گئے تھے دادخواہ ہوئے۔ سلطان نے علماء سے پوچھا کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت
ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہو جاوے تو ممکن ہے بادشاہ نے اس کو سمجھایا اور وعدہ دیا کہ اگر دین حق
منظور کرے تو میں اس کو امارت و راج عطا کروں۔ اس نے محض انکار کیا اور بادشاہ نے باوجود اسکے
پانچ مہینہ تک اس کو قید رکھا اور ہر طرح سے سمجھایا مگر اس نے کہا کہ میری حمیت مقتضی نہیں ہے کہ میں اس کو قبول
کروں ناچار سلطان نے اس کو مع وزیر کے قصاص میں قتل کر دیا پھر سلطان نے مصطفٰی آباد اپنے چھوٹے
شہزادہ خلیل خان کے سپرد کیا اور خود شہر محمد آباد کی تعمیر میں اہتمام فرمایا اور فتح حصار سے پہلے جس مسجد جامع
کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے لیے ستون نقش پورے اہتمام سے تمام کی اور مدت کے بعد سنہ ۹۱۴ نو سو چودہ
ہجری میں اس کے محراب کے سامنے عمارت خوبصورت بنوایا۔ ایک عزیز نے اسکی تاریخ یوں لکھی ہے

حضرت شاہ ہا قبست محمود	آن سلطان شہنشاہ دین پرور	پیش محراب مسجد از نظم
شہر کے ساخت خوب و خوش منظر	سال تاریخ شہر و محراب	قبلہ ساخت بخطبہ و منبر

جس سال چانپانیر فتح فرمایا اسی سال ایک معتمد کو احمد آباد روانہ کر کے حکم دیا کہ اس شہر کے گرد شہرپناہ
و برج و قلعہ تیار کریں۔ چنانچہ اسی کی تاریخ کسی ایک فاضل نے اس آیت میں پائی من دخله کان آمنا۔
حضرت سلطان محمود انار اللہ برہانہ کا حال خیر آثار پسندیدہ اکثر خلجی کے شہروں میں جو بادشاہوں کو کمتر
نصیب ہوئے از انجملہ سنہ ۸۹۰ آٹھ سو نوے ہجری میں سوداگروں کی ایک جماعت احمد آباد میں پہنچی اور انہوں نے
فریاد کی کہ ہم لوگ چار سو گھوڑے اور اسباب تجارت لائے تھے ایک راجہ نے قلعہ سے آ کر ہم پر تاخت کی
اور گھوڑے مع اسباب لوٹ لیا اور بہت سے سوداگروں کا قتل کر دیا۔ سلطان انکی آہ و زاری سے دردمند
ہوا اور حکم دیا کہ سوداگروں کو گھوڑوں اور اسباب کی قیمت خزانہ سے دیا جائے اور خود سامان سفر کر کے

اس طرف روانہ ہوا اور دوسری منزل پر مقام کرکے راجہ آبو کے نام فرمان لکھا کہ ہمنے سن لیا کہ تمنے بیچارے سوداگرون
کے گھوڑے و اسباب جو سرکار خاصہ کے واسطے لائے تھے بظلم سب لوٹ لیا ہی لہذا فرمان پہونچتے ہی جو کچھ تمنے لیا ہی بجنسہ واپس کرو
اور سوداگرون کو راضی کرو اور اگر اسکے خلاف ہوا تو قہر بادشاہی سے منتظر رہو جو قہر الٰہی جل جلالہ کا کمتر نمونہ ہی یہ فرمان انہین
سوداگرون مین سے ایک جماعت کے ہاتھ روانہ فرمایا راجہ اس فرمان سے آگاہ ہوتے ہی ڈر گیا اور سوداگرونکا استقبال کرکے
بہت تکریم و تعظیم کی اور تین سو ستر گھوڑے مع دیگر اسباب کے جو بجنسہ موجود تھے سوداگرون کے سپرد کیے اور باقی گھوڑے
و اسباب جو تلف ہوا تھا اسکی اعلیٰ قیمت دیکر انکو راضی کیا اور اپنا ایلچی مع پیشکش کے سوداگرون کے ہمراہ بادشاہ کے حضور
مین روانہ کیا اور اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ عفو خطا کے بعد امیدوار ہون کہ حضرت بادشاہی کے ملازمون مین قبول
فرمایا جاؤن ۔ بادشاہ نے عرضی منظور فرمائی اور وہان سے محمدآباد تشریف لائے اور اس کے گرد برج
و بارہ بہت مستحکم تیار فرمائے سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین بہادر گیلانی نے جو بعض امرائے سلطان محمود بہمنی کا نوکر تھا
بغاوت کرکے بندر گوہ اور دابل وغیرہ ولایت دکن پر قبضہ کرکے اکثر ولایت دکن پر غالب ہوا دس بارہ ہزار
سوار سرحد گجرات پر کشتی سے بھیجے اور لوٹ مار سے بہت خرابی کی یہانتک کہ چند جہاز خاصہ سلطانی پر
قبضہ کرکے بندر مہایم جلا کر غارت کیا اور چاہا کہ اس کو مسخر کرے سلطان محمود گجراتی نے صفدر الملک
کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا کی راہ سے مقرر کیا اور قوام الملک سردار خاصہ خیل کو مع ایک جماعت
خاصہ خیل کے خشکی کی راہ سے مہایم روانہ کیا اور صفدر الملک کے جو جہاز وہان تھے وہ پیش قدمی کرکے حوالی
مہایم مین پہونچے لیکن اتفاق سے طوفانی ہوا اس شدت سے چلنے لگی کہ سمندر کی موجون مین انکا ٹھہرنا
دشوار ہوا اور بیڑہ ٹوٹ کے متفرق ہوگیا اور موجون کی شدت سے جو جہاز ساحل کے قریب تھے انہون
نے بہادر گیلانی کے آدمیون سے جو ساحل مہایم پر مقیم تھے امان چاہی انھون نے منظور کی لیکن جب یہ لوگ
ساحل کے قریب ہوگئے تو ان کو معلوم ہوا کہ بہادر گیلانی والے غدر کا ارادہ رکھتے ہین لہذا مستعد قتال
ہوئے اور اہل غدر سے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سمندر دریاے خون بن گیا لیکن اضطراب امواج سے بالآخر
مغلوب ہوئے اور صفدر الملک مع بعض معتبرین کے گرفتار ہوگئے اور سب کشتیان دشمنون کے تصرف مین
آگئین اور قوام الملک جب تک مہایم پہونچین دشمن اپنا کام کرکے بہادر کے پاس چلتے ہوئے ۔ قوام الملک نے وہان
توقف کرکے سلطان محمود کو عرضی بھیجی کہ یہ بندہ دولتخواہ چاہتا ہی کہ بہادر سے انتقام لے لیکن راستہ بادشاہ دکن کے
ملک سے ہو کر ہی بدون اسکے بہادر تک رسائی ممکن نہین لہذا جیسا حکم ہو بجا لاؤن ۔ سلطان نے ایلچی مع خط کے
سلطان محمود بہمنی کے پاس دکن روانہ کیا اور بادشاہ بہمنی نے حق جوار کی رعایت کرکے باوجود تسلط امرا
کے وباوجود تزلزل سلطنت کے بذات خود لشکر بہادر گیلانی پر لیجا کر اس کو مار کر صفدر الملک کو مع
جہازات و تحفہ و ہدایاے نفیسہ کے اس امید پر بادشاہ گجرات کے پاس مع خط خاص روانہ کیا کہ بادشاہ
گجرات مدد کرکے اس کو اس کے امرا کے تسلط سے نجات دے ۔ چونکہ اس کے معاملہ کی اصلاح غیرممکن

نظر آتی تھی بنا برین بادشاہ گجرات نے تغافل و تساہل کیا۔ اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین راے ایدر کے علاقہ
باگری پر چڑھائی کی جب بادشاہ اس سرحد مین پہونچا تو راے ایدر بے گفتگو خود بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا
اور چار سو گھوڑے اور چار لاکھ تنگہ طلا و بکثرت ہتھیار و نفائس شاہانہ پیش کر کے جزیہ قبول کیا اور بہت تملق
و چاپلوسی کر کے اپنی ولایت کو بچا لیا سلطان محمود نے محمود آباد مراجعت فرمائی سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین سلطان محمود
نے اپنی مملکت کا دورہ اس غرض سے کیا کہ حالات سپاہی و رعیت اور عمال کی تعریف و شکایت معلوم کرے اور
اس معاملہ مین انصاف کا علم نوشیروان سے بھی اونچا قائم کیا اور مرکز دولت مین واپس گیا اور سنہ ۹۰۴
نو سو چار ہجری مین الف خان بن الف خان نے جو اس خاندان کا غلام زادہ تھا بغاوت کی اور امیر قاضی
جو سلاطین بہمنیہ کے امرا مین سے گجرات چلا آیا اور یہان بھی امیری پر سرفراز تھا" اس غلام زادہ کے قتل پر
مقرر ہوا اور اس کو جنگلون و پہاڑون مین بھگاتا پھرا آخر وہ سلطان پور کے راستہ سے مالوہ مین بھاگ
گیا اور وہان سے قوت نا محاصل کر کے گجرات واپس آیا لیکن چند ہی روز بعد خواہ موت سے یا زہر سے
مرگیا سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین قاضی میر مع بعضے امرا کے عادل خان بن مبارک خان فاروقی کے سر پر
جس نے مدت سے باج و خراج نہ دیا تھا مقرر ہوا اور خاندیس مین داخل ہو کر تاراج کرنے لگا عادل خان نے
لاچار ہو کر عماد الملک حاکم برار سے مدد مانگی اور ہاتھی و نقد بہائے گذشتہ کا مال مع نفائس لیکر چھاپا غزنین
سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور چند روز مین معزز و مکرم واپسی کی اجازت پائی اور بعضے کہتے ہین
کہ اس مہم مین خود سلطان محمود دریاے تپتی تک پہونچے تھے کہ عادل خان نے پیشکش بھیجکر عذر خواہی
کی اور سلطان محمود نے رشتہ داری کا خیال کر کے عفو کیا اسی وقت مین دولت آباد کے قلعہ دار ملک اشرف
اور ملک وجیہ نے عرضی بھیجکر اظہار کیا کہ سلطان بہمنی تو امیر برید ترک کے قبضہ مین مسخر ہو گیا اور یہ قلعہ ہم لوگون
کے قبضہ مین آیا ہے اور احمد نظام الملک اسی کی طمع مین ہر سال اس پر لشکرکشی کرتا ہے اور بالفعل بھی
محاصرہ کیے ہے اگر سلطان اس قلعہ کو اپنی مملکت مین تصور فرما کر معاونت فرما دین تو ملازمت مین حاضر
ہو کر اپنے دسترس کے لائق نذرانہ پیش کرین سلطان نے دکن کی طرف رخ کر کے دو تین منزل پر
مقام کیا۔ نظام الملک بحری نے مقابلہ کی طاقت نہ پا کر جنیر کی طرف کوچ کیا اور دولت آباد والے
شاہی نذر لیکر حاضر ہوئے اور سلطان دونون کام کر کے محمد آباد مین آ گئے۔ چند روز بعد رفیع الدین
محمد بن مرشد الدین صفوی کہ زہد و علم سے موصوف تھے اپنے والد کے طریقہ پر گجرات مین آئے اور محمد آباد مین مجلس
سلطانی کو اپنے نور حضور سے منور فرما کر مسند عزت پر قائم ہوئے سلطان محمود نے ان دنون دیدہ بصیرت سے
خاندان سلاطین بہمنیہ پر توجہ کی کہ کس طرح امرا نے بے وفائی و تسلط کر کے سلطنت کو مٹایا اور جابجا طوائف الملوکی
قائم کر لی اس سے سلطان کو پیش بینی کرنی پڑی چنانچہ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین احمد آباد مین آئے اور بعد تحقیقات
علی سے بہت سے امرا سے صاحب اقتدار کو جن کی ذات سے شرارت و دعوے استقلال کی بو پائی معزول یا مقتول کر

اُن کے بجائے دوسرے با ضبع قائم کیے تاکہ آیندہ اس کی اولاد کے ساتھ سرکشی و مخالفت نہ کر سکیں ۔ رخنہ گر ملک
سر افگندہ بہ بدسگال، بد عہد پراگندہ بہ ÷ سر نہ کشد شاخ نوازی سرو بن ÷ تا نزنی گردن شاخ کہن ÷ سنہ ۹۱۳ھ نو سو تیرہ ہجری
میں سلطان کو محمد آباد دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا اور وہاں تشریف لائے دو تین ماہ سے زائد ہوا تھا کہ
یہ خبر پہونچی کہ امسال کفار فرنگ نے ساحل پر ہجوم کر کے چاہا کہ قلعجات بناویں اور آباد ہوں اور سلطان روم
نے اپنے دشمنوں کی یہ خبر پاکر چند جہازات رومی بقصد جہاد ان کو رد کرنے کے لیے روانہ کیے ہیں چنانچہ چند
جہازات رومی گجراتی بندروں میں بھی آئے ہیں سلطان محمود نے بھی چند جہاز مجاہدین کے بندر دیو اور دمن
و بندر مہائم میں روانہ کیے اور جب خطہ دمن میں پہونچے تو اسنے غلام خاص ایاز کو جو امیر الامرا و سپہ سالار
تھا بندر دیب سے چند کشتیاں فوج و سامان جنگ سے آراستہ کر کے کفار پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور رومی
بڑا جہاز جو اسی غرض سے آیا تھا سپہ سالار ایاز کے ساتھ ہوا اور بندر چیول پر جاکر فرنگیوں سے مقابل ہوا
اور بیچ جنگ میں مسلمانوں کے توپ گولہ سے فرنگیوں کا بڑا جہاز جس پر ان کا امیر البحر اور ایک کرور
کا مال تھا ٹوٹ کر غرق ہو گیا اور ایاز نے فتح پاکر بکثرت فرنگی قتل کیے اور واپس آیا اور ان لڑائیوں
میں رومی اگرچہ چار سو نفر شہید ہوئے انھوں نے تین ہزار کفار جہنم واصل کیے سلطان محمود بنادر گجرات
کا پورا بند و بست کر کے محمد آباد میں آیا ۔ چونکہ آسیر میں محمد داؤد شاہ فاروقی کے مر جانے سے فتنہ و فساد
پھیلا تھا اور سلطان کے نواسہ عادل خان ولد حسن خان نے عرضی بھیجکر یاری سے مدد مانگی تھی لہذا سلطان محمود
نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان سنہ ۹۱۳ھ نو سو تیرہ میں اس طرف کوچ کیا اور رمضان نربدا کے کنارے
موضع سیلی میں پورا کر کے شوال میں ندربار کی طرف کوچ کیا وہاں جاکر معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ
نے احمد نظام الملک بحری اور عماد الملک کاویلی کے اتفاق سے عالم خان کو تخت آسیر و برہانپور پر متمکن
کیا اور نظام الملک بالفعل برہانپور ہی میں ہے سلطان محمود یہ خبر سنکر تھالنیر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ بادشاہ کو کچھ
ضعف طاری ہوا تھا خود چند روز توقف کیا اور آصف خان وغیرہ امرا کو لشکر دیکر نظام الملک و حسام الدین
و عالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیا ۔ نظام الملک بحری نے تھوڑا لشکر عالم خان کی مدد کے لیے چھوڑا
اور دونوں کاویل چلے گئے اور ملک لادن استقبال کے واسطے آیا ۔ آصف خان اس کو ساتھ لے کر
سلطان کی خدمت میں آیا اور چند روز بعد ملک حسام الدین حسام الملک بھی اپنی حرکت سے پشیمان ہو کر
سلطان کے حضور معافی مانگنے حاضر ہوا سلطان نے دونوں کو معافی دے کر اعزاز کیا اور عید اضحی کے
بعد اپنے نواسہ عادل خان کو اعظم ہمایوں خطاب دیکر چار ہاتھی اور تین لاکھ تنگہ مدد خرچ دے کر آسیر و برہانپور
کی حکومت عطا کی اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع تباس جہاں وہ پیدا ہوا تھا بطور
معافی دیدیا اور عماد الملک کے بیٹے ملک تاتا کو غازی خان خطاب دیا اور عالم شاہ تھانہ دار تھالنیر کو
قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو یوسف خان خطاب دیا اور

ان سب کو اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور اپنی عمائدین سے نصرۃ الملک اور مجاہدۃ الملک گجراتی کو بھی اعظم ہمایون کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور خود ستر ہ ذی الحجہ کو بقصد واپسی کوچ فرمایا اور منزل اول مین ملک حسام الدین کو شہریار خطاب دے کر سلطان پور کا بندوبست و حضور دس ہاتھی کے انعام دے کر رخصت دی اور خود تیزی کے ساتھ کوچ کیا اور اثنا ے راہ مین برخلاف عادت شہزادہ مظفر خان کے بیٹے شہزادہ بہادر خان کو جو اس سفر مین ہمراہ تھا عمدہ عمدہ گھوڑے عربی و عراقی و نامی ہاتھیون اور دیگر تحف و نفائس کے عطیہ سے خلاف عادت سرفراز کیا اور جب محمد آباد کے قریب پہونچے تو اپنے پوتے شہزادہ بہادر خان کو اپنے پاس رکھ لیا اور سلطان مظفر کو دستی جاگیر شہر بڑودہ کو رخصت کیا سلطان کی غیبت مین اعظم ہمایون نے حسام الدین شہریار کو قتل کر کے اسکے ساتھیون کو بھی قتل کر دیا جب ربیع الاول سنہ ۹۱۴ نو سو چودہ ہجری مین یہ مفصل حال سلطان محمود کو پہونچا تو فرمایا کہ جو شخص ایک حکم حق نمک کی پاسداری نہین کرتا آخر برباد ہوتا ہے اسی عرصہ مین اعظم ہمایون نے برہان پور سے عرضی بھیجی کہ ملک غزنی خان و سیف خان جن کے قبضہ مین قلعہ آسیر ہے دونون نے اتفاق کر کے نظام الملک بحری کو خط لکھا ہے اور وہ عالم خان کو اپنے ہمراہ لیکر راجہ کالنہ کو موافق کر کے اپنی سرحد پر آیا ہے اگر آگے بڑھے گا تو ضرور اس سے لڑونگا سلطان محمود نے پانچ لاکھ تنکہ نقرہ اعظم ہمایون کو بھیجے اور دلاور خان و قیصر خان و صفدر خان و دیگر امرا کو حکم دیا کہ اعظم ہمایون کی کمک کرین اور جواب مین لکھا کہ وہ فرزند خاطر جمع رکھے کہ ضرورت ہوگی تو مین خود اس طرف آؤنگا اور نظام الملک جو ایک بادشاہ دکن کا غلام ہے اسکو یہ جرأت کہان کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم رکھے ہنوز امراے مذکور روانہ نہوے تھے کہ بڑودہ سے شہزادہ مظفر کہ شہر جس کا اول مظفر آباد ہوگا اپنے والد کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور اسنے بھانجے اعظم ہمایون کے لیے سات لاکھ تنکہ لیکر بندرہ امرا روانہ کیے اور چند روز کے بعد نظام الملک بحری کا حاجب محمد آباد مین آیا اور نظام الملک کا ایک خط بادشاہ کے نام لایا جس کا مضمون یہ تھا کہ خانزادہ عالم خان اس جانب سے کشتی ہوا ہے توقع یہ کہ ولایت آسیر و برہان پور کا ایک ٹکڑا اس کو عنایت فرماوین سلطان اس خط سے خشمناک ہوا اور فرمایا کہ نظام الملک سلاطین بہمنیہ کا غلام تھا اس کو یہ مرتبہ نہین کہ عرض داشت چھوڑ کر بادشاہون کو خط لکھے اگر آیندہ ایسی حرکت کرے گا تو پوری گوشمالی پاوے گا۔ نظام الملک بحری یہ خبر سنکر فی الفور احمد نگر کی طرف کوچ کر گیا اور امراے مذکور جب قصبہ ندربار پہونچے تو شیر خان و سیف خان نے امان مانگی اور وہان سے دکن چلے گئے اور اعظم ہمایون کو لشکر گجرات سے قوت حاصل ہوئی تو اس نے راجہ کالنہ کی ولایت پر حملہ کیا اور اسکی چند پرگنہ تاراج کیے تھے کہ وہان کے راجہ نے پیشکش بھیجکر اپنی تقصیرات سے معافی مانگی اور عادل خان نے آسیر مین آکر دلاور خان کو تعظیم و تکریم کے ساتھ گجرات رخصت کیا سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری مین سلطان سکندر خان لودھی نے از روے اخلاص و محبت کے کچھ سوغات و تحفے سلطان محمود کے واسطے بھیجے اور اس سے پہلے کبھی کسی بادشاہ دہلی نے بادشاہ گجرات کو تحفہ نہین بھیجا تھا اور اسی

سال کے ماہ ذی الحجہ میں سلطان نے پرگنہ نہروالہ کی جانب سواری فرمائی اور وہاں کے علماء و صلحا و فقراء
کو انعامات و التفات خاص سے خوش دل کیا اور فرمایا کہ یہاں آنے سے غرض یہ تھی کہ حضرات مخدومین کی
زیارت سے مشرف ہو کر وداع کروں شاید دوبارہ دیدار کی اجل فرصت نہ دے۔ علماء و اکابرین سے
ہر ایک نے بطور خاص دعا دی اور سلطان اسی مجلس سے سوار ہو کر مشائخ پٹن رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت
کو گیا اور بعد فراغت احمد آباد میں جا کر شیخ کھتو رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فارغ ہو کر محمد آباد چانپانیر میں
واپس آیا اور جب بدن شریف میں ضعف و بیماری مشاہدہ کی تو شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کر کے
نصائح دلپذیر فرمائے اور چند روز بعد جب صحت کے آثار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ کی طرف رخصت دی
لیکن چند روز بعد بیماری نے عود کیا کہ نہایت ضعیف و نزار ہو گئے اور فوراً شاہزادہ مظفر کو پھر طلب فرمایا
اسی عرصہ میں فرید الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو ایک
جماعت قزلباش سے تحفہ ہائے نفیس کے ساتھ بطور ایلچی گری بھیجا ہے سلطان محمود نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ
مجھے قزلباشوں کی صورت نہ دکھاوے کہ ظلم و بدعت ایجاد کر کے اصحاب ثلٰثہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے
ہیں سلطان عاقبت محمود کی دعا قبول بارگاہ احدیت ہوئی کہ ہنوز یادگار بیگ قزلباش وہاں نہ پہونچا
تھا کہ سلطان نے عصر کے وقت بروز دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ نو سو سترہ ہجری کو اس دار ناپائدار
سے دار القرار کا سفر اختیار فرمایا ایک مہینہ کم اکسٹھ برس کی عمر شریف تھی از انجملہ پچپن سال و ایک مہینہ
و دو روز بادشاہت کی۔ مناشیر میں اس کا لقب خدایگان حلیم لکھتے تھے اور محمود بیگڑہ بھی کہتے ہیں بیگڑہ
ایسے بیل کا نام ہے جس کے سینگ اوپر جا کر حلقہ کیے ہوں چونکہ بادشاہ کی مونچھیں اسی شکل پر تھیں سب بیگڑہ
کہنے لگے مگر شاہ جمال الدین حسین انجو سے یوں سنا ہے کہ جب سلطان نے دو مشہور قلعہ گرنال و چانپانیر
فتح کیے تب سے بیگڑہ یعنی دو قلعہ والا لقب ہوا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے سلطان محمود انار اللہ
برہانہ میں صفات کریمہ بہت خوب جمع تھیں شجاعت میں کامل سخاوت میں نامی۔ بہت مہربان و بردبار حلیم
اور بہت حیا و ادب و عقل و فراست اور راست گوئی ایسی کہ کبھی اپنے قول سے خلاف نہ کیا۔ باوجود
ان تمام اوصاف کے بہت متشرع و خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا بہت شوق تھا اور
حیا اس درجہ تھی کہ تنہائی میں کبھی تا گھٹنوں سے پاؤں پوشیدہ رکھتا اس کی زبان پر گالی کبھی نہ آئی
طبقات محمود شاہی والا لکھتا ہے کہ سلطان باوجودیکہ نازک بدن تھا بچپن سے وفات تک ایام سفر
میں اور جنگ کے روز زرہ و جوشن ایسا پہنتا تھا کہ سپاہی اس کو اٹھانے میں گھبراتے تھے اور کمر پر
تین سو ساٹھ تیروں کا ترکش باندھتا اور شمشیر و خنجر اس کے علاوہ تھا مترجم کہتا ہے کہ اکثر
صلحاء سے اس کا مرتبہ اس وجہ سے بھی زیادہ نظر آتا ہے کہ اس نے حضرت سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بصدق اعتقاد اسکے آثار و اطوار سے ظاہر تھا رحمہ اللہ تعالیٰ برحمۃ الواسعۃ

ذکر سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی کا

جب سلطان محمود نے اس جسم کے تنگ کوچہ سے وسعت آباد روحانی مین مقام فرمایا تو دو گھڑی رات
گذرے تھی کی صبح کو تیسری رمضان روز سہ شنبہ تھا شاہزادہ مظفر نے بڑودہ سے محمد آباد مین پہونچکر
تخت آبائی پر جلوس کیا۔ امراء و معارف نے نذر و نثار کے بعد حسب الحکم نعش بادشاہ مغفور جانب قصبہ سرکھیج احمدآباد
روانہ کی تاکہ مزار فائز الانوار قدوۃ المشائخ السالکین شیخ کھٹو کے احاطہ مین دفن کرین اور عزیز الملک کو دو لاکھ
تنکہ نقرہ و طلا حوالہ کیے کہ اس قصبہ کے مستحقین پر تقسیم کرے اور تمام ارکان مملکت کو خلعتین دین اور بعضون کو
مناسب خطابات عطا کیے اور اسی روز منابر اسلام پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہ بروز پنجشنبہ
بستم شوال ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین پیدا ہوا تھا تاریخ ولادت کا مصرع تاریخ یہ ہے۔ قطعہ

حسن خسرو عادل مظفر شاہ بن محمود شاہ ✽ آنکہ دار و ملک و دین از داد عدلش زیب و فر ✽ بیستم بود از مہ شوال
کامد در وجود ✽ از پئے احیاے علم و شرع و دین آن دادگر ✽ سال میلادش کہ بادا تا ابد در ملک جود
ہشتصد و ہفتاد و پنج از ہجرت خیر البشر ✽ سلطان مظفر نے ابتداے شاہی مین اپنے خاصہ خیل مین سے ملک خوش قدم
کو عماد الملک اور ملک رشید الملک کو خداوند خان خطاب دے کر وزارت پر مقرر فرمایا اور جب شوال سال
مذکور مین یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمعیل صفوی نواح محمد آباد مین پہونچا تو سلطان مظفر نے
تمام امراء کو اسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور نیکی اور احسان سے اسکا خیر مقدم کیا۔ یادگار بیگ نے
وہ تمام تحائف جو سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے حضوری کے لیے لایا تھا مظفر شاہ کے حضور مین پیش
کیے اور بادشاہ نے اسکو انواع سا تھیون کے خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور سراے خاص ان کے
رہنے کو عنایت فرمائی اور ہر طرح ان کی تکریم کی گئی۔ چند روز بعد بڑودہ مین جا کر دولت آباد اسکا نام رکھا
اور اسی روز شادی آباد مندو (دار الحکومہ مالوہ) کے بادشاہ کا بیٹا صاحب خان اپنے بھائی کے خوف
سے بھاگ کر نواحی بڑودہ مین پہونچا سلطان مظفر نے امراء کو استقبال کے لیے بھیجا تاکہ پوری عزت
سے شہر مین لائے اور ملاقات کے بعد چند روز لوازم ضیافت مین گزرے پھر بادشاہ وہان سے
محمد آباد مین آیا اور قیصر خان کو قصبہ دہود بھیجا تاکہ سلطان محمود خلجی و احوال مملکت مالوہ و اوضاع
امراء غور سے مشاہدہ کرکے تحقیقی خبرین پہونچا دے چونکہ اس عرصہ مین موسم برسات آگیا اور لوگ
جہان جس نے پناہ پائی مقیم ہوا تاکہ یہ موسم گزرے تو کامون کی طرف توجہ ہو صاحب خان نے گھبرا کر
پیغام بھیجا کہ اس فقیر کو حاضر ہوئے مدت گزر گئی اور ہنوز اپنے کام کا کچھ انجام نظر نہین آتا ہے۔ بادشاہ نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی بعد برسات کے نصف ولایت مالوہ جس طرح ہو بادشاہ محمود خلجی کے قبضہ سے
نکالکر تمکو سپرد کرونگا چونکہ صاحب خان کا ستارہ گردش مین تھا اس کا انجام اس وجہ سے یہ ہوا کہ

صاحب خان کا قرب وجوار قزلباشون سے پیدا ہوا جن کو گجراتی لوگ سرخ ٹوپی والے کہا کرتے تھے ایک روز اتفاق سے صاحب خان ویادگار بیگ کے نوکرون مین کسی بات پر باہم تکرار ہوئی اور جنگ کی نوبت آگئی اور یادگار بیگ کا گھر لُٹ گیا آخر قزلباشون نے تیرون سے کچھ لوگ مجروح کیے اور لشکر گجرات مین یہ افواہ پھیل گئی کہ قزلباشون نے صاحب خان کو گرفتار کرلیا اس کنایہ آمیز طعن سے شہزادہ صاحب خان خشمناک ہوا اور بغیر اجازت سلطان کے آسیر چلا گیا اور وہان سے بطالب کمک کا دیہلی جانا شاید عماد الملک دکنی اور حاکم برہان پور کی تحریک سے ہوا اور مفصل حال طبقہ حکام مالوہ کے ذیل مین آوے گا صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان مظفر کو یہ خبرین پہونچین کہ سلطان محمود خلجی مغلوب ہوتے جاتے ہین اور پوربیہ راجپوت غالب ہوتے جاتے ہین سلطان مظفر نے غیرت کھاکر عزم کیا کہ سلطان خلجی کو مدد دے کر پوربیون کو مغلوب کرے اس ارادہ کے اہتمام مین اول احمد آباد آیا کہ وہان کے بزرگ زندہ و مردہ سے استمداد ہمت کرے اور سرحدون کو مضبوط کرے پھر مالوہ جاوے۔ احمد آباد مین آکر ایک ہفتہ توقف کیا وہان سے کودھرہ گیا اور لشکرون کے جمع ہونے تک چندے وہان توقف کیا اسی عرصہ مین شنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی فوج لیے ہوئے بقصد ملازمت آتا تھا راہ مین اس کو معلوم ہوا کہ ایدر کا راجہ رائے بھیم فرصت پاکر دریائے سابرمتی تک تاخت لایا۔ ملک عین الملک نے ازراہ دولتخواہی قصد کیا کہ پہلے رائے بھیم کو مقہور کرلے تب خدمت مین جاوے۔ راجہ بھیم نے دوسر دن سے مدد لے کر بڑی جمعیت بہم پہونچائی تھی اور عین الملک کے مقابلہ مین بڑی فوج لایا اور لڑائی بہت سخت واقع ہوئی اور امیر عبد الملک مع دوسو آدمیون کے شہید ہوا ہاتھی جو ہمراہ رکھتا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور عین الملک نے جنگ سے منھ پھیرا سلطان مظفر یہ سُنکر ادھر متوجہ ہوا جب قصبہ مہراسہ مین پہونچا تو جماعتون کو تاخت وتاراج کے لیے روانہ کیا اور رائے ایدر قلعہ ایدر خالی کرکے کوہ بیجانگر مین مخفی ہوا اور سلطان مظفر جب ایدر پہونچا تو وہان کوئی نہ تھا سوائے دو راجپوت کے جو عہد کرنے کے لیے وہان رہے تھے اور بذلت وخواری قتل ہوئے اور وہان کی عمارات دبت خانہ وباغ ودرخت وغیرہ سے کچھ نشان باقی نہ رہا راجہ ایدر نے عاجز ہوکر گوپال نام ہندو کو سلطان کے حضور مین بھیجکر معذرت چاہی اور عرض کی کہ عین الملک کو اس خادم سے سخت عداوت ہے اسنے اس ولایت کو تاخت وتاراج کرنے کا قصد کیا تھا اسوجہ سے فدوی سے یہ گستاخی سرزد ہوئی اور اگر ابتدا سے کوئی تقصیر میری جانب سے ہوتی تو البتہ سلطانی سزا وغضب کا مستحق تھا اب مبلغ بیس لاکھ تنگہ اور سو گھوڑے بطریق پیشکش کے حضور کے وکلا کے ہاتھ نذر کرتا ہون تاکہ معافی بخشی جاوے۔ چونکہ سلطان مظفر کو مالوہ مسخر کرنے کی فکر پڑی تھی اس کا عذر قبول کرکے گودھرہ گئے اور اور وہ بیس لاکھ تنگہ وسو راس اسپ ملک عین الملک کو عطا کیے کہ سامان کرے اور موضع گودھرہ سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر رخصت کیا جب قصبہ دھورہ مین پہونچے تو قیصر خان

کو حکم دیا کہ موضع دیولہ کو سلطان محمود خلجی کے نوکرون سے چھین لے اور خود بادشاہ موضع دھار کی طرف متوجہ ہوا۔ جب دھار کے عمائد استقبال کو نکلے اور امان مانگی تو سلطان نے امان دے کر قوام الملک اور اختیار الملک بن عماد الملک کو رعایا سے دھار کی حراست کے واسطے پہلے روانہ کیا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے کر امراے چندیری پر گیا ہی جنھون نے بغاوت کی تھی۔ سلطان مظفر نے اپنے امرا کو دھار سے واپس بلا لیا اور فرمایا کہ اس سفر سے اصلی غرض یہ تھی کہ کفار پوربیہ کو دور کر کے ولایت کو سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین کے درمیان تقسیم کرون اب معلوم ہوا کہ سلطان محمود انھین پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے گیا ہی ایسی حالت مین انکے ملک مین داخل ہونا جوانمردی و مروت سے بعید جانتا ہون۔ لیکن جب قوام الملک نے آکر دھار کے آہوخانہ کی تعریف بیان کی تو سلطان کو سیر و شکار کی رغبت نے لیا اور قوام الملک کو لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر دو ہزار سوار و ڈیڑھ سو ہاتھی ساتھ لے کر دھار کا قصد کیا اور وہان پہونچکر اسی روز عصر کے وقت مزار شیخ عبد اللہ چنگال اور شیخ کمال الدین مالوی کی زیارت کو گیا نقل ہی کہ راجہ بھوج بادشاہ کے زمانہ مین راجہ کا وزیر برج مل تھا جو خاص طریقہ سے داخل اسلام ہو کر بنام شیخ عبد اللہ موسوم ہوا اور مجاہدات و ریاضات سے کمالات نفسانی کو پہونچا اور اب ان کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہی۔ القصہ جب موضع دلاورہ مین شکار ہو رہا تو نظام الملک آگے بڑھکر موضع تغلیچہ مین آیا اور مراجعت کے وقت کچھ پوربیہ راجپوتون نے پہونچکر اس کے باقی آدمیون کو مزاحمت پہونچائی۔ سلطان مظفر نے اس پر واقف ہو کر نظام الملک کو عتاب و خطاب کیا اور وہان سے محمد آباد چنپانیر مین آیا۔ ان دنون راجہ ایدر مر گیا تھا اور اس کا بیٹا راجہ بہارمل قائم مقام ہوا لیکن رانا سنگا نے قلعہ و ولایت ایدر بہ حمایت اپنے داماد راے مل کے اس سے چھین کر اپنے داماد راے مل بن سورج مل کو دی اور بہارمل بھاگ کر سلطان مظفر سے ملتجی ہوا سلطان نے غرہ شوال سنہ ۹۲۱ نوسو اکیس ہجری کو فرمان بنام نظام الملک صادر فرمایا کہ ولایت ایدر و قلعہ راے مل سے لے کر بہارمل کے سپرد کر دیوے اور اس عرصہ مین سلطان مظفر احمد نگر گیا اور راہ مین خداوند خان کو لشکر کی حراست پر چھوڑ کر خود بتین سیر کرنے گیا اور وہان کے ساکنین کو عموماً اور علما و فضلا کو خصوصاً نوازشات و انعامات سے سرفراز فرما کر لشکر مین واپس آیا۔ ادھر نظام الملک نے ایدر کو لے کر سپرد بہارمل کیا اور راے مل کو متاصل کرنے کے لیے کوہ بیجانگر پر چڑھائی کی جہان راے مل مخفی ہو گیا تھا اور طرفین سے بہت لوگ مارے گئے سلطان مظفر نے یہ خبر سنکر نظام الملک کو لکھا کہ جب ایدر قبضہ مین آگیا تو مفت سپاہیون کو ضائع کرنے کے لیے بیجانگر پر چڑھائی بیکار ہی نظام الملک وہان سے احمد نگر مین حاضر خدمت ہوا سلطان لشکر کو احمد نگر مین چھوڑ کر احمد آباد مین آیا اور جشن عظیم کر کے شاہزادہ سکندر خان کا بیاہ کیا اور امرا و معارف شہر کو اسپ و خلعت سے سرفراز کیا اور برسات کے بعد بطور سیر و شکار کے ایدر گیا اور جب نظام الملک

حاکم احمد نگر بیمار ہوا تو وہاں اطبائے نامی بھیجے اور سنہ ۹۲۳ نو سو تئیس ہجری کے اوائل میں محمد آباد چنپانیر گیا اور دربار
سے نصرۃ الملک کو ایدر بھیجا نظام الملک کو صحت پا گیا تھا اپنے حضور میں طلب کیا اور نظام الملک یہ خبر سنکر
نصرۃ الملک کے پہونچنے سے پہلے ظہیر الملک کو سو سوار سے ایدر میں چھوڑ کر خود جلدی کر کے محمد آباد روانہ
ہوا ہنوز نصرت الملک نواحی احمد نگر میں تھا کہ راے مل نے موقع پا کر ایدر پر تاخت کی اور ظہیر الملک
نے باوجود کثرت دشمن کے مقابلہ کر کے ستائیس آدمیوں سے شہادت پائی سلطان مظفر نے نصرۃ الملک
کو فرمان لکھا کہ بیجا نگر پر تاخت کرے جہاں متمرد و رہزن پناہ لیتے ہیں۔ اس عرصہ میں شیخ حامد جو اپنے زمانہ
کے پیشوا تھے اور حبیب خان مقطع بوجہ تسلط پوربیہ کے مندو سے بھاگ کر خدمت میں حاضر ہوئے اور پوربیہ
راجپوتوں کے مظالم کی شکایت کی اور چند روز بعد داروغہ و حضور پہونچا کہ راجپوتان پوربیہ کے غلبہ سے سلطان محمود
خلجی بھی بقصد التجا مندو سے بھاگے اور سرحد گجرات پر آ گئے ہیں جب موضع بھلور میں پہونچے تو بندہ نے سلطان
کی خدمت میں پہونچکر حتی الوسع خدمت کی سلطان مظفر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور قیصر خان کو مع سراپردہ و بارگاہ
سرخ وغیرہ جمیع کارخانجات بادشاہی مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان خلجی کی خدمت میں روانہ کیا اور پیچھے سے
خود بعزم استقبال سوار ہوا اور نواح دیولہ میں دونوں بادشاہوں میں ملاقات ہوئی اور سلطان مظفر نے
بہت دلجوئی فرمائی اور کہا کہ عیال و اولاد کی مفارقت سے خاطر مکدر نفرمائیے کہ انشاء اللہ تعالی عنقریب جماعت
پوربیہ کا استیصال کر کے مملکت مالوہ بالکل مصفا خدمت میں نذر ہو گی اور وہیں سے اجتماع عساکر کا حکم نافذ
فرمایا اور تھوڑے ہی دنوں بعد لشکر بے شمار لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب مندلی راے پوربیہ نے سنا تو
ننھو راے کو مع جماعت راجپوتوں کے قلعہ مندو میں چھوڑا اور خود دس ہزار سوار و فیلان محمودی لے کر
دھار کو آیا اور وہاں سے رانا سانگا کے پاس کمک لینے گیا اور سلطان مظفر نے فوج مندو کی طرف
روانہ کی اور جب افواج مظفری مندو پہونچیں راجپوت بھی قلعہ مندو سے نکلکر خوب لڑے آخر قلعہ میں بھاگ
گئے دوسرے روز پھر نکلکر سخت لڑائی کی اور قوام الملک نے متواتر سپاہیوں کو نمایاں کر کے باکثرت راجپوت
مار ڈالے اور سلطان مظفر نے اطراف قلعہ کو امرا پر تقسیم کر کے محاصرہ تنگ کیا۔ اس عرصہ میں مندلی راے نے راے ننھو
کو لکھا کہ میں رانا سانگا پاس پہونچا اور بہت جلد تمام مارواڑ کے راجپوتوں کو مع نواح کے کمک پر لاتا ہوں تجھے
لازم ہے کہ ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو لیت و لعل میں معطل رکھے۔ ننھو راے نے مکر و فریب سے ایلچی
بھیجے کہ سلطان عالی شان کو معلوم ہے کہ ایک مدت سے قلعہ مندو پر راجپوتوں کا قبضہ ہے اور ان کے عیال و اطفال
اس میں موجود ہیں اگر سلطان کرم فرما کر محاصرہ کشادہ فرماویں تاکہ یہ جماعت یہاں سے نکل جاوے تو میں بھی حضور میں
حاضر ہو کر خدمتگزاری میں مصروف ہوں سلطان نے سمجھ تو لیا کہ دغا ہے وہ کمک کا منتظر ہے لیکن چونکہ سلطان محمود
خلجی کے اہل و عیال بھی قلعہ میں تھے ناچار منظور کیا اور دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے کہ شاید ننھو نکل جاوے
اور بے جنگ کام بن جاوے اور جب بیس روز تک کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے اور یقین ہوا کہ اس نے فریب

کیا اور راے مندی نے بہت سے ہاتھی و خزانہ رانا سنکا کو دے کر اس کو نواح اوجین مین کمک کے لیئے بلایا ہے تو سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عادل خان فاروقی کو جو ابھی آسیر و برہان پور سے لشکر قوی لے کر شامل ہوا تھا ہمراہ قوام الملک کے رانا سنکا سے لڑنے کو بھیجا اور خود جا بجا امراء کو معین کر کے قلعہ پر لڑائی ڈالی اور چار روز تک متواتر شب و روز جنگ قائم رکھی کہ اندر والے خواب و آسایش سے محروم رہے پانچوین روز شروع رات سے لڑائی موقوف کر دی اور راجپوتون نے نہایت خستگی مین تکیہ پر سر رکھا اور خواب عدم مین غافل ہوئے ادھر سلطان بیدار بخت نے آدھی رات کو کچھ فوج دلیر روانہ کی یہ قلعہ کے نیچے پہونچے اور غافل پا کر نردبان لگا کر قلعہ پر پہونچے اور محافظان دروازہ کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا کہ فوج فوج لشکری قلعہ مین داخل ہو گیئے اور امراے راجپوت اس وقت ہوشیار ہوئے کہ موت اُن کے سر پر تھی ناچار سب نے حسب دستور اہل و عیال قتل کرنے مین اور جلانے مین جلدی کی لیکن سلطان مظفر نے صبح ہوتے ہی چودھوین صفر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری کو قتل عام راجپوتون کا حکم دیا چنانچہ انیس ہزار راجپوت اُس روز مارے گیئے اور ان کے اہل و عیال سب گرفتار ہوئے۔ جب سلطان ان کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے حاضر ہو کر تہنیت و مبارکباد ادا کی اور پوچھا کہ اس غلام کے حق مین کیا حکم ہے سلطان مظفر نے کمال مروت سے جو کم کسی بادشاہ سے ظاہر ہوتی ہو گی یون فرمایا کہ میری غرض اس مشقت اُٹھانے سے یہ تھی کہ تجکو مندو مین مالوہ کا بادشاہ بناؤن اب یہ قلعہ و مملکت تجھے مبارک ہو اور وہان سے سوار ہو کر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور دوسرے روز رانا سنکا سے لڑنے کو کوچ فرمایا اس عرصہ مین ایک نامی راجپوت جو قلعہ مندو سے بچکر نکل بھاگا تھا رانا کے لشکر مین پہونچا اور اس نے سلطان مظفر کے قتل عام و شدت انتقام کو بیباک صورت سے بیان کیا اور ہاے کر کے گرا اور مر گیا۔ رانا و اس کے ساتھیون کے تیئے چھٹ گیئے اور چہرے زرد پڑ گیئے اور بادشاہ کے کوچ کی خبر سنی تو بے اختیار بدحواس بھاگا اور چیتور مین جا کر دم لیا اور عادل خان فاروقی نے تعاقب کر کے اس کے پچھلے لشکرون کو نیست و نابود کر ڈالا اور سلطان مظفر نے عادل خان کو طلب فرما لیا اسی روز سلطان محمود خلجی مندو سے دھار مین آیا اور ادب سے استادہ ہو کر عرض کی کہ حضرت بادشاہ بجاے میرے باپ و چچا کے ہین امیدوار ہون کہ اس فقیر کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر میرے کلبۂ تاریک کو اپنے قدوم سے منور فرماوین سلطان نے منظور فرما کر شاہزادہ بہادر خان و لطیف خان کو اور عادل خان حاکم آسیر و برہان پور کو ساتھ لے کر رات کو قصبہ نعلچہ مین قیام کیا صبح کو ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ مندو مین داخل ہو کر سلطان محمود کے مکان مین قیام کیا اور سلطان محمود نے مہمانداری مین کوشش کی اور خود کھڑے ہو کر خدمت کی اور طعام سے فراغت کے بعد ہر قسم کے نفایس سے بادشاہ کے لائق نذرانہ عرض کیا اور ہر ایک شاہزادہ کے آگے بھی رکھا اور بہت عذر خواہی کی سلطان وہان کے سلاطین قدیم کے عمارات

کی سیر کرکے دھار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے سلطان خلجی کو رخصت دے کر دو ہزار سواران سلطان خلجی
کی کمک کے لیے آصف خان کے ہمراہ چھوڑے اور خود گجرات کو روانہ ہوئے سلطان محمود باوجودیکہ رخصت
پاچکا تھا کمال محبت سے بطور مشایعت کے موضع دیولہ تک آیا اور وہان از سر نو اجازت حاصل کرکے مندو
کو روانہ ہوا سلطان مظفر چند روز محمد آباد چنپانیر مین رہا اور اکابر و اشراف دور دور سے مبارکباد
کے لیے حاضر ہوئے اور انعام شاہی سے کامیاب ہوکر خوش و خرم واپس ہوئے۔ اس عرصہ مین ایک
ندیم نے عرض کیا کہ جس زمانہ مین سلطان نے تسخیر مالوہ کا قصد فرمایا تھا ایدر کے راجہ رائے مل نے بیجانگر
سے نکل کر پٹن کے ایک حصہ و نواح کے قصبات کو تاراج کیا اور جب نصرۃ الملک نے اسکی طرف توجہ کی تو جاکر
بیجانگر کے پہاڑی غارون و جنگلون مین گھس رہا سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ بعد برسات کے اسکی
معقول فکر کی جاویگی چنانچہ ۹۲۵ھ نوسو پچیس ہجری مین اس قصد سے ایدر کی طرف گیا اور راجہ مل جہان رائے مل کا
ٹھکانا تھا پہلے اسکی ولایت کو خاک سیاہ کر ڈالا اور چند روز بعد نصرۃ الملک کو ایدر مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا
اور چند روز بعد چند سردار اور اسکی مدد کو بھیجے اور اُسکے نام ایک خط محبت لکھکر خوش کیا اور اسکے چند ہی روز
بعد خود بھی بطریق شکار کے ایدر مین گیا اور وہان عمارات کی نیو رکھی اور نصرۃ الملک کو اپنے ہمراہ احمد آباد مین
لایا اور ایدر کی حکومت مبارز الملک کو عطا فرمائی اور قوام الملک کو احمد آباد مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا
اس عرصہ مین یہ واقعہ ہوا کہ مبارز الملک کی خدمت مین کسی شاعر نے رانا سنگا کی بہادری و مردانگی کا ذکر
کیا اور مبارز الملک نے کمال نخوت و غرور سے رانا کے حق مین بدکلام کہے اور ایک کتے کا رانا سنگا نام
رکھکر ایدر کے دروازہ پر باندھا اور وہی شاعر ہندی یہان سے رانا سنگا کے پاس گیا اور یہ سب حال نقل کیا
وہ حمیت و غیرت مین آگیا اور جہان تک ہوسکا فوجین لیکر ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور مبارز الملک کے جاگیر
کے حدود تاخت و تاراج کرکے ولایت باگرہ مین پہونچا اور باگرہ کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع تھا لیکن مضطر ہوکر
اس سے مل گیا اور رانا وہان سے ڈونگر پور مین آیا۔ مبارز الملک نے حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی
چونکہ بادشاہ کے وزراء کا دل مبارز الملک سے صاف نہ تھا بادشاہ سے عرض کی کہ مبارز الملک کی یہ حرکت کچھ
لائق نہ تھی کہ ایک کتے کا نام رانا سنگار کھکر اس کو غیرت مین لاوے اب ڈر کر کمک مانگتا ہے سلطان نے
مدد بھیجنے مین تامل کیا اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایدر کی مدد کے لیے سلطان نے جو لشکر مقرر فرمایا تھا ان مین سے
اکثر سپاہی برسات کی وجہ سے احمد آباد مین آئے تھے مبارز الملک کے پاس تھوڑے لوگ تھے
مبارز الملک پریشان ہوا اور رانا سنگا نے حالات معلوم کرکے ایدر کی طرف توجہ کی اور مبارز الملک چند
سردارون کے ساتھ باوجود قلت فوج کے ایدر سے نکلا لیکن بدون مقابلہ کے ایدر مین واپس آیا
سردارون نے کہا کہ فوج کی قلت سب پر ظاہر ہوچکی ہے مدد پہونچنے تک قلعہ احمد نگر مین محصور ہوجائیے
اور خواہ مخواہ مبارز الملک کو لیکر احمد نگر چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو رانا سنگا ایدر مین پہونچا

اور مبارز الملک کا تفحص کیا۔ زمینداران گجرات جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر رانا سنکا سے مل گئے
تھے کہنے لگے کہ مبارز الملک بھاگنے والا نہین ہی لیکن امرا اسکو زبردستی قلعہ احمدنگر مین لے گئے
ہین۔ رانا سنکا فوراً ایدر سے احمدنگر روانہ ہوا اور وہی ہندی کبت جس نے مبارز الملک سے رانا سنکا
کی تعریف کی تھی پھر آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا سنکا بڑی فوج لیے ہوئے آیا ہے اور آپ ایسے
بہادرون کا مفت مارا جانا قابل افسوس ہی آپ قلعہ مین متحصن ہوجاوین کہ رانا قلعہ کے نیچے اپنے
گھوڑے کو پانی پلاکر واپس چلا جائیگا۔ مبارز الملک نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہی کہ بغیر جنگ اس کو اسی
ندی سے پانی پلانے دون اور اسی وقت اپنی قلیل فوج جو رانا کے مقابلہ مین سوان حصہ بھی نہ تھے
ساتھ لیکر ندی سے پار ہوکر مقابلہ کیا اور نہایت سخت معرکہ پیش آیا اور اسدخان مع چند سردارون
کے شہید ہوئے اور مبارز الملک وصفدرخان نے چند مرتبہ رانا کے لشکر پر سخت حملہ کیا آخر زخمی ہوئے
اور جب اکثر گجراتی مارے گئے تو دونون باگ پھیر کر احمدآباد کی طرف راہی ہوئے اور رانا نے احمدنگر
کو غارت کیا اور دوسرے روز وہان سے ڈونگرپور روانہ ہوا ڈونگرپور کے لوگون نے نکلکر رانا
سے کہا کہ ہم بھی تمھاری طرح زنار دار ہین اور تمھارے باپ دادے ہمیشہ ہمارے باپ دادون کا
اعزاز و اکرام کرتے رہے رانا نے ڈونگرپور کو نہین لوٹا اور بیل نگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کا تھانہ دار
ملک حاتم بامید شہادت مقابل ہوکر اپنے مقصود کو پہونچا اور رانا نے بیل نگر کو لوٹ لیا اور وہان سے
اپنے ملک کو چلا گیا اور ملک قوام الملک نے کچھ فوج مبارز الملک وصفدرخان کے ہمراہ کردی وہ وہان
سے احمدنگر مین آیا اور شہیدون کا کفن دفن کیا اسی حالت مین ایدر کے کولی و گراس یہ سمجھکر کہ مبارز الملک
کے پاس بہت کم فوج احمدنگر مین ہی ہجوم لائے اور مبارز الملک نے قلعہ احمدنگر سے نکلکر لڑائی مین اکثر
گراس قتل کرکے مظفر و منصور ہوکر معاودت کی۔ چونکہ احمدنگر ویران ہوچکا تھا غلہ و ضروریات حاصل نہوتے
لہذا وہان سے قصبہ ترسج مین آگئے۔ جب یہ خبرین سلطان مظفر کو پہونچین تو عماد الملک اور قیصرخان
کو سو ہاتھی اور فوج کافی کے ساتھ رانا کے مقابلہ کو روانہ کیا یہ دونون احمدآباد پہونچے اور قوام الملک
کو ساتھ لے کر قصبہ سرنج گئے اور وہان سے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ رانا سنکا لوٹ مار کرکے لوٹ گیا
ہی اگر اجازت ہو تو چےپور پر تاخت کرین۔ بادشاہ نے لکھا کہ بعد برسات کے چےپور پر لشکرکشی
کی جاوے لہذا امرا نے احمدآباد مین قیام کیا اور سلطان مظفر نے لشکر کو ایک سال کا علوفہ خزانہ
سے نقد دے کر احمدآباد کی طرف کوچ کیا اور رانا سنکا کی گوشمالی کے واسطے چےپور کا عزم کیا اس
عرصہ مین سلطان محمود انار اللہ برہانہ کا غلام خاص جس کو ایاز خاص کہتے تھے اور بندر سورت
وکنارہ سمندر کے بلاد اس کی جاگیر تھی بیس ہزار سوار و پیادہ و بہت سے توپخانہ کے ساتھ
حضور مین آیا و عرض کیا کہ حضرت سلطان کو اس تکلیف کی ضرورت نہین ہی رانا سنکا کی گوشمالی

کے واسطے ہم ایسے خدمتگار کافی ہین اور ہم لوگ اسی دن کے واسطے پرورش کیے جاتے ہین۔ سلطان نے جواب نہ دیا اور محرم ۹۲۷ھ نو سو ستائیس ہجری مین احمد نگر آیا اور جب لشکر جمع ہوا تو پھر ملک ایاز خاص نے درخواست کی کہ رانا سنکا کی گوشمالی پر مقرر کیا جاوے۔ سلطان نے ایک لاکھ سوار اور سنو ہاتھی ہمراہ کرکے رانا سنکا کے تادیب کے لیے روانہ کیا۔ جب ملک ایاز و قوام الملک مقام مہراسہ پر اُترے تو سلطان نے دور اندیشی و احتیاط سے تاج خان نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار سے اسی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملک ایاز نے عرضی لکھی کہ رانا سنکا کی گوشمالی کے لیے اس قدر امراے معتبر بھیجنے مین اسکی ناموری و اعتبار بڑھتا ہے اور یہ بندہ اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتا ہے بلکہ بہت سے ہاتھی بھی اپنے کردیے اور صفدر خان کو لکھا کرت کے راجپوتون کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا صفدر خان نے باوجود پیچدار مقام و دشوار گزار جگہ کے تاخت کرکے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور باقیون کو گرفتار کرکے ملک ایاز کے پاس لایا اور ملک ایاز نے وہان سے کوچ کیا اور ڈونگرپور و بانسوالہ کو جلا کر خاک کردیا اور چتور کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاق سے وہان ایک شخص نے حاضر ہوکر اشجع الملک و صفدر خان سے کہا کہ اوبنکلہ راجہ بال مع ایک جماعت رانا سنکا کے اور اگرسین پوربیہ سب پہاڑ کے پیچھے اس غرض سے چھپے ہین کہ رات کو شبخون مارین اشجع الملک و صفدر خان نے کسی کو خبر نہ دی بلکہ دو سو سوار ہمراہ لے کر گھوڑے ڈال دیے اور پہونچکر سخت جنگ واقع ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسی راجپوت میدان مین گرے باقی بھاگ نکلے اور ہنوز فتح کی خبر نہ پہونچی تھی کہ ملک ایاز سلطانی مع لشکر آراستہ کے کمک کو پہونچا اور جنگ گاہ مین جاکر یہ حال دیکھکر اشجع الملک و صفدر خان کی تعریف کی اور انکی شجاعت سے متحیر ہوا اور اُنکے زخمون پر مرہم التفات رکھا دوسرے روز قوام الملک سلطانی اس گروہ فراری کی تلاش مین کوہ یا نوالہ مین داخل ہوا اور وہان آبادی کا نشان نچھوڑا اور اگرسین زخمی بھاگ کر رانا کے پاس پہونچا اور سب حال بیان کیا۔ جب ایاز خاص سلطانی مندسور پہونچا تو محاصرہ کرلیا اور رانا سنکا اپنے تھانہ دار کی کمک کے واسطے آیا اور بارہ کوس پر ٹھہر کر ملک ایاز کو پیغام دیا کہ مین اپنے ایلچی سلطان کی خدمت مین روانہ کرکے دولتخواہون مین داخل ہوتا ہون آپ محاصرہ اٹھا لیجیے ملک ایاز نے اسکے ایلچیون سے ایسی چند باتین کہین جو ممکن نہ تھین اور خود قلعہ مندسور فتح کرنے کا قصد کیا اور نقب اتنی دور پہونچ چکی تھی کہ صرف ایک دو روز کا کام رہ گیا تھا اس عرصہ مین شرزہ خان شروانی از جانب سلطان محمود خلجی پہونچا اور ملک ایاز کو پیام دیا کہ اگر کمک کی احتیاج ہو تو اینجانب بھی وہان آوین ملک ایاز خاص نے متردد ہوکر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا سلطان محمود خلجی فی الفور سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر مندسور پہونچا رانا سنکا سلطان خلجی کے آنے سے بہت بدحواس ہوا اور میدنی راے کو سلہدی کے پاس بھیجا کہ باوجود ہم قوم کے مدتون ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے آپ کے اخلاق سے ہر طرح نیکخواہی کی امید ہے بالفعل آپ سے امید ہے کہ صلح مین سعی کرین

چنانچہ اسنے لشکر کی تقویت مین صلح کی بہت کوشش کی لیکن مفید نہوئی مگر رعونت وحسد کی بداخلاقی نے البتہ اپنا کام کرلیا۔ اس کا بیان یہ ہے کہ قوام الملک نے زبردست پنجہ سے انتقام کے لیے اپنا مورچل آگے بڑھا کر چاہا کہ آج ہی قلعہ مین داخل ہو ملک ایاز نے حسد کرکے دیکھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسی کے نام فتح ہوگی لہذا چاہا کہ اس کو اس روز جنگ سے روک دیا قوام الملک دل شکستہ ہوا اور امراے گجرات بھی ناراض ہوگئے۔ دوسرے روز مبارز الملک وچند سردار بدون اجازت ایاز خاص کے رانا سے لڑنے کو بڑھے اور ملک تغلق شہ فولادی جا کر راستہ سے ان کو پھیر لایا اور ملک ایاز کی غرض یہ تھی کہ اس کے مورچہ کی نقب تمام ہو تو آگ دے کر اپنے نام فتح کا نقارہ بجاؤن اس وجہ سے اس کے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن امرا بخوف سیاست سلطانی دم نہ مار سکتے تھے آخر ملک ایاز نے باوجود بے اتفاقی امرا اپنے لشکر کو ستد کرکے نقب مین آگ لگائی جب برج گرا تو معلوم ہوا کہ راجپوتون نے صورت معاملہ سے آگاہ ہو کر برج کے محاذی دوسری دیوار محکم بنائی ہے۔ دوسرے روز رانا سنگا کے ایلچیون نے آکر کہا کہ رانا سنگا کہتا ہے کہ مین نے عزم کیا ہے کہ آیندہ سے سلطانی دولتخواہون مین داخل رہون اور جو ہاتھی جنگ احمد نگر مین ہاتھ آئے ہین انکو اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت سلطان کی خدمت مین روانہ کردون یہ سب بے لطفی وسخت گیری کیون فرمائی جاتی ہے۔ ملک ایاز نے قوام الملک وامرا کی مخالفت سے یہی مناسب دیکھا اور صلح جائز رکھی۔ اور تمہید صلح مین کوشش کی دوسرے امرا ایسی صلح سے ناراض ہوکر سلطان محمود خلجی کے پاس گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا کہ چہار شنبہ کو جنگ کرین اس مجلس کے ایک آدمی نے آکر ملک ایاز خاص کو اس حال سے مطلع کیا۔ ایاز خاص نے اسی وقت ایک ایلچی خدمت سلطان محمود خلجی مین بھیجکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اس لشکر کا اختیار اس بندہ کے ہاتھ مین عطا فرمایا ہے تاکہ جس امر مین بادشاہ کی خیرخواہی متصور ہو عمل مین لاؤن اور چونکہ آنجناب بتحریک امراے گجرات رانا سے جنگ کرنا چاہتے ہین بندہ اس امر پر راضی نہین ہے اور شاید نفاق کی وجہ سے مقصود حاصل نہو اور چہارشنبہ کی صبح کو ملک ایاز وہان سے کوچ کرکے موضع خلجی پور مین اترا اور رانا سنگا کے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی بھی اس وضع سے ناخوش ہوکر مندو روانہ ہوا۔ اور شومی حسد ونفاق سے یہ تمام کوشش بیکار ہوگئی۔ جب ایاز خاص چنپانیر مین سلطان کی خدمت مین مشرف ہوا تو بادشاہ نے اس کو عتاب وخطاب سے مکلف کیا کہ بندر دیو مین جاکر اپنے آذوقہ کا سامان کرکے برسات بعد پھر خدمت مین حاضر ہو اور یہ ٹھہرا دیا کہ بعد برسات کے سلطان بذات خود رانا سنگا کی گوشمالی کے واسطے متوجہ ہوگا۔ ایاز خاص نے اپنا ایک معتمد آدمی رانا سنگا کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ چونکہ امرا اس حدود سے بے حصول مقصود واپس آتے ہین بنابرین سلطان کی خاطر گران ہے بعد برسات کے خود اس طرف بغرض گوشمالی سرکشان آنے والے ہین اس مین بہت خرابی ان حدود کی متصور ہے اور مجھ پر بوجہ محبت جانبین آپ کی خیرخواہی

واجب ہی لہذا جس قدر جلد ممکن ہوا اپنے بیٹے کو بھیجکر سلطان کو رضامند کرو تاکہ اس حدود کے یارون کو زحمت نہ پہونچے اور سلطان مظفر ماہ محرم ۹۲۸ سنہ نوسو اٹھائیس ہجری کو احمد آباد آیا کہ وہان سے لشکر کا پورا انتظام فرماکر چیتور کا عازم ہوا اور چند روز مین سامان کرکے کانگڑہ مین آترا اور تین روز آمد لشکر مین توقف ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیے ہوئے حضوری مین آتا ہی اور قصبہ مہراسہ تک پہونچا ہی چنانچہ چند روز بعد جب وہ حاضر ہوا اور مال عظیم پیشکش کیا اور باپ کی خطا معاف کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے اُس کے باپ کی خطا معاف کرکے اُس کو شاہانہ خلعت دیا اور لشکرکشی سے باز رہا اور نواح جالوارہ مین چند روز سیر و شکار کے بعد احمد آباد مین آکر رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت دے کر رخصت کیا اور خود قصبہ سرکھیج کی طرف گئے۔ اور اسی سال ایاز خاص سلطانی نے انتقال کیا اور بادشاہ نے غمگین ہوکر جاگیر اس کے بیٹے کو عنایت کی اور ۹۳۰ سنہ نوسوتیس ہجری مین مفسدون و متمردون کی گوشمالی کا قصد فرماکر چنپانیر سے سوار ہوا اور مہراسہ و مہرسول کے درمیان مین چند روز توقف کرکے حصار مہراسہ کو از سر نو تعمیر فرماکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین حرم سلطانی جو سب سے زیادہ محبوب تھی بیمار ہوکر مرگئی بادشاہ اور شہزادہ غم و الم مین گرفتار ہوکر چند مرتبہ اس کی تربت پر جاکر فاتحہ خوانی کے بعد بادل مغموم عازم احمد آباد ہوئے لیکن بادشاہ اکثر اوقات غمگین رہتا تھا۔ ایک روز خداوندخان نے جو وزرا مین سے فضیلت مین ممتاز تھا عمدہ تقریب سے صبر و سکون کے فضائل بیان کرکے بادشاہ کو خوش کیا اور موسم برسات مین بادشاہ کو محمد آباد چنپانیر کی سیر پر راغب کیا۔ بادشاہ بہ عزم ہوا خوری متوجہ محمد آباد چنپانیر ہوا وہان ایک روز سکندرخان لودھی بادشاہ دہلی کے بیٹے عالم خان نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے بوجہ سادہ لوحی و ناتجربہ کاری کے تیغ ظلم سے بہت سے امراے بزرگ کو قتل کر ڈالا ہی اور کچھ لوگ جو باقی بچے ہین مکرر ان کی عرضیان بندہ کے پاس طلبی کی پہونچین چونکہ بندہ نے مدت سے اس امید پر خدمتگزاری کی کہ اس خاندان عالی شان کی توجہ سے ایک روز دولت ملے گی اب وہ وقت ہی کہ اگر حضور اس فقیر کے حال پر خاص توجہ مبذول فرماوین کو نشان دولت و اقبال سر فقیر پر سایہ افگن ہو تو امید ہی کہ بخت پژمردہ کا گلبن پھلے پھولے اور ممالکات موروثی ہاتھ آوے۔ سلطان مظفر نے ایک جماعت اُس کے ہمراہ کرکے زر نقد خزانہ سے عطا کرکے جانب دہلی روانہ کیا جسکا بقیہ حال بادشاہان لودھی کے ذیل مین پہلے گزر چکا ہی اور ۹۳۱ سنہ نوسو اکتیس ہجری مین سلطان مظفر چنپانیر سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین شاہزادہ بہادرخان نے کمی آمدنی و کثرت خرچ کی شکایت پیش کرکے چاہا کہ اُس کا وظیفہ بھی مثل بڑے بھائی شاہزادہ سکندرخان کے مقرر فرمایا جاوے بادشاہ نے بعض موانع پر نظر کرکے بالفعل اس درخواست کے پورا کرنے مین وعدہ وعید پر ٹالا اور شاہزادہ بہادرخان مکدر و ملول ہوکر بے اجازت جانب احمد آباد راہی ہوا اور وہان سے

راجہ بال کی ولایت میں گیا۔ راجہ بال نے قدوم شاہزادہ بہادر کو نعمت غیر مترقبہ خیال کر کے ہر طرح خدمتگذاری کی اور شاہزادہ وہان سے ولایت چیتور میں آیا تو رانا سنگا نے بھی استقبال کر کے بہت پیشکش نذر کی اور عرض پرداز ہوا کہ یہ ولایت حضور شاہزادہ کے متعلق ہے جس کو منظور ہو عنایت فرماوین شاہزادہ نے رانا کی عالی ہمتی کی تعریف کر کے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بدستور آپ کو یہان کی حکومت نصیب رہے اور بہت خوشی کے ساتھ وہان سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کا عزم کیا اور وہان سے ولایت میوات مین آیا اور حسن خان میواتی نے چند منزل بڑھ کر استقبال کیا اور لوازم ضیافت بجا لایا۔ شہزادہ نے وہان سے دہلی کا قصد کیا۔ اتفاقاً ان دنون فردوس مکانی بابر بادشاہ نے ملک ہند مسخر کرنے کے قصد سے نواح دہلی مین نزول فرمایا تھا۔ بادشاہ ابراہیم نے بوجہ قدوم شاہزادہ کے مستظہر وقوی دل ہو کر کمال اعزاز و احترام کیا۔ ایک روز شاہزادہ بہادر خان نے جوانان گجرات کو ساتھ لے کر میدان کا رخ کیا اور امراے مغل سے خوب لڑا۔ امراے افغان جو بادشاہ ابراہیم سے متنفر تھے اس امر پر متفق ہوئے کہ بادشاہ ابراہیم کو دفع کر کے شاہزادہ بہادر خان کو تخت دہلی پر بٹھاوین۔ بادشاہ ابراہیم اس بات کو سمجھ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے بہادر خان کو آزار پہونچاوے شاہزادہ بہادر خان نے جانب جون پور قصد کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ مظفر کو پہونچی کہ شاہزادہ بہادر خان دہلی پہونچا اور بادشاہ بلند اقبال ظہیر الدین بابر شاہ افواج مغل کے ساتھ نواح دہلی مین موجود ہے تو فرزند رشید کی مفارقت سے بہت ملول و محزون ہوا اور خداوند خان کو حکم دیا کہ خطوط و عرائض لکھکر شاہزادہ کو بلاؤ اور اسی درمیان مین دیار گجرات مین قحط عظیم ظاہر ہوا کہ خلق خدا مضطر ہوئی بادشاہ مظفر نے شفقت عام سے ختم کلام ربانی شروع کیا اور حق تعالے نے اُس کی نیک نیتی سے رحم فرما کر خلق سے یہ بلا دور کر دی اور سلطان انھین دنون ایسا بیمار ہوا کہ روز بروز مرض بڑھتا جاتا تھا اور علاج مفید نہوتا تھا۔ ایک روز اسی عالم یاس مین سلطان مظفر شاہ نے اپنے فرزند رشید شاہزادہ بہادر خان کو یاد فرما کر فرط محبت سے آنسو بہائے۔ ایک شخص نے موقع دیکھکر عرض کیا کہ لشکر والے دو فرقہ ہو گئے ہین ایک فرقہ کی یہ خواہش ہے کہ شاہزادہ سکندر خان ولیعہد ہو اور دوسرے فرقہ کی خواہش یہ ہے کہ شاہزادہ لطیف خان ولیعہد ہو۔ سلطان مظفر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ یون فرمایا کہ بھلا شاہزادہ بہادر خان کے حال سے بھی کچھ خبر پہونچی ہے یا نہین۔ اس وقت مجلس مین جو عقلا و تجربہ کار دور اندیش موجود تھے انھون نے فحواے کلام سے یہ بات نکالی کہ بادشاہ کی دلی رغبت یہ ہے کہ شاہزادہ بہادر خان میرا قائم مقام ہو لیکن حالت موجودہ کے لحاظ سے اس کو زبان سے کہنا خلاف مصلحت دیکھتے ہین اور ظاہر ہے کہ اس سے ایک قوی فتنہ پیدا ہو جانے کا احتمال ہے بلکہ سلطان مظفر نے

اس فتنہ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے جمعہ کے روز بتاریخ دوم جمادی الاولےٰ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری کو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو روبرو طلب فرمایا اور اپنی حالت سے اطلاع دے کر اس کو بعض ضروری نصائح سنائے اور سب سے زیادہ ضروری وصیت یہ کی کہ بھائیون کے حق مین واجبی شفقت کا برتاؤ رکھے اور ہمیشہ ان کا لحاظ رہے اور بعد اس وصیت ونصیحت کے اسس کو رخصت کیا اور مجلس سے اُٹھکر حرم سرا مین تشریف لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر تشریف لاکر مسند پر بیٹھ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد اذان جمعہ کی آواز گوش مبارک مین پہونچی اور نماز کے واسطے مضطرب ہوا لیکن اپنے مزاج مین اتنی قوت نہ دیکھی کہ مسجد مین جاکر شریک نماز ہو سکے اور فرمایا کہ مین اپنے بدن مین اتنی طاقت نہین پاتا ہون کہ مسجد مین جاکر نماز اداکر سکون پھر لوگون کو رخصت کیا کہ جاکر مسجد مین نماز پڑھین اور خود نماز ظہر اداکر کے فارغ ہوا اور بعد ادائے نماز کے ایک ساعت ہی بیٹھا تھا کہ ادائے کلمۂ شہادت کے ساتھ جوار رحمت حق مین انتقال فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی تمام مدت چودہ برس نو مہینے تھی اور اس کی عمر شریف انتقال کے وقت فقط بیالیس برس کی تھی۔ سلطان مظفر ایسا بادشاہ تھا کہ شرع شریف کی پیروی مین فرق نہ کرتا ہر حال مین متشرع رہتا اور باوجود ظاہری تشرع کے اچھا پرہیز گار خداترس تھا اور حضرت سید کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کی پیروی وتلاش بہت کرتا تھا اور خوشخط تھا خط نسخ وثلث ورقاع بہت خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید لکھا کرتا تھا جب وہ تمام ہوجاتا تو عزت وحرمت کے ساتھ مع تحف وہدایا کے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بھیجتا تھا اور اس کی آوازۂ سخاوت اور فضل ودانش کو سنکر عربستان وروم وایران وتوران کے اکابر واشراف بہت کثرت سے خشکی وتری کی راہون سے گجرات مین آتے اور سب ہی اپنی اپنی لیاقت کے موافق اس کے فیض انعام واحسان سے مالامال ہو کر مسرور وخوشدل اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے اور جن کی خواہش یہان قیام کی ہوتی تھی وہ مسند عزت پر متمکن ہوکر گجرات مین قیام کرتے تھے اور اسی بادشاہ دادگستر ہنر پرور کے عہد دولت مین شیراز کے مشہور معروف خوشنویس نے جن کا نام نامی ملا محمود سیاوش تھا شیراز سے گجرات کا عزم کیا اور یہان پہونچکر کمال عزت وحرمت سے سرفراز ہو کر مقیم ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جس وقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادۂ لطیف خان کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعضے اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوسکے لیکن اس واسطے

کہ سلطان مظفر نے اُسے وصی کیا تھا اکثر امرائے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان شاہزادہ
سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہو کر اپنی جاگیر ندربار اور سلطان پور میں
گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبیعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی میت
سرکھیج کی طرف بھیجکر لوازم تعزیت میں مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنے بعد سوم تعزیت برخاست کر کے
محمد آباد چانپانیر کی طرف نہضت فرمائی اور جب قصبہ انوہ میں پہونچا وہاں کے بزرگوں کی زیارت کی اور
یہ بات سمع مبارک میں پہونچی کہ شیخ جیو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہیں اُنھوں نے فرمایا ہی
کہ سلطنت شاہزادہ بہادر خان کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرفہاے
نالائق شیخ جیو کی نسبت زبان پر جاری کر کے انکی مذمت کی اور جب چانپانیر میں پہونچا اپنے خدمتگاروں کو جو
ایام شاہزادگی کے ملازم تھے اُنکے حال پر نوازش کر کے ولایتیں دین اور اپنے باپ دادا کے امرا پر لطف
اور لطف قدر دانی کم کی اس وجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہو کر امیدوار تفقد پر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک
حبشی جو از بندہ ہاے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے
تربیت یافتہ ہاے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئیں اور ایکبارگی تمام سپاہ اور
رعیت کا دل اس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ
کر کے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کر کے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے
چونکہ اکثر انعام بیجا و بے موقع تھے خلائق کو اور بھی زیادہ رنج پہونچا اور ہمت تخت نشینی شاہزادہ بہادر پر
مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہو کر اپنے مآل کار میں متفکر اور ہراسان ہوا
اس درمیان میں معلوم ہوا کہ شاہزادہ لطیف خان ندربار اور سلطان پور میں خیال شاہی کا رکھتا ہے اور
منتظر وقت ہے اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کر کے شاہزادہ
لطیف خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے ندربار کی سرحد پر جا کر دریافت کیا کہ شاہزادہ
لطیف خان کوہستان مونگاہم اور جیپور کے جنگل میں رہتا ہے بے تأمل جنگل جیپور میں گیا راجہ جیپور اعتماد
جنگل اور قلعی مکان پر کر کے جنگ پر آمادہ ہو کر اس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت سرداران
نامی شہید کیا اور چونکہ راستہ فرار کا مسدود کر چکا تھا راجپوتوں نے پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور سات سو
آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کر کے منتظر نتیجہ کے رہے
اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گروہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین کیا
اسی عرصہ میں امراے مظفری نے جو شرارت میں موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر
تیرے قتل کی تدبیر میں ہے ہم نے از راہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ
بے شکوہ کے کہنے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر میں پڑا کہ جس طور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو جس طرح ہو سکے

دفع کرکے شاہ مظفر کے فرزندان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کرون اور مین خود مہمات مالی اور ملکی مین مشغول ہون چنانچہ ایک روز شاہ سکندر سیر کے واسطے سوار ہوا عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کرکے اُس کے قتل کے واسطے پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نپائی اثنائے راہ مین ایک شخص نے صورت حال سلطان سکندر سے ظاہر کی شاہ سکندر سادہ لوح نے جواب دیا کہ خلائق چاہتی ہے کہ امرا اور غلامان مظفر شاہی کو آزار پہونچاؤن عماد الملک شاہی ہمارے بندہ ہاے موروثی سے ہے کیونکر اس امر قبیح کا مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سنکر متاثر اور متالم ہوا اور ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو درمیان عوام کے مذکور ہوتا ہے کہ شاہزادہ بہادر خان تسخیر گجرات کے واسطے دہلی سے آتا ہے اس سبب سے ہمارا دل پریشان ہے اتفاقاً اُسی شب کو قدوۃ السالکین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ چنو اور ایک جماعت مشائخ کو خواب مین دیکھا اور سلطان مظفر بھی اُن کی خدمت مین حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ اے فرزند سکندر تم تخت سے اُٹھو اور شیخ چنو نے بھی فرمایا کہ اُٹھ کہ یہ جگہ تیری نہین ہے تخت مظفر شاہی کا وارث شہزادہ بہادر خان ہے جب صبح کے وقت خواب سے بیدار ہوا اُسی وقت ایک شخص کو طلب کرکے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اور اُس خواب سے پریشان ہوکر تفریح دل کے واسطے چوگان بازی کے لیے سوار ہوا اور خواب سے بعضے شخصون نے اطلاع پائی سلطان سکندر بعد ایک پہر کے اپنے دولت خانہ مین تشریف لایا اور خاصہ نوش کرکے استراحت فرمائی جب امرا اور مخصوص اپنے مکانون پر گئے شعبان کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین عماد الملک باتفاق امرا اور اعیان مملکت مثل بہاء الملک اور داور الملک اور سیف خان اور دو نفر غلام ترک مظفر شاہی اور ایک نفر حبشی سلطان سکندر کے دولتخانہ مین درآیا اور اُس جماعت سے جو اُس کے ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اس محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہے تماشا کرو جب یہ حرف کے قریب پہونچے نصرت الملک اور ابراہیم بن جوہر وہان موجود تھے اُس جماعت نے اُنھین دیکھکر تلوار میان سے لی اور اُن پر حملہ کیا اور وہ دونون بھی تلوار کھینچکر جنگ مین مشغول ہوئے لیکن اُن کی تلوار نے کام نہ کیا آخر وہ ناکام مارے گئے پھر وہ جماعت سلطان سکندر کے خوابگاہ کی طرف متوجہ ہوئی سید علم الدین جو سلطان کے پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کرکے دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کرکے خود بھی شہید ہوا اور اُنھون نے شاہ کے پلنگ کے قریب جاکر دو تین وار تلوار کے لگائے اور شاہ مظلوم ہراسان ہوکر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا اُن مین سے ایک سنگدل نے ایسی ضرب تلوار کی ماری کہ سلطان سکندر شہد شہادت نوش کرکے جنت کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینے سترہ دن تھی -

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی شاہی کا

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے باتفاق بہاء الملک فوراً نصیر خان کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے

تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا خوف وہراس سے اطراف مین پراگندہ ہوئے اور اُنکے مکان لٹ گئے اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کی طرف کہ جنپانیر کے متعلق ہے بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا اور اعیان گجرات بالضرورت آنکر تہنیت خوان ہوے عماد الملک بطریق عمل ورآمد امرا اور اعیان کو خلعت دے کر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سوا کاسی امرا کو خطاب دیا لیکن اُن کا مواجب یعنے تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اس واسطے اکثر لوگ انتظار شہزادہ بہادر کے آنے کا کھینچتے تھے اور اُس کے طلب مین رسل ورسائل بھیجتے تھے خصوصاً خداوند خان اور تاج خان اس بارہ مین دوسرون سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جس وقت شہزادہ بہادر نے جانی پور مین خبر فوت سلطان مظفر کی سُنی بہ تعجیل گجرات کی طرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہو کر برہان نظام شاہ بحری کو بذریعۂ عرضی زرِ خطیر بھیجکر سلطان پور اور ندربار کی سرحد پر طلب کیا اور مالپور کے راجہ کو بھی کتابت کر کے محمد آباد جنپانیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرض داشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سے بندر دیو کی سمت روانہ فرمائی جاوے تو ایک کروڑ تنکہ نقرہ خدمتگارون کی مدد خرچ کے واسطے پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نے تحف وہدایا اور اشیاے نفیسہ لیکر تغافل مین ڈال دیا اور راجہ مالپور قرب وجوار کے لحاظ سے سامان جنگ درست کر کے جنپانیر کے اطراف مین آیا اور تھانہ دار ڈونگر پور نے عماد الملک کے عریضہ بہ بابر شاہ کو لکھا تھا اطلاع پاکر تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بابر شاہ کو عرضداشت لکھکر آن حضرت کو طلب کیا ہے امراے گجرات نے ایلچی کاروان شاہزادہ بہادر کی خدمت مین روانہ کر کے جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی مین شاہزادہ کی حضوری سے شرف یاب ہوا اور عرایض امرا کے گذرانے اتفاق سے اس وقت پایندخان بھی افغانان جونپور کی طرف سے بہادر شاہ کی طلب مین آیا تھا کہ آ سے لے جاکر جونپور کے تخت پر بٹھاوین شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کی طرف زیادہ تر تھا لہذا پایندخان کو رخصت دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا منقول ہے کہ جس وقت گجرات اور جونپور سے لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئے ہر ایک اس کے لے جانے مین کوشش کرتے تھے اور شہزادہ بہادر نے اُنھین یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی طرف جاتا ہون اور باگ گھوڑے کی ہاتھ سے چھوڑ کر مطلق العنان کرتا ہون جس طرف چاہے لے جاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت روان ہوا اور وہ جب اُس طرف متوجہ ہو کر چتوڑ کی نواح مین پہونچا تو گجرات سے سپاہی متواتر پہونچے اور شاہ سکندر کے واقعہ ہائلہ یعنی قتل ہونے کی خبر دی اور شاہزادہ چاندخان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو راناجو دیہ کے پاس تھے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محظوظ ہوئے اور شاہزادہ چاندخان رخصت ہو کر اس مقام مین رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین چتوڑ سے عبور کیا اور

اودے سنگھ راجہ پالپور اور بعضے متعلق سلطان سکندر مثل ملک سرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر
اشخاص سلطان کی خدمت مین پہونچے اور سلطان نے بہار الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت
تاج خان اور امراے دیگر کے پاس بھیجکر اپنی آمد سے اطلاع بخشی اور تاج خان جو عماد الملک سے خائف ہوکر
اپنی قوم و قبیلہ کی جماعت سے فوجین آراستہ کیے ہوئے دندوقہ مین سلطان بہادر کے سر راہ بیٹھا تھا
فی الفور کوچ کرکے شاہزادہ بہادر خان کی خدمت کے لیے روانہ ہوا اور شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر
کو اس کے ہمراہ رہتا تھا اُسے مدد خرچ دے کر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب وارث مظفری اور محمودی
آپہونچا تمھارا یہان رہنا مناسب نہین لطیف خان با دل بریان و دیدۂ گریان شاہزادہ فتح خان کے پاس کہ
شاہزادہ بہادر کا چچیرا بھائی ہوتا تھا جاکر ملتجی ہوا جب شاہزادہ بہادر ڈونگر پور مین پہونچا خرم خان اور
بھی خوانین اُس کے استقبال کے واسطے دوڑے اور امرا اور سردار ہر طرف سے اُس کے پاس
حاضر ہونے لگے عماد الملک کے دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کے فراہم کرنے مین خزانے
خالی کرنے لگا اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ کرکے قصبہ مہراسہ
کی طرف بھیجا تو جاکر خلائق کی آمد و شد کا راستہ بند کرے اور کسی کو شہزادہ بہادر کے پاس جانے نہ دیوے
شاہزادہ بہادر خان جب قصبہ محمود نگر مین پہونچا بعضے امراے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے
تھے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے عضد الملک احوال اس طرح کا دیکھکر محمد آباد کی سمت عماد الملک کے
پاس گیا جب شاہزادہ قصبۂ مہراسہ مین پہونچا تاج خان مع چتر اور جلوس شاہی ملازمت مین حاضر ہوا اور
شہزادہ بہادر خان نے بہ شوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین
بشہر پٹن نزول کیا اور وہان سے نشان بادشاہی بلند کرکے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور رمضان کی
اٹھائیسوین تاریخ کو قصبۂ سرکیچ مین جاکر مشائخ عظام اور آباے کرام کی زیارت کرکے احمد آباد مین داخل ہوا
عماد الملک نے بحالت پریشانی اور بدحواسی مین سپاہیون کو ایک سال تنخواہ پیشگی دے کر ایک شخص
کو شہزادہ لطیف خان کی طلب کو بھیجا کہ شاید اُسکی مدد سے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جب تک وہ پہونچے
شہزادہ بہادر خان کوچ بر کوچ محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک کی طرف سے دلگیر اُس سے
لڑنے کو جاتے تھے راہ مین اُس سے ملحق ہوتے تھے اور بہاء الملک اور داور الملک جو سلطان سکندر
کے قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کرکے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شہزادہ
بہادر خان موقع وقت دیکھکر اُنکی دلجوئی اور تالیف قلوب مین کوشش کرتا تھا تاکہ عماد الملک پر غالب
ہوکر محمود شاہ کے فرش حکومت کو اُٹھادے نصیر خان المخاطب بمحمود شاہ کی مدت دولت چار ماہ تھی —

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید الفطر سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین کہ نجومیون نے ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ نے امرا اور اعیان

نمکحلالت کی سعی سے بلدۂ احمد آباد مین اپنے باپ دادا کے تخت پر متمکن ہو کر رسوم تصدق اور خیرات جاری کیے اور
امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور خلعت اور گھوڑا دے کر خوش دل اور
مسرور کیا اور ابتدا سے شوال مین احمد آباد سے کوچ کر کے محمد آباد چنپانیر کی طرف چلا پہلی منزل مین
مظفر خان ایک جماعت سرداران معتبر سے لے کر خدمت مین حاضر ہو کر مشمول عنایت اور الطاف ہوا
اور جب اُس منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آب پاترک اس قدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور
متعذر ہے سلطان بہادر نے قصبۂ سونج مین مقام کر کے تاج خان کو دریاے پاترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو بآسانی
تمام بذریعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امراے محمد آباد جنھون نے خزانہ سے اموال انعام لیے تھے
خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ مال انھین معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کر کے
آب مہندری کے کنارے اور چاندپور کے گھاٹ پر پہونچا فوج نے آتنا شروع کیا عماد الملک نے عضد الملک
اور ایک جماعت کو بڑودہ اور دوسرے اطراف مین اسباب مہیا و مستعد کیا تھا تاکہ غبار فساد برپا کر کے شاہ
کو اپنی طرف مشغول کرین شاہ نے اُس جماعت کی طرف توجہ نفرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کر کے
محمد آباد چنپانیر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہونچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا
سلطان بہادر نے اس سے فرمایا کہ بیشتر جا کر اپنے باپ کو حکم پہونچا کہ عماد الملک کا مکان گھیر کرا سے
گرفتار کرے اور بعد اُس کے تاج خان کو مع چند خوانین عماد الملک کے تدارک اور گرفتاری کے واسطے
تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جا کر عماد الملک کے مکان کو محاصرہ
کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ جیو صدیقی کے مکان مین پناہ لے گیا اور شاہ جیو کا مکان تمام لٹ
گیا اور اُس کے فرزند قید ہوئے سلطان بہادر اتفاقاً خداوند خان کے مکان کے سامنے سے نکلا تو
خداوند خان کہ اس عرصہ مین گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک
لحظہ کے بعد عماد الملک کو خداوند خان کے غلام شاہ جیو صدیقی کے مکان سے گرفتار کر لائے شاہ نے
فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچین اور رفیع الملک خان
کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا خطاب عماد الملک دیکر بخشی الممالک کیا اور عضد الملک پر اخبار سنکر
بڑودہ سے کسی طرف بھاگا جاتا تھا کو لیان نے راستہ مین تمام ساز سامان اور مال اُس کا تاراج کیا اور
سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کے واسطے مقرر کیا اور بعد اس کے نظام الملک
کو محافظ خان کے سر پر بھیجا اور وہ بھاگ کر راے سنگہ کے پاس ملتجی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے مال و
اسباب اُس کا لوٹ کر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین پسر عضد الملک اور شاہ جیو صدیقی اور
ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھی قدر خان کے مکان مین ماری گئی اور سیاد الملک باوجود
سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہو کر محمد آباد چنپانیر سے مفرور ہوا شحنہ وہان اس کو راستہ سے گرفتار

کرلایا جو کہ اس نے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے پہونچا تھا اب تک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچکر سولی پر چڑہاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر شہید کے قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفرور ہوکر جاتے تھے راہ مین گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق انھین توپ کے منہ مین رکھکر اُڑا دیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرما کر وصہ قلیل مین سلطان سکندر کے قاتلون کو بسیاست تمام قتل کیا منقول ہی جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد جنپانیر مین داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان پسر شاہ مظفر جو عماد الملک و امرا کے بلانے سے اُس نواح مین آیا تھا شہر مین پہونچکر چند روز پوشیدہ رہا قیصر خان اور الغ خان اور بعض امرا نے لطیف خان سے یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ شہر مین توقف لائق نہین ہی آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پھر شہزادہ لطیف خان مایوس ہوکر ولایت پالن پور کی طرف گیا اور عضد الملک اور محافظ خان بھی ولایت مونگاپور کی طرف گئے اور سلطان بہادر باطمینان تمام رعیت پروری اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا عامۂ خلائق اور جمیع گروہون کو انعام سے سرفراز کیا اور تنخواہ سپاہ کی علی العموم دس کے بیس[۲] اور دس کے تیس[۳] اور دس کے چالیس[۴] اضافہ فرمائے اور ایک برس کا مواجب خزانہ سے دے کر سب کو راضی اور شاکر کیا اور فقرا سے مزار سرکہج اور بٹوہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی ایزاد کرکے خوش دل کیا اور جو اُس وقت تاین دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد جنپانیر تھا بادشاہ اُس ممالک کے وہان تخت پر بٹھلائے جاتے تھے ذیقعدہ کی گیارھوین تاریخ نجومیون سے ساعت نیک پوچھکر دوبارہ دریائے مشرقی کے قریب تخت مرصع جواہر نگار بچھا کر سلاطین سلف کے آئین کے بموجب آراستہ کیا اور تاریخ مذکور ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری مین سلطان نے تاج شاہی زیب سر فرما کر اپنے باپ دادا کی رسم و آئین کے موافق جلوس فرمایا اور اکابر اور مشائخ اور خوانین نے مبارکباد دی اور لوازم نثار اور نثار پیش پہونچائے اور اُس دن ایک ہزار آدمی نے خلعت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابون اور نوازشون سے سربلند ہوئے اور غازی خان کا مواجب کہ جلوس احمد آباد کے دن دس کے بیس اضافہ کیے تھے اس روز بیس اور اضافہ فرمائے اور ندربار اور سلطان پور کی حکومت پر تعین فرمایا اور ان دنون مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ لطیف خان عضد الملک اور محافظ خان کے بہکانے سے ندربار اور سلطان پور کے اطراف مین کوہ اودامن مین جاکر ارادہ فساد کا رکھتا ہی باستماع اس کے سلطان بہادر نے ایک فوج تعین کی کہ باتفاق غازی خان اس کی دفع و رفع مین قیام کرین چونکہ اس جلوس کے چند روز بعد ہی روز عید الضحی پہونچا اُس دن بھی جشن عالی ترتیب دے کر اکثر امرا کو خلعت اور کمربند و خنجر اور شمشیر مرصع عطا فرماکر اپنے سے راضی کیا اتفاقاً اندنون مین قحط واقع ہوا اور ہشیار الملک کو جو وقت سواری کا خزینہ دار تھا فرمایا کہ سواری کے وقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اُسے

بلا توقف دینا پس ان دنون مین ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوتا تھا اور اسیطور سے
ہر ایک شہر مین متعدد لنگر خانے فقرا اور مساکین کے واسطے مقرر فرما کر احوال برایا کی رفاہ اور آسودگی مین
کوشش کرتا تھا یہان تک کہ بلاد گجرات مین افضال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور ابھی کچھ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ ارباب فتنہ حرکت مین آئے شجاع الملک بھاگ کر لطیف خان سے جا ملا اور امرا سے
دولتخواہ نے اس حال پر آگاہی پاکر سلطان کی عرض مین پہونچایا سلطان نے الغ خان کو دولتخواہ سمجھکر
مع لشکر کثیر لطیف خان کے سر پر تعین فرمایا ابھی وہ روانہ نہوا تھا کہ بعضے دولتخواہون نے عرض کی
کہ قیصر خان اور الغ خان سلطان سکندر کے قتل مین عماد الملک کے ساتھ متفق تھے اور اب بھی پوشیدہ
لطیف خان کے شریک ہین اور قسم قسم کی اعانت کرتے ہین سلطان اس فکر مین تھا کہ تاج خان نے سمع مبارک
مین پہونچایا کہ قیصر خان اور الغ خان نے لطیف خان کو خفیہ مشہور راستہ سے نادوت کی طرف طلب
کیا ہے اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات مین ہرگز خلاف نہین ہے دوسرے دن جب امرا دربار
مین مجرے کو حاضر ہوئے سلطان نے قیصر خان اور الغ خان کو قید کیا اور اس کے چند روز کے بعد
اور الملک جو کسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ پابوکو کہ اس
جماعت کی مصاحبت مین متہم تھے انھین پا برہنہ اور ہاتھ باندھ کر بار عام مین حاضر لائے اور اہل شہر
نے بلوا کرکے ان کے مکانون کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گلے مین ڈالکر عجز و زاری کی اور پابو
نے پچاس لاکھ تنگہ خون بہا دے کر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے اُن کا خون معاف کرکے
رہائی کا حکم نافذ فرمایا اور مملکت فتنہ و فساد کی آلایش سے پاک ہوئی کسی طرف سے دغدغہ نرہا اور ۹۳۳ھ
نو سو تینتیس ہجری مین ایک جماعت سلاحداران خاصہ سے کہ عدد اُن کا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع
مین دادخواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہین ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی
سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہین حکم اُنکی
تقسیم تنخواہ کا دیا اُنھین دنون مین عرض داشت غازی خان کی پہونچی کہ لطیف خان نے مع جمعیت تمام
سلطان پور مین آنکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہم نے اُسکے مقابلہ مین قیام کیا بعد لڑائی کے عضد الملک
اور محافظ خان بھاگ گئے اور رائے بھیم مع بھائیون کے اس جنگ مین مارا گیا اور شاہزادہ لطیف خان
زخمی گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بفور استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امرا کو بھیجا
کہ لطیف خان کے حال پر کمال تفقد کرکے اسکے زخمون کی مرہم پٹی مین مصروف ہون اور اُسے
بعزت تمام حضور مین لاوین لیکن لطیف خان جو زخمہاے کاری رکھتا تھا راہ مین فوت ہوا اور موضع ہالول
توابع جنپانیر مین اُس کا تابوت لیجاکر سلطان سکندر کے پہلو مین دفن کیا اور اُسی سال دوسرا بھائی
نصیر خان جس کا نام سلطان محمود ہوا تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اور سلطان

بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام پختہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا اور اُسی
سال خبر پہونچی کہ راے سنگھ راجہ پال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبہ دھور کو غارت کیا اور
مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی مین کوشش کرتا ہے سلطان بہادر
یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نے معروض کیا کہ ابتداے
سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت اور ملال کو آئینہ دل صفا منزل
مین راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الٰہی اور اقبال عدو مال بادشاہی
کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری
دے کر ایک لاکھ سوار راے سنگھ کی تنبیہ کے واسطے ہمراہ کر کے رخصت کیا تاج خان ولایت
پال مین داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا راے سنگھ نے از راہ
عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امراے مظفری سے تھا بھیجکر اپنے عفو
جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھنچا پھر تاج خان نے زیادہ تر اسکی
ممالکات مین خرابی اور بربادی کی اور راجہ راے سنگھ ناچار ہو کر جاے قلب اختیار کر کے تاج خان کے
مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر راے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ قتل نہوا تاج خان
نے چند روز ولایت پال مین اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت مین روانہ ہوا اور سلطان
ربیع الاول سنہ مذکور مین شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت مین ایک جماعت رعایاے بندر کنبایت
سے وہان کے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تاج خان کو اس کے سرانجام کے واسطے
منصوب کر کے عامل کنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد چنپانیر کے اطراف مین پہونچا
پسر راناسنگا ملازمت مین حاضر ہوا بعد چند روز کے اُسے خوشدل اور خوشحال کر کے رخصت انصراف دی اور
سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصہ قلیل مین اُسے مفتوح کر کے چنپانیر کی
طرف معاودت کی اور اُس کے چند روز کے بعد قلعہ بھروچ کی عزیمت کر کے وہان بھی رایات نصرت
آیات بلند کیے اور کنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک
جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیون کا باد مخالف نے اس بندر
کی طرف پھینکا اور قوام الملک نے اس جہاز کو گرفتار کر کے فرنگیون کو سلک عبودیت یعنی غلام غازی خان
کیا شاہ یہ خبر سُنکر محظوظ اور مسرور خشکی کے راستہ سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک پہونچکر
استقبال کر کے فرنگیون کو ملاحظہ مین درلایا اور سلطان نے ان مین سے ایک جماعت کثیر کو [illegible]
سے مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجہ [illegible]
کا تھا اسکا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از رو سے عجز و تقصیر ملتجی آستانے

برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک بیدری نے از روے تعدی کے ملک برار پر دخل کیا ہے
فقیر اس کی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال مین
برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ مین بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اسے متفرق اور
پریشان کیا اس درمیان مین فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور پر کہ عظیم تر قلاع اس
بلاد سے ہے تعدی متصرف ہوا اس بارہ مین جیسا کہ امر جلیل القدر نافذ ہووے عمل مین لاوے در جواب
اس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ مین عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ملک عین الملک
حاکم نہر والہ نے حسب الحکم جا کر فریقین کے درمیان صلح کروائی اور اب جو پیشدستی کی ابتدا برہان نظام شاہ
سے ہوئی اعانت مظلومان بر ذمہ ہمت کریمان فرض اور واجب ہے پھر محرم ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری بہ نیت
بقصد تسخیر ولایت نظام شاہ مع لشکر بیشمار متوجہ ہوا اور قصبہ بڑودہ مین نزول کر کے ایک مدت سپاہ
کے سامان مین مصروف رہا اور سنہ مذکورہ کے اوسط سال مین جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلون کے
غلبہ سے جلاوطن ہو کر بحالت تباہ سلطان بہادر کے ظل عاطفت مین پناہ لایا اور سلطان نے تفقد
اس کے حال پر اختلال پر مبذول فرما کر بارہ لاکھ تنکہ خرچ عطا کر کے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی
ملک موروثی مغلون کے قبضہ سے برآوردہ کر کے تیرے سپرد کرونگا جب آوازۂ شوکت بہادر
شاہی اور اسکے جلال کا ربع مسکون مین منتشر ہوا تو اس سفر مین قریب و بعید کے راجہ اس کی
درگاہ کی طرف متوجہ ہوتے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا مع جماعت پوربیہ حاضر ہو کر سلک ملازمان
خاص مین منسلک ہوا اور بھیرون بن سہجی راج بھتیجا راجہ سنگا کا بھی مع چند راجپوت معتبر آن کر
ملازمون مین داخل ہوا اور بعضے سرداران دکن نے بھی نقد سعادت حضور حاصل کی اور حسب علو قدر مراتب
انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک محمد آباد چنپانیر مین توقف واقع ہوا علاء الدین
عماد شاہ نے بیتاب ہو کر خضر خان اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجکر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ
بحری نہایت زیادہ غرور کی بیخودی سے صلح کا خیال نہین رکھتا ہے اگر آنحضرت ایک مرتبہ دکن کی طرف نہضت فرماوین
بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اس کی قبول کر کے دکن کی طرف روانہ ہوا
اور جب آب نربدہ کے کنارے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور
سلطان کو ضیافت کے واسطے برہان پور لے گیا اور لوازم ضیافت بجا لایا اس کے بعد عماد الملک
بھی جریدہ کاویل سے اس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور پنجہ راس گھوڑے اور تحف و ہدایا
گذرانے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیرو ماہور کے اطراف
مین تھا برار کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور مین پہونچا چند روز مقام کر کے دندان طمع اس
ملک پر تیز کیے اور عماد الملک نے مضطر ہو کر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میران محمد شاہ

فاروقی کو متوسط کرکے ایسا کیا کہ سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھ گیا اور جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین
تحریر ہوا ہے احمد نگر مین پہونچا اور بسبب دیکھنے خواب مہیب کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور دریا لاگلواسین
خوف قتلو کے کنارے فروکش ہوا اور عماد الملک کو مع امراے کثیر گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے تعین کیا
لیکن بعد چند روز کے علاء الدین عماد شاہ نے وکیلون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے طلب کرنے سے نادم
پشیمان ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کرکے راہ فرار نا پی اور جب دکنی گجرات کا راستہ
گھیر کر رسد غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ
علامت قحط غلہ اردو مین ظاہر آئی اُس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو نوید واپس دینے قیلان
میران محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اسکے نام پڑھا سلطان بہادر
سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کرکے سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین
ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانبور سے خداوند خان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو
مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار باگر کے سمت بھیجا اور خود بندر کنبایت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک روز وہان
بسر کرکے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کئی جہاز اطراف بنادر سے
پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کرکے کارخانون مین داخل کی اور ازانجملہ
ایک ہزار چھ سو من پستہ اور منقی تھے اور جماعت رومیون کی جو باتفاق مصطفی خان رومی برسم
تجارت آئی تھی ان کے حال پر لطف الطاف مبذول کرکے اُس قوم کے واسطے منزل مناسب لیکر ازانجا
اور ملک ایاز سے سفارش غربائی کرکے ولایت بانسوالہ اور ڈونگرپور کی سمت گیا اور آتش نہب
ملک مین لگا کر وہان کے راجاؤن سے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد چانپانیر کی طرف معاودت کی اور
عمر خان اور قطب خان و دیگر امراے سلطان ابراہیم لودھی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد
بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کی طرف آپڑے تھے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے سلطان
نے پہلے دن تین سو قباے زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنکہ نقد انعام دیے اور
اُن کی دلجوئی سے فارغ ہوا مہراسہ کی طرف کوچ کیا اور جب مہراسہ مین وارد ہوا خداوند خان
بھی امراے ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواترہ سے باگر مین پہونچکر اُس ولایت
جیسا کہ چاہیئے فرمایا اور ہر ایک مقام مین تھانہ دار مقرر کیے اور پرسرام راجہ باگر کا لاعلاج ہوکر ملا
حاضر ہوا اور سلطان بہادر کے حضور اسکا بیٹا شرف اسلام دریافت کرکے مسلمان ہو گیا اور
درگاہ سے ہوا اور مسمی جگا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل مین پھرتا
جان کے خوف سے بتشنی پسر رانا سانگا کے پاس ملتجی ہوا کہ میرا وسیلہ ہوکر مجھے سلطان
پہونچاوے اور معافی دلوادے اتفاق سے سلطان بہادر شکار کے واسطے جب بانسوالہ

برتنسی بن راناسنکا نے از راہ ملامت و عجز ایلچی بھیجکر چکا کے عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول فرماکر
چکا کو طلب کیا اور گھاٹ کرجی کے مقام مین مسجد عالی بنائی اور دہ قصبہ برٹھی راج کو دیا اور باقی ولایت پاکر
درمیان برٹھی راج اور چکا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چند روز شکار کے واسطے اس مقام مین قیام کیا کہ
مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی نے جو کہ ممنون احسان اور مرہون امتنان سلطان مظفر شاہ سے ہے
شرزہ خان حاکم مندو کو بھیجا کہ بعضے قصبے ولایت چیتور کو تاراج کرتا ہوا اجین مین سلطان محمود خلجی سے ملحق ہو اسی
درمیان مین ایلچی برتنسی پسر رانا نے آنکر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہو وہین
کہ بوجہ زنجیر عداوت کو حرکت نہ دیوین پھر اس وقت خبر پہونچی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور
کی طرف جاکر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اُس کی مافی الضمیر
واقف ہوا باتفاق فرزند سکندرخان میواتی کے بھاگ کر ولایت چیتور مین برتنسی ولد راناسنکا کے
پاس آیا ہی اور چند روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندرخان اور بھوپت پسر سلہدی اُردو کی طرف
متوجہ ہوکر دونون نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زربفت
اور ستر راس گھوڑے اُنھین انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان مین سلطان محمود خلجی کا نوشتہ
پہونچا کہ مین بھی ارادہ شرف حضوری کا رکھتا تھا لیکن موانع کے سبب سے تعویق مین پڑا اب
انشاءاللہ تعالے ملاقات گرامی سے مسرور ہون گا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند
مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش حق نیوش مین پہونچی ہے اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اُسکے مفرورون
کو اپنے ممالک مین پناہ نہ دین گے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بالنسوالہ کی عزیمت
کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا برتنسی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان
نے پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت اُنھین بخشے اور چند روز
کے بعد برتنسی راناکو چیتور کی طرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اُردو مین رہا سلطان
سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے بنیاد پر سنبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود
خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاوین گے اور دیولہ گھاٹ تک جاکر اُسے
رخصت کرکے دارالملک کی سمت مراجعت کرین گے اور اس منزل مین محمدخان آسیری آیا تھا اور جب
موضع سنبلہ مین پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کھینچا پھر دریاخان سلطان محمود خلجی کی طرف
سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار مین گھوڑے سے گر پڑا ہے اُس کا دہنا ہاتھ
ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہین ہے شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلاف وعدہ
کیا نہ آیا اگر مرضی اس کی ہووے ہم آوین پھر دریاخان نے کہا شاہزادہ چاندخان بن مظفر شاہ مرحوم
سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاندخان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دینا اُس کا

نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا بھی نہایت متعذر ہوا اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی امر ہو شاہ بہادر نے فرمایا
مین شاہزادہ چاندخان کو نہ طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہہ کہ وہ جلد میری ملاقات کو آوے جب ایلچی
سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ پیاپے طے منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود کے
آنے کا راستہ دیکھتا تھا جس وقت دیپالپور مین پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے
بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو مین نگاہ رکھے اور خود قلعہ سے جدا ہو کر گوشہ مین
بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان مین بعضے امراے سلطان محمود خلجی کہ بوجہ سلوک ناموافق
اُس سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر مین حاضر ہو کر عرض پیرا ہوے کہ سلطان محمود خلجی حیلہ حوالہ
مین ایام گذاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ متواتر شادی آباد مندو کی
طرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ مین پہونچا لشکر شادی آباد مندو کے محاصرہ کو مقرر ہوا اور محمد خان آسیری
بجانب غزنی ساتھ ہور چال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو بہل پور کی طرف بھیجا اور جماعت پوربیہ
کو سہلوانہ کی طرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول مین محلون مین قرار پکڑا اور شعبان کی انتیسوین شب
سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین سلطان بہادر مع جمعیت بہادران کے دو نفر اہل سندد کی ہدایت سے
قلعہ مین داخل ہوا اور فصیل پر اس قدر توقف کیا کہ بہت آدمی اُس کے قلعہ مین در آئے پھر صبح کی نماز
کے وقت سلطان محمود خلجی کے مکان کی طرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اس طرف سے کہ نہایت بلندی خاطر
جمع رکھتے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے اور اتفاقاً
چاندخان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اُترا اور راہ فرار پائی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت
قلیل مسلح ہو کر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے مین قوت برابری کی نہ دیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر ایک تقریب
کی ہدایت سے احوال عیال و اطفال کی رعایت کے واسطے پھر کر اپنے محل کی طرف چلا اور افواج ظفر
امواج سلطان بہادر نے یکایک اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل اور
حرم بادشاہون اور امیرون کا امان مین ہے خبردار کوئی اُن کے مال اور ناموس کا متعرض نہو اس واسطے بعضے
ہواخواہان اور رفقانے سلطان محمود خلجی سے عرض کی کہ شاہ گجرات ہر چند بیمروتی کرے مگر اسکی بیمروتی اورون کی
مروت سے بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ مین کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم مدارا اختیار
کرکے ولایت مالوہ سلطان کے قبضہ مین چھوڑیگا اس درمیان مین سلطان بہادر لعل محل کے کوٹھے پر برآمد
ہوا اور ایک شخص کو سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات نفر امرا کے آیا سلطان
بہادر اپنے دل مین خواہش عفو رکھتا تھا اُس سے ہمکلام ہو کر سبب نہ آنے کا پوچھا لیکن چونکہ سلطان محمود
خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا اُس نے جواب سخت دیا سلطان بہادر اس سبب سے آزردہ
ہوا پھر باقی مجلس خاموشی مین گذری آخر کو غضب مین آکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کر کے

الف خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد چانپانیر مین بھیجا اور خود مندو مین قیام کیا اور امراے مالوہ کو گجرات
مین جاگیرین دین اور گجرات کے امرا کو مالوہ مین جاگیرین عنایت فرمائین اور میران محمد شاہ فاروقی کو
معزز اور مکرم کر کے برہان پور مین روانہ کیا اور بعد برسات ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری مین برہانپور
اور آسیر کی سیر کے واسطے روانہ ہوا چونکہ برہان نظام شاہ بحری نے اسمٰعیل عادل شاہ کے بخلاف
لفظ شاہی اپنے جزو اسم کی تھی میران محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور دلالت سے برہان پور مین آیا
اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے چتر سفید اور آفتاب گیر جسے سورج مکھی اور سایبردہ
سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہم نے تمھین نظام شاہ بحری خطاب دیا یعنی دشمنون
کو بادشاہی سے معزول اور دوستون کو سلطنت پر منصوب کیا اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی
تربیت سے یہ تھی کہ والی احمدنگر اور برہان پور دونون بادشاہ دہلی کے جنگ مین کہ پیش نہاد ہمت اپنے
کی تھی موافقت کرینگے حالانکہ برخلاف اس کے وقوع مین آیا اس واسطے کہ برہان نظام شاہ بحری نے
نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی جنگ مین ساتھ اس کے ہمراہی نہ کی بلکہ چند سال بیشتر ایلچی اپنا
اسکی درگاہ مین بھیجکر ولایت گجرات کے تسخیر کی ترغیب دی تھی کہتے ہین کہ سلطان بہادر شاہ نے
شاہ طاہر جنیدی کی کہ علماے گجرات اور برہان پور اور مندو اور دہلی اس کی استادی اور دانشمندی قبول
رکھتے تھے عزت بہت کی یہانتک کہ اسکے حضور تخت پر نہین بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اسے بھی کرسی مرصع پر
بٹھاتا تھا اور جس وقت کہ شاہ برہان پور مین تھا سعی بہت کی کہ اسے برہان نظام شاہ سے لیکر اپنا وکیل السلطنت
کرے شاہ طاہر نے اس بہانہ سے کہ مین ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہون یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمدنگر مین
جاکر چند عرصے کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب بنایا اور چتر سیاہ پر دو شمسہ سرخ کو بسبب رنگ سبز کہ نشان بارہ امام
ہے تبدیل کیا القصہ یہ داستان کلی و جزوی احوال نظام شاہیہ مین تحریر ہوئی حاجت تقریر نہین ہے ناظرین
معلوم فرماوین اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری خوش دل اور کامیاب ہو کر
شادی آباد مندو دیار کی طرف گیا اس درمیان مین معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ جسکے کہ تصرف
سلطان محمود خلجی مین عورات مسلمہ بلکہ بعضے حرم ہاے سلطان ناصر الدین کو اپنے مکان مین نگاہ رکھتا تھا
اور اب بھی اپنے مکان مین رکھتا ہے اس سبب سے حضور مین آنے کی خواہش اور پروا نہین رکھتا
سلطان بہادر نے فرمایا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہمارے ذمہ فرض عین ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر
اور خواری بندگی سے نجات بخشکر اس کو سزاے بلیغ اور تنبیہ الہی کرین کہ باعث عبرت ناظرین ہو مقبل خان کو
محمد آباد چانپانیر کی طرف رخصت کر کے حکم دیا کہ وہان جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ
و خزانہ خدمت مین بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان
مع لشکر گران اور توپخانہ اور خزانہ اکیسوین ربیع الآخر سال مذکور کو قصبہ دھار مین آیا اور سلطان بہادر

سے ملحق ہوا اور شاہ نے گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کیا اور فوراً شادی آباد مندو کی طرف گیا اور اختیار خان کو وہان کی حکومت پر چھوڑ کر جمادی الاولے کی پچیسوین تاریخ کو نعلچہ مین نزول کیا اس درمیان مین بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ ہمراہ تھا عرض مین پہونچایا کہ جو رایات عالی دارالملک گجرات کی طرف متوجہ ہین اگر بندہ رخصت اجین کی پاوے سلہدی کو ملازمت مین حاضر کرے سلطان بہادر نے کمال دوراندیشی سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اجین کی طرف متوجہ ہوا اور پندرھوین تاریخ شہر مذکور کو قصبہ دھار مین پہونچکر لشکر کو وہان چھوڑا اور خود برسم شکار دیپال پور اور سعدل پور کی طرف گیا سلہدی پوربیہ یہ خبر سنکر اپنے فرزند بھوپت کو اُجین مین چھوڑ کر خود ملازمت مین حاضر ہوا اور امیر نصیر کہ سلہدی پوربیہ کی طلب مین گیا تھا اُس نے خلوت مین عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا نہین رکھتا لیکن فقیر بوعدۂ دینے کنبایت اور ایک کرور تنکہ نقد کے اس کو فریب دے کر لایا ہے وگرنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑ کر ولایت میوات کی طرف جاوے اور اب اگر رخصت پاوے گا اس کا دوبارہ دیکھنا محال ہے شاہ سعدل پور سے دھار کی طرف روانہ ہوا امرا اور مقربون سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو درمیان مین لایا اور جب اردو کے قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دہار مین وارد ہوا لیکن سلہدی پوربیہ کو بھی ہمراہ لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا موکلون نے آنکر اُسے مع دولتخواہ پوربیہ گرفتار کیا اُس وقت ایک خواص سلہدی پوربیہ فریاد کر کے دست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نے کہا تو چاہتا ہے کہ مین مارا جاؤن اُس نے جواب دیا کہ مین نے یہ خنجر تمھارے بچانے کو نکالا تھا اگر اس سے تم کو صدمہ پہونچتا ہے تو یہ خنجر مین اپنے ہی مارے لیتا ہون تاکہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور اپنے پیٹ پر مار کر جہنم واصل ہوا اور جب سلہدی پوربیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال ومتاع سلہدی کا تاراج کر کے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلہدی کے بیٹے کے پاس جس کا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کے سرکار شاہی مین ضبط ہوے اور آخر روز کو سلطان بہادر نے رفیع الاد الملخاطب بعماد الملک کو بھوپت کی گوشمال کو روانہ کیا اور خداوندخان کو اردو کے ہمراہ چھوڑ کر دو مختصر دن کی صبح کو خود بھی اجین کی طرف عازم ہوا اور دریا خان مالوہی کو حکومت اجین عنایت کر کے سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا اور سارنگپور کو ملوخان بن ملوخان کے سپرد کیا جو سلطان محمود خلجی کے ایام سلطنت مین مندو سے جاکر ملازم ہوا تھا اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی مین اپنا خطاب قادر شاہ کر کے اُس ملک کا سکہ اپنے نام کیا تھا غرضکہ کچھ احوال اُسکا عنقریب مرقوم قلم صدق رقم ہوگا اور حبیب خان والی آسنہ آیا سلطان کی طرف رخصت دے کر خود بھیلسہ اور رائسین کی طرف عازم ہوا حبیب خان نے جاتے ہی ایک پوربیہ کو قتل کیا اور آشتہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ سے زائد برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہان سے آثار اسلام منقطع ہوئے اور علامات کفر شائع ہے اس منزل مین قید کر

اُس کی سمع مبارک مین پہونچایا کہ بھوپت پسر سلہدی اپنے باپ کی خبر گرفتاری اور متعین ہونا رفیع الملک کا
سنا کر کمک طلب کرنے کے واسطے چیتور کی طرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پوربیہ کا رائسین کے قلعہ کو استوار
کر کے معرکہ آرائی مین سعی کرتا ہی اور انتظار کمک چیتوری کھینچتا ہی سلطان بہادر دو تین دن مسجدون کو آباد
کرنے اور مقامات متبرک درست کرنے کے لیے اس قصبہ مین مقیم ہوا اور جمادی الاول کی ساتوین تاریخ
سنہ مذکور مین طبل فیروزی بجا کر رائسین مین بارگاہ بلند کی اور ابھی لشکر نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ
دو فوج ہو کر قلعہ سے اترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا کچھ لوگ ہمراہ رکاب
لیکر شیر گرسنہ کی طرح اُن پر تاخت لایا اور دو تین پوربیہ ضرب شمشیر خونریز سے دو ٹکڑے کیے اس
عرصہ مین سپاہ گجرات پیچھے سے پے در پے آپہونچی اور کفارون کو قتل کیا پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی شجاعت
اور مردانگی دیکھکر بھاگے اور قلعہ مین جا کر دم لیا اور سلطان بہادر نے اُس دن لشکر کو جنگ سے منع کر کے
کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اُس سرزمین سے کوچ کر کے قلعہ کو مرکز کے مانند گھیر کر مورچے خود تقسیم کیے اور
بنیاد ساباط کی ڈالی تھوڑے عرصہ مین ساباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خان کو
مع توپخانہ وہان چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خان نے توپ کی ضرب وزد سے دو برج
قلعہ کے گرائے اور دوسری طرف سے سرنگ مین آگ دی یہانتک کہ چند گز دیوار اس طرف سے گر پڑی
اور سلہدی نے احوال قلعہ اور زبونی پوربیہ اور قوت دشمن کا مشاہدہ کر کے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہی کہ پہلے
شرف اسلام سے مشرف ہووے اسکے بعد اگر حکم ہوا دیر جا کر قلعہ کو خالی کر کے اولیاے دولت بہادر شاہی
کے سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلا کر کلمہ توحید اُسسے پڑھایا پھر اُسے
خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذیذ کھانا اُسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لیگیا سلہدی
اپنے بھائی لکھمن کو طلب کر کے کہا جو مین زمرۂ اسلام مین داخل ہوا ہون سلطان بہادر شاہ عطوفت سے مجھے
مراتب عالی کو پہونچا دیگا مناسب یہ ہی کہ قلعہ کو ملازمون کے سپرد کر کے ہم تم سب خدمت شاہ مین حاضر ہون
لکھمن نے پوشیدہ اُس سے یہ بات کہی کہ اب خونریزی تیری مسلمانون کے مذہب مین جائز نہین ہی بھوپت بیس
چالیس ہزار آدمی کمک کے واسطے آتا ہی ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے مین توقف ہووے سلہدی
نے یہ راے پسند کی اور سلطان سے کہا کہ آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کر کے ملازمون کے
سپرد کرونگا سلطان بہادر شاہ وہان سے مراجعت کر کے اپنے مکان پر آیا اور دوپہر تک دوسرے روز منتظر
تھا جب میعاد سے ایک ساعت گذری سلہدی عرض پیرا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جا کر صورت حال دریافت
کر کے عرض مین پہونچا دے قلعہ سلطان سے دور نہین ہی سلطان بہادر نے سلہدی کو معتمدون کے سپرد کر کے
نزدیک قلعہ کے بھیجا اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ اے راجپوتو
غافل اور جاہل مسلمانون سے حذر کرو ورنہ سلطان بہادر اسی مورچہ سے آنکر تمھین قتل کریگا اور زن و فرزند کو بندی کریگا اور لڑکون

ان برجون کو جو توپ کی ضرب سے مسمار ہوگئے ہین بند کر دیا لکھمن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بجب ظاہر
پاٹے گی لکھمن نے قلعے کے استحکام مین کوشش کی اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کرکے
بھوپت کی طلب کے واسطے روانہ کیے اور پسر سلہدی نکلکر روانہ ہوا چونکہ اسکی موت آگئی تھی ناگاہ کچھ فوج بادشاہی
نمودار ہوئی اور وہ جاہل اپنی کثرت پر مغرور ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ گجرات نے طاقت بشری سے
زیادہ تر کوشش کرکے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سر تن سے جدا کرکے مع سر
دیگر راجپوتان کے شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے ہوا اس
اس کے بجا نہ رہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً
اس نے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید کرے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت
چونکہ جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہے اس واسطے رانا کو ہمراہ لیکر از روے جرأت بکوچ متواتر آتا ہے یہ خبر سنکر شاہ
کی قوت غضبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضاے نصوص ایک مسلمان دس کافر کو
کافی ہے یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانرواے برہانپور اور رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو انکے
گوشمال کے واسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکے جنگ کے واسطے
متوجہ ہوئے اور جب کہیرلہ کے قریب پہونچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت پوربیہ
اس مقام مین حاضر ہوا اسی واسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرض داشت کی کہ پورنمل بیٹا
سلہدی پوربیہ کا رانا سے مل گیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہے اگرچہ جمعیت اسکی اندازہ سے باہر ہے لیکن اعتماد
تائید الہی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اسکے مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین کسی طور اپنے
تئین معاف نرکھونگا شاہ نے بعد وصول عرض داشت اختیار خان اور دیگر امرا کو محاصرہ کے واسطے چھوڑکر
خود بھی بطور تاخت ایک رات دن مین ستر کوس مالوہ کے طے کرکے بجلی کی طرح کہیرلہ کے نواح مین پہونچا اور
میران محمد شاہ فاروقی والی برہانپور استقبال کے واسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام منزل پر
لیگیا اور اس عرصہ مین مخبرون نے رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین ملحق ہوا
اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملخ کی طرح متواتر چلی آتی ہے رانا یہ خبر سنکر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا اور فجر کو
سلطان بہادر کہیرلہ سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور ایلچی کے تحقیق
اخبار کے واسطے لشکر سلطان مین آئے اور رانا کی طرف سے یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازم درگاہ
سے ہے اور اس حدود مین اسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھکر طالب عفو سلہدی پوربیہ کے
قصورات کا ہو سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اسکی ہمسے زیادہ ہے اگر
پہلے جنگ کا ارادہ نکرکے عرض داشت کرتا البتہ الحاح تمہاری قبول ہوتی جب یہ جواب ان دونون راجپوتون
نے جاکر کہا کہ ہمنے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے رانا اور بھوپت باوجود اس کثرت جمعیت کی تین چار منزل کو

منزل کرتے ہوئے بھاگے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ الغ خان مع تیس ہزار سوار اور فیلخانہ اور توپخانہ گجرات
کے بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خان کے پہونچنے تک توقف جائز نہ رکھکر
مع لشکر موجودہ کے ستر کوس تک تعاقب کیا اور رانا جب چیتور کی طرف آیا شاہ نے اُسکی گوشمال دوسرے سال پر
حوالہ کرکے خود قلعہ رایسین کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور مین لکھمن کمک سے
مایوس ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کرکے از راہ عجز و انکسار عرضداشت کی کہ اگر آنجناب سلہدی کو حضور مین
طلب کرکے قلم عفو اسکے صفحہ جرائم پر کھینچین تو قلعہ رایسین کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کرون شاہ نے بعد تأمل
اور غور بسیار اپنے دل مین کہا کہ غرض اس یورش سے یہ ہے کہ عورات مسلمہ کفر کی ذلت سے رہا ہووین اگر
التماس اُسکی قبول نہین کرتا ہون جان اُن ضعیفون کی مفت جاویگی اسواسطے ملتمس لکھمن کی پذیرائی اور سلہدی پوربیہ
کو شادی آباد مندو سے حضور مین طلب کیا چنانچہ برہان الملک سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر خدمت مین لایا اور فرمان
امان حاصل کرکے قلعہ مین گیا اور لکھمن تمام راجپوتون کو مع اہل وعیال قلعہ سے پہاڑی پر لایا اور پلٹ کر شاہ کی
عرض مین پہونچایا کہ قریب چار سو عورت متعلق سلہدی پوربیہ کے ہے اور رانی درگاوتی مان کھوپت کی یہ التماس کرتی
ہے کہ سلہدی پوربیہ اہل بندہا سے خاص مین ہوا اگر قلعہ مین آنکر اپنے عیال سے خود قلعہ کو خالی کرے تو غیرون کے
طعنہ سے محفوظ ہوگا شاہ نے ملک علی شیر کو سلہدی پوربیہ کے ہمراہ کرکے قلعہ مین بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہان گیا لکھمن
اور تاج خان نے سلہدی سے پوچھا کہ غرض سلطان کی قلعہ رایسین کے لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا بالفعل قلعہ بڑودہ
مع مضافات ہمارے واسطے مقرر ہوا اغلب یہ ہے کہ سلطان چاہتی ہے ہمین دیگی علاقہ سے سرفراز کریگا رانی درگاوتی
اور لکھمن اور تاج خان نے کہا کہ اگرچہ سلطان ہمارے احوال پر بنظر الطاف مبذول فرماویگا لیکن ہمنے ایک مدت دراز سے
اس زمین پر شاہی کی اور داد کامرانی کی دی فی الحال نکہت شعبدہ باز نے بازی کرکے ہمین عاجز کیا ہے طریق مردانگی یہ ہے
کہ اپنے عیال و اطفال کو جوہر کرکے آگ مین جلادو اور خود ننگی تلوار کے منہ پر چڑھکر مارے جاؤ تو کوئی آرزو دل مین باقی
نہ رہے غرضکہ سلہدی پوربیہ رانی درگاوتی کے تقریر سے اپنے حال پر نہ رہا اور قدم جادۂ تمرد و عصیان مین رکھا ہر چند
ملک علی شیر نے نصایح مشفقانہ کرکے سمجھایا مفید نہوا اور ملک علی شیر کے جواب مین کہا کہ ہر روز ایک کروڑ مال
اور کئی سیر کافور میری حرم سرا مین صرف ہوتا ہے اور تین سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہین آیندہ ویسے میسر
ہو یا نہو اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم مع اپنے فرزندون اور عزیزون کے قتل ہو جاوین تاکہ ہمارے ناموس مین کوتاہی کا
دھبا نہ لگے ساتھ عزت اور ناموس کے مرین اور مردی و شرافت سلہدی پوربیہ نے طرح جوہر کی ڈالی رانی
درگاوتی کہ بیٹی رانا سانگا کی تھی وہ مع دو بچے خورد سال ہمراہ لیکر جوہر مین آئی اور مع سات سو عورت کے جل گئی
اور سلہدی پوربیہ اور تاج خان اور لکھمن [illegible] ہتھیار [illegible]
ہو گئے اور مسلمانون کی جمعیت قلیل [illegible] مشغول [illegible]
مین پہونچی سپاہ گجرات [illegible] قلعہ مین در آئی اور اس گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت اندیش کو [illegible]

کیا اور سلطان بہادر کے لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور انہیں دنوں میں سلطان عالم
حاکم کالپی صدمۂ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس پناہ لایا تھا قلعہ رائسین
اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ گاگرون کی تسخیر کے واسطے
جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں رانا کے تصرف میں آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی کے شکار میں مشغول ہوا
اور کوہ کاکورا کے متمردوں کو گوشمال اور سزا دیکر الغ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ آباد
اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداروں کے تصرف میں آگئے تھے اپنے تصرف میں لاکر امراے گجرات اور اپنے معتمدوں
کی جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کاگرون کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام کاگرون
میں جا پہونچا اور رام جی تما کہ رانا کی طرف سے حاکم کاگرون تھا قلعہ خالی کرکے بھاگا اور شاہ بہادر چار دن
اس قلعہ میں جشن اور صحبت میں مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک المخاطب
بہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اسکے امراے کبار سے تھے قلعہ رسور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد مندو کی
طرف متوجہ ہوا اور حاکم رسور کہ وہ بھی گماشتہ رانا کا تھا قلعہ چھوڑ کر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ میں قلعہ
گاگرون اور قلعہ رسور سلطان بہادر کے تصرف میں آئے اور سلطان بہادر شادی آباد مندو سے فرنگیوں
کے مدافعہ میں متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپیں کلاں ان کی
کہ ویسی توپ دیار ہندوستان میں نہ تھی دستیاب ہوئیں اور شاہ بہادر ان توپوں کو بجر ثقیل محمد آباد چنپانیر میں
بھیجکر عازم تسخیر چتیور ہوا اور بندر دیپ سے کنبایت کی طرف آیا اور وہاں سے احمد آباد میں آکر مشائخ کرام اور
اولیاے عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کرکے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اور اسی سنہ
یعنی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری میں محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ میں قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس چلا آیا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے ایلچی بہادر
شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نے نہایت تکبر سے جواب ایسا نامناسب دیا ہمایون بادشاہ
نے پھر اسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور میں نہیں بھیجتے تو اسے اپنی ولایت سے نکال دیں
سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اس کا معکوس ہوکر زوال ہوا تھا پھر کتابت کے جواب میں مستعد ہوا
اور وہ باتیں کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھیں زبان پر لایا اور یہی حرکت سبب اس کے خرابی کی ہوئی یعنے
جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب چتور میں
پہونچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مردان مرد جنگ
و شیر دلیر مستعد ہوکر فن شجاعت ادا کرتے اور قلعہ اور فیروزی کی کلیدیں ان کی شامل حال ہوتی تھی آخر الامر رانا
نے عاجز اور تنگ آکر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا اور چند راس
اسپ و فیل اور تحف و نفائس شاہ گجرات کو دیکر التماس کیا اور میں ... اور رانا محمد زمان میرزا اور ...

بادشاہ بہلول لودھی کا اُسکی خدمت مین باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی
نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے ساتھ سلسلہ جنگ کو تحریک دیوے اور بادشاہی دہلی کی مہار اپنے قبضۂ تصرف
مین لاوے پھر ایک اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علاء الدین نام رکھتا تھا اعزاز و اکرام کیا اور اسکے
بیٹے تاتار خان کو امراے گردان کر مملکت دہلی بغیر لیے ہوئے مردم درگاہ پر قسمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہونے
کے واسطے تاتار خان کو جو شجاعت اور شہامت مین اپنے ہمچشمون سے ممتاز تھا تربیت کر کے تیس کروڑ مہر مظفری
برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کے سپرد کین تو باتفاق اور صوابدید تاتار خان کے لشکر کی فراہمی مین صرف کرے چنانچہ
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار سوار تاتار خان کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون
بادشاہ کے اطراف ممالک مین مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پرکہ آگرہ کے اطراف مین ہے سنہ ۹۴۱ نو سو
اکتالیس ہجری مین متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اپنے بھائی ہندال مرزا
کو اُس کے دفع کے واسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف و گزاف سے
تاتار خان کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اُس کے پاس باقی نرہے
تاتار خان نے نہایت خجالت اور شرمندگی سے کہ زر خطیر لشکر بیوفا سے افغانان مین صرف کیا تھا سلطان
بہادر کی خدمت مین حاضر نہوا اور مدد کی طالب نہ کی ناچار ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے
ہندال میرزا کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مردی اور مردانگی کو کام فرما کر مع تین سو افغان نامی قتل ہوے اور
قلعہ بیانہ ہندال میرزا کے تصرف مین آیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اس امر کو شگون نیک
جانکر سلطان بہادر شاہ کے دفع کو مع لشکر فراوان توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ پھر رانا پر لشکر کشی کر کے قلعہ
کو گھیرا تھا تاتار خان کے مارے جانے اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور [illegible] مشورہ
کا درمیان مین ڈالا چنانچہ راے اکثر امرا کی اسپر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کر کے شاہ کے مقابلہ کو جانا مناسب
ہے اور حیدر خان جو امراے کبار سے تھا اُس نے یہ عرض کی کہ ہمنے کفار کو محاصرہ کیا ہے اگر اس وقت بادشاہ
مسلمان حمایت کفار کر کے ہم سے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا لائق
دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیوین اور یہ بھی ظن غالب ہے کہ آنحضرت یعنے ہمایون شاہ ہمارے
اوپر آفت نہ لاوینگے منقول ہے کہ جب ہمایون بادشاہ نے سارنگ پور مین نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ
کی آنحضرت کے گوش زد ہوئی آنحضرت نے از راہ مروت سلطان بہادر کی ولایت کو تعرض نہ پہونچایا اسقدر
زمان توقف کیا کہ شاہ بہادر نے ساباط و غیرہ سے سرنگ کو مین قلعہ چیتور کو جبراً قہراً فتح کیا اور راجپوت بہت
تیغ براے قتل کیے اور اس طرف کی مہم سے مطمئن ہو کر یکبارگی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ سے
جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور زر خطیر لشکر پر قسمت کر کے آگے بڑھا جنت آشیانی اس حرکت سے مکدر ہو کر
ناچار اسکے استیصال پر عازم و جازم ہوا اور قلعہ مندسور کے اطراف مین فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا

کہ سید علیخان خراسانی جو سلطان بہادر کا ہراول تھا لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کے لشکر نصرت اثر مین ملحق ہوا اور گجراتی یہ حال مشاہدہ کر کے شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا اور افسرون کو اکٹھا کر کے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا صدر خان نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کسواسطے کہ ابھی ہمارے سپاہیون نے چیتور کے فتح کرنے سے قوت اور استظہار پائی ہی اور ابھی انکی سپاہ مغل کی شوکت و صولت سے نہین جھجکی ہے اور رومی خان کہ توپخانہ کا داروغہ اور صاحب اختیار تھا اس نے یہ التماس کی کہ توپ اور بندوق سرکار مین اس قدر افراط سے موجود ہین کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اس قدر آلات حرب میسر نہون گے صلاح دولت یہ ہے کہ لشکر کے گرداگرد خندق کھود کر آلات حرب چارون طرف ترتیب سے لگائے جاوین اور ہر روز بلاناغہ آتش حرب مشتعل ہووے تاکہ جوانان شوخ لشکر مغل مقابل آنکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہووین شاہ بہادر نے یہ رائے پسند کی اور لشکر کے گرداگرد خندق تیار کی ان دنون مین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نے رائسین اور چندیری اور وہ صوبہ اُس کی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آنکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ برآمد ہوکر جنگ مردانہ اور حرب رستمانہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرزانہ کے فرمان کے بموجب توپ و تفنگ کے مقابل اور زد پر نہ جاتے تھے مین چار ہزار سوار تیر انداز سلطان بہادر کے اردو کے اطراف مین تاخت لیجاتے تھے اور جس تدبیر سے راہ آمد و شد غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اس وتیرہ سے منقضی ہوئے لشکر گجرات مین قحط عظیم واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانورون کی زندگی ہوا اور فوج مغل کے تیراندازون کے غلبہ سے کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جاکر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نے جب دیکھا کہ ایہان توقف کرنا موجب گرفتاری ہے ایک رات کو مع پانچ امرائے معتبر کہ ان مین ایک والی برہانپور اور دوسرا ملوخان حاکم مالوہ تھا سراپردہ کے پیچھے سے برآمد ہوکر شادی آباد مندو کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے پاسکے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کر کے راہ مین بہت آدمی مفرور قتل کیے اور صدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہوکر بھاگا اور سلطان بہادر شادی آباد مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہند و بیگ اور دیگر امرائے مغل مع سات سو نفر قلعہ مین در گئے اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہوکر اٹھا جب گجراتیون کو مضطرب اور مفرور دیکھا خود بھی راہ فرار نمائی پانچ چھ سوار سے محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور صدر خان اور سلطان عالم حاکم رائسین نے قلعہ سونگڈھ مین جاکر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہوکر جنت آشیانی کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے صدر خان کہ زخمی تھا وہ سالک ملازمون مین منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رائسین سے جو حرکات ناملائم وقوع مین آئی تھین جنت آشیانی کے حکم سے اُسے لیے کیا سلطان بہادر نے شاہ یہ اخبار سنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد چنپانیر مین تھا آدمیون کے ہاتھ بندر دیپ کی طرف بھیجا

اور خود کنبایت کی طرف راہی ہوا اور جنت آشیانی شادی آباد مندو کو مردم امین کے سپرد کر کے قلعہ محمد آباد
جنپانیر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت بیحد و حساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی
اور آن حضرت بھی وہان سے بجناح استعجال کنبایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہادر کنبایت
سے گھوڑے تازہ زور لے کر بندر دیپ گیا اور آن حضرت جب کنبایت مین پہونچے اور سلطان بہادر
کو نہ دیکھا معاودت فرما کر محمد آباد جنپانیر کو محاصرہ کیا اور ساتھ آتش تدبیر کے کہ آن حضرت کے وقائع
مین تحریر ہے قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد جنپانیر بھاگ کر قلعہ ارک کی طرف
کہ جس کو مولیا کہتے ہین پناہ لے گیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی چونکہ وہ فضائل
وکمالات مین تمام امراے گجرات سے امتیاز رکھتا تھا ندماے مجلس خاص مین اختصاص پایا اور خزائن سلاطین
گجرات کہ عمرہاے دراز مین فراہم ہوئے تھے بادشاہی تصرف مین آئے اور زر لشکر پر تقسیم ہوا اور ابتداے
سنہ ۹۴۲ نوسو بیالیس ہجری مین باوجود اس کے کہ جنت آشیانی محمد آباد جنپانیر مین توقف رکھتا تھا عمیان
رعایاے گجرات کی متواتر سلطان بہادر کے پاس اس مضمون کی پہونچین کہ اگر آنجناب ایک اشخص ملازم کو
تحصیل مال کے واسطے مقرر فرماوین مال واجبی خزانہ مین پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو
جو حسن تدبیر اور مزید شجاعت مین اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گران تحصیل مال ولایت کے واسطے بھیجا اور عماد الملک
سپاہ جمع لانے مین مصروف ہوا القصہ مع پچاس ہزار آدمی احمد آباد کے باہر وارد ہوا اور وہان سے عاملون کو
اطراف مین بھیجکر تحصیل شروع کی اور جب یہ خبر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کو پہونچی تردی بیگ خان
کو کہ ایک امراے کبار اور معتمد علیہ سے تھا خزانون کی محافظت کے واسطے مقرر کر کے محمد آباد جنپانیر سے
متوجہ احمد آباد ہوا اور عسکری مرزا کو مع یادگار ناصر میرزا اور میرزا ہندو بیگ کے اپنے سے ایک منزل پیشتر روانہ کیا اور
محمود آباد کی نواح مین کہ احمد آباد سے بارہ کوس ہے عسکری میرزا اور عماد الملک سے جنگ سخت واقع ہوئی اور
عماد الملک نے شکست پائی اور گجراتی بہت قتل ہوے اسکے بعد جنت آشیانی نے ظاہر احمد آباد میں نزول فرمایا اور
حکومت وہان کی عسکری میرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر میرزا کو اور بھروچ قاسم حسین میرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ
کو دی اور محمد آباد جنپانیر تردی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت واقبال نے عنان عزیمت برہانپور کی
طرف منعطف فرمائی اور وہان باقتضاے وقت توقف نکر کے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان
مین خان جہان شیرازی کہ ایک امراے سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچا کر قصبہ نوساری پر متصرف
ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خان جہان سے جاملا دونون باتفاق بھروچ کی طرف متوجہ ہوئے اور
قاسم حسین میرزا کہ طاقت مقاومت کی نہ رکھتا تھا محمد آباد جنپانیر مین تردی بیگ خان کے پاس گیا اور
کل گجرات مین خلل اور فتور واقع ہوا اور تھانے مغلون کے برخاست ہوے اس وقت مین غضنفر بیگ کہ
امراے عسکری میرزا سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی چنانچہ

اپنے محل پر مذکور ہوا جب تمام امرا تردی بیگ کے سوا احمد آباد مین جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کی طرف
عازم ہوا عسکری میرزا نے تمام امرا سے مشورہ کر کے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ نہایت
دشوار اور اشکال ہے اور جنت آشیانی شادی آباد مندو مین توقف رکھتا ہے اور شیر خان پٹھان نے بھی آگ
فساد کی بنگالہ مین روشن کی ہے صلاح یہ ہے کہ خزانہ محمد آباد چانپانیر کو دستیاب کر کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوویں
اور اس حدود کو بھی اپنے تصرف مین لا کر خطبہ عسکری میرزا کے نام پڑھاوین اور منصب وزارت ہندو بیگ
کے متعلق رہے اور میرزایان دیگر جس مقام کو چاہین اسپر متصرف ہوویں اس اقرار اور امید پر صوبہ گجرات
جو کیسی محنت و مشقت سے لیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد چانپانیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب
تردی بیگ خان نے میرزایان اور امرا کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری مین کوشش کی پھر
ناچار ہو کر میرزاؤن نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور جنگل نے ناموسی کی پیمائش شروع کی سلطان بہادر نے جب
گجرات کو خالی دیکھا تردی بیگ خان کے دفع کے واسطے محمد آباد چانپانیر کی طرف عازم ہوا اور تردی بیگ خان جس قدر
خزانہ کہ اٹھا سکا اونٹون پر لاد کر آگرہ کی طرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد مین توقف کر کے
مہمات کے بند و بست مین مشغول ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے غلبہ ایام مین از روے
عجز و ناچاری بندر گودہ اور بندر رجیول اور ربایت وغیرہ کے فرنگیون سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت
آ کر گجرات پر کہ خالی ہے متصرف ہوگی اس واسطے بتعجیل تمام محمد آباد چانپانیر سے ولایت سورت اور جوناگڑھ
کی طرف متوجہ ہوا تا کہ جس طریق سے ممکن ہو اس گروہ کو اس طرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود
مین سیر و شکار مشغول رہا اسی درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی غراب مین بیٹھکر بندر دیپ کی طرف آ پہنچے سلطان بہادر
بسبیل استعجال بندر مذکور مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی
خبر سنکر اپنے آنے سے نادم اور پشیمان ہوئے اور آپس مین قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑے بندر دیپ پر
متصرف ہوویں پھر انکے سردار نے مصلحتاً تمارض کر کے جھوٹی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے کئی آدمی
اسکی طلب مین بھیجا لیکن جواب سنا کہ بیمار ہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہین رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے
کہ فرنگی میرا لحاظ اور بلا حظہ کئے ہین خود مع جماعت قلیل آن کی تسلی کے واسطے غراب پر سوار ہوا اور اس مقام مین
کہ کشتیون کو لنگر کیا تھا گیا آہستے دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناؤ پر سوار ہو کر آئے سلطان نے آثار غدر فساد
سے دریافت کر کے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیون کی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونے لگا فرنگیون نے
چالاکی اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹالی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھا کر سر ابھارا اسوقت
ایک فرنگی نے جہاز پر سے ایک نیزہ اس کے سر پر مارکر مجروح کیا اسی وقت سلطان مجروح مین ایسا غوطہ زن ہوا
کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کر کے بلا توقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک
سنہ ۹۴۳ نو سو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیون کے تصرف مین آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت

پندرہ سال اور تین دن کی تھی اور تاریخ بہادر شاہی اسکے نام نامی پر تحریر کی گئی لیکن جو توفیق اصلاح نپائی غلطی بہت اُس نسخہ مین نظر آتی ہے اعتماد اُس پر کرنا چاہیے —

ذکر سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر دریا مین غرق ہوا مخدومۂ جہان والدہ اسکی مع امرا کہ ملازم رکاب تھے بندر دیپ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئی اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جسے سلطان بہادر نے بایام فتور دہلی اور لاہور کی طرف بھیجا تھا کہ ہندوستان مین باعث خلل ہو کر مغلون کو پریشان اور شکستہ خاطر کرے حدود لاہور سے پلٹ کر احمد آباد مین پہونچا اور اُسی وقت خبر واقعہ سلطان بہادر سنکر گریہ و زاری مین مشغول ہوا اور بہت تاسف کرکے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے محمد زمان میرزا جب اُردو مین پہونچا مخدومۂ جہان نے اُس کے علی قدر مراتب اسباب مہمانی کا بھیجا اور لباس ماتمی اس کا تبدیل کرایا لیکن میرزا نے سعادت مندی کے عوض والدہ شاہ کے الطاف کا کہ اُس کے حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کے وقت مع اپنی ایک جماعت کے خزانہ گجرات پر تاخت لایا اور لقبیہ سات سو صندوق طلا اس مین سے نکال لیگیا اور اپنے تئین گوشۂ محفوظ مین پہونچا کر بارہ ہزار مغل اور ہندوستانی جمع کیے امراے گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکے بیقرار اور سراسیمہ ہو گئے اور شاہ مقرر کرنے کے واسطے آپس مین مشورہ کیا جو کہ سلطان بہادر شاہ نے بارہا اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی کو ولیعہدی کا اشارہ کیا تھا سب تجویز مخدومۂ جہان اُس کی بادشاہی پر راضی ہوئے اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اُس کا عمل مین لائے اور ایلچی اُس کے بلانے کو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر گوشمالی محمد زمان میرزا کے واسطے تعین کیا اور محمد زمان میرزا کہ مرد عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ نکرکے وارد گیر سے بھاگ کر ولایت سندہ مین آیا اور پھر اُس کی حسب تے صورت نہ باندھی اور میران محمد شاہ فاروقی کہ سلطان بہادر شاہ نے اُسے لشکر جغتائی یعنی مغل کے تعاقب مین مالوہ تک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ مہینے خطبہ پڑھنے کے اُس حدود مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا —

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

جب میران محمد شاہ فاروقی خرابۂ دنیا سے معمورۂ آباد عقبیٰ کی طرف خرامان ہوا اور کوئی وارث سلطنت کا سوا محمود خان بن شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کے نرہا اور وہ برہان پور مین سلطان بہادر شاہ کے حکم کے موافق کہ داعیۂ سلطنت گجرات رکھتا تھا میران محمد شاہ کے قید مین تھا اختیار خان کو اُس کے بلانے کو بھیجا میران مبارک شاہ برادر میران محمد شاہ نے اُسکے بھیجنے مین تامل اور مضایقہ کیا تب امراے گجرات لشکر

آراستہ کرکے برہان پور کے جانے پر آمادہ ہوئے اور اُس نے یہ خبر دریافت کرکے محمود خان کو تخت گجرات کی طرف بھیجا چنانچہ ارکان دولت نے ذیحجہ کی دسوین تاریخ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری مین محمود خان کو تخت گجرات پر بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار ہوا اور مہام مملکت گجرات کی اُسکے دست اقتدار مین آئی اور بعد چند ماہ ۹۴۵ نوسو پینتالیس ہجری مین امرا کے درمیان نزاع اور خصومت واقع ہوئی چنانچہ دریا خان اور عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا بعد اس کے عماد الملک امیر الامرا اور دریا خان غوری وزیر کل ہوا اور آخر سال مین ان کے درمیان بھی مخالفت ظاہر ہوئی دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ شہر سے باہر لیجا کر محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور عماد الملک لشکر کثیر فراہم کرکے محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کے اکثر سپاہ گجرات جنھون نے اس سے زر کثیر حاصل کیا تھا جدا ہو کر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عماد الملک بدحواسی اور عالم اضطرار مین صلح پر راضی ہوا اور یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانون اور سورت کی طرف جاوے اور سلطان محمود احمد آباد کی طرف مراجعت کرے اور ۹۴۶ نوسو چھیالیس ہجری مین دریا خان غوری عماد الملک کے اخراج کے واسطے شاہ محمود کو ابھار کر مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ بھاگ کر میران مبارک شاہ حاکم اسیر اور برہان پور کے پاس پناہ لے گیا اور میران مبارک شاہ از روے حمیت اور غیرت اُس کی مدد کے واسطے آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سے لڑکر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک ملو خان المخاطب بقادر شاہ حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین استقامت کرکے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈال کیا زراہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی عماد الملک کے بھاگ جانے سے دریا خان غوری کو پوری قوت حاصل ہوگئی اُس نے تمام معاملات مالی و ملکی مین پورا استقلال پیدا کر لیا کہ خود ہی سر انجام دیتا اور کسی کو دخل نہ تھا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ محمود اُس کے ہاتھ مین کٹھ پتلی بنا رہ گئے وہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا آخر ایک رات سلطان محمود اپنے کبوتر باز چرجو کی سازش سے ارک احمد آباد سے نکلکر عالم خان لودی کے پاس چلے گئے جس کی جاگیر دولقہ و دندھوقہ تھی۔ عالم خان نے بادشاہ کا پورا اعزاز و اکرام کیا اور اپنا لشکر چار ہزار جمع کیا اور دریا خان غوری نے محافظ خان وغیرہ رشتہ دارون کے اغوار سے ایک طفل مجہول النسب کا نام مظفر شاہ رکھکر تخت پر بٹھایا اور تمام امراء کو زیادتی جاگیر و خطاب دیکر اپنے ساتھ متفق کر لیا اور لشکر لیکر دولقہ کی طرف متوجہ ہوا عالم خان لودی نے سلطان محمود کو بڑے لشکر کے ساتھ اپنے مقام پر چھوڑا اور خود اپنی فوج لیکر غوری کے مقابل ہوا اور حملہ اول مین دریا خان غوری کی فوج کو شکست دیکر اس کی خاص فوج پر ٹوٹ پڑا اور اچھی مردانگی و شجاعت سے کارزار کیا لیکن جس وقت معرکہ سے نکلا تو فقط پانچ سو سوار اس کے ساتھ تھے۔ اس حالت کو دیکھکر

پریشان وحیران ہوا آخر اس کے خیال مین یہ تدبیر آئی کہ حملہ اول مین دریاخان کی ہراول فوج شکست کھا کر ضرور احمد آباد مین پہونچی اور شکست کی خبر سنائی ہوگی مجھے فی الفور احمد آباد پہونچ جانا چاہیے تقدیر موافق تدبیر پڑی اور اُنھین پانچ سوار دن سے نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد مین داخل ہوا اور فتح کا نعرہ مارتا ہوا شاہی دولتخانہ مین داخل ہوگیا شہر والون کو شکست ہراول سے یقین کلی ہوا کہ دریاخان برباد ہوا ہی لہذا فوج فوج خدمت مین آنے لگے اور عالم خان نے حکم دیا کہ دریاخان کا گھر لوٹ لو اور شہر کے دروازے محکم بند کرو اور دریاخان کا گھر لوٹنے کے بعد لوگون نے خواہ مخواہ اس سے اتفاق کیا اور عالم خان نے شیرخان کو بادشاہ محمود کو لانے کے واسطے روانہ کیا۔ دریاخان غوری نے اپنے فتح کے خیال مین اسی میدان مین مقام کیا تھا کہ ناگاہ احمد آباد سے قاصدون نے پہونچکر اس حال سے اسکو مطلع کیا وہ بدحواس ہوکر فوراً احمد آباد کی طرف دوڑا چونکہ امرا کے اہل وعیال سب شہر مین تھے ناچار اکثر امرا نے اس کی رفاقت ترک کی اور عالم خان لودی کے پاس چلے آئے اور اسی موقع پر سلطان محمود بھی شہر مین داخل ہوا۔ دریاخان غوری یہ حال سنکر واقعات دیکھکر برہان پور کی طرف بھاگا اور وہان بھی نہ ٹھہر سکا بھاگ کر شیر شاہ سور کے پاس گیا اور وہان بہت مراعات پائی دریاخان کے دفع ہونے کے بعد عالم خان لودی نے وزارت ہاتھ مین لی اور آخر اسکو بھی غرور نے گھیرا اور دریاخان کے قدم بقدم چلنے کا ارادہ کیا سلطان محمود نے ہوشیار ہوکر امرا کو اپنے ساتھ متفق کیا اور چاہا کہ عالم خان کو گرفتار کرے وہ بھی آگاہ ہوکر نکل گیا اور شیر شاہ کی خدمت مین پہونچکر بہت نوازش پائی سلطان محمود کو جب امرائے باغی سے نجات حاصل ہوئی تو ملکات کے نظم ونسق پر اور رعایا کی بہبودی وکثرت زراعت وآبادی پر توجہ مبذول فرما کر چند ہی روز مین گجرات کو سرسبز وشاداب کر دیا اور ارکان دولت وعمال کے ساتھ نیک روش اختیار کرکے استقلال پیدا کیا اور احمد آباد سے بارہ کوس پر ایک شہر محمود آباد بنایا لیکن ہنوز پورا نہوا تھا کہ دار ناپائدار سے کوچ فرمایا اور عمارت نوساختہ دوسرے کی [illegible] مین چھوڑی اشعار ہر کہ آمد عمارتے نوساخت + رفت ومنزل بدیگرے پرداخت + وان دگر پخت ہمچنان ہوسے + وین عمارت بسر نبرد کسے + قطعہ حضرت سعدی خوب یاد آیا اسی بادشاہ کے عہد مین سنہ ۹۴۹ نوسو انچاس ہجری مین قلعہ سورت دریائے عمان کے کنارے نہایت مستحکم عجیب وغریب تعمیر ہوا جس کو ترکی غلام غضنفر آقا نے جسکا لقب خداوند خان تھا اپنی لیاقت سے پورا کیا اور اسکی تعمیر سے پہلے فرنگی لوگ سورت کے مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیف پہونچاتے تھے سلطان محمود نے خداوند خان کو اس مقام کا حاکم کرکے فرمان دیا کہ ایک قلعہ وہان تعمیر کرے جب غضنفر آقا نے اسکی تعمیر شروع کی تو چند مرتبہ کشتیون پر سوار ہوکر فرنگیون نے مزاحمت کے لیے سخت جنگ کی لیکن ہر دفعہ شکست اٹھائی اور وہ قلعہ بہت مستحکم ہی دو طرف اسکے خشکی ہی اور گرد اسکے خندق پرآب ہی جسکا عرض بیس گز ہی اور دیوار خندق سنگین آہنی بنی ہی وعرض فصیل بیس گز ہی اور بلندی اسکی بیس گز ہی اور عجیبات

یہ ہی کہ ہر دو پتھرون مین قلابے آہنی اس طرح پیوست ہین اور درمیان مین درز ہین سنگ تراشون نے ایسی طرح
اندازکی ہین کہ تیز نگاہ اُسکے دیکھنے سے متحیر ہوتی ہی آخر لاچار ہوکر نرمی و مدارات کرکے غضنفر خان کو بہت مال
دنیا قبول کیا کہ قلعہ یہ بناوے خداوند نے کہا کہ سلطان کی بدولت مجھے مال کی کچھ پروا نہین ہی آخر فرنگیون نے
کہا کہ اگر یہ قبول نہین کرتے تو یہی نذرانہ لو اور قلعہ کو پرتگالی شکل پر نہ بناؤ جیتنے چونکہ یہی پرتگالی شکل پر ہو خداوندخان
نے کہا کہ تمھارے برعکس ہین نواب جمیل کی امید پر اسی شکل سے بناؤنگا اور جوناگڈھ سے بہت سی بڑی
چھوٹی توپین جنکو سلیمانی کہتے تھے منگواکر جابجا موقع سے اسپر قائم کین اور ملا محمد استرآبادی متخلص بہ ثنائی
نے تعریف سلطان محمود و صفت خان اعظم غضنفر بیگ ترک کے ساتھ قطعہ تاریخ کہا جسکا تاریخی شعر یہ
یہ ہی ۔ این ندا آمد بگوش از بہر تاریخش رقیب * سد بود بر سینہ وجان فرنگی این بناست * مترجم کہتا ہی
کہ انقلاب زمانہ سے وہ قلعہ خود اہل فرنگ کے قبضہ مین آگیا اور ان کے لیے سامان فرحت بن گیا والملک للہ
الواحد القہار سلطان محمود سنہ ۹۹۱ نوسو اکیانوے تک باستقلال بے مخاصم و منازع بادشاہ رہا غایت
یہ کہ آثار انقلاب مین سے کثرت شہوات و فساد نیات کا ظہور عوام الناس مین پڑ گیا تھا چنانچہ
آخر ایک خادم نے جو ظاہر مین اکثر اوقات طاعات و عبادات مین مصروف رہتا تھا ہوس دنیا مین
پڑکر بادشاہ کا قاتل بن گیا اس کی توضیح یہ ہی کہ برہان نام خادم سلطان چونکہ اظہار پرہیزگاری کرتا تھا
سلطان اکثر شکارون مین اس کو نماز کا امام بناتا تھا البتہ کسی زمانہ مین اس سے قصور خدمت ایسا سرزد
ہوا تھا کہ بادشاہ نے غصہ ہوکر اس کو دیوار کے درمیان چن دیا مگر شب کو باہر رہا دوسرے یا تیسرے
روز سلطان اُدھر سے گزرا اور اس نے ترحم کے واسطے آنکھ و ابرو کے اشارہ سے سلام کیا بادشاہ
نے رحم کھاکر اس کو معاف کیا اور نکلواکر اس کے معالجہ مین اہتمام فرمایا لیکن اس سے غافل کہ روے
زخم خوردہ قابل اعتماد نہین ہوتا سلطان نے اس کو مقرب کر لیا۔ مگر اُسنے کینہ ولی نعمت کا سینہ مین
نگاہ رکھا اتفاقاً شکارگاہ مین دوبارہ اس سے حرکت ایسی سرزد ہوئی کہ قابل سزا ہوا اور مثل مشہور ہی کہ بادشاہونکا
تقرب اگرچہ شیرین شہد سی ہی لیکن نیش زنبور نہین ہی بادشاہ وہان سے قریب شام کے واپس آیا اور غسل کرکے عادت سے
زیادہ نشہ استعمال کرکے پلنگ پر سو رہا۔ بادشاہ دو سو بہادر جو شمشیر پر غالب آتے تھے اور شمشیرکش نامزد
تھے حوالہ برہان کیا تھا کہ شکارگاہ مین نازک مقامون پر ہمراہ رہین اس نے ان بہادرون کو امیر بنانے کے وعدے
دے کر اپنے ساتھ متفق کر لیا اور موقع اپنے کینہ وری کا دیکھتا تھا اس رات کو دیکھا کہ بادشاہ بہت بیہوش
ہی اپنے بہن کے لڑکے دولت نام سے سلطان کو قتل کرنے کا مشورہ مستحکم کر لیا اُسنے قبول کیا اور لوگون سے
ظاہر کیا کہ بادشاہ کے سر کے بال جو بہت و دراز تھے خشک کرنے جاتا ہون اور ہاتھ سے پکڑ کے کھینچے اور
جب بہت بیخبر پایا تو پایہ سے مضبوط باندھے اور سلطانی تلوار غلاف سے نکالکر اُسکی حلق پر رکھی اور
سلطان نے بیدار ہوکر ہاتھ حائل کر دیے لیکن ہاتھ مع حلق کے کٹ گئے اور برہان بدبخت نے سوچا

کہ دولت تو سپید ولتی کر چکا اگر تند بیر سے امرا کو بھی قتل کر دن تو مین ہی بادشاہ ہو جا ؤنگا چنانچہ باہر نکلکر اہل
بہ حکم زبان بادشاہ سے سنا یا کہ مطربیہ دگا تے والے بلند آواز سے گاتے رہین دوسرا حکم پہونچا یا کہ
دس ہیرا کش خدمت کے لیے اندر حاضر ہون اور بے جا کر ان کو ہتھیار ون سے مسلح کر کے جا بجا قایم
کیا - پھر امرا اور وزرا کو طلب کیے - آدھی رات گزر چکی تھی کہ غضنفر بیگ یعنی خداوندخان بانی
قلعہ سورت اور آصف خان وزیر حاضر ہوئے اُن کو اندر لے جا کر قتل کیا ایسے ہی دوسرے
دو آدمی امرا ے کبار سے بلا کر مارے - جب اعتماد خان کو بلایا تو اس بوڑھے تجربہ کار نے کہا کہ
ایسے وقت کبھی ہم لوگون کو بادشاہ نے نہین بلایا آج کیا بھید ہی - اتنے مین دوسرا آدمی بلانے
آیا اعتماد خان زیادہ متوہم ہوا اور رہ گیا - برہان مردود نے عبد الصمد شیرازی مخاطب با فضل خان کو بلا کر
کہا کہ یہ خلعت وزارت بادشاہ نے تمھارے لیے بھیجا ہی تم بوڑھے آدمی تجربہ کار ہو بادشاہ
خداوندخان و آصف خان سے رنجیدہ ہوا تم کو ان کا قائم مقام کرتا ہی - افضل خان نے کہا کہ جب تک
بادشاہ کی حضوری میسر نہو مین ایسے بھاری کام کی خلعت نہین پہن سکتا ہون برہان نے بہت مبالغہ کیا کہ
مبادا بادشاہ ناخوش ہو جاوے - افضل خان نے ایک ہاتھ آستین مین ڈالا اور کہا کہ قسم ہی کہ دوسرا ہاتھ
بلا حضوری بادشاہ کے آستین مین نہ ڈالونگا - برہان وہان سے افضل خان کو ساتھ لایا اور بادشاہ
کی لاش پر کھڑا کر کے کہا کہ مین نے بادشاہ کا کام تمام کر دیا اور تجھے وزیر کرتا ہون کہ پورا اختیار
تجھے حاصل ہو - افضل خان نے دردناک ہو کر بلند آواز سے برہان کو گالی دی اس پلید نے اس بوڑھے
کو کہ ستر سالہ تھا شہید کر دیا اور اسوقت جو اوباش و عوام حاضر تھے سب کو خطابات امارت دے کر تخت پر بیٹھا اور
صبح تک زر بخشی مین مصروف رہا ع سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + اور شاہی ہاتھی و گھوڑے
اوباش کو دے کر صبح کو تزک و احتشام سے تیار ہوا اور سلطان کے شہید ہونے کی خبر منتشر ہو گئی
چنگیز خان کا باپ عماد الملک اور الغ خان حبشی و دیگر امرا نے جمعیت بہم کر کے اس بدبخت کے
سر پر گئے اور وہ کافر نعمت اپنے سر پر چتر پھراتا ہوا اوباش کو ساتھ لیے ہوے مقابل ہوا اور
دلیران جنگجو نے حملہ اول مین اس کو خاک خواری پر گرا یا اور شیروان خان نے اس بید ولت کو فوج
کر ڈالا پھر اس کی ٹانگ مین رسی باندھکر سر گلی کوچہ مین گھسیٹتے پھرے - سلطان محمود کی مدت سلطنت
اٹھارہ سال سے کچھ اوپر تھی اتفاق سے سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ دہلی اور نظام الملک بحری
حاکم احمد نگر بھی اسی سال ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری مین منتقل با آخرت ہوے چنانچہ میر سے والد ملا غلام علی
ہندو شاہ نے اُن کی وفات کی تاریخ مین چند اشعار کہے ہین ؎

سہ خسرو را زوال آمد بیکبار	کہ ہر یک از عمل شان الامان بود	یکی محمود شہ سلطان گجرات	کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود
دگر اسلام خان سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود	سوم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشان بود

زتاریخ وفات این سہ خسرو | چو سے پرسی زوالِ خسروان بود

سلطان محمود شاہ نیک نہاد اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور روزہاے بزرگ یعنی روز مولود اور وفات حضرت سید کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور روز وفات اپنے جد وآبا اور دیگر روزہاے متبرک مین فقرا ومساکین اور مستحقین کو کھانا کھلاتا تھا اور خود اپنے دست حق پرست مین آفتابہ لے کر آدمیون کے ہاتھ دھولاتا تھا اور پارچہ ہاے میر لطافت وغیرہ کہ اُس کی پوشاک کے واسطے مقرر تھے اُس مین سے اول دستار اور جامہ قمیصون کا تیار ہوتا تھا اس کے بعد اس کی پوشاک تیار کرتے تھے اور آب کھار ندی کے کنارہ ایک آہو خانہ تیار کیا کہ سات کوس کے رقبہ مین دیوار سراسر کھینچی ہوئی ہے اور اُس آہو خانہ مین چند عمارات دلکشا اور باغچہ ہاے روح افزا تیار کر کے باغبانی اُس کی عورتون صاحب جمال کی طرف رجوع فرمائی اور قسم قسم کے جانور اس مین چھوڑے اور انھون نے توالد وتناسل سے کثرت تمام پیدا کی اور چونکہ شاہ عورتون کی صحبت کا حریص تھا ہر وقت اپنی حرمون کو لے کر اس مین شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور جو اشجار کہ اُس چار دیواری مین تھے اُن پر مخمل سبز وسُرخ لپیٹا تھا منقول ہے کہ اس سے کوئی فرزند نر ہا اور اسکی حرمون مین جب کوئی حاملہ ہوتی تھی فوراً اسکی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور اعتماد خان کہ غلامان ہندی سے تھا سلطان اُس پر اعتماد کلی رکھکر اپنی حرم مین محرم کر کے عورتون کا سنگار اُس سے رجوع فرماتا تھا اور اُس نے بوجہ احتیاط اور بلاحظہ کے کافور رکھا کر رجولیت یعنی مردی کو اپنے سے ساقط کیا اور جو گجرات مین عورتین ہزارون اور آدمیون کے مکانون پر سہرا نہ سے جاتی تھین اور فسق وفجور کی رسم ورواج اس قدر مروج ہوئی تھی کہ وہ بری نہ معلوم ہوتی تھی سلطان محمود اول منع کر کے پھر امتحان کے واسطے ایک جماعت مردم مجہول کو اُن کی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ آتی تھین انھین بسیاست وعقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اس سبب سے بخوبی سد باب ہوا —

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ وفساد کی تسکین کے واسطے رضی الملک نام ایک خرد سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کے تخت شاہی پر متمکن کر کے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہمات مملکت ساتھ اپنے رجوع کر کے اسم شاہی کے سوا کوئی شے اُس کے اختیار مین نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہو کر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امراے کبار سے تھا گیا بدین تقریب موسیٰ خان فولادی اور سادات خان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوی اور بھائی

اُس کے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک پدر چنگیز خان اور الغ خان اور جہار خان حبشی اور اختیار الملک اور امراے گجرات کے مع توپخانہ سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان میں ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کہ اُس کے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شاہ شکست کھا کر بھاگا چند روز صحرا اور جنگل میں سرگردان رہا آخر اعتماد خان سے ملا وہ سلوک قدیمی سے پیش آیا اور کسی کو اُسکا سامنا نہیں کرایا اس صورت میں عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توپیں لگا کر فریقین اعتماد خان تاب مقاومت نہ لاکر پال کی طرف جو محمد آباد چنپانیر کے نواح میں ہے گیا اور جمعیت کر کے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن ہو لوگوں نے درمیان میں آ کر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بھروچ اور محمد آباد چنپانیر اور نادوت اور بھی پرگنات جو آب مہندری اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور موازی ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کے واسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی بے عقلی اور نادانی سے اپنے ہمدموں سے اعتماد خان کے قتل کے بارہ میں مشورہ کرتا تھا اور بمقتضاے خردسالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اعتماد خان کو بھی اسی طریق سے دو پرکالہ کروں گا جب اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیش دستی کر کے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُس کی دیوار قلعہ سے محاذی مکان وجیہ الملک دریا میں پھکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لونڈی کے واسطے وجیہ الملک کے مکان میں در آیا تھا نادانستہ مارا گیا مدت اسکی حکومت کی آٹھ برس تھی —

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر سنہ ۹۶۹ نوسو انسٹھ ہجری میں اعتماد خان نے ایک لڑکا امراے گجرات کی مجلس میں لاکر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے ماں اس کی جسوقت حاملہ ہوئی شاہ نے اسقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گذرے تھے میں نے اس امر پر قیام نہ کیا پس امرا نے جو اور چارہ نہ جانتے تھے تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کر کے کمال مضبوطی بہم پہونچائی اور ولایت پٹن پرگنہ گدنی تک موسیٰ خان افغان اور شیر خان فولادی کے قبض و تصرف میں آئی اور رادھن پور اور نروارہ اور مورجور اور دیگر پرگنات پر فتح خان بلوچ متصرف ہوا اور جو پرگنے کہ آب صابرمتی اور مہندری کے درمیان واقع تھے اعتماد خان اُن پر متصرف ہوا اور بندر سورت اور نادوت اور محمد آباد چنپانیر چنگیز خان بن عماد الملک غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ بھانجا چنگیز خان کا تھا بھروچ پر متصرف ہوا اور دولقہ اور دندوقہ سید میران ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر میں مقرر ہوا اور قلعہ جونا گڈھ اور سورٹھ کو

امین خان غوری اپنے قبضہ میں لایا اتفاق امراے گجرات سے کنارہ کش ہوا اعتماد خان سلطان مظفر
کو اپنا قیدی جانتا تھا اسے دربار کے روز خلق کے دکھانے کو تخت پر بٹھا کر خود اُس کے پیچھے
بیٹھتا تھا اور امرا اسلام اور مجرے کو حاضر ہوتے تھے اور جب چند روز اس وتیرہ پر گذرے
چنگیز خان اور شیر خان فولادی سلطنت کی تہنیت اور مبارکبادی کے واسطے احمد آباد میں آئے اور
بعد ایک سال کے فتح خان سے بسبب قرب و جوار جاگیر کے فولادیوں سے عداوت اور مخالفت
بہم پہونچی جنگ ان کے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پا کر اعتماد خان کے پاس
گیا اور اعتماد خان اس حرکت سے طیش میں آیا اور لشکر فراہم کر کے بشوکت تمام بر فولادیوں کی سر گیا
اور فولادی قلعہ پٹن میں قلعہ بند ہوئے اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہو کر بعجز پیش آئے
اعتماد خان نے عذر اُن کا قبول نہ کیا اور محاصرہ میں کوشش کی جب کام افغانان فولادی پر تنگ ہوا
جوانان خردسال اس جماعت کے جمع ہو کر موسیٰ خان اور شیر خان سے کہنے لگے کہ جس وقت ہمارا
عجز و انکسار قبول نہیں کرتے تو سوا اسکے لڑ مرنے کے اور چارہ نہیں ہے غرض پانسو آدمی ایکبارگی قلعہ
سے بر آمد ہوئے اور موسیٰ خان اور شیر خان فولادی بھی اپنے ہمراہیوں کو لیکر کہ وہ تین ہزار تھے
ناچار باہر آئے اور اعتماد خان مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان میں آ کر صف آرا
ہوا فولادیوں نے اعتماد خان کی فوج خاص پر تاخت کر کے منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن شیر شاہ
کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سے تھا بھاگ کر فولادیوں کے پاس گیا فولادیوں نے اعتماد خان
کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اس کی جاگیر اسکو واگذاشت کرو اعتماد خان نے اُن کی التماس
پذیرا نہ کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا اُسکی جاگیر کیوں دینی چاہئے موسیٰ خان
اور شیر خان جمعیت کر کے حاجی خان کی جاگیر پر جا کر قصبہ چوٹھانہ میں مقیم ہوئے اعتماد خان افواج اپنی فراہم
کر کے اُن کے مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ میں پڑے رہے آخر جنگ کی نوبت آئی اعتماد خان اس
مرتبہ بھی شکست کھا کر بہروچ میں چنگیز خان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور کمک کے واسطے لایا لیکن
صلاح جنگ میں نہ دیکھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کر کے احمد آباد گیا اور چنگیز خان نے
بھی دم استقلال سے مار کر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کے خانہ زاد ہیں اور تمام امور
حرم پر اطلاع رکھتے ہیں شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہیں رکھتا تھا اب جو اس لڑکے کو شاہ محمود کا بیٹا
مشہور کیا ہے یہ کیا بات ہے اور کوئی اس کے دربار میں بیٹھتا ہے اور تیرے ہی لوگ اس کی نگہبانی کرتے
ہیں اور جب تو دربار میں نہیں آتا کوئی شخص اس کے سلام کو نہیں جاتا ہے اور اگر فی الواقع وہ
فرزند سلطان محمود شاہ ہے پس تو بھی مثل تمام امرا اور مناصب کے اُس کی خدمت میں حاضر رہ
اور جس وقت اور امرا دربار میں پہونچیں تو بھی پہنچ اعتماد خان نے جواب دیا کہ میں نے پرورش [illegible]

بزرگون کے سامنے قسم کھائی ہو کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہی اور بزرگون نے میرے قول کا اعتماد کر کے تاج شاہی
اُس کے سر پر رکھکر بیعت کی ہو اور یہ جو تو کہتا ہو کہ آس کی مجلس مین تو کیون بیٹھتا ہو تو جیسا تم کہتے ہو
ایسا ہی ہو سبب اُس کا یہ ہو کہ میری قدر و منزلت سلطان جنت آشیان کے نزدیک سب سے
زیادہ تر تھی اور تو اُس زمانہ مین طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس بات کی تصدیق
کرتا اور یہ جوان کہ جسنے تخت سلطنت پر جلوس کر کے زیب و زینت بخشی ہو میرا اور تیرا ولی نعمت
ہوتا ہو تیری خیر بیت اسی مین ہو کہ مثل میرے آس کی خدمت گزاری سے نہ پھرے اور جس طور کہ تیرا
باپ خدمت اُس کے والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی آس کی خدمت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم
جانکر ہمہ تن مصروف رہے تو پھل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے الغرض شیر خان فولادی
نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ
تم چند روز پاؤن دامن صبر مین کھینچکر وزیر کے ساتھ طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور بے تقریب مسند عالی
کے ساتھ اظہار مخالفت نہ کرو لیکن جو چنگیز خان طمع کا دانت قصبہ بروده پر لگائے ہوئے تھا
اس نے یہ امر قبول نہ کیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہین
اور یہ ولایت مختصر جو میرے تصرف مین ہو ساتھ اس جماعت کے کفایت نہین کرتی ہو چونکہ حل و عقد
مہام مملکت اُس مسند عالی کی رائے خیر آثار کے مفوض ہو لہذا اس بارہ مین فکر فرماوین
اعتماد خان نے چاہا کہ ہم اس کو کلام بے ہودہ کے ساتھ مناقشہ مین ڈالین تاکہ یہ بات پوری ہو
کے خوف سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے اسی واسطے اس نوشتہ کے جواب لکھ بھیجا کہ قصبہ
ندربار ہمیشہ امراے گجرات کے تصرف مین رہا اور جن دنون مین کہ سلطان محمود قلعہ آسیر مین باتفاق
میران مبارک شاہ رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالے پاک فرمانروی
ممالک گجرات کی میرے دست اقتدار مین سپرد فرماوے گا تو قصبہ ندربار تجھے انعام فرماؤن گا
غرضکہ اس کے بعد جب سلطان شہید نے تخت جہانبانی پر جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کے واسطے
کہ بزرگون پر فرض عین ہو قصبہ ندربار میران مبارک شاہ کو دیا اب سلطان کو درجہ شہادت
مین پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی اصلاح یہ ہے کہ تم مع اپنی جمعیت کے جاکر قصبہ
ندربار پر جلد تر متصرف ہو کر زائد وظیفہ خود اور آسودہ تمھارے لشکر کا کفیل کیجاوے گی
چنگیز خان فریب کھا کر فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سنہ نو سو چھہتر ہجری مین بکوچ متواتر
اس طرف روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف ہو کر قدم حرص کا آگے بڑھایا یہان تک کہ تھالنیر
کے حدود مین گیا اتفاقات سے آن دنون یہ خبر پہونچی کہ میران محمد شاہ فاروقی ولد میران مبارک شاہ
مع تفال خان حاکم برار کی جنگ کو آتا ہی اور چنگیز خان نے اپنا لشکر اُس مقام مین کہ نشیب و فراز

اور ناہمواری بہت رکھتا تھا اُتارا اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی اُس طرف ارابون مین زنجیر کھینچی اور محمد شاہ
اور تفال خان اُس کے مقابل صف آرا ہو کر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خان اپنے دائرہ سے
باہر نہ آیا اور اُس غرور اور نخوت کی شامت سے جو سر مین رکھتا تھا اس طرح کا خوف وہراس اُس پر
غالب ہوا کہ رات کو مع تمامی لشکر بھاگ کر بھروچ کی طرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت سی یاب
کر کے ندربار تک پہنچا کیا اور پرگنہ پر متصرف ہوا اور اس عرصہ مین سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چھ نفر تھے
اور اسامی اُن کے یہ ہین محمد حسین میرزا مسعود الغ میرزا حسین مرزا مسعود حسین میرزا شاہ میرزا اسکے
سبب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے خوف سے سنبل سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گئے اور جب لشکر
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ۹۷۵ھ نو سو پچھتر ہجری مین مالوہ کی طرف متوجہ ہوا یہ ناچار اور لاعلاج
ہو کر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے واسطے انھین غائبانہ امراے سلطان مظفر
کی سلک مین منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے اُنھین دیے اور اُسی سال باتفاق میرزایان
مذکور اعتماد خان کے سر پر لشکر کھینچی پہلے بلا جنگ قصبہ بروده پر متصرف ہوا جب محمود آباد
مین پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور باہر ہوا ہے کہ باعث اصلی اور سبب
حقیقی شکست تھانیسر کا تیرے نفاق سے ہر کس واسطے کہ اگر ہماری کمک کے واسطے تو خود آتا
یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلا غبار فرار دامن عار پر نہ بیٹھتا اور اب فتح تہنیت اور مبارکباد شاہی کہنے
کو احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ہے اور یقین ہے کہ اگر تم شہر مین رہوگے ایک مخالفت اور نزاع ظاہر
آوے گی بہتر یہ ہے کہ مثل اور امرا اپنی جاگیر پر جا کر سکونت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت
دو تو مملکت موروثی مین جس طور سے چاہے دست تصرف دراز کرے اعتماد خان نے پیغام پہونچنے
سے پیشتر سامان فراہمی لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کے سر پر چتر بلند کر کے باتفاق
سادات خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور سیف الملک
شہر سے برآمد ہوا اور موضع کادری مین جو محمود آباد سے چھ کوس ہے طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ
آراستہ ہوئین جب نظر اعتماد خان کی فوج چنگیز خان پر پڑی اور سابق مین بھی میرزاؤن کی شجاعت
اور مردانگی سنی تھی اس واسطے ہر ایک دلیر معرکۂ نبرد کو قابض ارواح تصور کر کے بلا جنگ دونگرپور
کی طرف مفرور ہوا اور امراے دیگر اعتماد خان پر آفرین کر کے ہر ایک نے ہر ایک طرف راہ
فرار ناپی سادات خان بخاری دولقہ کی سمت اور اختیار الملک معمور آباد کی طرف گئے الغ خان اور
جہاز خان مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد کی طرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح
غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور محظوظ ہو کر میوہ مین نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو الغ خان
اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالپور کے دروازے سے برآمد ہو کر بیرلوپرا ور

معمور آباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے برآمد ہونے کے وقت چنگیز خان احمد آباد مین درآیا اور اعتماد خان
کے مکان مین قیام کیا اور شیر خان فولادی نے جب قصبۂ کری کے اطراف مین یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا
کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے مصارف ضروری کے واسطے چھوڑی گئی تھی اب جو تم تنہا
اُس پر متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہے اسکے بعد خود بھی مع جمعیت بسیار
کوچ کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت مین لڑنا لائق نہین ہے اقرار
کیا کہ جو ریاست دریائے سابرمتی کی اس طرف ہو تمھارے تعلق رہے اس سبب سے بعضے
پرگنے احمد آباد کے مثل عثمان پور اور خان پور کے بھی شیر خان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان
میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میران محمد شاہ
ولد میران مبارک شاہ جو فتح اول مین دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی پا کر امرا کی منازعت
اور مخالفت کو نعمت عظمیٰ تصور کر کے اُس مملکت کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد
تک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خان میرزایان کے باتفاق عازم جنگ ہوکر شہر سے
برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے شکست پائی پریشان اور بے سامان ہوکر آسیر کی طرف گیا
اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع ہوئی تھی چنگیز خان نے اُن کی دلجوئی کر کے
چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار بھروچ سے اُن کی جاگیر مقرر کی اور اُنھین واسطے اس کے کہ سامان
اور استعداد بہم پہونچاوین جاگیر کی طرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی جاگیر
مین گئے مردم اوباش اور واقعہ طلب اُن کے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا
کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا
تھا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہوکر میرزایان سے جا ملا اس واسطے جاگیر نے ان
کے خرچ پر وفا نہ کی بعضے محالون پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان
کو پہونچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار گجراتی اُن کے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان
کی فوج کو شکست دے کر کچھ آدمیون کو تہ تیغ کر کے تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو
جو دستیاب ہوئی تھی انھین جو خرد سال اور بے ریش تھے خدمت حضور کے واسطے نگاہ رکھے اور جو کہ
جوان ریش دار تھے تیر اُن کی ناک مین کر کے اور مشکین باندھکر ایک حلقہ لکڑی کا ان کے گردن مین
ڈالکر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خان خود ہمارے مقابلہ کو آویگا علاج
واقعہ پیش از وقوع عمل مین لائے یعنے چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت برہان پور
کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان بھی دست انداز ہوکر ولایت مالوہ کی طرف گئے اور باقی احوال
اُن کا محمد اکبر بادشاہ کے ضمن مین مذکور ہے القصہ جب الغ خان اور جہاز خان باتفاق شاہ مظفر ولایت

کانتہ کی طرف کہ عبارت کھنبایت اور بھڑوچ اور بندری سے ہی پہونچے بہت دن انتظار کھینچتے رہے کہ شاید اعتماد خان
خود آوے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لے جاوے جب اس سے صدا ظاہر نہوئی سلطان مظفر
کو ہمراہ اپنے دونگر پور کی طرف لیجا کر اعتماد خان کے سپرد کیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان
سے اپنے سپاہیون کے واسطے خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل
سب پر ظاہر ہی کہ جس قدر ہی اور ہر سال کیا صرف ہوتا ہی اور پھر شہر نہین ہی کہ کسی شخص سے
قرض لیکر دیا جاوے اس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا اعتماد خان سے آزردہ ہوئے چنگیز خان نے
اس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنے حضور طلب کیا الغ خان اور جہانخان
اور سیف الملک اور یحیی حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت محمود آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے
اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کرکے باتفاق یکدیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئے جب ابوحوض
کاکریہ پر جو شہر کے قریب ہی پہونچے اور لباس تبدیل کرنے کے واسطے سلطان محمود کے
باغ مین فروکش ہوئے اس درمیان مین چنگیز خان ان کے استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک
اور الغ خان اور حبشیان کو باغ مین دیکھا ان کی تسلی اور دلجوئی کی الغ خان اور جہاز خان بولے
کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہی کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہین اگرچہ
دولت نے ہم مین سے ایک کی طرف انتقال پایا ہو لیکن نسبت مین ہرگز فرق نہین ہی اور ملاقات
مین رعایت اسی نسبت کی چاہیئے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ ہمارے سلطان سے چند نفر
جنہون نے مزید خدمت کے باعث امتیاز پایا ہی اور رتبہ وہ سب اس مجلس مین حاضر ہین مین بعد
جس وقت ملاقات اور سلام کو آوین امیدوار ہین کہ دربان کسی کو مانع نہوون چنگیز خان نے بانکسار تمام
یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا اور مکان خالی کرکے ان کے سپرد کیے اور بعد چند روز کے
ایک مخبر نے آکر الغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان سمجھے اور جہاز خان کو تیغ قہر سے ہلاک کیا چاہتا ہی
اور قرار دیا ہے کہ فردا تمہین میدان چوگان مین بلاکر ہنگام غفلت چو رنگ کرے اگر کل وہ تالاب
کاکریہ کی طرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہین ہی کس واسطے کہ وہان صحرا وسیع ہی ہر طرف
بھاگ سکوگے اور جو میدان بہدرین جو ارک کے پاس ہی گیا یقین جانو کہ کام مشکل ہی وہ وہان اپنا
ارادہ ظہور مین لاوے گا اور ابھی جاسوس یعنی مخبر اس کلام سے فارغ ہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ
آیا اور بعد دعا کے یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان بہدرین مین چوگان بازی کو جاوے گا تم بھی
صبح کے وقت حاضر ہو الغ خان یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہوکر سیف الملک
حبشی کے مکان پر گیا اور وہان جاکر جہاز خان اور رشیدی بدر شاہی اور تحملدار خان اور خورشید خان
کو بلاکر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و بدل اور گفتگو کے ورازیون نے یہ تجویز کی کہ پہلے سبقت اور

پیش دستی کر کے چنگیز خان کو قتل کیا چاہیے غرضکہ دوسرے دن الغ خان اور جہاز خان حبشی اپنے
یاروں کو لیکر سوار ہوئے اور چنگیز خان کے دربار میں گئے اور جو ابھی لشکری اور ہوادار اس کے
حاضر نہ ہوئے تھے آدمی بھیجکر انھیں دعا پہونچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہیں اور جلدی
چوگان بازی کے واسطے چلیں اور چنگیز خان شراب صبح کہ جس کو صبوحی کہتے ہیں پی کر بدمست اور
سرخوش تھا ایک جوڑا گھوڑا کرمی کا سنگی تھا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان و غاپیشہ میدان
بھدر کی طرف توجہ فرمائی جب تھوڑی سی راہ قطع کی الغ خان حبشی جو چنگیز خان کے داہنی طرف اور جہاز خان
بائیں سمت جاتے تھے اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہے یہ سنتے ہی جہاز خان حبشی نے فوراً ایک
ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خان کے رسید کی کہ ایک ہی وار میں سر اس کا تن نازنین سے جدا
ہوا اور لاش اس کی خون کی ندی میں غرق ہوئی اور وہاں سے جلد اپنے اپنے مکانوں میں جاکر جنگ کے
مستعد ہوئے اختیار الملک بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خان بھانجا چنگیز خان
کا کہ پیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈال کر بدون اس کے کہ مکان پر پہنچا
بھروچ کی طرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب
یہ تحقیق ہوا کہ رستم خان بھروچ کی طرف گیا الغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان
اور بھی امرا اور اکابر کہ ساتھ بھدر کے شہرت رکھتا ہے داخل ہوئے اور ایک خط اعتماد خان
کو سب نے لکھکر حقیقت حال سے اطلاع بخشی اور اسے احمد آباد کی طرف طلب کیا اور اسی دن
بدرخان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے شہر میں آئے اور ہر ایک
امراے لشکر کے واسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور الغ خان اور جہاز خان حبشی نے امراے
مذکور کے ساتھ جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے مکانوں کی طرف پلٹ گئے دوسرے دن شیر خان
فولادی نے جاسوس [illegible] خبر لی کہ مردم امرا سے کوئی شخص محافظت کے واسطے بھدر میں نہیں
رہا ہے اس واسطے چنگیز خان کے قتل کی تیسری رات کو سادات خان کو کہ ایک امراے شیر خان سے
تھا تابع میں سو آدمی بھیجا اور اس نے آکے [illegible] دیوار قلعہ کی خان پور کی طرف سے مسمار کر کے بھدر پر
مخالفت کی اور بعد [illegible] روز کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لیکر احمد آباد میں آیا اور جو قلعہ
بھدر سادات خان کے تصرف میں تھا سلطان مظفر شاہ اپنے مکان میں مقیم ہوا اور قلعہ بھدر کی رہائی
کے بارہ میں ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ قلعہ بھدر سلاطین کا مکان
اور جہاں بادشاہ ہو وہ [illegible] ہوا خواہوں کو لازم ہے کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت
کریں نہ یہ کہ خود اس میں سکونت کر کے متصرف ہو دیں اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر میں
داخل ہوا سادات خان کو فہمائش کر دو کہ قلعہ بھدر کو خالی کر دے شیر خان نے اس حقوق کی

رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُس پر مبذول رکھا تھا اُس کے کہنے پر عمل کرکے فوراً قلعہ
خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان مین جاکر استقامت فرمائی درمیان اس حال کے مخبرون نے
خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ مین جب خبر چنگیزخان کے
قتل کی سُنی خوش دل اور مسرور ہوکر ولایت بھروچ اور سورت کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے
کہ اس صوبہ پر متصرف ہووین اور اختیارالملک اور الغ خان نے اعتماد خان کے مکان پر جاکر یہ بات
کہی کہ ولایت بھروچ حاکم سے خالی ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ میرزایان مذکور اُس طرف متوجہ ہین
بہتر یہ ہے کہ تمام امرا جمعیت کرکے بھروچ کی طرف روانہ ہووین اور اُس مقام کو اپنے قبض و تصرف مین
لاوین اور اس کام مین تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت مین ہرگز راہ نہ دیوین کس واسطے
کہ بھروچ اگر میرزایان کے تصرف مین در آوے گا پھر نہایت دشواری سے اس جماعت کے تصرف
سے برآوردہ ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیرخان فولادی کے پاس بھیجکر صلاح پوچھی شیرخان نے
اسی رائے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام افواج کے تین برن ہووین اول الغ خان مع حبشیان
ایک منزل آگے جاوے جب وہ اس منزل سے کوچ کرے اعتماد خان اور اختیارالملک اور امرا
دیگر کہ برن دوسرا ہے اُس منزل مین فرودکش ہووے اور جب برن دوسرا اس منزل سے آگے بڑھے
تیسرا برن کہ شیرخان فولادی و دیگر امرا سے مراد ہے اس منزل مین قیام کرے اور سادات خان بخاری
اپنی جگہ اور مقام مین رہے جب اس رائے نے قرار پکڑا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک مع
حبشیان تمام محمودآباد مین پہونچے اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جاکر یہ عزیمت فسخ کی الغ خان
اور اس کے یاران ہمدم یہ حرکت اُس کی ظرافت پر گمان کرکے آپس مین کہنے لگے کہ ہم نے اس کے
دشمن چنگیزخان کو جو اپنا مثل نہ رکھتا تھا ہلاک کیا اور یہ ہم سے نفاق کرتا ہے صلاح یہ ہے کہ اس کی ولایت آپس
مین تقسیم کرکے متصرف ہووین چنانچہ قرار داد پر عزم مصمم کرکے پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جلاد اور بعضے اور
پرگنات پر متصرف ہوئے اس صورت مین میرزاؤن کو فرصت ہوئی کہ قلعہ جنبانیر اور قلعہ بندر سورت
اور دیگر مواضع پر قابض ہوے اور رستم خان جو قلعہ بھروچ مین قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤن سے لڑا
آخر کو امان چاہی اور قلعہ اُن کے سپرد کرکے برآمد ہوا اور جب مردم بے جاگیر گجرات کے شہر سے برآمد
ہوکر الغ خان کے شریک ہوے الغ خان نے جہاز خان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہوکر
ہمارے پاس آئے ہین مناسب ہے کہ اعتماد خان کے پرگنات مین سے اس جماعت کے ماوجب کے لیے
جاگیر مقرر کرین جہاز خان نے کہا کہ جو کچھ اس جماعت کو دیتے ہو وہ مجھے دو اور جو اس گروہ سے
امید کی ہے وہ مجھسے وقوع مین آوے گی ان باتون کے سبب الغ خان اور جہاز خان کے درمیان
تنازع واقع ہوا پھر اعتماد خان فرصت پاکر جہاز خان کو مکر و فریب سے فریفتہ کرکے اپنے پاس لے گیا

اس سبب سے حبشیون کی شوکت مین فتور عظیم نے راہ پائی الغ خان حبشی اور سماوات خان بخاری شیر خان
فولادی سے جا ملے اور جب گونہ استقلال شیر خان فولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پاکر ایک
روز قبل از غروب آفتاب کھڑکی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال غیاث پور کی منازل مین کہ قریب
قصبہ سرکنج ہی الغ خان کے دائرہ لشکر مین پہونچا اور الغ خان اسے دیکھتے ہی شیر خان کی خدمت
مین گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر بدون اس کے کہ مجھے پہلے اطلاع بخشے میرے لشکرگاہ مین آیا ہی لیکن
ابھی تک مین نے اس سے ملاقات نہین کی ہی شیر خان فولادی نے کہا کہ مہمان عزیز ہوتا ہی تم جاکر حقوق
خدمتگاری بجا لاؤ اور علی الصباح خط اعتماد خان کا شیر خان فولادی کو پہونچا کہ جو مظفر شاہ فرزند محمود شاہ
ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اس واسطے مین نے اس کو تخت شاہی سے اٹھاکر نکال دیا تاکہ میرزاؤن
کو بلاکر تخت سلطنت پر متمکن کرکے ملک گجرات ان کے سپرد کرون یہ خط پڑھکر شیر خان فولادی نے
سید حامد کے لشکرگاہ مین جاکر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کے وقت اعتماد خان نے کیا کہا تھا سید حامد
اور دیگر سادات نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اٹھاکر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند سلطان محمود ثالث
ہی اب اس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہی شیر خان فولادی سید حامد سے رخصت ہوا اور الغ خان حبشی کی
فرودگاہ مین آیا اور کمان ہاتھ مین لیکر جس طور سے کہ نوکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہی سلطان مظفر کی شرف
ملازمت سے مشرف ہوا اور الغ خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کرکے اپنے مکان پر لایا اور اس کی
خدمتگذاری مین قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤن کو بھروج کی حدود سے طلب کیا جب یہ پانچ
چھ ہزار سوار لیکر احمد آباد مین پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤن کو مع مردم اختیار الملک کے
حبشیون کی جنگ کے واسطے بھیجتا تھا یہان تک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچی اور اعتماد خان
نے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر پیش نہین جاتی ہی اس واسطے عرض اشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ملاحظہ
مین بھیجکر گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اس وقت کہ سنہ ٩٨٠ نوسو اسی ہجری تھی جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ ناگور کی طرف تشریف لایا اور میر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر امراے نامدار سروہی
کی تسخیر کے واسطے بھیجا تھا اور جب میر محمد خان راجہ سروہی کی برچھی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
بسعادت واقبال میر محمد خان کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت مین عرضیان خوانین گجرات کی پہونچین
پھر وہان سے بلا توقف گجرات کی عزیمت کی چنانچہ اس تفصیل سے جو اپنے مقام مین مذکور ہی رایات نصرت
آیات اکبری پٹن گجرات کی طرف پہونچی شیر خان فولادی کہ اس وقت احمد آباد کو محاصرہ مین رکھتا تھا [illegible]
ہوکر کسی طرف متفرق ہوا اور ابراہیم حسین میرزا اور بھائی اس کے برودہ اور بھروج کی سمت راہی ہوئے
اور اعتماد خان اور میرزا ابوتراب شیرازی اور الغ خان حبشی اور جہاز خان اور اختیار الملک سلطان اکبر
فلک آشیان کا احرام آستان باندھکر دولت خواہون کے سلک مین منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیر خان

فولادی سے جدا ہو کر آنحضرت کی ملازمت میں حاضر ہو کر اختصاص پایا اور گجراتیوں کی سلطنت اور دولت نے رجب کی چودھویں تاریخ سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری میں زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ممالک محروسہ میں داخل ہوئی اور اسی یورش میں قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف سے برآوردہ ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کے وقت جب نواح بھروج میں پہونچا والدہ چنگیز خان نے سلطان سے فریاد کی کہ میرے فرزند کو جہاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جہاز خان حبشی کو کہ ملازم رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ آگرہ کی طرف لے گیا اور جس وقت کہ منعم خان خانخانان بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادی خانم کو اُس کے عقد میں در لایا اور بعد چند عرصہ کے اُس سے بدگمان ہو کر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کے وقت قید خانہ سے بھاگ کر سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی ہجری میں ولایت گجرات میں گیا اور لشکر جمعیت بہم پہونچا کر قطب الدین خان حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چندے بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے ہجری میں میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو جس کا خطاب خانخانان تھا اُس کے دفع کے واسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جوناگڈھ کی طرف بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف میں آیا اور اب تک وہ مملکت بہشت آئین اُس خاندان عالی شان کے قبضہ میں ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ سال اور چند ماہ تھی فقط
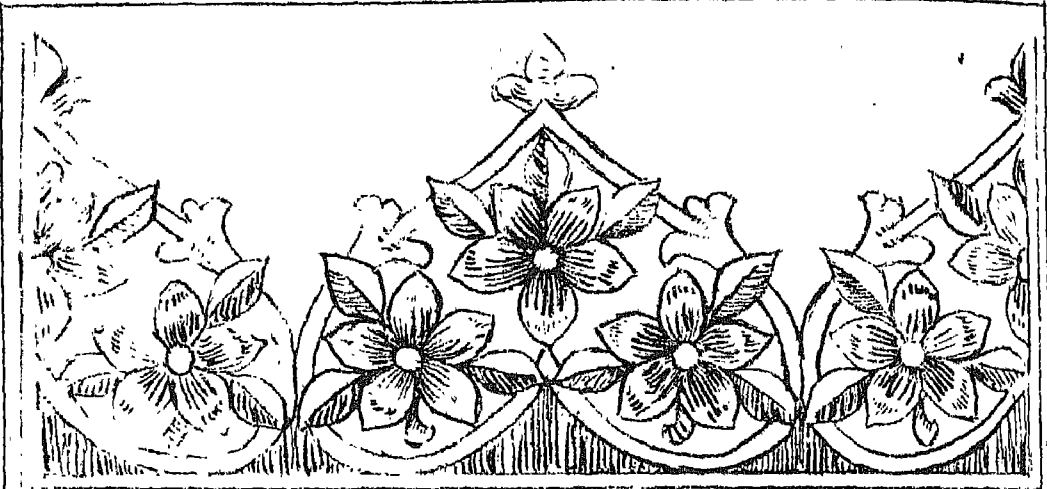
مقالہ پانچوان حکام مملکت مالوہ اور منڈو کے بیان مین

ناظرین تمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہی اور ہمیشہ حکام ذی شان اُس ملک مین رہتے تھے اور راجہاے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اُسکی ابتداے سلطنت سے ہے اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اس کے جو راجہاے ہندوستان سے ہین مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد سلطان محمود غزنوی کے جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان مین شائع ہوا سلاطین دہلی مین سے سلطان غیاث الدین نے اس مملکت پر غلبہ پایا بعد اس کے سلطان محمد بن فیروز شاہ تک یہ مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف مین رہی اور دلاور خان غوری سے کہ نام اصلی اُسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کے اولاد مین سے تھا بعد قتل سلطان محمد بن فیروز شاہ کے اس مملکت کی حکومت قائم ہوکر باستقلال سلطنت کی اور اس وقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گیارہ نفر نے جداگانہ سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کے حکومت کی اور اُس عرصہ مین براے چندے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر قائم ہوے منقول ہے کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جسنے ایام فرار ہونے مین اُسکی ہمراہی اور رفاقت کرکے جان نثاری کی تھی جب وہ سلطنت پر قائم ہوا انکی قدر و مراتب بطریقہ رعایت و سلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چار شخص صاحب سلطنت ہوکر شاہ ہوے الغرض دلاور خان دھار مین مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور راے صائب کی قوت سے

ولایت مالوہ کو ضبط مین لایا اور دست تصرف مغلیہ کو اُس مملکت کے اطراف و اکناف سے کوتاہ کیا چونکہ ہمیشہ
اُس کے دل مین یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دار الملک بناؤن بلکہ کبھی کبھی جا کر اُس کی تعمیر مین
کوشش کرتا تھا اور پھر دھار کی طرف مراجعت کرتا تھا اور سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین سلطان محمود بادشاہ دہلی
بوجہ صولت صاحبقران امیر تیمور کے گجرات کی طرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اسکی مرضی کے
موافق نہ کیا اُس سے رنجیدہ ہو کر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہونچا دلاور خان نے
اپنے عزیز و اقارب اور امرا کو استقبال کے واسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن اور ضیافت کرتے ہوئے
لاوین اور لوازم خدمت بہترین وجہ سے بجا لاوین اور جب دھار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاور خان خود بھی استقبال
کے تہیہ مین ہوا اور ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاور خان سے اس امر مین راضی نہ تھا مع اکثر لشکر مالوہ شادی آباد
مندو کی طرف گیا اور دلاور خان سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُن حضرت کو با عزاز و
احترام تمام شہر دھار مین لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا اور کہا کہ تمام نقد و جنس حضرت
کا ہے اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہین ناصر الدین محمود شاہ نہایت مسرور ہوا اور آپ سے دعاے خیر دیکر
اُنمین سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین محمود شاہ امراے دہلی کی
التماس کے موافق دلاور خان کو وداع کرکے اس طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سنکر باپ کی ملازمت کا عازم
ہوا اس تین سال کی مدت مین کہ ہوشنگ مندو مین تھا ایک قلعہ سد اسکندر سے سنگین تر پتھر اور کانپ سے
بنانے لگا اور اُسے اپنے عہد سلطنت مین تیاری کو پہونچایا جیسا کہ اُسکی تعریف عنقریب آتی ہے اور جب
ناصر الدین محمود شاہ مر گیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کا کرکے بطور سلاطین
خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سراپردہ اپنا سُرخ کیا منقول ہے کہ اسکا دادا جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان
دہلی کی درگاہ مین صاحب جاہ ہوا اور اُسکا بیٹا درجہ امارت کو پہونچا اور اُسکا پوتا کہ دلاور خان غوری سے
مراد ہے وہ فیروز شاہ کے عہد مین امراے کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین جب مالوہ جاگیر مین
پایا آداب ملک داری مین سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور سنہ ۸۰۸
آٹھ سو آٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضے کتب مین نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش
سے مسموم ہوا مدت حکومت اُس کی بیس سال تھی ان مین سے کچھ اوپر چار برس سلطنت کی

ذکر ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کے بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور طغراے حکومت اپنے نام لکھکر اپنے تئین
سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اُس نواح کے امیرون اور بزرگون نے اُس سے بیعت کی اور حلقہ
اُسکی اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائے

کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاور خان کو طمع دنیا کے سبب
زہر دے کر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا ہے چونکہ دلاور خان غوری اور شاہ مظفر
گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کرکے اس طرف متوجہ ہوا
سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعہ دھار سے برآمد ہوا اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین طرفین صف آرا
ہوکر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ مین مشغول ہوئے یہان تک کہ سلطان مظفر اُس معرکہ مین زخمی ہوا
اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر اختلال کے دونون نے پائے شجاعت کو
متزلزل نہ کیا حرب و ضرب سے دست از بردست باز نہ رکھے چونکہ فتح اور شکست کوشش سے بیشتر نہین ہوتی
عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم مراد پر چلی اور ہوشنگ بھاگ کر قلعہ مین پناہ لے گیا
اور جب طاقت مقابلہ اپنے مین نہ پائی ناچار امان طلب کرکے شاہ مظفر گجراتی کے پاس حاضر ہوا اور اسی وقت
سلطان نے اُسے مع امرا مقید کرکے حوالات مین سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خان کو قلعہ
دھار مین مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کرکے سالماً غانماً گجرات کی سمت متوجہ ہوا
نصرت خان ناکردہ کار نے جو اول سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بدسلوکی اختیار
کی اور سلطان مظفر گجرات مین پہونچ چکا تھا لشکر مالوہ نے فرصت پاکر نصرت خان کو قلعہ دھار سے نکال دیا اور
چونکہ نصرت خان اُس نواح مین توقف کرکے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اس سبب سے پیچھا کرکے بعضے
پس ماندون کو ایذا بہت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑ کر قلعہ شادی آباد مندو
مین کہ بروج سنگین اُسکے منطقۃ البروج کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے
موسیٰ خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات مین سلطان
ہوشنگ کو پہونچی اُس نے عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اُس کا مضمون یہ
تھا کہ آن خداوند جہان و جہانیان فقیر کے بجائے باپ اور چچا کے ہوتے ہین اور جو بات کہ بعضے اہل غرض
نے معروض کی ہے خدا جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے اور ان دنون مین سُنا جاتا ہے کہ امرائے مالوہ
نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسیٰ خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہوکر دم استقلال
کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کرکے ممنون احسان فرمادین یقین ہے کہ وہ بلاد ہاتھ آوین سلطان نے ایک
سال کے بعد اُسے قید سے رہا کرکے عہد نامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کرکے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس
ہجری مین احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کے واسطے رخصت کیا اور اُسنے دھار اور اُسکے اطراف کو
امرا کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چند روز دھار مین
استقامت کی جب ایک جماعت خاصہ خیل سے اُسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعہ شادی آباد مندو کی طرف امرا
کی استمالت کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سُنکر سب مسرور اور خوشحال ہوکر اُس کے خواہان ملازمت تھے لیکن جو

عیال و اطفال اپنے ہمراہ قلعہ شادی آباد مندو مین لے گئے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت مین حاضر نہو سکے
تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبہ دھار سے قصبہ مہر کی طرف گیا اور آتش جنگ
شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُس کے ہمراہیون سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نجاتی تھی ہوا سطے
سلطان ہوشنگ نے صلاح اس مین دیکھی کہ وہان سے کوچ کر کے ولایت کے بیچ مین قیام پکڑے اور
آدمیون کو بھیجکر قصبون اور پرگنون پر متصرف ہووے اس درمیان مین ملک مغیث نے جو سلطان ہوشنگ کا
پھوپھی زاد بھائی تھا ملک خضر عرف میان آغا سے طریق مشورہ درمیان مین رکھا کہ اگرچہ موسی خان جوان شایستہ ہے اور
ہمارا چچیرا بھائی ہوتا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور دانشوری مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور یہ سلطنت ارثاً اور کسباً
اُسے پہونچتی ہے اور مادر اس کے اُس نے ایام طفلی مین میری والدہ کے آغوش شفقت مین پرورش پائی صلاح
اس مین ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اس کے دست اقتدار مین سونپی جاوے ملک خضر المشہور میان آغا
نے راے ملک مغیث کی پسند کی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سے برآمد ہو کر سلطان ہوشنگ
کے پاس حاضر ہوے اور سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث کو وعدہ نیابت کا دے کر مسرور اور محظوظ کیا
اور موسی خان نے جب یہ خبر سُنی رشتہ استقلال سلطنت کو مقراض مایوسی سے قطع کر کے اپنے انجام کار
مین متفکر ہوا اور آخر کو قلعہ خالی کر کے نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد مندو مین جا کر
دار الامارہ مین قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک الشرق خطاب دیکر منصب وزارت پر سرفراز کیا اور اُس کو
اپنے جمیع امور مین نائب اور قائم مقام کیا اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین جب شاہ مظفر نے حیات مستعار
قابض ارواح کے سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا فیروز خان
اور ہیبت خان فرزندان شاہ مظفر نے نشان عداوت خطۂ بھروچ مین بلند کر کے سلطان ہوشنگ
سے اعانت طلب کی اُس نے حقوق پرورش مظفر شاہی اور اعانت احمد شاہ کو طاق نسیان پر رکھا اور کینہ
دیرینہ نے اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ملک گجرات مین جا کر اس سلطنت کے قواعد کو مختل کرے لیکن
سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر مع لشکر دلاوران بھروچ کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور فیروز خان اور
ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہیبت سے امان طلب کر کے اُس سے جا ملے سلطان
ہوشنگ راہ سے مراجعت کر کے دھار مین آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اس کی پیشانی سے
خشک نہوا تھا کہ پھر ایک حرکت شنیعہ کا ارادہ کیا یعنی سنہ ۸۲۲ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان ہوشنگ
کو خبر پہونچی کہ احمد شاہ گجراتی جالوارہ کے راجہ کے سر پر بنفس نفیس فوج کش ہوا ہے اور اُنھین دنون مین راجہ
جالوارہ کا عریضہ سلطان ہوشنگ کے پاس باستدعاے کمک پہونچا اور حامل عریضہ نے کمک کے بارہ مین
مبالغہ حد سے زیادہ تر کیا ہوشنگ شاہ معاہدات سابق کو بالکل فراموش کر کے مع لشکر کثیر دھار سے گجرات
کی طرف متوجہ ہوا اور اُس مملکت مین بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بمجرد پہونچنے

اس خبر کے اُسکے دفع کا عازم جازم ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سے مدد نہ پہونچی سلطان ہوشنگ
نے مجبور ہو کر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اس عرصہ مین نصیر خان فاروقی اس امر کا قاصد ہوا
کہ قلعہ تھالیز کو جو اُسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اُسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے تصرف
مین لاوے اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب کمک ہوا اُسنے اپنے بیٹے غزنین خان کو
مع پندرہ ہزار سوار اس کی مدد کے واسطے بھیجا نصیر خان فاروقی اس کی اعانت کے سبب قلعہ تھالیز
کو لیکر سلطان پور کے اطراف مین گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُن کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا
اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ محمد آباد چینپانیر اور راجہ نادوت اور ایدر نے فرصت پاکر عرضیان
متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت مین روانہ کین کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری مین تساہل اور تجاہل
واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا اگر آن حضرت گجرات کی طرف متوجہ
ہوویں ہم کچھ راہبر آپ کی خدمت مین بھیجین کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجاوین کہ ملک گجرات کے
پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو بہ تجاہلت عداوت سابق کے سوا اہدلی تھی سلطان ہوشنگ نے
اس ارادہ سے سامان جنگ درست کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین مع شوکت تمام مہراسہ کے
راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً اُن دنون مین سلطان احمد سلطان پور اور نذر بار کے اطراف مین
پہونچا غزنین خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کی طرف گیا اور جب احمد شاہ گجراتی کو خبر
پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کی طرف گیا ہے اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھکر باستعجال
تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑے عرصہ مین بطور تاخت آپ کو وہان پہونچایا
اور جاسوسون نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بیقرار ہو کر زمینداروں کو کہ
جنھون نے عرضیان بھیجکر غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب اُن سے بوسے خیرہ سوکھی
زبان ملامت کھولکے حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستہ سے کہ آیا تھا سر کھینچکر پلٹ گیا احمد شاہ گجراتی
نے چند روز قصبہ مہراسہ مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُس کے ملحق ہووے اور بعد اجتماع لشکر ماہ صفر
سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر کالیادہ کے نواح مین
مقام کیا اور سلطان ہوشنگ چند منزل بڑھکر جنگ مین مشغول ہوا اور بعد اس کے تاب مقاومت نہ لاکر
قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد مندو کے دروازہ تک
تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفر آباد نعلچہ تک گیا اور چند روز وہان مقام
کر کے افواج ولایت کے اطراف مین بھیجین اور چو قلعہ شادی آباد مندو نہایت سنگین اور مستحکم تھا
ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہان سے چاہا کہ اُجین مین جاوے جو موسم برسات
پہونچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت اس مین ہے کہ اس سال آنحضرت دارالملک

گجرات کی طرف معاودت فرما کر اُن مفسدون کو کہ باعث فتنہ وفساد ہوئے ہین گوشمالی بواجبی دیوین اور سال آیندہ
مین بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر مین مشغول ہووین القصہ احمد شاہ گجراتی اس قرارداد پر دھار سے مراجعت کرکے
گجرات مین داخل ہوا اور اُس سال مالوہ مین جب کچھ آثار نجابت اور کار روائی ملک محمود فرزند ملک مغیث
کے جبین مبین پر واضح اور لائح ہوئے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر مہمات ملکی مین
جو اُسکے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہین جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی کے انتظام
کو قلعہ مین چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سال مذکور مین سلطان احمد شاہ کو یہ تمنا
ہوئی کہ ولایت مالوہ مین جاؤن اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اس مین تقصیر نکرون سلطان ہوشنگ
نے اُسکے ارادہ پر آگاہ ہو کر ایلچیان زبان آور کو مع تحف وہدایا بھیجکر صلح چاہی سلطان احمد شاہ نے
پیشکش لیکر اس وقت احمدآباد کی طرف مراجعت کی اور سنہ ٨٢٣ آٹھ سو تئیس ہجری مین سلطان ہوشنگ قلعہ کھیرلہ پر
جو برار کی سرحد مین ہے لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگھ رائے مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ کو آیا
اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ ظفر یاب ہوا اور نرسنگھ رائے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگ گڑھ
کو جو نرسنگھ رائے کے متعلق تھا محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور خزانہ اور چراسی ہاتھی نامی دستیاب کیے اور نرسنگھ رائے
کے بیٹے کو کہ قلعہ کھیرلہ مین تھا اپنا فرمان بردار اور باج گذار کرکے سالماً وغانماً شادی آباد مندو کی طرف
رونق افزا ہوا اور سنہ ٨٢٥ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب
کرکے سوداگرون کے لباس مین ولایت جاجنگر کی طرف کہ مہینے بھر کا راستہ ہے متوجہ ہوا اور گھوڑے برنگ
نقرہ کہ وہان کا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اُس مملکت کے آدمی برغبت تمام لیتے تھے
اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑون اور متاع کے عوض مین ہاتھی انتخاب ہمراہ
لاوے اور فیلون کی قوت سے سلطان احمد شاہ گجراتی سے انتقام لیوے لیکن جب جاجنگر کے اطراف مین
پہونچا ایک شخص کو جاجنگر کے راجہ کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک سوداگر ہاتھی خریدنے کو آیا ہے
اور گھوڑے برنگ نقرہ اور سرنگ اور کبود اور سبزہ اور قماش و مال بھی بکثرت تمام ہمراہ لایا ہے
رائے جاجنگر نے کہا کس واسطے شہر سے دور فرودکش ہوا ہے ایلچی نے جواب دیا کہ سوداگر بہت
سے اُسکے ہمراہ آئے ہین وہ آب وصحرا دیکھکر مقیم ہوا ہے غرضکہ رسم اس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی سوداگر
معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لاتا راجہ پیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑون کو زین
کرکے اسباب کو روے زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہوکر وہان پہونچکر اُس اسباب اور گھوڑون کو
ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسے ہاتھیون کے ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ
کے سبب رائے جاجنگر نے کہا کہ مین فلان روز قافلہ کی طرف آؤن گا مناسب ہے کہ اس روز سوداگر
اپنے اپنے گھوڑے تیار رکھین اور اسباب نفیس اور اشیاے لطیف کو زمین پر چنین تو ملاحظہ کرکے اگر وہ ہاتھی

معاوضہ مین لیوین بہتر اور جو نہین زر نقد مین دون گا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ نے اپنے آدمیون
سے عہد لیا کہ جو کچھ مین فرماؤن اُس کے خلاف عمل مین نہ لانا پھر روز موعود کا انتظار کرنے لگا جب وہ دن آیا
راجہ جاج نگر نے چالیس زنجیر فیل اُن کے قافلہ کی طرف بھیجے تو سوداگر دیکھکر پسند کرین پھر اپنے آنے سے
اعلام کرکے پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑون کو ساز و سامان سے درست رکھین جو موسم برسات تھا
سلطان ہوشنگ نے پہلے عذر کرکے یہ بات کہی کہ ابر اور ہوا موجود ہے ایسا ہو کہ مینھ برسے اور ہمارا اسباب
ضائع اور برباد ہووے لیکن راجہ کے آدمیون نے بتاکید تمام اسباب کھلوایا اس درمیان مین راجہ بھی
پانسو آدمی ہمراہ لیکر آپہونچا اور اشیا کے دیکھنے مین مشغول ہوا ناگاہ ابر شدید آنکر برسنے لگا اور گرج کی آواز
اور بجلی کی چمک کی ہیبت سے ہاتھی بھاگ گئے اور جو متاع کہ زمین پر گستردہ تھے ہاتھیون کی پامالی سے خراب
ہوئے اور وہ سپاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ سوداگرون کے لباس مین آئی تھی وہ فریادی دیون کی
طرح جوش و خروش مین آئی اور سلطان ہوشنگ نے برسم سوداگران کچھ بال اپنی ریش کے اکھاڑ کر
یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب و ضائع ہوئی پھر ہمین زندگانی بیکار ہے یہ کہکر باتفاق اُس جماعت
کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑون کی پشت پر سوار ہوکر راجہ کی طرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہوکر بضرورت
جنگ مین مشغول ہوا اور سوداگرون کے اول حملہ مین منہزم ہوا اور کچھ لوگ اُس کے مارے گئے اور
کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت راجہ سے یہ کلام کیا
کہ مین مالوہ کا سلطان ہون اور ہاتھیون کے خریدنے کو آیا ہون جب اسباب ضائع ہوا لاچار مین نے
تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے متعجب ہوکر اپنے امرا کو پیغام کیا کہ
تمام فیل خوب اور نامی بھیجو انھون نے پچہتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی
سلطان ہوشنگ راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اُسکی سرحد سے بر آمد ہوا راجہ کو رخصت کیا وہ اپنے
شہر مین داخل ہوا چونکہ راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی تھی چند فیل نامی اور اُسکے واسطے بھیجکر عذر خواہ ہوا اور
سلطان ہوشنگ نے راستہ مین سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ مین در آیا اور بالفعل
شادی آباد مندو کو محاصرہ رکھتا ہے اس واسطے جب ولایت کھیرلہ مین پہونچا از روے احتیاط اور ہوشیاری کے
عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہان کا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مردم
معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اُسکی خدمت مین پہونچا تھا شادی آباد مندو کی سمت
روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچون سے طلب کرکے جنگ پر مستعد
ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلو تہی کرکے دروازہ تاراپور کی طرف سے جاکر قلعہ مین داخل ہوا
چونکہ شادی آباد مندو کا قلعہ نہایت سنگین اور دنیا کے قلعجات نامی مین سے انتخابی تھا بہ سبب قلیل کچھ احوال
محل زبان کا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ پہاڑ نہایت وسیع اور مدور ہے

اسکا انیس کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجاے خندق اُسکے گرداگرد ایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا
اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کے اندر آب و علف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان
ہووے اس مین موجود تھی اور ایک لشکر چاہیے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہین
کس واسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ
کے فروکش ہونے کے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کی طرف سات تاراپور کے مشہور
ہی نہایت سخت تھا چنانچہ سوار بمشکل تمام برآمد ہوسکے اور تم جس طرف سے قلعہ مین آنا چاہو تو پہلے تم کو
نہایت دشوار گذار ہیلہ طے کرنا ہوگا اور وہ آدمی کہ راستون کی محافظت کے واسطے قیام کرتے تھے
راستون کی دوری اور پہاڑون کے حائل ہونے کے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہین
ہوتے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کی جانب ہے دوسری راہون سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ
گجراتی نے محاصرہ مین صرفہ نہ دیکھکر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا اور اُجین سے
گذر کر سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے اس امر پر مطلع ہو کر دوسرے راستہ سے بطور تاخت اپنے
حصار سارنگپور مین پہونچا اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہے تاراجی انکی لایعنی
اور خونریزی اُن کی بہت وبال رکھتی ہے اور کیونکر صف جنگ آراستہ ہووے کہ مسلمان جماعت جماعت
اور فوج فوج کشتہ ہونگے لائق و انسب یہ ہے کہ زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کرین اور عنان عزیمت اپنے
دار الملک کی طرف منعطف کرین کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اُس کی
باتون پر کرکے اُس رات کو لشکر کی محافظت اور حزم و احتیاط مین تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ
انتظار وقت فرصت کرکے ماہ محرم کی بارھوین تاریخ سنہ ۸۲۶ آٹھسو چھبیس ہجری مین شبخون لایا جو گجراتی غافل تھے
انکی طرف سے بہت آدمی قتل ہوے از انجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کے قریب راے ساست ولایت
وندہ مع پانسو راجپوت کے قتل ہوا اس وقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنے سراپردہ سے برآمد ہوا جب
احوال فوج کا دگرگون دیکھا مع ایک شخص اُردو سے برآمد ہو کر صحرا مین ایستادہ ہوا اور صبح کے قریب تمام فوج
اسکے پاس جمع ہوئی اور وقت صبح صادق کے ہوتے سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال و قتال کا ایسا
گرم ہوا کہ دونون بادشاہ جنگ مین مستعد ہو کر لڑتے ہوے آخر الامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگپور
کے قلعہ مین دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیون کے ہاتھ آئے اور ربیع الثانی کی چوتھی کو سلطان
احمد شاہ کوچ کرکے بفتح و فیروزی گجرات کی طرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی
نہایت دلیری و غرور سے قلعہ سارنگپور سے برآمد ہو کر گجراتیون کا تعاقب کیا اور بہت سے عقب ماندگان کو
ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہو کر پھر بازگشت کی اور دونون لشکر کے درمیان آتش قتال افروختہ ہوئی
اور دوہی حملہ مین سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم و برہم کیا اور سلطان احمد شاہ نے یہ حالت مشاہدہ

کرکے خود بنفس نفیس میدان کارزار مین اس قدر کوشش کی کہ نسیم فتح اُسکے نشانون پر چلنے لگی اور سلطان ہوشنگ
بازوے شجاعت شکستہ کرکے پھر قلعہ سارنگ پور مین پناہ لے گیا اور اس دن چار ہزار اور نوسو آدمی
مالوہی معرکہ اور حالت مفروری مین تیغ بیدریغ سے ہلاک ہوے اور اُنکا تمام سازو اسباب اور اثاثہ تجمل
گجراتیون کو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو مین درآیا
اور شکست وریخت اپنی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی جاجنگر جانے اور واپس آنے کی یہی قوی روایت
ہے جو بیان مذکور ہے اور دوسری روایت جو کہ ضعف سے خالی نہین وہ وقائع گجرات مین تحریر ہوئی ہے اسی پر
اکتفا کی دوبارہ اُس کی تکرار اس مقام مین مناسب نجانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اسی سال
مین قلعہ کاکرون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور عرصہ قلیل مین اپنے تصرف مین لایا اور پھر اُسی سال قلعہ
گوالیار کی عزیمت تسخیر مین بکوچ متواترہ منزل مقصود مین پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک مہینے اور چند روز
کے سلطان مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کے راستہ سے راے گوالیار کی کمک کے واسطے فوج کش ہوا اور
جب یہ خبر مشہور ہوئی پاے قلعہ سے برخاست کرکے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف صلح
درمیان مین آیا ایک نے دوسرے کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی
اور ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن بقصد تسخیر قلعہ کھیرلہ نہضت فرمائی بعد
وصول منزل احاطہ کرکے اس کی تسخیر مین ساعی ہوا اور نرسنگھ راے مقتول
کے فرزند نے جو سلطان ہوشنگ کی طرف سے وہان کا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس ایلچی بھیجکر امداد
طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکنی کوچ کرکے اپنی ولایت
کی طرف متوجہ ہوے اور ہوشنگ شاہ نے اس امر کو دکنیون کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھون نے
ہم سے دبکر ترک محاصرہ کیا پھر راے کھیرلہ کے چھوڑ کا نے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی مع
چند امراے خاصہ خیل کمین مین ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے مامور کیا اور سلطان
ہوشنگ کہ بطور تاخت تعاقب کرکے مسافت طے کرتا تھا اثناے راہ مین فوج دکنیون کو آمادہ قتال و مستعد جدال
دیکھکر ایستادہ ہوا اگرچہ لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم تعاقب کے آنے کا انتظار نہ کھینچکر محاربہ مین مشغول ہوا
شاہ احمد بہمنی بتدبیر موافق تقدیر کے جانکر کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے
آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگون سے بیخبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیون
سے شکست فاحش پاکر احمال و اثقال چھوڑ کر بھاگا اور اُسکی عورتین و بیٹیان تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر
ہوئین اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہوکر طریق مروت مسلوک رکھکر اسی وقت امیران
معتمد کو معین کرکے اُنکی حفاظت مین نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاکر سترپیت
کو جائز رکھین اور قاعدہ سے اختصاص بخشا اور مردم ایلچی اور دیانتدار اسکے ہمراہ کرکے مع انکے معتمد ...

سلطان ہوشنگ کے پاس بھیجا اور ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبد القادر نام نوکر سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین تھا مندو سے متوجہ ہوا جب اُس نواح مین پہونچا سُنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بھی مع لشکر بسیار اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے واسطے بکوچ متواتر آتا ہی ہوشنگ اُسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اُسکی جنگ مین متوجہ ہوا جس وقت دونون لشکر قریب پہونچے اور تنور جنگ آج کل مین گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانرواے دہلی انتظار وقت کرکے جونپور کی طرف عازم ہوا ہی سلطان ابراہیم یہ خبر سنتے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر جونپور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چند روز وہان رہکر وہان کی حکومت عبد القادر کو جو سابق مین وہان کا حاکم تھا عطا فرما کر مالوہ کی طرف مراجعت کی اثناے راہ مین تھانہ دارون کی عرضیان پہونچین کہ کوہ جابیہ کی طرف بدمعاشون نے ولایت مین آنکر بعضے مواضع اور قریات کو تاخت کرکے حوض بھیم کو ملجا و ماوا اپنا کیا ہی اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور پر ہی کہ راے بھیم نے اپنے عہد دولت مین ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہاے اُسکی ولایت کے واقع ہی سنگ کو تراش کر بند باندھا تھا اور عرض و طول اُسکا اس قدر ہی کہ دوسری طرف سے دکھائی نہین دیتا اور عمق اُسکا پیدا نہین الغرض بر وقت پہونچنے عرائض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد مین ایک نزاع واقع ہوئی شرح اس واقعہ کی یہ ہی کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور تین دختر تھین اور تین بیٹے عالم خان حاکم اسیر کی بیٹی سے متولد ہوے تھے عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان یہ آپس مین متفق تھے اور تین بیٹے دوسرے احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اُسکے بڑے بیٹے غزنین خان سے اتحاد رکھتے تھے اور ہمیشہ سے عثمان خان اور غزنین خان کے درمیان نزاع تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سے اسکی طرف اور کچھ اُسکی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس مخالفت سے کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اُسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے سلطان کی طلب رضا مین کوشش کرتے تھے اور غبار آزار بطرز دلپذیر اسکی لوح خاطر سے دور کرتے تھے چنانچہ اکثر سلطان کی زبان پر گذرا کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکھتا ہی ملک مغیث نے نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ شاہزادون کی عمر دراز ہو ہم دو بندہ ہین کہ ہمین خدمتگاری اور جانسپاری کے سوا کوئی اور امر کوز خاطر نہین ہی اور کالپی کے راستہ مین ایک روز عثمان خان نے اپنے بڑے بھائی غزنین خان کی نسبت بہت بیادبی کی یہانتک کہ ایک اپنے نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا مین بھیجا اور اُسنے جاکر غزنین خان کو بُرا بھلا کہا ہر چند پردہ دارون اور خواجہ سراؤن نے منع کیا ممنوع نہوا آخر کو اُن دونون کے درمیان بات کی نوبت پہونچی ایک نے دوسرے کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اپنی قباحت پر خیال کرکے باپ کے غضب سے ڈرا اور اردو سے نکل گیا پھر اس مقام مین اور کسی امر کا مرتکب نہوا اور امرا نے اُسکو بوعدہاے دلفریب فریفتہ کرکے عذر پر آمادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اُن بُرائیون سے واقف ہوکر زیادہ تر

غضبناک ہوا اور ملک مغیث کے ساتھ مشورہ کرکے انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اس نے یہ التماس کی کہ جو شاہزادون
سے اس قسم کی حرکتین اور برائیان مکرر سہ کرر ظہور مین آئین اور آپ نے انھین معاف فرمائین اس مرتبہ بھی
چشم پوشی فرماوین تو شاہزادہ ملازمت مین حاضر ہووے سلطان ہوشنگ نے یہان تک تامل فرمایا کہ
عثمان خان تمہید مقدمات کرکے اردو مین آیا اور جب سلطان ہوشنگ نے بلدہ اجین مین پہونچ کر ایک روز
مجلس دربار کو آراستہ کرکے بار عام دیا چنانچہ اس مجلس مین عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو عتاب و
خطاب سے ایذا بہت دیکر موکلون کے سپرد کیا اور بعد چند روز تینون شاہزادون کو پابزنجیر کرکے ملک
مغیث کے سپرد کرکے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف بھیجا اور خود بدولت واقبال کوہ جابید کے بدمعاشون اور
سرکشون کی گوشمالی مین متوجہ ہوا اور بہ کوچ متواتر جاکر حوض بھیم کا بند توڑا اور وہان سے بسبیل استعجال طے
مسافت کرکے اس حدود کے متمردون کو تیغ بیدریغ سے ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور کوہ جابیہ کا راجہ
پیادہ پا جنگل کی طرف بھاگ گیا اہل وعیال اور مال ومنال اسکا لشکر اسلام کے ہاتھ آیا قصبہ اور شہر
غارت ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت دستگیر ہوے اس وقت سلطان ہوشنگ نے مظفر اور منصور ہوکر
اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد مین موسم برسات بسر کیا اس عرصہ مین ایک دن
بقصد شکار سوار ہوا اثنائے سیر مین لعل بدخشانی تاج سلطانی سے جدا ہوکر گر پڑا اور تیسرے دن ایک پیادہ نے
لاکر حضور مین گذرانا پانسو تنگہ انعام فرمائے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس تقریب کے ایک حکایت
نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروزشاہ کے تاج سے جدا ہوکر گر پڑا اور اُسے بھی ایک پیادہ نے
لاکر گذرانا فیروزشاہ نے اُسے پانسو تنگہ مرحمت فرمائے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور تشبیہ آفتاب عمر کے
غروب ہونے کی ہے اور بعد چند روز کے اس دار فانی سے رحلت کی اور مین بھی جانتا ہون کہ فرمان میری عمر کا
پیچیدہ ہوا اب چند نفس سے زیادہ تر باقی نہین رہے حضار مجلس بعد دعا وثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ سلطان فیروزشاہ
نے یہ بات اُس روز کہی تھی کہ عمر اُسکی نوے سال کو پہونچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی مین
ہین سلطان ہوشنگ نے کہا انفاس عمر زیادہ اور کم نہین ہوسکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ نہین
اس بارہ مین حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے۔ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ آخرش جو سلطان
نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلس البول مین مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر
غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندو مین
تشریف لایا اور ایک دن دربار عام کرکے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے
خلف الصدق غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اسے ولی عہد کرکے ہاتھ اُسکا ملک محمود الملقب بہ محمود خان کے
سپرد فرمایا اور محمود خان نے لوازم آداب بجا لاکر عرض کی کہ جب تک بندہ کی ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ
اپنے تئین خدمتگذاری اور جان نثاری سے معاف نہ رکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی

کہ میدان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکرین اور جو فراست اور دوراندیشی سے دریافت کیا تھا کہ
محمود خان داعیہ رکھتا ہی کہ امر سلطنت ساتھ اسکے منتقل ہووے لہذا اس دن اسکے کان حسب الامکان
در نصایح اور مواعظ سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اسے یاد دلا کر کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت اور
صاحب شمشیر ہی اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل مین رکھکر فرصت وقت کا منتظر ہی اگر انجام مہام مملکت اور خبر داری
احوال سپاہ اور رعیت مین تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کی جانب داری پوری نہوگی تو البتہ عزم تسخیر اس
ولایت کا مصمم کرکے آپ کی جمعیت کو تفرقہ سے مبدل کریگا اور دوسری منزل مین غزنین خان نے محمود خان
نامی کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان وزیر کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت وزارت پناہی
عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی ملتمس
قبول کرکے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ
خواجہ نصر اللہ کے وسیلہ سے عرض گذار ہوے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلف ہی
اگر قید سے رہا فرماکر بلاد مالوہ سے ایک حصہ اس کی جاگیر کے واسطے مقرر کیا جاوے انسب و لائق معلوم
ہوتا ہی سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل مین خطور کیا تھا لیکن اگر مین عثمان خان کو قید سے
رہا کرونگا امر سلطنت خلل پذیر ہوکر فساد عظیم مملکت مین پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرا نے
عثمان خان کی رہائی مین سعی کی ہی پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس
بھیجکر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور مین فقیر کے اس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیوین در بھی اطمینان حاصل ہووے
پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان وزیر نے راستہ مین شہزادہ کی سواری مین جاکر قسم کھائی کہ جب تک ایک
رمق حیات سے باقی رہیگی رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوے ملک
عثمان خان جلالی کو جو امراے کبار اور سرداران معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کرکے محمود خان کی
خدمت مین بھیجا اتفاقاً محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت مین حاضر
تھا وہ دونون امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان وزیر نے محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو خرگاہ مین
چھوڑکر خود نکلکر خرگاہ کے باہر نشست کی تاکہ جو کچھ مذکور ہووے عمدۃ الملک بھی سنے پھر ملک مبارک غازی نے
دعا شہزادہ عثمان اور امرا کی طرف سے پہونچا کر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر نیکنام ہوئے
مثل آپ کے اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن نہوا لیکن تعجب کا مقام ہی کہ باوجود اسکے کہ عثمان خان ساتھ زیور
سخاوت اور شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کے آراستہ ہی آپ نے ولیعہدی شاہزادہ غزنین خان کی تجویز
فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث المخاطب بملک شرف کے ساتھ
رکھتا ہی اور فرزند اس کے آپ کے فرزند ہوتے ہین اور اگر ضعف سلطان پر غالب نہوتا اور اس کے حواس
مین فتور راہ نپاتا کبھی اس امر پر متصدی نہوتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتے ہین کہ توجہ اپنی شاہزادہ

عثمان کے شامل حال کرکے ہاتھ مرحمت کا اُسکے سر پر سے نہ اُٹھاوین ملک محمود المخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ
عثمان خان کی فی الواقع رشید اور شایستہ سلطنت ہی درمیان مین نرہے یعنی قتل ہو جاوے اسواسطے جواب دیا کہ بندہ
کو بندگی سے کام ہی خداوندی اور صاحبی سلطان جانے مین اپنی عمر بھر امر فضول کے گرد نہ پھرا ہون نہ پھرونگا الغرض
ملک مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو باہر طلب کرکے یہ بات کہی جا تو نے جو
کچھ سنا ہی شاہزادہ غزنین کے گوش زد کر چنانچہ عمدۃ الملک غزنین خان کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام ماجرا
اُس سے تقریر کیا غزنین خان ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی طرف سے مطمئن اور خوشحال ہوا اور بعد اُسکے
امرا سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوے ظفر خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا اس فکر مین ہوا کہ
شہزادہ عثمان کے نگہبانون اور محافظون کو ساتھ اپنے متفق کرکے عثمان خان کو مفرور کرے اس نیت
سے سلطان کے اُردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہونچی فوراً شاہزادہ غزنین خان کو واقف کیا اور
وہ اس کے تدارک مین مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک برخوردار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑے اصطبل سے
حاضر کرے داروغہ اصطبل جو عثمان خان کا ہوا خواہ تھا اس نے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہی مین بنا
بغیر حکم اُسکے ایک گھوڑا نہ دونگا اور اُسنے فی الفور جا کر ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادہ عثمان خان کا خیرخواہ تھا
یہ بات تقریر کی خواجہ سرا نے اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کرکے داروغہ اصطبل کو تعلیم فرمایا کہ تو بادشاہ
کی خوابگاہ کے قریب جاکر یہ بات بہ آواز بلند کہہ تا کہ سلطان سنے اور اس کے دل مین یہ خطور پیدا کرے
کہ مین ابھی زندہ ہون اور غزنین خان میری عین حیات میرے مال مین دست دراز کرتا ہی اصطبل
کے داروغہ نے یہ بات اس آب و تاب سے کہی کہ سلطان نے بیہوشی کے عالم سے کچھ ہوش مین آنکر
وہ تقریر سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میری ترکش کمان ہی اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید
سلطان نے رحلت کی ہوا اور غزنین خان از راہ تزویر چاہتا ہو کہ ہمین دستیاب کرکے ضائع کرے سلطان کی
خدمت مین حاضر نہوئے لیکن جب یہ خبر غزنین خان کو پہونچی ایک رعب اور ہراس نے اُسکے دل پر غلبہ کیا
اور چونکہ خفیف العقل تھا اس مقدمہ کو بغیر دریافت کیے گاگرون کی سمت کہ لشکر سے تین منزل کا فاصلہ تھا
بھاگ گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خان کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرانے عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہی
اور مین تمھارے سوا کسی کو اپنا خیرخواہ نہین رکھتا اور اسوجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے مین ڈرا کہ ایسا
نہو مجھے قید کراکے بھائیون کے ہمراہ کرے لہذا اُردو سے مفرور ہو کر یہان آیا ہون محمود خان نے اُسکے درجواب لکھ بھیجا
کہ تمسے کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہین ہوا ہی اور قصہ طلب کرنے پچاس گھوڑے کا مین کسی تقریب اور نہ
محل مین عرض کرونگا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہی
لیکن مین جانتا ہون کہ خواجہ سراؤن نے میری طرف سے حرف ناملائم معروض کیے ہین اس خیال سے مجھپر خوف مستولی
ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہان کسی طرح کا قضیہ اور بحث نہین ہی آپ شوق سے اُردو مین تشریف لادیں کہ

وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہے اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کر کے ملک مغیث کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہے اور بیماری نے حضرت کو ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہے کہ مقربون نے امید حیات قطع کی ہے چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا غزنین خان مسرور ہوکر اُردو مین آیا خانجہان بخشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے اُنھون نے جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گالگیر قضا سے قطع ہونے پر ہے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح بغیر اُس کے کہ امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام منڈو کی طرف روانہ ہون اور شہزادہ عثمان خان کو مجلس سے برآوردہ کر کے تخت سلطنت پر بٹھاوین سب نے یہ راے پسند کی چنانچہ دوسرے روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوے اور جب تھوڑی راہ طے کی سلطان قضاے الٰہی سے دارالبقا کی طرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن اور مقربون کو ملامت کی اور پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادہ نے وہان پہونچکر نزدل کیا اور خواجہ سراؤن کی تعجیل کے بارہ مین چشم نمائی کی اُنھون نے جواب دیا کہ سلطان حین حیات مین تعجیل کرتا تھا کہ تم مجھے جلد شہر کے اندر لے چلو ہم اُس کے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سُنکر کچھ جواب نہ دیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کر کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور محمود خان بعد تجہیز و تکفین کے برآمد ہوا اور بہ آواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے امر حق کے سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اُس کا ہے اپنا ولیعہد اور قائم مقام کیا جو شخص کہ اسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووے بیعت کرے اور جو مخالف ہووے وہ لشکر سے جدا ہوکر اپنی فکر مین رہے یہ کہکر غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کر کے بہت رویا پھر ہر ایک امرا غزنین خان کا قدم چومنے لگے اور ہاے ہاے کرنے لگے اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کے امرا اور بزرگان وقت نے بیعت کی اس سبب سے سلطنت نے استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ اُٹھا کر شادی آباد منڈو کے مدرسہ کی طرف متوجہ ہوے اور ذیحجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اُس شاہ جم جاہ کو پیوند زمین کیا

نظم

کجا یند شاہان جم اقتدار
کجا رفت شاپور و بہرام گور

ز ہوشنگ و جم تا باسفندیار
ہمہ خاک وارند بالین خشت

فریدون و کیخسرو و جام کو
خنک آنکہ جز نام نیکی نکشت

اُس کے بعد سلطان ہوشنگ کے قصر مین مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور خانجہان اور تمام امرا بیعت کر کے لوازم نثار اور ایثار بجا لائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اُس کی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماند سے مفہوم اور مستفاد ہوتی ہے اور شہر

مندو مین حظیرہ شاہ ہوشنگ کلگچ اور پتھر سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کی طرف سے پانی ٹپکتا ہے اور مؤلف نے بھی اس کو مشاہدہ کیا ظاہر اثر اس ہوا سے جو پتھر کے سوراخون مین سے آمد و رفت کرتی ہے وہ صلاحیت استحالہ ہم پہونچا کر منقلب باب ہوتی ہے اور ترشح ہوتا ہے لیکن اہل ہند اسے سلطان ہوشنگ کی کرامات سے جانتے ہین

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوری کا

جب سلطان ہوشنگ بحکم خالق ارض و سما تخت جہانی سے برخاست کرکے سر گریبان عدم مین لے گیا اس کا فرزند غزنین خان ذی الحجہ کی گیارھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین ملک مغیث کی کوشش سے اور الملک محمود خان کی سعی کے سبب تاج شاہی زیب سر کرکے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا سلطان محمد شاہ نام رکھا اور امرا جو مختار سلطان ہوشنگ تھے انھون نے خوشی اور ناخوشی سے بیعت کی اور ہر شخص اپنی جاگیر قدیمی اور وظیفۂ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بملک شرف اور محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کے باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تمام خلائق اس کے استقلال سلطنت کی خواہان ہوئی اور اُسکی محبت دلپذیر عامہ ہوئی پھر ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف کو مسند عالی خطاب دیکر منصب وزارت پر منصوب کیا اور زمام وزارت بدستور سابق اسکی ید اقتدار مین سپرد ہوئی اور اُسکے بیٹے ملک محمود المخاطب بمحمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب بعد چند روز کے بھائیون کو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنے بھتیجے اور داماد کی آنکھون مین مع اسکے تین بیٹون کے سلائی پھیری اس واسطے تمام مملکت کے آدمی اس سے آزردہ اور متنفر ہوتے اور سب کے دلون مین بجائے محبت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب برادران مظلوم کی ناحق خونریزی مبارک اور راست نہ آئی تھوڑے عرصہ مین اسکی مملکت مین آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نے نشان بغاوت اور طغیان کے بلند کرکے غبار فساد کا اٹھایا **بیت** چو بد کردی مشو ایمن ز آفات ٭ کہ واجب شد طبیعت را مکافات

از انجملہ ولایت نادونی کے راجپوتون نے قدم دائرۂ اطاعت سے باہر رکھا اور کچھ ولایت کو تاخت اور تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہان کو ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ ۸۳۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری مین دس زنجیر فیل اور خلعت خاص دیکر اس جماعت کی تادیب کے واسطے تعین فرمایا اور سرانجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھکر مے نوشی کا عادی ہوا ہمیشہ صبوح کو ساتھ غبوق کے اور غبوق کو ساتھ صبوح کے پیوستہ رکھتا تھا جب خان جہان محمود خان کے عزیز و اقارب نے جاگیرین خوب پائین اور اُن کی حشمت و شوکت درجۂ اعلے کو پہونچی تمام گروہ لشکر اور مردم شہر اور اعیان و ارکان کہ عمدہ اس دولتخانہ کے تھے اور محمود خان اُن سے وعدہ رکھتا تھا خان جہان کے ہمراہ سے گئے

اور کسی کو اندیشہ اُس جماعت کے مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت محروم قدیم دولتخواہون نے انتقال
سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہوکر ایک محرم کے ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا کہ محمود خان
کے دماغ مین زاغ حرص نے بیضہ عجب و نخوت کا رکھا ہے اس فکر مین ہے کہ سلطان کو درمیان سے
اُٹھا کر سریر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ اُن آدمیون کے اتفاق کرکے فرمایا کہ پیشتر اُس سے
کہ یہ خیال فاسد اسکا وقوع مین آوے اُسے درمیان سے اُٹھا دینا چاہیے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کہا الحمد للہ
علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سے نہوا یہ کہکر اپنے کام کی فکر مین ہوا یعنی ہر وقت سامان کی فکر مین رہتا
تھا اور از روے احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ ہوشیاری
کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہان تک کہ ایک روز محمود خان کا
ہاتھ پکڑ کر حرم سرا مین لیگیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیرہ ہوتی تھی بلا کر یہ بات کہی کہ محمود خان سے مین
کہتا ہون کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہے کہ مجھے مضرت جانی نہ پہونچاوے اور یہ سلطنت تجھے بے نزاع اور
مخالفت مبارک ہو محمود نے یہ سنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاطر سے شاید عہد و پیمان فراموش ہوا کہ ایسے
کلام زبان پر لاتے ہین اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسدہ کے لیے عرض اقدس مین پہونچایا ہو آخر کو وہ
نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل مین کسی طرح کا خدشہ ہو مین اس وقت تنہا ہون اور
میرے پاس کوئی ممانعت اور مزاحمت پہونچانے والا نہین ہے بیت گر سر مہر داری اینک دل
ور سر قہر داری اینک جان * سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملایمت اور چاپلوسی درمیان مین
آئے لیکن سلطان حقیقت الحال کے دل پر جو وہم غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر نااعتمادی ہووے اُس
سے سرزد ہوتا تھا اسواسطے محمود خان حصول مطالب مین جد و جہد بہت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساقی کو
زر کثیر دیکر موافق کیا اور اُس نے شراب زہر آلودہ کر کے اُسے پلائی وہ اسکے سبب سے ایسا مست اور
مدہوش معلوم ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم مین سے چونکیگا اور عالم سکرات مین سلطان محمد مظلوم
کی زبان حال ساتھ اس مقال کے مترنم تھی قطعہ * دمے چند گفتم برآرم بکام * دریغا کہ بگرفت راہ نفس *
دریغا کہ بر خوان الوان عمر * دمے چند خوردیم و گفتند بس * جب امرا اس سے واقف ہوئے خواجہ نصر اللہ
وزیر اور مشیر الملک اور لطیف زکریا اور بعضے سرداروں نے اتفاق کرکے خبر فوت اسکی پوشیدہ رکھی اور شہزادہ
مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بیٹھایا اور سب نے یہ تجویز کی
کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کرین تیمور بایزید شحنہ کو ملک محمود المخاطب
بہ محمود خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان محمد تمہین بیعت طلب کرکے چاہتا ہے کہ رسالت کے واسطے
گجرات کی طرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ مین شغل دنیوی سے دست کش
ہوکر چاہتا ہون کہ باقی عمر سلطان ہوشنگ کے مزار کا مجاور رہون لائق ہے کہ امرا میرے مکان پر آوین

اور آپس میں مشورہ کریں جو کچھ قرار پاوے جا کر معروض رکھیں ملک بایزید شیخا نے آن کر امرا کو یہ خبر دی کہ
محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سے آگاہ نہیں ہے تم باتفاق اُس کے مکان پر چلو وہ تمہارے ہمراہ
دولتخانہ میں آوے گا اُس وقت تمہیں جو امر منظور ہے اُس کے انجام میں کاربند ہونا امرا بایزید شیخا کے
کہنے کے سبب محمود خان کے پاس گئے اور اُسنے آدمی اپنے گوشوں میں پوشیدہ کر رکھے تھے جب امرا
سے اُسنے پوچھا کہ سلطان ہوشیار ہوا یا مست پڑا ہے اسی وقت لوگ حجرے سے برآمد ہو کر امرا پر تاخت
لائے اور سب کو مقید کر کے موکلوں کے سپرد کیا جو یہ خبر حیرت اثر باقی امرا نے سنی رگ حمیت اور غیرت
جنبش میں آئی سپاہ ہمراہی اپنے جمع کیے اور چتر سلطانی کو ساتھ کر کے چتر ہوشنگ شاہ کی قبر سے اُٹھا کر مسعود خان
کے فرق پر بلند کیا محمود خان یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہو کر مع فوج دولتخانہ کی طرف متوجہ ہوا تا
شاہزادہ مسعود کو دستیاب کر کے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولتخانہ کے قریب پہونچا طرفین دست
بشمشیر و نیزہ و تیر ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب
خسرو فلک اپنا تیرہ شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خان نے قلعہ کے دروازہ سے نکل کر
راہ فرار پائی اور مسعود خان نے شیخ جا بدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرا نے
بھاگ کر گوشہ عافیت میں دم لیا اور محمود خان صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدہ صبح کا
تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خان کو مخبروں نے یہ خبر پہنچائی کہ دولتخانہ خالی ہے اور تمام مخالف
جا بجا محفوظ میں پوشیدہ ہوئے محمود خان دولتخانہ میں آیا اور ایک مکتوب بہت تیز رفتار کے ہاتھ اپنے
باپ کی طلب میں روانہ کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ سلطنت آپ کا حق ہے جلد تشریف لا کر تخت سلطانی
پر جلوس فرمائیے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہان کو بغیر جہانبان کے چارہ نہیں ہے اگر تخت سلطنت وجود بادشاہ
سے خالی رہے جہان میں حادثہ زمانہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہوویں کہ تدارک اُسکا اشکال ہووے اور
مملکت مالوہ نے ایک وسعت قبول کی ہے اور مفسدوں اور متمردوں نے ابھی خواب غفلت سے سر نہیں
اُٹھایا ہے ورنہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا خان جہان نے جواب بھیجا کہ جب تک کوئی شخص عالی نسب اور کمال
سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف نہو مہمات سلطنت اُسکے رواج اور رونق سے انجام
نہیں پاتے الحمد للہ علی احسانہ کہ جمیع صفات کہ جو سلاطین میں چاہیئے ہیں اس فرزند ارجمند میں موجود ہیں لازم ہے
کہ ساعت سعید میں بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی یہ جواب لایا تمام امرا
اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اُس کا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی بیت یکے گرود دیگر آید بجاے
جہان را نماند بیک کتخدائے سلطان محمد شاہ غوری کی مدت حکومت ایک سال اور چند ماہ تھی۔

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نرہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم زرین رقم میرے اُستاد ملا احمد

تنوی سے یہ واضح ہوا کہ جب اولاد غوریہ مستاصل ہوئی ماہ شوال کی انتیسوین تاریخ روز دوشنبہ ۸۳۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور تاج مرصع سلطان ہوشنگ کا زیب فرق کر کے سر ہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور سن اُسکا اس وقت مین چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ مین خطبہ اور سکہ اُس کے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت و انواع نوازش مسرور کر کے ہر ایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور ان مین سے ایک جماعت کو انتخاب کر کے خطاب دیے ازان جملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اُس کے دست اقتدار مین سپرد کیا اور ملک برخوردار کو تاج خان لقب دیکر عہدہ بخشی گری ممالک اُس کے تفویض فرمایا اور خانجہان کو امیر الامرا کر کے خلاصہ مالوہ اُس کے سپرد کر کے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین جس وقت سوار ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اس زمانہ مین قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کرین جب سلطنت نے اُس پر قرار پایا ہمت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین کسی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کر کے بتقرری وظائف علما اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ من جمیع الوجوہ اسکے ایام دولت مین محسود شیراز اور سمرقند ہوا الغرض جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام قبول کیا ملک قطب الدین ہمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امرائے ہوشنگ شاہی نے از روے حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک کے ارادہ غدر کا کیا اور اس نیت سے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولت خانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہان سے صحن مین اُتر کر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس بلا حظہ اس کیفیت کے بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھکر دولتخانہ سے برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان مین جوڑ کر کتنون کو ہدف تیر کر کے مجروح کیا اس درمیان مین مشیر الملک الملقب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوے اور سپاہیان چوکی خانہ کو مسلح کر کے آپہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی مفرور ہوئی لیکن ان مین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُس نے ہنگام استفسار نام اُن لوگون کے جو اس غدر مین شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھوا دیے اور سلطان نے سبھون کو علی الصباح سزایاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون نے اُنکی تقصیرات کی معافی چاہی اور شہزادہ کو کہ اسی عرصہ مین برہان پور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد

دیا اور ملک یوسف قوام الملک کو قوام خانی خطاب دے کر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جہاؤ کو ہوشنگ آباد
کی جاگیر اور ملک نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری عنایت کی اور ان کے لیے جاگیر کی
رخصت ملی شاہزادہ احمد خان جب اسلام آباد میں پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت
اور قوت اس کی زیادہ ہوئی اور نائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایون نے سلطان محمود کے ارشاد
کے موافق پہلے اس کے کان کو ہر پند و وعظ سے گرانبار کیئے جب کچھ نصیحت اس کو کارگر نہوئی اس وقت
تاج خان کو اسکے دفع کے لیے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا
جب وہ قلعہ سر نہوا تاج خان نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی التماس کمک کی مقارن اس حال کے
مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ ملک جہاؤ نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خان نے چندیری میں نشان مخالفت
اور علم بغاوت بلند کیا ہے پھر ملک مغیث المخاطب بہ اعظم ہمایون نے خان جہان کو اس گروہ باغی اور
مہام ملکی کے انتظام کے واسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کے قریب فرودکش ہوا
تاج خان اور دوسرے سرداروں نے اس سے ملاقات کی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروحاً عرض
کی پھر دوسرے روز کوچ کر کے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچے تقسیم کیے اور اس کے
دوسرے دن ایک جماعت فضلا اور مشائخ کو احمد خان کے پاس بھیجا کہ از سر نو کان اس کے در نصائح اور
جواہر مواعظ سے مملو کر کے نقض عہد اور پیمان کو تجدید کرین علما اور مشائخ نے ہرچند آیات ترغیب و ترہیب
پڑھین لیکن دل اسکا کہ مثل پتھر کے سخت تھا نرم نہوا اور نصائح کے جواب مین کلام ناقص کہکر ناصحان
مشفق کو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نے بھی کہ امراے نامی سے تھا مخالفت
کر کے کچھ اسباب اور آلات حرب اپنے مورچہ سے شہزادہ احمد خان کے واسطے بھیجکر بنیاد اخلاص کو عہد و
پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نے طول پکڑا یہان تک کہ ایک دن ایک گوئیے نے اعظم ہمایون کی سازش
پا اور مقدمہ کے سبب احمد خان کو زہر شراب مین دے کر ہلاک کیا اور خود قلعہ سے بھاگ کر اعظم ہمایون
کی اردو مین پہونچا اور اسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایون نے اس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ
کیا اور راستہ مین قوام خان اپنے گناہ کا خیال کر کے اعظم ہمایون کی اردو سے مفرور ہو کر بھیلسہ کی سمت
گیا اور اعظم ہمایون ملک جہاؤ کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک جہاؤ طاقت
مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنے چھوڑ کر کوہپایہ گنڈواڑہ کی جانب راہی ہوا اور گنڈواڑ والون نے
جب جانا کہ وہ اپنے ولی نعمت سے روگردان اور منحرف ہو کر آیا ہے ہجوم عام کیا اور سد راہ ہو کر اسکا
مال و اسباب لوٹ لیا اور اس پر بھی اسے زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام سے اس کا کام تمام کیا
اعظم ہمایون یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد مین وارد ہوا اور
بندوبست اس ناحیہ کا بخوبی تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہان چھوڑ کر نصرت خان کی گوشمالی کے

واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل ادھر پہونچا نصرت خان آپ کو عاجز
سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنے اعمال ناپسندیدہ کو خس پوش کرے
اعظم ہمایون نے سادات اور اکابر اور شرفاے شہر کو طلب کرکے محضر کیا اور ہر شخص سے احوال نصرت خان
کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کے دماغ مین زاغ عجب و غرور نے
بیضہ رکھا تھا اس سبب سے آثار مخالفت اور طغیان اس سے ظاہر ہوئے پھر اعظم ہمایون نے
حکومت چندیری کی نصرت خان سے لیکر ملک الامرا حاجی کالو کے حوالہ کی اور خود بھیلسہ کی طرف
روانہ ہوا اور چند مردم معتبر قوام خان کے پاس بھیجکر اسے راہ راست کی ہدایت اور دلالت کی لیکن
فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اس پر تنگ ہوا بھیلسہ سے نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نے وہان چندروز
استقامت کی اور اس طرف کے مہمات سے مطمئن ہوکر دار الملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ
ہوا اس درمیان مین مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی طرف تسخیر کے واسطے آتا ہے اور
شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج دریا موج اور بیس
زنجیر فیل کوہ تمثیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا اچھو کو بیچ لشکر سلطان
احمد شاہ سے گذر کر اپنے تئین تاراپور کے دروازہ سے قلعہ مندو مین پہونچایا اور سلطان گجرات نے آتے ہی
قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور شاد ہوا اور لوازم
شکر بجا لایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کرکے تنور جنگ کو گرم رکھتا تھا اور کمال
تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امراے ہوشنگ شاہی کا غبار
نفاق اس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اس کے دل مین قرار پکڑا یہان تک
کہ اپنے عزیزون اور رفیقون کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل و عطا آستین جود و سخا سے
برآوردہ کرکے تمام آدمیون کو جو کہ بجہ تنگی محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی
سے فقرا اور مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب و فقیر کے واسطے آراستہ کرکے کھانا پختہ اور
خام پہونچاتا تھا اس وجہ سے تمام آدمی اس کے دوست ہوئے اور قلعہ مین اس کی سخاوت
کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضے امرا
مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم
اور ملک قیام الملک کو جو بسبب بدبختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے انھین
عطاے زر خطیر اور جاگیرون کا وعدہ کرکے اپنی خدمت مین طلب کیا اس سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی
نے سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اس جماعت کی علاحدگی سے جو اردوے سلطان گجرات
سے آئے تھے شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان جو سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا اس

داعیہ اور ارادہ پر واقفت ہوا اور سلطان احمد کو خبر کی اس واسطے جب افواج سلطان محمود خلجی قلعہ سے
اُتری تو اُردو کے آدمیوں کو حاضر پایا اور راستے بند دیکھے باوجود اس کے بزور بازو مقابل آکر
جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور خلقت کثیر مقتول اور
مجروح ہوئی صبح کے وقت محمود شاہ خلجی قلعہ میں داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر یہ خبر لائے کہ شہزادہ
عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا وہاں سے ولایت رانا میں جاکر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور
اس وقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری میں آیا ہے اور چندیری کے باشندگان اور اس حدود
کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بے وفائی کرکے عمر خان کو وہاں کا حاکم بنایا ہے اس سبب سے
شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف متوجہ
ہوا اور وہاں کا حاکم اس سے موافق ہے سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا یہ قرار پایا کہ ملک
مغیث المخاطب باعظم ہمایون کہ درخت باغ سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد مندو کے ضبط و ربط
میں مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر اپنی ولایت میں استقامت کرکے ملک کی
محافظت کرے پھر وہ اس رائے کے موافق سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور تاج خان اور منصور خان
کو قبل اپنے راہی کیا اور چونکہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت راہ کے واسطے
گھاٹوں پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود خلجی سے پیشتر وہاں پہونچکر جنگ میں مصروف
ہوئے اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس پناہ لے گیا اور سلطان احمد کو خبر کی کہ سلطان محمود
خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہے پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد سارنگ
پور کی طرف بھیجا تاکہ شاہزادہ محمد خان سلطان محمود خلجی کے پہونچنے سے پیشتر اپنے تئین ساہ اُجین سے
پہونچا وے شاہزادہ محمد خان نے بعد پہونچنے قاصد کے نہایت ہوشیاری سے سارنگ پور
سے کوچ کیا جو شاہ احمد گجراتی اُجین میں آیا تھا اُس مقام میں اُس کی خدمت میں پہونچا اور ملک اسحاق
بن قطب الملک جاگیردار سارنگ پور نے عرضی سلطان محمود خلجی کے حضور بھیجکر اپنے جرم سے
طلب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ محمد خان حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگ پور کو چھوڑکر اُجین کی
طرف متوجہ ہوا ولیکن شاہزادہ عمر خان نے بقصد تسخیر سارنگ پور ایک فوج اپنی روانگی سے پیشتر
بھیجی اور خود بھی پیچھے سے پہونچنے والا ہے سلطان محمود مضمون عریضہ سے اطلاع پاکر مسرور اور
محظوظ ہوا اور ملک اسحاق کے صحیفہ تقصیرات پر قلم عفو کھینچا اور تاج خان کو اپنے سے پیشتر اُس کی
استمالت کے واسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم معتبر اپنے ہمراہ لے کر سلطان محمود
خلجی کا استقبال کیا اور سلطان محمود خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان
خطاب دے کر علم اور نقارہ طاس اور قبائیں زردوزی اور دس ہزار تنکہ نقد مرحمت فرمائے اور مشاہرہ

مقرری اس کا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سکنہ شہر کو چند راس اسپ اور پچاس ہزار تنگہ انعام دیے تو آپس مین تقسیم کرین اور جب سارنگ پور مین نزول اجلال کیا مخبر خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان قصبہ بھیاسہ مین آگ لگا کر سارنگ پور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل اجین سے برآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود نے عمر خان کا دفع مقدم جان کر آخر شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونوں لشکر کے چھ کوس کا فاصلہ رہا ایک جماعت کو بطور قراولی بھیجا تو عمر خان کی سپاہ کا اندازہ اور اس کا عدد یہ دریافت کرے اور نظام الملک اور ملک احمد سلاحدار اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کرین اور علی الصباح فوج کے چار برن آراستہ کر کے شہزادہ عمر خان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا وہ بھی سلطان محمود خلجی کی نہضت سے خبردار ہو کر مقابلہ کے واسطے چلا اور افواج آراستہ کر کے مقابل ہوا اور خود مع ایک جماعت پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی کو خبر پہونچائی کہ شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کمین گاہ مین پوشیدہ ہوا ہے سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ عمر خان کی سمت روانہ ہوا اس وقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ بات کہی کہ نوکر سے بھاگنے مین کسر شان اور ناموس ہے بلکہ مفرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہے اور ساتھ اس جماعت کے کہ جنھون نے اسکی راے سے اتفاق کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لا کر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے بموجب مارا گیا اور سر اسکا تلج سنان کر کے لشکر چندیری مین پھرایا اور سرداران چندیری کے یہ سانحہ مشاہدہ کر کے متحیر اور ہراسان ہوتے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمایئے علی الصباح ہم خدمت مین حاضر ہو کر تجدید بیعت مین مشغول ہونگے سلطان نے ان کا عذر پذیرا کیا اور اس قرار داد پر دونون لشکر فروکش ہوئے اور جب رات نے پردۂ ظلماتی سے جہان تیرہ و تاریک کیا اور لشکر چندیری اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک بشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب اور اقربا سے تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اس کے دفع کے واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کے واسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا نہوا تھا کہ شاہ احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحاء لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین بلاے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے کہو کہ اس ملک سے سلامت نکل جاوے جب یہ خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اس نے چندان التفات نہ کیا اور اسی دو تین روز کے عرصہ مین احمد شاہ گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردون کے دفن و کفن سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہو کر آشتہ کے راستہ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آیندہ مین یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاوے گا الغرض

سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سترہ روز مین سامان لشکر درست کرکے نائرہ فساد چندیری کے ساکن کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان المخاطب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امرا قلعہ سے برآمد ہوکر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ مین دم لیا اور اُسی دو تین دن کے عرصہ مین مرگ مفاجات سے مر گیا امراے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان جنگ درست کرکے اور قلعہ سے برآمد ہوکر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ مین پناہ لی اور جب مدت محاصرہ نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُس کے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ مین در آئے اور قلعہ فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر اُس قلعہ مین جو پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور چند روز کے بعد امان چاہی سلطان محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ سب مع زن و فرزند و مال و اسباب ہمارے اُردو کے درمیان سے چلے جاؤ تو عالم پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے اُنھون نے اُس کے فرمانے پر عمل کرکے سلامت باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کرکے مراجعت فرمائی پھر جاسوس یہ خبر لائے کہ ڈونگر سین نے مع راے قلعہ گوالیار آن کر نئے شہر کو محاصرہ کیا ہے سلطان محمود باوجود اس کے کہ چندیری کی تردد جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہوا تھا لیکن بکوچ متواتر گوالیار کی سمت عازم ہوا اور وہان پہونچتے ہی ہاتھ نہب و تاراج مین دراز کیا اور راجپوتون کی ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ اُٹھانے کی طاقت نہ رکھتی تھی بھاگ کر سوراخہاے قلعہ مین درآئی اور ڈونگر سین بھی یہ خبر سُنکر شہر سے برخاست ہوکر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور جو سلطان محمود کی غرض نئے شہر کے استخلاص سے تھی گوالیار کی تسخیر مین نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو کی طرف توجہ فرمائی اور سنہ ۸۴۳ھ آٹھ سو تینتالیس ہجری مین روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ رامو کے قریب واقع ہے اور دو سو اٹھائیس اسطوانہ رکھتی ہے کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ مین پوری کی اور سنہ ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین امراے سوات اور اکابر و مشاہیر دہلی کی عرضیان متواتر پہونچین کہ سلطان محمد مبارک شاہ امر خطیر سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے نہین کرسکتا ہے اور ظالمون اور غالبون نے ہاتھ آستین جور و ستم سے دراز کیے ہین اور امن و امان باقی نہین رہا اور جو خیال اقتضاء قدر نے خلعت سلطنت کا اُس سلطنت پناہ کے قامت نازنین کے واسطے سیا ہے اس لیے اس ملک کے تمام باشندے چاہتے ہین کہ آپ کا حلقہ بیعت برضا و رغبت اپنی گردن اطاعت اور فرمان برداری مین ڈالین لہذا سلطان محمود خلجی آخر سنہ مذکور مین مع لشکر آراستہ تسخیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور قصبہ ہندون کے نواحی مین یوسف ہندونی خدمت مین پہونچا جب سلطان اُس موضع سے کوچ کرکے آگے بڑھا سلطان

محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونون لشکر قریب پہونچے باوجود کثرت سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تھا دہلی کو چھوڑ کر پنجاب مین جا کر دم لیوے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے یہ بات کہی کہ میرے سوار ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہے تم افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے ہمراہ جا کر سرگرم وفا ہو او ر احکام کے موافق جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اس وقت مین سلطان محمد شاہ کے ملازمین مین منتظم اور تیر اندازون کی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے جب سُنا کہ بادشاہ دہلی خود نہین آیا اس واسطے اس نے بھی چند ہزار سوار جرار اور چیدہ اپنے پاس مہیا رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹون سلطان غیاث الدین اور قدر خان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ مبارزان نبرد آزمائے جانبین نے برآمد ہو کر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور مردانگی دی اور آخر کو طرفین سے نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور لشکرگاہ مین قرار پکڑا اتفاقاً اُسی شب کو سلطان محمود نے خواب مین دیکھا کہ چندیری کے اوباش اور بیباکون نے قلعہ شادی آباد منڈو پر خروج کر کے چتر شاہ ہوشنگ کی سر قبر سے اُٹھا کر ایک مجہول النسب کے فرق پر بلند کیا ہے اور جب صبح ہوئی اثر تردد اور بے مزگی کا اُس کی طبیعت پر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ مین ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کرون جو یہان سے معاودت کر کے مالوہ مین سلامت پہونچون ناگاہ محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت مین موصوف تھا بیتاب اور مضطرب ہو کر ایک جماعت صلحا اور علما کو صلح کے واسطے بھیجی سلطان محمود خلجی فوراً بحسب ظاہر اُن پر بار احسان رکھکر مالوہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین یہ خبر پہونچی کہ بحسب اتفاق اُسی شب کو ایک جماعت اوباش نے شادی آباد منڈو مین غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایون کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضے تواریخ مین مؤلف کی نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہے اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت صحت کے قریب معلوم ہوتی ہے القصہ سلطان محمود ابتدائے ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین شادی آباد منڈو مین پہونچا اور مستحقین کو اپنے انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال سلطان نے ظفر آباد نعلچہ کے اطراف مین ایک باغ کی بنیاد ڈال کر اُس مین گنبد عالی و چند مقام مین قصر رفیع تعمیر فرمائے اور عرصہ قلیل مین اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کر کے ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین راجپوتون کی گوشمالی کے واسطے کوچ کر کے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت مین خبر پہونچی کہ نصیر ولد عبد القادر حاکم کالپی جس نے نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھا ہے باغی زندیق ہوا ہے اور اکابر و اہالی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر

طریق زندقہ اور ملاحدہ کا مراحل ہمایہ ہوا ہی اور ہم لوگ اُس کے دست تعدی سے عاجز ہوکر فریادی ہین چنانچہ
سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کی طرف عازم ہوا اور
نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہوکر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام پیشکش
سلطان کی خدمت مین عرض داشت کی کہ لوگون نے میرے حق مین جو عرض کیا ہی وہ سراسر زیور
صدق سے عاری اور باطل اور اس خیرسگال کی نسبت کذب اور افترا برپا کیا ہی حضرت کو مناسب
ہی کہ اس امر کی تصدیق اور تنقیح کو آدمی صادق القول بھیجکر دریافت کرین اگر شمہ بھی سچ ہووے
بندہ کو جس جزا اور سزا کے لائق جانین با خود فرمائین لیکن چند روز سلطان محمود نے وہان اُس
ایلچی معلم کو اپنے دربار مین نہ بلایا کوچ بر کوچ جب سارنگپور کے نواح مین پہونچا اعظم ہمایون
اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم عفو اُس کے جرائد جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنے دربار مین طلب
کرکے اُس کی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل بر نصائح اور مواعظ بھیجکر سارنگپور کے اطراف
سے ولایت چیتور کے طرف متوجہ ہوا اور جب آب کھیم سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت چیتور کے
اطراف مین بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی دستیاب ہوتا تھا اُسے محبوس فرماتا تھا اور بتخانون
کو مسمار کرکے بنائے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل مین تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کوسلمیر کے
حوالی مین کہ اُس دیار کے قلعون سے نامی اور بہت سنگین اور وسیع ہی نزول کیا اس قلعہ مین دیپا
نام وکیل رائے کونبھا کا قلعہ بند ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور اُس قلعہ کے محاذی مین ایک بتخانہ بناکر
کے اُس قلعہ کے گرداگرد حصار کھینچکر ذخیرہ آلات حرب سے پُر کیا تھا سلطان نے ہمت اُس بتخانہ کی تسخیر پر
مصروف کرکے ایک ہفتہ مین اُسے فتح کیا اور بہت راجپوتون کو تیغ اسلام سے قتل اور دستگیر کرکے بتخانہ
کو غارت کیا اور اس کے بعد اُس مین لکڑیون کا انبار کرکے آگ دی جب آگ دیوار اور چونہ اور
کانب مین افروختہ ہوئی اُس پر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ عمارت عظیم کہ سالہائے دراز مین تیار
ہوئی تھی طرفۃ العین مین پاش پاش ہوکر گرپڑی اور بتون کو قصابون کے حوالہ کیا تو ترازو سے گوشت
فروشی کے بانٹ بناوین اور بڑے بڑے بت جو سنگتراشون نے سنگ مرمر سے بصورت گوسفند
تراشے تھے اُن کا چونہ بناکر راجپوتون کو دیا تو اپنے معبودون کو کھاتے رہین اور اس عمل کے بعد جو
بر سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر نہو اٹھا شکر الٰہی بجا لایا پھر چیتور کی طرف توجہ
فرمائی اور اس ناحیہ مین پہونچکر وہ قلعہ جو کوہ چیتور کے دامن مین واقع ہوا ہی اُسے بجنگ لیکر بہت راجپوت
قتل کیے اور چیتور کے محاصرہ کی فکر مین تھا اس عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ رانا کونبھا قلعہ مین نہین
ہی آج قلعہ سے برآمد ہوکر کوہ پایہ کی طرف کہ اس نواح مین ہی جاکر مقیم ہوا ہی سلطان نے اس کا
پیچھا کیا اور فوج کے چند بزن جدا جدا کرکے ہر ایک طرف رانا کونبھا کے تعاقب مین بھیجے بسبب اتفاق

ایک فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھا کر قلعہ چیتور میں آیا سلطان محمود نے اُس
قلعہ کے محاصرہ کے واسطے ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا اور ہر روز بلاناغہ
ولایت کی تاخت و تاراج کے واسطے افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایون کو بلا کر یہ حکم دیا کہ تم ولایت
چیتور میں کہ مندسور کے اطراف میں واقع ہے جا کر متصرف ہو جب خان جہان اعظم ہمایون مندسور میں
پہونچا مرض الموت میں مبتلا ہو کر مر گیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سنکر نہایت محزون اور پر ملال ہو کر بہت
رویا اور بحالت اضطراب و اضطرار میں اپنا چہرہ مجروح کیا اور مندسور میں پہونچکر نعش اپنے باپ کی بھیجی اور
تاج خان کو کہ خویش اور بخشی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایون کے ہمراہ تھا سردار کر کے اعظم ہمایون خطاب دیا
پھر اپنے اُردو کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا کہ کوئی اونچا ٹیکرا زمین کا ہو
اُس مقام میں اقامت کرکے بعد موسم برسات چیتور کے محاصرہ میں مشغول ہووے اور رائے کونبھا
شب جمعہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ لیکر شبخون
لایا سلطان نے اس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ رائے کونبھا سے کچھ
نہیں ہو سکا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کونبھا کے دائرہ
لشکر پر شبخون مارا کونبھا زخم کھا کر چیتور کی سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوئے اور غنیمت
وافر محمودیوں کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر الٰہی بجا لا کر سمجھا کہ فتح چیتور کی دوسرے
سال پر حوالہ کی اور سالماً و غانماً شادی آباد مندو کی طرف معاودت فرمائی آخر ذی الحجہ سال مذکور میں مدرسہ
اور مینار ہفت منظری کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور سنہ ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری
میں ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور مع تحف و ہدایا حاضر آیا اور سوغات
پیش کرکے یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہو کر
مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کرکے روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو رنڈیوں کے سپرد
کیا ہے تا کہ گانا اور ناچ تعلیم کریں اور چونکہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت
رکھتے تھے لہذا سلطان شرقی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اس کا احوال آپ کے
ضمیر منیر پر ظاہر اور مبرہن کرے اگر بالفعل آپ کو اس کی گوشمالی کی فرصت نہ ہو تو اس جانب کو
اشارہ کیجیے کہ اُسے اُس طور سے گوشمالی دیجاوے کہ اوروں کو عبرت ہووے سلطان محمود خلجی نے
جواب دیا کہ لشکر ہمارا پیشتر مندسور کے مفسدوں کی تادیب کے واسطے روانہ ہو چکا ہے چونکہ انھوں
نے سمت نصرت دین پیش نہاد کی ہو مبارک ہوا اور ایلچی کو سر و پا خلعت و زر سے کہ یہ رسم اس زمانہ
میں مروج تھی عطا کرکے رخصت کیا اور اسی سنہ مذکورہ میں سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹوں کی شادی کا
کے واسطے جشن عظیم ترتیب دے کے بارہ ہزار قبا کہ اکثر ان میں زر دوزی تھیں اُس جشن میں

امرا اور لشکریون کو رخصت فرمائین اور جب ایلچی سلطان شرقی جونپور مین پہونچا اور جواب معروض کیا
سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوش حال ہوا تین زنجیر فیل اور اور بھی اجزاے نفیسہ دوسری مرتبہ برسم
تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجین اور مع لشکر آراستہ کالپی کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر عبد القادر کو
مگس شیر کی طرح اُس ملک سے نکال دیا نصیر عبد القادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا
کہ خیر خواہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود شرقی از روے
تسلط و غلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا ہے چونکہ مین ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلی کو قبلہ آمانی
و آمال جانکر حدود چندیری کی طرف منزل پیما ہوا ہون سلطان محمود خلجی نے علی خان کو مع تحف و ہدایا
محمود شاہ شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خان بن عبد القادر نے آپ کی مرضی کے موافق افعال
ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہو کر طریق شریعت غرا سلوک رکھا ہے اور سلطان ہوشنگ شاہ
کے زمانہ سے مالوہ کی طرف ملتجی اور مستدعی رہا ہے توقع یہ ہے کہ مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ
کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اُس کے جرائم پر کھینچین اور اُس کی ولایت اُسے واگذار فرمائین الغرض بعد وصول
علی خان کے شاہ محمود شاہ شرقی نے کچھ جواب شافی نہ دیا اور لیت و لعل مین ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی
نے از روے حمیت اور مردانگی نصیر عبد القادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال
سنہ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین چندیری کی طرف توجہ کی اور اُس حدود مین نصیر شاہ نے آن کے
ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرج اور تھا تدبیر کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو
پہونچی شہر سے بر آمد ہو کر ایرچہ مین نزول کیا اور مبارک خان ولد جنید خان کو کہ باپ دادا کے زمانہ
سے وہان کا حاکم تھا مقید کر کے ہمراہ لے گیا اور وہان سے برخاست کر کے دریاے جون کی بٹیرین کہ
راہ تنگ اور دشوار گذار تھی اور وہان غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فروکش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد
توپ بمضبوطی کی محمود شاہ خلجی اس کی عزیمت فسخ کر کے کالپی کی طرف عازم ہوا پھر سلطان شرقی بھی عنان صبر
ہاتھ سے دے کر کالپی کی طرف روانہ ہوا اس درمیان مین بہادران فوج خلجی نے شاہ شرقی کی بنگاہ پر تاخت
کر کے غنیمت بہت دستیاب کی پھر وہ بھی اپنے آدمیون کی حمایت پر پلٹ کر جنگ مین مصروف ہوا اور شام تک
قتال و جدال کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونون سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور مقام مین قیام
کیا اور بعد دو تین روز کے جو موسم برسات قریب پہونچا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ جنگ مین
صرفہ نہ دیکھا بعضے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کر کے فتح آباد کی طرف معاودت کی اور قصر ست کھنڈا
وہان بنا کیا اس درمیان مین رعایا اور باشندے قصبہ ایرچ کے مبارک خان کے ظلم و تعدی سے
کہ پھر حاکم اُس قصبہ کا ہوا تھا دادخواہ اور فریادی ہوے سلطان خلجی نے ملک الشرق مظفر ابراہیم
حاکم چندیری کو مع لشکر کثیر ایرچہ کے سر پر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرچہ کے نواح مین پہونچا خبر آئی

کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرقی نے اس کے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اُس کے مقابلہ کو گیا او قصبہ راٹھ
مین فریقین کا سامنا ہوا ملک کالو کچھ جنگ کر کے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرچہ کی
تسخیر پر مقدم رکھکر اُس حدود کی طرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر راٹھ مین پلٹ گئی اور
جب اُن دونون سپاہ کے محاربہ نے طول کھینچا طرفین سے مسلمان قتل ہوتے تھے اور شیخ جا بلدہ کہ اکابر
وقت سے تھا اور کشف و کرامات مین بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی کے کہنے پر اُس نے صلح کا خط
سلطان محمود خلجی کو لکھہ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طریق پر صلح واقع ہوئی کہ بالفعل سلطان شرقی
قصبۂ راٹھ اور مہوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ منقضی
ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرما دے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت مین نصیر خان کی حقیقت
دین و دیانت ظاہر ہووے اس قرارداد پر سلطان محمود خلجی نے دار الملک شادی آباد کی طرف مراجعت
کی اور ۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین دار الشفا کی بنیاد ڈالی اور چند موضع خرچ ادویہ و ما یحتاج کے
واسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو بہ خطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیمارون اور مجنونون کی
مراعات احوال کے واسطے مقرر فرمایا اور رجب کی بیسوین تاریخ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین مع لشکر گران
قلعہ مندل گڑھ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر جا کر آب بیاس کے کنارہ فرو کش ہوا اور
رانا کو بھاجو طاقت برابری اور مقابلہ کی نہ رکھتا تھا قلعہ مندل گڑھ مین قلعہ بند ہوا اور دوسرے یا
تیسرے دن راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہو کر مردمی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخر کو بعجز و انکسار پیش
آئے اور پیشکش دینی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کی رضا دی اور بشوکت و تجمل
تمام اپنے دار السلطنت کی طرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ مین سامان جنگ درست کر کے قلعہ بیانہ
کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور جب دو فرسخ بیانہ کے قریب پہونچا محمد خان وہان کے حاکم نے اپنے فرزند
اوحد خان کو مع سو گھوڑے اور لاکھہ تنکہ نقد برسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسے خلعت خاص
مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کے واسطے قبائے زردوزی اور تاج مرصع
بجواہر اور ٹیکا طلائی اور گھوڑے تازی نژاد مع ساز و یراق زرین بھیجا محمد خان نے خلعت پہنکر
سلطان محمود خلجی کی صفت و ثنا مین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان
شادی آباد مندو پڑھہ کر مطیع اور فرمان بردار ہوا سلطان نے یہ خبر سنکر عطوفت خان کی اور اثنائے راہ مین قصبہ
بنور کو کہ رنتھنبور سے قریب ہے فتح کر کے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ چیتور
کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹہ کے راجہ سے ایک لاکھہ پچیس ہزار تنکہ نقد پیشکش لے کر شادی آباد
کی طرف عازم ہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین گنگداس قلعہ جنپانیر کے راجہ نے بھی پیشکش
بھیجکر عرض داشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے قلعہ جنپانیر کو محاصرہ کیا ہے اور چونکہ بندہ قدیم

ہمیشہ سے آپ سے التجا رکھتا ہو لہذا اب بھی امیدوار امداد و دستگیری ہو اس سبب سے سلطان محمود خلجی
راجہ گنگ داس کی امداد کے لیے متوجہ ہوا لیکن راستہ مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش
لینے کو ایدر کی طرف آتا ہو سلطان محمود خلجی اُسکو ضعیف اور عاجز تصور کر کے مارا سور کی سمت
روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چار پایہ ہاے بارکش کے سقط ہونے سے خیمہ اور خرگاہ مین آگ دے کر
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہو کر راستہ سے پھرا اور آب
سندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنگہ نقد اور چند راس اسپ پیشکش لاکر
حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قباے زر دوزی دے کر رخصت کیا
اور خود دار الملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین راے بیجا ایدر کے راجہ کو پانچ
ست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنگہ نقد انعام دے کر رخصت کیا اور ایک مدت شادی آباد
مین استقامت کر کے ولایت اور سپاہ کے سرانجام مین مشغول ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین
ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لے کر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور کاتی نوالی
سے عبور کر کے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا گماشتہ
تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہو کر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوا
امان طلب کر کے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور سلطان محمود نے اُس کے عیال اور
اطفال کو قلعہ شادی آباد مندو مین بھیجکر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان ہووے
اسکے بعد خطاب مبارز خانی اُسے عنایت فرما کر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنی ہراول اور پیشرو کیا
اور بہ کوچ متواتر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضاے
الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود
اس کے کہ سلطان محمد گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے
ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُس کے باپ کی ماتم پرسی کی
اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اس حال مین قصبہ بڑودہ کو ویران کر کے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت
مین نامرعی نچھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کر کے چند روز قصبہ مذکور مین توقف کیا بعد ازان
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بسبیل استعجال جاتا تھا اس وقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت
کا منتظر تھا سلطان قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور ظاہرا اُس نے یہ قسم کھائی تھی کہ مین اپنے صاحب
سے نمک حرامی نہ کرونگا اور قطب الدین شاہ کا خیال اپنے دل مین ہمیشہ رکھتا تھا اور کمال حلال نمکی
سے اپنے دل پر جبر کر کے اہل و عیال کو چھوڑ گیا سلطان محمود خلجی بکوچ متواتر جاکر سرکیچ پر جو احمد آباد سے
پانچ کوس ہو نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع خان پور مین جو قصبہ مذکور سے

تیس کوس پر ہی نزول کیا اور چند روز دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی
چاندرات کو سنہ مذکور مین سلطان محمود بقصد شبخون سوار ہو کر اپنی اردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہبر راستہ
بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحراے وسیع مین ایستادہ رہا فجر کو میمنہ لشکر سارنگپور
سے آراستہ کرکے سرداری اس فوج کی اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی
اور امراے چندیری کو فوج میسرہ مین نامزد کرکے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خان کو سردار کیا اور خود قلب
لشکر مین قرار پکڑ کر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا ہو کر میدان
کی طرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات ہراول فوج مالوہ کے مقابلہ سے بھاگ کر سلطان
قطب الدین گجراتی سے جا ملا اور ملک شرف منظفر ابراہیم کہ چندیری کے امراے کبار سے تھا سلطان شادی آباد
منڈو کی فوج میسرہ سے جدا ہو کر شاہ گجرات کی میمنہ پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اس کے مقابلہ اور
صدمہ کی نہ لائی پسپا ہو کر بھاگ گئی اور ملک شرف منظفر ابراہیم نے سلطان قطب الدین کی اردو تک
پیچھا کیا اور ہاتھ غارت و تاراج مین دراز کرکے سلطان قطب الدین کے خزانہ مین درآیا اور ایک بار
زر نقد ہاتھیون پر لاد کر اپنے لشکرگاہ مین بھیجا اور جب وہ ہاتھی زر محمولہ پہونچا کر اس نیت سے پھر لئے
کہ دوبارہ ان پر خزانہ بار کرکے بھیجے اس درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین
کی فوج شاہزادہ فدائی خان کو تنگ و زبون دیکھکر اس پر حملہ آور ہوئی اور وہ تاب جنگ نہ لاکر
فرار ہوا ہے اور بمشکل جان سلامت لے گیا ملک شرف منظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کرکے اپنے تئین
ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور شکست فوج سے متحیر ہو کر مع دو سو
سوار میدان جلادت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہے کمانداری کرکے داد مردی اور
مردانگی دی اس وقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اس گوشہ سے کہ مخفی تھا برآمد ہو کر
سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی حق شجاعت و تہور بجا لاکر مع تیرہ آدمی میدان سے نکل گیا
اور اظہار شجاعت کے واسطے بنفس نفیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ خاص پر جو
جنگ گاہ کے عقب تھا پہونچا اور تاج اور ٹیکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اٹھایا اور گھوڑے
کو بجلی کی طرح چمکا کر اپنے اردو مین داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مشہور کیا کہ آج شب
کو گجراتیون پر شبخون لے جاؤنگا جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد منڈو
کی سمت متوجہ ہوا اور قطع مسافت مین کوئی اور بھیل نے اس کے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور
سلطان محمود خلجی نے ابتداے طلوع آفتاب دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست کے
سوا کوئی شکست نہین پائی ع شنیدہ نبود شکست مردان بہر است جب شادی آباد مین پہونچا سپاہ کی
شکستہ و ریخت کی درستی مین مصروف ہوا اور شہزادہ غیاث الدین نے بھی کچھ ہوا فتح سند

سورت کے تاخت کرکے مراجعت کی اور حسب اتفاق مخبرون نے سلطان محمود خلجی کو مشیر الملک المخاطب
بہ نظام الملک وزیر اور اُس کے بیٹون کی خبر مکر اور غدر و نفاق کی پہونچائی اور سلطان محمود کے حکم کے
موافق سیاست اور سزا کو پہونچے اور سنہ ۸۵۷ آٹھ سو ستاون ہجری مین سلطان محمود خلجی نے ولایت
مارواڑ کی عزیمت کی اور جو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی نرکھتا تھا یہ صلاح دیکھی
کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کرون اُس کے بعد رانے کونبھا کی ولایت کی تسخیر مین مشغول
ہون اور اس بھید کو اپنے دل مین پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی کا حکم دیا اور شادی آباد
منڈو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور وہان سے تاج خان کو مع لشکر آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمہ
صلح کی تمہید کرے اور تاج خان نے وہان جاتے ہی سلطان قطب الدین کے وزیرون کو مکتوب
تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث
پریشانی خلائق ہے اور صلح اور اتحاد الفت اور رفاہیت کا موجب ہے بعد قیل و قال اور گفتگوے
دراز سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضا دی اور طرفین سے اکابر اور معارف درمیان مین
آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد و قسم سے استحکام بخشا اور یہ قرار پایا کہ ولایت رانا کونبھا سے جو کچھ گجرات
کے متصل ہے لشکر قطبی اُسے تاخت و تاراج کرے اور بلاد میوات اور اجمیر اور اُس نواح پر
سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ دوسرے شاہ کی امداد و اعانت
مین دریغ نفرماوے سلطان محمود سنہ ۸۵۸ آٹھ سو اٹھاون ہجری مین اُن راجپوتان متمرد کی تادیب
کو کہ نواح ہاروتی مین نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ مہولی مین جاکر اکثر راجپوتون کو علف
تیغ اسلام کیا اور اس جماعت کے اطفال و عیال کو اسیر کرکے منڈو کی طرف بھیجا اور وہان سے
گوالیار کو طے کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اسکے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت
بھیجکر جادۂ اخلاص مین قدم رکھا اور وہ حدود اس پر مسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور
حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اُسے بھی بہ محبت و مودت مبدل کیا اور مراجعت کے
وقت سلطان محمود خلجی نے شہر اور ہاروتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ
اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرماکر سایہ امن و امان کا وہان کے باشندون پر مبسوط فرمایا اور
اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ امراے کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے تھے
عرائض سلطان محمود کی خدمت مین بھیجکر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کہ قلاع اعظم برار سے ہے تحریص کی اور
سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد کے راستے سے ماہور کی طرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے
نواح مین سکندر خان بخاری نے آن کر ملازمت کی جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مور و ملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے [illegible]

مین طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خان اور سکندر خان بخاری مقرر کرکے خود بازگشت فرمائی اور قلم مشکین رقم نے یہ داستان طبقہ بہمینہ مین مشرحاً اور مفصلاً تحریر کی ہے اور اثنائے مراجعت مین یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ مبارک خان حاکم آسیر ولایت بگلانہ پر جو دکن اور گجرات کے مابین واقع ہے تاخت لایا ہے جو کہ وہان کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و منقاد تھا سلطان نے اُس کی حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جان کر عنان عزیمت اُس طرف منعطف فرمائی اور اپنی روانگی سے پیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھیجا میران مبارک شاہ فاروقی مع لشکر گران مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان محمود خلجی نے بعضے مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کرکے شادی آباد مندو مین معاودت کی اور پھر اُسی سال سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ لپسرائے بابو راجہ ولایت بگلانہ مین آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میران مبارک خان فاروقی حاکم آسیر اُس کی ولایت مین داخل ہوکر خرابی کر رہا ہے اور اُس کے آنے کا بھی مانع ہے سلطان محمود خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بجناح استعجال اُس کے مدافعہ کو نامزد فرمایا اور جب یہ خبر مبارک خان کو پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کرگیا اور لپسرائے بابو پیشکش بہت سلطان کی خدمت مین لاکر سرفراز ہوا اور باعزاز و اکرام تمام نقد رخصت حاصل کرکے اپنی ولایت مین گیا اور شہزادہ غیاث الدین رنتھنبور کی طرف متوجہ ہوا اور ان دنون مین سلطان محمود خلجی نے بھی ولایت چیتور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی رانا کو نبھانے طریق مدارا اختیار کرکے کچھ اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا ہو وہ سکہ رانا کو نبھا نے اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کرکے اپنے لشکر کو حکم نہب و غارت دیئے کر اثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی تاراج کے واسطے نامزد کیا اور جب ارادہ کیا کہ تھانہ دارون کو اس ولایت مین مقرر کرے تو چاہا کہ اس ولایت کے مابین خلجی پور نام ایک قصبہ آباد کرے رائے کو نبھا بہ نہیب شکر لیجز و انکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی خدمت مین یہ پیغام دیا کہ جس قدر پیشکش کا حکم ہو قبول کرون اور اُس کے بعد جادۂ اخلاص اور دولت خواہی سے قدم آگے نہ رکھون گا لیکن شرط یہ ہے کہ سلطان قصبہ خلجی پور کی تیاری و تعمیر ترک فرما وے اور چونکہ موسم برسات قریب تھا اس واسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لیکر شادی آباد کی طرف معاودت کی اور ایک مدت تک اس شہر مین قیام کیا اور ۸۵۹ھ آٹھ سو اُنسٹھ ہجری مین پھر ولایت مندسور کی تسخیر کے واسطے عازم و جازم ہوا اور وہان پہونچکر افواج اس ناحیہ کے اطراف و اکناف مین بھیجی اور خود وسط ولایت مین قرار پکڑا اور ہر روز خبر فتح تازہ اُسے پہونچتی تھی اور وہ مراسم شکر الٰہی بجالاتا تھا اتفاقاً ایلچی کا عریضہ ایک فوج کا کہ ہاروتی کی طرف تعینات ہوئی تھی بایں مضمون پہونچا کہ ابتدائے

آفتاب اعلام ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت مرشد الطوائف شیخ معین الدین
سنجری قدس سرہ اس بقعہ شریف مین آسودہ ہین اب یہ خطہ پاک جب سے کفار کے تصرف مین آیا ہی اثر
اسلام اور مسلمانی کا باقی نرہا جب مضمون عرضی کا مسامع فیض مجامع مین پہونچا اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ
ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی روح پر
فتوح سے مدد طلب کرکے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق امرا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچہ تقسیم کرین اس درمیان
مین گجادھر نامے کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی
کے صدمہ شمشیر کی تاب سے بیتاب ہوکر قلعہ مین درآیا اور چار دن تک تنور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچوین
دن گجادھر فیل مست کی طرح برآمد ہوا اور جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی کے
سفر درون مین مخلوط ہوکر قلعہ کے دروازے مین درآئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ مین راجپوتون کے
کشتون کے پشتے نمود ہوے حتی کہ ہر سمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بجا لاکر
اس بزرگوار کے مزار کی شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کرکے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان
خطاب دے کر وہان کی حکومت تفویض فرمائی اور اس بقعہ شریفہ کے مجاورون کو انعام اور وظیفہ سے
خوشدل کرکے قلعہ مندل کی طرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بناس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو
اطراف قلعہ مین تعین کیا اور رانا کونبھا نے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کرکے باہر بھیجا اور جنگ عظیم
واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بیشمار علف تیغ اسلام
اور طعمہ زاغ و زغن ہوے جب آفتاب جہان تاب فلک چہارم سے اپنے خلوت سرا کی طرف متوجہ ہوا
طرفین نے اپنے دائرہ مین قرار پکڑا اور صبح کو اس دولت خانہ کے تمام امرا اور وزرا فراہم ہوکر
عرض پیرا ہوئے کہ امسال جو مکرر لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب پہونچا اگر آنحضرت
چند روز دارالملک شادی آباد مین سپاہ کی درستی شکست و ریخت کے واسطے قرار اور آرام فرمائین اور
بعد از برسات بسامان و شوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کے لیے عنان اسپ عزیمت معطوف کرین لائق اور
سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کرکے چند روز استقامت کی اور محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ
ہجری مین مندل گڑھ کے محاصرہ کے واسطے روانہ ہوا اثناے راہ مین جس جگہ بتخانہ نظر پڑا اُسے مسمار کرکے
نشان نچھوڑا اور منزل مقصود مین پہونچکر درختون اور عمارتون کو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نرکھا اور
قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کیے اور تھوڑے سے عرصہ مین تائید یزدانی
اور توفیق سبحانی سے فتح کیا اور خلقت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کرکے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف
دوسرے قلعہ مین جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لے جاکر اُس کے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازان ہوے
اور ضربہاے توپ کلان کے صدمہ سے پانی جو قلعہ کے حوضون مین لبریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو قلعہ اول

مین تھا لشکر محمودی کے قبضہ مین آیا آخر کو بے آبی نے عجب کے نشہ کو زائل کیا اور بشدت تشنگی سے بیتاب
ہوکر نعرہ العطش اور صداے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنگہ قبول کرکے قلعہ سپرد کیا القصہ یہ فتح
عظیم ذی الحجہ کی چھبیسوین سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی مراسم
حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام مودی کرکے دوسرے دن قلعہ مین داخل ہوا اور بتخانے ویران اور خراب
کرکے اُس کا مسالحہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا اور قاضی اور محتسب اور خطیب اور مؤذن مقرر کئے اور محرم
کی چودھوین تاریخ سنہ ۸۶۳ آٹھ سو تریسٹھ ہجری مین جیتور کی سمت عازم ہوا اور اس ناحیہ مین پہونچکر سلطان
غیاث الدین کو ولایت بھیلواڑہ کی تاخت و تاراج کے واسطے بھیجا شہزادہ نے اس ولایت کو خراب
اور ویران کرکے اور بہت بندی دستیاب کرکے مراجعت کی اور چند روز کے بعد سلطان نے شہزادہ
فدائی خان اور تاج کو قلعہ کوندی کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا جب شاہزادہ قلعہ کوندی کے اطراف
مین پہونچا راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر
علف تیغ بیدریغ ہوے اور جنہون نے عمداً اپنے تئین خندق مین ڈالا گرفتار ہوے اور شہزادون
نے پہلے روز قلعہ کوندی کو بزور بازوے شجاعت مفتوح کیا اور شکر اس عطیہ عظمی اور موہبت کبریٰ
کا بجا لاتے بعدہ ایک سوار معتبر وہان چھوڑا اور مظفر و منصور ہوکر اپنے ولی نعمت کے ہمراہ
رکاب شادی آباد مندو کی طرف معاودت کی اور سلطان محمود سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین
پھر راجپوتون کی گوشمال کے واسطے سوار ہوا اور موضع اہار مین جاکر نزول اجلال فرمایا اور شہزادہ
غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کے لیے نامزد کیا اور وہ اُس ولایت کو خاک
برابر کرکے کوتلمیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب اپنے والد ماجد کی ملازمت مین فائز ہوئے قلعہ
کوتلمیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کوتلمیر کی جانب عازم ہوا اور راستہ مین
بتخانون کو ویران اور خراب کرکے قطع منازل اور مراحل کرتا تھا جب قلعہ کے حوالی مین نزول کیا
دوسرے دن سوار ہوا اور اُس ٹیلے پر جو قلعہ کے پورب طرف تھا ہی برآمد ہوکر شہر کو ملاحظہ
کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ بے محاصرہ چند سال کے فتح نہوگا پھر دوسرے دن کوچ کرکے دونگرپور کی طرف
متوجہ ہوا راے سیام داس راجہ دونگرپور کا بھاگ کر کوہ بیابانہ مین پناہ لے گیا اور وہان سے بعجز و انکسار
تمام دو لاکھ تنگہ اور بیس راس گھوڑے پیشکش بھیجے سلطان محمود نے وہ قبول فرماکر اپنے
دارالملک کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین جو کہ طفل صغیر السن
نظام شاہ نام نے تخت دکن پر جلوس کیا تھا اور امراے درگاہ جیسا کہ چاہیے اُس کی اطاعت نہ کرتے
تھے سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کے اغوا و تفہیم سے بکوچ متواتر عازم تسخیر بلاد دکن ہوا اور
جب آب نربدہ سے عبور کیا مخبر خبر لائے کہ مبارک خان حاکم آسیر قضاے الٰہی سے فوت ہوا

اور اُس کا بیٹا غازی خان ملقب بہ عادل خان اُس کی جگہہ پر جانشین ہوا اور آغاز دولت مین دست تعدی آستین جور سے بر آوردہ کرکے سید کمال الدین اور سید سلطان کو بے جرم و قصور شہید کرکے گھر مظلومون کا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بھائی سید جلال نام فریادی آیا سلطان محمود نے از روے حمیت چاہا کہ عادل خان کو گوشمال دیوے چنانچہ خاص اسی نیت سے آسیر کی طرف راہی ہوا اور عادل خان نے از روے عجز و بیچارگی ایک فرزندان قطب عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اُس کی خدمت مین بھیجکر پیشکش مرسول رکھا اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود چونکہ جانتا تھا کہ تیر تدبیر کسی قلعہ کشا کا بروج سخت و دشوار گذار آسیر پر اب تک نہین پہونچا اور علاوہ اس کے مآل اس سفر کا تسخیر دکن ہی قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور نصیحت سے اُس کے کان گران بار کرکے ولایت برار اور ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قصبہ بالاپور مین پہونچا جاسوس اور مخبر یہ خبر لائے کہ وزراے نظام شاہ نے سرحدوں سے لشکر طلب کیا ہی اور فوج کی فراہمی مین مصروف ہین اور دو کرور تنکہ خزانہ سے برآوردہ کرکے امرا اور سپاہیون کو بطور مدد خرچ دیا ہی اور ڈیڑھ سو فیل کوہ تمثیل لے کر شہر سے برآمد ہوے ہین اور تقدیر الہی کے منتظر ہین سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کرکے بکوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کے تین فرسخ اُدھر پہونچا اور وزراے دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس کا تھا سوار کیا اور اس کے سر پر چتر بلند کرکے باگ اُس کے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شاہ ترک کے ہاتھ مین دی اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار خطاب رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت اور پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ سرداران میسرہ سے تھے مقتول ہوے اور میمنہ کی جمعیت کو انھون نے متفرق اور پریشان کیا شکست عظیم لشکر مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کرکے سلطان محمود خلجی کے اُردو کو تاخت تاراج کیا اس درمیان مین سلطان محمود آپ کو گوشہ مین کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب کہ اکثر سپاہ نظام شاہی تاراج مین مشغول تھی اور نظام شاہ تھوڑے لوگون سے ایستادہ تھا دو ہزار سوار لے کر فوج نظام شاہ کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بروایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ سردار قلب سے تھا قلب کو مضطر کرکے عنان شبدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ مین تھام کرکے احمد آباد بیدر کی طرف بھاگا اور لڑائی کا رخ بدل گیا یعنے وہ لوگ جو تاراج کے واسطے گئے تھے انھون نے متاع نفیس زندگانی ضائع اور برباد کی اور والدۂ نظام شاہ نے امرا کے غدر اور مکر سے اندیشہ کرکے شہر بیدر کی طرف محافظت کے واسطے ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد مین گئی اور وہان سے ایک محبت نامہ سلطان محمود

گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے بیدر کا محاصرہ کیا اور لشکر منفرد نظام شاہ کے پاس فیروز آباد میں جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار سپہ سالار مع لشکر عظیم نظام شاہ کی مدد کے واسطے بسبیل تعجیل پہونچے گا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولی اور انسب یہ ہے کہ تسخیر اِس بلاد کی دوسرے سال پر موقوف کرکے مراجعت کی جاوے چنانچہ دوسرے دن اس بہانہ سے کوچ کرکے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا اور راہ میں جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور ۸۶۷ھ آٹھ سو سرسٹھ ہجری میں جو خیال تسخیر ولایت دکن سر میں رکھتا تھا اور ملک التجار نے اُس کے ساتھ شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اِس کا عوض لون پھر لشکر کو آراستہ کرکے ظفر آباد تعلیچہ میں فروکش ہوا اور ابھی ظفر آباد تعلیچہ میں تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا اس مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو مع لشکر کثیر تھانہ دار کھیرلہ کے سر پر نامزد فرمایا ہے چند روز میں پہونچے گا یہ خبر سنکر بجناح استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنائے راہ میں یہ خبر سنی کہ نظام الملک ترک نے آن کر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہے اُس وقت سراج الملک تھانہ دار وہاں مے نوشی میں مشغول تھا اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اسکا پسر قلعہ سے برآمد ہوکر لڑا کر اور شکست کھاکر بھاگا اور نظام الملک منفرد ون کا پیچھا کرتا ہوا قلعہ میں در آیا لیکن اُسی دن بعد تصرف قلعہ پیادگان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار سوار قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے واسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور اثنائے راہ میں رائے سرکچھ کے ایلچی اور رائے جاجنگر کے وکیل کہ پانسو اور تیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائے تھے سلطان کے ملاحظہ میں گذرانے سلطان نے وکلا کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا اور موضع خلیفہ آباد میں نزول فرمایا اس درمیان میں فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیرالمومنین یوسف بن محمد عباسی مصر سے اُس کے واسطے لایا سلطان نہایت سرور اور خوش حالی سے رسم استقبال بجالایا اور خادمان خلیفہ سے باعزاز و اکرام پیش آن کر ضیافت اور مہمان داری میں مصروف ہوا اور گھوڑے مع ساز و یراق مرصع اور خلعتہائے زر دوزی انعام دیئے جب دولت آباد کی سرحد پر پہونچا یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دار الملک سے برآمد ہوکر اِس حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود بالکنڈہ کی جانب عازم ہوا اور کچھ مواضع اور قریات کو تاخت کرکے گونڈوارہ کے راستہ سے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری میں بھیجکر قلعہ کو لیا ناظرین تفصیل اس اجمال کی شاہان بہمنیہ کی داستان سے دریافت فرماویں اور سلطان محمود خلجی نے چند روز اپنے دار الملک میں قرار کیا اور ۸۷۱ھ آٹھ سو اکہتر ہجری میں مقبول خان کو مع فوج ایلچپور کی تاخت کے لیئے بھیجا اور جو

اُس جماعت نے ایلچپور کے اطراف کو مع شہر غارت کیا اور پھر رات گئے وہان کا حاکم اپنے ہمسایگان مثل
قاضی خان اور پیر خان کو جمع کر کے مع ایک ہزار پانسو سوار و بے شمار پیادہ سے بقصد جنگ آیا یہ خبر
مقبول خان کو پہونچی غنائم اور اسباب و سامان اپنا مع ایک فوج روانہ کیا اور مردم خوب اور کار آمدنی کو
انتخاب کر کے اپنے ہمراہ نگاہ رکھا اور ایک جماعت کو حرب کے واسطے تعین کیا اور خود کچھ لوگ لے کر کمین گاہ
مین بیٹھا جب فوج طرفین جنگ مین مشغول ہوئی مقبول خان کمین گاہ سے برآمد ہوا اور قاضی خان کا پاے ثبات
زمین کین سے ہلگیا ایلچپور مین بھاگ کر دم لیا اور مقبول خان نے ایلچپور کے دروازہ تک پیچھا کر کے
بیس نفر سردار معتبر قتل کیے اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئے اُس وقت مقبول خان نے وہان سے
مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد مین پہونچا اور جمادی الاول ۸۷۱ھ آٹھ سو اکھتر ہجری مین والی دکن
اور مالوہ نے ایلچی مصالحہ کے واسطے بھیجے بعد رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن ایلچپور اور ولایت
گونڈوارہ اور نقدوے قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کے قبضہ مین واگذار کرین اور سلطان محمود
من بعد دیار دکن مین مضرت نہ پہونچائے سلطان محمود نے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر
رکھین تاریخ شمسی کو یک قلم برطرف کرین اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شیخ علاء الدین کہ علماے وقت
سے تھا شادی آباد کے اطراف مین پہونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور
گھوڑے پر سوار ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور سلطان نے اُس کی تعظیم و احترام مین
کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود
کی خدمت مین پہونچا اور خرقہ شیخ کا بر سبیل تبرک لایا سلطان ورود خرقہ کو نعمت کبرے تصور کر کے
مولانا عماد الدین کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوش حالی مین خرقہ پہنکر دست بذل
اور احسان کا کھولا اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس مین حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا
اور محرم ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین پیکون نے یہ خبر پہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد
کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ کے مشہور ہے تاراج کر کے والی دکن سے ملتجی ہوا ہے اور چند زنجیر فیل کہ مصالحہ ملکی
کے واسطے اُس کے ہمراہ رہتے تھے کھیرلہ کے راے زادہ کے حوالے کیے اور راے زادہ قصبہ محمود آباد پر
منصرف ہوا اور جو مسلمان کہ قلعہ مین مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گونڈان کو ساتھ اپنے موافق کر کے
راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے
واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی بتاریخ آٹھوین ربیع الاول سنہ مذکور مین ظفر آباد نعلچہ مین نزول کیا
اور چند روز کے بعد محمود آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ
کو کہ برہمنہ کا روز ہاے بزرگ سے ہے ستر کوس تاخت کر کے اس مقام مین پہونچا اور جب سنا
کہ راے زادہ کھانا کھانے مین مشغول ہے تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے

پہونچا تھا اس مقام مین گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اس کے پاس بھیجکر خبردار کیا راے زادہ نے
ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیون کو مسلح کرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور
مین آئی کہ اُس پر اور زیادتی متصور نہین ہو قضارا ایک جماعت کثیر اُس کے ہمراہیون سے علف شمشیر
ہوئی اور وہ خود سروپا برہنہ بھاگا اور گوندان سے بلتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنایم اور
قصبہ محمود آباد دستیاب ہوا اور جب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور
ملک الامرا ملک داود کو اُس گروہ کی تنبیہ اور تدارک کے لیے کہ راے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا
اور جب یہ خبر اس گروہ کو پہونچی راے زادہ کو مقید کرکے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از
فتح فسخ عزیمت محمود آباد کرکے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبہ سارنگ پور مین آن کر نزول کیا اور اس مقام
مین بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی از جانب مرزا سلطان سعید برسم ایلچی گری مع تحفہ
اور سوغات آیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش خسروانہ سے خوشدل
کرکے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چند کنیز ناچنے گانے والی
اور چند فیل محمولہ زر اور گھوڑے عربی اور قصیدۂ غرا کہ سلطان ایران کی مدح مین کہا تھا اور ظاہرا
زبان ہندی مین تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک
شادی آباد مین قرار پکڑا اور شہنشاہ ایران اس قصیدے سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اس قدر
محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اس قدر خوشحال نہ ہوا اسی سال گوالیار کے راجہ نے سُنا
کہ میرزا سلطان ابوسعید کو علم موسیقی او رسنگیت کی طرف میل تمام ہے اس فن کے دو تین نسخے
معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کیئے بعد اُس کے اُس کا بیٹا راجہ کوپ بھی
اخلاص موروثی کا لحاظ کرکے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجا تھا اور سنہ ۸۷۳ آٹھ سو تہتر ہجری مین
غازی خان کی عرض داشت اس مضمون سے پہونچی کہ کھچوارہ کے زمینداروں نے شاہراہ
اطاعت سے قدم باہر رکھا ہو سلطان بمجرد پہونچنے اس عریضہ کے اس جماعت کی تادیب کے واسطے
عازم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک مین روانہ کیا اور خود اُس ولایت کے مداخل اور مخارج کی صعوبت
کو ملاحظہ کرکے مابین ولایت استقامت فرمائی اور قلعہ کی بنیاد ڈال کر تھوڑے عرصہ مین
اس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُس کا نام جلال پور رکھکر میرزا خان کے سپرد فرمایا اور اسکی
محافظت کی تاکید کی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین شیخ خرملی اور کنور چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت
سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواحی مین خدمت مین سلطان کی حاضر ہو کر جو تحفہ کہ لائے تھے
گذرانا اور اُسکے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہم سے دست کش نہین ہوتا اگر آنحضرت ہماری
امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی مین تشریف شریف ارزانی فرمائین اور اُسکے فتنہ و فساد سے ہمین بچا

بخشین مراجعت کے وقت قلعہ بیانہ کو مع توابع پیشکش کرونگا اور سلطان کی سواری کے واسطے چھ ہزار گھوڑے مع ساز وسامان خدمت مین بھیجون گا سلطان محمود نے فرمایا جس وقت سلطان حسین دہلی کی طرف متوجہ ہووے مین بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچون گا اس قرارداد کے بعد ایلچیون کے حال پر تفقد کر کے دار الملک شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ ان دنون ہوا نہایت گرم تھی راستہ مین حرارت کی شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا یہان تک کہ ذیقعدہ کی انیسوین تاریخ سنہ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین بولایت کھچوارہ خرابہ دنیا سے دار الملک عقبےٰ کی سمت خرامان ہوا اس کی مدت سلطنت چونتیس سال تھی بیت بجاہ ار چہ بر آسمان تخت برو ٭ بچاہ لحد عاقبت رخت برو ٭ سلطان محمود کی عمر جس قدر تخت نشینی کے وقت تھی اسی قدر مدت سلطنت کرنا ندرت اور غرابت سے خالی نہین ہے امیر تیمور صاحبقران گورگان نے بھی چھتیس سال کے سن مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اُن کی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین احوال سلاطین مالوہ پر مخفی نہ ہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئین لیکن اس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کر کے وہ فتوحات اس مقدمہ مین درج نہین کین جاننا چاہیئے کہ سلطان محمود بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور باسخاوت تھا اور اس زمانہ مین کہ زمام سلطنت مالوہ اس کے قبضہ اختیار مین تھی چارون طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اس کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہین ہوا کہ بے نہضت گذرا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسایش اور فراغت کو لشکر کشی اور جنگ وجدل مین جانتا تھا اور ہمیشہ مورخان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہون اور بزرگون کا خوب دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہانداری کے تحصیل مین کبھی غافل نہ رہتا تھا اور شاہان سلف اور خلف کے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل مین نگاہ رکھتا تھا اور اپنے دربار مین درباریون اور مجرائیون کے روبرو نقل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو کہ باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئے اس سے پرہیز کرتا تھا اور اس کی سلطنت مین چور اور ٹھگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت وہ فوراً اپنے خزانہ سے اُسے پہونچاتا تھا اور بعد اُس کے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیدارون اور نگہبانون سے برآمد کروا آیا تھا اُس سبب سے جو امیر یا فقیر اس کی مملکت مین آتے تھے صحرا مین فروکش ہوکر اپنی جان ومال کی نگہبانی اور محافظت نہ کرتے تھے ایک روز شیر یا ببر نے دریا کے کنارے ایک مسافر پر حربہ کیا اور اس کے مال دفرزندون نے درگاہ سلطان مین آن کر درندہائے وحشی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکمنامجات اپنے تمام ممالک محروسہ مین اس مضمون کے جاری کیے

کہ بحبہ وصدور حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیوان شکاری اور درندہ کو ہلاک کرین اور من بعد جس کے
علاقہ مین شیر یا چیتا وغیرہ نظر آوے وہان کے حاکم کو عوض مین اُس کے قتل کرین اس سبب سے
اُس کے عہد معدلت مہد مین اور اس کے بعد بھی برسون ولایت مالوہ مین شیر و گرگ وغیرہ کی صورت
دکھائی ندیتی تھی اور ایک شاعر نے اُس کی تاریخ وفات یہ کہی تھی یادگار کے واسطے درج کتاب ہوئی
قطعہ تاریخ شاہ خلجی شہزادہ سلطان محمود + از دار فنا چو راہ عقبے پیمود ÷ تاریخ وفات حضرت سلطان شد + از بام بہشت هذن بابی مقصود

ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُس کا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب مسند
حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سے راضی اور شاکر کیا اور وہ زر کہ بیوم جلوس
اُس کے چتر پر نثار کیا تھا مبلغ خطیر ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنے بھائی کو ستے
شہر کے ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کے عہد مین اپنے تصرف مین
رکھتا تھا مامور کرکے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین خطاب دے کر ولیعہدی پر
منسوب فرمایا اور اُسی وقت شغل وزارت اُسے ارزانی کرکے چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار سوار کی
اُسے عنایت فرمائی اور بعد انفراغ جشن سلطنت جمیع مناصب کو مردم امین کاردان سے رجوع کرکے اُنسے
یہ فرمایا کہ مین نے سلطان مرحوم کے عہد مین چونتیس برس لشکر کشی کی تھی اب وقت آسایش و آرام ہے پس
مملکت باپ کی جو مجھکو ملی ہے اُسکی محافظت مین کوشش کرکے پاؤن دامن قناعت مین کھینچکر ابواب عشرت
اپنے منہ پر کھولتا ہون در مقصود کو مفتوح کرکے حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو مین جس قدر اسباب عیش اور سامان طرب
سے بہم پہونچے حاضر کرین اور جو کچھ ممالک غیر مین یعنے ایران اور توران اور روم سے ممکن ہو ایلچی بھیجکر
جس طور سے ہو سکے بہم پہونچا دین چنانچہ گائنین اور خواشین صاحب جمال کی اُسکے حرم سرا مین کثرت
ہوئی اور جو کہ سلطان غیاث الدین عورتون کے فراہم کرنے مین درپے تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن
وغیرہ کی بیٹیان دس ہزار تخمیناً اُس کے شبستان مین جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی بیٹیون
سے مناصب جو کہ سلاطین کے دولت خانون مین ہوتے ہین مرحمت کیے رفتہ رفتہ یہ نوبت
پہونچی کہ جس قدر عہدہ دار اور مناصب اور عملہ باہر تھا اُسی قدر محلسرا مین بھی بہم پہونچا بعضے وکیل اور وزیر
بخشی اور خزانچی اور داروغہ توشک خانہ اور امیر الامرا اور منشی اور مخبر اور مشرف اور محرر اور منجم ہوئین
اور بعضے صدر اور مدرس اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور معرف ہوئین اور
اسی طرح بہت سے لونڈیون اور خواصون کو صناعی اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع اور مشہور ہین سکھلائے
چنانچہ بعضون کو ناچنا اور گانا اور امیر کا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضون کو زرگری آہنگری نجاری سادہ کاری

مخمل بافی شال بافی تیرگری کمانگری کوزہ گری جامہ بافی خیاطی ترکش دوزی کفش دوزی خیاطی و نجاری کشتی گیری شعبدہ بازی اور قسم قسم کے ہنر کہ جن کا بیان موجب تطویل کتاب اور درازی سخن ہے سکھلا کے اور ان کے فرقے اور طبقے علیحدہ علیحدہ کر کے ہر ایک ہنر کو ایک کے سپرد کیا اور پانچ سو کنیز ترک کو لباس مردانہ پہنا کر تیر اندازی اور برچھی بازی اور پکیتی تعلیم کی اور انھیں سپاہ ترک موسوم کر کے اپنی میمنہ میں جگہ دی تو نیزے ہاتھ میں لے کر اور ترکش کمر پر باندھ کر ایستادہ رہیں اور پانسو کنیز حبشی کو عورتوں کے لباس سے برآوردہ کر کے برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کر کے میسرہ ان کے حوالہ کی اور اپنے حرم سرا میں ایک چوپڑ کی بازار تعمیر فرما کر اُسے آباد کیا جو شئے شہر کے بازار میں بکتی تھی وہاں بھی فروخت ہوتی تھی اور کوئی عورت بوڑھی اور بدقیافہ پرستاروں اور خواصوں میں نہ تھی اور اگر کوئی بدصورت کسی وجہ سے حرم میں پہنچتی بھی تو وہ مجلس سلطان میں حاضر نہ ہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سے ہے کہ وظیفہ تمام عورتوں اور کنیزوں کا جو سرداروں اور منصبداروں کے سوا تھیں یکسان اور برابر مقرر کیا تھا دو تنگہ نقد اور دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیتا تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اسکی محلسرا میں تھے فی اسم دو تنگہ اور دو من غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنگہ مقرر کیے تھے ایک دن اس کے مکان میں ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنگہ اس کے واسطے بھی مقرر کر کے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کے قریب رکھتی رہیں اور وہ لونڈیاں اور عورتیں جن کی طرف اس کی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی انھیں زیور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا تھا لیکن مشاہرہ میں سب کے برابر تھیں اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میرے سرہانے سو اشرفی طلائی رکھکر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہیں اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اس کی نظر عیال اور اطفال اور اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑے شکر کرے بارے جس وقت لفظ شکر اُس کی زبان پر جاری ہووے پچاس تنگہ مستحقوں کو پہونچاوے اور سب سے یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان میں سلطان جس شخص سے ہمکلام ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خرد اُسے ہزار تنگہ عطا کریں اور ہزار کنیز حافظ قرآن مجید حرم میں رکھتا تھا انھیں یہ حکم دیا کہ جس وقت میں لباس تبدیل کروں سب باتفاق قرآن مجید ختم کر کے دم کرتی رہیں اور جب ایک پہر رات سے باقی رہتی تھی اداے لوازم عبادت میں مشغول ہوتا تھا اور جبین انکسار زمین نیاز پر رکھکر اپنے مطالب اور مآرب درگاہ الٰہی سے درخواست کرتا تھا اور اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہیں اور اگر میں نیند کے غلبہ سے بیدار نہ ہوں پانی منھ پر چھڑک کر جگا دیں اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگوں مجھے زور سے ہلا دیں اور اگر یہ بھی مفید نہ ہو ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دیں اور اپنے مقربوں کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا میں مشغول ہونے

کے وقت وہ چیز کہ جس کا نام کفن ہے اُسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہو کر عبرت حاصل کرتا تھا مجلس برخاست
کرتا تھا اور تجدید وضو کر کے توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اس کی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ
سخن کہ موجب ملالت طبع ہو نہین کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور ستر کی چیزون
سے ایسا پرہیز کرتا تھا کہ ایک دن حکما نے لاکھ روپیہ خرچ کر کے سلطان کے واسطے معجون تیار
کی اور اُس کے پاس لائے فرمایا کہ اس مین کیا اجزا شریک ہین میرے سامنے بیان کرو خلاصہ یہ کہ
تین سو اور چند ادویہ مین فقط ایک درم جوز بوا داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہین
اسے آگ مین جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور لوگون کو عطا ہووے فرمایا
تماشا جو شئے کہ مین اپنے اوپر روا نہین رکھتا وہ دوسرون کے واسطے بھی تجویز نہین کرتا اور مروت
اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ سلطان کے عرض بیگی شیخ محمود لقمان کا ہمسایہ تھا
دہلی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کے عطایاے عام کا
شہرہ سنکر آیا ہون تاکہ آپ کے ذریعہ سے اپنی دختر کے کارخیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب
دیا کہ یہ کام تیرا مین انجام کر سکتا ہون اس نے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے
میری آبرو بڑھے شیخ نے ہرچند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلون کو جو
میرے پاس آتے ہین سلطان کی ملازمت مین لے جاکر اُن کے باپ دادا کی بزرگی یا اُن کے فضائل
بیان کرتا ہون اور تو ان دونون امرون سے عاری ہے بتلا مین تیری کیا صفت کرون اُس نے کہا اب میرے
بخت رسا کی رسائی سے آپ کا دامن دولت ہاتھ آیا ہے آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائین الغرض
شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار مین لے گیا اور وہ گیہون جو فقرا اور مساکین کے واسطے وزن کرتے تھے
اس سے فرمایا کہ تو اس مین سے کسی قدر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑ اس نے حسب ایما عمل کیا
اور شیخ سلطان کے روبرو حاضر ہوا اور سائل بھی سایہ کی طرح اُس کے پیچھے کھڑا ہوا سلطان نے
پوچھا کہ یہ کون ہے شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہے اور دہلی سے آیا ہے اور ہدیہ اس کا گندم ہے سلطان نے
کہا اسے کس واسطے یہان لایا ہمین اس کے پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے
ایسی لیاقت اور قابلیت نہین کہ سلطان اسکی ملاقات کو تشریف لیجاتے سلطان نے جواب دیا اگر یہ
لائق نہ تھا اس کا ہدیہ تو عزیز تھا آخر سلطان نے مبالغہ کر کے یہ حکم دیا یہ شخص بعد فراغ نماز جمعہ مسجد مین اپنا
ہدیہ گذرانے خلاصہ یہ کہ اس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق بعد از جمعہ منبر پر چڑھ کر گیہون سلطان
کے دامن مین ڈالے سلطان نے توجہ اور التفات کر کے اسے قسم قسم کے عطایا سے سرفراز فرمایا
منقول ہے کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربون سے یہ فرمایا کہ مین نے کئی ہزار حرم صاحب جمال
بہم پہنچائے لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہے آئینہ شہود مین جلوہ گر نہوئی ایک شخص نے

اُن مین سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہین صورت خوب اور پیکر مرغوب کی تمیز کامل
نہین رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووے یقین ہی کہ وہ صورت جو طبع سلیم کے موافق ہو بہم
پہونچائے سلطان نے فرمایا تجھے صورت خوب کی کیا دانست ہی اس کی صفت بیان کر اُس نے جواب
دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہی کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووے کہ جو عضو اُس کا
نظر آوے بیننده کو دوسرے اعضا کے دیکھنے سے مستغنی کرے مثلاً اگر اُس کا قد موزون دیکھے
اُس پر ایسا شیدا اور مفتون ہووے کہ اُس کے چہرہ کے دیکھنے کی پروا نہ کرے سلطان نے اس کا
حسن تمیز پسند کیا اور اُسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ بقدر رخصت حاصل کرکے بلاد محروسہ وغیرہ مین
بر آمد ہوا ہر چند وہ شہر بشہر پھرا لیکن وہ صورت آئینہ نظر مین عکس پذیر نہوئی اتفاقاً جب پلٹ کر سلطان
کی ولایت مین آیا ایک موضع مین ایک لڑکی زہرہ جبین غیرت ماہ دیکھی وہ خرامان جاتی تھی کیفیت
رفتار اور حسن قامت نے اُسے مفتون کیا پھر جب اُس آفت روزگار کا مواجہہ ہوا اور نظر اُس کے
جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اُس سے بھی زیادہ تر پایا آخرش چند روز اس موضع مین بسر
لے گیا جس حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اُس لڑکی کو وہان سے اپنے ہمراہ نکال لایا اور سلطان کی ملازمت
مین پہونچا کر نہایت محظوظ کیا اور کہا کہ مین نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہی جب اُس کے عزیز اقارب
کو اُس کی جستجو مین تھے ناگاہ اُنھین یہ خبر پہونچی کہ ایک شخص نے چند روز اس موضع مین قیام کیا
تھا وہ لڑکی کو نکال لے گیا ہی اُس کی مان اور باپ مندو مین آکر سر راہ عین سواری مین سلطان سے
فریادی ہوے سلطان نے اپنے دل مین کہا کہ یہ ماجرا کیا ہی اس صورت مین وہان سے آگے قدم
نہ اٹھایا اور علما کو طلب کرکے فرمایا تم حکم شرع مجھ پر اجرا کرو داد خواہون نے حقیقت حال پر مطلع
ہو کر عرض کی کہ ہماری داد خواہی اس واسطے تھی کہ شاید وہ شخص لڑکی کو اور کہین لے گیا ہو اب ہمین
دریافت ہوا کہ وہ سلطان کے حرم مین ہی ہمارے تئین عین شرف وسعادت ہی اب ہمین اُس شخص
سے کچھ دعوی نہین ہی سلطان نے علما سے کہا اب وہ عورت مجھ پر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ کے
بارہ مین جو کچھ حکم شرع ہو میری نسبت بجالاؤ اگرچہ اُسمین قتل عام ہو علما نے فرمایا کہ جو حرکت نادانستگی اور
لاعلمی سے سرزد ہو وہ شریعت مین معاف ہی اور اسکی تلافی کفارہ ہی سلطان نے باوجود اس حال کے
اس امر سے پشیمان ہو کر فرمایا کہ مین بعد آدمی عورتون کی تلاش سے باز آؤن اور سلطان غیاث الدین
کی بیوقوفی اور حسن اعتقاد اور سادہ لوحی کی نقل کرتے ہین کہ ایک روز ایک شخص ایک سم گدھے کا لاکر عرض پیرا
ہوا کہ سم خر عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ہی سلطان نے اُسے پچاس ہزار تنگہ سیاہ دلوائے اور وہ سم خرید
کیا القصہ اُس کے بعد تین آدمی اور بھی خر عیسیٰ کا ایک ایک سم لائے اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ
سے ایک شخص پانچوین نے بھی ایک سم خر لاکر دعوے کیا کہ یہ سم خر عیسیٰ ہی سلطان نے اُسے بھی مول لیا۔

حکم کیا کہ اُس کی قیمت بھی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی شاید خر عیسےٰ کے پانچ
پائون تھے کہ حضرت نے اُس کی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی سلطان نے ارشاد کیا شاید یہ امر
جو تو کہتا ہے راست ہو یا ایک شخص ان مین سے غلط لایا ہو اور آنجناب کو شکار کی بہت رغبت تھی اسواسطے
آہو خانہ کثرت سے بنا کر قسم قسم کے جانور اقسام طیور اُس مین جمع کیے تھے اور مع عورات بسیار سوار
ہو کر آہو خانون مین شکار کرتا تھا اور اُس سبب سے کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز کی صحبت کا بہت
مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ برآمد ہو کر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کر کے سلام مجرائیون کا
لیتا تھا اور سلطنت کے امور معظم اور عمدہ کو دریافت کر کے باقی مہمات وکلا اور وزرا سے رجوع کرتا تھا
اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک برآمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور
اعیان حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت مین شائع ہون یا عریضہ سرحد سے ہوپنچے حرم سرا
مین فلان عورت کے پاس بھیجتے رہین تو اس سے دریافت کر کے اُس کا جواب لکھتا رہون تاکہ عشرت امور
جہانداری کے مانع نہو اور اُس کے عہد مین کسی طور کا خلل مملکت مین واقع نہوا لیکن ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے
ہجری مین کہ سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے پالنپور مین کہ مضافات شہور سے یعنی نئے شہر سے ہے
خرابیان بہت واقع کین جب یہ خبر مندو مین پہونچی کوئی شخص قائم جراُت کا آگے رکھ کر یہ مضمون
معروض نکر سکا لیکن وزرا کی مصلحت اور صوابدید کی وجہ سے حسن خان نے ایک روز موقع فرصت
دیکھکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو زر خطیر برسم پیشکش
بھیجتا تھا اور ان دنون مین سُنا جاتا ہے کہ اُسے دلیری پیدا ہو گئی ہے اور اُس کی فوج نے قصبہ پالن پور
مین دست درازی کی ہے یہ خبر سُنکر فوراً شیر خان بن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھ بھیجا
کہ لشکر بھیلسہ اور سارنگ پور کو ہمراہ لے کر سلطان بہلول کی گوشمالی کے لیئے متوجہ ہوئے
بمجرد صدور فرمان شیر خان سامان جنگ درست کر کے بیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان بہلول نے
طاقت مقاومت اپنے مین مفقود دیکھی بیانہ کو چھوڑ کر دہلی کی طرف راہی ہوا شیر خان پیچھا کر کے
دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو بمصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اُس نے قصبہ
پالنپور مین جا کر از سر نو اُسے تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اُسی سال سلطان غیاث الدین راجہ چنپانیر کی
التماس کے بموجب سراپردہ سُرخ نعلچہ کی طرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما مین مقیم ہو کر
علما کو طلب کر کے راجہ کی کمک کے بارہ مین استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہو کر جواب دیا کہ
کفار کی حمایت جائز نہین ہے سلطان پشیمان ہو کر لوٹ آیا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین
مرقوم کیا ہے کہ ۸۸۹ھ ہجری مین قران علوی مین واقع ہوا یعنے زحل اور مشتری برج عقرب مین بدرجہ دقیقہ
متصل اور مقارن ہوئے اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد مین اجتماع قبول کیا اور امر نحوست نے

اکثر ممالک مین ظہور پایا خصوصاً ممالک خلجیہ مین خلل عظیم ظاہر آیا اور آنا سلطان بہلول کا اور ویرانی پالن پور کی اس کے اثر سے تھی اور گیارہوین جمادی الآخر سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ المحققین شیخ سعد اللہ لاری المشہور بہ مندوی کا طومار حیات نجیدہ ہوا یعنے قضاے الٰہی سے فوت ہوئے اور سلطان محمود خلجی کے گنبد مین دفن ہوئے اور شہر کی خلائق کیا ہندو کیا مسلمان غمگین اور محزون ہوئی بعدہ سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اس کے بیٹے ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونون مین نزاع واقع ہوئی اور اُن کی والدہ رانی خورشید راجہ بگلانہ کی بیٹی تھی اُسنے چھوٹے بیٹے کی جانب داری کرکے امرا کو ساتھ اسکے موافق اور متفق کیا اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے گرایا بلکہ ایک روز ایک جماعت اُسکی گرفتاری کے واسطے مامور کی ناصر الدین خبردار ہوکر سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین مندو سے بھاگا اور اسباب اُس کا علاء الدین کے تصرف مین آیا اور پھر ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہوکر ولایت کے درمیان مقیم ہوا اور اطراف وجوانب سے امرا اور سپاہ اسکے پاس فراہم ہوئی اور اُس نے قوت پکڑی اور کام اُس کا اس انتہا کو پہونچا کہ چتر سر پر بلند کرکے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اُسے محاصرہ کیا اور جو وہ سالہاے دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اس وجہ سے اکثر آدمی شہر کے اُس سے راضی اور شاکر اور اُس کی آبرو کرتے تھے اُس وقت مین سب اُس کے شریک اور یکزبان ہوئے اور یکایک شہر کا دروازہ کھول دیا اور بحالت بے خبری اُسے شہر مین لائے اور شجاعت خان مشہور بعلاء الدین نے کہ قلعہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا بھاگ کر باپ کے مکان مین پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا جنھون نے علاء الدین اور رانی خورشید زحل طبیعت کو باپ کے مکان سے بجبر وتعدی باہر نکالا اور قساوت پر کمر باندھ کر علاء الدین اور اُس کے فرزندون کو گوسفند کی طرح ذبح کیا اُس وقت ناصر الدین نے مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کرکے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان غیاث الدین کہ محاسرامین نظربند تھا چند روز مین فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کے زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم مین بدنام ہوا سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال (سی وسہ سال) اور چنسپاہ تھی +

ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات مین پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و نشاط سے ایک ماہ کامل بساط عیش مبسوط رکھکر اوقات کے دیکھنے کے شکرانہ مین کہ موہبت عظمیٰ ہے عامہ برایا کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً اپنے خوان احسان اور مائدہ فیض سے بہرہ یاب کیا تھا منجملہ اُن

اختر شناس نے اُس کے زائچہ اور طالع مسعود کو دیکھکر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستانون مین اُس کا تذکرہ کرینگے
اور ساتوین روز شہریار اُسے آغوش عاطفت مین لے کر بزرگان دین کے سامنے لایا اور اُس کا نام عبدالقادر
رکھا اور جو علامت شہریاری کی اُسکی جبین مبین سے روشن اور ہویدا تھی جس وقت سن رشد اور
تمیز کو پہونچا اُس کے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اُسے ولیعہد کرکے شغل وزارت تفویض فرمایا
اور اُسکا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ بحسب ظاہر اس سے نہایت موافقت
رکھتا تھا لیکن نفاق باطنی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا اور اواخر سلطنت سلطان غیاث الدین
خلجی مین ایک دن اُس نے یہ معروض کیا کہ ناصر الدین کے ساتھ ایک جماعت اوباش شریک ہوکر اُسے
مخالفت اور ملک گیری کی تحریص و ترغیب کرتی ہے اس صورت مین علاج واقعہ کا وقوع سے پیشتر
بہ ضرور ہے سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اُس کی گرفتاری اور مقیدی کا کیا لیکن چونکہ
آثار نجابت اُس کے چہرہ حال سے واضح اور عیان تھے جانا کہ بند لطف اور زنجیر احسان مین مقید
کرے لہذا منصب اور جاگیر اُس کی اضافہ کی اور ممالک کے بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور افسران سپاہ
کو پروانگی دیوے کہ ہر صباح سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر جاکر اُس کے ہمراہ رکاب دولتخانہ
مین حاضر ہوا کرین الغرض جب سلطان ناصر الدین باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا
تمام محالون مین اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ مولے خان اور لکھن خان عمائد سرداران
سے تھے انھین معزول کرکے اُن کی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو منصوب
کیا اور عمال مذکورہ معزول ہوکر رانی خورشید سے ملتجی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے چھوٹے بیٹے
شجاعت خان مشہور بعلاء الدین سے محبت زیادہ تر رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے اُسکا دل صاف
نہ تھا باتفاق شجاعت خان مشہور بعلاء الدین عرض عالی مین پہونچایا کہ ملک محمود کوتوال اور سونداس
بقال ابلیس کے مانند غدار اور مکار ہوکر سلطان ناصر الدین کے شریک اور مخصوص ہوئے ہین
اور فساد برپا کیا چاہتے ہین چونکہ سلطان کا مدار کا صحبت زنان پر تھا بے پرسش و تفحص انھین
قتل کیا اور مکان اُن کے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصر الدین نے اس امر کے بعد دربار کی
آمد و شد یک قلم موقوف کی اور چند روز حاضر نہوا اور رانی خورشید اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین
کی سعی اور اہتمام سے مولی خان اور لکھن خان بقال نے کلمات غرض آمیز بہ لباس بے غرضی معرض سلطانی
پہونچائے اور ازروے استقلال مہمات ملکی مین مصروف ہوکر دست تصرف خزانہ مین دراز کیا شیخ
حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا نے فرصت دیکھکر مولی خان بقال کو جو فتنہ و فساد کا مصدر تھا
قتل کیا اور حرم سلطانی مین گھس گئے اور رانی خورشید نے یہ داستان عجیب آب و تاب سے
سلطان کے سمع مبارک مین پہونچائی تاکہ نائرہ غضب سلطانی مشتعل ہوا لکھن خان کو فرمایا کہ

موتی خان بقال کے قاتلون کو سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان سے گرفتار کر لاوے اور رخصت کے وقت اسے آہستہ یہ بھی فہمایش کی کہ خبردار کوئی دقیقہ سلطان ناصر الدین کے رقائق حرمت سے فروگذاشت نہ کرنا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اس امر سے خبردار ہوکر سلطان ناصر الدین کے محل سرا سے برآمد ہوکر جنگل کی سمت مفرور ہوئے اور راستہ مین کہتے جاتے تھے کہ ہم قاضی کے مکان پر جاتے ہین جس شخص کو موتی خان کے خون کا دعوے ہو وہ قاضی خان کے مکان پر آوے اور لکھن خان جب سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر آیا اور سلطان کی طرف سے یہ پیغام پہونچایا کہ موتی خان کے قاتلون کو حوالہ کرین ناصر الدین نے جواب دیا کہ اُن لوگون نے میرے حکم سے موتی خان کو قتل نہین کیا مجھے کیا معلوم کہ وہ کہان گئے ہین لکھن خان بقال نے یہ جواب معقول سنکر رانی خورشید کی تحریک کے سبب سلطان ناصر الدین کے مکان پر تین روز تک قفل بندی رکھی سلطان غیاث الدین جو چارہ نہ رکھتا تھا بشیر الملک اور نتھے خان کو سلطان ناصر الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر فرزند ارجمند کے دل مین کسی طرح کے رنج نے راہ نپا کر غبار کلفت سے ساحت دل کو مکدر نہین کیا ہے بدستور قدیم آمد رفت رکھے کہ زیادہ اس سے طاقت مفارقت اور مہاجرت نہین ہے سلطان ناصر الدین باوجود بیم حبس قید وغیرہ شرف پابوس ولی نعمت سے مشرف ہوا اور باپ بیٹے نے ہر طرح کے کلام درمیان مین لاکر غبار کلفت کو صحائف خاطر سے زائل کیا سلطان ناصر الدین پھر سرگرم خدمت ہوکر ہر روز الطاف جدید اپنی نسبت مشاہدہ فرماتا تھا اور باپ کے ہمسایہ مین اپنی سکونت کے واسطے ایک مکان کی بنیاد ڈالی تاکہ جس وقت چاہے شرف خدمت حاصل کر سکے رانی خورشید نے فرصت دیکھکر کہا کہ سلطان ناصر الدین اپنا مکان جہان نما کے متصل تعمیر کرتا ہے ظاہرا غدر کیا چاہتا ہے اور سلطان غیاث الدین نے کہ کبرسنی اور پیرانہ سالی سے ہوش وحواس کا مل مین نرہا تھا سنہ ۹ نوسو پانچ ہجری مین غالب خان کوتوال کو فرمایا کہ عمارت سلطان ناصر الدین کو منہدم کرے سلطان ناصر الدین آزردہ ہوکر باتفاق اعوان وانصار وہار کی طرف کہ بیابان مین واقع ہے عازم ہوا اور شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نے وہان مقام مین آنکر ملازمت کی اور رانی خورشید اور شجاعت خان نے باعلم سلطان غیاث الدین کے تاتار خان کو مامور کیا کہ ناصر الدین شاہ کے پاس جاکر دلجوئی اُس کی کرکے اُسے شہر مین لاوے اور تاتار خان سپہ سالار نے اپنی جمعیت کمین گاہ مین نگاہ رکھکر باتفاق ملک فضل اللہ میر شکار سلطان ناصر الدین کی خدمت مین جاکر پیغام پہونچایا اور اُس نے عریضہ لکھکر تاتار خان کے ہاتھ مین دیا کہ خود جاکر جواب لاوے پس تاتار خان معہ اُس لشکر کے جو ہمراہ لایا تھا فوری شادی آباد مندو کو واپس گیا اور مضمون عریضہ کو عرض مین پہونچایا لیکن ابھی جواب نہ ملا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کے مزاج مین رکھتی تھی اُس نے بخشی صاانک کو یہ پروانگی دی کہ تاتار خان کو سلطان ناصر الدین کے دفع کے

واسطے تعین کرے اور تاتارخان جو چارہ نرکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر کھپا پور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر ہوا کس واسطے کہ اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصرالدین سے لڑتا ہون اور اگر بالاتفاق سلطنت سلطان ناصرالدین خلجی کو ملے تو ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک مہتہ اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے امراے کبار سے تھے سلطان ناصرالدین کے شریک ہوئے اور اُس کی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کر کے قصبہ جادیہ مین پہونچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعضے زمیندار اس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور عید الفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام مین امرا کے مشورہ سے چتر سر بلند کر کے سرداروں کو خلعتہاے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ شجاعت خان کی فوج باہنگ جنگ کنگانو سے بڑھ کر قصبہ کندہ مین آئی ہی ناصر شاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج تھا بعد جنگ و جدال نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم لے قصبہ جادیہ مین ناصر شاہ کی ملازمت کے لیے معاودت کی اور شوال کی ستوین تاریخ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین اس منزل سے کوچ کر کے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک مع خیل و حشم ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہان تک کہ اجین مین جمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاءالدین اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصر شاہ عنقریب مندو مین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاولیا شیخ برہان کو کہ قرم عزیز سے تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے پاس بھیجا یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اس فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہی اگر از روے اخلاص و یگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اُسکے پاس فراہم ہوئے ہین رخصت دے کر حضور مین آوے پھر امور سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصرالدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین اُجین سے قصبہ دہار مین نزول کر کے چند روز مقام فرمایا اور اُس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ لکھن خان جو بانی اس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہی ناصر شاہ نے ملک عطا کو مع پانسو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسپور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی لکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور لکھن خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر باہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مندو مین آیا اور ناصر شاہ ذیحجہ کی بائیسوین تاریخ سنہ مذکور کو بیرون شہر کے جہان نما نصرت آباد مین فروکش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ سلطان

غیاث الدین بہ نفس نفیس اپنے فرزند کی تسلی کے واسطے قصد آنے کا رکھتا ہے ناصر شاہ مسرور و محظوظ ہوکر اپنے باپ
کے قدم بوسی کا متر صد ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید محفہ سلطان کا ہمراہ لیکر ظفر آباد
نعلچہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ مین لاکر اُسکا کام تمام کرین لیکن جب سلطان ہلی دروازہ پر پہونچا ازبسکہ
پیری اور کبر سنی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربون سے پوچھا کہ مجھے کہاں لیے جاتے ہو بعضون نے حقیقت
حال راست راست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میری سواری پھیر وہین کل جاؤنگا کہار و خدمتگار مجبور ہوکر
ملٹے رانی خورشید نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر سلطان ناصر الدین کے خیر خواہون کی وجہ سے صادر ہوا
پھر اس جماعت کو طلب کرکے باتین سخت و سست کہین اور مراجعت کا سبب پوچھا سب باتفاق بولے کہ سلطان
اپنی خوشی اور اختیار سے پلٹ آیا کسیکو اس امر مین کچھ مداخلت نہین ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے
رانی خورشید کے ایما سے قلعہ کی شکست و ریخت درست کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین خلجی نے
بھی مع فوج آنکر قلعہ کو گھیرا اور بازار حرب نے رونق اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل
ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید کے واسطے اقضی القضات مشیر الملک کو بھیجا اسنے جب جواب موافق مدعا نہ پایا تو وہین
رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور غلہ اور مایحتاج نہ پہونچنے سے اہل قلعہ مضطر ہوئے بعضے امرا مثل موافق خان
اور ملک فضل اللہ میر شکار نے فرصت پاکر اپنے تئین سلطان ناصر الدین کی خدمت مین پہونچایا اور رانی خورشید نے
اس امر سے واقف ہوکر علیخان کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک مبارک کو خطاب علی خانی دیکر قلعہ
اور شہر کی محافظت اُسکے سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقون سے
جانتی تھی قتل کردایا امرا اور سکانے شہر یہ سیاست مشاہدہ کرکے شکستہ خاطر ہوئے اور سلطان ناصر الدین
خلجی کو عرضیان لکھین اور پروانہ استمالت حاصل کرکے اُسکے پاس حاضر ہوئے اور شہر مین رواج اور
رونق نرہی اور صفر کی سترھوین تاریخ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادہ سے سوار
ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر باران کرکے بندوقین سر کین کہ مردم کار طلب بہت زخمی ہوئے
سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے سات سو سیڑھیان مورچون کی طرف لگاکر قلعہ مین داخل
ہوا اس درمیان مین شجاعت خان واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھکر جنگ مین
مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پاے ثبات زمین کین مین استوار کرکے بہ نفس خویش
تیراندازی مین مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اُسکے تیر سے ہدف تیر قضا ہوئے اور جو لحظہ بہ لحظہ
علاء الدین کو کمک پہونچی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اُس وقت صلاح مراجعت دیکھکر قلعہ سے
برآمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچا اور جن لوگون نے اس حرب مین تردد مردانہ اور جانسپاری
کی تھی ہر ایک کو لطف و عنایت تازہ سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چندروز کے شیر خان بن
مظفر خان حاکم چندیری مع اولاد اور ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت مین حاضر

ہوئے چنانچہ پہلی ملاقات مین اس کے بڑے بیٹے کو جس کا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسرے
بیٹے کو سعید خان خطاب دیا اور مردم اُردو کو شہر چندیری کے پہونچنے سے یک گونہ قوت اور شوکت
حاصل ہوئی اور بعضے مردم قلعہ جو سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لے کر ساتھ اس کے ملتجی
نہوئے تھے اس وقت ناصر شاہ کی نصرت اور دولت خواہی مین مجد ہوئے از انجملہ محافظان دروازہ
بالاپور نے کہ منجملہ انکے تھے پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی چھبیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ
اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالاپور کے دروازہ پر بھیجا جس وقت آدمی محافظ خان کے دروازہ
پر پہونچے زبردست خان بن شیر خان دروازہ کھولکر امراے ناصر شاہی کو قلعہ مین در لایا شجاعت خان
یہ خبر سنتے ہی بجناح استعجال اس طرف تاخت لایا اور ان لوگون سے کچھ دیر لڑکر آخر کو مغرور ہوا
اور سلطان غیاث الدین کے دولتخانہ مین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ
کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین ان کے پاس پہونچا امراے دورونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور
ہجوم عام کر کے شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئے چنانچہ بعضے مکانات اور عمارات شاہی
مین آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار کر کے
بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ بخشی ممالک کے محل سے سوار ہو کر محل سری
مین کہ سلطان غیاث الدین نے عیش و طرب کے واسطے تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی کی ستائیسوین
تاریخ روز جمعہ کو ناصر الدین نے سریر سلطنت پر اجلاس کیا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کر کے
جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ چتر پر نثار ہوا تھا فقرا اور مستحقون کو تقسیم کیا اور مکھن خان بقال
اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بمخالفت پیش آئے تھے ایک کو زندہ
نہ چھوڑا اور اسی چند روز مین شجاعت خان المشہور بعلاء الدین کو قتل کر کے رانی خورشید کو موکلون
کے سپرد کیا اور اس کی طرف سے خاطر جمع کی اور اپنے منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میان مشہور تھا ولیعہد کر کے
سلطان شہاب الدین خطاب مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دے کر امراے کبار
سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیرہاے قدیم
ارزانی فرما کر ان کی عزت و توقیر افزون کی اور جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت
مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسے آغوش مین لے کر بہت رویا اور سر اور منہ پر اُس کے
بوسہ دے کر سید محمد نوربخش کی قباے پوشینہ کہ بروز بار عام یا روزہاے متبرک پہنتا تھا اُسے مرحمت کی
اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانون کی اس کے سپرد کر کے سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد
دے کر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے سولھوین رجب سنہ
مذکور کو وہ قباے پوشینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر بیس زنجیر فیل

اور سو راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنگہ نقد خرچ کے واسطے عنایت فرمائے اور جو اس عرصہ مین مقبل خان حاکم مندسور نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکے سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اُس کے حاضر لانے کے واسطے بھیجا اور مہابت خان کی کوشش نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ ناصر شاہ کے غضب سے ہراسان ہو کر شیر خان حاکم چندیری کے پاس گیا اور علی خان اور بعضے بدبخت کہ اپنی بد اعمالی سابق سے متوہم تھے وہ بھی شیر خان سے پیوستہ ہوئے اور اُس نے جب دیکھا کہ سلطان ناصر الدین نشۂ شراب مین اپنے باپ کے امرا اور سردارون کو قتل کرتا ہی اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہی اس لیے ہراسان ہو کر اُس نے علم مخالفت بلند کر کے چندیری کی طرف توجہ کی اور جادہ عناد مین قدم رکھا سلطان ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اس کی تسلی کے واسطے بھیجا لیکن شیر خان راضی اور مطمئن نہوا بلکہ اُن کی گرفتاری کی فکر مین ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور مبارک خان گرفتار ہوا اور اُس کے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بہ عالم خان نے سلطان ناصر الدین کی خدمت مین جا کر حالات بیان کیے اور وہ غصہ ہوا اور بماہ شعبان سنہ مذکور قصر جہان نما مین نزول کیا اور شیر خان جب اُجین مین پہونچا مہابت خان کے اغوائے و تفہیم سے پھر بہ قصد جنگ پلٹ کر دیبالپور مین آیا اور قصبہ ہدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سنکر فوراً کوچ کر کے کوشک دہار مین مقیم ہوا اس درمیان مین مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین خرانۂ دنیا سے معمور آباد عقبیٰ کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ امرائے کبار مخالفت کر کے سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت کے خواہان تھے اور ان دنون مین خبر اُس کے فوت کی مشہور ہوئی تو سب آدمیون نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اُسے زہر دے کر ہلاک کیا ہی مؤلف کہتا ہی کہ اس امر کا تجربہ بخوبی ہو چکا ہی کہ باپ کا قتل کرنے والا ہر گز سال تمام کر کے کامیاب نہین ہوتا اور سلطان ناصر الدین نے مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید باپ کو زہر دینے کا قصہ اُس کی نسبت تہمت ہو واللہ اعلم الغرض سلطان ناصر الدین اپنے باپ کے مرنے سے بہت رویا اور تین روز سوگوار رہا چوتھے روز شیر خان کے دفع کے لیے چندیری کی طرف کوچ کیا اور شیخ عین الملک وغیرہ بعضے سردارون نے ترک رفاقت کر کے سلطان ناصر الدین سے شرکت کی اور سلطان نے شیر خان کا تعاقب کیا وہ سارنگپور سے پلٹ کر سلطان سے لڑا اور شکست پا کر ولایت ایرچہ مین پناہ لی اور سلطان ناصر الدین نے چندیری مین جا کر چند روز مقام کیا وہان کے شیخ زادون نے شیر خان کو ایک خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیرون کی سمت روانہ ہوئے اور موسم برسات کے سبب افواج جلد فراہم نہو سکے گی اگر آپ اُس طرف سے چندیری کی طرف متوجہ ہون مردم شہر کے اتفاق سے سلطان کو

گرفتار کرسکتے ہیں سلطان ناصرالدین خلجی نے شیخ زادون کے مشورہ سے اطلاع پائی اور اقبال خان اور ملوخان کو مع لشکر جنگ جو اور فیلان مست شیرخان کے دفع کو بھیجا وہ چندیری سے دو کوس جاکر شیرخان سے جنگ میں مشغول ہوئے اور اثنائے حرب و ضرب میں شیرخان زخمی ہوا اور سکندرخان کہ عمدہ اُس قوم کا تھا مارا گیا اس واسطے مہابت خان نے شیرخان مجروح کو ہاتھی کے حوضہ میں ڈالکر راہ فرار نابی اور جب وہ راستہ میں مرگیا اُس کی لاش پیوند زمین کرکے بہت دور سرحد کی طرف بھاگا اور سلطان ناصرالدین خلجی نے جنگ گاہ میں جاکر شیرخان کی لاش قبر سے برآورد ہ کرکے چندیری میں بھیجکر دار پر چڑھائی اور اُس ملک کی حکومت بہجت خان سے رجوع کرکے بکوچ متواتر سعدل پور کی سمت گیا اُس مقام میں شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جو ارادہ غدر کا رکھتا تھا اُسے مقید کرکے اپنے سے پیشتر شادی آباد مندو میں بھیجا اور خود بھی پیچھے سے وہان پہونچا اور اپنے بھائی کے قدیم نوکرون سے بہ توہم نفاق رنجیدہ ہوکر اپنے آدمیون کی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نہ کرکے خزانہ باپ کا جو اُس کے پاس تھا بجبر و تعدی لیا اور اُسکے بعد اُس کی عمر میخواری اور خونریزی میں گذرتی تھی اور ہر ایک نفر ان قدیم اپنے کو خصوصاً حالت نشہ میں بہانہ سے قتل کروا تا تھا اور نہایت سخت دل و ظالم ہوگیا کہ بے وجہ لوگون کے گھر لوٹ لیتا اور ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم و جور تازہ کسی مظلوم پر سرزد نہو تا تھا ایک روز کا مذکور ہے کہ سلطان حرم سرا میں حوض کالیادہ کے کنارے نشہ شراب میں بدمست ہوکر سو گیا اور کروٹ بدلتے ہی حوض میں گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھیں اتفاق کرکے بعض نے بال اُسکے سر کے پکڑ کر بمشقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑے اُس کے بدن سے برآوردہ کرکے دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا اور دوسری شکایت کی خواصون نے آداب اور دعا بجالا کر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھ کر غضب اور طیش میں آیا اور بے تامل اور تفکر تلوار آبدار غلاف سے کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز و دلسوز مہربان کو ظلم و جور سے قتل کیا اور زبان حال اُن بے چارون کی ساتھ ان ابیات کے مترنم ہوئی

ابیات

مرا بہ ظلم بکشتی طریق داد این بود	ز باد شاہی حسن تو ام مراد این بود
بروز حشر زنم دست و دامنت گیرم	کہ آنکہ داد صحبت خاک من بباد این بود
شنیدہ سخن غیر را تو در حق ما	مرا کہا بتو ای دوست اعتقاد این بود

سلطان ناصرالدین سنہ نوسو آٹھ ہجری میں ولایت چتور اور پر تاخت کے ارادہ سے نعلچہ میں فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ اگرہ میں پہونچا اور وہان کی ہوا طبع اقدس کے پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کی بنیاد ڈالی جو غرائب روزگار سے ہے اور ولایت چتور کو تاراج اور برباد کرکے نشان مراجعت بلند کیا اور سنہ ۹۰۹ نوسو نو ہجری میں چیتور کی طرف حرکت کی اور رانا مل اور بھی تمام

زمینداروں نے پیشکش بھیجی اور چھونداس نے جو راناسے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کے نذر
کی اور سلطان نے اُس کا نام رانی چیتوڑی رکھا اور عازم مراجعت ہوا اور اثناے راہ مین سُنا
کہ احمد نظام شاہ بحری بعضے مقدمات کے سبب درپئے خصومت و خشونت ہوکر ولایت برہانپور
کو تاخت و تاراج کرتا ہے اور داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر مین پوشیدہ ہوکر تاب اس کے مقابلہ کی
اپنے حوصلہ مین نہین دیکھتا ہے اور جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصرالدین خلجی سے ملتجی رہتا تھا
سلطان نے اس واسطے اس کی حمایت مذہب مروت اور فتوت مین فرض شمار کرکے اقبال خان اور
خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُس طرف رخصت فرمایا اور جب احمد نظام شاہ بحری نے لشکر مالوہ کے پہونچنے
سے خبر پاکر دارالملک احمد نگر کی طرف مراجعت کی اقبال خان خطبہ ناصر شاہی برہانپور مین پڑھکر پلٹ آیا
اور چونکہ سلطان ناصرالدین خلجی نے اپنے باپ سے نسبت کشی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے
ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو سمجھا اور جو اپنے باپ کی بیباکی اور ظلم طبیعی سے خوب واقف تھا
بہت ہوشیاری سے اُسکے پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصرالدین کے مقربین اگرچہ جانتے تھے
کہ خلائق اُسکے ظلم سے تنگ ہوکر اُس کی ہلاکی خدا سے چاہتے ہین لیکن کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ شہزادہ
شہاب الدین سے متعرض ہووے یہان تک کہ سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری مین مالوہ کے بعضے امرا اس کے
شریک اور موافق ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریض و ترغیب کی اور سلطان
شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان و انصار قلعہ شادی آباد مندو سے بھاگا اور ولایت کے درمیان
داخل ہوا اور ایک خلق بیشمار کہ اُس کے باپ کے ظلم و جور سے بہ تنگ آئی تھی اُس کے پاس فراہم
ہوئی اور سلطان ناصرالدین خلجی مع اُس لشکر کے جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے برآمد
ہوا اور بعد جنگ صعب باوجود اُس کے جمعیت قلیل رکھتا تھا فرزند پر ظفریاب ہوا اور سلطان
شہاب الدین معرکہ سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا اگرچہ سلطان ناصرالدین خلجی ہزیمت کے وقت اس کو
مستاصل کرنے کی قدرت رکھتا تھا لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُس کے پاس بھیجا
کہ وہ نصیحت کرکے پھیر لاوے سلطان شہاب الدین نے اعتماد باپ کے قول پر نہ کرکے قبول نہ کیا اور
بسرعت تمامتر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو پہونچی یہ مصرع پڑھا مصرع تخمیکہ در ہوای
تو کشتیم خاک خورد + اور جب دارالملک شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا شراب کی افراط یا عفونت
اخلاط اور ہوا کے تصرف سے اُسے تپ محرق عارض ہوئی اور باوجود موسم سردی پانی سرد مین آن کر
ایک ساعت توقف کیا اور اُس کے مرض نے شدت پیدا کی اور علتہاے متضادہ پیدا ہوگئین اور حکما
اور اطبا کے معالجے نے فائدہ نہ بخشا بقول مولانا روم رحمہ اللہ بیت از قضا سکنجبین صفرا فزود +
روغن بادام خشکی مے نمود + جب سلطان نے اپنا حال دگرگون دیکھا امرا اور اعیان مملکت کے

حضور تیسرے فرزند سلطان محمود کو موضع بہشت پور مین ولیعہد کر کے لوازم وصیت بجا لایا اور جمیع مناہی
سے توبہ کر کے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اس کی سلطنت کی گیارہ
سال اور چار ماہ اور تین دن تھی

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصر الدین خلجی کی خبر فوت منتشر ہوئی سلطان شہاب الدین عزیمت دہلی فسخ کر کے راستہ
سے پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف تاخت لا کر قبل پہونچنے سلطان محمود خلجی کے
نصرت آباد نعالچہ مین پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواص خان نے دروازہ قلعہ کا بند کر کے راہ نہ دی
اور جب سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بلاد آسیر کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کی بلا مزاحمت کسی
مخالف کے قلعہ مین در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفۂ عرض محل
مین رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ مین تھے مخمل اور زربفت کی جھولون سے آراستہ
کر کے دربار مین لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اس قدر
چتر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسرون نے اتفاق کر کے
بسنت رائے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت مین تھا اس سبب سے کہ مبادا تقرب اور تسلط بہم
پہونچاوے قتل کر کے معروض کیا کہ رائے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکا کر چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی
رونق اور انتظام کو زائل کرے ہم نے عین دولت خواہی جان کر اسے قتل کیا اور جہان پناہ کو چاہیے
کہ نقد الملک کو بھی کہ اسی کے قدم پر قدم رکھتا ہے اور بہت بخیل اور مفتری ہے اس کے بھی وجود ناپاک
سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہو کر نقد الملک کو ان کے پاس بھیجکر
فرمایا کہ اسے شہر بدر کر کے مضرت جانی نہ پہونچاوین امرا نے اس قدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا
یعنے اس کے خون سے درگذرے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور
محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اس کی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی مہمات سلطنت
کو سست دیکھکر اسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا اور ایک روز اس نے بھی نادانی سے سلطان محمود خلجی
سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ مین قید ہین اور وقت فرصت کا انتظار کر کے تجھے تخت سے اٹھایا چاہتے
ہین اگر تجھے سلطنت عزیز ہو انھین ہلاک کر نہین تو اپنی سزا پا دیگا سلطان محمود خلجی کو اس کا طرز کلام
مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگون کو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے مین
سعی کرو اور دربار شاہی مین کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت
مغرور تھا اس نے کچھ حرف بیجا اور ناراست زبان پر جاری کیے سلطان محمود طیش مین آیا اور شمشیر آبدار

جو اُس کے ہاتھ میں تھی مع غلاف دو دستی اُس کے سر پر ماری کہ سر اُس کا شکستہ اور زخمی ہوا اور
جوئے خون کی اُس کے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اُسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے
توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کر کے اُسی روز بعد جو ن سلطان دربار میں آیا اور جو امرائے
کبار خواہان اس امر کے تھے طرح دے کر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور
سپاہیان خاصہ خیل سے کہ اُن میں اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا
اور وہ بدذات دولت خانہ سے بھاگ گیا اور بیرونی دروازہ پر قبضہ کر کے علم طغیان اور بغاوت
کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بمشقت و محنت تمام بسر کیا اور شب نے پردہ ظلمانی جہان پر ڈالا
جمعیت اُس حرام خور کی لحظہ بہ لحظہ ساعت بہ ساعت افزوں ہوئی اور سلطان کی کمک کو
کوئی نہ آیا سلطان نے صلاح وقت میں نہ دیکھی اُسی رات کو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا اور محافظ خان
خواجہ سرا نے اُسکے بھائی صاحب خان کو قید سے برآوردہ کر کے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی مملکت
کے درمیان مقام کر کے لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا اور سب سے پہلے امراؤں میں سے میدنی رائے
مع عزیز و اقارب اور قوم اُس کی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُس کے بعد شہزادہ خان پسر بہجت خان حاکم
چندیری ملازمت میں سرفراز ہوا لیکن جماعت کا دل کی [illegible] فوج [illegible] رغبت سے متوجہ ہو کر اُس کے ظل
رایت میں مجتمع ہوا سلطان محمود خلجی فوج کے آنے [illegible] جمعیت [illegible] ہو کر اکثر امرا سے تختگاہ کو بھی بوعدہ
خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سے برگشتہ کر کے اپنے پاس لایا اور صاحب خان اور محافظ خان
خواجہ سرا نے دست تصرف و اتلاف خزانہ میں دراز کر کے لشکر کثیر اور جم غفیر جمع کیا اُس کے
بعد سلطان محمود خلجی بشوکت و سامان تمام دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور
طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئیں صاحب خان نے جرات کر کے افواج سلطان پر بہت حملے
کئے اور اس درمیان میں ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے فیلبان کے سینہ
میں ایسا تیر مارا کہ سینہ سے پار نکل گیا اس وقت میدنی رائے نے مع جمعیت راجپوتان قدم جرات
آگے بڑھا کر ضرب برچھا اور جمدھر سے صاحب خان کی فوج کو درہم برہم کر کے اکثر سپاہ
کو ہلاک کیا اور صاحب خان نے اس سے زیادہ اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو
میں پناہ لی یعنی قلعہ کا دروازہ بند کر کے قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پہنچا کر کے فروکش
ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہنوز صلہ رحم درمیان میں ہے قلعہ داری کے خیال
سے درگذر اور تجھے جس قدر مال اور جس صوبہ کی تمنا ہے میں تجھے ارزانی کروں صاحب خان نے قلعہ کے
استحکام اور سنگینی پر مغرور ہو کر قبول نہ کیا سلطان محمود محاصرہ میں مشغول ہوا اور اہل قلعہ کی
تنگی میں کوشش کی بعضے امرا جو قلعہ میں تھے اُنھوں نے محافظ خان سے دشمنی شروع کی اور

سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سے قلعہ مین لا دین گے مطمئن رہیے محافظ خان یہ خبر سنکر
مضطرب اور حیران ہوا جواہر جتنی اور نقود وافر لیکے صاحب خان کی ملازمت سے ۹۱۷ھ نو سو سترہ
ہجری مین گجرات کی طرف گیا اور اس مقام مین ایلچی شاہ اسمعیل بادشاہ ایران سے نزاع واقع ہونے
سے منفعل ہوا اور رہنا اس کا اس طرف دشوار ہوا پھر سلطان مظفر کی بلا اجازت آسیر کی طرف گیا اور وہان
سے بھی مع تین سو سوار کا دیل مین عماد الملک کے پاس جاکر کمک طلب کی اور چونکہ عماد الملک اور سلطان محمود
کے درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی کئی قریہ اس کی مدد خرچ کے واسطے مقرر کرکے امداد سے
متامل اور تغافل ہوا منقول ہے کہ جب صاحب خان شادی آباد منڈو سے مفرور ہوا سلطان محمود
خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہو کر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان
جو پہلے کسی تقریب سے آسیر کی طرف بھاگ گئے تھے صاحب خان کی یہ خبر سنکر چتر سلطان شہاب الدین کے
سر پر بلند کرکے گرمی کی عین گرما گرمی مین کہ مچھلی قعر دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنے آتش طبع
کے عرق مین غرق ہوتا تھا برہان پور سے شادی آباد منڈو کی طرف روانہ ہوئے اور شبانہ روز مین
تیس کوس مسافت طے کی چونکہ انکو صاحب خان اور محافظ خان کے بھاگنے کی خبر نہ تھی کسی مقام مین
قیام نہ کیا اور عین مراد ان کی یہ تھی کہ دار الملک شتاب [illegible] ہوئے اور امرا زمانہ اختلال مین وہان پہونچکر
اپنا کام کرین اور جب تک تنور گرم ہے کوئی روٹی پکا لیوین [illegible] حرارت ہوا اور مشقت راہ سے سلطان
شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان
پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دیکر چتر اس کے سر پر بلند کرکے ولایت مالوہ
مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھا کر پہاڑون مین بھاگ گئے اور بعد چند روز
کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین آن کر خلعتہاے نفیس اور جاگیرات
قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی راے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اس نے عرض مین
پہونچایا کہ افضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل دکن مین بھیجکر
حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود
نے ان کلمات غرض آمیز کو بے غرض تصور کرکے فرمایا کہ کل جس وقت دونون سلام کے واسطے دربار مین
آوین قتل کیے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون گرفتار کرکے بند بند جدا کیے سلطان محمود
خلجی نے میدنی راے کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی طلب کیا بہجت خان نے
باوجود خانہ زادی میدنی راے کے استقلال سے ہراسان ہو کر برسات کے پہونچنے کا عذر
پیش کیا سلطان چشم پوشی کرکے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقطع بھیلسا کو سکندر خان کے
دفع کے واسطے کہ وہ بھی دار الملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندوہ سے قصبہ

شہاب آباد تک تصرف مین رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ گونڈوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان
کے مقابلہ پر جمع آیا تھا نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت مین
معروض کی اور میدنی راے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُس نے درجواب لکھا
کہ اقبال بادشاہ کا اُس کے دفع کے واسطے کافی ہے قدم بڑھانا چاہیئے منصور خان اپنے کام مین حیران
ہوا ناچار باتفاق جہاز خان کہ امراے کلان سے تھا بہجت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دہار
کی طرف روانہ ہوا اور میدنی راے کو مع لشکر انبوہ اور پچاس زنجیر فیل سکندر خان کے دفع کے واسطے
نامزد فرمایا مصرع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست ٭ میدنی راے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ
رکھتا تھا اس نے سکندر خان کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خان نے دب کر صلح کر کے استمالت نامہ
حاصل کیا اور میدنی راے کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی راے کا استقلال
حد سے گذرا اور اس وقت کہ سلطان سفر مین تھا شادی آباد مندو کے اوباشون نے ایک مجہول النسب آدمی
کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چتر سلطان غیاث الدین کا جو اُسکی قبر پر تھا اُٹھا کر اُسکے سر پر بلند کیا
اور داروغہ نے مردانگی کر کے اُن کا شر دفع کیا بہجت خان میدنی راے کے عروج اور سلطان کی عاجزی
سے زیادہ تر ہراسان ہوا ایک جماعت کاویل کی سمت بھیجکر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان
سکندر خان لودھی لکھکر دہلی مین بھیجا کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانون پر پایا ہے اور میدنی راے
کہ سردار اُس فرقہ کا ہے مال و ملک کا صاحب اختیار ہوا ہے اور بہت ملازمان قدیم کو جو اس دولتخانہ کے
خیرخواہ تھے بے قصور تیغ کیا ہے اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب مین پراگندہ ہوگئے اور سلطان محمود
کہ بادشاہ ہے اپنے کوتہ دستی اور راجپوتون اور میدنی راے کے عروج دینے سے پشیمان ہے اور واہمہ
مین مبتلا ہو کر ہمارے اوپر اعتماد نہین کرتا ہے اور ہماری طرف نہین مخاطب ہوتا ہے بلکہ میدنی راے کی
تحریص سے ہم بقیۃ السیف کے خون کا پیاسا ہے اور حکم شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے
یک قلم موقوف ہوا اور مسجدون اور مدرسون مین بت پرستون نے نشیمن کیا ہے یقین ہے کہ چند روز مین راے رایان
ولد میدنی راے سلطان کو درمیان سے اُٹھا کر اس مملکت کی فرمانروائی کرے اگر افواج منصورہ اور
عساکر قاہرہ بھیجکر صاحب خان کو تخت پر بٹھایئے خطبہ آن حضرت کا چندیری وغیرہ مین پڑھا جاویگا الغرض
محافظ خان خواجہ سرا کہ بوقت توجہ صاحب خان از گجرات بجانب دکن اُس سے جدا ہو کر دہلی گیا تھا
بارہ ہزار سوار بسرداری عماد الملک لودھی اور سعید خان کے صاحب خان کی مدد کے واسطے مقرر
ہوگئے اور خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد شاہی اسے عنایت ہوا اس وقت مین شاہ مظفر گجراتی
بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار دہار کی طرف آیا اور سکندر خان نے بھی پھر علم بغاوت بلند کر کے
خلل مملکت مین ڈالا اور عجیب صحبت ظہور مین آئی میدنی راے نے ہمت سب کی دفع کرنے کے واسطے

مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے برآوردہ کرکے ایک فوج راجپوتوں سے لشکر گجرات کے مقابلہ کو بھیجی اور
حاکم کہندوی اور ملک لودہ کو سکندر خان پر نامزد فرمایا قضارا ایک فوج لشکر گجرات سے جو دارالملک کے
نواح میں آئی تھی اُس نے شکست پائی اور سلطان مظفر نے اسے شگون بد جانکر اور سالویوں پر احسان رکھکر
اپنے ملک کے سمت مراجعت کی اور ملک لودہ نے بھی سکندر خان کے مقابل آن کر اسے شکست دی لیکن
غارت کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اُس کے خیال اسیر ہوئے تھے اس نے پابوسی کے بہانہ
ملک لودہ تک اپنے تئیں پہونچایا اور خنجر آبدار سے اسکا بہادر شگافتہ کرکے زندگی اُس کی برباد کی اور سکندر خان
یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور چھ ہاتھی نامی لے کر سواس کی طرف گیا
سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی صلاح سے اُس مہم کا فیصلہ اور وقت پر منحصر رکھا اور بہجت خان
کے دفع کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ میں اُسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب
پہونچا اور منصور خان نے استقبال کرکے چتر اُس کے فرق پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی
اور سعید خان ہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان کی کمک کو آیا ہے سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر
ہوا کہ یکبارگی صدر خان اور مخصوص خان اُسکے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور صاحب خان نے محمود نام ایک شخص کو سپہ سالار کرکے سارنگپور کی طرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی
سے مغلوب ہو کر بحال پریشان بھاگا اور اُس وقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا
کی حسن تدبیر سے بہجت خان کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھو اور سکہ پر اُس کا نام
جاری کرو بہجت خان نے جواب حسب مدعا نہ دیا انھوں نے بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور
سلطان سکندر کا فرمان پہونچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوگئے اور ایک روایت میں لکھا ہے کہ چندیری
میں سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن چونکہ چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر میں فراہم
ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی تو فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود بلطف الٰہی
سے مسرور ہو کر شکر سپاس بجا لایا کچھ عرصہ چندیری ورزشکار میں مشغول ہوا اسی درمیان میں خبر پہونچی کہ محافظ خان
خواجہ سرا صاحب خان کے اور بہجت خان کے حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہے
سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امرائے کبار چیدہ ان کے دفع کے لیے رخصت کیا اور ظفر آباد
کے حوالی میں فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا
کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور بہجت خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے پلٹ جانے اور
محافظ خان کے قتل ہونے سے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحب خان سے اجازت چاہی کہ صلح کی
درخواست کریں صاحب خان نے قبول کیا اور شیخ اولیا نام ایک فاضل وقت کے وسیلہ سے سلطان کی عرض میں
پہونچایا سلطان نے یہ امر لطائف غیبی اور عنایات الٰہی سے تصور کرکے قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور

ہاتھی صاحب خان کے سپرد کر کے دس لاکھ تنکہ سیاہ خرچ کے واسطے اور بارہ زنجیر فیل انعام دیے اور فرمان استمالت
بہجت خان اور دو سرداروں کے واسطے بھیجے اور بہجت خان نے دو لاکھ تنکہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور
باقی صاحب خان کو دیے مفسدوں نے صاحب خان کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خان تجھے قید کیا چاہتا ہے صاحب خان
ہراسان ہو کر سکندر لودھی کے پاس کہ سرحد میں تھا پہونچا اور بہجت خان اور باقی امرا استمالت نامہ طلب
کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خاصتہا سے خاص سے مخصوص ہو کر جاگیر ہاے قدیم کی طرف
روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور میدنی راے
کی راے ناصواب سے تیغ بیدریغ امرا اور افسران سپاہ کے گلے پر رکھی اور ہر روز ایک کو ناحق اور بے جہت بہ
تصور متہم اور مطعون کر کے بسیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اُس کی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان
محمود خلجی کا تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانوں سے پھر گیا اور عمال اور حکام قدیم کہ مدت ہاے دراز سے سرکار
غیاثی اور ناصر شاہی میں متکفل مہمات دیوانی تھے اُس گروہ وفادار کے ناصیہ احوال پر رقم عزل کھینچ کر
ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور اُن کی جگہ پر میدنی راے کے انصار اور اعوان کو سرفراز
اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازموں کو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی سے اپنے
اہل و عیال کو لے کر جلاوطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اس قلمرو میں دار العلم اور جاے
ورود فضلا اور مشائخ تھا کافروں کا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ دربانی و فیلبانی بھی راجپوتوں کے
حوالے کی اور راجپوت زنان دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علی خان نام امراے قدیم سے جو حاکم شہر تھا
کفار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنوں میں مع کفار
شکار کے واسطے گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندو کی بھی کفار کے غلبہ سے آزردہ خاطر تھے علی خان
کے شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے یہ خبر سنکر بسبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کر کے کام
محصورین پر تنگ کیا علی خان مع اپنے اعوان قلعہ سے بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ میں داخل ہوا اور
ایک جماعت راجپوتوں کی علی خان کے تعاقب میں نامزد کی جنھوں نے اُسے دستیاب کر کے قتل کیا اور بعد
اس واقعہ کے یکبارگی میدنی راے مطلق العنان ہوا اتمام اعزا اور منصب داران مالوہ کو اپنی طرف
مخاطب اور رجوع کیا اور سلطان کے خاصہ خیل قدیم میں دو سو سے زیادہ مسلمان نہ رہے سلطان محمود
راجپوتوں کے غلبہ اور تسلط سے متفکر ہوا چونکہ اہل ہند میں رسم ہے کہ جس وقت اپنے نوکر کو رخصت
یا مہمان کو وداع کرتے ہیں اُسے بیڑا رخصت کا دیتے ہیں سلطان نے ایک طرف بیڑا اور پان سے
بھر کے آتش خان کے ہاتھ میں دے کر میدنی راے کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ من بعد تمھیں رخصت ہے
ہماری ولایت سے نکل جاؤ راجپوتوں نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار سوار نے آج تک ہوا خواہی
اور جانسپاری میں تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کون سی

تقصیر ہم سے سرزد ہوئی جو مستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اس جواب کے بعد راجپوت چاہتے تھے
کہ سلطان محمود کو درمیان سے اُٹھادین میدنی راے نے اُنھیں یہ جواب دیا کہ بالفعل فی الحقیقت
سلطنت مالوہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہر اگر سلطان درمیان مین نہو گا سلطان مظفر گجراتی جلوریز
آن کر اس ولایت پر متصرف ہوگا بہرکیف جس طور سے ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضاجوئی مین کوشش کرنی چاہیے
غرضکہ پھر سلطان کی خدمت مین آن کر عذر معذرت کی سلطان نے جوکہ لاعلاج تھا ان شرائط پر قبول کیا
کہ جمیع کارخانہ بدستور قدیم مسلمانون کے حوالہ کرو اور اضلاع مہمات ملکی ومالی مین دخل نہ دو اور عورات مسلمہ کو
اپنے مکانون سے نکال دو اور ظلم وتعدی سے دستکش ہو میدنی راے نے یہ سب امر قبول کرکے
اور سلطان کی نہایت دلجوئی مین مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کہ امراے راجپوت
سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کرکے اعمال ناشائستہ اور افعال ناپائستہ سے باز نہ آتا تھا
سلطان محمود نے دور شجاعت سے باوجود اس جماعت قلیل کے کہ دو سو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعضون
مخصوصون سے یہ مشورہ کیا کہ جب مین شکار سے مراجعت کرون اور میدنی راے اور سالباہن اپنے
مکان کی سمت رخصت ہو دین اثناے مراجعت مین دونون کو ضرب تہباے شمشیر سے قتل کرکے
پندار سے جدا کرنا غرضکہ دوسرے دن جماعت موعود کو جابجا چھوڑکر شکار کے واسطے گیا اور معاودت
کرکے خلوت خانہ مین داخل ہوا اور میدنی راے اور سالباہن رخصت ہوئے اس وقت وہ سوار کمین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونون کو ضرب تہباے شمشیر سے وار کیے سالباہن مارا گیا
اور میدنی راے کو جو زخم کاری نہ پہونچا تھا اس کے نوکر ہجوم کرکے مکان پر اُٹھالے گئے راجپوت
یہ سانحہ سُنکر میدنی راے کے مکان مین جمع ہوئے اور اُس کی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہوکر دربار
کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل سے اُسکا ہاتھ خالی تھا لیکن شجاعت اور مردانگی
مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا مع سولہ سوار اور چند پیادہ مسلمانون کے بہ نیت حصول نقد شہادت دولتخانہ سے
برآمد ہوا اور کئی ہزار کافر جاسر کے مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوا ایک راجپوت پوربیہ کہ مردانگی مین
مشہور تھا اُس نے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار سلطان پر ڈالا سلطان نے اس
کی ضرب کو رد کرکے ایسی تلوار اُس کے ماری کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر جہنم واصل ہوا پھر دوسرا
راجپوت میدان جانستان مین خرامان ہوکر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھے کا وار اُس پر ڈالا سلطان
نے اُس وار کو بھی خالی دے کر اُسکے بھی گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا راجپوت
یہ حال مشاہدہ کرکے بغیر اس کے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی راے کے مکان مین کہ
احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہان دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر میدنی راے سے
رخصت جنگ طلب کی میدنی راے نے یہ جواب دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے قتل کا

کیا کچھ تصور نہین رکھتا اس واسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے تم میری حمایت سے دست بردار
ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کس واسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہوگا سلاطین اطراف
خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اُس کے انتقام پر قیام کرینگے الغرض اُس نے راجپوتون کی
تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت مین خیر سگال نے نمک حلال کھایا تھا اُس وجہ
سے ان زخمون سے بچ گیا اگر فی الواقع اس نمک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت انتظام
پاوین مضائقہ نہین ہے مصرع سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم ؛ سلطان محمود خلجی نے جب جانا کہ یہ ان زخمون
سے نہ مریگا مقام صلح اور ملائمت مین ہوکر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی راے میرا خیرخواہ
ہے اور کمال خیرخواہی سے راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالباہن کہ بانی فساد اور مادہ خشونت
تھا الحمد للہ کہ اسکا شر دفع ہوا انشاء اللہ تعالے بعد اس کے بخیر و خوبی امور سلطنت مین مشغول ہوگا اور
بعد اُس کے کوئی امر وقوع مین نہ آوے گا اور میدنی راے نے بھی بحسب ظاہر جادۂ اطاعت
اور فرمانبرداری مین قدم رکھا اور اُمور گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت مین بہت
ہوشیار اور واقف کار ہوکر جب دربار مین آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اس کے ہمراہ رہتے
تھے لیکن اس وضع سے سلطان محمود خلجی بہ تنگ آیا ایک روز اس نے شکار کے بہانہ راجپوتون کو
دوادوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کرکے رات کو اپنی محبوبہ کو جس کا نام رانی کنیا تھا سوار کرکے
مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات
کے اس کے ساتھ بسلوک نیک پیش آئے اور سرانجام رفع احتیاج جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرض داشت
سلطان مظفر کو لکھکر [illegible] سلطان محمود خلجی نے خبر وطن سے جدا ہوکر [illegible] خان اور تاج خان اور
قوام الملک اور امراے کبار کو اُس کے استقبال کو بھیجے سر وا [illegible] پنج فیل اور اسباب
توشک خانہ اور فراش خانہ اور سراپردہ سرخ اور چتر اور [illegible] بر کار [illegible] ارسال
کیے اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اس کے جب دربار مین ایک تخت پر قران سعدین
اور اجتماع نیرین واقع ہوا سلطان مظفر نے پرسش بزرگانہ فرماکر تحف و ہدایاے شاہانہ گذرانے
اور آئین مروت اور جوانمردی کے ساتھ تمام وجوہ سے رعایت کرکے مرہم لطف و تفقد اس کے
زخمہاے مطالب پر رکھا اور ہمت والا ہمت راجپوتان کی دفع کرنے اور سلطان محمود کو تخت مندو پر
بٹھانے مین مصروف کی اور سامان اور سرانجام لشکر مہیا فرماکر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین باتفاق سلطان
محمود خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی راے نے خبر نہضت سلطان محمود سنکر قلعہ شادی آباد اپنے
فرزند بھوراے کے سپرد کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اس کے پاس چھوڑے اور خود قلعہ دہار
مین جاکر اس کے استحکام مین کوشش کی اور اس کے بعد جب کہ سلطان مظفر قریب پہونچا لشکر

گجرات کے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ توپچی اور کماندار قلعہ دھار
مین چھوڑے اور قریب دس ہزار سوار کے میدنی راے کی مدد کے واسطے بھیجکر خود واسطے طلب امداد
چیتور کی طرف رانا سنگا کے پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دھار پر آیا اور عرصہ قلیل مین اسے مفتوح کیا اور
لشکر مالوہ قریب دس ہزار سوار اور پیادہ جو میدنی راے کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہوتے تھے
سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دھار کے فتح ہونے کے بعد سلطان مظفر نے بہ شوکت و عظمت تمام
جاکر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو مع امراے کثیر رانا سنگا اور میدنی راے
کے سر پر رخصت کیا چنانچہ مفصل حال گجراتیون کے احوال مین تحریر ہوا ہے اور ابتداے
سنہ ۹۲۴ نو سو چوبیس ہجری مین قلعہ مفتوح ہوا علاوہ اُن راجپوتون کے جنہون نے اپنے تئین خود جلایا
اور قتل ہوئے اس روز انیس ۱۹ ہزار راجپوت مارے گئے اور سلطان محمود خلجی نے کہ پیچھے رہا تھا اُن کو
مبارکبادی اور از روے اضطراب پوچھا کہ ہمارے واسطے خداوند جہان کیا فرماتے ہین سلطان مظفر
نے از روے جوانمردی کے فرمایا کہ سلطنت مالوہ کی تمھین مبارک ہو اور یہ فرماکر فوراً قلعہ اسکے
سپرد کرکے اپنے اردو کی طرف گیا دوسرے دن سلطان محمود کو کہلا بھیجا کہ آپ اور چند روز بعض
امور کی درستی اور سامان کے واسطے شہر مین رہین اور خود کوچ کرکے رانا سنگا اور میدنی راے
کی تنبیہ و گوشمال کے لیے اُجین کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دھار مین آیا مخبرون نے خبر پہونچائی
کہ عادل خان اور امراے گجرات دیپالپور سے نہ گئے تھے کہ دشمن خبر فتح سنکر چندیری کی سمت
بھاگ گئے اور سلطان محمود اپنا سامان پہونچا تھا اس سے سلطان مظفر کے پاس دھار مین آیا اور یہ التماس
کی کہ آپ ایک روز قدم رنجہ فرماکر کالیادہ مین جمع ہو تشریف ارزانی فرماوین نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی
ہوگی بیت از ان طرف نہ پذیرد اگرچہ عقلمندان ۔ و زین طرف شرف روزگار من باشد سلطان مظفر
اُردو کو دھار مین چھوڑکر قلعہ شادی آباد مندو مین آیا سلطان محمود نے پٹکا خدمت کا کمر اطاعت پر باندھکر
سر مجلس ایستادہ ہوکر لوازم ضیافت مین قیام کیا پھر جشن اور شادی سے مفروغ ہوکر سلطان مظفر کو
باغات اور مواضع مرغوبہ مندو کی سیر گشت کرائی اور رخصت کے دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ
حق تواضع اور مہمانداری کا تھا بجالایا اور چند منزل بطور مشایعت گجرات کی طرف گیا اور جو آصف خان
گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان محمود کی مدد کے واسطے مقرر ہوا تھا اسے مراجعت مندو کی رخصت فرمائی
اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا ہوکر امور جہانبانی مین مشغول ہوا اور مہمات کے بند و بست مین حتی الوسع کوشش
کی اور چندیری اور کاکرون شہر میدنی راے اور قلعہ رائسین اور بھیلسا اور سارنگپور سلہدی راجپوت
کے قبضہ مین تھا سلطان محمود خلجی ان کے دفع کی فکر مین ہوا اور اول قلعہ کاکرون پر چڑھائی کی اور میدنی راے اس
مرتبہ بھی رانا سنگا سے ملتجی ہوکر آراستہ مع لشکر فراوان کمک کو لایا اور اس دن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود

بہت مسافت طے کر کے رانا سے سات کوس پر اُدھر فروکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنگا کو پہونچی اُسنے امرا کو طلب کر کے
یہ بات کہی بہتر یہ ہے کہ اُسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت تردد کی نہین رکھتا ہے تاخت لادین اور
اپنا کام کرین یہ کہکر سلاح جنگ لگا کر جنگ پر آمادہ ہوکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانون کے لشکر
کے قریب پہونچا اور اُس کی افواج آراستہ نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہوکر آرزو سے
برآمد ہوا اور امرا اور سپاہ اس حال سے واقف ہوکر اس کی ملازمت مین حاضر ہوئے ہر چند آصف خان
گجراتی اور بھی امرا نے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہین ہے سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ تھا کسی کے
کہنے پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوف جنگ مصاف مین مشغول ہوا جیسا کہ طرفۃ العین مین بتیس سردار
نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اُس کی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا
وہ بھی مع پانسو سوار گجراتی شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سواے
سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ مین نرہا سلطان بوفور شجاعت اس تصور سے کہ دس سوار
سے کام نکل سکتا ہے اور چپا سورما بھاڑ پھوڑتا ہے بیفائدہ لشکر کفار پر کہ قریب پچاس ہزار سوار کے تھے تاخت
لایا اور ظاہر مین اسکا قصد درجہ شہادت کے حصول سے تھا غرض وہ دسون سوار بھی حملہ اول مین قتل ہوئے
اور سلطان محمود خلجی خنگ بادپا کو جولان کر کے دریاے حرب مین غوطہ زن ہوا اور اس قدر راجپوتون کو
جہنم واصل کر کے کارزار کی کہ راجپوتون نے انگشت حیرت وندان تفکر مین دبائی اور سو زخم اُس کے
جوشن پر پہونچے جو کہ وہ جوشن اُس کے زیب تن تھے پچاس زخم اُن دونون سے گذر کر اسکے بدن پر پہونچے تھے
باوجود اس حال کے غنیم سے منہ نہ موڑا اور جب تک ایک رمق اس مین قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا
یہان تک کہ راجپوتون نے ہجوم کیا اور سلطان تھا نہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتون نے اُسے
پہچانا اور زندہ رانا سنگا کے پاس لے گئے اور راجپوتون کے سردارون نے زبان اُس کی مدح و ثنا مین
کھولی اور پروانہ وار اُس کے گرد پھرتے تھے اور اس کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کرتے تھے اور
رانا سنگا بھی اسے مقام مناسب مین بٹھا کر دست بستہ اس کے روبرو ایستادہ ہوا اور شرائط
تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری مین تقصیر نہ کی اور سلطان کے زخمون کے معالجہ مین مشغول ہوا
اور جو اس روز جنگ مین تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتون کے ہاتھ آیا تھا تاج مرصع
سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان مین نہ تھا زبان اُس کے طلب مین کھولی
سلطان محمود خلجی نے اُسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے زخمون نے اندمال کیا اور صورت
مراد آئینہ تمنا مین مشاہدہ ہوئی رانا سنگا نے لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہزار راجپوت سلطان محمود خلجی
کے ہمراہ کر کے بعزت و حرمت تمام شادی آباد مندو مین بھیجی کہ تخت پر بٹھا کر مراجعت کرین سلطان محمود
تیسری مرتبہ تخت شادی آباد پر اجلاس کر کے اپنی شکست و ریخت مین مشغول ہوا لیکن جو بہت ریاست ممالک

مالوہ سے امرا اور باغیون کے تصرف مین تھی اور رعایا حق اطاعت جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائی تھی خلل عظیم
اس کی بادشاہی مین ظاہر ہوا اور سکندر خان سوائی بہت سے پرگنون پر متصرف ہوکر دم
استقلال کا مارتا تھا اور میدنی رائے چندیری اور کاکرون اور دوسری جاگیرین بچنگ تغلب
لے کر اطاعت نہین کرتا تھا اور اسی طرح سے اور حکام بھی اطراف اور سرحدون مین قدم اندازہ
سے باہر رکھکر ضعف سلطنت کے باعث ہوتے تھے اور سلطان محمود خلجی بخلاف سلطان محمود
ماضی انار اللہ برہانہ کے مدار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبیر اور عقل کو درمیان مین راہ نہ دیتا
تھا سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین سلہدی پوربیہ کے دفع کے واسطے روانہ ہوا اور اُس نے
راجپوت بہت جمع کر کے میدنی رائے سے کمک طلب کی اور سارنگ پور کے نواح مین صفوف
جنگ آراستہ کر کے سلطان سے بمقابلہ پیش آیا پہلے لشکر اسلام کو متفرق اور پریشان کر کے ظفریاب
ہوا اور فوج اس کی تاراج مین مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قطب کے مانند فوج قلیل سے پائے
ثبات زمین کین مین قائم رکھتا تھا فرصت پاکر سلہدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین وجہ سے
اُسے شکست دی اور ہنگام تعاقب چوبیس زنجیر فیل لے کر سارنگ پور کو اُس کے تصرف سے برآوردہ
کیا اور سلہدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہوکر اظہار اطاعت پر سرگرم ہوا سلطان محمود خلجی نے
اُسے غنیمت جان کر دار السلطنت شادی آباد مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین جب امرا
سلطنت گجرات نے سلطان بہادر شاہ گجراتی سے تعلق پکڑا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی
بھاگ کر شادی آباد مین آیا سلطان محمود خلجی نے جو شاہ مظفر کا رہین احسان تھا اس کے اعزاز
و تکریم مین کوئی دقیقہ از دقائق مروت فروگذاشت نہ کیا اور رضی الملک جو گجرات کے امرائے
معتبر سے تھا بہادر شاہ کے دبدبہ اور صولت سے بھاگ کر فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ
سے ملتجی ہوا اور ہمت اس پر مصروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول کر کے چاند خان کو قائم مقام
اُس کا کرے اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو مین آیا اور چاند خان سے مشورہ
کر کے پھر آگرہ مین گیا جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ
محبت اور اخلاص سے بہت تعجب ہوا کہ حرام خوار کو آپ نے چھوڑ دیا ہے کہ چاند خان کے پاس
آن کر فتنہ انگیزی کر کے پھر آگرہ مین جاوے اتفاقاً رضی الملک ارکان دولت فردوس مکانی سے
کچھ کلام کر کے دوبارہ شادی آباد مندو مین آیا اور پھر پلٹ کر آگرہ مین گیا لیکن اس مرتبہ شاہ بہادر
کچھ زبان پر نہ لایا بلکہ سلطان محمود خلجی کی فکر مین ہوا جو زوال دولت خلجیہ آپہونچا تھا سلطان محمود
خلجی اُس کے تدارک کی فکر مین نہوا اور جس وقت رانا سنکا کی خبر فوت پہونچی اور اُس کا بیٹا
رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعضے قصبات چیپور کو تاخت و تاراج فرمایا

اور نیز بھی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر کی سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لا کر
مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اجین سے
گذر کرکے سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُس کے منھ بولے فرزند معین خان
کو کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سو اس سے مدد کے واسطے طلب کرکے مسند عالی
خطاب دیا اور سراپردہ سرخ جو بادشاہوں کے لیے مخصوص تھا اسکو عطا کیا اور سلہدی پوربیہ
کو بھی رائسین سے بلا دیا اور چند پرگنے اُس کی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سلہدی پوربیہ
سلطان محمود خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان کے رتنسی رانا کے پاس گیا اور وہان سے
معین خان اور بھوپت ولد سلہدی پوربیہ دونون نے ہمراہ ہوکر سنبلہ کے حوالی مین شاہ بہادر گجراتی
کے دربار مین جاکر اپنے ولی نعمت کی شکایت تحفہ مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی
کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھپر بہت ہین اور مسافت
تھوڑی باقی رہی چاہتا ہون حضور مین پہونچکر مبارک باد سلطنت کہون سلطان بہادر نے جیسا کہ اُس
کے وقائع مین مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرجی کے کنارہ پہونچکر نزول کیا
اور اس منزل مین رتنسی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور
سلطان محمود کی شکایت کی اور رتنسی اسی منزل سے رخصت ہوکر اپنے مقام مین گیا اور سلہدی
سلطان بہادر کے اردو مین کہ امیدوار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود
تشنۂ ناکامی اپنے پائے دولت مین مار کر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے
نوکرون کے دفع کرنے کے بہانہ سے سو اس کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین ایک دن شکار مین
مشغول ہوکر گھوڑے سے گرا کہ اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اسے فال بد سمجھکر فسخ عزیمت
کی اور شادی آباد مندو مین جاکر قلعہ داری کے سامان مین مصروف ہوا **بیت** چو تیرہ شود
مرد را روزگار ✤ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ✤ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے مایوس
ہوکر شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل مین سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج آن کر
اُس کے شریک ہوتے تھے اور شرزہ خان حاکم دہار بھی اُس سے موافق اور ملحق ہوا اور جب ظفرآباد
نعلچہ مین پہونچا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے
قلعہ مین متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچون پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کے مدرسہ
مین استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے محلون مین جاکر عیش و
طرب مین مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ مین جو اسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور
موقع ہے انھین یہ جواب دیتا تھا کہ ابھی انفاس واپسین کا سامنا ہوا چاہتا ہون انھین عیش و عشرت مین

بسر کردن پھر شعبان کی نوین تاریخ سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین صبح صادق کے وقت نشان دولت
بہادر شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اسی وقت چاندخان جو مایۂ فساد و نزاع تھا قلعہ سے نکلکر دکن کی
سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہوکر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت
مقابلہ کی اپنے مین نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نے اوج بلندی سے پستی کی طرف میل
کیا تھا باوجود فرصت اور قدرت قلعہ سے ولایت کے درمیان نہ گیا اور ہزار سوار لیکر اپنے حرم کے
قتل پر آمادہ ہوا بیت چو بخت کسے رو نہد در زوال ٭ بجنبد گر امید گردد وبال ٭ لیکن جس وقت محلون
مین پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ فہمایش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمھاری حفظ ناموس مین جیسا کہ چاہیے
کوشش کرے گا بہتر یہ ہو کہ قلعہ سے باہر نکل جاوین اور لشکر جمع کر کے دشمن کے دفع مین مشغول ہووین
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کے گرد آ پہونچا اور لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہوکر آدمی سلطان محمود
کی طلب مین بھیجا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر مع سات سوار بہادر شاہ کے پاس آیا سلطان
بہادر شاہ نے اُس کی تعظیم کے واسطے قیام کر کے معانقہ کیا اور سلطان محمود بہادر شاہ کے بیٹھنے کے بعد
کچھ درشتی کر کے خاموش ہوا لیکن علامت تغیر بہادر شاہ کے بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ
اُس کی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو ہم نے امان دی وہ سب اپنے مکان پر جاوین اور بعضے نسخوں مین
نظر سے گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو مین تھا سبب سلطان محمود نے درشتی کی تب حکم
حبس فرمایا اور جمعہ کے روز منبر دین پر شادی آباد مندو کے خطبہ پڑھا اور سنیچر کی رات کو سلطان محمود
کے پانوئن مین زنجیر ڈالکر مع سات بیٹوں کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ جنپانیر مین لے جاکر محبوس
کرے وہ لیکر روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین ماہ شعبان کی چودھوین شب کو دوہزار بھیل اور کولی
منزل دہود مین آصف خان کے اردو پر شبخون لے گئے اور اسی لحظہ سلطان محمود نے نماز سے فارغ ہوکر
سر بالین پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا بالقصد گر پڑا اپنے پانوئن کی زنجیر توڑی اسس
درمیان مین نگہبان واقف ہوئے اور اس خوف سے کہ مبادا اس کے ہوا دار شبخون لانے ہون
اور یہ ان سے ملحق ہوکر مملکت مین فساد برپا کرے اسی ساعت شہد بلا اس کے حلق زندگی مین ڈالکر
شہید کیا آصف خان نے علی الصباح اُسے غسل و کفن دیکر اسی مکان مین حوض دہود کے کنارہ مدفون
کیا اور اُس کے بیٹوں کو محمد آباد جنپانیر مین قید کیا اور عرصہ قلیل مین محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا جو
جابر شاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اس خاندان سے کوئی وارث نرہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت
اُن کے سلسلہ کی حکام مملکت گجرات مین منتقل ہوئی یہان تک کہ سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری تک حکومت
اُس دیار کی اس جماعت کے قبضۂ اقتدار مین رہی بعد اُس کے جیسا کہ مذکور ہوگا تھوڑے دن
دست بدست ہوکر سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری مین اکبر شاہ کے قبضۂ قدرت مین ٹھہری اور بزرگون

نے بیچ فرمایا ہے کہ دنیا مکارہ ہے سیاہ چشم اور بدکارہ ہے سفید چشم گندم نما ہے جو فروش اور عجوزہ ہے پرنیان پوش طالب اُس کا ابتدا میں خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہے اور آخر کو غم واندوہ میں مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہے۔

ابیات

سفید جانیست فرتوت سیر
همه کار او چاو وان این چنین
نه اول بکام تو بود آمدن

کند کار دیگر نماید دگر
ندانی چه خواندت کجا خواندت
نه آخر بکام تو باید شدن
میان دو ناکامی اندر جهان

بخواند بهمسر و براند به کین
ندانی چو براندت کجا راندت
نه بر کام دل زیستن چون توان

تذکرہ زوالِ دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اس طرح مرقوم خامہ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ممالکت خلجیہ پر غلبہ پایا اور امرائے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرہ فرمانبرداری میں تھے الطاف خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ نے اس لیے کہ وہ سب سرداروں سے پیشتر اُس کی ملازمت میں حاضر ہوا تھا اجین اور سارنگ پور اور رائسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقہ گجراتیوں میں بیان ہوا بہادر شاہ کے چنگ غضب میں گرفتار ہوا اس نے قلعہ رائسین میں اپنے تئین ہلاک کیا اور اُس کا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ اجین دریا خان لودھی کو اور رائسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خان کو تفویض کر کے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا بعد اس کے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جس وقت کہ گجرات کو فتح کر کے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا آن حضرت نے شادی آباد مندو میں آن کر خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنے متعلقوں کے سپرد کیا چنانچہ مذکور ہوا جب آگرہ میں تشریف لے گیا ملو خان بن ملو خان کہ غلامان خلج اور امرائے کبار سے تھا زور لایا اور بعد ایک سال کے لشکر جغتائی کے قبضہ سے برآورده کر کے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سے آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل جو سلہدی پوربیہ کے بیٹے تھے قلعہ چیتور سے برآمد ہو کر قلعہ رائسین اور اُس نواح کو اپنے قبضہ میں لائے اور اطاعت سلطان قادر کی کر کے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شیر خان افغان سور نے ایسے وقت میں کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُس کے دفع کرنے میں مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان پیشانی پر مہر بھی طغرا کر کے بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ میں آ گئی ہے تو

طریقہ اخلاص مقتضی ہی کہ آن عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہووین یا فوج بھیجکر آگرہ کے اطراف مین خلل انداز
ہون تو مغل سراسیمہ اور بدحواس اس ملک سے دست کش ہووین اور ہمین ملک کشائی کی
فرصت ہووے قادرشاہ شیرشاہ سور کے فرمان لکھنے سے آشفتہ ہوا اور اپنے منشی سے یہ فرمایا
کہ تو بھی اس کے درجواب فرمان لکھکر اس پہ ہماری مہر ثبت کرکے روانہ کر منشی نے اس حکم کے موافق
عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر پیشانی پہ کرکے روانہ کیا اس صورت مین سیف خان دہلوی کہ اُس کا ندیم تھا
اور ہمیشہ ازروے گستاخی باتین راست بے تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیرخان بالفعل
بادشاہ جونپور ہی اور اس قدر سپاہ اور شوکت رکھتا ہے کہ شاہ دہلی کے مقابلہ کو آیا ہی اگر وہ
آپکو فرمان لکھکر مہر اس پر ثبت کرے بجا ہی قادرشاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ بنگالہ
اور جونپور کا ہی مین بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہون جبکہ وہ ہم سے
طریق ادب جاری نہین رکھتا ہمین کیا ضرور ہی کہ اس سے بقدرو تنی پیش آوین اور اُس کی حرمت
کی رعایت رکھین بعد اس کے کہ فرمان قادرشاہ کا شیرشاہ کے ملاحظہ مین گذرا وہ نہایت طیش کھاکر
آزردہ ہوا اور مہر کاغذ سے اکھاڑکر یادگاری کے واسطہ غلاف خنجر مین لگا رکھی اور یہ کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ
ملاقات اور حضوری کے وقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاوے گا اور بعد اس کے جبکہ
شیرشاہ بادشاہ دہلی ہو گیا اور سواد اعظم ہندوستان اپنے تصرف مین لایا تو ۹۴۹ھ نوسو اُنچاس
ہجری مین بہ قصد تسخیر مملکت مالوہ نہضت فرمائی جب وہ سارنگپور کے اطراف مین پہونچا قادرشاہ
اُس بےادبی سے زیادہ تر ہراسان ہوکر انجام کی فکر مین ہوا سیف خان دہلوی کہ مصاحب اُس کا تھا
اُس نے یہ فہمائش کی کہ جو آپ اس کے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے مناسب یہ ہی کہ آپ بجلد استعجال
یکایک جاکر اُس سے ملاقات کرین قادرشاہ کو یہ راے پسند آئی اُجین سے بطور یلغار سارنگپور
کی طرف روانہ ہوا اور شیرشاہ سور کے دربار مین پہونچا دربانون نے حقیقت حال عرض کی شیرشاہ
افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے سرفراز کرکے نظر الطاف اس پر حد سے
زیادہ مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہان فرودکش ہوا ہی کہا فلان مقام مین پھر شیرشاہ نے اپنا پلنگ
خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور پھر دوسرے دن کوچ کرکے
اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُس کے مقربون سے تھا اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی
میزبانی سے خبردار رہنا اور اُسے جس شی کی ضرورت ہو سرکار سے دینا اور جب وہ خطہ اُجین
مین پہونچا شیرشاہ افغان نے سلطان قادر کے بخلاف توقع طمع اس ملک کی کی اور اُسی وقت سرکار
لکھنوتی اُسے دیکر حکم کیا کہ اپنے عیال اور متعلقون کو وہان بھیجکر خود ہماری خدمت مین رہے
قادرشاہ حمیت منع اور رنگ تازہ دیکھکر ناچار اپنے عیال و اطفال کو اُجین سے برآوردہ

کر کے اس باغ مین جو اُردو اور قصبہ کے درمیان تھا فروکش ہوا اور اسی چند روز مین معین خان سکندر خان
میواتی کے منہ بولے فرزند نے بھی آن کر شیر شاہ کی ملازمت کی اور سکندر خان خطاب پا کر جاگیر لائق
سے سرفراز ہوا ایک روز قادر شاہ اپنے مکان سے شیر شاہ کے دربار مین جاتا تھا اثناے راہ
مین چند مغلون کو جنھین پٹھانون نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلکاری مین اشتغال کر کے
ہمیشہ اُس کی اُردو کے گرد خندق بناتے ہین اور جب سلطان قادر شاہ اُن کے قریب سے گذرا
ان مین سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا مصرع مرا مبین بدین احوال و فکر خویشتن میکن *
قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیر شاہ کی ہمراہی اور رفاقت مین رہے گا یقین
ہے کہ تجھے بھی بیلداری اور گلکاری کا حکم فرماویگا بہتر یہ ہے کہ اس کی رفاقت ترک کیجیے اور جان بوجھکر
تیشہ اپنے پاؤن پر نہ ماریے اس کے بعد بھاگنے کی فکر مین ہوا شیر شاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت
کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنات بیجا سے مین نہایت آزردہ ہون
اور مین خوب جانتا ہون کہ وہ مجھ سے دغا کریگا لیکن چونکہ وہ بے طلب میری ملازمت مین حاضر ہوا ہے
اس واسطے مین اُسے گوشمالی نہین دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ رہے خواہ بھاگ جاوے
بعدہ اُسے گرفتار کر کے اُس گناہ پر مواخذہ کرین قضارا قادر شاہ فرصت پا کر بھاگا شیر شاہ نے ایک جماعت
اس کے تعاقب مین نامزد فرمائی اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا آخر بات آئی شیر شاہ نے بدیہہ یہ مصرع
پڑھا مصرع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی * اور شیخ عبد الحی بیٹا شیخ جمالی شاعر کا کہ شیر شاہ کے
مصاحبین مین منتظم تھا اُس نے دوسرا مصرع کہا مصرع قولیست مصطفےٰ را لاخیر فی العبیدی * شیر شاہ
افغان نے قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُجین مین مقام کر کے ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور
قصبہ اُجین اور سارنگ پور اور دیگر پرگنے شجاعت خان کو جاگیر دے کر اُس مملکت کا سپہ سالار
کیا اور خود کوچ کر کے قلعہ رنتھنبور کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس
کے فاصلہ پر سرائین اور مسافر خانہ تیار کر کے حکم کیا کہ مسافرون کو کھانا دیتے رہین اور چونکہ شیر شاہ
نے قادر شاہ کے مفرور ہونے کے بعد اس خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے
اُسے قید کیا تھا اُس وقت نصیر خان اس کا بیٹا سیوا اس سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کی طرف
متوجہ ہوا اور اپنے اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار
کرو تو ہم اُسے سکندر خان کے عوض قید رکھین اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کرائین
ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُس کے بعضے نوکرون اور مصاحبون نے اپنے تئین شجاع خان
کے پاس پہونچایا اور اس کا گریبان اور بال پکڑ کر کشان کشان اپنی فوج مین راہی ہوئے اس درمیان
مین مبارک خان شروانی نے اس حال سے آگاہ ہو کر بشجاعت اور تردد مردانہ شجاع خان کے پاس

پہونچکر اسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش مین ایک پانوں اُس کا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لاکر اس کا سر تن سے جدا کیا چاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کرکے اس پر جا پڑا نصیر خان جو کچھ حق ترددادر مردانگی تھا بجا لایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے میسر نہین ہوتی ہزیمت پائی اور ولایت گونڈوارہ مین پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چھ زخم منھ اور بازو اور گردن پر رکھتا تھا چادر مین ڈالکر دائرہ مین لے گئے ابھی اس کی زخم دوزی اور مرہم پٹی نہوئی تھی کہ حاجی خان جاگیردار دھار کا خط اس مضمون کا آیا کہ قادر شاہ مع جمعیت و افواج والیسے میرے مقابلہ کو آیا ہے اور آج کل مین آتش حرب شعلہ زن ہوا چاہتی ہے شجاع خان یہ سنتے ہی اسی وضع سے پالکی مین بیٹھکر بطور تاخت دھار کی طرف متوجہ ہوا اور آخر رات کو اپنے تئین مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کے ڈیرہ مین پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کرکے اسی وقت بے توقف بنیاد جنگ قائم کی اور قادر شاہ کو شکست دیکر اس طرح گجرات کی طرف بھگایا کہ دوبارہ اُسے جنگ کا حوصلہ باقی نرہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ اس کے تصرف مین آئی اور جب حریص شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر مین سرمایۂ حیات کو آتش فنا سے جلایا سلیم شاہ افغان سور اسکا قائم مقام ہوا اور وہ ہرچند کہ شجاع خان سے ناراض اور کدر تھا اس کی طرف سے دل صاف نرکھتا تھا لیکن چونکہ دولت خان منھ بولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب اور منزلت رکھتا تھا اس کی دلجوئی کے واسطے التفات ظاہری سے دریغ نکرتا تھا اور اپنے باپ کے عہد کے موافق اس ملک کی زمام مہام اُس کے سپرد کیے اس کے اعزاز و احترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا یہانتک کہ عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پیکر دیوانخانہ مین آیا اور بحالت نشہ مین متواتر آب دہن فرش پر گرایا فراش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اس کے منھ پر مارا اس سبب سے شور و غوغا بلند ہوا اور جب یہ ماجرا شجاع خان کے گوش زد ہوا فرمایا کہ اس سے چند گناہ سرزد ہوئے ہین اول یہ کہ اس نے شراب پی دوسرے اُس حالت مین دیوانخانہ مین آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اس کے دونون ہاتھ قطع کرکے چھوڑ دیا عثمان خان زندہ رہا اور گوالیار مین کہ سلیم شاہ افغان سور کا دار الحکومت تھا جاکر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع خان گوالیار مین گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اُس سے یہ بات کہی کہ تو خود جاکر اپنا انتقام لے منقول ہے کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور کلمات بیجا اور حرف نالائق شیر خان کی نسبت زبان پر لایا اور اس بات پر اکتفا نکرکے ایک دن پالکی پر سوار ہوکر قلعہ گوالیار مین سلام کے واسطے جاتا تھا جب پالکی کے دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمان خان

اسنے تیئن پارچہ کہنہ مین لپیٹے ہوے ایک دوکان مین بیٹھا ہو شجاع خان نے چاہا کہ اُس کا احوال پوچھے اور دلاسا دیوے کہ ناگاہ عثمان خان نے دوکان سے کود کر بہ نہایت چالاکی ایک ضرب شمشیر شجاع خان کے بدن پر رسید کی شجاع خان کے سپاہیون نے جو سنگاسن کے ہمراہ اردلی مین جاتے تھے فی الفور اُسے گرفتار کر کے قتل کیا پھر دیکھا کہ اُس نے ایک ہاتھ لوہے کا بناکر بجاے دست مقطوع نصب کر کے اُسی دست جبلی سے ایک ضرب ماری تھی شجاع خان پلٹ کر اپنے مکان پر گیا اور اس کے بیٹون اور عزیزون نے اس کی قبا بر آورده کر کے دیکھا کہ اسکے بائین پہلو پر زخم خفیف پہونچا ہو اور سبب اس کا یہ تھا کہ عثمان خان کا ہاتھ قوت نرکھتا تھا زخم اوچھا پڑا تھا لوگون نے دیکھکر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کنایۃً برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے سے آگاہ ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کے واسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عیادت کو جاؤن شجاع خان کو خبر ہوئی آنے سے مانع ہوا کس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے عزیز واقارب اور مصاحب عثمان خان کی جرأت کو جو ظہور مین آئی ہو سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتے ہین ان کی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کرین اور قصہ طول کھینچے سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہو اور سب پر یہ امر ظاہر ہو کہ کمترین نے اپنی جان کا لحاظ و پاس نہ کیا فقط چھتیس آدمیون کے اتفاق سے آپ کا علم دولت بلند کیا اور اب بھی اگر بندہ بچا رہے تو ایک روز آپ کے کام آونگا میری غرض یہ ہو کہ آپ قدوم سے تکلیف نفرمائین انشاء اللہ تعالے بعد صحت بندہ خود ملازمت مین حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ اگرچہ پیام شجاع خان اور اس کے امرا کے طرز کلام سے سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہتا ہو اُس روز تحمل کیا اور دوسرے دن اُسکی پرسش کو خود گیا اور فتح خان شجاع خان کا سالا اور اسکے لڑکون کا ماموں جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اس کا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اس نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہو مار دم بریدہ کی طرح اس نے پیچ و تاب کر کے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جس کا نام میان بایزید اور مشہور باز بہادر تھا بہ ایما و اشارہ اس مقدمہ مین مشورہ کیا چنانچہ وہ بھی اس امر مین شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی تو فتح خان کو اس بہانہ سے کہ گھوڑے پیشکش کے واسطے تیار کرے باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کے سلیم شاہ سے التماس معاودت کی کہ آپ یہان سے تشریف لے جائیے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کیجیے گا بندہ ملاحظہ کرتا ہو کہ مبادا حقوق خدمت سالہا سال کے ضائع ہون اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہو سرنگون ہو الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صدقے اور نذرین بہت مستحقون کو دے کر دوسرے

دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کے اُسے انعام
دیے اور نہایت الطاف ظہور مین پہونچایا اور شجاع خان اس تملقات یعنے ظاہرداری کو نفاق سمجھ کر
اس مجلس کو جس طور سے ممکن ہوا بسر لے گیا اور اپنی منزل مین جاکر نوکرون سے یہ بات کہی کہ یہان سے
اسباب اپنا لادکر کوچ کی طیاری کرو کہ ہم دوسرے مقام مین فروکش ہونگے یہان غلاظت اور عفونت
بہت ہوگئی ہے بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لادکر مسلح ہوئے کوچ کا نقارہ بجاکر سوار ہوا گوالیار سے
سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کرکے غضب مین آیا اور کچھ سپاہ
اس کے تعاقب مین تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور
شجاع خان سارنگ پور مین پہونچکر فوج کی فراہمی مین مصروف ہوا جب سُنا کہ سلیم شاہ آتا ہے تغیر مکان کے
اندیشہ مین ہوا لیکن بعضے آدمیون نے جنگ کی رغبت کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہے
مین اس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ نہ کرے جب سلیم شاہ
بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنے اعیال و اطفال لیکر بانسوالہ کی طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو
اپنے تصرف مین لایا اور عیسی خان سور کو مع بیس زنجیر فیل اور دو ہزار سوار کے بلدۂ اجین مین چھوڑکر
خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے باوجود قدرت اور استعداد کسی طرح کی مضرت
ولایت مالوہ مین نہ پہونچائی اور سلیم شاہ افغان نیازی کے فساد کے سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ
رکھتا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُس نے شجاع خان کے عفو گناہ کی استدعا کرکے
شجاع خان کو دربار مین بلاکر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور
ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک دست طشت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت
رائسین اور سارنگ پور اور بعضے محال اور بھی اسے جاگیر دے کر سپہ سالار کرکے اُسے رخصت کیا
اُسکے بعد سلیم شاہ قضائے الٰہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اس کا قائم مقام ہوا اس نے بھی بدستور سابق
ولایت مالوہ شجاع خان کے قبضۂ اقتدار مین سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنے فرزندون اور
اعوانون پر تقسیم کی اُجین اور نولاہی دولت خان کو اور اُجالا اور رائسین اور بھیلسہ ملک مصطفی اپنے
چھوٹے بیٹے کو ارزانی رکھا اور خود سارنگ پور مین دیوار امن پر پشت دے کر بیٹھا اور جب ایک مدت
منقضی ہوئی سلطنت دہلی نے خلل قبول کیا اور ہر شخص نے گوشہ مین پناہ لی تو شجاع خان نے طرز
شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرون لیکن فلک نے فرصت نہ دی اس کے
چند روز کے بعد یعنی آخر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور اسکا بڑا بیٹا
بایزید جس کا خطاب باز بہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی
اور قصبہ شجاول پور کہ اجین کے قریب ہے اسی کا آباد کیا ہوا ہے اور بھی آثار اور یادگار اُسکے مالوہ مین بہت ہین

بیان باز بہادر کے تخت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اُس کی گرفتاری کا امرائے اکبری کے ہاتھ مین

شجاع خان کے بعد فوت اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید ہندویہ سے سارنگ پور مین پہونچا اور اثاثہ حشمت اور سلطنت پدر پر متصرف ہوا دولت خان اس کے ساتھ بمقام مکابرہ پیش آیا جو کہ وہ سلیم شاہ کے نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُس کے ہوا خواہ ہوئے میان بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز کے دولت خان کے پاس بھیجا تو آپس مین مصالحہ کر کے صفائی بہم پہونچا دین بعد گفت وشنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اُجین اور مندو اور بعضے اور محال پر دولت خان متصرف ہووے اور سارنگ پور اور رسیواس اور سرونہی اور ہراہمہ اور بھلوارہ اور محال خالصہ شجاع خان میان بایزید کے متعلق ہون اور سرکار رائسین اور بھیلسہ اور محال جو اس نواح مین واقع ہین اسیر ملک مصطفےٰ قابض ہووے پھر بعد تقریر صلح میان بایزید بقصد غدر اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیون کے درمیان مین کہتا تھا کہ مین ماتم پرسی کے واسطے میان دولت خان کے پاس جاتا ہون اور دولت خان خون گرفتہ اُس کے غدر سے غافل تھا آخر اس کے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اُس کا سارنگ پور مین بھیجکر دروازہ پر آویزان کیا اس وقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین چتر اپنے سر پر بلند کر کے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام باز بہادر شاہ رکھا پھر اس صوبہ کا انتظام کر کے رائسین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفےٰ خان کہ شجاعت مین خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعددہ کے بعد منہزم ہوا اور رائسین اور بھیلسا بھی باز بہادر کے تصرف مین آیا اس کے بعد گدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کے بعضے سردار سلوک ناہموار کرتے تھے اُس وقت اُنھین گرفتار کر کے کنوئین مین ڈالکر ہلاک کیا اور خود گدوالہ والون کی طرف متوجہ ہوا اور بعد تردد و کوشش بسیار اُسے بھی فتح کیا لیکن جن دنون محاصرہ اور محاربہ مین مشغول تھا ایک گولی فتح خان کے جو باز بہادر کا ماموں تھا لگی اس کے صدمہ سے جانبر ہوا باز بہادر نے اُسکی جگہ اُسکے بیٹے کو مقرر کر کے عزیمت سارنگپور کی کی اور چند روز کے بعد بہ قصد راجہ کنبھکہ مع لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اُس کی فوج کشی کی خبر رانی درگاوتی کو جو راجہ کنبھکہ کی زوجہ تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد فوت حکومت کرتی تھی پہونچی گونڈ والون کو جمع کر کے پہاڑ کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈال کر جنگ کی بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادے زیادہ مور و ملخ سے تھے اطراف و جوانب سے تاخت لاکر باز بہادر کے اردو کو گھیر لیا باز بہادر حیران ہو کر پسپا ہوا اور تمام ساز و سامان اور مردم نامی اور کار آزمودہ اسکے رانی کے ہاتھ اسیر آئے اور اکثر مارے گئے اور باز بہادر نے بہزار محنت و مشقت آپ کو سارنگ پور

پہونچایا اور شکست کی اصلاح مین کچھ کوشش نہ کی بلکہ رفع کلفت کے واسطے عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اور جو فن موسیقی ہندوستانی مین کمال مہارت رکھتا تھا گانیون کی صحبت اختیار کر کے
تدبیر مملکت سے دست کش ہوا اور ایک عورت مغنیہ سے کہ روپ متی اُس کا نام تھا اور علم
موسیقی مین بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور تعشق بہم پہونچایا اور شہرۂ اُن کی عاشقی معشوقی کا تمام
ہندوستان مین منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر دوسرے کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب
خبر غفلت اس کی اکبر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور لشکر مالوہ کی پریشانی اور بے سامانی اس پر
واضح ہوئی اُس ملک کی طمع کر کے ایک جماعت امراے درگاہ کو بسرداری ادہم خان ۹۶۸ھ
نوسو اڑسٹھ ہجری کے آخر مین مالوہ کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا اور باز بہادر خواب غفلت
اور بے شعوری سے اس وقت بیدار ہوا جب لشکر چغتائی ولایت مالوہ مین در آیا بعد
خرابی بصرہ حرکت مذبوحی کا خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے مین لشکر
مغل سارنگ پور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان باز بہادر نے خواب غفلت سے
آنکھ کھولکر عورتون کی صحبت برخاست کر کے معرکہ رزم کو مجلس بزم تصور کیا اور نہایت بے سامانی
سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کر کے اول ہی حملہ بہادرون کی تاب
نہ لایا اپنے ممالک کی سرحد کی طرف بھاگا کہتے ہین کہ باز بہادر کی قسمت مین تمام عمر کا اندوختہ
یہی روپ متی وغیرہ پاتریان تھین لہذا عین ہمت جنگ کے وقت ایک جماعت کو شہر سارنگ پور مین
مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن بیچاریون کے قتل مین اقدام کرین خلاصہ
یہ کہ جب باز بہادر کے تئین شکست پائی تو اُس جماعت نے حکم کے موافق تلوارین میان سے نکالکر بیچاریون
اور بعضے اور ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواسی مین زخم لگائے اور اپنی دانست مین
اُنھین مردہ اور کشتہ کر کے دوسرے اہل حرم کے قتل کو متوجہ ہوئے اور وہ عورتین روپ متی
اور دیگر مغنیہ کا سانحہ سن چکی تھین ہر ایک جان شیرین کے خوف سے بیشتر جدھر سینگ سمائے
بھاگ گئین اور اس جماعت کو فرصت ان کی جستجو اور تلاش کی نہ ہی باز بہادر کے پیچھے بھاگے
اور جو ادہم خان شہر مین داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو دستیاب کر کے اُن سے
احوال روپ متی کا کہ شہرۂ آفاق تھی پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ وہ چہرۂ احور لقا فلان محل
مین مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہو گئی ادہم خان نے اُن کی تحقیق کلام کے واسطے
آدمی بھیجکر اُس کا حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتین اور بھی زخمی ہوئین
لیکن اُن کی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے منقطع نہین ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سنکر محظوظ ہوا اور مسرور
ہوا اور ازراہ فریب اُسے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو مین کوتاہی نہ کر بعد حصول شفا

اور اندمال زخمون کے بتجھے بعزت و توقیر تمام بازبہادر کے پاس بھیجون گا روپ متی کا گلزار جان اس
نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا قوت نے اندازہ حاصل ہوئی اس وقت بزبان حال عقیق
لب کو ادہم خان کی دعا و ثنا مین گہر ریز کرکے اس بیت کے مضمون کے موافق مترنم ہوئی بیت
برین مژدہ گرجان فشانم رواست ٭ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ٭ اس کے بعد زخم اس کے
اس نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کرکے ادہم خان کو یہ پیغام بھیجا کہ اس نحیفہ کو
مرہم لطف خداوندی سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار بہم پہونچی ہے امیدوار ہون کہ بمقتضاے
الکریم اذا وعد وفا اگر مجھے بازبہادر کے پاس بھیجیے اور اپنے قول کو پورا کیجیے گویا مردہ صد سالہ
کو زندہ کرکے اعجاز عیسوی ظہور مین پہونچایئے ادہم خان کی قوت طامعہ حرکت مین آئی خود مغلوب
نفس امارہ ہوکر یہ جواب دیا کہ اگر بازبہادر اکبر بادشاہ کا غاشیۂ اطاعت دوش پہ لے کر اس کی
درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا بلا توقف تیرا سوال مین قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ سے روگردان ہے اگر
تجھے بادشاہ کے بے حکم اس کے پاس بھیجون اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج اقدس کے خلاف ہوگا
اور وہی محیل بعد اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اس کے مکان پر بھیجکر طالب وصال ہوا اور
روپ متی حیلہ ادہم خان کا سمجھ گئی جو کہ بازبہادر کے پنجۂ شہباز عشق مین گرفتار اور عاشق زار تھی
اور اس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت نہ کرونگی وہ مقام
حیرت مین ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیون کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول نہ کرے گی
تو جبراً اور قہراً تجھے لے جاوین گے لہذا بجز و انکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کرکے کہا کہ مجھے
نواب صاحب کے پاس آنے مین کچھ عذر نہین اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری فرما کر اس نحیفہ
کے مکان پر تشریف لاوین اور مثل سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہون بعید از الطاف خداوندی نہو گا
ایلچیون نے ادہم خان کے پاس جا کر یہ پیام بعد آب و تاب عرض کیا ادہم خان کہ جوان عیاش اور
شاہباز تھا یہ مژدہ روح افزا سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا مہیا کیا اور بادشاہ
کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ خبر اسے پہونچے لباس بدل کر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لے کر
رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان مین آیا اور اسے نپایا اسکی
لونڈیون اور پرستارون سے پوچھا کہ وہ کہان ہے سب یک زبان ہوکر بولین کہ پلنگ پر استراحت
کرتی ہے ادہم خان نہایت شوق سے اس کے پلنگ کے قریب گیا اور چادر اس کے منھ سے
کھینچکر دیکھا کہ خوشبو بہت مگر پھولون کے ہار گلے مین ڈالکر خواب مرگ مین سوتی ہے ادہم خان
متحیر ہوا اور حقیقت حال اس کے مقربون سے پوچھی سبھون نے یہ جواب دیا کہ جب دم آپ کے آدمی
اسے بلانے آئے تھے اور جواب سنکر پلٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ بازبہادر کو یاد کرکے

کرکے بہت روئی اور قدرے کافور اور تلی کا تیل پی کر بیٹھی جب اُس کا حال متغیر ہوا اُٹھکر پلنگ پر لیٹ رہی ادہم خان نے اس کے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہو کر اس کے دفن کفن کا حکم دیا اور اسی عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور ۹۶۹ھ نو سو اُنہتر ہجری مین سلطان باز بہادر کی بیخ کنی کے لیے فوجین لے کر سرحد مالوہ پر گیا سلطان باز بہادر نے تفال خان حاکم برار اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور سے ملتجی ہو کر کمک طلب کی اور وہ قبول کر کے سامان جنگ اور فراہمی لشکر مین مشغول ہوئے پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت کی تاخت و تاراج مین مصروف ہوا اور برہان پور مین پہونچکر فتنہ و فساد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس درمیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی کے مدافعہ کو متوجہ ہوئے اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اور اُنھون نے پیچھا کر کے پس ماندگان کے قتل و غارت مین تقصیر نہ کی پیر محمد خان اس طرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر ہوا ہے ہنگام گریز آب نربدہ مین ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امراے اکبری کو توقف مالوہ مین دشوار ہوا آخر کو نکل گئے اور باز بہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہو کر خیل و حشم کے جمع لانے مین مشغول ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبد اللہ خان اوزبک جو امراے اکبری سے تھا ۹۷۰ھ نو سو ستر ہجری مین مع سپاہ کینہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور باز بہادر کہ عیش و عشرت کا عادی تھا مشقت جنگ اپنے اوپر نہ گوارہ کر کے بلا جنگ اس مملکت سے نکل گیا اور کام اپنے اوپر آسان کر کے مدت مدید مالوہ اور خاندیس اور دکن کے جنگلون اور پہاڑون کے درمیان سرگردان رہا اور لشکر مغل کے ساتھ حرب و ضرب کرتا رہا آخر کو جب اُسکی ترکش تدبیر مین کوئی تیر نہ رہا سپر مقاومت اور تردد پھینک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی سے حاصل کر کے ملازمت مین فائز ہوا اور امراے دو ہزاری کے سلک مین منتظم ہو کر زمانہ باآسودگی تمام بسر کیا یہان تک کہ اسی آستان پر عمر گرامی اختتام کو پہونچائی اور اسی طرح سے میان مصطفٰے یعنی باز بہادر کا چھوٹا بھائی بھی اکبر شاہ کے پاس جاکر امارت کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابو الفتح افغانان یوسف زئی کے سر پر گیا وہان اس معرکہ مین مارا گیا باز بہادر کی مدت سلطنت مع تزلزل و انقلاب و سرگردانی صحرا و جبال کے سترہ برس سے کچھ زیادہ تھی ۹۶۸ھ نو سو اٹھتر ہجری سے اب تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہے مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کے قبضہ مین شمار ہوتی ہے۔

فقط
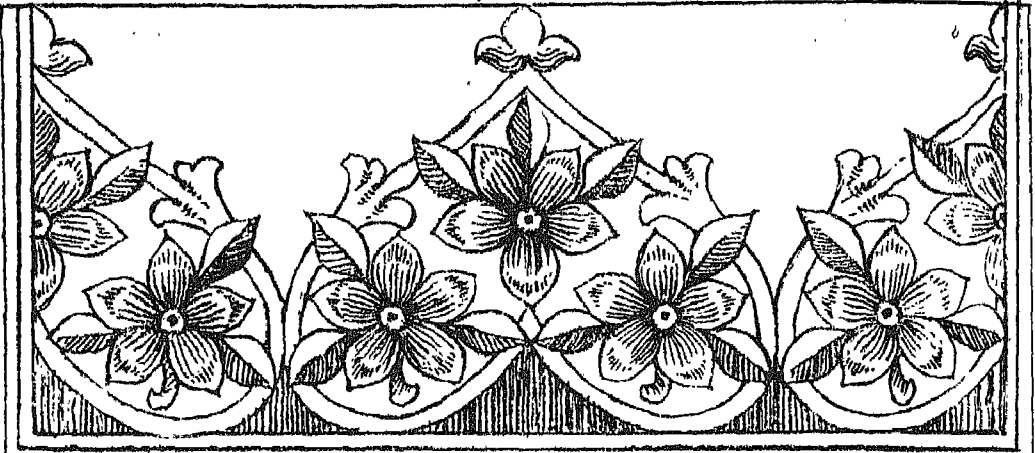
مقالہ چھٹا سلاطین فاروقیہ برہانپوریہ کے بیان مین

پہلا وہ شخص کہ اس خاندان سے ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی تھا اُس کا باپ خان جہان فاروقی نام کئی پشت سے بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کے امرائے صاحب اعتبار سے تھا جب وہ مرگیا اسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل ونہار کے تصرف و انقلاب سے درجۂ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس مین عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر بہ ہزار حیلہ اس نے اپنے تئین سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصۂ خیل کے درمیان مین پہونچایا ایک گھوڑے کی سواری سے خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سے اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود اس کے جو طبیعت اس کی شکار کی طرف نہایت مائل تھی ہرگز بے شکار نہین رہتا تھا اور وقت بے وقت اس کی اوقات اسی مین صرف ہوتی تھی اس زمانہ مین کہ سلطان فیروز شاہ مندو سے گذر کرکے گجرات مین آیا ایک روز شکارگاہ مین ایک جماعت مخصوصان سے ایک صید کے تعاقب مین چودہ پندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سے متشوش ہوا جو آبادی دور تھی اور اس کے ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہوکر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور دور سے ایک سوار کو دیکھا کہ چند کتے تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہے اور صحرا مین شکار کے تعاقب مین پھرتا ہے سلطان جو کہ بھوک سے بے طاقت تھا اُس سے پوچھا کہ کچھ کھانے کی قسم سے تیرے پاس موجود ہے اس نے جواب دیا ہان یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا دز دلشانہ اس کے روبرو لایا اور ادب سے ایستادہ ہوا بادشاہ نے اُس مین سے کچھ تناول فرمایا اور اُس کے حسن گفتار اور آداب خدمت سلطان کو پسند خاطر آئے پوچھا تو کون ہے اور کہان رہتا ہے اُس نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا کہ خان جہان فاروقی کا بیٹا ہون اور اس کم نام کا نام ملک راجہ فاروقی ہے

اور حضرت کے خاصہ خیل کے درمیان خدمت کرتا ہون بادشاہ جو خان جہان فاروقی کو بخوبی تمام جانتا
تھا اور آج اُس کی حسن خدمت بھی پسند پڑی اپنے ایک مقرب سے فرمایا کہ جب مین بار عام کرون
اسے میرے حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کے بعد جب سلطان کی شرف ملازمت مین فائز ہوا
سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہم پر رکھتا ہی ایک حق
آشنائی سابق اور دوسرا حق خدمت لاحق کہ شکار مین بجا لایا ہی یہ کہکر اسے دربار مین بمنصب دو
ہزاری مقرر فرماکر جاگیر تھالیز اور کرونذ کہ جو جملہ ممالک خاندیس سے دکن کی سرحد مین واقع ہی خصوصیت
بخشی اور ملک راجہ سنہ ۷۷۶ سات سو چھتر ہجری مین اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اس حدود کے بندوبست
اور انتظام مین کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی جس نے اُس وقت تک سلطان کا حلقۂ اطاعت
اپنے زیب گوش نکیا تھا اسے بزور شمشیر آبدار باجگزار کرکے پانچ ہاتھی کلان اور دس فیل خرد
مع امتعہ نفیسہ اور نقود وافر اُس سے پیشکش لے کر فیلون کو بروش دکن زنجیر طلائی اور نقرئی سے
مزین کرکے جھولین رنگ برنگ مخمل اور زربفت سے سراپا آراستہ کیا اور نقود خزانہ اور امتعہ کو
اونٹون پر بار کرکے اور اُنھین بھی پوششہائے مخمل اور زربفت سے سجکر بارگاہ سلطانی مین
روانہ کیا اور جب اس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کے ساتھ بہارجی کی پیشکش ملاحظہ مین گذری نہایت
محظوظ ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ نے پوری کی پھر فرمان منصب
سہ ہزاری اور لقب سپہ سالاری خاندیس اس کے نام تحریر فرمایا اور اُس کے طالع کے ستارہ
نے عروج کرکے تھوڑے عرصہ مین بارہ ہزار سوار کارگزار انتخابی بہم پہونچائے جو محصول ولایت
خاندیس اُنھین کفایت نکرتا تھا گوندوارہ اور دیگر راجاؤن کی ولایات پر تاخت لاکر اُن سے
پیشکش لیتا تھا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ راے جاج نگر نے باوجود مسافت بعیدہ اُس سے طریق محبت
اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کے سبب دستگاہ سلطنت بہم پہونچا کر غالب ہوا اور
سلطان کے بعد وفات دلاور خان غوری نے حکومت مالوہ پر اختصاص پایا اور اُن دونون کے درمیان مین
نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپس مین یارانہ اور سلوک برادرانہ کرتے تھے پیوند وصلت
درمیان مین لائے ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کے سلک ازدواج مین منسلک ہوئی اور دلاور خان کی
بیٹی نصیر ولد ملک راجہ کے عقد نکاح مین آئی اور اس کے بعد سلطان مظفر گجرات کی حکومت پر فائز
ہوا اور جب اسکی مملکت مین یک گونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ فرصت اور موقع دیکھکر دلاور خان کی
حمایت سے قوی پشت ہوا اور سلطان پور اور ندربار کو مزاحمت پہونچا کر مظفر شاہ گجراتی کا تھانہ اٹھا
دیا سلطان مظفر کہ جنگ کفار مین مشغول تھا اُسے معطل رکھکر بسرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف مین
پہونچا ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ تھالیز مین قلعہ بند ہوا اور ایک جماعت علما اور صلحا کو

کو متوسط کرکے شاہ مظفر گجراتی سے صلح کا طلبگار ہوا اور شاہ مظفر گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولو العزم تھا اور حاکم خاندیس اور مالوہ کے ساتھ بمدارا پیش آنیوالا تھا اس واسطے اُس نے صلح کی اور اتحاد موافقت کے بارہ مین عہد اور پیمان درمیان مین لاکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی ملک راجہ فاروقی بعد اس کے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر آخر عمر تک کسی طرف سوار نہوا جب مرض موت مین مبتلا ہوا اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کرکے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اسنے پیر شیخ زین الدین سے حاصل کیا تھا اسے دیا اور قلعہ تھالیز کو مع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسوین تاریخ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین بجوار رحمت ایزدی واصل ہوکر شہر تھالیز مین مدفون ہوا اور محرر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری مین بیگم سلطان ابراہیم عادل شاہ کی صاحبزادی [illegible] ہمراہ بیجاپور سے برہانپور مین آیا تھا خواجہ میرزا علی اسفرائینی سے جو بعد فتح قلعہ آسیر جائزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اس سے ایسی کتاب کا کہ مشتمل اُن کے وقایع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتب خانہ مین ایسی کتاب نظر نہین آئی لیکن چند اوراق کہ مشعر اُن کی اصل و نسب لکھے تاریخ جلوس اور فوت ان کی اس کتابخانہ کی کتابون مین دیکھکر اُس کی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا مطالعہ کرکے دریافت کیا کہ ملک راجہ اپنے تئین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس نہج سے اپنے تئین ساتھ اُن کے پہونچاتا ہے ملک راجہ ابن خان جہان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن آرمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اُس سے خرقۂ ارادت پایا اور اُس سے اُس کے بڑے بیٹے نصیر خان فاروقی کو جو اُس کا ولیعہد تھا پہونچا اور اسی طرح سے مدت دوسو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اس خاندان مین رہی خرقۂ ارادت بطنا بعد بطن جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اسے پہونچتا تھا یہانتک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان نے کہ ختم الملوک ہے وہ خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ کی اُنتیس برس تھی

ذکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد مین اُس خاندان مین رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوا اور اس فکر مین ہوا کہ مراسم خوب جیسی کہ روش سلاطین کبار ہے بہم پہونچاوے اس واسطے ارباب فضل و کمال خاندیس مین

جمع ہوئے اور ہر ایک کو اس نے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُن کے طفیل سے اُس خاندان
مین بزرگی ظاہر آئی جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا اثاثہ سلطنت اور خطاب نصیر خان سلطان احمد شاہ
گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اُس کا قبر مین لے گیا اُس کے
بیٹے کو حاصل ہوئی یعنے کامروا ہوا اور سراپردہ سُرخ کر کے چتر سر پر لگایا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کے تصرف
سے برآوردہ کر کے شہر برہان پور احداث فرمایا اور قلعہ آسیر کا حال یہ ہے کہ ایک کوہ آسمان شکوہ
پر تھی آسا اہیر جو خاندیس کے زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اس کے باپ دادا
سات سو برس سے گائے اور بھینسون اور مال کی حفاظت کے واسطے اس پہاڑ پر ایک
قلعہ پتھر و مٹی سے بنا کر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا اہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ اس کا چند
سے افزون ہوا خلاصہ یہ کہ پانچ ہزار بھینس یا گائے اور پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریان
اور ایک ہزار گھوڑے اس کی سرکار مین بہم پہونچے اور عدد نوکرون کے جو خدمت اور نگہبانی
مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی گونڈوارہ اور رعیت خاندیس کے
ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ اُنھین درکار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی طریق
سے اس حدود کے امرا کو جب احتیاج قرض یا گھوڑون کی ہوتی تھی اس کے پاس جا کر مقصد حاصل
کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کہ ایک چرواہا تھا شاہیر وقت سے ہوا اور کام اُس کا اس انتہا
کو پہونچا کہ جس وقت دو آدمی مین یا دو گروہ ہندو یا مسلمان مین کسی طرح کی نزاع ہوتی تھی یا کوئی
مشکل پیش آتی ساتھ اُس کے رجوع کرتے تھے تو وہ اپنی عقل اور کیاست سے تصفیہ کرتا تھا
اور اس دیار مین قبل پہونچنے ملک راجہ فاروقی کے تھوڑے عرصے کے بعد مملکت خاندیس اور مالوہ
اور برار اور سلطان پور اور ندربار مین ایک قحط عظیم پڑا خلائق بیشمار قوت لایموت کے نہ ملنے
سے ہلاک ہوئی صرف گونڈوارہ وغیرہ مین کوئی اونٹ بیل سے زیادہ دو تین ہزار آدمی سے زندہ نہ رہے
اور خاندیس کی بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لے گئے اور آسا
اہیر گونڈوارہ مین دو ہزار انبار غلہ کے رکھتا تھا اُس کے کارندون اور وکیلون نے غلہ فروخت کرنا
شروع کیا اور قیمت اس کی آسا اہیر کے پاس بھیجتے تھے اور آسا اہیر کی عورت عجیزہ تھی اُس نے
اپنے خاوند سے یہ بات کہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمین مال دنیوی سے مالا مال اور مستغنی کیا ہے اور
ہمین احتیاج قیمت غلہ کی نہین ہے ایسا کام کر کہ جس سے دنیا اور آخرت کی بنا مضبوط ہو دے
آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہے عورت نے کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اس پر ہے کہ اس پہاڑ پر ایک قلعہ گچ اور
پتھر سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اس مین ہے کہ جس قدر غلہ تیرے قبضہ مین ہے لنگر کر کے ہر روز
کھانا پکا کر فقیرون اور محتاجون کو تقسیم کر آسا نے دونون امر قبول کیے عمالک اور اطراف

خاندیس مین لنگرخانے بنوائے اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار کرکے ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے مخفف ہوکر اس کا نام آسیر ہوا جب یہ خبر سلطان فیروز شاہ باربک کو پہونچی اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اس قلعہ کی سنگینی سے مغرور ہوکر نشان مخالفت کا بلند کرے حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تو نے آسا اہیر کو کیون اسقدر مہلت دی کہ اُس نے ایسا قلعہ بےنظیر پہاڑ پر بنالیا بعد اس کے اُسے معزول کرکے ملک راجہ فاروقی کو اس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار ہوا اور ہمدردانہ سلوک کرنے لگا اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر مین تھا لیکن چونکہ آسا کا رہین احسان تھا اور علاوہ اس کے اس قلعہ کی تسخیر بحسب ظاہر منجملہ محالات سے معلوم ہوتی تھی اس لیے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا مگر نصیر خان نے اس کے مرنے کے بعد تمام ہمت اُس قلعہ کی فتح پر مصروف رکھی اور ابتدا اسکی حکومت مین ایک تدبیر اندیشہ کرکے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ بگلانہ اور اکثر زمیندار نے جمعیت بہت بہم پہونچائی ہے اور خداوندخان مرحوم ملک راجہ فاروقی کے زمانہ کے مطابق سلوک نہین کرتے ہین اور راجہ کھیرلہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے کرکے اس ولایت پر تاخت لانے کے درپے ہوگئے ہین اور قلعہ تھالیز پر ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہے اور قلعہ ملنگ کو دشمنون سے نزدیک ہے اس پر اعتماد نہین رکھتا ہون اسواسطے چاہتا ہون کہ میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعہ مین مشغول ہون اور تیرا بھی ممنون احسان رہون آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر مین ایک مکان وسیع اُن کے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریان عورتون کی بھیجین اور ان عورتون سے یہ فہمایش کی کہ اگر عورتین آسا کی تمہاری ملاقات کو آوین اُن کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا دوسرے دن دوسو ڈولیان بہم پہنچا کر دوسو مرد شجاع کارآزما مسلح بکمل کرکے ان مین بٹھاکر پردہ اُن پر ڈالکر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمین اس کے متعلقین روانہ ہوتے ہین اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیان قلعہ کے متصل پہونچین حکم کیا کہ دروازہ کھول دو دربان ہٹ جاوین جب ڈولیان احاطہ مقرری مین بےحرف و حکایت داخل ہوئین بہادران خونخوار یکبارگی ڈولیون سے برآمد ہوئے اور تلوارین میان سے لیکر آسا اہیر کے مکان کی سمت روانہ ہوئے قضارا آسا اہیر اس کے بیٹے و بیٹیان نہایت غفلت مین مبارکباد کو آتے تھے قریب ہی اس احاطہ مین ان سے دوچار ہوئے انھون نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اس کے بیٹون کو مقتول دیکھا بعجز و انکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل و عیال کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ سے نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تالنگ مین سنکر بطریق تاخت قلعہ آسیر مین آپہونچا اور [illegible]

کی تیاری مین مشغول ہوا اور اُس کی شکست و ریخت کو درست کیا اور اس واقعہ سے ایک سو
تیس برس کے بعد شیر شاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اُسی طریق سے مسخر کیا تھا اور
مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر مین سے کسی نے آسا اہیر کے مال مین کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا
تھا یہان تک کہ اکبر بادشاہ اُس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ پر مع خزائن فاروقیہ
متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنے ٹکسال مین بھیجکر گلوایا اور سکہ
اپنے نام جاری کیا الغرض جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نام دار نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین
دولت آباد سے نصیر خان کی مبارکباد کو خاندیش مین تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے باتفاق فرزندان
و خیل و حشم استقبال کے لیے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اس مقام پر کہ اب زین آباد واقع ہے
ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر مین آنے کی کی شیخ نے فرمایا ہمین آب تپتی سے عبور کرنے کا حکم نہین
ہے نصیر خان اجازت لے کر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہان پور واقع ہے خیمہ اور خرگاہ
بلند کر کے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت مین مشرف ہو کر اُن کی فیض صحبت سے فیضیاب
ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس نہج پر گذرے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے نصیر خان
تواضعات عادی اور رسمی بجا لایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی میمنت کے واسطے اگر آپ فلان قصبہ
اور پرگنہ کو پسند فرمائین نہایت سرفرازی ہو گی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشون کو قصبہ اور پرگنہ
اور وظیفہ سے نسبت نہین ہے جب مکرر عرض کی فرمایا اس ملک سے ہم فقط نام سے خوش ہین چنانچہ
دریا کے اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کے نزول کا مقام ہے ایک شہر بنام شیخ برہان الدین
مع مساجد اور منابر بنا کر کے اپنا دار الملک بناؤ اور اس پار کہ فقیر مع درویشان وارد ہوا ہے قصبہ
اور ایک مسجد تعمیر کر کے زین آباد نام رکھو تو اس تقریب کے سبب اسلام ان دونون قطعات مین
رواج پاوے اور دونون درویش کا نام بھی مذکور ہووے نصیر خان فاروقی خوشحال ہوا فوراً حکم
فرمایا امرا اور اعیان شہر برہان پور و قصبہ زین آباد کی تعمیر مین مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ بنیاد کی
پڑھکر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ قلیل مین شہر اور قصبے نہایت
معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہونچے برہان پور جیسا کہ شیخ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا
سلاطین فاروقیہ کا دار الملک ہوا اور اس کے بعد نصیر خان حکومت کے شغل مین مستقل ہوا اور
جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ دس فقیر ایک کمل مین سو وین اور دو بادشاہ ایک ولایت مین
نہ سما وین نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالیر کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف
سے برآورد کر کے اُس ملک مین دعوے انا ولا غیری کا کرے اور یہ امر چونکہ بے مشورہ اور
صوابدید سلطان مالوہ کے صورت پذیر ہوتا تھا سلطان ہوشنگ کو کہ اس کا سالا تھا اُس سے

اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا اور اس کی تجویز سے اس کام کو اس طرح شروع کیا یعنی سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری
مین قلعہ تھالیز کا محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے ملتجی ہو کر طالب اعانت ہوا اور احمد
شاہ سامان سفر درست کر کے روانہ ہونے کی فکر مین تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ
نے پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خان کی کمک کو آن کر جنگ مین جلدی کی اور ابھی سلطان احمد شاہ
گجراتی نہ آیا تھا کہ دونون نے اپنے حسن اتفاق سے قلعہ تھالیز کو سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین
مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کر کے قلعہ آسیر مین بھیجا اور نہایت تمکنت اور غرور سے یہ عزیمت
کی کہ سلطان پور اور ندربار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کے تصرف سے برآوردہ کر کے مالوہ
مین شامل کرین تا چڑیا کو شہباز کے شکار کا حوصلہ ہوا الغرض جب اس نیت سے وہ سلطان پور
پہونچے اُس قصبہ کے جاگیردار ملک احمد حبیب کے قلعہ بند ہو کر عرض داشت مشعر کیفیت حال
احمد شاہ گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب مشتعل کر کے مع سپاہ دریا جوش کوچ
بر کوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قرب پہونچنے کی خبر
ان دونون حریفون کو پہونچی غزنین خان اُسی شب کو کوچ کر کے مندو کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان
بھاگ کر قلعہ تھالیز مین در آیا اور ملک محمود نے قلعہ تھالیز تک باگ نہ موڑی اور اُسے محاصرہ کیا
اور سلطان احمد شاہ نے سلطان پور مین آن کر نزول اجلال فرمایا نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنے تئین
مثل ایک چڑیا کے شہباز کے چنگل مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کے مقربون سے ملتجی ہو کر
بصرف زر خطیر ان کو راضی کیا تو انھون نے بوقت فرصت اور ساعت سعد سلطان سے عرض معروض
کر کے ایسا کیا کہ اس نے قلم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچی اور اس وقت تک اسے ملک نصیر کہتے
تھے خطاب نصیر خان دے کر عطا سے چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی
مست اور چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحف و ہدایاے فراوان پیشکش کر کے اسے
گجرات کی طرف روانہ کیا اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہانپور
بھیج کر نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کی نصیر خان
نے اس امر کو موجب تقویت جان کر قبول کیا اور بعد جشن و شادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین
سوار کر کے محمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین راے کانھا ولایت
جلواڑہ کا راجہ لشکر گجرات کے صدمہ سے بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کر کے اعانت
طلب کی چنانچہ نصیر خان فاروقی نے اُس سے خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھے شاہ گجرات سے
خصومت کی طاقت نہین ہے تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہے یقین ہے کہ
تمھاری مدد کر کے مملکت موروثی گجراتیون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور یہ بھی اس بارہ

مین اُسے مکتوب بھیجون گا کاتھا بسبب ظاہر نصیر خان سے رنجیدہ ہوکر برہان پور سے روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر دادخواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کے پاس و لحاظ سے بعضے امرا اپنے کا تھا کے ہمراہ کرکے جالوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کا تھا ندربار کے اطراف مین پہونچے فتنہ و فساد مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی پھر بعد اس کے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی درپے تدارک ہوا اور شہزادہ علاء الدین کو مع فوج رزم خواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد مین پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کا تھا اس کی ملاقات کو گئے جیسا کہ سابق مین مرقوم خامہ فصاحت قرین ہوا ہے غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کا تھا کوہستان کانہ مین کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے مفرور ہوئے اور جب لشکر گجرات نے خاندیس کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی نصیر خان برہان پور مین آن کر ولایت کے انتظام مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین دختر نصیر خان نے اپنے شوہر علاء الدین کی بدسلوکی سے ناراض ہوکر نصیر خان سے شکایت کی اور اس معاملہ سے اُن کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیر خان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین ولایت برار کی تسخیر کا عازم ہوا اور امراے برار نے کہ اپنے صاحب سے نفاق رکھتے تھے یہ خبر سنکر نصیر خان کو بلاکر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہو ہمارے زہے نصیب کہ آپ کی خدمت مین شہادت پاوین خان جہان سپہ سالار دکن و برار کہ رکن اعظم بہمنیہ تھا ہر اون کے نفاق سے واقف ہوا اور قلعہ پرنالہ مین قلعہ بند ہوکر سلطان علاء الدین کے ملاحظہ مین ایک عرض داشت مشتمل بحقیقت حال بھیجی امراے مخالف برار خطبہ نصیر خان کے نام پڑھکر محاصرہ مین مشغول ہوے سلطان علاء الدین نے بعد قیل و قال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار کرکے مع امراے مغل نصیر خان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان تاب مقاومت ملک التجار اپنے سے مفقود دیکھکر ولایت برار سے مع امراے مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اُس کا پیچھا کرکے برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی جو طالب کمک سلطان گجرات سے ہوا تھا قلعہ تلنگ کی طرف راہی ہوا اور ملک التجار عرب برہان پور مین آیا تو عمارات عالیہ کے کھودنے اور آگ لگانے مین مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پور اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اس طرف آیا چاہتا ہے تو بطور تاخت تالنگ کی طرف روانہ ہوا تا کہ کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر آتش کارزار مشتعل کرے اور جس روز کہ لڑائی ہونے والی تھی ملک التجار عرب بعلت مسافت و راہ مع تین ہزار مغل تیر انداز خستہ اور ماندہ ہوکر تالنگ کے اطراف مین پہونچا اور نصیر خان فاروقی نے موقع وقت دیکھکر انتظار کمک نہ کی بہ تعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا اور شکست فاحش

پاکر ہیں ہاتھی نامی اور نیز اثاثہ حکومت چھوڑ کر بہ مشقت کمال قلعہ تلنگ میں پہونچا اور وفور رنج اور شدت
غصہ سے بیمار ہوا اور چند روز کے عرصہ میں یعنے بتاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اسکا
باغ بہشت کی طرف پرواز کر گیا اور اُسکے بڑے بیٹے میران عادل خان نے تابوت پدر تھالیز میں بھیجکر
اُس کے باپ کے پہلو میں مدفون کیا مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس روز تھی —

ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان فاروقی سلطان ہوشنگ کا بھانجا تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہوا ابتدائے
ہی میں ملک التجار کے دفع پر مصروف کی اور ایلچی بھیجکر امرائے گجرات کو بہ تعجیل تمام طلب کیا ملک التجار
قلعہ تلنگ کے محاصرہ میں مشغول تھا کہ ناگاہ لشکر سلطان پور کی خبر قرب وصول سنکر دکن کی طرف گیا اور
میران عادل خان امور سلطنت میں مصروف ہوا اُسکے بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تیئیس روز مہمات
خلائق کے انجام دے کر جمعہ کے دن ماہ ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ سنہ ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری میں
بلدہ برہان پور میں شہید ہوا اور ملک اپنے بڑے بیٹے مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اسکی شہادت
کی جوان حکایات کے جامع پر ظاہر نہ تھی اس واسطے اس کی شرح سے معذور رہا پھر اُس کا جنازہ
تھالیز میں لیجا کر اس کے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا — مصرع

خاکش چنان بخورد کز و استخوان نماند

تذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

اسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست
پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز بارھوین تاریخ سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری
میں اس جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اُس کا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین
ہوا اُس کا جنازہ قصبہ تھالیز میں روانہ کر کے حظیرۂ فاروقیان میں دفن کیا —

ذکر میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اس کے استقلال کے موافق کسی حکام ماضیہ خاندیس سے فرمانروائی نہین کی کس واسطے کہ اُس نے
اطراف کے راجاؤن سے بحکومت باج لیا اور مقدم کونڈوارہ اور گڈھہ نے اُس کی جادہ اطاعت
مین قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آسا اہیر نے کوہ

آسیر پر بنا کیا تھا اس کے باہر دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کر کے دوسرا دروازہ نصب کیا اب وہ قلعہ ایسا سنگین ہے کہ عقل اُسکے تسخیر سے انکار کرتی ہے اور ہیک خیال کی مجال نہین کہ اُس کے اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہان پور کے اطراف اور دریائے تپتی کے ساحل پر بھی ایک قلعہ احداث کر کے اُسمین عمارات عالیہ تیار کروائے اکثر اوقات وہان تشریف لیجاتا تھا اور اپنا لقب سلطان جھارکھنڈی رکھا یعنے شاہ کوہستان جھارکھنڈ کہ زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت کو کہ گذر انسان کا بدشواری ہوئے کہتے ہین اور کیفیت کوہستان جھارکھنڈ کی اپنے مقام مین بیان ہو چکی ہے اور جب اثاثہ شاہی اُس کا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہو کر اُن کے خلاف عمل کیا اور پیشکش اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا یک قلم موقوف کر کے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود بیکرا کو یہ خبر پہونچی ۹۰۴ھ نو سو چار ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا امرائے خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے پیش قدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُنکے مقابلہ سے روگردان ہو کر قلعہ تھالینر اور آسیر کے قریب آن کر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس مین جا کر اُس کی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور میران عادل فاروقی کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان مملکت کو سلطان محمود بیکرا کے پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال کی پھر حکام گجرات اسکی ولایت سے دستکش ہو کر گجرات کی سمت روانہ ہوے اس کے بعد چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کر کے روز جمعہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ ۹۰۷ھ نو سو سات ہجری مین بجوار رحمت ذوالجلال واصل ہوا اور حسب وصیت برہانپور مین دولتمندون کے محل مین مدفون ہوا چونکہ اُس کے بعد فوت کوئی فرزند اُس کا نہ رہا تھا اُس کے بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی نے حکومت برہانپور پر اختصاص پایا۔

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اسکے تخت پر جلوس کیا اور حسام علی اور یار علی کہ دو بھائی تھے انھین استقلال تمام حاصل ہوا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پا کر مہمات مالی وملکی مین مشغول ہو کر معتمد علیہ ہوا اور ۹۰۹ھ نو سو نو ہجری مین میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضے پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر متصرف ہووے جب یہ خبر اُسے پہونچی خود مع جمعیت کثیر کوچ بر کوچ احمد نگر سے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر مین پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی مین کوشش کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہو کر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اُس نے حق جوار

اور ہمسائگی منظور رکھکر اقبال خان کو کہ امراے کبار سے تھا مع فوج بزرگ اُس کی کمک کو بھیجا اور وہ جب آسیر کے اطراف مین پہونچا نظام شاہ افواج مندو کی تاب مقاومت نہ لایا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اقبال خان نے چند روز برہان پور مین قیام کیا اور داؤد خان کو خطبہ سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہین رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھا کر اقبال خان کو رضامند کیا اور اُسے پیشکشہاے لائق مع دو ہاتھی کے دے کر شادی آباد مندو کی طرف رخصت فرمایا داؤد خان اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کر کے غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے متفق ہو کر اُس کے فرزند غزنین خان کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس روز کے ملک حسام الدین نے نہ معلوم کس وجہ سے کہ خداے پاک کو علم ہے اُسے زہر دے کر درمیان سے اٹھایا اور چونکہ داؤد خان فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اس واسطے احمد نگر مین نظام شاہ بحری کے پاس ایلچی بھیجکر شاہزادہ عالم خان کو کہ سلاطین فاروقیہ کے احفاد سے تھا اور وہان رہتا تھا طلب کیا اور نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے بمشورہ تخت برہان پور پر متمکن کیا اکثر امرا اور سرداروں نے کمر خدمت کا کمر جان پر باندھا لیکن ملک لادن کہ اُس دولت خانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی بادشاہی پر راضی نہو کر قلعہ آسیر اپنے تصرف مین لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر مین مخالفت کر کے قلعہ مذکور مین قلعہ بند ہوا اور جس وقت مین کہ غزنین خان دس روز کے حکومت کے گناہ کے سبب زندان لحد مین گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے کہ محمود شاہ بیکرا کا نواسا تھا اور تھالیز کی سرحد مین اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے باتفاق شاہ محمود بیکرا کو اس مضمون کا عریضہ گجرات مین بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہمات حکمرانی مین نہایت فتور بہم پہونچا ہے اگر اس صورت مین باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی الغرض شاہ محمود بیکرا نے درخواست اس کی قبول کی چونکہ خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدون اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑے گا ناچار بنفس نفیس خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین نے مضطرب ہو کر بہ تعجیل آدمی احمد نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اس قدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت برہانپور مین آئے لیکن جو محمود شاہ بیکرا نے اثناء راہ مین خبر جلوس شاہزادہ عالم خان اور مخالفت ملک لادن کی اس کی نسبت سنی آب نربدہ کے کنارہ پر نزول کر کے ماہ رمضان وہان بسر کیا اور ماہ شوال مین آگے روانہ ہوا جب تھالیز مین پہونچا عالم شاہ اُس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار سلطان پور کے وسیلہ سے سلطان کی ملازمت کی اور قلعہ خالی کر کے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور عماد الملک نے جب لشکر خاندیس کی دورنگی اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت کی صلاح

توقف مین ناکھی ہر ایک نے چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس چھوڑ کر کاویل کی راہ لی اور سلطان محمود بیگڑا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب اُن کی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کے بے رخصت کوچ کر کے اپنے سرداروں کے پیچھے روانہ ہوئی اور ملک لادن کہ وہ نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور ملاقات کی اور آصف خان ملاقات کر کے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لیگیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سُنکر عالم خان کو دکن کی طرف بھیجکر خود بھی تھالیز مین سلطان کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید اضحے ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون دے کر مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک مان سے تھے اس کے عقد مین منعقد کر کے حکومت برہان پور بہ اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس کہ ملک لادن کا جائے پیدایش تھا انعام دیا اور ملک ماکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھالیز کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیکر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور تیس لاکھ تنکہ نقد کہ مراد روپیہ سے ہو اُسے مدد خرچ کے واسطے مرحمت کیے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اُس کی خدمت مین چھوڑ کر تھالیز سے سلطان پور اور ندربار کی طرف متوجہ ہوا اور منزل اول مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دے کر رخصت انصراف فرمائی

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون کی حکومت کا

جب عادل خان سلطان محمود اپنے جد مادری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا ابتدا توقف تھالیز سے برہان پور مین آن کر امور جہانداری مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل در عادل خان بسبب اس نزاع کے کہ ملک لادن خان جہان سے رکھتے تھے برہان پور سے تھالیز مین جا کر مقیم ہوئے اور بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہو کر چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا والی کرے اور عادل خان جب اس ماجرے سے مطلع ہوا حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور جب اس شہر کی نواح مین پہونچا عادل خان تین سو سوار گجراتی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لے گیا اور خلعت دے کر لشکر گاہ کی طرف رخصت کیا دوسرے دن اپنے محرمون سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوان خانہ مین آوے گا اُس کا ہاتھ پکڑ کے خلوت خانہ

میں لے جاؤنگا پھر رخصت کے وقت دریا شہ گجراتی جو ہمارا سپاہی ہے ضرب کاری ملک حسام الدین
کے سر پر رسید کرے اور اس کے قتل ہونے کے بعد آدمی اس کے جا بجا متفرق اور پریشان ہو جاوینگے
یہ صلاح کر کے آدمی اُس کے بلانے کو بھیجا ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا
با جمعیت تمام آیا تھا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے
خلوت خانہ میں لے گیا اور پھر کچھ ادھر اُدھر کا تذکرہ کر کے پان دے کر رخصت فرمایا ابھی
وہ سلام کر کے سیدھا ہوا تھا کہ دریا شہ نے ایسی تلوار اُس کے سر پر ماری کہ وہ خیار کی طرح
دو پارہ ہوا جب ملک برہان عطاء اللہ گجراتی کہ اعظم ہمایون کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا
مع ایک جماعت گجراتیان سے کہ اس کے ہمراہ تھی آن کر فرمایا کہ حرامخواروں کو مارو یہ سنتے ہی گجراتیوں
نے تلوار میان سے کھینچی ملک لاکھا المخاطب بغازی خان اور علاوہ اس کے اور بھی سردار جو ملک
حسام الدین شہریار کے ہمراہ تھے بھاگے اور چار سو غلام حبشی اور گجراتی جو دربار میں حاضر تھے
اُنھوں نے اُن کا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور نصف ولایت
جو تصرف میں رکھتے تھے بر آوردہ ہوئی ابھی لشکر گجرات نہ آیا تھا کہ ممالکات خاندیس دشمنی کے خس و
خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایون بعد اس واقعہ کے
ایک روز قلعہ آسیر میں گیا اور ایک ساعت کے بعد بر آمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو
لکھا کہ ایکبار میں قلعہ کی سیر کو گیا تھا شیر خان اور سیف خان جن کے تصرف میں وہ قلعہ ہے میں نے
اُنھیں نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور باوجود اس کے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونوں سردار
آپس میں متفق ہو کر درپے نفاق ہیں اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر خانزادہ عالم خان کو
طلب کیا ہے اور بالفعل احمد نظام شاہ مع خانزادہ عالم خان اور اپنی افواج و فوج راجہ کالنہ کے سرحد
پر آن کر مقیم ہوا ہے بندہ نے خان جہان اور مجاہد الملک اور امرا کے باتفاق جا کر قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا
اگر نظام شاہ اس مخلص کی ولایت میں قدم رکھیگا مہمات قلعہ کو موقوف رکھکر اس کی جنگ میں مشغول ہونگا
شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پا کر فوراً بارہ لاکھ روپیہ نقد اس کے واسطے ارسال فرمائے اور
دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کر کے روانہ کیا اور اس کے درجواب
لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت میں خود بہ نفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ
بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہے اسنے اسقدر قوت کہاں سے بہم پہونچائی کہ اس فرزند کی
ولایت میں قدم بڑھا کر درپے مضرت رسانی ہوا اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی کہ گجرات گیا تھا خوب
دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک سیف
المخاطب بہ سیف خان عہد امان لے کر قلعہ سے بر آمد ہوا اور ولایت گاویل میں جا کر دم لیا اور عادل خان

فاروقی المخاطب باعظم ہمایون نے بعد پہونچنے لشکر گجرات کے راجہ کالنی کے اوپر کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضے دیہات اور قریون کو تاخت و تاراج سے خراب کیا اور کالنہ کے راجہ نے پیشکش دی اس وقت عادل خان نے لشکر گجرات کو رخصت کر کے آسیر کی طرف مراجعت کی اور ۹۲۳ھ نو سو تئیس ہجری مین ہمراہ اپنے ماموں شاہ مظفر گجراتی کے شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ بپیش پہونچا ئین اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بہ تفصیل تحریر ہو چکی ہی لہذا مصنف اس کی تکرار مین نہین مشغول ہوا اور ۹۲۶ھ نو سو چھبیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہو کر ماہ رمضان کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرائے دو در سے انتقال کیا اور ایام اس کی حکومت کے انیس ۱۹ برس تھے من بعد بیٹا اس کا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہان پور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہی سلطنت گجرات پر بھی فائز ہوا لفظ بادشاہ اس پر اطلاق ہوا اور یہ شخص اول اس خاندان سے ہی کہ جس نے خطاب شاہی پایا اور اس عرصہ مین جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیلہ میران محمد شاہ کے سلطان بہادر شاہ سے ملتجی ہو کر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم پٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کر کے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرا دے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر مین ہوا اور قلعہ ماہور کو مع بعضے پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف مین لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کے واسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۹۳۴ھ نو سو چونتیس ہجری مین سامان حرب درست کر کے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کے واسطے دکن مین آیا اور بہ اتفاق عماد الملک دریاے گنگ کے کنارہ برہان نظام شاہ بحری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو شکست دے کر اس کے لشکر کو پراگندہ کیا اور باتفاق عماد الملک قرار فتح اپنی نسبت دے کر از روے بے پروائی معرکہ مین ایستادہ ہوا جو کہ ان کی فوج کسی قدر تعاقب مین اور ایک جماعت تاراج کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کے بعد ایک دیہہ کی بنا میں ایستادہ تھا مع تین ہزار سوار پلٹ کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت خیل و حشم فراہم

کرنے کی نوبت نہ دی قریب شام حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونون کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونون کے اثاثہ سلطنت پر کہ فیل و توپخانہ وغیرہ سے مراد ہی متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کرکے بہت سے اہل اندرون کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس معرکہ سے کاویل کی طرف اور میران شاہ فاروقی آسیر کی سمت مفرور ہوئے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور جو کہ دونون نے امداد کے بارہ مین نہایت الحاح اور حد سے مبالغہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ رزم خواہ برہان پور کی سمت آیا اور باتفاق میران محمد شاہ فاروقی ولایت برار مین داخل ہو کر جب جالنہ پور مین پہونچا اس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی ڈھب سے مملکت برار کو عماد الملک کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے متعلقون کے سپرد کرے اور خود دار الملک احمد نگر کی سمت عازم ہو کر اس ولایت کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھینکر اُس کا خطبہ اپنے نام پڑھے عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت پشیمان ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ خود کردہ را علاجے نیست ایسا کام نہ کرنا چاہیے تھا جس کا یہ انجام واقع ہوا اور اب صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہین ہی اتفاقاً انھین دنون مین کوئی ایسی تقریب ہوئی میران محمد شاہ نے معروض رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہی اس مملکت مین استقامت سے کچھ فائدہ نہین صلاح دولت یہ ہی کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھ کر عماد الملک کو نوکرون کے سلک مین منتظم کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لے جاوین اور اُسے بھی فتح کرین سلطان کو یہ رائے پسند آئی پھر برار مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور عماد الملک کو ملازم کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اُس مقام سے ساتھ اس تقریب کے کہ مشروحاً اپنے مقام مین لکھا گیا ہی دولت آباد کی سمت گیا اور میران محمد شاہ کی حسن تدبیر سے بہادر شاہ نے تسخیر مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہو کر معاودت کی اور ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین سلطان بہادر نے مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران محمد شاہ طلب کے بموجب اس کے پاس گیا اور بلدۂ مندو کے لینے مین بہت کوشش کی اور اُسے فتح کرکے رخصت ہوا اور اسی سال برہان پور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ ممالک مالوہ کی تسخیر کی خبر سنکر نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہان پور بھیجا تو طریق مصادقت جاری کرکے دروازہ خصوصیت کے مفتوح کرے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس یعنے ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری مین برہان پور مین تشریف لایا جیسا کہ وقائع دکن و گجرات مین بیان ہوا اور میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان لوازم صداقت غائبانہ قرار پائے اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے برہان پور گیا سلطان اس کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ سرخ اور خطاب نظام شاہی اُسے عنایت فرما کر

یہ ارشاد کیا کہ مین نے دشمن کو سلطنت سے اُٹھایا اور دوست کو شاہ بنایا اس کے بعد برہان نظام شاہ
کو خوش دل اور کامیاب احمد نگر کی طرف روانہ کیا اور خود پھر ولایت مالوہ مین گیا میران محمد شاہ
نے پھر اُس کی ہمراہی کر کے خدمات شائستہ مین تقصیر نہ کی اور نقد رخصت حاصل کر کے برہانپور
مین آیا جس وقت سلطان بہادر قلعہ چنپانیر پر گیا میران محمد شاہ سامان سفر درست کر کے اُس کے پاس
پہونچا اور جس دم کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کے مقابلہ سے مندو کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور
جبکہ مندو سے چنپانیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت
آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ نے گجرات کو مسخر کیا ایک معتمدان درگاہ سے آصف خان نام
کو احمد نگر مین برہان نظام شاہ بحری کی استمالت کے لیے بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اُس کے بعد
ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہانپور گیا میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا
مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر اُس امر کی تدبیر اور اپنی رہائی کے بارہ مین
مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت کر کے ایک عریضہ شاہ طاہر جنیدی سے
لکھواکر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے پاس کہ برہانپور کے اطراف مین
پہونچا تھا ارسال کیا اُس کا ترجمہ حرف بحرف یہ ہے بندہ دولتخواہ لاکلام برہان نظام بعد ادائے لوازم
اطاعت اور شرائط انقیاد کے کہ بندگان صمیمی پر واجب و لازم ہے آئینہ رائے گیتی نما پر ظاہر اور باہر
کرتا ہے کہ جب تک معمار خانۂ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے آمیزش
قصور سے نگاہ رکھے اور جب تک چارہ ساز حقیقی سلاطین بنی آدم کی طبیعتون کو ساتھ نفاذ فرمان یا
ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط کے ارتکاب ظلم و جور سے محفوظ رکھے ہمیشہ حضرت عالی کا بنائے
قصر سلطنت اور میدان سراے خلافت سلاطین نامدار کا جاے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور
ماوا ہو جو مقصد یہ ہے کہ اس اوقات مبارک آیات مین فرمان ہمایون فال سراپا سعادت و اقبال
طغراے امانی و امال سے مزین ہو کر دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ ہمچشمون
مین ممتاز ہین اس کمترین درگاہ اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہوا تھا مراسم مباہات
اور لوازم افتخار کے ساتھ اس کو سر و چشم پر رکھا اور قسم قسم کے استمالت شاہانہ اور اصناف
عنایات خسروانہ کہ اس سے مستفاد تھے مطمئن اور مستمال ہو کر مستعد بحصول مقصود اور متوجہ فرمانبرداری
کا تھا کہ خانی جناب محمد خان فاروقی المخاطب بہ میران محمد شاہ سے کہ آبا و اجداد سے منتظم سرداری
ولایت برہانپور اور آسیر کا ہے مکاتیب صادر ہوئے سب مکاتیب کے مضمون سے اس کا حسن عقیدہ و
کمال ارادت نواب کامیاب کی ساتھ تھا اور حضور کی نواب خدام کی طرف سے بنوازع الطاف کا شکرگذار
تھا و لیکن بجز خاکسار ہوئے عالم پناہا شمہ از احوال عریضہ خان مشار الیہ سے مقربان مجلس اعلے پر واضح

اور لائح ہوگا اور جو اس دولت خواہ اور عالی جناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت قدیمی تھا اس سبب سے ہاتھ عجز اور محتاجی کا موقف معلے مین اُٹھا کر زبان عجز بیان سفارش کے واسطے کھول کر التماس کرتا ہو کہ جس طور سے تمام سلاطین سابقہ اور خواقین صاحب قہر جو درپے جہانگیری اور کشورکشائی رہے ہین خصوصاً اُن حضرت کے اجداد مکرمت شعار معدلت آثار کتابہ کاخ سلطنت کا رقوم مناقب اور مآثر سے اُن کے آراستہ ہو اور عصابہ تاج خلافت کا اُن کے رسوم مجاہدہ سے پیراستہ ہو حضور بھی آیہ کریمہ فاعفوا واصفحوا حتےٰ یاتی اللہ بامرہ کو راے جہان آراے کے پیش نظر فرماکر اس دولتخواہ و اس کے ساتھیون کی تقصیرات اضطراری اور لغزشہاے بے اختیاری کو مراحم ذاتی اور مراسم مکارم جبلی سے معاف فرماوین اور عنایات بے پایان سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماوینگے کہ دست تصرف اُس کی ولایت محقر سے باز رکھکر در فراز و یاد عنایت اور مزید رعایت ہوں تو اس طریقہ ستودہ مین اپنے اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرماکر حکام اطراف کے دل مسرور کرتے رہین امید کہ بہ معنی کمال خلوص اور دولت خواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کے قرین ہووے اور کوئی دوسرا امر خاطر اشرف واعلے مین مرکوز نہووے سواے اطاعت اور فرمانبرداری کے دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا اور ہر حال مین حکم اعلیٰ بسر و چشم ہو اس کے بعد برہان نظام شاہ بحری اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاءالدین عماد شاہ حسب بقصد امداد میران محمد شاہ فاروقی مقام سرکشی مین ہوئے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے میرزاؤن کی بے اتفاقی سے اور شیر شاہ افغان کی بغاوت سے صلاح وقت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت و تاراج کرکے شادی آباد منڈو کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان بہادر چتور دیپ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا جنت آشیانی بعض امور کے سبب شادی آباد منڈو سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا شاہ بہادر شاہ گجراتی نے میران محمد شاہ فاروقی کو واسطے نکالنے امراے مغل کے ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی برہان پور سے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملوخان شادی آباد منڈو کو امراے چغتائی یعنے مغل سے برآوردہ کرکے ابھی ولایت مالوہ مین تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چاھکر روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی والدہ نے جمیع امراے گجرات کو جمع کرکے میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ بناکر غائبانہ سکہ اور خطبہ گجرات کا اس کے نام کرکے لفظ شاہ کا اسکے نام مین داخل کیا اور یہ وہ شخص ہو کہ اول جس نے اُس سلسلہ مین خطاب شاہی پایا اور جب امراے گجرات نے چتر اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اُس کے واسطے مالوہ مین بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ فاروقی نے تاج شاہی زیب سر کرکے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہوکر ذیقعدہ کی تیرھوین تاریخ ۹۴۳ھ نوسو تینتالیس ہجری مین دارالقرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اسکا تابوت

برہان پور مین پہونچا کر عادل خان فاروقی کے حظیرہ مین دفن کیا اور چونکہ اسکا کوئی فرزند بادشاہی کے لائق نہ تھا اس واسطے اُسکے منجھلے بھائی میران مبارک شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہان پور مین سنی چند روز سوگوار ہوکر ماتمداری مین مشغول ہوا جو میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امرا اور اعیان مملکت نے اتفاق کر کے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک خان فاروقی نے حکومت پر اشتغال کر کے سلوک خوب اختیار کئے اور امراے گجرات نے احمدآباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جان کر اختیار خان کو بطلب اسکے خاندیس مین بھیجا کس واسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور جس کو اُسنے اپنے ایک قلعہ مین قید کر رکھا تھا اور اُس کے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہان پور مین پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امراے گجرات مضطر اور ناچار ہوکر مجھے وہان کی بادشاہی پر منصوب کرین گے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے مین تامل کیا اور اعیان گجرات یہ امر سمجھ کر بجمعیت تمام جنگ پر آمادہ ہوکر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فہمایش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے برآوردہ کر کے اختیار خان گجراتی کے ہمراہ جو اس کی طلب مین احمدآباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرصہ مین عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلامون سے تھا بھاگ کر برہان پور مین آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام معاونت مین ہوا اور عماد الملک کے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کیے اور دریا خان سلطان محمود کو ابھار کر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد مین دونون مین جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھا کر قلعہ آسیر مین در آیا اور عماد الملک مندو کی طرف بھاگ کر قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج و غارت مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت مین گیا اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبۂ ندربار اور سلطان پور میران مبارک شاہ کو دیا اور اُس کے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ مین سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین قید تھے سلطان محمود نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے مین گجرات کا بادشاہ ہونگا تجھے قصبہ ندربار ارزانی رکھونگا اس واسطے عہد و قول پر وفا کر کے ایام سلطنت مین ندربار کو اُس کے تصرف مین چھوڑا اور سنہ ۹۶۹ نوسو اُنہتر ہجری مین باز بہادر والی مالوہ لشکر مغل کے

غلبہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہو کر میران مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور
پیر محمد خان حاکم مالوہ اُس کے اخراج پر عازم ہو کر ولایت خاندیس میں آیا اور برہان پور تک تاخت کر کے
قتل و اسیری میں تقصیر نہ کی اور خاندیس کے وضیع و شریف اوران کے اہل و عیال مغل کے دست جور
میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ خیال میں بھی نہ تھا وہ واقع کیا میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں در آیا اور
تفال خان حاکم برار کو کمک کے واسطے طلب کیا جب وہ نہایت سامان اور شوکت سے جلد خاندیس
میں پہونچا میران مبارک شاہ اور باز بہادر دونوں متفق ہو کر بغرض دفع پیر محمد خان متوجہ ہوئے امرا اور
سپاہ مغل کہ مال اور اسباب فراوان اُن کے ہاتھ آیا تھا خاندیس کے محبوبوں سے عیش و عشرت میں
مشغول ہوئے اور محاربہ اور مقاتلہ کی رغبت نہ رکھ کے معاودت پر مائل ہوئے اور پیر محمد خان نے
امرا اور افسران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کی طرف عازم ہوا اور سلاطین ثلاثہ نے
باتفاق اُس کا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لیجانے میں مشغول تھی پیر محمد خان کا ساتھ نہ دیا
اور شب و روز قطع مسافت کر کے اپنے سپہ سالار سے پیشتر آپ نربدہ سے عبور کیا تفال خان اس امر سے
واقف ہوا نربدہ کے اطراف میں تاخت کر کے آر و سے مغل پر جا پڑا اور پیر محمد خان استر آبادی نے طاقت
مقاومت اپنے میں نہ پائی بے اختیار خیمہ و خرگاہ اور ساز و سامان سے قطع نظر کر کے بھاگا اور
تفال خان جلو ریز تعاقب میں تھا اور باز بہادر کے آدمیوں نے ناؤ بیڑا اس پار سے ہٹا دیا تھا
پیر محمد خان نے ساحل نربدہ پر پہونچکر گھوڑا دریا میں ڈالا اس طور سے کہ ذکر اس کا سابق میں مرقوم
ہوا غرضکہ پیر محمد خان ورطۂ ہلاکت میں غرق ہوا اور باقی ہمراہی اُس کے سلامت نکل گئے اور مال
و اسباب نقد و جنس مغلوں کا لوٹ لیا میران مبارک شاہ اور تفال خان باز بہادر کی امداد کے لیے مالوہ
میں آئے اور امرائے مغل کو اس ناحیہ سے نکال دیا اور باز بہادر کو شادی آباد مندو کے تخت پر متمکن
کر کے مراجعت کی اور میران مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ بدھ کی رات کو سنہ ۹۷۴ نو سو
چوہتر ہجری میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اُس کا بیٹا میران محمد خان قائم مقام ہو کر متصدی
امور ریاست اور حکومت ہوا مبارک خان کی ایام حکومت بتیس سال ہے

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سرائے فانی سے کوچ کیا اس کا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہو کر مہمات سلطنت
کے انتظام میں مصروف ہوا اور اُسی سال جلوس میں چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی
تحریک کے سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے بھگا کر دربار میں آیا اور میران محمد شاہ کا تھانہ اُٹھا دیا
جب کوئی اُسکے احوال سے متعرض نہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیر کے اطراف تک متصرف ہو کر

بقدر امکان میران محمد خان فاروقی کے ممالک مین مزاحمت پہونچائی اور میران محمد خان فاروقی نے تفال خان
حاکم برار کو مدد کے واسطے بلایا اُس کے باتفاق چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالیز کے اطراف
مین چنگیز خان کے قریب جا کر چاہا کہ کارزار مین مشغول ہووے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت
کے اُس دن نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کر کے جا بے قاعب مین فروکش ہوا
اور ارابے توپ و بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک وہان سے حرکت نہ کی اور جب شب
ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیائے ثقیل چھوڑ کر مہروج کی طرف بھاگا خاندیسیون اور دکنیون نے واقف ہوکر
چنگیز خان کا مال و اسباب تاراج کر کے اُس کے تعاقب مین کوشش کی اور توپ اور ارابے اور
ہاتھی تامی تصرف مین لاکر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات مین پورا خلل رہا خلائق گجرات کو
عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہین ہے اس واسطے میران محمد شاہ
فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زر خطیر صرف کر کے جم غفیر جمع کیا اور ایک
جماعت سرداران گجرات کی اُسکے شریک ہوئی چنانچہ تیس ہزار سوار ہمراہ رکاب نصرت کر کے احمد آباد کی
طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ ان دنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اس سے ملحق ہوئے
اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لیکر احمد آباد سے برآمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزایان
کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھا کر آسیر کی طرف بھاگا اور چنگیز خان
مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُسکا اپنے قبض و تصرف مین لایا اور چند روز کے بعد میرزایان مذکور
چنگیز خان سے متوہم ہوکر گجرات سے بھاگے اور بہ قصد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت
لاکر خرابی اور تاراجی مین کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر اُن کے
تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کر کے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری
مین جب مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کر کے اور تفال خان کو دستگیر کر کے عازم
مراجعت ہوا اور اپنی مملکت کے ایک آدمی کو خانوادہ عماد شاہیہ سے منسوب کر کے میران محمد شاہ فاروقی
کے پاس بھیجا اور ان سے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُس کے فریب مین آکر اور پانچ چھ ہزار
آدمی اُس کے ہمراہ کر کے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ مین بہم پہونچا آخر
مرتضی نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران
محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کر کے برہان پور مین آیا اور میران محمد شاہ تاب
مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیرا لیکن جب اسکے
ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب
ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنگہ نقرئی یعنے دکھنی روپیہ کے ہوتے

ہین مرتضی نظام شاہ اور اُس کے وکیل سلطنت چنگیز خان اصفہانی کو دے کر سپاہیون کو اپنے سے
راضی کیا پھر اُنھون نے ترک محاصرہ کر کے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۸۴ھ نو سو چوراسی
ہجری مین میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت مین مبتلا ہو کر فوت ہوا اُس کا بیٹا حسن خان فاروقی
جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اس کا چچا راجہ علی خان فاروقی بن میران مبارک خان کہ
جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سنکر آگرہ سے خاندیس کی
طرف روانہ ہوا تو اعیان دولت نے اسے تخت حکومت پر بٹھا کر حسن خان کو معزول کیا —

ذکر میران راجہ علی خان بن مبارک خان بن عادل خان اعظم ہمایون بن عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

جن دنون مین راجہ علی خان فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا اس ملک کو اپنے وجود شریف
سے مشرف کیا سواد اعظم ہندوستان بنگالہ اور سندہ اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے
تصرف مین آیا تھا اس سبب سے راجہ علی خان فاروقی نے شاہ دہلی کے ملاحظہ سے لفظ شاہی اپنے اوپر
اطلاق نہ کی اور اپنے تئین اس کے ایک باجگزارون سے تصور کر کے بارسال تحف وہدایا اپنا اخلاص
ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان دکن سے بھی رابطہ آشنائی اور خصوصیت نگاہ رکھکر اُن کی طلب رضا مین بھی
کوشش کرتا تھا اور وہ ایک حاکم عادل اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع مناہی سے پرہیز کر کے
اکثر اوقات علما اور فضلاے مذہب سے صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک مین کوشش کر کے
بفراغت تمام امور جہانبانی مین اشتغال فرماتا تھا الغرض سنہ ۹۹۲ھ نو سو بانوے ہجری مین جب مرتضی نظام شاہ
پردہ نشین ہوا راجہ علی خان کے وکیل سلطنت مسمی صلابت خان اور سید مرتضی اسپہ سالار برار سے نزاع
واقع ہوئی احمد نگر کے چھ کوس اُدھر ہتھیار کی نوبت آئی صلابت خان فتحیاب ہوا اور سید مرتضی اور
خداوند خان نے مع بارہ نفر امرا بھاگ کر برار مین دم لیا اور صلابت خان کے تعاقب کے سبب وہان
بھی اُنھین جاے قیام میسر نہوئی برہانپور کی طرف روانہ ہوئے راجہ علی خان سمجھا کہ یہ اکبر شاہ
کے پاس جاکر دادخواہ ہون گے اور بہ قصد انتقام لشکر مغل کو لادینگے اُن کی مراجعت لیئے پھیر لانے کی
فکر مین ہوا اور سید مرتضی نے اس امر کو دریافت کر کے برہانپور سے کوچ کر کے مع مال و اسباب
آگرہ کا راستہ لیا راجہ علی خان نے لشکر اُس کے تعاقب کے لیے نامزد کیا کہ بخوشی و ناخوشی اُنھین اس
طرف کی روانگی سے باز رکھین چنانچہ خاندیسیون نے حکم کے موافق سید مرتضی اور اس کی ہمراہیون سے
التماس مراجعت کی کسی نے اُن کے کہنے پر عمل نہ کیا اور صف وغا آراستہ کر کے جنگ مین مشغول
ہوئے اور خداوند خان بزور شمشیر خاندیسیون کو شکست فاش دے کر منزل مقصود کی طرف روانہ

ہوا اور خاندیسیون نے ہاتھ اُن کے پھیرلانے سے کوتاہ کیا اور اُس جماعت کی تاراج مین مشغول ہوئے
چنانچہ ایک سو ہاتھی تخمیناً اُن کے ہاتھ آئے اور سید مرتضےٰ سبزواری اور خداوندخان حبشی نے مظفر اور منصور
ہوکر آب نربدہ سے عبور کیا جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوئے صلابت خان وکیل
سلطنت خاندیس کی شکایت کے ضمن مین راجہ علی خان والی خاندیس کے بھی دادخواہ ہوئے اور اکبر بادشاہ
ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر مین رہکر فرصت وقت کا انتظار کھینچتا تھا سید مرتضےٰ اور خداوندخان اور جمیع امرا
دکن کو جاگیرین لائق اور مناصب شائق عطا کرکے امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علی خان یہ خبر
سنکر اکبرشاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی کہ سید مرتضیٰ اور امراے دکنی سے لیے تھے بلا طلب
بارگاہ اکبری مین ارسال کرکے اظہار اطاعت کی اور اُس عمل سے معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس کے
چندمرتبہ برہان نظام برادر حقیقی مرتضی نظام شاہ نے بھی احمدنگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر کمک طلب
کی تھی ہاتھیون کے بھیجنے سے کچھ فائدہ ہوا اور سنہ ایک ہزار تین ہجری مین اکبرشاہ نے برہان نظام شاہ
ثانی اور سید مرتضےٰ اور خداوندخان حبشی اور تمام امراے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے پاس جو حاکم مالوہ
تھا بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آباد
منڈو سے برآمد ہوکر مع لشکر مالوہ اور امراے دکن برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ سادات
عظیم الشان سے تھا مرتضے نظام شاہ کی طرف سے سرلشکر ہوا اور راجہ علی خان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس
کی سرحد مین آیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے عضدالدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجکر
اکبر بادشاہ کی موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سے اسی حال مین میرزا محمد تقی نے بھی آسیر مین آنکر
راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف بلایا راجہ علی خان متحیر ہوا آخرش چند روز کے بعد شاہ فتح اللہ سے
عذرخواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سے جاملا اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع تیس ہزار سوار
اور توپخانہ بسیار ہندیہ کی طرف کہ مغل کا لشکرگاہ تھا روانہ ہوئے اور اُن کے مقابل ایک کوس پر
پڑاؤ کیا اور دوسرے دن مصاف کا وعدہ ہوا قضارا خان اعظم نے صلاح اُن کی محاربہ مین نہ دیکھی
رات کے وقت مشعلین روشن چھوڑکر دوسرے رستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور
سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئی اس درمیان مین میرزا محمد تقی اور
راجہ علی خان تعاقب کرکے اس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین
صلاح نہ دیکھی ندربار کے رستہ سے اپنے اُردو مین داخل ہوا اور راجہ علی خان فاروقی نے سپاہ
مغل کی طرف سے مطمئن ہوکر میرزا محمد تقی نظیری کو برہان پور کی سمت رخصت کیا اور لشکر اثنا مین اس کے
زر خطیر عقیل اور مقصود کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبرشاہ کے
دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا جبکہ سنہ نو سو ساٹھ ہجری مین اسکا بیٹا اسمٰعیل نظام شاہ

بحری کو دکن میں تھا احمد نگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام میں تحریر ہو چکا
ہے بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی آن کر راجہ علی خان سے
استمداد چاہی اور راجہ علی خان فاروقی ابراہیم عادل شاہ کے بمشورہ کہ اس عرصہ مین دکن کی مہمات
اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کر کے معاونت پر آمادہ ہوا اور جمال خان مہدوی کہ ملک احمد نگر کا
صاحب اختیار تھا اسمٰعیل نظام شاہ کو اُبھار کر بکوچ متواتر برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور راجہ علی خان
فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کر کے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لے کر برار کی سرحد مین
گیا اور جمال خان مہدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امراے برار کو بوعدہ و وعید برہان نظام شاہ ثانی کی طرف
سے مطمئن خاطر کر کے اُس کے پاس لایا اور اُس کے بعد جمال خان مہدوی نے روہنکیری گھاٹ سے عبور
کر کے مسافت طے کی اور افواج طرفین نے مقابل ہو کر صفوف حرب آراستہ کر کے ایسی جنگ کی کہ زمین
و آسمان کو دیکھ کر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے پائے ثبات زمین کین مین قائم کر کے داد جوانمردی
اور شجاعت کی دی یہان تک کہ ایک گولی بندوق کی کمال خان کے لگی کہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا
اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علی خان مظفر و منصور ہو کر چند روز لوازم جشن اور شادی مین مشغول
ہوئے پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمد نگر کی طرف اور راجہ علی خان برہانپور
کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی سنہ ایک ہزار چار ہجری مین فوت ہوا اور شاہزادہ
سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبد الرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان
ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئے راجہ علی خان فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اس کے بعد شہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان
احمد نگر مین پہونچے اور اُسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے پہونچنے سے وہ شہر فتح نہوا طرفین نے اس
طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمد نگر پر نظام الملک قابض اور
دخیل ہووے اور بعد عہد و پیمان کے شاہزادہ اور خانخانان برار مین آن کر اس ولایت پر متصرف ہوئے
اور راجہ علی خان کو آسیر اور برہان پور کی طرف رخصت کیا اور عرصہ قلیل کے بعد دکنیون نے اتفاق کر کے
چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کے تصرف سے بر آوردہ کرین پھر ہجوم کر کے سہیل خان خواجہ سرا
کو سردار کر کے دریاے گنگ کے کنارے قصبہ سون پت کے قریب جمع ہوئے اور خانخانان
شاہزادہ کے ہمراہ باتفاق راجہ علی خان اور تمام امراے مغل سہیل خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا
اور بعد جنگ باوصف اس کے کہ میرزا عبد الرحیم المخاطب بخان خانان فتحیاب ہوا لیکن راجہ
علی خان فاروقی کہ دکنیون کے توپخانہ کے سامنے پڑ گیا تھا مع اکثر امراے خانہ لیس
جلکر ہلاک ہوا اور اُس کا تابوت برہان پور مین لا کر دفن کیا مدت اس کی دولت اور حکومت کی

اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی

تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علیخان کی حکومت اور بیان اسکی زوال سلطنت کا

جب سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین راجہ علی خان فاروقی نے شربت ممات چکھا اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خانخانان کی تجویز سے جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کرنے لگا جو کہ خفیف العقل اور کم تجربہ تھا بنگ اور بوزہ اور شراب اور افیون کا مقید اور راگ ورنگ اور نغمہ سرود و جلترنگ اور مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آب پتتی کے کنارے اور برہان پور کے مقابل ایک شہر باسم بہادر پور احداث کر کے اُس کی تعمیر مین کوشش کی اور باوجود سپاہ مغل کی ہمسایگی کے تدبیر ملک اور دولت سے غافل ہوا اکثر اوقات عورتون کی صحبت اور گائنون کے جلسہ مین مشغول ہو کر ہر روز کو نوروز سمجھکر عیش وعشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار بختیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہ پور مین کہ اسی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کے سبب سے مرگیا اکبر بادشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور شاہزادہ اس ملک مین تشریف لایا بہادر خان اپنے باپ کی روش کے خلاف عمل کر کے کوتہ اندیشی سے اُس کی ملاقات کو نہ آیا اسی عرصہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بہ نفس نفیس تسخیر دکن کے لیے متوجہ ہوا اور شادی آباد مندو مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اس کا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر مین قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج وبارہ کی تیاری مین مستعد ہو کر کمال نادانی اور بے تمیزی کے ساتھ حزم وہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم ضروری جو کہ اُس کی خدمت اور قلعہ کی محافظت مین کام آوین اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ اور بقال وغیرہ سے قلعہ مین در لایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گائے بھینس اور بھیڑ اور بکریان اور مرغ وکبوتر بھی اسی مین لے گیا الغرض مصنف نے آصف خان اور میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب بعد فتح قلعہ آدمیون کا شمار کیا گیا تو اسی ہزار آدمی مرد وزن قلعہ سے برآمد ہوئے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی مین فوت ہوئے تھے غرضکہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیے پھر جب لشکر بادشاہی برہان پور کی طرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلال دریافت کیا تو احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اُس کی شاہزادہ دانیال اور خان خانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر مین اقامت پذیر ہوا اور امراے درگاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ کا حکم دیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچی یعنے ایک مہینے کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق مرنے لگے ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوے اس درمیان

مین اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف ہین یہ
حکم دیا ہے کہ وہ علم جفر کی تاثیر سے قلعہ سر ہو ظہور مین پہونچائے اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہے
اور اسامی نیر اعظم اور سیفی جو کہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہے اور مکرر بسہ کرر تجربہ بھی کر چکا ہے
استعمال کرتا ہے یہ وبا اُسی کے اثر سے ہے الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اُس
کے یہ خبر سنکر بیدست و پا ہوئے اور سر رشتہ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے دے کر مردم زیادہ کے
نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازالہ اسباب عفونت مین کوشش نہ کی ہر چند کہ محافظان
قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے مین شکایت اور الحاح کی لیکن بہادر خان فاروقی
نے اُن کے احوال پر نظر توجہ نہ کی مردم کار گذار اور جنگی کو پریشان رکھتا اور لیت و لعل مین ایام
گذاری کرتا رہا یہان تک کہ وہ جماعت بہ تنگ آئی اور حفاظت قلعہ مین سستی کرنے لگی امرائے
اکبری نے محاصرہ کے سبب سے اُنھین تنگ اور عاجز کیا اور قلعہ مالیگڈہ کہ قلعہ آسیر کے متصل
تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اُس کے کہ ذخیرہ مین دس برس کے مصارف کا غلہ
قلعہ مین رکھتا تھا اور نقود اور اجناس سے اس قدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور حساب
اس کا کوئی نہ کر سکتا تھا لیکن آدمیون کو کچھ نہ دیتا تھا اس وجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کر کے یہ تجویز
کی کہ نشان دشمنی کا بلند کرین اور بہادر خان کو مع مقربین گرفتار کر کے بادشاہ کے سپرد کرین بہادر خان
فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان اور میرزا جعفر اور کبیر خان وغیرہ
کو ایک جا کر کے مشورہ کیا سبھون نے جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے جان شیرین
تلف اور ضائع ہوتی ہے اب سپاہ کو غلہ اور ذخیرہ اور بدرد خرچ دینے سے بھی دبا اور بیماری دفع نہوگی
اور علاوہ اُسکے ان مقدمات کے سبب ایسے بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات نہوگی بہتر یہ
ہے کہ آنجناب جان و مال سے امان خواہ ہو کر بحاضری خدمت بادشاہ جم جاہ قلعہ اُس کے تفویض
کرین بہادر خان فاروقی نے یہ رائے پسند کی اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے ذریعہ سے طالب امان
ہوا بادشاہ جان کی امان دے کر مال سے ساکت ہوا بہادر خان فاروقی اسے بھی غنیمت جان کر بوسیلہ
خان اعظم کے قلعہ سے برآمد ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ دہ سالہ اور
آذوقہ کہ جبر و قہر سے یکایک اُس کی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اہالیان اکبری کے سپرد کیا اب
مؤلف اس کتاب کا فرماتا ہے کہ مین نے سنہ ۱۰۲۳ ایک ہزار تیئیس ہجری مین خواجہ حسن تربتی کے ہمراہ جو
شاہزادہ دانیال کا دیوان تھا قلعہ پر جا کر سیر کی دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہے اسکے
اوپر آدھ کوس بلکہ زیادہ ایک زمین مسطح اور ہموار ہے اور کئی چشمہ پانی کے اُس مقام پر جاری ہو رہے ہین
مگر ان کا پانی کبھی کم ہوجاتا ہے اسواسطے چند حوض تیار کیے ہین کہ اگر خشک سالی مین پانی چشمون کا کمی کر

پانی تالاب مین جمع رہے اور اُس زمین ہموار پر ایک قلعہ نہایت سنگین اور رفیع احداث ہی نصف عمارت
اُس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور باقی سلاطین فاروقیہ کی ساختہ اور پرداختہ ہی اور راس مین
راہ ایسی دشوار گذار ہی کہ پیادہ ہزار خرابی سے اس مین جاتا ہی اور ہر کیب بغیر راکب بمشقت تمام اُس پر
چڑھتا ہی اور فیلہاے کوہ پیکر کو بھی رسی مین باندھ کر اوپر لے جا سکتے ہین اور اس قلعہ کے اندر
عمارات رفیع اور خوش قطع اور باغ با تکلف اور حوض پسندیدہ بکثرت ہین اور اُس پر اس طرح
کی مسجد جامع تعمیر ہی کہ مثل اس کے شہر ہاے معظم مین بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہی کہ جس وقت اکبر شاہ
نے اُس قلعہ کو پایان فتح کیا آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی جو کہ نہایت اعتقاد اطوار کفرہ پر رکھتا تھا
ایک فرمان لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کر کے بجاے اُس کے ایک بتخانہ تیار کرین لیکن شاہزادہ دانیال
اس وقت برہان پور مین تھا اُس نے فرمان کے مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نے آصف خان خواجہ
ابو الحسن تربتی سے کہ اُس نے قلعہ ہاے معظم ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ آپ نے کوئی قلعہ
اُس سے مستحکم اور سنگین دیکھا ہی بولا ہان قلعہ رہتاس کا جو ہندوستان کے پورب سمت واقع
ہی اس قلعہ سے بہت مضبوط ہی اور دور اس حصار وسیع کا پانچ چھ کوس مین ہی دس بارہ ہزار مرد جنگی
اُس کی محافظت اور حراست کر سکتے ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد کار آزما نگاہ رکھ سکتے ہین اور
سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہی اس کا نام مالیگر
رکھا ہی جس وقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے اور جنگ سے
ہاتھ کھینچا مردم اکبر شاہ اس پر متصرف ہوے پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کر کے توپ اور ضربزن
وغیرہ اُس پر نصب کیے جاوین اور دو سو آدمی جنگی اُس کی محافظت کے واسطے مقرر ہو وین اُس
قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار ہو وے الغرض ایسا قلعہ باسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف مین آیا اور
سنہ ۱۰۰۸ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو
دار السلطنت لاہور کی طرف لے گیا اور اُس نے پھر دوبارہ عروس سلطنت کا منہ نہ دیکھا اور اُس کے
لڑکوں کا سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا اور بہادر خان حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ
ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ مہد مین کہ سنہ ۱۰۳۳ ایک ہزار تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دار الخلافت مین
قضاے الٰہی سے فوت ہوا مدت اُس کی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب
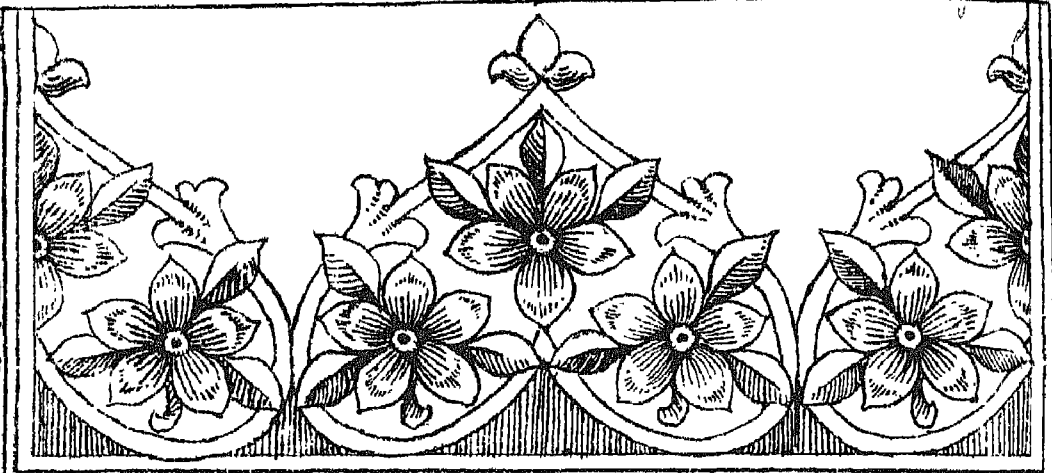
مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیان مین

ارباب اولو الابصار پر پوشیدہ نہ رہے کہ مشرق اور پورب دو لفظ مترادف ہین ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا امتیاز اور تفرقہ کے واسطے حکام جانی پور اور ترہت اور اس نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوے سلاطین شرقی کہتے ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانون اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اس حدود کو سلاطین پوربیہ کہتے ہین

ذکر سلاطین پوربی کہ انکو بنگالی بھی کہتے ہین

پر ضمائر واقفان احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار مشہور اور عوام کے خاطر پر مخفی نہ رہے کہ اکثر متن کتب تواریخ متداولہ قضایاے سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اس واسطے مدار نقل کتاب الفیہ کہ مولفہ استادی مولانا احمد تتوی ہے رکھکر دوسری روایتون مین نہین مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین پر تمکین کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلاف گذرے یا غلطی رہگئی ہو تو اسے بشریت پر محمول کرنا چاہیے کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اس کا صحیح کیا ہے اور جو کچھ علم ناقص اس کا محیط تھا درج کیا امید وار عفو ہے۔ والعفو عند کرام الناس مقبول وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ الغر المیامین و صحبہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہان اسلام سے اس نواح کی طرف گیا اور اس حدود مین طریق اسلام کو رواج

دیا محمد بختیار خلجی ہر مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہے اور سلطان غیاث الدین محمد سام
کے عہد مین غزنین مین آیا اور اُس کے بعد ہندوستان مین آن کر ملک معظم حسام الدین لعلبک کہ امرائے کبار
سلطان شہاب الدین سے تھا اُس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملک مذکور کے مساعی جمیلہ سے بعضے
پرگنے درمیان دوآب کے اور اُس پار گنگا کے جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے
اُس کے چہرے سے ظاہر ہوے پرگنہ کنپلہ اور بتیالی بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور
شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اُسکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر صریحی تھا کہ
جب وہ سرو قد ہوکر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اس کی انگلیاں اُس کے زانون کے نیچے گذرتی تھین اور
جو کہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اس طرف کے سرکشون کو
زیر کرکے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان
تجمل اُس کا اندازہ سے زیادہ ہوا اور ایک جماعت کہ غور اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان مین
آن کر پراگندہ تھی اسکی سخاوت کا آوازہ سنکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شمہ اس امر سے
قطب الدین ایبک پر ظاہر ہوا اُس کی پرورش مین کوشش کرکے خلعت شادباشی اور سرفرازی
کا اُس کے واسطے بھیجا محمد بختیار خلج اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا اور جیسے صرصر خزان سے
باغ و بستان برباد ہوتا ہے اُس نے لشکریون کے نہب و غارت سے مملکت بہار کو بے برگ و بار کیا
اور قلعہ بہار کو فتح کرکے وہان کے باشندون کو کہ برہمن پیر اور سر تا ضم تھے اور داڑھی مونچھ مونڈواتے
تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب ان کی دستیاب ہوئی تھین اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا کہ
اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہان کے آدمیون سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے
اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتے ہین اسوجہ
سے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اس کے محمد بختیار خلج مع اموال
و غنائم بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کے واسطے دارالخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت
مین فائز ہوکر عنایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمچشمون مین محسود ہوا
اس صورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جس سے اُس کی کسر شان اور حقارت
و اہانت ہو مذکور کرتے تھے آخر ش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے لڑنے کا داعیہ
رکھتا ہے اور بروضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اس عرصہ مین وہ فیل سفید سے کہ مست ہوا تھا
خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کرکے انکار کیا
اور آخر کو مفسدون کے مبالغہ سے اس مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اس نے قصر دہلی کو آراستہ کرکے
اجلاس کیا اور صلائے عام دے کر خلقت کو بلایا اس کے بعد فیلبان فیل سفید کو میدان مین لائے

پھر سبھون نے یہ عرض کی کہ محمد بختیار کے جوڑ کا ہاتھی تمام ہندوستان مین دستیاب نہین ہوتا یہ سنکر سلطان
قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہی اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ آویزش ہو بسم اللہ
محمد بختیار نے جب یہ کلام سنا جرأت اور غیرت سے نہ کہہ سکا کہ مین نے ارادہ نہین کیا القصہ جنگ پر فوراً
مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ مین رکھتا تھا لے کر اُس فیل کوہ تمثیل کے مقابل ہوا اور اُس کی صولت کو
شوکت فیل شطرنج کی طرح تصور کر کے قدم میدان بہادری مین جمایا اور نہایت قوت اور پھرتی سے ایسا
گرز اُس کے دانتون کے مابین اور خرطوم پر مارا کہ اُس کے صدمہ سے دانت اُس کے ہل گئے دوسرا
وار اُس پر کیا چاہتا تھا کہ ہاتھی چنگھاڑ مار کر دشمن فیل افگن کے سامنے سے بھاگا اور حاضرین اور حاسدین
نے انگشت حیرت دندان تفکر سے داب کر صداے تحسین و آفرین بلند کی اور قطب الدین ایبک نے
ہمت اسکی پرورش پر مصروف کر کے اُسے دربار مین اس قدر نقد و جنس سے سرفراز فرمایا کہ قلم و زبان
اُس کی شرح سے عاجز ہی اور محمد بختیار نے علو ہمتی اور بلند حوصلگی سے جو کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر
نثار کیا اور مع خلعت خداوند دوست نواز اور دشمن گداز اپنے مکان پر آیا دوسرے دن فرمان شاہی
حکومت بہار اور لکھنوتی مع سراپردہ سرخ اور نوبت و نشان سے اختصاص پایا یعنے کہتے ہین لکھنوتی
عبارت ہی گور اور بنگالہ سے کہ دریاے بزرگ یعنے سمندر کے کنارے تک ہی اور بعضے کہتے ہین
گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہی اور گور کے اُس طرف سے بنارس اور ساحل سمندر تک بنگالہ ہے
اور اُسے حقیقت مین بنگ کہتے ہین الغرض جب محمد بختیار اس حدود مین پہونچا لکھنوتی اور
بنگالہ کی تسخیر مین کوشش کی اور وہ ملک لکھمنیہ ولد راے لکھمن کے تصرف مین تھا صدر جہان الغ ...
نے بقلم تدبیر یون مرقوم کیا ہی کہ راے لکھمن کا پاے تخت شہر نودیا ممالک لکھنوتی مین تھا اور اُسکی
رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اُس فرمانروا سے حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت پہونچا منجمان برہمہ صاحب
وقوف اور طالع شناس کو طلب کر کے وقت تولد کی سعادت و نحوست تفتیش فرمائی سبھون نے متفق اللفظ
والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت مین پیدا ہوگا ظاہر اشقاوت اور بدبختی مین زمانہ بسر
کریگا اور جو دو ساعت یعنے دو گھڑی کے بعد پیدا ہوگا مسند شاہی پر متمکن ہوگا اس عاقلہ نے یہ سنکر
فرمایا کہ اس کے دونون پانون باندھ کر دخول وقت سعید تک سرنگون لٹکا دین پرستارون نے اُس کے
حکم کے موافق عمل کیا من بعد وہ لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ عفیفہ اس صدمہ سے جانبر نہوئی لکھمن اور ارکان دولت
نے اس مولود کا نام لکھمنیہ رکھکر دایہ کے سپرد کیا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا لکھمن فوت ہوا وہ بجاے
پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب سر کر کے اسی برس اس مملکت مین کہ نہایت وسیع اور کشادہ
تھی برسر حکومت رہا اور کمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا اور ایسا سخی تھا کہ اپنی ناموری
کے واسطے کسی کو لاکھ روپیہ سے انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جرجانی کہتا ہی کہ جماعت

نجومیون اور برہمنون کی کہ حکماے عصر تھے اُنھون نے راجہ سے عرض کی کہ کتب متقدمین مین مرقوم ہی
کہ فلان تاریخ یہ مملکت ترکون یعنے مسلمانون کے ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوے بہتر یہ ہی
کہ راجہ ایسا انتظام کرے کہ تمام آدمی اس مملکت سے نکل جاوین کہ ہم ترکون کے فساد سے امین
رہین راجہ نے پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہی تاکہ اُس کے ذریعہ سے
حقیقت حال معلوم کرین بولے ہان کتب معتبرہ مین اُس کے آثار اور علامات اس طرح مسطور ہین کہ
جب وہ ایستادہ ہوکر اپنے ہاتھ لٹکاوے انگلیان اس کی کف دست کی ساق تک پہونچین پھر لکھنہ نے
اپنے معتمدون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھون نے بعد جستجوے کمال
محمد بختیار کو ساتھ اُس صفت کے موصوف پایا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار کیا اور اس امر سے
برہمنان اور حکماء اُس دیار کے درمیان مین اضطراب عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنے مضمون کتب
کے بموجب بر سبیل استعجال بعضے جگن ناتھ کی طرف اور بعضے کامرود کو اور بعضے انتہاے بنگ یعنی بنگالہ
کی سمت روانہ ہوئے اور نقل مکان مین حتی الامکان کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا لیکن لکھمنہ ترک مملکت
موروثی اور وطن اصلی سے نقل مکان پر راضی نہوکر براہمہ کا ساتھ نہ دیا محمد بختیار اُسی عرصہ مین بقصد
تسخیر ولایت راے عدالت شعار نواح بہار سے سوار ہوکر ایسا کمیت برق آسا کو جولان کیا کہ قبل
اُس سے باد سریع السیر دار الملک شہر نودیا مین خبر نہ پہونچا سکے اور ایسے وقت مین کہ راے عدالت
شعار کے روبرو دسترخوان مائدہ نعمت کا بچھایا جاتا تھا ناگاہ قصر کے دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور
سراسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکل گیا اور تنہا کشتی مین سوار ہوکر جگن ناتھ اور کامرود
مین دم لیا اور اُسی عرصہ مین با دل پر حسرت زیر خاک منزل گزین ہوا اور محمد بختیار نے شہر نودیا کہ جو مابین
لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کر کے آبادی کا نام و نشان باقی نہ رکھا اور ولایت لکھنوتی پر مع بسیاری
پرگنات بنگالہ متصرف ہوکر خطبہ اور سکہ اس ممالک اور جاجنگر اور بہار اور دیوکوٹ اور مارسوہی کا اپنے
نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کے عوض ایک شہر موسوم برنگ پور بسا کر اپنا دار الملک بنایا
اور مسجدین اور عبادت خانے اور مدرسے اس شہر اور ولایت مین بجاے معابد کفار برسم و طریق
اسلام بر رونق و رواج تمام مزین اور محلے کئے اور غنائم نفیس کہ ان سنوات مین اُس کے
ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کے واسطے بھیجکر حسن اعتقاد اور نیک ذاتی اپنی عالم پر ظاہر کی
اور بعد چند سال کے اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کر کے زمینداران اور راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع
اور منقاد کیا اور اُسکے آفتاب اقبال نے روز بروز عروج اور ترقی کی یہان تک کہ ولایت تبت اور
ترکستان کی تسخیر کا سودا اس کے دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیر خان خلجی کو کہ سپہ سالار تھا ولایت جاجنگر
اور لکھنوتی اور دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُس کے بھائی کو کہ وہ بھی امراے کبار سے تھا

اس کی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلجی کو کہ وہ بھی عمدہ سرداروں سے تھا اُسکو دیوکوٹ اور بار رسول کے
کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور بخاطر تخت گاہ اور ولایت سے جمع کرکے مع بارہ ہزار سوار انتخابی پہاڑون
کی طرف کہ لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہین متوجہ ہوا اور خلقت اُن پہاڑون کی تین قسم کی ہے ایک
پنج دوسری کونچ تیسرے تہارا اور وہ تمام ترک چہرہ ہین اور اُن کی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہے
ایک زمیندار پنج سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد مین رہتا تھا محمد بختیار کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اُسکے
ہاتھ سے مشرف اسلام ہوکر علی پنج مشہور ہوا چنانچہ وہی راہ نما اُن کوہستان جالنستان کا ہوا اور اُس نے
اُسے اُس اطراف واکناف کے ایسے ایک شہر مین پہونچایا کہ ابردہن نام رکھتا تھا اور اُس شہر کے آگے
ایک نہر روان تھی کہ عرض وعمق اُس کا دریاے گنگ سے چوگنا تھا اور اُسے نیکری کہتے تھے جس وقت
کہ گرشاسپ بلاد ترکستان سے ہندوستان کی طرف آیا شہر ابردہن کو احداث فرمایا اور دریا کے بالاے
آب دس روز کے راستہ پر جاکر وہ مقام کہ لائق پل باندھنے کے تھا ایک پل گچ اور پتھر تراشیدہ سے تیار
کرکے کامرود مین آیا محمد بختیار علی پنج کی رہبری اور ہدایت سے بالاے آب کا راستہ لے کر بھیڑ اور پہاڑون
مین روانہ ہوا یہان تک کہ اُس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسرے خلجی کو محافظت کے لیے
پل پر مقرر کیا اور خود عبور کرکے نواح تبت مین آیا راے کامرود کہ جراٴت اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ
سنکر اُسکے ساتھ طریق شرمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اُس جناب کے عبور سے آگاہی پاکر اپنے معتمدون
کو اُسکے پاس بھیجکر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سے اطلاع دے کر التماس کی کہ امسال
سال ولایت تبت کی تسخیر موقوف رکھیے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے مین بھی چلون گا لیکن
محمد بختیار نے کہ اس کا بخت برگشتہ تھا یہ امر قبول نہ کیا بلکہ اور لوگون کی بھی نصیحت گوش ارادت سے
نہ سنی جلد تبت کی طرف روانہ ہوا پندرہ دن درمیان پہاڑون سخت کے قطع مسافت کی سولھوین دن
پہاڑون کو طی کرکے ایک صحراے مسطح مین پہونچا ایک مملکت نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض لشکر
اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کرکے نہب وغارت مین مشغول ہوا اور وہان
کے حاکم نے بہ ہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہوکر مسلمانون کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا اور صبح سے تا شام
مصروف وغا ہوکر بہت مسلمانون کو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن اور سپر اور خود باندھے
تھی اور وہ خلقت تمام تیر انداز اور بعضے آدمی نیزہ دار تھے محمد بختیار اُس شب قلعہ کے گرد فروکش
ہوا جب خواب غفلت اور بےفکری سے بیدار ہوا اور اُس ولایت کے خصوصیات دریافت کیے معلوم
ہوا کہ اُس مقام سے پندرہ کوس پر ایک شہر ہے اُسے کرم پٹن کہتے ہین پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز
وہان رہتے ہین اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اُس بازار مین فروخت ہوتے ہین اور تمام
گھوڑے اُس مقام کے شہر لکھنوتی مین پہونچتے ہین جو مردم لشکر اسلام اُس روز راستہ کے تھکے ہوئے

اور جنگ سے خستہ تھے اس قدر لشکر کثیر کے مقابلہ کی طاقت اپنے مین مفقود دیکھکر بہنگام شب کو کوچ
کرکے عازم مراجعت ہوئے جو حکام تبت نے مواضع عبور مین علف وغیرہ کو آگ دے کر جلا دیا تھا اس وجہ
سے آذوقہ بہت کم پہونچتا تھا بہ محنت و مشقت فراوان ولایت راے کامرود مین پہونچا اتفاقاً وہ دوامیر
جو پل کی محافظت کیلیے واسطے مقرر تھے آپس مین مناقشہ کرکے پیشتر راہی ہوگئے اور کفار کامرود کو ان
دو امیرون کے سبب بہت ایذا پہونچی تھی سبھون نے اتفاق کرکے اس پل کے ٹوڑ و مسمار کرکے راہ
عبور بند کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی بازی سے خیرہ ہوئی اس نواح کے ایک بتخانہ مین جو نہایت
سنگین اور پائدار تھا مع فوج در آیا راے کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہوکر اس بتخانہ مین
داخل ہوا ہے اس واسطے فرصت پاکر اس حدود کی تمام سپاہ اور رعایا کو حکم دیا کہ جو جنگ صف لشکر
اسلام سے دشوار ہے لازم کہ بطور تاخت جاکر بتخانہ کے دروازے مسدود کرکے مسلمانون کو باہر آنے
سے مانع ہوویں کہ تشنگی اور گرسنگی سے عاجز ہوکر ہلاک ہوویں محمد بختیار خلجی ان کے ارادہ سے واقف
ہوکر بتخانہ سے نکل آیا اور اس دریا کے ساحل پر منزل کرکے عبور کی تدبیر کرنے لگا ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا
دریا مین ڈال کر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہے تعاقب کفار کے خوف سے سب ایکبارگی پانی مین
داخل ہوئے جو ہر جگہ پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا باقی تمام افواج
اس دریاے خون آشام مین ڈوب گئی رحمت اللہ کی ان سب پر ہو جبکہ محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا
جب دیوکوٹ مین پہونچا تو غم و اندوہ سے کہ اس کے دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان
معزالدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمانہ ہم سے پھر گیا اور بخت یار نے یاری سے
کنارہ کیا اور حالانکہ انھین دنون مین سلطان معزالدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے ممالک مین
مشہور ہوئی خلجیون کی عورتین اور لڑکے جو تلف ہوگئے تھے اپنے شوہرون کی تحقیق کے واسطے دیوکوٹ
مین آئین اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہوکر محمد بختیار کو بددعا اور گالیان دیتی تھین اور محمد بختیار
اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ تر غمگین ہوا اور سنہ ۶۰۲ھ چھ سو دو ہجری مین اس دار ناپائدار سے
دار البقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ علی مردان خلجی جب اس حادثہ سے
واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ مین آیا اور محمد بختیار کے مکان مین کہ کسی نے اسے تین دن سے
نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اس کے منہ سے ہٹا کر ایک خنجر جگر شگاف سے اس کا کام تمام کیا بہر تقدیر
جنازہ اس کا پہاڑ مین لیجاکر مدفون کیا اس کے بعد امراے بادشاہان دہلی نے اس ولایت کی
حکومت کی جیسا کہ احوال انکا بادشاہان دہلی کے ضمن مین مذکور ہوا ہے

ذکر فرمانروائی سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

ملک فخرالدین حاکم بنگالہ قدرخان کا سلاحدار تھا اس کی شمشیر لیے رہتا تھا جب وہ ستارگانون مین نوشتہ

ہوا تو ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس ہجری مین اس کے اثاثہ پر متصرف ہوکر اپنا فخر الدین خطاب کیا اور اس
ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے مین کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس
امر سے آگاہی پاکر قدر خان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عزیز الدین یحیی اور فیروز امیر کوہ کو اسکے
سر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخر الدین شکست پاکر جنگل و دور دست کی طرف بھاگا اور گھوڑے
و ہاتھی اس کے مردم قدر خان کے ہاتھ آئے اور قدر خان نے وہین استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیرون
پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا اور قدر خان زر جمع کرنے مین مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے
غافل رہا اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر پیش تخت زر سرخ
و سفید کا انبار کرون قضا را فخر الدین یہ خبر سنکر پوشیدہ آدمی اپنے لشکریون کے پاس بھیجکر اُن سبکو موافق
کیا اور وعدہ کیا کہ جس وقت قدر خان پر فتح پاؤنگا خزانہ تم پر تقسیم کرونگا اور جب فخر الدین مع لشکر جنگل
سے برآمد ہوکر ستارگانون کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کرکے
قدر خان کو قتل کیا اور خزانہ اُٹھاکر فخر الدین کے شریک ہوئے اور فخر الدین نے وعدہ پورا کیا اور وہ تمام
زر اُنھین ارزانی رکھا اور ستارگانون کو تختگاہ کرکے اس ملک کی حکومت مین مشغول ہوا اور اپنے غلام
مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدر خان کے
لشکر کا بخشی تھا اس نے ہمت اور مردانگی کرکے ازروے اخلاص اور دو تنخواہی ایک جماعت کو ساتھ
اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دیکر فتحنامہ اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے
پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام مین مشغول ہون لیکن سلطان نے اسکو نہ پہچانا اور
یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا ناظم کرکے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی مین نہ پہونچا تھا قضاے الٰہی سے
مرگیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے تصرف مین رہی جو سامان شاہی مہیا تھا آپ کو سلطان علاء الدین
ہوگیا اسی عرصہ مین ملک الیاس نام کہ اس نواح مین رہتا تھا اُس نے لشکر جرار لیکر لکھنوتی پر تاخت
لاکر بندگان سلطان علاء الدین کو قتل کرکے اپنے تئین سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور ۷۴۲ھ سات سو
اکتالیس مین ستارگانون پر چڑھائی کی اور ملک فخر الدین کو زندہ گرفتار کرکے لکھنوتی مین لایا اور اسکی
گردن مین پھانسی ڈالکر لٹکایا اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف
مین تحریر کیا ہے کہ ملک فخر الدین قدر خان کا سلاحدار تھا اور اُسنے لکھنوتی مین اپنے ولی نعمت کو غدر سے
قتل کرکے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت
بھیجا ملک علی مبارک بخشی لشکر قدر خان کا مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دیکر اُس کے اثاثہ حشمت اور
سازویراق پر جو اس کے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان فخر الدین جو نو دولت تھا اور اپنے آدمیون سے
اطمینان خاطر نرکھتا تھا ملاحظہ کیے علی مبارک کے سر پر نہ گیا یہان تک کہ علی مبارک نے اپنا سامان

درست کرکے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور سنہ ۷۴۱ سات سو اکتالیس ہجری مین فخر الدین لکھنوتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کرکے مارا گیا مدت فخر الدین کی سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھی ٭

ذکر علی مبارک المخاطب بسلطان علاء الدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاء الدین نے فخر الدین کو قتل کیا باستقلال تمام لکھنوتی مین تھانہ بٹھا کر بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اس کا آباد کیا ہوا ہے سلطان علاء الدین کے لشکر کو ساتھ اپنے متفق کرکے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا علاء الدین شاہ کو مار کر اپنا نام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ایکسال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس المشہور بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاء الدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف مین آیا باتفاق امرا اپنا سلطان شمس الدین شاہ بھنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس کا لقب بھنگرہ ہے لیکن وجہ تسمیہ اسکی مولف کو معلوم نہوئی الغرض بعد چند روز کے امرا اور سپاہ کی دلجوئی کرکے ولایت جاجنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانون کے تصرف سے بر آوردہ ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اس نواح مین جا کر ہاتھی نامی بہم پہونچا کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اسکا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی مین مشغول رہا من بعد شوال کی دسوین تاریخ سنہ ۷۵۴ سات سو چون ہجری مین سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ مین قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اس کے اطراف مین پہونچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے بر آمد ہو کر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگ کر قلعہ اکدالہ مین پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلان جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور سنہ ۷۵۵ سات سو پچپن ہجری مین شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت جو لائق مجلس شاہون کے ہو بمصاحبت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچیون پر جاری رکھکر انھین رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر سنہ ۷۵۶ سات سو چھپن ہجری مین پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیون کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد

گھوڑے تازی اور ترکی مع تحف وہدایاے دیگر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا اور ملک سیف الدین نے موافق حکم بادشاہی کے وہ گھوڑے امراے بہار کو دیے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھی ؀

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپایدار سے دار البقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اس کا بڑا بیٹا امرا اور افسرون کی بہ تجویز تخت سلطنت پر جاوہ گر ہوا اور اُس نے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکر عدل و احسان کی بشارت دی اور مہمات شاہی مین مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اور النسب جان کر پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا اقمشہ برسم پیشکش بھیجا اُس وقت کہ سنہ ۷۶۰ سات سو ساٹھ ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ مین مشغول ہوا اور قلعون کو اور مکانون کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفر آباد مین پہونچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر ہاتھ سے نہ دی قلعہ اکدالہ مین متحصن ہوا اور جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا پیشکش ہر سالہ قبول کر کے بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا بادشاہ ابھی بندہ وہ مین تھا کہ ۳۷ سینتیس زنجیر فیل اور مال وافر اور اقمشہ متکاثر خدمت مین بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کر کے تمام عمر عیش و عشرت مین بسر کی مدت اُس کی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھی ؀

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا

سکندر شاہ کے بعد اُسکا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے باپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش و عشرت مین آخر کی اور سنہ ۷۷۵ سات سو پچھتر ہجری مین تنگناے جسمانی سے وسعت آباد روحانی کی طرف خرامان ہوا مدت اُس کی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی —

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امراے اس کے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر بجاے پدر تخت پر متمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا اسکی کاردانی اور دانائی سے محتاط

رہتے تھے اس نے کبھی بادشاہ دہلی سے مخالفت نہ کی اور اطراف کے راجاؤن نے اُس کے حلقۂ اطاعت سے سر باہر نہ کھینچا مطیع اور فرمان بردار ہو کر مال واجب کے ادا کرنے مین تامل اور توقف جائز نہین رکھتے تھے غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور ۷۸۵ھ سات سو پچاسی ہجری مین شربت اجل طبیعی چکھکر مسند زندگی سے برخاست ہوا اُس کی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار ناپائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُس کے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دے کر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خورد سالی کے سبب سے خفیف العقل تھا کانس نام کافر کہ خاندان امرا سے تھا اس نے اُس کے عہد مین نہایت شوکت اور استقلال بہم پہونچایا اور ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کی طرف ۷۸۸ھ سات سو اٹھاسی ہجری مین خرامان ہوا کانس نشان حکومت بلند کر کے مسند جہانبانی پر متصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہر چند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانون سے آمیزش اور محبت اس قدر رکھتا تھا کہ بعضے مسلمان اُسکے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُس کی لاش پیوند زمین کرین بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم نیستی کا راستہ لیا پھر اُس کا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہو کر تخت فرماندہی پر متمکن ہوا

ذکر جتمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جتمل نے بعد فوت پدر اعیان و ارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر حقیقت وسچائی دین محمدی ظاہر ہوئی مجھے اس دین حق قبول کرنے سے چارہ نہین ہے مین تو خواہ مخواہ مسلمان ہون اگر تمھین میری سلطنت سے انحراف نہو اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھون اور جو نہین میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤن مجھے معاف رکھو تمام امرا نے متفق ہو کر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہین اور امور دنیوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہے جتمل نے علما اور فضلاے لکھنوتی کو طلب کر کے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا لقب سلطان جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا

عدل و داد کو مروج کر کے اپنے عہد کا نوشیروان ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی
سے بنگالہ اور لکھنوتی مین بادشاہی کی سنہ ۸۱۲ آٹھ سو بارہ ہجری مین اجل طبیعی سے روضۂ رضوان کی
طرف خراماں ہوا اُسکا بیٹا احمد سلطان بجاے اسکے تخت سلطنت پر قائم ہوا ۔

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنی مرگیا اعیان حضرت نے اس کے فرزند
کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا اُس نے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کر کے
داد و دہش مین کوشش کی یعنے خلائق کثیر کو بحر انعام و احسان مین غریق کیا اور اخیر سنہ ۸۳۰ آٹھسو
تیس ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اُس کی سولہ برس تھی ۔ فقط

ذکر ناصر الدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اس کے غلام ناصر الدین نام نے
از روے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادون کے قتل مین جو وارث
ملک تھے کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا و آخرت کا اسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی
اُسی دن امراے سلاطین بہنگرہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین بہنگرہ
کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر مہمات سلطنت مین مشغول ہوا ۔

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بہنگرہ کی سلطنت اور جہانداری کا

زمانہ کی عجائب و غرائب سے یہ کہ بعد انقراض سلطنت سلاطین بہنگرہ کہ سالہاے دراز گذرے تھے پھر اُسکی
حکومت نے دوبارہ اُس کی اولاد پر خاندان قدیم مین بازگشت کی اور وہ اقبال کہ ادبار سے مبدل ہوا تھا
پھر ہما کے مانند سایہ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کہ اُس ولایت کی زمینداری مین سکونت اختیار کر کے کاشتکاری
مین مشغول تھا اور اُسے اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سے مرتبۂ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ
ہوا اور چونکہ اخلاق حمیدہ اور صفات حسنہ مین موصوف تھا خلائق درگاہ بہنگرہ کی جو راجہ کانس اور
جلال الدین اور احمد کے زمانہ مین اطراف و اکناف مین پراگندہ ہوئی تھی خبر اُس کے جلوس کی سُنکر
دربار مین حاضر ہوئی عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچی وضیع و شریف اُس کے سلوک پسندیدہ سے راضی
اور خوش دل ہوئے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرقی درمیان سلاطین پوربی اور دہلی کے
حائل ہوئے تھے بتیس برس بفراغت تمام بلا مزاحمت ایام سلطنت بسر کیے اور سنہ ۸۶۲ آٹھسو باسٹھ ہجری

ہجری مین خرابۂ دنیا سے معمورۂ عقبےٰ کی طرف خرامان ہوا

تذکرہ باربک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

جب ناصر شاہ نے عالم فنا مین قدم رکھا اس ملک کے امرا اور بزرگون نے باربک شاہ کو سریر ایالت پر اجلاس دیا اور اُس کے عہد معدلت مہد مین سپاہ اور رعایا شہر کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند ہے کہ جس نے غلامان حبشی پر نظر الطاف مبذول کر کے معزز کیا اور قریب آٹھ ہزار حبشی بہم پہونچا کر شغل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات جلیل اُن سے رجوع فرمائین اور سلاطین گجرات اور دکن نے بھی تقلید کر کے اُس گروہ یعنے حبشیون کی عزت و اعتبار مین کوشش فرمائی اور باربک شاہ نے سترہ برس عمر عزیز بدولت و اقبال بسر کی اور ۸۷۹ھ آٹھ سو اُناسی ہجری مین اُس کی شمع حیات گلگیر اجل سے منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُس کے باپ نے عالم گذران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت و تاج پر قابض ہوا اور شیوہ عدل و داد مرعج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم و فضل سے آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین مبالغہ فرماتا تھا اور اُس کے عہد مین کسی کو مجال نہ تھی کہ اُس کے حکم سے تجاوز کر کے علانیہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر بار اپنے حضور طلب کر کے بتاکید تمام فہمایش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی مین کسی کی جانبداری نہ کرنا وگرنہ ہمارے تمھارے درمیان صفائی نہ رہے گی اور ایذا بہت پہونچاؤن گا اور چونکہ خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات مین کہ قاضی عاجز ہوتے تھے آنھین خود بنفس نفیس فیصل کرتا تھا الغرض ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین طومار اُس کی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنے دار فنا سے دار البقا کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال و چھ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونے کا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرا نے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اُسکا ثابت نہ ہوا اُسے معزول کر کے فتح شاہ کو سریر جہانبانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا —

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا +

منقول ہے فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کر کے ہر ایک امرا کے نوازش

حال و مرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلامان حبشی کو جو باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد مین فراہم ہو کر نہایت معتبر ہو کر حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے تازیانہ عدل سے سیدھا کر کے اصلاح پر لایا اور اُس وقت ملک بنگالہ مین یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچ ہزار پایک چوکی خانہ کا پہرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر اُنھین رخصت دیتا تھا اس وقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے خود مختار تھے پریشان ہو کر ایک خواجہ سرا کے پاس کہ جس کا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کے تمام آدمی اُس کے ماتحت تھے اور محلات شاہی کی کنجیان بھی اُس کے سپرد تھین اور اولوالعزمی کی علامت اس کے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جا کر سلطنت کی تکلیف دی قضارا اس عرصہ مین خان جہان خواجہ سرا اور وزیر ملک اندیل حبشی امیرالامرا خاصہ خیل و خلاصہ لشکر سے سرحد کے راجاؤن کے دفع کے واسطے نامزد ہوئے اور سلطان شہزادہ نے فرصت پا کر خواجہ سراؤن اور چوکی خانہ کے سپاہیون کی اعانت سے فتح شاہ کو سنہ ۸۹۶ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین قتل کیا اور نجر کو تخت پر برآمد ہو کر چوکی خانہ کے آدمیون کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان باربک کی حکومت کا

جب خواجہ سرائے بد ذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کر کے تمام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جا بجا سے اس کے پاس فراہم ہوئے اور اس بدبخت نے ارزال اور پست ہمتون کو مال سے فریفتہ کر کے اپنے پاس جمع کیا یہان تک کہ شوکت اس کی روز بروز افزون ہوئی پھر امرائے صاحب جمعیت کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امرائے کبار کا سرگروہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد مین تھا اس امر سے واقف ہو کر اس اندیشہ مین ہوا کہ کسی ڈھب سے پلے تخت پر پہونچ کر اُس کا کام تمام کرون اس عرصہ مین خواجہ سرائے خون گرفتہ کے دل مین یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اسے طلب کر کے مقید کرے پھر فرمان طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل الٰہی سمجھ کر مع جمعیت خوب حاضر ہوا اور دربار مین نہایت احتیاط سے آمد و شد کرتا تھا خواجہ سرا اس کے دفع مین عاجز ہوا ایک روز ایک مجلس بزیب و زینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اُس کے دارالامارۃ کے اطراف و جوانب مین کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوئے اور مجلس کمال شوکت و شان سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک اندیل کو اپنے روبرو بلا کر نہایت التفات فرمایا اور یہ بات کہی کہ مین سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کر کے تخت پر متمکن ہوا ہون تو اس بارہ مین کیا کہتا ہے ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا مصرع ع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود ٭ سلطان شاہزادہ کو یہ جواب پسند آیا فوراً خلعت اور ٹیکا اور خنجر مرصع اور چند

گھوڑے اور ہاتھی اسے انعام فرمائے اور کلام اللہ درمیان مین لاکر اس سے کہا کہ تو قسم کہا کہ مین تجھے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاؤن گا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی کہ جب تک تو تخت پر رہے گا مضرت نہ پہونچاؤن گا اور جو کہ تمام آدمی اُس خواجہ سرا سے آزردہ دل تھے اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے ولی نعمت کے انتقام مین بجد تھا دربانون کو متفق کر کے فرصت وقت ڈھونڈھتا تھا غرضکہ ایک رات کو وہ محسن کش لیعنی ملک باربک شراب پی کر تخت پر سو گیا ملک اندیل حبشی دربانون کی ہدایت سے اُس کے قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اُسے تخت پر افتادہ پایا قسم یاد آئی فکر مین ہوا اس عرصہ مین وہ اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اُس کا سرحد زوال مین پہونچا تھا کروٹ لے کر تخت سے نیچے گرا ملک اندیل نے یہ امر اپنے طالع کی قوت سے سمجھ کر پھرتی اور چابکدستی سے اُس پر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہ ہوا سلطان شہزادہ خواجہ سرا ہوشیار ہوا آپ کو شمشیر برہنہ کے مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا جو کہ قوی اور عظیم الجثہ تھا ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کر کے اس کے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی نے اُس کے سر کے بال مضبوط پکڑ کے یغرشخان ترک کو جو اُس مکان کے دروازہ مین ایستادہ تھا بآواز بلند بلایا وہ مع جماعت حبشیان فوراً آپہونچا اور ملک اندیل کو اُسکے نیچے دیکھکر تیغ زنی سے متعذر ہوا اس واسطے کہ ایک تو رات کا وقت تھا دوسرے اُن کی ہاتھا پائی مین شمع بھی پامال ہوکر بجھ گئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل حبشی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اُسکے موے سر میرے ہاتھو مین ہین اور یہ اس قدر ضعیف اور جوڑا ہے کہ میرا اسیر ہو گیا ہے تلوار اس سے گذر کر مجھ پر نہ پہونچے گی اور قضا سے چارہ نہین اگر اسی بہانہ لکھی ہے کیا مضایقہ اگر مثل میرے ہزار جان ولی نعمت کے قصاص خون مین تلف ہو وین تو بھی تھوڑے ہین یغرشخان نے آہستہ آہستہ کئی زخم باربک کی پشت پر مارے اور اُس نے عمداً آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا اور ملک اندیل اُٹھکر باتفاق یغرشخان اور حبشیون کے محلسرائے خاص سے برآمد ہوا اور مسمی نواچی پائتی حبشی جو در دولت پر حاضر تھا اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا نواچی حبشی یہ حال سُنکر باربک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا کہ باربک شاہ خوف ملک اندیل سے خزانہ کی طرف بھاگا نواچی پائتی حبشی جب اُس مخزن کی طرف متوجہ ہوا باربک شاہ نے پھر آپکو خواب مرگ مین ڈالا اور اُس نے فریاد بلند کی کہ غدارون نے ہمارے صاحب کو ہلاک کر کے سلطنت کو برباد کیا باربک شاہ نے اُسے اپنا خیرخواہ تصور کر کے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش ہو کہ مین زندہ ہون تبا ملک اندیل حبشی کہان ہے جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپ کے دشمنون کا کام تمام کر چکا ہے اپنے مکان کی طرف راہی ہوا باربک شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جا کر فلان فلان امرا

کو جمع کرکے اُن کو تعین کر کہ ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُس کا سر لادین اور دروازون کو چوکی خانہ کے پیادون کے سپرد کرکے مصلح ہوکر ہوشیار رہین تواچی نے کہا مین سر آنکھون سے ابھی اس کا علاج یعنے تدارک کرتا ہون یہ کہکر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا وہ تواچی پاشی کے ہمراہ محل مین آیا اور خنجر سے اس کا کام تمام کیا اور آپ سے مخزن مین چھوڑکر مجلس اکا دروازہ مقفل کیا اور باہر جا کر آدمی خان جہان وزیر کے بلانے کو بھیجا اور اُس کے آنے کے بعد شاہ کے تعین کرنے کے بارہ مین مشورہ کیا اور جو فتح شاہ سے ایک طفل دو سالہ خرد سال کے سوا دوسرا فرزند نتھا فکر مین ہوئے کہ یہ شاہی کے لائق نہین ہی کیونکر اسے تخت پر بٹھا دین پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ کے مکان پر گئے اور شاہ کی بی بی سے سانحہ شب یعنے قتل کرنا باربک خواجہ سرا کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا صاحبزادہ ابھی نہایت خرد سال ہی اور جب تک یہ سن تمیز کو پہونچے اور مہمات ملکی کو انجام دے کسی کو سلطنت پر بٹھانا ضرور ہی شہزادہ کی والدہ جب ان کے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ مین نے خدا سے یہ عہد کیا ہی کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اسے عنایت کرون ملک اندیل حبشی نے پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اُس مجلس مین حاضر ہوئے اور سبھون نے باتفاق اُسے اس امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت طغیان شاہ باربک کی بقول آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور پندرہ یوم تھی اور بعد واقعہ باربک شاہ کے یہ رسم بنگالہ مین مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حاکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اس قدر موقع اور فرصت پاوے کہ بجاے اُس کے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اُس کی جادۂ اطاعت مین قدم رکھکر اُس کے معارض نہ ہووین

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بفیروز شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کی طرف گیا اور اس مقام مین طریق عدالت اور احسان جاری کرکے خلایق کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور اُس کے عہد حکومت مین جو اکثر کار نمایان وقوع مین آئے تھے سپاہ و رعیت نے اُس کی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتدالی نہ کی اور اس نے تین برس نہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین اُسکا چراغ ہستی صرصر فنا سے خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اُسکے انجام حال کا

جب فیروز شاہ فوت ہوا امرا اور وزرا نے اُس کے بڑے فرزند سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر

کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی و مالی کا منتظم اور متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت اپنے
قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور دوسرا حبشی کہ جس کا نام سیدی بدر دیوانہ
تھا اُس نے حبش خان کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے بہ تنگ آن کر اُسے تیغ سیاست سے
ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینے لگا اور بعد چند روز کے چوکی خانہ کے سردار کو موافق کرکے
سلطان محمود شاہ کو بھی پردۂ شب مین شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور اُن اُمرا کی تجویز سے
جو اُسکے شریک تھے اپنا نام مظفر شاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود کی مدت سلطنت ایک
سال تھی اور حاجی محمود قندھاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ سلطان محمود شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور
حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُس کی پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ
کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھایا جب چھ برس کا زمانہ گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس
ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کرکے بہ تفصیل مسبوق الذکر شاہ ہوا۔

ذکر سیدی بدر حبشی الملخاطب بمظفر شاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفر شاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفاے ملک کو جو اُس کی شاہی
سے راضی نہ تھے اُنھیں قتل کیا اور جن راجاؤن نے کہ شاہان بنگالہ کی خصومت پر کمر باندھی تھی اُنھین بھی
فوج کشی کرکے ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کرکے ملک و مال کا اختیار دیا
اور اُس کی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کرکے خزانہ کی زیادتی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور
ایک عالم کو اپنی بے اعتدالی سے متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امراے کبار نے اُس سے انحراف
کرکے خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچ ہزار حبشی اور تین ہزار پٹھان اور بنگالی متحصن ہوا بقولے
چار ون بقولے چار ماہ افواج درونی اور بیرونی مین جنگ واقع رہی ہر روز ایک جماعت کثیر قتل
ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کرکے سلطان مظفر کے روبرو لاتے تھے کمال قہر و غضب سے شمشیر
کھینچکر اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اُس کے مقتولون کے چار ہزار کو پہونچے آخر کو ایک روز شاہ
مظفر شاہ مع جمعیت شہر سے برآمد ہو کر شریف مکی سے ہم مصاف ہوا طرفین سے بیس ہزار آدمی مارے
گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا اور مقربان وغیرہ سے تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح
ہوتا ہے کہ اُن دنون مین اول سے آخر تک یعنے تمام معرکون مین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہندو
سے عالم فانی کی طرف راہی ہوئے اور سید شریف مکی نے تخت شاہی پر قدم رکھکر فرمان جہانبانی
کا مابند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اس طرح مرقوم ہے کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات
سے لوگ متنفر اور ناراض ہوئے سید شریف مکی اس امر کو سمجھکر چوکی خانہ کے دو سردار کو اپنا یار

موافق کر کے ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا مین در آیا اور شاہ مظفر کو قتل کر کے صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھی —

ذکر شریف مکی المشہور بسلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف مکی مظفر شاہ کی عین حیات اور اپنے ایام وزارت مین چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرے خلائق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہے اور بادشاہی کی لیاقت نہین رکھتا ہے چند مین نے سپاہ اور امرا کے بارہ مین نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زر جمع کرنے مین مشغول ہے اس فریب سے انھین اپنا مہربان اور شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امراے کبار سے شاہ کے بارہ مین مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوے اور سب نے متفق ہو کر اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بناوین تو ہم سے کیا سلوک کریگا کہا تمھارا مدعاے دلی فوراً بر لاؤن گا جو شی شہر کی روے زمین پر ہو گی تمھارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کرونگا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہین مین اس پر متصرف ہون گا الغرض خاص و عام بہ طمع مال راضی ہوے اور اسے تخت سلطنت پر بٹھا کر شہر گور کو جو آبادی مین شہر مصر سے بہتر تھا اس کی تاراجی مین مصروف ہوے اور سید شریف مکی بہ آسانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کر کے خطبہ اپنے نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا۔
بلیت دولت آن ست کہ بےخون دل آید بکنار ؎ ورنہ باسعی و عمل باغ جنان اینہمہ نیست ؎ اور بعد چند روز کے تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع نہوئے بارہ ہزار لیٹرون کو قتل کیا آخر کو اس عمل بد سے باز آئے پھر تجسس اور تلاش کر کے بہت مال اپنے تصرف مین لایا از انجملہ ایک ہزار اور تین سو کشتی طلائی تھی کس واسطے کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال دنیوی سے متمول ہوتا تھا سونے کی کشتی بنا کر اس مین کھانا کھاتا تھا اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی مین حاضر کرتا تھا وہی سرداروں مین شمار ہوتا تھا اور اب تک بنگالہ کے زمینداروں مین یہ رسم مروج ہے اور شاہ علاء الدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امراے اصل یعنے خاندانی امیرون پر رعایت کر کے مثل اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے چوکی خانہ کی سپاہ پایک قلم برطرف کی تاکہ اسکو کوئی ضرر نہ پہونچے اور حبشیون کو اپنے قلمرو سے نکال دیا اور یہ لوگ چونکہ صاحب کشتی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف و جوانب مین مشہور ہو گئے تھے جون پور وغیرہ کے رئیس اُن کے رہنے کے روادار نہ ہوئے اس واسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف متفرق اور پریشان ہوئے اور سلطان علاء الدین نے مغل اور پٹھانون کی دستگیری کر کے عامل

ودیانت داراور کارندے کارگذار جابجا مقرر فرماتے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تنزل وانقلاب کہ سلاطین ماضیہ کے عہد مین مہم پہونچا تھا برطرف ہوا ممالکت کے باغی اور سرتابون نے اس کے خط فرمان پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے بیت چون نوبت دولتش درآمد ملا فریاد ز دشمنان برآمد ملا القصہ آبادی بنگالہ مین نہایت کوشش اور اہتمام مبذول رکھا اور چند مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کے واسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین سال اپنے پاے تخت اکدالہ سے ایکمرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ پنڈوہ مین آیا تھا اور اخلاق پسندیدہ اور وفور عقل وکاردانی کی برکت سے سالہاے دراز تک امر بادشاہی مین مشغول رہا آخر سنہ ۹۲۷ نوسوستائیس ہجری مین قضاے الٰہی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا مدت اسکی سلطنت کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین برحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اسکے اٹھارہ فرزند سے نصیب شاہ کو کہ اولاد اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اُس نے وہ کام کیے کہ جو خلائق کے پسند ہوے یعنے اپنے بھائیون کو قید وحبس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اُس سے دونا اور رحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کرکے سواد ہندوستان پر مسلط ہوا اکثر امراے افغان بھاگ کر نصیب شاہ کے پاس التجالائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا ہر ایک علی قدر مراتب پرگنات لائق اور قصبات شائق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اُس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور سنہ ۹۳۵ نوسوپینتیس ہجری مین جب بابر شاہ نے جونپور کے اطراف مین آن کر اُس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو بھی اپنے قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہوکر تحفہ وہدایا ایلچیون کے ہاتھ بھیجکر غایت عجز وزاری کی بابر شاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کرکے اپنے دار الملک کی طرف پلٹ گیا اور جب بابر شاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی درپے تسخیر بنگالہ ہے اس واسطے نصیب شاہ نے سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین اظہار اخلاص وخصوصیت اور محبت کے واسطے تحفہا ے نفیس ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ منڈو مین سلطان بہادر کی ملازمت کی اور نہایت خاص سے سرفراز ہوا اور اسی عرصہ مین نصیب شاہ باوجود دعوے سیادت مرتکب فسق وظلم ہوا شرح اسکی موجب کدورت خاطر ناظرین وسامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی بیت شیر را بچہ ہمی ماند باو +

تو یہ پیغمبر صبحانی شاہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا خلائق سنی الغرض ۹۴۳ھ نوسو تینتالیس ہجری میں اس کی عمر
اختتام کو پہونچی لیکن معلوم نہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اس پر صدمہ پہونچایا بیت از چرخ نصیب
این جہانیش نماند ٭ سرمایۂ عمر و زندگانیش نماند ٭٭ بہر تقدیر نصیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اسکے
امراسے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور نے کہ آخر میں دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اسی عرصہ
میں بنگالہ پر فوج کشی کرکے اُسے زخمی کرکے معرکے سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر ہمایون بادشاہ کے
پاس پناہ لے گیا اور ہمایون شاہ نے ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری میں مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف
سے برآوردہ کرکے بلدہ گور میں خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام اور
ثبات پیدا نہ ہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ میں آئی اور محمد خان افغان کہ سلیم شاہ کے امرا سے تھا اُسکی
طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور حسب محمد خان قضائے الٰہی سے مرگیا اُسکا فرزند نشان مخالفت بلند
کرکے اور اپنے تئین خطاب سلطان بہادر سے کر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی سلطنت کا

چند روز اس نے بھی نشان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُس کے قبضہ میں بھی نرہی آخر کو سلیمان کرانی
پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امرائے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا ٭

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از فوت بہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اڈیسہ کو بھی اپنے تصرف میں لایا
ہر چند خطبہ اپنے نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلیٰ کہلاتا تھا اور بسبب ظاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے
ملائمت کرکے کبھی کبھی تحفے ہدیا بھیجا تھا غرضکہ پچیس سال بنگالہ کی حکومت کرکے قضائے الٰہی سے فوت ہوا ٭

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات کے بہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کرکے اپنے چچیرے بھائی
کے ہاتھ سے جس کا نام ہانسو تھا دیوانخانہ میں قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام میں مارا گیا پھر بایزید کا
چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا ٭

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

بعد وفات بھائی کے ولایت بنگالہ اپنے تصرف میں لایا پھر امرا کا فساد دفع کرکے خطبہ اور سکہ اس

ممالکت کا اپنے نام پڑھا اور شراب کے نشہ مین اور مصاحبان اوباش کی صحبت مین ہر حد سلطنت اکبرشاہ
کے اطراف مین مزاحمت ہونچائی منعم خان المخاطب بہ خان خانان حاکم جونپور اکبر بادشاہ کے حکم کے
موافق داؤد خان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر امراے مغل کو نامزد کیا داؤد خان
نے لودھی خان کو اُن کے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طرفین نے ایک دوسرے کے مقابل
آن کر داد مردی اور مردانگی دی آخرالامر دونون لشکر صلح کرکے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے اور
پھر اکبرشاہ نے دوبارہ اس کی تسخیر کے بارہ مین فرمان خان خانان کے نام صادر فرمایا اس وقت مین جو
درمیان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھانون کے امراے کبار سے تھا نزاع واقع ہوئی تھی اس نے
خان خانان سے ابواب ملائمت مفتوح کرکے بادشاہ سے طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤد خان
یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عجز آمیز لکھے اور دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق
کرکے اپنے ہمراہ لے گیا اور برخلاف عہد و مروت کے لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر مین
موصوف تھا قتل کیا اور آب سون مین اکبر بادشاہ کے لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام مین
کہ آب سون دریاے گنگ سے ملحق ہوا ہے جنگ واقع ہوئی پٹھان مفرور ہو گئے چند کشتیان
اُن کی سپاہ مغل کے ہاتھ آئین اور منعم خان المخاطب بہ خان خانان دریا سے عبور کرکے تنبیہ کے
لیے متوجہ ہوا اور اس قلعہ کو جس مین داؤد خان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کرکے تنور حرب گرم کیا اس
درمیان مین اکبر بادشاہ بھی اس مقام مین داخل ہوا داؤد خان افغان بنگالہ کی طرف بھاگا اور قلعہ
پٹنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چارسو ہاتھی داؤد خان کے بہادران مغل کے ہاتھ آئے منعم خان
بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گڑھی مین پہونچا داؤد خان بیتاب ہوکر اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور
بعضے امراے اکبری نے جو اوڈیسہ کی طرف گئے تھے داؤد خان کے بیٹے جنید خان سے شکست پائی
منعم خان اس امر سے واقف ہوکر اوڈیسہ کی سمت گیا اور داؤد خان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج
طرفین کا سامنا ہوا دونون لشکر صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئے اور بعد جنگ عظیم
پٹھان شکست کھاکر بھاگے داؤد خان افغان نے اُس قلعہ مین کہ دریاے گنگ کے کنارہ تھا
پناہ لی لیکن جو چارہ نہ رکھتا تھا اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑ کر بقصد جنگ باہر آیا آخر اُس نے منعم خان
سے صلح کرکے ملاقات کی منعم خان ولایت اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُس کے تفویض کرکے
باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سراے آخرت کی طرف خرامان ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
نے خان جہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان افغان منعم خان کے مرنے کے
بعد بلاد بنگالہ کو امراے اکبری کے ہاتھ سے برآوردہ کرچکا تھا سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین مع لشکر عظیم
اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور ٹانڈہ کے ہے خان جہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم ... اکبر

ہوکر معرکہ مین قتل ہوا اور اس کا بیٹا جنید خان زخمی ہوکر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اس کے صدمہ سے دو تین دن کے بعد مر گیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر کٹک و بنارس تمام خان جہان کی کوشش سے دیوان اکبری مین داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امراے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گزار مین داخل ہوئے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہوکر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے بعد وفات عثمان نام افغان نے اس جماعت سے خروج کرکے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم کیے اور خطبہ اس نواح کا اپنے نام پڑھ کر بعضے ولایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت پہونچائی پھر اسلام خان ولد شیخ بدر الدین فتح پوری حاکم بنگالہ اس کی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ سنہ ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس سے معاملہ سفر فتنہ دفع نہین ہوا ✝

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا کہ جن لوگون نے جون پور اور ترہت مین حکومت کی ہر ایکین مورخین دانش گزین بادشاہان شرقی کہتے ہین ✝

بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہی کہ فیروز شاہ کے چھوٹے شاہزادہ محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دے کر بخطاب خان جہان سرفراز فرمایا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود شاہ نبیرہ فیروز شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو ملک سرور الملخاطب بخواجہ جہان کو ماہ جمادی الاول سنہ ۷۷۶ سات سو چھہتر ہجری مین ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جون پور اور بہار اور ترہت اس کو تفویض فرمائی اور اس نے اس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کرکے اس حدود کے راجاؤن اور زمینداروں کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانون کے تصرف سے برآورده کرکے خراب اور ویران کیے تھے ان پر قبضہ کرکے ازسر نو تعمیر کیے اور مردمان جرار اور آزموده کار کے سپرد کرکے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھا پرگنہ کولی اور اٹاوه اور بہرائچ اور قنبیلہ کے متمردون کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب پرگنہ کولی اور مابری تک اور دوسری طرف بہار اور ترہت تک سرکشون کا نشان باقی نہ رکھا اور جس طور سے بادشاہان پوربی یعنے حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ ساتھ بادشاہ ناصر الدین محمود کے طریق اور اخلاص جاری رکھا تھا اور تحفجات بھیجتے تھے اب اس کے اس ارسال کرنے لگے اور جب

اس کے اقبال نے عروج کیا فلک نے دشمنی اور خصومت پر کمر باندھی یعنی سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین اس کو تخت پر سے تختۂ تابوت پر کھینچا مدت اُسکی سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھی

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام کر کے بطریق شاہان پوربی چتر سر پر بلند کرے لیکن اجل نے اُسے امان نہ دی یہ حسرت اپنے دل مین لے گیا اُس کا فرزند متبنّیٰ جس کا نام قرنفل تھا بجاے اس کے تخت نشین ہوا اور جون پور وغیرہ کو اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا اور جب دہلی کی سلطنت مین اُسی زمانہ مین ایکبارگی نہایت خلل واقع ہوا تو اُسنے وضیع شریف کو موافق کر کے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھکر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اقبال خان کہ وکیل مطلق السلطان سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا مبارک شاہ کا غلبہ اور وقوع شاہی سنکر طیش مین آیا چنانچہ سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین اُس کے مدافعہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج مین آیا شاہ مبارک شاہ بھی مع جمعیت عظیم افغان اور مغل اور تاجیک اور راجپوت اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آب گنگ کے دونون طرف فریقین کی افواج فوجکش ہوئین اور خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کے عکس سے آب دریا پر قوس قزح کا عالم نمایان ہوا اور چونکہ دریا درمیان مین حائل تھا دو مہینے کامل دونون لشکر برابر مقیم رہے کسی نے قدم جرأت کا آگے نہ بڑھایا آخر کو دونون غنیم تنگ آ گئے اور ہر ایک بلا جنگ اپنی دار السلطنت کی طرف روانہ ہو گئے اور جبکہ شاہ مبارک شاہ شرقی جون پور پہونچا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی مین آیا اور اقبال خان اُسے ہمراہ لیکر بقصد تسخیر جون پور کی طرف متوجہ ہوا ہے شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ مین مصروف تھا کہ ناگہان سب سے قوی دشمن اجل نے اُس پر چڑھائی کر کے سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین اُسکے ملک وجود کو برہم کیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور چند ماہ تھی —

ذکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

جب خالق انس وجان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم باقی کی طرف سفری ہوا اُس کا چھوٹا بھائی خطاب ابراہیم شاہ شرقی پا کر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا یہ بادشاہ عقل و دانش و تدبیر سے متصف تھا اُس کے زمانہ مین ممالک ہندوستان کے فاضل اور ایران و توران کے کامل جو زمانہ کے آشوب سے حیران و پریشان ہو کر جون پور مین آئے تھے اُس کے امن و امان کے عہد مین پانون پھیلا کر سوئے اور اُسکے خوان احسان کے مائدہ سے سیر ہو کر کئی کتابین اور رسالے بنام نامی اُس کے جیسا کہ تحریر ہوگا تصنیف کیے امرا اور وزرا ایسے صاحب عقل و کیاست اور شجاعت و شہامت اس کے دولت خانہ مین فراہم

ہوئے اُن کے سبب سے اس کا دربار سلاطین ایران کی طرح رنگین ہوا بیت جہان آفرین
تا جہان آفرید ✿ چو او مرزبانے نیامد پدید ✿ اور اُس کی ابتداے سلطنت مین اقبال خان سلطان محمود
دہلوی کو اُٹھا کر بقصد تسخیر جون پور قنوج مین آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد رزم وپیکار
آب گنگ کے ساحل تک اُس کے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسرے کے
مقابل فرودکش رہے اور جو اقبال خان مہمات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق رجوع نہ کرتا تھا
سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اُردو سے برآمد ہو کر اس خیال سے کہ شاہ ابراہیم شرقی حق نمک
اور حاجی کو مدنظر رکھکر اقبال خان کو دفع کر کے مجھے تخت شاہی پر بٹھا دیگا یا کمک اور اعانت
میری کرے گا بے اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی
نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُس کی ابھی استحکام پیدا نہ کیا تھا سلطان محمود
کا دارا دون سے کوئی مدعا حاصل نہوا بلکہ تعظیم و تکریم اور پرسش و دلجوئی مین اس نے اسقدر تساہل اور
تامل کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادم ہو کر لیکایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو
جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا جس کو امیرزادہ ہروی کہتے تھے بجبر و قہر اُس سے نکال کر اس بلدہ پر
متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اق اور نسخانے تھے سے لکھا کہ محمود شاہ نے اس مملکت پر
قناعت کی ہے اس لیے قنوج اُسے ارزانی رکھکر پھر اپنے دارالحکومت کی سمت راہی ہوئے اور
بعض تواریخ مین یون مسطور ہے کہ سلطان محمود جب مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اسی عرصہ مین
مبارک شاہ شرقی نے اس دارنا پایدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم
بالصواب اور سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری مین جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات مین تحریر ہوا ہے اقبال خان
مارا گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھکر سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو
ہجری مین قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور
فوج طرفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے
بے جدال اور محاربہ ایک نے جون پور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب
سلطان محمود شاہ دہلی مین پہونچا امرا کو رخصت جاگیری اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آن کر قنوج کو گھیر اور
بعد چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان لے کر قلعہ کو
شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہان موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول سنہ ۸۱۰ آٹھ سو
دس ہجری مین بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی
کے بہت امراے کبار مثل تاتار خان ولد سارنگ خان اور ملک مرحبا غلام اقبال خان وغیرہ آسکے
شریک ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبھل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان

لودھی شہر سنبھل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبھل تاتار خان کے سپرد کرکے آگے بڑھا جب دریاے جمن کے کنارہ پہونچکر چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو جنگ مین اسیر کرکے مالوہ کو تسخیر کیا اور اب محمود شاہ کی کمک کو آتا ہے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مظفر شاہ جون پور لینے کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فسخ عزیمت کرکے جون پور کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آن کر شہر سنبھل کو برآورد کیا اور تاتار خان بھاگ کر ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی خیل وحشم کی آراستگی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری مین دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دار الملک سے روانہ ہوا اور چند منزل جاکر راہ سے پلٹ کر دار العلم جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشائخ کی صحبت اور تعمیر ولایت اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر برسون کسی طرف عزیمت نفرمائی اور آدمی اطراف واکناف ہندوستان کے آشوب حوادث سے جون پور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب و فراخور حالت سرفراز ہوئے اور خادم اور مشائخ اور علما اور سادات اور نیز منشیون کا اس قدر اجماع ہوا کہ جونپور کو خلقت دہلی ثانی کہتی تھی اور اس ملک کے صغیر وکبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ مغتنمات سے شمار کرکے حیات مستعار عیش وعشرت مین بسر کرتے بادشاہ سے گدا تک تمام خوش وقت تھے رنج وملال اس ملک سے سفر کر گیا تھا اور سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین محمد خان حاکم میوات سلطان ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب وتحریص دے کر اپنے ہمراہ لے گیا من بعد مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم ممانعت روانہ ہوا اور بیانہ کے اطراف مین طرفین کی افواج آپہونچی اور چار کوس پر خندق کھود کر محکم اور قوی ہوئے اور بائیس روز مردم طرفین بطور طلایہ برآمد ہوکر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم شرقی نے خندق سے برآمد ہوکر صفوف جنگ آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہوکر میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور صبح سے تا شام جنگ کرکے برابری کے ساتھ جدا ہوکر اپنے دائرہ کی طرف متوجہ ہوئے دوسرے دن گرگ آشتی یعنے صلح ظاہری کرکے اپنی اپنی دار السلطنت کی سمت مراجعت کی اور سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری مین سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت اور صولت سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا اور اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی عزیمت رکھتا ہے اور جب دونون فرمانروا ایک دوسرے کے قریب پہونچے اور آج کل جنگ شروع ہونے والی تھی کہ مخبر خبر لائے کہ بادشاہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لاکر جون پور کی تسخیر پر عازم وجازم ہے سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار ہاتھ سے دے کر جونپور کی سمت راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ غوری نے بے نزاع کالپی کو کہ ابن عبد القادر الموسوم بقادر شاہ ملازم مبارک شاہ کے تصرف مین تھی برآورد کی اور سنہ ۸۴۲ آٹھ سو

چوالیس ہجری مین شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف اور عنصر لطیف زمانہ کی بد نظر سے طریق اعتدال سے منحرف ہوا روح پاک اس شاہ عالم پناہ کی بہشت برین کی طرف خرامان ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندون نے سوگوار ہوکر جامہ ماتم پہنا اور شہر کے مرد و زن نے اُس کے جنازہ کے ہمراہ جاکر نوحہ و زاری سے ہنگامہ حشر برپا کیا اور تمام خلقت کی زبان پر ابیات جاری تھے ابیات

دریغ آن شہنشاہ صاحبقران　　جم تاج بخش و ممالک ستان
دریغ آن کہ گویا نیا بر زمین　　بصد قرن شاہی بدان راد و دین

اسکی مدت سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری سنہ ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین فوت ہوا تب ایام سلطنت اُس کے اڑتیس سال اور چند ماہ ہون گے اُس کے فضلاے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین جونپوری تھا کہ اصل یعنے مولد اُس کا غزنین ہے اور دولت آباد دکن مین نشو و نما پائی سلطان ابراہیم شرقی اُس کی تعظیم و توقیر مین بہت کوشش کرتا تھا اور بروز ہاے متبرک وہ اُس کے دربار مین کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہے ایک بار مولانا ایک مرض مین مبتلا ہوئے سلطان ابراہیم اس کی عیادت کے لیے گیا اور بعد احوال پرسی اور اظہار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی لبریز کرکے مولانا کے سر سے اُتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوندا جس بلا اور آفت مین مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اُسے صحت عاجل اور شفاے کامل بخش اس سے معلوم کر سکتے ہو کہ اُس صاحب تخت و تاج کو علماے شریعت محمدی کی نسبت کس درجہ عقیدت تھی اور تصانیف مفید مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہین مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہے اور مصباح متن ارشاد نحو کہ موسوم بعماد المثال ہے اور بدیع البیان اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کے مؤلفات سے ہے اور مولانا بھی اپنے سلطان عصر کی وفات سے ایسے مغموم ہوئے کہ اُسی سال یعنے سنہ ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے ہو البقاء للمالک المعبود اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح ان کا سنہ ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس ہجری مین روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا

بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

ہرچند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو پیوند زمین کیا لیکن پھر مقام ترحم مین ہوکر اُس کے بڑے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ ازروے عقل سرانجام امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلائق کے تمنا کے حدائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ رونق اور رواج سلطنت کی عہد پدر مین مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محفوظ کرکے راضی اور شاکر فرمایا اور سنہ ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ایلچی سخندان شیرین زبان مع تحف و ہدایاے فراوان سلطان محمود

خلجی کی خدمت مین بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمد کی صراط مستقیم سے قدم باہر رکھکر مرتدون کی روش اختیار کی ہے اور قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے آباد زیادہ تھا وہان کے مسلمانون کو جلا وطن کرکے ویران کیا اور عورات مسلمہ کو کافرون کے حوالہ کرکے خدا و رسول سے نہین ڈرتا ہے اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے اور آج تک سلسلہ محبت اور رابطہ مودت کا جانبین مین مستحکم ہے اس واسطے بحکم قاضی عقل لازم جانا کہ اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہون اگر اجازت ہووے اُسے تنبیہ کرکے دین محمدی کا طریق اُس ملک مین رائج کرون سلطان محمود خلجی نے اس کے درجواب فرمایا کہ اس سے پیشتر یہ خبر افواہاً سمع مبارک مین پہونچی تھی اب اُس ہمپشیوا سے سلاطین نے اعلام کیا یقین کامل ہوا بہرحال دفع کرنا اس فاجر کا تمام بادشاہون پر واجب ہے اگر افواج قاہرہ مفسدان میوات کے تدارک کو متوجہ نہ ہوتین ہم خود بنفس نفیس اسکے دفع کے واسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے ایلچی رخصت ہوا اور یہ نوید سلطان محمود کو سنائی سلطان شرقی نے محظوظ ہوکر انتیس زنجیر فیل برسم تحفہ و سوغات سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجی اور سامان جنگ درست کرکے کالپی کی طرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کمترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہو اور فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ ہمت پر لازم ہے سلطان محمود خلجی جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب باسلوب محبت تحریر کرکے علی خان کی مصاحبت سے کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کے پاس ارسال کیا اور اس مین یہ عبارت کہ جس کا ترجمہ اردو یہ ہے درج فرمائی کہ نصیر خان ضابطہ کالپی خداوند قہار کے غضب اور آتش شوکت بادشاہانہ کے خوف سے تائب ہو کر اقرار کرتا ہے کہ اب ہرگز قدم جادہ شریعت سے باہر نہ رکھونگا اور احکام سماوی کی تعمیل اور نفاذ مین تامل اور تساہل نہ کرونگا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے ایک عبدالقادر المدعو بہ قادر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری سلک اطاعت اور فرمانبرداری مین منسلک ہے اس لیے اس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب و لازم ہے کہ اس کے جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر اس کے ملک پر صدمہ نہ پہونچاوین ایلچی علی خان جواب مکتوب لے کر نہ پہونچا تھا کہ دوسری عرضی نصیر خان کی اس مضمون کی نہایت الحاح سے پہونچی کہ فقیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے حلقہ اخلاص کا در گوش اور زین پوش اطاعت کا بالا سے دوش رکھتا ہے اور اب سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب ولایت کالپی پر آن کر اس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانون کی عورات کو اسیر اور جلا وطن کر کے چندیری کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے باوجود اس کے کہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خان کی گوشمالی کے بارہ مین رخصت دی تھی فی الحال اس کے عجز و انکسار سے ناچار ہو کر شعبان کی دوسری تاریخ

۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر خان جب
چندیری مین ملاقات کے واسطے آیا وہان سے ایرچہ کی طرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتے ہی
بلا توقف اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے ایک فوج کو لشکر جونپور کے محاربہ کو
نامزد فرمایا اور دوسری جماعت کو حکم دیا کہ تم ساقہ لشکر جونپور کو تاراج کرو اُس جماعت نے حسب الحکم
اُردو کے پس ماندگان کو تہ تیغ کر کے جو کچھ پایا اُسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی
تھی اُس نے جاتے ہی تنور جنگ گرم کیا صبح سے شام تک حرب و ضرب مین مستعد رہی طرفین سے
آدمی کار آزمودہ کام آئے جب شام ہوئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو
سلطان محمود خلجی نے عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا راستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سے واقف ہوا اور اس
مقام مین کہ جگہ مضبوط اور قلب تھی قیام کیا اور شاہ خلجی نے فوج اُس نواح مین تاراجی کو بھیجی اور اُنھون نے
ہاتھ قتل و غارت مین دراز کر کے غنائم کثیر لے کر معاودت کی اور جب موسم برسات کا سر پر آیا طرفین
صلح برائے نام کر کے وہان سے اپنے اپنے دار الملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود خلجی چندیری
مین آیا محمود شاہ شرقی نے میدان صاف دیکھکر بلا دغدغہ ایک لشکر ولایت بہار کی طرف کہ وہان
کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر
ایک جماعت وہان کے مقدم کی کمک کو بھیجی اور چونکہ لشکر شرقی تاب مقابلہ کی نہ رکھتا تھا محمود شاہ شرقی
بہ تعجیل تمام اپنی فوج مین ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام چانیلہ ہا کے نام
کہ بزرگان وقت سے تھا و سلطان محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب
وہ بزرگوار شادی آباد مندو کے گنبد مین مدفون ہین لکھ بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اس لڑائی مین دونون
طرف کی خلق قتل ہوتی ہے اگر آپ اس بارہ مین ساعی ہون بہتر ہے ایلچی جب شیخ کی ملازمت مین حاضر
ہوا اور زبانی اس طرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرچہ اور راٹھ جو سلطان شرقی کے تصرف مین آیا ہے
اُس کو نصیر خان کے قبضہ مین واگذار فرماوینگے جب سلطان شرقی کے ایلچی نے یہ مضمون شیخ کے
سمع مبارک مین پہونچایا شیخ نے سلطان محمود شاہ شرقی کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز
تحریر کر کے سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجا سلطان محمود خلجی نے فرمایا جب تک وہ کالپی سے دستکش
نہ ہوگا مین صلح نہ قبول کرونگا چونکہ نصیر خان کا علاقہ بالکل نکل گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جانکر
عرض پیرا ہوا کہ جو سلطان محمود شرقی نے حضور اشرف کے روبرو شیخ چانیلہ ہا کی خدمت مین وعدہ
کیا ہے کہ مین اس کے بعد قادر شاہ کی اولاد سے خصوصاً نصیر خان سے مزاحم اور معترض نہونگا امیدوار
ہون کہ پھر اُس کا لشکر قدم دوبارہ اس ملک مین نہ رکھے اور بعد جانے کے کالپی اور ایرچہ اور
قصبات میرے سپرد کرے جب بنیاد صلح کی شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی

سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول ہو کر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف اور سلطان محمود شرقی جون پور کی طرف روانہ ہوئے پھر سلطان شرقی نے اپنے پدر بزرگوار کے بدستور ہاتھ بذل و احسان کا جود و سخا کی آستین سے نکال کر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو ہر ایک کے مدارج اور مراتب کے موافق فیضیاب کر کے محظوظ کیا اور بعد چند عرصے کے جب سپاہ استراحت کر کے رنج سفر سے آسودہ ہوئی مملکت چنادن کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو تاخت و تاراج کر کے اس نواح مفسدون اور سرکشون کو علف شمشیر خان آشام کیا اور بعضے قصبون اور پرگنون مین تھانے بٹھا کے جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور بعد اسکے اوڈیسہ کی عزا ابن مصروف ہوا اور اس حدود کے بھی تبخانون کو خراب اور ویران کر کے مع غنائم موفورہ مظفر اور مسرور ہو کر معاودت کی اور سنہ ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین عزیمت تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسے محاصرہ کر کے بنیاد جنگ قائم کی سلطان بہلول مع لشکر کثیر دیپال پور سے آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ دریا خان افغان جو بادشاہ دہلی سے رو گردان ہو کر اس کا نوکر ہوا تھا عین لڑائی مین اُس نے پیٹھ دکھائی اس واسطے صلاح توقف مین نہ دیکھی وہان سے کوچ کیا اور دہلویون نے سلطان کا پیچھا کر کے فتح خان ہروی کو جو اُس کے امرائے کبار سے تھا قتل کیا اور سات ہاتھی جنگی اُن کے ہاتھ آئے اور سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کے مقدمہ پر تاخت لایا اور محمود شاہ شرقی کے مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت اُس کی مقام مناسب مین تحریر ہوئی ہے شمس آباد کے اطراف مین ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور ابھی چند روز مقابلہ اور مقاتلہ کی نوبت نہ آئی تھی افواج جانبین اپنے اپنے پڑاؤ پر پڑی تھین ایک شب کو قطب خان لودھی سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اُس کے دائرہ پر شبخون لا کر گرفتار ہوا ابھی جنگ سلطانی شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض الموت مین مبتلا ہوا اور سنہ ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین اپنی بساط وجود سے قدم باہر رکھ کر دار البقا کی طرف سفری ہوا۔ نظم

درین شیشہ ہم زہر و ہم شکرست	گہے جان گزا گاہ جان پرورست
یکے را بسر افسر زر نہد	یکے را ز کین تیغ بر سر نہد
نہ قہرش بموقع نہ مہرش بجاست	درین ہمیدار دوران بے وفاست

مدت اس کی سلطنت کی بیس سال و چند ماہ تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے وجود با جود سے تخت خالی ہوا اعیان و ارکان جون پور نے اُس کے بڑے بیٹے شاہزادہ بھیکن خان کو اُس کی والدہ بی بی راجی کی صلاح سے سلطان محمد شاہ

خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے صلح کر کے عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف مین رہے اور جو بادشاہ بہلول کے قبضہ مین ہے وہ بدستور اُس پر قابض اور دخیل ہووے بعد اس فیصلہ کے محمد شاہ شرقی جون پور کی طرف متوجہ ہوا لیکن اُمرا شاہ کی عدم قابلیت سے رنجیدہ اور دلگیر ہوئے اور ملکہ جہان یعنی بی بی راجی بھی بیٹے کی خونخواری سے نہایت درجہ آزردہ ہوئی اس درمیان مین سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی کا ارادہ کر کے معاودت کی اور سلطان محمد شاہ بھی یہ خبر سنکر جون پور سے سوار ہوا پرتاب نام زمیندار اس طرف کا جو سابق مین سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھکر اُس سے جاملا اور محمد شاہ سرستی مین آیا اور بہلول شاہ لودھی نے رابری مین جو سرستی کے قریب ہے نزول کر کے چند روز وہان استقامت کر کے طرح جنگ اختیار کیا اور شاہ محمد شاہ شرقی نے سرستی سے فرمان جونپور کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر اسلام خان لودھی کو قتل کرے کوتوال نے اُس کے درجواب یہ عرض داشت کی کہ بی بی راجی دونون کی ایسی محافظت کرتی ہین کہ مین اُن کے قتل سے معذور ہون جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اس نے اپنی والدہ کو جون پور سے اس بہانہ سے طلب کیا کہ آپ یہان آن کر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان صلح کرا کے کچھ ولایت اُسے دلوائین بی بی راجی فریب کھا کر جون پور سے روانہ ہوئی کوتوال نے فرصت پاکر محمد شاہ شرقی کے فرمان کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی تعزیت قنوج مین بجالائی اور اُس مقام مین توقف کیا اور محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجی کو لکھا کہ دیگر شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کرین گے یعنی میرے ہاتھ سے قتل ہونگے بہتر یہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجا لائین چو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور اُس کی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو وہم اور ہراس تھا ایک روز شاہزادہ جلال خان اور حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق سلطان شہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی خدمت مین معروضہ بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر شبخون کا ارادہ رکھتا ہے لہذا حکم شاہی کے بعد شاہزادہ حسین اور سلطان شہ اجودھی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لے کر دشمن کے سرراہ روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوے اور جہنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ خبر سنکر ایک فوج ان کے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ جلال خان کو جو اردو مین رہا تھا اسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُس کی طلب کو بھیجا اس درمیان مین سلطان شہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہین ہے شاہزادہ جلال خان پیچھے سے پہونچے گا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج

سلطان بہلول کی جو اُن کے مقابلہ مین تعین ہوئی تھی آن کر مقابل اُن کے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے بر آمد ہو کر جھونسی کی طرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کر کے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کر کے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اُس نے قطب خان کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال و اسباب غنیمت لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت مین حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر اجلاس کر کے بخطاب حسین شاہ مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو محمد شاہ شرقی کے سر پر جو ساحل آب گنگ گھاٹ راجگر کے قریب ہر فرودکش ہوا تھا تعین فرمایا جب لشکر سلطان حسین کا قریب پہونچا بعضے امرا جو محمد شاہ شرقی کے ہمراہ تھے جدا ہو کر چلے آئے اور اُس نے مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ مین کہ اُس نواح مین تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی کہ تیرانداز قادر تھا مستعد بہ تیراندازی ہوا لیکن بی بی راجی نے پیشتر سے اُس کے سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا موافق کر کے تمام پیکان تیر اُس کے ترکش سے دور کر گئے تھے محمد شاہ نے جو تیر ترکش سے نکالا وہ بے گانسی نکلا ناچار دست بہ شمشیر ہو کر چند آدمیون کو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کے ہاتھ سے شاہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا قطعہ

مادر گیتی نزادہ نزادہ کور انگشت	دل منہ بر مہر این زال پسر کش زنہار
چون اجل نی شاہ بیند نی گدا روز قضا	سلطنت ندہد سر درد سر وری ناید بکار

اس کے بعد سلطان حسین نے سلطان بہلول سے صلح کر کے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص یعنے فریقین اپنی ولایت محروسہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہو کر استقامت کرین اور راے پرتاب کہ قبل اسکے محمد شاہ شرقی سے ملگیا تھا قطب خان افغان کی دلجوئی اور تسلی دینے سے سلطان بہلول کے ساتھ موافق ہوا سلطان حسین قنوج سے کوچ کر کے اس تالاب کے کنارہ کہ جس کو سرہنہ کہتے ہین وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جون پور سے طلب کر کے خلعت اور سواری اسپ اور دیگر عنایات سے امتیاز بخش کر باعزاز و اکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ بہلول لودھی نے بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سے خوش دل کر کے حسین شاہ شرقی کی خدمت مین رخصت کیا پھر ہر ایک شہریار اپنے مقر دولت مین جا کر مہمات شاہی مین مشغول ہوے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی۔

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا احکام خداے قدیر سے اپنے بھائی کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر

ہوکر باگ ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقتدار مین لایا اور بادشاہ بہلول لودھی کے ساتھ صلح کرکے
جب جون پور مین آیا اپنے بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین سرداران صاحب
داعیہ کو حکمت عملی سے قید کیا اور ہمت والانہمت تسخیر بلاد مین مصروف فرمائی پہلے تین لاکھ سوار
اور ایک ہزار چار سو زنجیر فیل جمع کرکے ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے سیر مین
مالک ترہت کو ویران کرکے آبادی کا نشان نچھوڑا اور جب ولایت اوڈیسہ مین پہونچا افواج
اس کی اطراف وجوانب مین نامزد کرکے حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڈیسہ
کا راجہ یہ خبر سنکر دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اجب سوائے عاجزی اور بیچارگی کے کوئی فریادرس
نپایا وکیل سلطان کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اور باگذاری قبول کی اور جب سلطان نے اس
مملکت کی تسخیر سے ہاتھ کھینچا اس نے اس کے شکریہ مین فوراً تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا
اور اشیاے نفیسہ اور نقد فراوان لائق شاہان پیشکش کیا سلطان نے سالماً وغانماً جون پور کی طرف معاودت
فرمائی اور سنہ ۸۰۸ آٹھ سو اٹھ ہجری مین بنارس کے قلعہ کو جو چند روز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرمت
کرکے تیار کیا اور سنہ مذکور مین بڑے بڑے سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا انھون نے
وہان جاتے ہی اسے گھیرا اور گوالیار کا راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اظہار اطاعت کرکے اپنے
تئین شاہ حسین شاہ شرقی کے سلک نوابعین مین منتظم کیا اور اسکے بعد حسین شاہ کی شوکت واستقلال
حد سے افزون ہوا اور اپنی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے
اغوا سے سنہ ۸۷۸ آٹھ سو اٹھتر ہجری مین تسخیر دہلی کی عزیمت کرکے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایکہزار
چار سو فیل کوہ تمثیل اس طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ اگر اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لاوین قلعہ بیانہ آپ کے تعلق رکھون گا لیکن اتبک شادی آباد
منڈو سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اسوقت سلطان بہلول لودھی
نے نہایت عاجزی اور زاری سے یہ پیغام بھیجا کہ بلاد دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہووے اگر آپ عنایت ذاتی
سے اصل دہلی اٹھارہ کوس تک میرے قبضہ مین چھوڑین تو سلک ملازمون مین منسلک ہو کر اس شہر کی راہ گلی
مین قیام کرون لیکن جب شاہ نے نہایت غرور اور تکبر سے شاہ بہلول کی ملتمس گوش ارادت سے نہ سنی
ناچار ہوکر کارساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا
کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فرو کش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان مین حائل تھا چند روز
حرب مین نہ مشغول ہوئے اس درمیان مین شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کہار ولائتون کی تاخت کے واسطے
روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جانکر گرمی کی تین گرا گرمی مین اس مقام سے کہ دریا پایاب
تھا گھوڑے دریا مین ڈالے ہر چند خبرداروں نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور

غرور سے اُسے اس امر کا یقین نہوا یہان تک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کر کے اُس کی اُردو کی
تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بےشعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان
ہوکر خرد و کلان نے راہ فرار پائی آخر کو سلطان حسین نے بھی ناچار ہوکر اُن کا ساتھ دیا ملکہ جہان اور تمام حرم
اُس کی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کر کے اُنھین باعزاز و اکرام تمام سلطان حسین شاہ
کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سے ملی اُس کے مغز و پوست مین دخیل ہوکر پھر اس قدر
وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کر کے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا انسانیت
قابل باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے قصور معاف فرما کر مجھے بحال اپنے
چھوڑے ایک نہ ایک روز آپ کے کام آونگا جو تقدیر ایزدی سے دولت خاندان شرقیہ آخر ہونے
تھی شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی نعمت کو چشم حقارت سے دیکھکر جواب ناصواب
مین قیام کیا اور قدم آگے بڑھایا جب سلطان بہلول مقابلہ اور مقاتلہ کو آیا بعد حرب و ضرب کے لشکر جونپور
نے شکست کھائی یہان تک کہ تین مرتبہ بہ سامان تمام آن کر راہ ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ کام اس
نہایت کو پہونچا کہ سلطان حسین شاہ گھوڑے سے کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کے طبقہ مین تحریر ہوا
جونپور سلطان بہلول کے تصرف مین آیا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے ممالک دور دراز مین
پناہ لی اور ایک ولایت قابل پر کہ محصول اُسکا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سے باوجود
قدرت متعرض اُسکا نہوا اور حکومت جون پور کی اپنے فرزند باربک شاہ کو دیکر اس ممالک کو اپنے ضبط مین
لایا اور بہلول شاہ لودھی کے بعد فوت پھر شاہ حسین شرقی نے سر اُٹھایا یعنے مقام فساد مین ہوکر باربک شاہ
کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کرے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآوردہ
کرے لیکن جب تنور حرب گرم ہوا یعنے جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ
سکندر لودھی نے جون پور کو بھائی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلطان حسین کو جو خمیر مایۂ فساد تھا تعاقب
کر کے بعد جنگ اُسکو اُس گوشہ سے کہ جس مین گوشہ نشین ہوا تھا نکال دیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال
ہوکر شاہ علاء الدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاء الدین نے سامان اُسکے عیش و فراغت کا مہیا کیا اور
اس کی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت اُس
خاندان کی سنہ ۸۸۱ھ آٹھ سو اکاسی ہجری مین یک قلم زائل ہوئی سلطان حسین کی مدت سلطنت اُٹھارہ برس تھی
اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شربت
تلخ چکھکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کی طرف انتقال کیا ہے —
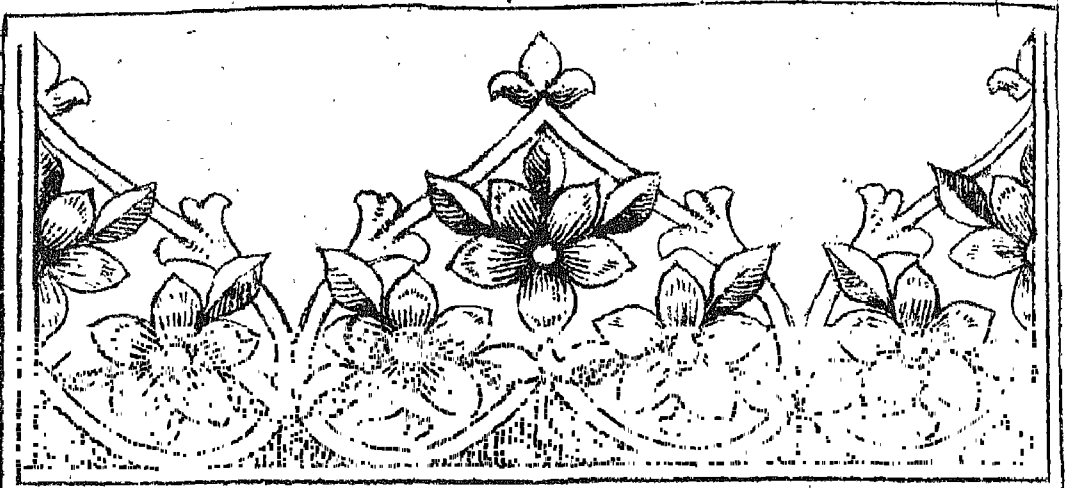
مقالہ آٹھوان حکام سندہ اور ٹھٹھہ کے بیان مین اور شرح ظہور اسلام کی اُس ملک مین

پوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخون مین مثل خلاصۃ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین آغاز طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اُس دیار مین خامۂ تحقیق نے ساتھ اس طریق کے مرقوم کیا ہی کہ حجاج بن یوسف جو جانب ولید بن عبد الملک کے حاکم عراقین بلکہ ایران و توران تھا در پے تسخیر بلاد ہندوستان ہوا پہلے محمد ہارون کو ابتدائے سنہ چھیاسی ہجری مین مع سپاہ جرار ولایت مکران کے سمت بھیجا اور اس نے وہان پہونچکر اس مملکت کو اپنے قبضہ تصرف مین لیا اور وہان کے باشندے کہ اکثر انمین گروہ بلوچون کا تھا شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور رعایا وہان کی ادائے مال دیوانی مین مشغول ہوئی اُس تاریخ سے اس نواح مین رواج اسلام کا بہم پہونچا مسجدین تعمیر ہوئین اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئے اور عہد آدم سے اُس وقت تک جزیرہ سراندیب سے دریا کے راستے کشتیان مکہ و دیار عرب تک جاری تھین اور براہمہ ہندوستان بسبب تعلق اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہان کے بتون کی پرستش کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اسیطے اُنکو بہترین معابد سے جانتے تھے لہذا حاکم سراندیب کا اور راجاؤن سے پہلے حقیقت اسلام پر مطلع ہو کر صحابہ کرام کے عہد مین قلادہ شریعت مصطفوی کا مقلد ہوا تھا اور چونکہ سلاطین اسلام سے اعتقاد رکھتا تھا دریا سے کشتی تحف و ہدایا سے لطیفہ اور غلام و کنیزان حبشیہ سے مملو کر کے ولید کے واسطے دار الخلافت مین روانہ کی اور جب بابِ جم کے اطراف مین پہونچے مردم لوٹ کہ جو حاکم دیبل کے حکم کے موافق رہتے دریا پر متردد تھے اس کشتی کے سدراہ ہوئے اور علاوہ اُس کشتی کے سات کشتیان اور بھی اپنے تصرف

مین لائے اور مال ومتاع جو کچھ ان مین تھا بدطینتی سے اپنا تصور کرکے چند عورتین مسلمان جو سراندیب سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھین اُنھین اسیر کیا اور وہ جماعت جو اُن کفار اشرار کے ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب محمد بن ہارون کے پاس بھیجا کہ اسکو حاکم سندھ داہر بن صعصعہ کے پاس روانہ کرے اس نے معتمدون کے ہمراہ داہر کے پاس بھیجا داہر نے بعد ورود نامہ مضمون پڑھکر اسکے درجواب لکھا کہ یہ فعل اُس قوم سے وقوع مین آیا ہی جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہی اور میری کوشش سے اُس گروہ پر شکوہ کا دفع متصور نہین ہی جب یہ خبر حجاج کو پہونچی ولید بن عبد الملک سے رخصت جہاد ہند حاصل کی اُس کے بعد ایک شخص کو جسکا نام بدیل تھا مع تین ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل بزد سے اس کے ہمراہ کرکے قوم دیبل پر روانہ کرے تاکہ اس سے انتقام لے اور جہاد کرے خلاصہ یہ کہ بدیل جب دیبل مین پہونچا کوشش مردانہ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت غمگین اور محزون ہوکر تلافی کی فکر مین ہوا باوجود اس کے کہ عامر بن عبد اللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست کی لیکن حجاج نے قبول نہ کی اور منجمان دوربین اور دقیقہ شناس کی صلاح سے عماد الدین محمد بن قاسم بن عقیل ثقفی کو کہ جو اسکا چچیرا قرابتی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو روساے شام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین سندھ کی تسخیر کو شیراز کے راستے سے نامزد فرمایا غرضکہ وہ مکران طی کرکے دیوان اور ورسلہ مین جو دیبل کی سرحد مین واقع ہے آیا اور چند روز کے بعد وہان سے کوچ کرکے بلدہ دیبل پر جو دریاے عمان یعنے سمندر کے کنارے آباد ہی اور آج کل بنام ٹھٹھہ شہرت رکھتا ہی وارد ہوا اور اس شہر کے محاصرہ کی فکر کرنے لگا کس واسطے کہ دیبل مین ایک بتخانہ قلعہ کے مانند تھا اور گچ اور سنگ سے اسے نہایت سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا جب محاصرہ نے طول کھینچا ایک برہمن امان طلب کرکے بتخانہ سے برآمد ہوا عماد الدین محمد بن قاسم نے اُس سے بتخانہ اور اہل بتخانہ کا احوال پوچھا اُس نے جواب دیا کہ اس مین چار ہزار راجپوت جنگی ہین اور ان کے سواے تین ہزار برہمن اس کے خادم ہین اور بسبب اُس طلسم کے جس کو علماے براہمہ نے بنایا ہی جو علم اللہ تیر اس کے کنگرہ پر نہین پڑتی ہی عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہان ہی برہمن نے کہا کہ فلان نشان پر ہی محمد قاسم نے جعدیہ نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا تو سنگ منجنیق کی ضرب سے اس کو دفع اور مستاصل کرے جعدیہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اس نشان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس طلسم کو شکستہ کیا اور عرصہ قلیل مین وہ بتکدہ فتح ہوگیا اور محمد قاسم نے اُسکے چار برج جو رفعت مین آسمان سے ہمسری کرتے تھے مسمار کرکے زمین دوز کیا اس کے بعد برہمنون کو اسلام کی تکلیف دی جب انکار کیا اُن کے

عیال و اطفال اور عورات جوان و خرد سال کو کنیزی اور غلامی مین لیا اور بالغ برہمنون کو سترہ برس سے
سو برس کے بوڑھے تک کو علت تبع اسلام کیا اور انکی عورتون کو اختیار دیا کہ چاہین اطراف ملک مین
چلی جاوین اور چاہین اسلامی لشکر مین رہا کرین اکثر نے پسند کیا اور کچھ چلی گئین اور عماد الدین محمد قاسم نے اس شہر کے
اموال غنایم کہ نہ لے شمار تھے اُن مین سے حق شرعی یعنی حصہ خمس مع تحفہ کنیز کے حجاج کے پاس بھیجے اور باقی
لشکر اسلام پر تقسیم کر کے سب کو راضی اور خوش دل کیا اور جو ارادہ کشور کشائی کا رکھتا تھا بلدہ ہرون کی
تسخیر کا عازم ہوا اور مسمی فوجی بن داہر جو وہان کا حاکم تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون کے
سپرد کر کے خود کچھ فوج سے قلعہ برہمن آباد قدیم کی طرف راہی ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہان پہونچا
باشندے شہر اور قلعہ کے قلعہ بند ہوئے اور بعد چند روز کے جان و مال کی امان طلب کر کے اُس کی
خدمت مین حاضر ہوئے عماد الدین محمد قاسم نے شہر ہرون کو امن و امان کے ساتھ ایک اہل اسلام
کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کر کے اور ایک جماعت کو معتمدان شہر سے ہمراہ لیکر بلدہ سیوستان
کی طرف جو اس زمانہ مین ساتھ سیوان کے شہرت رکھتا ہی متوجہ ہوا سیوستان کے باشندے تمام
برہمن تھے اپنے حاکم کچھراے کی خدمت مین جو داہر کا چچیرا بھائی تھا جاکر عرض پیرا ہوے کہ ہمارے
طریق مین قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہین ہی صلاح یہ ہی کہ عماد الدین محمد قاسم سے امان
لے کر اطاعت کرین کچھراے یہ کلام سنکر طیش مین آیا اور حالت غضب مین انھین سخت و سست
کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ مین مشغول ہوئی اُن کی صولت و شوکت دیکھکر ہراسان
ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو راجپوتون کی سپاہ ہمراہ لے کر بھاگ گیا اور حصار سلسم
کے راجہ کے پاس جاکر مدد چاہی اور اُس کے دوسرے دن برہمنون اور سیوستان کے رئیسون
نے جان کی امان طلب کر کے شہر مسلمانون کے سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات
سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سلسم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی
فتح کر کے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ مین راے داہر کا بڑا بیٹا کہ جوان
شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کر کے اس کے مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم نے ایک
مقام قابل لشکر اسلام کے نزول کے واسطے اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب ساقط
ہوئے تو اضطراب عظیم اردوے اسلام مین واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج جب حقیقت حال سے
مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے اصطبل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عماد الدین محمد قاسم
از سر نو قوی پشت ہو کر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان مین چند
مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسی طرف سے ظاہر نہوتا تھا راے داہر نے اپنے ممالک محروسہ
کے نجومیون کو جمع کر کے احوال اور مال کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ اختر شناسون نے عرض کی

کہ ہم نے اپنی تقویم مین دیکھا ہے کہ فلان تاریخ مین ایک شخص دیار عرب مین دعوے نبوت کا کرکے
اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کرے گا اور بعد اس کے سنہ ۸۶ چھیاسی قمری مین تھوڑی افواج عرب
اطراف دیبل کے سمت کہ سندھ کی سرحد ہے پہونچیگی اور سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین قدم اس ممالک مین
رکھکے تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور راے داہر نے نجومیون کو مکرر سہ کرر احکام سماوی مین آزمایا تھا اسکے
کلام سے خوفناک ہوا لیکن چونکہ پیمانہ عمر اس کا آب بقا سے لبریز ہوگیا تھا روز پنجشنبہ تاریخ دسوین ماہ
رمضان المبارک سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین وہ خود اس فوج سے عازم جنگ ہوا پچاس ہزار سوار
راجپوت اور سندھی اور ملتانی فراہم لاکر باتفاق فرزندان اور عزیزان واقارب اور اخوان و انصار یکدل
اور یکجہت کے لوازم عہد و سوگند درمیان مین لایا اس کے بعد نہایت غلو اور شدت تمام سے محمد قاسم
کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ ہوا اور اس شیر بیشہ شجاعت و شہامت یعنی عماد الدین محمد قاسم نے چھ ہزار
سوار عرب سے اس کا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیون کے معرکہ کو بازیچہ سمجھا داہر نے مسلمانون کے
دائرے کے قریب جا کر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندون اور اس کے افسرون نے
جانفشانی اور جانسپاری مین تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر پر نہ پہونچتا تھا
آخرش ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہوکر قلب مین قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ کرکے
مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ مین آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان و علیہ التکلان ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کی طرف عزیمت کی پہلے
بہادران عرب اور دلاوران ہند فرداً فرداً جلوہ گری مین آئے اور ہنر سپاہ گری جو یاد تھے ظاہر کیے اور اکثر یکہ جوانان
عرب مین سے ایک ایک نے دس دس اور بیس بیس نفر ہندوستانی کو کہ باری باری ان کے مقابل
آئے زخم نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرکے دار البوار پہونچاتے تھے جب جنگ مغلوبہ ہوئی تو راے داہر نے
بنفس خود تردداات مردانہ کیے اور اس کے سردارون اور فرزندون نے بھی حملہاے رستمانہ مین تقصیر
نہ کی اس درمیان مین ایک نفط انداز عرب نے شعلہ آتش راے داہر کے فیل سفید پر مارا اور
ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہر چند کچک مارتا تھا فائدہ نہ بخشتا تھا اور ہاتھی باگ دست
فیلبان سے چھوڑا کر ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ لب دریا پہونچکر پانی مین درآیا محمد قاسم کے لشکر نے
اس کا تعاقب کیا اور دریا کے کنارہ دوبارہ بازار حرب گرم ہوا اور ہاتھی دریا سے نکلکر اپنے مقام پر آیا
اور راے داہر نے مسلمانون کی افواج پر حملہ کرکے نیزہ اور تیر سے بہت عربون کو مجروح اور بے روح
کیا اس وقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے ایسا لگا کہ اس کے صدمہ سے پشت فیل
سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور جس حیلہ سے کہ ممکن تھا گھوڑے پر سوار ہوکر ایک بہادر
عرب کے سامنے گیا اس نے ایک ضربت سے اسکا کام ناتمام انجام کو پہونچایا اور راجاؤن اور

دیبل

آرور

راجپوتون نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک مذلت سر پر ڈالی اور طعن آملاج مسلمانون سے آپکو ساتھ نامردی کے مطعون کرکے حصار ارنگت کی طرف بھاگ گیے اور غنائم اور فتوحات جو گمان اور تخمینہ مین نہ سماوے نصیب لشکر اسلام ہوے اور غازیان عظام قلعہ آرور کی تسخیر کی فکر مین ہوئے اور جلیسہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ کو دوران جنگی سے مضبوط کرکے بر آمد ہون اور سپاہ عرب سے جنگ صف کرون وزرا اور وکلا نے داہر نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا اور اسے اپنے ہمراہ برہمن آباد کے قلعہ مین لے گئے رانی داہر کی رانی جو عورت مشہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے سرتاب ہوکر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم عورت کی لڑائی کو عار سمجھکر اسکی طرف ملتفت نہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعہ آرور کو محاصرہ کیا داہر کی رانی مع راجپوت قلعہ مین درآئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا مردم درونی عاجز ہوکر درپے ہلاکت ہوئے اور ایک آتش عظیم روشن کی اور اپنی اکثر عورتون اور لڑکون کو آگ مین ڈالکر قصہ پاک کیا اور دروازے شہر آرور کے کھولکر داہر کی رانی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوئے اور ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی کے قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام اور مبارزان شام بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ مین داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل کرکے تیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ داہر کی دو بیٹیان کہ ہندی مین بائی کہتے تھین بطور تحفہ حجاج کے پاس خلیفہ کے واسطے بھیجین اور تمام بلاد دیبل کو امراے عرب پر تقسیم کیا بعد اس کے دریافت ہوا کہ ملتان بھی راے داہر کے تحت مین تھا لہذا اس طرف نہضت فرمائی اور اسے فتح کرکے غنیمت بے اندازہ حاصل کی اور اسے دار الملک قرار دے کے بتخانون کی جگہ مسجدین بنا فرمائین جب حجاج نے بادشاہ سند یعنے راے داہر کی بیٹیون کو دار الخلافت مین بھیجا وہ ولید کی حرم سرا مین داخل ہوئین پھر بعد ایک مدت کے یعنی سنہ ۹۶ چھیانوے ہجری مین ولید نے انھین یاد کیا جب وہ حاضر ہوئین ولید نے اُنکے نام پوچھے داہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرل دیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرل دیوی کہتے ہین ولید جو داہر کی بڑی بیٹی پر شیفتہ ہوا تھا جب طالب وصال ہوا سرل دیوی زبان دعا اور ثنا مین کھول کر عرض پیرا ہوئی کہ مین خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہین ہون کس واسطے کہ عماد الدین محمد قاسم نے تین شب مجھے بنظر تصرف اپنے مکان مین رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہے کہ پہلے نفر دست خیانت دراز کرین اور بعد اسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجین ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام مین ہو اپنے تئین پوست گاؤ مین ڈھکر دار الخلافت کی طرف روانہ ہو تاکید مزید اور قدغن شدید تھا کہ حسب المسطور عمل مین لاوے جب یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنے پوست خام گاؤ مین اپنے تئین کھینچکر فرمایا کہ مجھے ایک صندوق

مین بند کرکے جلد دارالخلافت مین پہونچا جب یہ صندوق ولید کے پاس پہونچا راے داہر کی بیٹی کو بلا کر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاؤن کو یون سزا دیتے ہین پھر اس نے زبان خلیفہ کی دعا مین کھولی اور وصیت کی کہ بادشاہون کو لازم ہی کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنین جب تک وہ امر میزان عقل وراستی مین نہ تلے اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوین پس معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ عقل سے بہرہ نہین رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہی عماد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور ہم اسکے بمنزلۂ خواہر کے ہین اس نے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہین کیا لیکن جو اس نے ہمارے باپ اور بھائیون اور عزیزون اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمین اسنے تخت شاہی سے حضیض بندگی مین پہونچایا لہذا ہم نے اپنے انتقام اور اس کی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا مقصود حاصل کیا ولید عماد الدین محمد قاسم کی فوت سے نہایت شرمندہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج پذیر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد فوت عماد الدین محمد قاسم کے احوال حکام سندھ کا کسی تواریخ مشہور اور متداول مین مرقوم ہوا لیکن تاریخ بہادر شاہی مین اسامی اس مملکت کے حکام کے لکھے ہین ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت جو اپنے تئین اولاد تمیم انصاری سے جانتی تھی انھون نے مملکت سندھ کی بادشاہی کی ان کے بعد اس حدود کے زمیندار جنھین سومرکان کہتے تھے اور مزید قوت اور کثرت اموال و انصار مین ممتاز تھے مہمات سندھ کے متکفل ہوئے اور انکے خاندان مین سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی انکے کسی کتب تواریخ مین محرر اوراق کی نظر سے نہین گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرکان کی گردش فلکی سے طبقہ سمگان مین کہ وہ بھی زمینداران اس مملکت سے تھے منتقل ہوئی وہ فرقہ بشاہان جام مشہور ہوا اور ان دو طائفہ کے عہد مین کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ انھین خراجت پہونچاتے تھے اور ان کے ممالک پر متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہو کر اپنے کارندون کے سپرد کرکے اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر اپنا دار الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق نے حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ کے لیے داستانہاے سابقہ کی طرف پھیرا پھر تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علیحدہ سندھ کا تھا اس مقام مین جداگانہ تحریر کرتا ہی اور بعد اسکے والیان سمگان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اسکے احاطہ کیا ہی مرقوم خامہ تحقیق کرے گا۔

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سندیہ

تمام مورخین ہند نے بسبب ادنی نسبت کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے ساتھ لکھا ہی

لیکن مولف اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کرکے بمقام مناسب شاہان سندھ کے سلوک
مین بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور نہایت عقیل
اور فہیم اور شجاع باکیاست وحذاقت تھا اور ایک مدت اُس نے سلطان معز الدین محمد سام
کی خدمت مین بسر کرکے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہیے حاصل کیا اور جب سلطان
معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ مین اوچھ کا صوبہ دار ملک ناصر الدین
ابن معز شہید ہوا تو سلطان نے مملکت اوچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کرکے اُس ملک کا بندوبست
ساتھ اُسکے رجوع فرمایا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان اپنی دو دختر اُسکے
سلک ازدواج مین لایا متعاقب یعنی جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اس کو دی اور سلطان ناصر الدین
قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایبک کا تابع تھا اُس لیے ساتھ
اُسکے سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور کبھی کبھی اوچھ سے دہلی مین آکر شرف ملازمت سے مشرف ہوتا تھا
لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک کے اکثر قلاع وبقاع سند کو تصرف مین لایا اور سومرگان کو کہ
بعضے اُن مین سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُن کو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوا ے بلدہ ٹھٹھہ اور
جنگل اور ثغور کے کچھ اُن کے تصرف مین نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دے کر گوشہ
اور کنارہ مین رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ کے اُنھون نے عرصہ قلیل مین پھر رشتہ سلطنت
کا کف اقتدار مین لاکر سند کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین جب
خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے ملتان وسہرند وکہرام وغیرہ سرستی تک اپنے تحت حکومت مین لایا سلطان
تاج الدین یلدگز نے طمع اُسکی بعض ممالک پر کرکے چند مرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہر مرتبہ بے نیل
مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصر الدین کا مظفر اور منصور ہوا اور سنہ ۶۱۱ چھ سو گیارہ ہجری
مین لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین مین سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیوستان کے حدود پر
غالب آیا اور شاہ ناصر الدین اُن سے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن مؤید الملک سنجری وزیر
غزنین منہزم ہوا اور سنہ ۶۱۴ سات سو چودہ ہجری مین شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ ہو کر سرہند تک
اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ ہوا وہ بھی سامان
جنگ اور لشکر کو درست کرکے نیلاب کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین شاہ نے ساحل دریا
مذکور پر پہونچکر بے ملاحظہ گھوڑا پانی مین ڈالا امرا اور سپاہ نے اس کا ساتھ دیا کچھ آدمی ڈوب گئے
سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر وسنان رہا پھر تاب مقاومت نہ لاکر ملتان کی طرف مفرور
ہوا اور طبل وعلم اُس کا اثناے تاختت مین سلطان شمس الدین کی فوج کے ہاتھ آیا اور چنگیز خان
کے حوادث مین خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اعاظم اُس سے رجوع ہوئے اور ہر ایک

علی قدر مراتب اُس کے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اُس کی ملازمت اختیار کی لیکن
انتہائے حال میں سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی کے صدمہ سے ہندوستان
میں آیا بحسب اتفاق ناصر الدین سے اُلجھا خرابی بہت اُسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی اور دولت اسکی انحطاط
کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہہ ہے کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ چنگیز خان میں غزنین کی طرف
راہی ہوا اور اُس مقام سے بقصد عبور آب سند کے کنارے گیا چنگیز خان کو یہ خبر پہونچی اُس نے
لشکر بے شمار اُس کے سر پر بھیجا اور آب نیلاب کے ساحل پر جو آب ساتھو آب سند کے مشہور ہے
پہونچکر اطراف و جوانب سے اُسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار اور پیچھے
دریائے خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑے کو میدان وغا میں جولان کر کے بہت کفار تاتار کو خاک ہلاکت پر
ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اُس کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش پر
اُٹھاتا اور باوصف اُس کے کہ میمنہ اور میسرہ اُسکے شکست کھاکر متفرق ہوگئے تھے اسپر بھی پائے ثبات
زمین کین میں مستحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب میں ایستادہ ہو کر دادِ مردی اور فرزانگی
دی عاقبت الامر جب کام اُسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوتی جاتی تھی باگ معرکہ سے
موڑ کر اپنے بیٹوں کے پاس آیا اور انھیں وداع کر کے دوسرے گھوڑے شہزور پر سوار ہوا اور پھر صف مغل پر
حملہ کر کے کچھ لوگ اُن میں کے پسپا کئے اس کے بعد باگ موڑ کر پھر دریا کے کنارے آیا اور جوشن
بدن سے اُتارے اور چتر کو سنبھال کر تازی نژاد کو تازیانہ سے ہشیار کیا اور اس مقام میں کہ پانی دس
گز سے کم نہ تھا گھوڑے کو ڈالا اور نہنگ خشمناک کے مانند مع سات مرد پانی سے عبور کیا اور گھوڑے سے اتر کر
ساز و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سے تربتر تھی دھوپ میں رکھی اور چتر زمین میں گاڑ کر اس کے
سایہ میں تنہا بیٹھا اس درمیان میں چنگیز خان دریا کے کنارے پہونچا اور یہہ حال مشاہدہ کر کے اُس نے
اپنے بیٹوں سے کہا کہ لائق ہے کہ ایسے باپ سے ایسا بیٹا وجود میں آئے ابیات

بدو آفرین کرد و گفت از پدر	بدینسان نژاد یہ گیتی پسر
بصحرا چو شیرست نیرو ز جنگ	بدریا دلیرست ہمچون نہنگ
بہ گیتی کسے مرد زینسان ندید	ز نامداران پیشین شنید

چنگیز خان کے سپاہیوں نے چاہا کہ دریائے نیلاب سے عبور کر کے سلطان جلال الدین کو دستیاب کریں
چنگیز خان نے انھیں منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب اُن دو مہلکہ یعنے ایک تا ئرہ جنگ سپاہ دوسرے
نیلاب کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چھ آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اس کی ملازمت کے واسطے
حاضر ہوئے سلطان بالضرورت دو روز ساحل نیلاب کے جنگل میں پوشیدہ رہا اس عرصہ میں اور پچاس
نفر ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اُس وقت یہ خبر پہونچی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے زیادہ دو سو نفر

سامان عیش و عشرت مہیا کرکے کمال غفلت میں جوانان ماہ سیماکے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول
ہیں سلطان جلال الدین نے اپنے یاروں سے کہ پچپن نفر تھے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک لاٹھی
جنگل سے کاٹ کر مہیا کرے جب یہ سامان درست ہوا از روے توکل اور ہمت شاہانہ اس جماعت
پر حملہ آور ہوا ان میں سے اکثر آدمیوں کو چوبدستی کی ضربت سے ہلاک کیا بقیۃ السیف کو جنگل کی طرف
مفرور کرکے ان کی شر سے نجات پائی سلطان نے چارپائے اور ہتھیار ان کے اپنے آدمیوں پر کہ
بعض ان میں پیادہ اور بعض دراز گوش یعنے خر پر سوار تھے تقسیم کیے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس نفر ہوئے
مقاران اس حال کے خبر پہونچی کہ اس حدود میں افواج ہندوستان سے تخمیناً تین ہزار مردم حکام سندھ کی
طرف سے برسم قراولی مقیم رہتے ہیں سلطان جلال الدین فوراً پانسو اور بیس سوار لیکر اس جماعت کے
سر پہ گیا اکثر ان میں سے بعضی قتل کیے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اس کے کام نے کچھ استقامت
پکڑی اور پیچھے سے اور آدمی اس کے شریک ہوئے یعنے پانسو سوار اور بہم پہونچے اس وقت
اس کے دفع کے واسطے ایک لشکر عظیم اس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین علو ہمت
سے انکی جنگ لڑکوں کا کھیل سمجھا یعنے حملہ اول میں انھیں بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان
کیا اور مال و اسباب ان کا فراہم لاکر چار ہزار سوار مکمل بہم پہونچائے چنگیز خان نے یہ خبر سنکر چند
نفر امراے کبار کو اپنے رخصت حرب دی جب انھوں نے آب سند سے عبور کیا سلطان
جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلوں نے اس حدود کو تاخت و تاراج کرکے معاودت کی
اور سلطان جلال الدین نے راہ بعید طے کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو
جو بنام عین الملک مشہور تھا بادشاہ شمس الدین کے پاس بھیجا یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار
نامہنجار اور انقلاب لیل و نہار آپ کے جوار میں پہونچے ہیں اور چونکہ مہمان مثل ہمارے اتفاقات
سے آپ کی مہمان سراے میں پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی مقتضی اس امر کا ہے کہ ایسا مقام اس کے
واسطے تعین کیا جاوے کہ چند روز اس مقام میں بہ آسائش تمام بسر کرے اور اگر از روے یگانگی
اعانت فرمایئے اتفاق کی برکت سے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پاکر ملک موروثی کی طرف مراجعت
کروں سلطان شمس الدین نے جو سلطان کے احوال و تسلط و جلال سے خوب واقف تھا اپنے
ملک میں اس کا قیام مناسب نہ جانا اور اس کے ایلچی کو پوشیدہ زہر دیکر مسموم کیا اور اپنے ایلچیوں
کو تحف و ہدایاے بسیار کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اس بادشاہ عالی جاہ کے لائق
تو نفت ایسا مقام کہ آب و ہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہیں ہے سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ
کا مقصود سمجھا اور عنان عزیمت لاہور کے راستہ سے کھکران کی مملکت کی طرف معطوف فرمائی اور
اس مملکت میں پہونچکر کوہ بلالہ اور نگالہ پر وارد ہوا تاج الدین خلج کو پہاڑ جودی کے سمت روانہ فرمایا

تاکہ اُس حدود کو غارت کر کے غنیمت بے نہایت لاوے اور جب دس ہزار سوار اُس کے نشان کے
سایہ مین جمع ہوئے سلطان کامگار نے ایک قاصد شیرین بیان چرب زبان بھیجکر سردار کھکھر انکی
دختر مانگی جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین مسلمان ہوا تھا سردار کھکھران یعنے کوکار سنکار نے
یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی کہ شاہ
ناصر الدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت پہونچاتا ہے مالش دین سلطان نے
اُس کے فرزند کو خطاب قلیج خانی دے کر اپنے ایک امرا کے ہمراہ کہ وہ بنام اوزبک بائشی مشہور تھا اور
پہلوانی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم اوچہ اور ملتان
کے سر پر بھیجا سلطان ناصر الدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سند کے کنارے جو قریب اوچہ
کے ہے وارد ہوا اور اوزبک بائشی اُسے غافل کر کے شبخون لے گیا اور اُس کی جمعیت ایسی متفرق
کی کہ سلطان ناصر الدین بہزار شکست کشتی مین بیٹھکر کسی طرف بھاگ گیا اور اوزبک بائشی اُس کے
لشکرگاہ مین وارد ہوا اور اسکی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے کی مشہور تھی صلاح
توقف مین نہ دیکھی اُن پہاڑون سے اوچہ کے سمت آیا اور سلطان ناصر الدین کی بارگاہ مین
فروکش ہوکر آدمی اُس کے پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور پسر کو جو آب نیلاب کے کنارے سے
بھاگ کر اس حدود مین آئے ہین ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصر الدین نے مقام اطاعت مین ہوکر
امیر خان کے پسر و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا سلطان
جلال الدین نے اُس کی ولایت مین کسی طور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سے کوچ کر کے
کوہ جود اور بلالہ اور بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثناے کارزار
مین ایک زخم تیر کا اُس کے ہاتھ مین لگا لیکن مساعی جمیلہ اور چابدستی سے اُسے مفتوح کیا اور وہان
کے کسی آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اتنے مین یہ خبر پہونچی کہ شاہزادہ چغتائی خان چنگیز خان کے حکم کے موافق
سلطان جلال الدین کی تلاش مین آتا ہے سلطان جلال الدین نے بخیال اُس کے کہ شاہ ناصر الدین قباچہ
تہ دل سے ہم سے موافق ہوا ہے ملتان کی طرف جا کر نعل بہا چاہا شاہ ناصر الدین قباچہ نے جو خبر
لشکر مغل کے روانگی کی سنی تھی اس امر سے انکار کر کے مقام انتقام مین قیام کیا سلطان جلال الدین
نے لاچار ہوکر ملتان سے مراجعت کی اور جب اوچہ مین پہونچا وہان کے باشندون نے بھی اس کی اطاعت
نہ کی آگ اس شہر مین لگا کے غارت کیا اور دو روز کے بعد عنان عزیمت دیول کی طرف کہ اب اُسے
ٹھٹھہ کہتے ہین معطوف فرمائی اور اثناے راہ مین جو شہر اور قصبہ کہ ناصر الدین قباچہ سے تعلق
رکھتا تھا وہان پہونچکر اُسے قتل و غارت کر کے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹھہ مین پہونچا وہان کے راجہ
نے جس کا نام جلیشی تھا اور طبقہ سومرکان سے تھا اسباب اور مال اپنا کشتیون مین لادکر کے خود بھی مع

اہل وعیال اور عزیز و اقارب اُسپر سوار ہوا اور کسی جزیرے مین قرار پکڑا اور سلطان نے بلدہ ٹھٹھہ مین استقامت فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹھہ کی سرحد مین ہے اسے خراب اور ویران کرکے مسجد جامع بنائی اور اسکے بعد ولایت نہروالہ مین لشکر بھیجکر فتح کیا اور بعدہ جب سنا کہ بھائی اُس کا سلطان غیاث الدین سر پر عراق پر تمکن رکھتا ہے تسخیر سندھ اور گجرات کی عزیمت فسخ کرکے سنہ ۶۲۰ چھ سو بیس ہجری مین کیچ اور مکران کے راستہ سے عراق کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ تفصیل اُس کی کتب تواریخ عجم سے مستفاد ہوتی ہے اور چغتائی خان جس نے مع لشکر مغل اُس کا تعاقب کیا تھا اطراف ملتان مین آکر اس کو محاصرہ کیا شاہ ناصر الدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی کے اس طور سے ظاہر کیے کہ بعد چالیس روز کے مردم ملتان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہوئے اور چغتائی خان نے کیچ اور مکران مین جاکر اس حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرما حدود دکالنجر مین کہ ایک ولایت آب سندھ کے کنارے ہے بسر کیا اور تیس یا چالیس ہزار ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا اس بہانہ سے کہ موجب تعفن اردو کی ہے قتل کیا اور باوجود اُس کے جب وبا اردو مین ظاہر ہوئی اور سلطان جلال الدین کی کچھ خبر نہ پہونچی کہ کہان ہے اور کیا ہوا تب چغتائی خان توران کی طرف متوجہ ہوا اور جب سالار احمد حاکم کابل نے خرابی ولایت کی شکایت شاہ ناصر الدین قباچہ کو لکھی وہ نہایت دلگیر ہوا اور مملکت کی تعمیر اور آبادی مین کوشش کی اور بعد اس کے سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری مین شمس الدین شاہ بغرض اخراج شاہ ناصر الدین قباچہ کے سندھ کے سمت روانہ ہوا جب دار الملک اوچہ کے اطراف مین پہونچا سلطان ناصر الدین اُسے مضبوط کرکے خود قلعہ بکر مین متحصن ہوا سلطان شمس الدین نے اوچہ کو محاصرہ کرکے نظام الملک بن ابی سعید جنیدی کو کہ نسخہ جامع الحکایات اُس کے نام پر تصنیف ہوا ہے قلعہ بکر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصہ مین مفتوح کیا اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس بطلب صلح بھیجا ابھی جواب نہ پہونچا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والون پر دشوار ہوا سلطان ناصر الدین نے کشتی پر سوار ہوکر چاہا کہ جزیرہ مین جو اس اطراف مین تھا چلا جاوے اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ جب سلطان ناصر الدین اوچہ سے بکر کی طرف گیا سلطان شمس الدین نے فتح اس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کرکے دار الملک دہلی کی طرف مراجعت فرمائی نظام الملک وزیر نے دو ماہ کے عرصہ مین شہر اوچہ کو بجبر و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور صولت سے قلعہ بکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصر الدین سمجھا کہ زمانہ ادبار کا آپہونچا اب کوشش اور ثبات قدمی فائدہ نہین بخشتی ہے باتفاق عزیز و اقارب مع چند صندوق جواہر و نقود و اکثر کشتی مین سوار ہوکر جزیرہ کی طرف کہ اس نواح مین تھا روانہ ہوا ناگاہ دچار موجہ طوفان نے اُس کشتی کو جس پر شاہ ناصر الدین

سوار تھا گرداب بلا مین ڈالکر بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہمکنار ہوئین ابیات

جہانداری تو کاری دگر
یکی را کشتی تشنہ اندر سراب
گہ از ماتم این کنی سوز او

کنی ہر زمانی شکاری دگر
گہ از دست این رخت آنرا بری
گہ از ظلمت این دہی نور او
کہ شد باد از نافہ مشک بیز

یکی را کنی غرق در جوی آب
گہ از تیغ آن فرق این را دری
بیا ساقی این می بساغر بریز

سلطان ناصرالدین قباچہ کی مدت سلطنت بلاد سندھ اور ملتان مین بائیس برس تھی

بیان احوال ستمگان کہ زمیندار ممالک سندھ تھے

واضح ہو کہ زمینداران سندھ دو قسم کے ہین ایک کو سومرگان کہتے ہین اور دوسرے کو ستمگان اور یہ لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین مسلمانون کی سعی وامداد سے دولت وحکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان ستمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام ان کے جو دولت اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور باجگذار رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت بلند کرکے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ ستمگان اپنے تئین جمشید سے منسوب کرتے ہین چنانچہ لفظ جام اپنے سردار اور مقدم کے نام پر مقدم لانا خبر اس معنے سے دیتا ہے اور اول وہ شخص جو اہل اسلام کے زمانہ مین اس گروہ سے حکومت سندھ پر فائز ہوا جام افزاہ تھا اور عقل اور کیاست وافر رکھتا تھا تین سال وچھ ماہ حکومت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اس کے بعد فوت جام جونا نے اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست زیب سر کرکے بلاد سندھ کی حکومت کی اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صفت حلم اور دانائی سے متصف تھا مدت دولت اس کی چودہ سال تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نے ساغر زمانے کے دور سے شربت تلخ اجل کا نوش کیا جام مانی وفور دانائی سے ملک پدر کا وعوے دار ہوا اور لوگون کو ساتھ اپنے متفق کرکے جانشین پدر ہوا جب دہلی کے ساتھ علم مخالفت بلند کیا وہ ولایت بکھر اپنے تصرف مین لایا اور باج وخراج دینا بالکل موقوف کیا اسواسطے سلطان فیروزشاہ نے مع لشکر فراوان سنہ ۷۶۲ سات سو باسٹھ ہجری مین ولایت سندھ پر چڑھائی کی اور جام چاہا سے دشوار گذار اور مقامات قلب مین پناہ گزین ہوا اور بہر قدر چارہ کہ حیوانات لشکر سندھ کو کفایت کرے اپنے پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پہاڑ اور جنگل مین تھا اسے آگ دے کر

جلادیا سلطان فیروز شاہ بے علفی سے عاجز ہو کر بہ شفقت نزاد ان گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات بسر کرکے شروع جاڑے مین کہ جب چارہ سبز اور قابل جلانے کے نہ تھا ولایت سند کی طرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام نے گردش فلکی سے مضطر اور سراسیمہ ہو کر امان چاہی اور سلطان فیروز شاہ سے ملاقات کی اور مملکت سند اُس شاہ عالی جاہ کے تصرف مین آئی پھر اُس حدود کا انتظام کرکے دہلی کی طرف عازم ہوا اور جام بانی اور تمام مقدمون کو اپنے ہمراہ لیا بعد چند روز کے جب جام بانی سے خدمت شائستہ اور کارنمایان وقوع مین آئے سلطان فیروز شاہ باربک نے مقام لطف و عنایت مین ہو کر ولایت سند کی سرداری جام بانی کی تفویض فرمائی اور چتر دے کر رخصت کیا پھر اُس نے سند مین جا کر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات بادہ بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے شکست ہوا خوابگاہ لحد مین استراحت کرکے دار الحکومت اوروں کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام بانی کی حکومت کا

جام تماجی اپنے باپ کے انتقال کے بعد چار بالش حکومت پر جلوہ گر ہو کر جہانداری کے شغل مین مشغول ہوا اور سترہ برس اور چند ماہ بلا نزاع بسر کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور نام عموم جامات مذکور اور خصوص تماجی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین زناردار تھے پھر مسلمان ہو گئے۔

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کے جام صلاح الدین امور سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات بفراغت تمام بسر کرکے پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد قائم مقام ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام حکومت کا نوش کرکے شربت ممات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف و اعیان قوم کے حسن اتفاق سے اُس مالک لئے سند کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اُس کے عدل و داد کی نسیم سے خلائق کے غنچہ امید و آرزو شگفتہ ہوئے

اور سیاست کے رعب سے چور اور ڈکیتوں سے ولایت کی حراست فرماکر رعایا اور برایا کو عہد امن و امان مین استراحت بخشی لیکن عہد معدلت مہد اُس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنے بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُس کی وفات سے غمگین اور محزون ہوئے۔

جام کران بن جام تماجی

جب علی شیر چند روز عیش و کامرانی مین بسر کرکے اس کہنہ رباط سے عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام کران اسس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت مین دولت اُسکے بیٹے کو پہونچتی ہر مساعی جمیلہ کرکے قلادہ حکومت کا مقلد ہوا اور بھروسا اپنے بزرگون کی ریاست کا کیا لیکن بدون عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میسر نہین ہر بعد ایک روز اور دو پہر کے ساقی اجل نے شربت ناگوار موت اُسکے حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اُسکے بعد فوت قوم سمتگان نے شورہ کی مجلس منعقد کرکے بادشاہ کے تعین ہونے کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگوے دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم سمتگان سے تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اس نے پندرہ سال کمال استقلال سے مہمات حکومت کو انجام دیا پھر قضاے الٰہی سے فوت ہوا۔

جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اُس کے بعد فوت ملک و سلطنت کے مہمات مین مشغول ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق پہلی نہ رہی تھی اس جماعت سے خاطر جمع کرکے سلاطین گجرات سے بنیاد مصادقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اُس کے جو شخص قوم سمتگان سے تخت پر بیٹھا اُس نے حکام گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنی پیوند و وصلت سے اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھائیس برس اور چند روز کے بعد جب پیمانہ اُس کی زندگانی کا لبریز ہوا ملک دوسرے کے سپرد کرکے گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام مبارک

یہ بادشاہ جام تغلق کا قرابتی اور سراپردہ دار تھا بعد فوت تغلق اُس نے اپنی ذات خاص مین لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر مرتکب اُسکا ہوا لیکن فرصت کامرانی کی تین روز سے زیادہ نہ پائی ملک دوسرے کو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

جب اشراف و اعیان سندنے جام مبارک کی بادشاہی سے نجات پائی جام اسکندر کو کہ باوجود نسبت

ارث کے اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا اُسکی سرداری کو قبول کیا اور اُس نے بھی ڈیڑھ برس مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سر گریبان عدم مین کھینچا

جام سنجر

یہ شخص خاندان سلاطین سے تھا چند سال ملوک مافیہ کے عہد مین اُس نے امور ملکی و مالی کو انجام دیکر مہمات دنیوی مین خوب مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد انتقال امرا اور اعیان مملک نے اتفاق کرکے اسے بادشاہی مین قبول کیا اور فلک خوش رفتار حکمت شعار نے آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سند کے لیے اسے پسند کیا آخر اُسے درمیان سے اُٹھا کر مسند حکومت پر بجاے اُسکے دوسرے کو بٹھایا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت سندھ کا بلا فصل بہ ساعت نیک متکفل ہوا کہ مملکت مین اُسکے زمانہ مین رواق اور رونق ظہور مین آئے اور جام سنجر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کا معاصر تھا اور اُسکے عہد ۸۹۰ھ آٹھ سو نوّے ہجری مین شاہ بیگ ارغون قندھار سے آیا اور قلعہ سیوی کو کہ ایک امرا نظام الدین کے تصرف مین تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر فتح کیا اور اسے اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کرکے قندھار کی طرف معاودت کی اور اُسکی غیبت مین جام نظام الدین نے اپنے ایک امیر مبارک خان کو جس کو خدا نے شجاعت اور مردانگی مین بھی اختصاص بخشا تھا قلعہ سیوی کے استرداد کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ فریقین مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی عاقبت الامر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سیوی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا کے تصرف مین آیا شاہ بیگ نے یہ سانحہ سنکر میرزا عیسیٰ ترخان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے روانہ کیا اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار کرکے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سرحد پر دونون کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے بہت امرائے قدیم کارگزار مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بدحال ہوکر بھاگا اور قلعہ بھکر تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور جب عیسیٰ ترخان کی نوید فتح شاہ بیگ ارغون کو پہونچی طمع ملک سند کی کرکے قندھار سے مع لشکر جرار بھکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی طرف سے اس قلعہ کا حاکم تھا اس نے کشتان مدافعہ کا پابند کرکے چند روز جنگ و جدل مین بسر کیے لیکن جب کام قبضہ سے نکل گیا اور سند سے کوئی اُس کی اعانت اور فریاد کو نہ پہونچا اور قلعہ بھکر کا اس وقت مین ساتھ ایسے استحکام کے نہ تھا لہذا قاضی تنگ آن کر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کے

سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کوکلتاش کو بھکر کا حاکم کرکے خود قلعۂ سیوان کی طرف گیا اور اُسے بھی فتح کرکے خواجہ بیگ کو سونپا اور اسی سال مین اسی قدر پر کفایت کرکے قندھار کی طرف مراجعت کی جام نندا نے پھر بہ صرف زر خطیر لشکر فراہم کرکے ہر چند سعی کی کہ قلعہ سیوی کو فتح کرکے پھر تصرف مین لاوے میسر نہ ہوا اس لیے کہ سپاہ سند نے ترکان خونخوار لشکر مرزا عیسیٰ خان کو دیکھا تھا وہ ایسے ہراسان تھے کہ کسی طور ان کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہے کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھل کر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان گھوڑے سے اتر کر اُسے کھینچنے لگا اس درمیان مین ایک فوج سپاہ سند سے وہان آپہونچی اور اُسے اس حال مین دیکھکر چالیس سوارون نے اُس پر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار گھوڑے پر سوار ہوکر قدم اپنا رکاب مین جمایا اور وہ سب سوار سندی اُس کے خوف سے ایسا بھاگے کہ پیچھے موڑ کر نہ دیکھا جام نندا کہ جس نے باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزدلی مشاہدہ کرکے شدت غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہ ہوا ۔

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باپ کا جانشین ہوا رشید دریاخان کو کہ ایک اعیان ملک اور اُس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب امیر جملگی پر منصوب کرکے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ و خصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار اور کوشش فراوان مقصد اُس کا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور چونکہ بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات کی جام صلاح الدین کی چچیری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بے شمار اُسکے ہمراہ کرکے ٹھٹھہ کی طرف رخصت فرمایا اور اس نے سند کی سرحد پر پہونچکر دریاخان کو جو صاحب داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کرکے وہ ملک بے جنگ و جدل اپنے تصرف مین لیا اور جام فیروز طلوع کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا چونکہ جام فیروز کے عہد مین دریاخان مملکت کا صاحب اختیار تھا آخر الامر جام فیروز کو طلب کرکے پھر منصب سرداری پر مقرر کیا اور جام صلاح الدین اپنا سر کھیچ کر دوبارہ گجرات کی طرف راہی ہوا سلطان مظفر نے از سر نو سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین اُسے سند کی طرف رخصت کیا اور وہ جام فیروز کو سند سے خارج کرکے خود امور سلطنت کا متکفل ہوا جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ ارغون کے پاس التجا لے گیا اُس نے اپنے غلام کو کہ سنبل خان نام رکھتا تھا مع لشکر مستعد جرار جام فیروز کی امداد کو مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لے کر سند کی طرف متوجہ ہوا اور ساہوان کے نواحی مین جام

صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کر کے آپس مین نہایت شدت سے لڑے جام صلاح الدین اور بیٹا اُسکا ہیبت خان مارا گیا اور مملکت سندھ بدستور سابق جام فیروز کے قبضہ مین آئی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سندھ کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت وقت کا جویا تھا اُس وقت قندھار سے آن کر ۹۲۷ھ نوسو ستائیس ہجری مین ٹھٹھ پر مع مضافات متصرف ہوا اور خرابی سند فتح ٹھٹھ کی تاریخ ہی اور اُن دنون مین دریا خان کہ جام فیروز کا پھر مدار المہام ہوا تھا شاہ بیگ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے دو تین برس اُس ملک مین رہکر بہت کوشش کی جب مقصود اُس کا حاصل نہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور جو انھین دنون مین شاہ مظفر شاہ گجراتی قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا کمک سے مایوس ہو کر سند کی طرف مراجعت کی اور جب دیکھا کہ ارغونیہ ملک سند کے لینے مین مستعد ہین اور مجھے اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین ہی ناچار ممالک سند سے برخاستہ خاطر ہوا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر گجرات کی طرف راہی ہوا اور امراے سلطان بہادر کے سلک مین منتظم ہوا دولت خاندان سمگان کو زوال آیا اور مملکت سند شاہ بیگ ارغون کے قبضہ اقتدار مین آئی اور چند روز نشان اُس کی شوکت کا اُس ملک مین بلند رہا منقول ہی کہ ۹۲۸ھ نوسو اٹھائیس ہجری مین شاہزادہ بدیع الزمان میرزا یعنی سلطان حسین بادشاہ ہرات کے فرزند نے جب شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور راستہ آباد مین مقام میسر نہوا تو سند مین تشریف لایا جام فیروز حاکم اوچہ اور ٹھٹھ استقبال کر کے مراسم تعظیم اور لوازم تکریم بجا لایا اور اپنی ہمت اور سلطنت کے لائق پیشکش نفیسہ بھیجی اور میرزا بدیع الزمان نے ایک سال سے زیادہ سند مین اقامت نہ فرمائی پھر شاہ اسمٰعیل صفوی کی طرف عزیمت کی

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہی جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور اُس کے فرزند بدیع الزمان میرزا کا اتالیق تھا اور اُس کے باپ دادا چنگیز خان کے عہد سے اُس وقت تک امراے عظام کے سلک مین منسلک رہے اور ۸۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین ولایت قندھار اور زمین داور اور ساغر اور تولک اور قراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض ہوئی لیکن چند سال بعضے شاہزادون کو باری باری باسم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اس ولایت کی سرداری مین استقلال پا کر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ المشہور بشاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبد العلی ترخان کو ساغر اور تولک کی دارد غگی رخصت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخر الدین اور امیر درویش کے رجوع کی اور خود زمین داور

میں استقامت کرکے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باپ سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ
ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریائے غضب کی موج زنی سے ہراسان تھا اپنی بیٹی اُس کے ازدواج
میں لاکر کشتی موافقت میں سوار ہو کر ساحل نجات سے ہمکنار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان
اوزبک کی جنگ میں کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹوں سے ہوئی تھی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت
بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ سے متعلق ہوئی اور شجاع بیگ
یعنے شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بھکر اور بعض ولایات سند کو اپنے حوزۂ تسخیر میں لایا
تھا اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر میں ہو کر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا
ناگاہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے کابل سے بہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُس کے فتح
کرنے میں مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے واقعات میں
مذکور ہوا ہے اس قدر سعی اور تدبیر جو ممکن تھی بجالایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اس وقت جام فیروز اور
جام صلاح الدین جو آپس میں بمقام نزاع تھے اس واسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی
محافظت سے دست کش ہو کر بھکر میں آیا اور وہاں فوج کو آراستہ کرکے اسی سال ٹھٹہ کی سمت روانہ
ہوا اور اُس پر متصرف ہو کر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ فضائل علمی سے
بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور شرح مطالع منطق پر حواشی
لکھے ہیں اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ صف جنگ میں سب فوج کے آگے رہتا تھا ہر چند
لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادری سرداروں کے لائق نہیں ہے اُن کی فہمائش فائدہ
نہ بخشتی تھی اور انھیں یہ جواب دیتا تھا کہ میں کیا کروں لڑائی کے وقت میں بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہوں
اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ کوئی شخص مجھ سے سبقت کرکے آگے نہ کھڑا ہو اور سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری
میں بمرض الموت مبتلا ہو کر عالم باقی کی طرف خراماں ہوا اور اُس کا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہو کر اس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جس قدر ولایت سند کہ شاہ بیگ ارغون
کے ہاتھ نہ آئی تھی اُس پر متصرف ہو کر سب ایک صوبہ کر لیا اور بھکر کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کرکے نہایت محکم
اور سنگین کیا اور سہوان کے حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اُسے ملتان
کے بھی قبضہ کا حکم دیا اور وہ حکم کے بموجب سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری میں سامان جنگ اور اسباب سفر
درست کرکے اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُس نے ایلچی معتبر بھیجکر فسخ
عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُس کی قبول نہ ہوئی اور سلطان محمود اسی عرصہ میں مرگ مفاجات

سے فوت ہوا اور اُس کا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا اور ملتان مین نشان حکومت کا
بلند کیا شاہ حسین اُسے فرصت نہ دے کر بہ کوچ متواتر ملتان مین آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک
سال اور چند ماہ صبح کے وقت آخر سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین مسخر اور مفتوح کیا اور کچھ ساکنان شہر
مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مقید کر کے شجاع الملک
کو کہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اُس شہر کو خواجہ شمس الدین کے سپرد کر کے
ٹھٹھہ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت مین ملتان کی خلقت لنگر خان سے موافق ہو کر
خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کے مانند نکال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھ کر اُس کے
استخلاص مین مستعدی نہ کی اور سنہ ۹۴۷ سینتالیس ہجری مین ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور کے
غلبہ کے سبب کہ ممالک ہند پر مسلط تھا لاہور سے بقصد استمداد تسخیر ہندوستان ولایت سندھ کی طرف
متوجہ ہوا اور اطراف بکر مین پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام
کو ٹھٹھہ مین تھا ارسال کیا شاہ حسین نے چھ ماہ امروز فردا کر کے آخر کو جواب دور از صواب دیا چنانچہ
تحریر قلم سابق سے واضح ہوا ہوگا آخرش حضرت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے شاہ حسین
کی تنبیہ اور تادیب کی فکر مین ہو کر حدود بھکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرمائے اور خود بدولت
واقبال ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون نے جو مرد حیلہ گر اور مدبر تھا میرزا ناصر کو بوعدہ
دامادی اور نوید بادشاہی موافق کر کے فرمایا تو ٹھٹھہ اور بھکر کا خطبہ ناصر میرزا کے نام پڑھا گیا اور
شاہ حسین دریا کے راستہ سے ہمایون بادشاہ کے اطراف آکر وہین پہونچا اور رسد غلہ اور تمام مایحتاج
لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا اور بیرم خان کی ہدایت اور فہمائش سے مقام صلح مین آیا
اور باوصف اُس کے کہ دو سال اور چھ ماہ اُس حدود مین بسر کیا تھا بعد صلح جسقدر اونٹ بار کشی
اور کشتیان در کار تھین شاہ حسین سے لیکر سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین دریا سے عبور کر کے قندھار
کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہوا ناصر میرزا سے وعدہ خلافی کر کے
اس قدر بدسلوکی اور بے مروتی کی کہ وہ ہمایون بادشاہ کی مخالفت سے نہایت شرمندہ ہو کر کابل کی طرف
راہی ہوا اور سنہ ۹۵۲ نوسو باون ہجری مین میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر
شاہ حسین ارغون کے پاس سندھ مین آیا اور شاہ حسین نے مہمانداری کے لوازم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کامران میرزا کے عقد مین دلایا اور امرائے ارغون کو اسکے
ہمراہ کر کے نقود فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ سے روانہ کیا اور
بعد اس کے شاہ حسین ارغون نے تینتیس سال اوقات عزیز امور شاہی مین صرف سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ
ہجری مین دل اس جہان فانی سے اُٹھا کر خیمہ اقامت عالم بقا مین بلند کیا

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بھکر مین اور میرزا عیسے ترخان نے ٹھٹھہ مین داعیہ سرداری کا کیا یعنے ہر ایک نے اپنے اپنے مقام مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان مین کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین وفات پائی اور جو مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ کے سمت معلوم نہ تھی اس واسطے اُس کی شرح مین اقدام نہین کیا اس قدر ظاہر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان قوم سے شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اُسکے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ مین خرخشہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ بار سال تحفہ وہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اُس نے اٹھارہ برس کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری مین اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹھہ پر فائز ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور مین رونق افزا ہو کر متصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اظہار اخلاص کے واسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اُسکے وقوع مین آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے مسخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کر کے ولایت ٹھٹھہ اور بلاد سندھ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور ۹۹۵ھ نوسو پچانوے ہجری مین میرزا عبد الرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور ملتان جاگیر دے کر اس طرف روانہ فرمایا میرزا عبد الرحیم خان خانان پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کر کے اور قلعون اور شہرون کی تسخیر کے لیے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر خاصہ اور اُس طرف کے تمام زمینداروں کو فراہم لاکر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہوان کی طرف عزیمت کی اور میرزا عبد الرحیم المعروف بخان خانان ترک محاصرہ کر کے اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیر پور کے

نواح مین پہونچا فریقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی نے غرابون کو کہ ایک سو سے سے زیادہ تھین مع دو سو کشتی جو تیر اندازون اور گولہ اندازون اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا جنگ کے واسطے بھیجا اور میرزا عبد الرحیم نے باوصف اس کے کہ زیادہ پچیس غراب سے نہ رکھتا تھا اپنے آدمیون کو ان کے مقابلہ کے واسطے بھیجکر بنیاد جنگ قایم کی اور میرزا عبد الرحیم کو دریا کے کنارے ایستادہ ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک کشتی عمدہ پر تاک کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اس پر سوار تھی بحر فنا مین غرق ہوئی اور اس اثنا مین اکبر بادشاہ کی توپین فیر ہوئین اور سات کشتیان میرزا جانی کی گرفتار کین اور دو سو آدمی مارے گئے اور ایک شبانہ روز جنگ قایم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ایک ہزار ہجری مین سندیون نے شکست کھائی میرزا جانی دریاے سند کے کنارے اس زمین پر کہ اس کے اطراف و جوانب مین پانی اور دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کے گرد و پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خان خانان اس کے مقابل مین فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کیے چنانچہ دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادرون کی طرفین سے آن کر جنگ مین مشغول ہوتی تھی اور کام آتی تھی اور جب سندیون نے ہر اطراف سے رسد غلہ اور مایحتاج لشکر بند کی میرزا عبد الرحیم خان خانان کی فوج مین ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کے بدلے ارزان اور عزیز تھی ابیات

گشت زان تنگی جہانے تنگدل	گرسنہ نالان و سیران سنگ دل
ہر کرا دیدار نان بودے ہوس	قرص خور را آسمان ویدی و بس

میرزا عبد الرحیم خان خانان ناچار اور لاعلاج ہوکر اس مقام سے کوچ کرکے پرگنہ جون کی طرف جو ٹھٹھ کے قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کے محاصرہ کے واسطے بھیجا میرزا جانی انھین کمزور سمجھ کر ان کے سر پر گیا خانخانان نے جب یہ حال دیکھا اپنے سپہ سالار دولت خان لودھی کو مع فوج اس جماعت کی کمک کو بھیجا غرضکہ فریقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرزا جانی نے شکست پائی اور دریا سے عبور کرکے موضع ارلول مین نزول کیا اور اپنے گرد قلعہ بنا کر پناہ لی خانخانان نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند غلہ کی نایابی سے نہایت تنگ اور عاجز ہوا اونٹ اور گھوڑے ذبح کرکے کھانے لگے اور میرزا جانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے خانخانان کو یہ پیغام دیا کہ مین ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا رکھتا ہون مجھے تین مہینے کی مہلت دیجیے تاکہ مین اپنا سامان درست کرکے آن حضرت کی درگاہ مین روانہ ہون میرزا عبد الرحیم خان خانان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد ازدواج مین لایا اور بعد انقضاے موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹھ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور سنہ

ایک ہزار ایک ہجری مین میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی نے امرا کے سلک مین انتظام پایا اور میرزا عبد الرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے مملکت سند بادشاہ دہلی کے ممالک مین داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک مین کچھ دخل نہ رہا

ذکر سلطان محمود بھکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے محب علی خان پسر میر خلیفہ کو زمین بھکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اُس نے وہان جا کر قلعہ بھکر کے سوا نصف ملک پر اپنا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہو کر محمد اکبر بادشاہ کو عرض داشت کی کہ قلعہ بھکر کو محب علی خان کے سوا جس شخص کو حکم ہو تفویض کرون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبیعی فوت ہوا اور گیسو خان نے سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین قلعہ بھکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی ؂ —
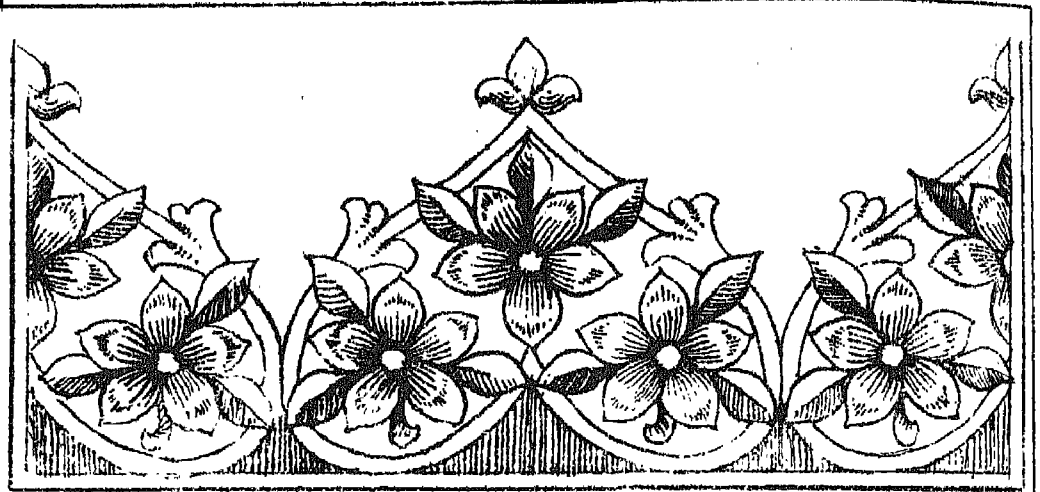
مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان مین

ناظرین بتمکین اور واقفان تواریخ کی خدمت مین عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدہ ملتان مین محمد قاسم کے زمانہ سے ہوا اور بعد اُس کے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی مورخ نے کتب تواریخ مین نہین لکھا بلکہ افواہاً بھی اُس زمانہ کی حکایتین مشہور و معروف نہین ہین اس قدر ترجمہ تاریخ یمینی وغیرہ مین مرقوم ہر کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملحدون کے تصرف سے مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اُس خاندان عظیم الشان کے تصرف مین رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کے ضعیف ہوئی بلاد ملتان پھر قرامطہ کے تصرف مین آیا اور بعد اُس کے سلطان معز الدین محمد سام کا اُس پر قبضہ ہوا اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کے زیر نگین تھا جب اُن سنوات مین اقالیم ہند مین بسبب آشوب کے طوائف الملوکی بہم پہونچی تو ملتان مین بھی حاکم علیحدہ ہوا یعنے اُس دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی پھر چند حکام نے بہم حکومت کی۔

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دار الملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان کو نوبت بہ نوبت پہونچی تو اُس کے ارکان مین خلل واقع ہوا اور ولایت ملتان سپاہ مغل کی تاخت سے کہ قندھار اور غزنین اور کابل سے متعلق رہتی تھی زیر و زبر ہوئی اور دار الحکومت حاکم کے وجود سے خالی ہوگیا ملتان کے رئیس متفق ہو کر حاکم مقرر کرنے کی فکر مین ہوے اور جو بزرگی طبقہ علیہ غوث الزمانی

بہاء الدین ذکریاے ملتانی کی شرح و بیان سے رفیع تر ہے اس لیے اس ملک کے اہالی اور شرفا نے شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریاے ملتانی کے روضہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اس کے تعلق رکھتی تھی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین سریر سلطنت ملتان پر تمکن کیا اور منبرون پر خطبہ ملتان اور اوچہ اور اسکے اطراف اور اکناف کا شیخ یوسف کے نام پڑھا اور اس نے بھی لوازم بزرگی مین مشغول ہو کر اس حدود کے تمام باشندون کی تسلی اور دلجوئی کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ دل کو رام کیا اور راے سہرہ جو جماعت افغان لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سیوی مع مضافات ساتھ اسکے تعلق رکھتا تھا اسنے شیخ یوسف کو باین عبارت پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ دادا کے وقت سے آپ کے سلسلہ رضیہ کی نسبت مستحکم ہے لہذا بنظر خیر خواہی عرض گذار ہون کہ جو مملکت دہلی مین فتنہ و فساد برپا ہے اور اس عرصہ مین سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہے مناسب یہ ہے کہ قوم لنگاہ کا دل ہاتھ مین لایئے اور ہمین اپنی فوج کا سردار بنایئے تو ہم بوقت ضرورت جان نثاری اور جانسپاری مین دریغ جائز نہ رکھین اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کے استحکام کے واسطے اپنی دختر آنحضرت کو دیتا ہون اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہون شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوے اور راے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقد مین لائے اور راے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ سیوی سے ملتان مین کبھی کبھی آتا تھا اور تحفہ و ہدایاے لائق شیخ کی خدمت مین گذرانتا تھا لیکن شیخ احتیاطاً اسے قبول فرماتے تھے کہ ایسا نہو راے سہرہ شہر ملتان مین بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے شہر کے باہر دایرہ ہو کر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا ایکبار تمام فوج اپنی فراہم کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ مکر و حیلہ سے شیخ کو دستگیر کرکے ملتان کا حاکم ہون جب ملتان کی نواح مین پہونچا شیخ یوسف قریشی کو پیغام بھیجا کہ اب کی مرتبہ تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہون تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کرکے ان خدمات لائقہ لیوین شیخ نے حیلہ اور افسون دہر سے غافل ہو کر اسکی التماس پذیرا فرمائی اور راے سہرہ نماز ادا کرکے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ مین جاکر ایک بکری کا بچہ ذبح کرکے اسکا خون گرما گرم ایک پیالہ مین بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور مین قیام کیا راے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روے مکر و فریب مرغ کاذب کی طرح بیوقت فریاد کرکے بولا کہ میرے شکم مین درد ہوتا ہے اور لحظہ بلحظہ اسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی اور آدھی رات کے وقت دکھاے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کرکے اس جماعت کے روبرو استفراغ دموی کیا اور اثناے وصیت مین رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع کے واسطے بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے راے سہرہ کی حالت ردی دیکھی اسکے عزیز و

اقارب کے آنے مین مضایقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اس کے قلعہ مین داخل ہوے بہ ارادہ انتزاع سلطنت سر بستر بیماری سے اُٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ خبردار شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاونی سے باہر ہین آنے نہ دینا پھر شیخ یوسف کی خلوت سرا مین داخل ہو کر اُنھین دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنکاہ کی سلطنت کا

جب رائے سہرہ نے شیخ کو قید کر کے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنکاہ رکھا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اس کی حکومت سے راضی ہو کر بیعت کی راے سہرہ نے اُس وقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کی طرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار مورد انوار کے قریب واقع ہی برآوردہ کر کے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اس دروازہ کو خشت پختہ سے چنوا دیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ وہ دروازہ آج تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری مین بدستور سابق مسدود ہی پھر نشان حکومت بلند کر کے امور سلطنت مین مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی مین داخل ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے سے جن کا نام شیخ عبد اللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ وعدہ ہاے نیک سے قوی پشت اور مسرور خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنکاہ بلاد ملتان مین نہایت بےفکری سے حکومت کرتا رہا بعد ایک مدت کے یعنے ۸۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری مین سلطان قطب الدین اجل طبعی سے فوت ہوا اور مدت اُس کی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنکاہ بن قطب الدین لنکاہ کی شاہی کا

جب قطب الدین لنکاہ نے ودیعت حیات مستعار مالک حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد اداے لوازم تعزیت اُس کے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنکاہ خطاب دے کر سریر سلطنت پر بٹھایا اور ملتان اور اُس کے اطراف مین خطبہ اُس کے نام پڑھا اور وہ نہایت قابل اور مستعد اور الطاف خداوندی کے ورود اور نزول کے شایان تھا اُس کے ایام دولت مین علم وفضل کا مرتبہ بلند ہوا اور علما اور فضلا اُس کے خوان مائدۂ احسان سے پرورش پانے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب مین قلعہ سور کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس زمانہ مین قلعہ سور غازی خان کے تصرف مین تھا اور غازی نے جب یہ خبر سُنی کہ شاہ لنکاہ بہ قصد تسخیر اس دیار کا ارادہ رکھتا ہی تو سامان جنگ درست کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور دس کوس آگے بڑھ کر شاہ حسین لنکاہ سے لڑا اور داد مردی اور

مردانگی دی جو فتح اور شکست باختیار خدا ہی پائے ثبات اُس کا میدان معرکہ سے ہل گیا اور بھاگ کر
بلدہ سور نہ پہونچکر بھیرہ کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ اہل وعیال اُس کے قلعہ سور مین تھے اُنھون نے
حصارداری کا اسباب درست کرکے قلعہ کو مضبوط کیا اور ہمیشہ کمک پہونچنے کے منتظر تھے کہ امراے
غازی خان جن کے بھیرہ اور جنیوت اور خوشاب تصرف مین تھا کمک بھیجین گے اس امید پر چند روز کی محنت
محاصرہ اُٹھائی جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوئے جان کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنکاہ کے سپرد
کیا اور بھیرہ کی سمت روانہ ہوے اور شاہ حسین لنکاہ نے مہمات ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز سور
مین توقف کیا پھر قصبہ جنیوت کی سمت عازم ہوا اور ملک باجھی کھکر وہان کا جو داروغہ تھا اُس نے چند روز
اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دستبردار
ہوا اور بھیرہ کاراستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بندوبست کرکے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز
وہان استراحت کرکے کوتکہر کی طرف سوار ہوا اور اس نواح کو قلعہ دھنکوت کی حدود تک اپنے تصرف
مین لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد بیداد کرتا تھا جس وقت
کہ شاہ حسین لنکاہ قلعۂ دھنکوت کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے فرزند باربک شاہ
کو کہ احوال اُس کا وقائع سلاطین دہلی اور شاہان جون پور مین گذارش ہوا ہی ولایت ملتان کی تسخیر
کے واسطے رخصت فرمایا اور تاتارخان لودھی کو مع لشکر پنجاب باربک شاہ کے ہمراہ نامزد کیا چنانچہ باربک شاہ
اور تاتارخان لودھی بکوچ متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوے اتفاقاً ان دنون مین سلطان حسین کا برادر
حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُس نے اپنا لقب شاہ شہاب الدین لنکاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند
کیا شاہ حسین لنکاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر بجناح استعجال وہان پہونچکر سلطان
شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُس کے پانوٗن مین بیڑیان ڈال کر ملتان کی طرف متوجہ ہوا
اس درمیان مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ باربک شاہ اور تاتارخان سواد ملتان کے قریب مصلاے عیدین
جو شہر کے پہلو مین ہی فرود کش ہوکر قلعہ گیری کے سامان مین مشغول ہین شاہ حسین لنکاہ شبا شب دریاے
سندھ سے عبور کرکے آخر شب ملتان مین داخل ہوا اسی وقت تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا
کہ تمام سپاہ سے امید شمشیر زنی کی نہین ہوتی ہی کس واسطے کہ اس مین سے بعضون کو اپنے اہل وعیال
کی محبت دامنگیر ہوتی ہی وہ جماعت اگرچہ شمشیر زنی کے کام نہین آتی لیکن وہ لوگ مصالح کے واسطے اور
مثل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور مثل اُسکے دیگر امور مین کام آتے ہین غرضکہ اس مقدمہ کی تمہید
کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری
مین مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار لڑنے پر آمادہ ہوے اور جب آفتاب جہانتاب
اُفق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجا کر شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین

نے سپاہ دہلی کو اپنی پیشیر و کرکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام پیادے ہوویں اور اول وہ خود
پیادہ ہوا اس کے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبارگی تین تیر دشمن کی فوج پر ماریں جب
اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبارگی خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن مین اضطراب عظیم ظاہر ہوا اور دوسری
زد مین جمعیت اُن کی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اس طرح بدحواس ہوکر بھاگے
اور دشمن کا خوف اُن کے دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سور مین پہونچے اور وہاں کے قلعہ کی طرف
اصلا التفات نہ کی پھر وہان سے بھاگ کر چینوٹ مین دم لیا اور اس فتح سے لشکر ملتان کو جمعیت
تمام آسودگی بسیار پہونچی جب بابک شاہ اور تاتار خان قلعہ چینوٹ مین پہونچے سلطان حسین کے
تھانہ دار کو مع تین سو مرد کے بقول و عہد قلعہ سے برآورد کیا اس کے بعد نقض عہد کرکے ایک
کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جان کر قلعہ چینوٹ کے استخلاص کا ارادہ
اپنے دل مین نہ لایا اور اسی عرصہ مین ملک سہراب دوداہی جو اسمعیل خان اور فتح خان کا باپ تھا مع
قوم رہیلہ کچ اور مکران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج مین ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ نے ملک
سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کرور سے قلعۂ دہنکوٹ تک تمام ولایت اُسے
اور اس کی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سنکر اور بلوچ بھی بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور روز بروز جمعیت اُس کی زیادہ ہوتی گئی اور شاہ حسین لنگاہ نے اُس ولایت
کا لقبیہ جو دریاے سندھ کے کنارے آباد ہے بلوچون کی تنخواہ مین مقرر کیا اور رفتہ رفتہ سیت پورسے
دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچون سے متعلق ہوئی اور انھین دنون مین جام بایزید اور جام ابراہیم
جو قبیلہ سہیہ کے سردار تھے جام نندا والیٔ ولایت سندھ کے حاکم سے آزردہ ہوکر شاہ حسین کی خدمت
مین حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو ولایت بھکر اور ٹھٹھہ کے مابین واقع ہے
اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سہیہ کے جو اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتے تھے تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم
شجاعت اور شہامت مین تمام قبیلہ سہیہ سے ممتاز تھی اور جام نندا کہ قوم سہیہ سے تھا اور وہ بھی اپنے تئین
اولاد جمشید سے جانتا تھا اُس قوم سے ہمیشہ ہراسان رہتا تھا اتفاقاً سرداران سہیہ کے درمیان مین عداوت
ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام نندا نے اس امر کو نعمت عظمی تصور کرکے مخالفون کی جانبداری
کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونون برادر حقیقی تھے اُنکی کچھ رعایت نہ کی اس وجہ سے جام
بایزید اور جام ابراہیم جام نندا سے آزردہ ہوکر شاہ حسین لنگاہ کے شریک ہوے اور اُس نے
ولایت سور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کرکے دونون کو جاگیر پر رخصت کیا
چو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اس واسطے اہل فضل سے صحبت رکھتا تھا اور اس وقت
مین فاضل کو جس مقام مین سنتا تھا کہ رہتا ہے اُس کے احوال پر اُس قدر تفقد اور مہربانی کرتا تھا

کہ وہ بے اختیار اُس کی مجلس مین پہونچکر اس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ جام بایزید اہل
فضل کے ساتھ اس قدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی جو شیخ عالم قریشی کے فرزند تھے اور
اُنھون نے خراسان مین قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے باوجود اس کے کہ حواس ظاہری اُن کے
مختل ہوگئے تھے بہ تکلیف تمام اُنھین شغل وزارت پر مامور کرکے جمیع مہمات ملکی اُن سے رجوع
کیے اور خود اہل فضل کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی کی اس طور سے تقلید کرتا تھا کہ ایکبار
اُس نے شہر سور مین ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاق حسنہ سے ایک خزانہ اُس مقام مین نکلا جام
بایزید نے دست تصرف اس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان حسین کی خدمت مین ارسال کیا
سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم بہم پہونچا جب سلطان بہلول ساتھ رحمت حق کے واصل ہوا اور
سلطان سکندر نے بجاے اُس کے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنکاہ نے مکتوب تعزیت
وتہنیت مع تحف وہدایا ایلچیون کی مصاحبت سے بھیجکر بنیاد صلح ڈالی پھر چونکہ نسبت شریعت پرستی کی
سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یون مصلحت دیکھی کہ طرفین سے طریقۂ اتحاد اور اخلاص
جاری رکھکر خیر خواہ ایک دوسرے کے رہین اور سپاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور طرفین
سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہووے دوسرا امداد سے اپنے تئین معاف نہ رکھے
غرضکہ بعد اس کے عہدنامہ تحریر ہوکر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے مزین ہوا پھر سلطان سکندر
نے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شاہ حسین سلطان مظفر شاہ گجراتی کے
ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل ورسائل کے دروازہ مفتوح رہتے تھے
ایکبار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سے آراستہ تھا بصیغہ سفارت
سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے
درخواست کرنا کہ خدمتگارون کو تیرے ہمراہ کرکے منازل سلطانی کی سیر کروائین اور سلطان حسین
کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے درمیان مین تعمیر کرون
جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحف وہدایا گذرانے اور رخصت کے وقت درخواست اس امر
کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنے خدمتگارون کو قاضی محمد کے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ
تمام منازل شاہی کی تفصیل اسے سیر کرائین جب قاضی گجرات سے ملتان مین آیا بعد اداے رسالت
چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ احقر کی زبان اُن منازل
دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہے لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ اگر محصول یکسالہ تمام مملکت ملتان کا اُن
قصور مین سے ایک قصر کے تعمیر مین خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین یہ بات سنکر
نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک توتک کہ منصب وزارت اُسکی تفویض تھا اُسنے قدم جرأت

آگے بڑھا کر دعا دی کہ حافظ حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے نگاہ رکھے دشمنون کے
حزن و ملال کا سبب معلوم نہین ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہی کہ قضا و قدر نے لفظ شاہی مجھپر
اطلاق کی ہی اور معنے شاہی سے محروم ہون باوجود اس کے کہ ہین قیامت کے دن ساتھ بادشاہون
کے محشور ہونگا عماد الملک تولک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفا منزل اس سبب سے مکدر
اور ملول نہ رکھین کس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کے مخصوص کیا
ہی کہ وہ مملکت دوسرے ممالک مین عزیز اور محترم ہی اور مملکت گجرات اور دکن و مالوہ اور بنگالہ اگرچہ
زرخیز ہی اور سامان عیش و نشاط کا اُن ممالک مین بخوب ترین وجہ میسر ہوتا ہی لیکن مملکت ملتان مرد خیز
ہی کس واسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت مین تشریف لے گئے معزز اور محترم ہوے اور شکر
ہی کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقۂ علیہ کے چند بزرگوار ملتان مین موجود
ہین کہ جمیع کمالات مین شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُن کے فرزند کو دختر دی تھی اور بہت
اُن کی عزت کرتے تھے ترجیح رکھتے ہین اور اسی طرح سے طبقہ تجاریہ کے چند اشخاص نواح ملتان
مین موجود ہین کہ کمالات ظاہری اور باطنی مین حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتے ہین اور طبقۂ علماء سے
مولانا فتح اللہ اور اُن کے شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سے مخلوق ہوے ہین اکثر اہل ہندوستان
ان عزیزون کے ہونے سے فخر کرتے ہین اور یہ فخر کرنا بجا ہی جب اس قسم کی باتین عماد الملک نے
سمع مبارک مین پہونچائین زنگ ملال سلطان کے دل سے رفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب
سلطان حسین لنگاہ کبرسنی سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ فیروز خان نام رکھتا تھا فیروز شاہ
خطاب دے کر خطبہ اس کے نام پڑھا اور خود طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور عماد الملک
تولک کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ لنگاہ بے تجربہ کار تھا اور قوت غضبی اُس کی تمام قوتون پر حاکم اور مسلط تھی اس سبب سے
اُس کا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور ہمیشہ بلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات
سے بہرہ رکھتا تھا اور دیگر کمالات سے آراستہ تھا حسد کرتا تھا ایک روز اس نے اپنے غلام سے یہ بات
کہی کہ بلال اموال بادشاہی پر تصرف کرکے فساد برپا کیا چاہتا ہی اور اُسکا قصد یہ ہی کہ لوگون کو اپنا یار
اور مصاحب بنا کر شغل سلطنت کو انجام دون اور لائق دولت یہ ہی کہ مفسدون کا علاج فساد سے پیشتر
کرنا چاہیے اور وہ غلام ناعاقبت اندیش بلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا
تھا اتفاقاً ایک دن بلال سیر دریا کے واسطے کشتی مین سوار ہوا اور سیر کرکے شہر مین آیا چاہتا تھا کہ

اُس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اُس کے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور بلال اُس کے صدمہ سے جاں بحق
ہوا عماد الملک نے عرصۂ قلیل میں فیروز شاہ کو زہر دے کر اپنے فرزند دلبند کا انتقام بوجہ احسن لیا اور
جب کبر سنی میں یہ مصیبت شاہ حسین لنگاہ کو پہونچی عنان صبر دست استقلال سے نکل گئی گریہ وزاری
اور بیقراری کے سوا اور شغل نہ تھا غرضکہ پھر حفظ مملکت اور انتقام لینے کے واسطے خطبہ اپنے
نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت
عماد الملک کے سپرد کر کے رنجش اور کدورت اصلا اس پر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید
کو خلوت میں طلب کر کے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور درد دل سے خوب آگاہ ہے کس واسطے
مرہم تدبیر سے اس کو اندمال نہیں کرتا یعنے اس نمک حرام عماد الملک سے میرا انتقام نہیں لیتا جام
بایزید نے بخواہش تمام اس امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو منادی گر
سے فرمایا کہ لشکر میں جا کر ندا کرے کہ سلطان نے سامان واجب طلب کیا ہے علے الصباح تمام فوج
ساز و یراق سے درست اور مسلح ہو کر دولت سرائے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام
بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہو کر در دولت پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ
تو جا کر جام بایزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ جو کہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اُس کے آتے ہی جام بایزید
نے عماد الملک کو گرفتار کر کے قید کیا اور شاہ حسین لنگاہ نے اُسی وقت شغل وزارت جام بایزید
سے تفویض کر کے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز
کے بعد شاہ حسین لنگاہ ہفتہ کے دن صفر کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۹۰۸ نو سو آٹھ اور بقولے سنہ ۹۰۴ نو سو چار
ہجری میں اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف خراماں ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بقولے چونتیس سال
اور بقولے تیس سال تھی مؤلف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مقام میں دو تین سہو صادر ہوئے
ہیں اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنگاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد
از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود
سلطان فیروز شاہ لنگاہ کا بیٹا تھا اس نے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنگاہ کے سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنگاہ فوت ہوا اُسکے دوسرے دن دوشنبہ کے روز ستائیسویں تاریخ صفر کو جام بایزید نے
امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنگاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سریر
جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خورد سال تھا اوباش و اجلاف کو فراہم لا کر اراذل پرست مشہور ہوا اور
اکثر اوقات تمسخر اور استہزا میں مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تئیں اُس کی

صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اُس کے جب مردم اوباش نے اس کے مزاج مین تصرف پایا پھر اُسپر آمادہ ہوئے کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بایزید سے منحرف کرین اور اپنے حصول مطلب کی تدبیرین کرنے لگے اور جام بایزید یہ تدبیرین اُن کی مکر رسمہ کر رسے سنکر اپنے مکان سے جو آب چناب کے کنارے اور ملتان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہان استقامت کرکے شہر مین نہین آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہان انجام دے کر حیلہ حوالہ مین اوقات بسر کرتا تھا اور اُسی عرصہ مین ایک روز جام بایزید نے بعضے قصبات کے زمینداروں اور مقدموں کو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضون نے تمرد کرکے عدول حکمی کی جام بایزید نے اور مالگزاروں کی عبرت کے واسطے اُس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار کرکے تشہیر کیا بدگویون نے جاکر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بایزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہے اس لیے دیوان عام مین حاضر نہین ہوتا اپنے بیٹے عالم خان کو بھیجتا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خان جب دربار مین آوے اُسے سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہیے کہ جام بایزید کی شان مین دھبا لگے اور جملہ خلائق کی نظر مین ذلیل اور خوار ہووے عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن سیرت وصورت مین اپنے ہمچشموں اور عزیزون مین ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کے سلام کو آیا ایک درباری نے اُس سے پوچھا کہ فلان فلان مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی تھی کہ جام بایزید نے اُنکے سر کے بال ترشوا کر اہانت پہونچائی انصاف یہ ہے کہ اُس کے عوض مین تیرے بال تراشے جاوین چونکہ اُس قسم کے کلام عالم خان نے کبھی نہ سنے تھے اُسکے سنتے ہی طیش مین آیا اور بولا اے مردک تجھے دربار شاہی مین مجھسے ایسی بیہودہ گوئی لائق نہ تھی ابھی یہ بات تمام نہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف وجوانب سے آکر عالم خان کو لپٹ گئے اور عالم خان کی دستار اچھال کر زد وکوب شروع کی اور عالم خان نے بہزار دقت خنجر غلاف سے برآورده کرکے ہاتھ بلند کیا اور اُس ہشت مشت ہاتھا پائی مین نوک خنجر کی شاہ کی پیشانی مین لگی اور شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ حال دیکھکر عالم خان کو چھوڑ دیا شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عالم خان خوف سے سر برہنہ بھاگا اور جب دروازہ پر پہونچا اُسے مقفل پایا جس طور سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑ کر نکل گیا اور پٹکہ اپنے نوکر سے لے کر سر پر باندھ کر جام بایزید کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُس نے جواب دیا کہ اے فرزند تجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ جس سے تو دو جہان کی شرمندگی کا باعث ہوا اب اس کے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ تو بقدم استعجال بلدۂ سور مین جا اور تمام فوج کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لشکر اپنا فراہم نہ کرنے پاوے اور مین تیرے پاس پہونچ سکون عالم خان اُسی وقت سور کی طرف روانہ ہوا اور جب اس کا لشکر برق وباد کی طرح سور سے پہونچا جام بایزید اُس کے ہمراہ سور کی سمت راہی ہوا اور مخبرون نے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُس نے ایک جماعت امرا کو بطور تعاقب

تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچی جام بایزید پلٹ کر ایستادہ ہوا اور جانبین سے جوانان کارآمد جدا ہو کر حرب مین مشغول ہوے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر جام بایزید نے اُس جماعت کو متفرق و پریشان کر کے سور کا راستہ لیا اور سور مین پہونچتے ہی خطبہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت مین مندرج کر کے شاہ ممدوح کی خدمت مین ارسال کیا شاہ سکندر نے اسے ملاحظہ کر کے فرمان استمالت و خلعت کا جام بایزید کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولتخان لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے پاس التجا لایا ہی اور خطبہ شہر سور کا ہمارے نام پڑھا ہی چاہیئے کہ اُسکے حال سے خبردار ہو کر اس کی امداد اور اعانت مین کسی طور اپنے تئین معاف نرکھے اور جس وقت اُس کو کمک کی حاجت ہووے خود اس کی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چند روز کے شاہ محمود شاہ لنگاہ انبوہ لشکر فراہم کر کے سور کی طرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اور اپنی فوج کے سور سے برآمد ہو کر کچھ دور اس کے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم تھی یعنے جنگ صف شروع ہوئی تھی کہ اتنے مین دولتخان لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت مین بھیجکر بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اس امر پر قرار پایا کہ دریاے راوی ہمارے تمھارے درمیان مین حد ہو اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بایزید کو سور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سا مرد دانا اور دوراندیش درمیان مین آیا اس پر بھی کار صلح نے چندان استقلال اور استقامت نہ پائی اور اُنھین دنون میر عماد کردیزی اپنے دو فرزند میر شہید اور میر شہدا کو سولی کی طرف سے لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین لکھا ہی کہ اول جس نے ملتان مین مذہب شیعہ کو رواج دیا میر شہدا تھا پس اسی قدر اکتفا کر کے شرح و بسط مین اُس کے کوشش نہین کی اور یہ بھی تحریر نہین کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب و نسب اُس کا کیا تھا اور اُس کے فرزند میر شہدا نے ایسے زمانے مین مذہب شیعہ کے رواج دینے مین کیونکر قدرت پائی القصہ ملک چونکہ سہراب دوائی سلاطین لنگاہ کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے میر عماد کردیزی اُس مقام مین نہ رہ سکا جام بایزید سے التجا لایا جام بایزید اس سے باعزاز پیش آیا اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خاص کے واسطے مقرر کی تھی میر عماد کردیزی اور اُس کے فرزندون کو دی اور جام بایزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما اور صلحا کے احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر مبذول رکھتا تھا اور راویون کا یہ بھی قول ہی کہ ایام مخالفت مین علما اور صلحا کے وظیفہ اور یومیہ کشتی مین بار کر کے سور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور چونکہ پہچانے ملتان کی کیفیت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا وہان کے

اکثر بزرگون نے جلا وطن ہوکر سور مین توطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو بخواہش تمام بلایا تھا ازانجملہ
مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملا فتح اللہ کے تھے سور مین طلب کیا جب مولانا عزیز اللہ سور کے قریب
پہونچے آنکو باعزاز تمام شہر مین لایا اور نہایت عزت اور تکلف سے اُنھین اپنے حرم سرا مین لیگیا
اور اپنے خدمت گارون کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پر پانی ڈالو پھر فرمایا کہ یہ پانی
زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چارون گوشون مین چھڑکو اور شیخ جمال الدین قریشی وکیل جام بایزید
سے ایک حکایت عجیب منقول ہے اگرچہ کچھ مطالب مین دخل نہین رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت
سے بیداری کے واسطے مرقوم قلم مشکین رقم ہوتی ہے منقول ہے کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ سور مین
تشریف لائے اور جام بایزید اُنھین اس اعزاز و احترام سے اپنے محل سرا مین لے گیا کہ ابنائے زمانہ
کو اس سے زیادہ تر امید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا مین لے جاکر خواصون کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت مین
حاضر ہوین اس کے بعد شیخ جمال الدین قریشی نے ازروے تمسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی
خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جام بایزید بعد دعا و ثنا عرض کرتا ہے کہ میری غرض خواصون کے احضار سے
یہ تھی کہ جو مولانا مجرد تشریف لائے ہین جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا علام بخشین تو اجازت
دی جاوے کہ شرف ہمبستری سے مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو جام بایزید کے پاس
جاکر میری طرف سے کہنا کہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلہ انسانیت سے آراستہ ہے وہ اپنے مخلصون
کی خواصون کو نظر بد سے نہ دیکھے گا اور علاوہ اس کے سن و سال فقیر کا اس امر پر تقاضا نہین کرتا غرضکہ
جب خادم مولانا عزیز اللہ نے جام بایزید کے پاس آن کر یہ پیغام گذاری کی جام بایزید نے کہا کہ مجھے
حاشا اس امر سے آگاہی نہین ہے پھر مولانا نے شرمندہ ہوکر یہ بد دعا کی خداوندا جس شخص سے یہ عمل
سرزد ہوا ہے اُس کی گردن توڑ دے یہ فرماکر حالت غیظ مین جام بایزید کی بلا رخصت وطن کی طرف
تشریف لے گئے اور جام بایزید کو اُس وقت خبر پہونچی کہ آنحضرت سرحد سے آگے بڑھ گئے تھے
آخر کو جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور مین آیا کہ جب شیخ جمال الدین سلطان سکندر
کی خدمت سے رخصت ہوکر سور مین آیا ایک رات کو اُس کے قدم نے بام سے لغزش کی کہ وہ
سر کے بل زمین پر گرا اور گردن اُس کی شکستہ ہوئی بزرگون سے تمسخر اور بد دعا سے پرہیز لا القصہ
جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین ولایت پنجاب پر متصرف ہوکر دہلی کی طرف عازم
ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان اور وہ حدود کہ جو اسے مرحمت ہوے
تھے اُس پر متصرف ہووے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر مع افواج بیشمار قلعہ بھکر
کے اطراف مین دریا کے راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تند ہوا چلنے لگی اور سیلاب بے نیازی
جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنگاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت ہراسان اور مثل بید لرزان ہوا اور سپاہ

کو فراہم کرکے شہر ملتان سے برآمد ہوا اور شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی قدس سرہ کا سجادہ نشین تھا بصفت رسالت میرزا شاہ حسین ارغون کے پاس بھیجا اور مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور ادائے مقاصد رسالت مین عدیم المثال تھا شیخ بہاء الدین قریشی کے ہمراہ کیا اور جب وہ میرزا شاہ حسین کے لشکر مین پہونچے میرزا نے اُنکی عزت اور حرمت بہت کی اور بعد ادائے رسالت میرزا نے جواب دیا کہ مین شاہ محمود شاہ لنگاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی کی زیارت کے واسطے آیا ہون مولانا بہلول نے کہا مترصد ہون کہ آپ شاہ محمود کو تربیت مثل اویس قرنی کے سمجھیے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے عالم روحانیت مین تربیت کی تھی اور دوسرے یہ کہ شیخ بہاء الدین خود خدمت مین آیا ہے آپ صعوبت سفر کی تکلیف نہ کھینچیں لیکن اس کلام نے فائدہ نہ بخشا شیخ بہاء الدین سلطان محمود لنگاہ کے پاس پلٹ آئے اور اسی رات کو شاہ محمود لنگاہ ۹۳۱ھ نوسو اکتیس ہجری مین فوت ہوا اور بعضے آدمیون کا زعم یہ تھا کہ لنگر خان جو غلام اس خاندان کا تھا اُس نے اپنے صاحب کو زہر دے کر ہلاک کیا اور اُس کی سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

ذکر شاہ حسین ثانی بن شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ محمود لنگاہ نے انتقال کیا اکثر لوگ قوم لنگاہ کے اور لنگر خان جو لشکر کا ہراول تھا نشان دشمنی کا بلند کرکے میرزا شاہ حسین ارغون کے شریک ہوئے اور پرورش حسب دلخواہ پاکر بعضون نے قصبات ملتان کو فتح کیا اور بقیہ امرائے لنگاہ حیران ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوئے اور وہان جاکر شاہ محمود شاہ لنگاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور برائے نام اُسے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود شاہ لنگاہ کا داماد تھا وزارت کے نام سے مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا اور اس مرد بے تجربہ نے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک ماہ کا بھی ملتان مین نہ رکھتا تھا حکم حصار داری کا دیا میرزا شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود شاہ کی وفات کو ملتان کی فتح کا وسیلہ سمجھکر فرصت نہ دی اور جلو ریز آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چند روز محاصرہ رہا مردم سپاہ جو قلعہ مین بھوک اور فاقہ کشی سے مضطر تھے شیخ شجاع الملک بخاری کے پاس جو خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ابتک گھوڑے ہمارے تازہ ہین اور ہم مین بھی قوت اور سکت باقی ہے بہتر یہ ہے کہ آپ افواج کی تقسیم فرمائین کہ ہم معرکہ مین جاکر شریک ہون شاید تائید ایزدی سے نسیم فتح و نصرت ہم پر چلے اور دوسرے یہ کہ قلعہ داری کمک اور مدد کی امید پر ہوتی ہے اور اس کی بھی کسی طرف سے امید نہین ہے شیخ شجاع الملک نے دربار مین کچھ جواب نہ دیا لیکن

خلوت مین سرداران معتبر کی ایک جماعت کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی سلطنت نے قرار اور مدار نہین پکڑا ہے اگر ہم بقصد جنگ شہر سے برآمد ہونگے ظن غالب بلکہ یقین ہر کہ اکثر آدمی ہمارے بامید رعایت میرزا شاہ حسین کی ملازمت مین حاضر ہونگے اور ایک جماعت قلیل جو اہل غیرت اور ناموس ہر دو معرکہ مین پاے ثبات مستحکم کرکے ماری جاویگی مولانا سعد اللہ لاہوری سے جو افاضل وقت سے تھے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مین ان دنون مین ملتان کے قلعہ مین تھا جب محاصرہ نے چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین نے قلعہ کا داخل اور خارج چارون سمت سے ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفس قلعہ کے باہر سے اہل قلعہ کو مدد نہ پہونچا سکتا تھا اور کوئی شخص قلعہ بندون سے باہر نجا سکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اگر اچانک ایک بلی یا کتا ان کے ہاتھ آتا تھا گوشت اسکا حلوان فربہ کے مانند کھاتے تھے اور سب سے عجیب تر یہ ہر کہ شیخ شجاع الملک نے جاولنام پاجی کو تین ہزار پیادہ ہے قصباتی کی سرداری دیکر قلعہ کی حراست اس کے نامزد کی تھی وہ کمبخت جس شخص کے مکان مین گمان غلہ کا رکھتا تھا بلا خدشہ اس بیچارے کے مکان پر دوڑ لیجا کر تاراج کرتا تھا اس عمل ناہموار اور ظلم ناسزا وار کے سبب خلقت دست بدعا ہوئی اور موافق مضمون لعم الانقلاب و لو علینا شیخ شجاع الملک کی زوال دولت خدا سے چاہتی تھی اور باوصف اس کے جو شخص قلعہ کے اندر سے قدم باہر رکھتا تھا علف تیغ خون آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہوکر اپنے تئین قلعہ پر سے خندق مین گراتے تھے اور میرزا شاہ حسین انکے اضطراب سے واقف ہوا اپنے آدمیون کو ان کے قتل سے روکا اور جب محاصرہ نے ایک سال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کے وقت کہ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری تھے میرزا شاہ حسین کا لشکر قلعہ مین داخل ہوا اور ہاتھ آستین ظلم سے برآوردہ کرکے قتل اور غارت شروع کیا اس کے بعد شاہ حسین کے حکم سے سات برس کے لڑکے سے ستر برس کا بوڑھا تک قید ہوا اور جس شخص پر گمان زرداری کا رکھتے تھے اسے قسم قسم کی ایذا اور اہانت پہونچاتے تھے اور مولانا سعد اللہ لاہوری اپنے احوال کو بیان کرتے ہین کہ جب لشکر ارغونیہ نے قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت ان مین کی میرے مکان مین داخل ہوئی پہلے میرے والد ماجد مولانا ابراہیم جامع کو کہ جنھون نے آغاز عمر سے مسند فیض رسانی اور فائدہ رسانی پر بیٹھ سال تمکن کرکے قسم قسم کے علم طلبہ کو درس کروائے تھے اور آخر عمر مین دنیا کا کارخانہ ہیچ در ہیچ جان کر پارسا ہوے تھے انھین گرفتار کرکے قید خانہ مین لے گئے اور ان کی ریاست اور عمارت کو دیکھکر گمان زرداری کرکے پڑھت اور اہانت شروع کی اور اسکے بعد مجھے بھی گرفتار کرکے سلطان اور وزیر کا تحفہ کیا اتفاقات حسنہ سے اس وقت وزیر صحن مین لکڑی کے تخت پر بیٹھا تھا اسکے حکم سے زنجیر میرے پاؤن مین ڈالکر ایک سرا اسکا تخت کے پایہ سے مضبوط باندھ دیا

اُس وقت میرا یہ حال تھا کہ مین اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار روتا تھا اور دفور گریہ سے اشک
مسلسل میری آنکھون سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان طلب کیا اور
قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُس وقت میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر اگر تجدید
وضو کرکے لکھے تو بہتر ہی خدا کی قدرت وہ اُٹھکر پائخانہ مین داخل ہوا اور کوئی شخص اُس وقت
وہان موجود نہ تھا مین تخت کے قریب پہونچا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو وزیر
نے کتابت کے واسطے نکالا تھا تحریر کی - بیت فما لعینیک ان قلت اکففا ہمتا ٭
وما لقلبک ان قلت استفق یہم ٭ اور مین پھر اپنے مقام پر آگیا اور اشک کے قطرات
روان تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام پر آن کر متمکن ہوا اور اس کاغذ پر
کچھ لکھنے کا ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُس پر تحریر ہے مکان کے چارون سمت دیکھنے لگا
جب میرے سوا کسی کو نہ دیکھا مجھسے متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ بیت تونے لکھی ہی مین نے کہا ہان
اس وقت میرا حال پوچھا مین نے اپنی اور باپ کی سرگذشت بیان کی جو ہین اُس نے میرے
باپ کا نام سُنا فوراً اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پانوُن سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے
پہنایا اور اُسی وقت سوار ہوکر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسین کے دیوانخانہ مین لیگیا اور مجھے
میرزا کے سامنے لے جاکر میرے باپ کا حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب
کیا جب میرے والد میرزا کے سامنے آئے اتفاقات سے اُس وقت میرزا کی مجلس مین ہدایہ
فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے حکم سے اُسی وقت ایک خلعت مجھے اور میرے والد کو مرحمت ہوا
اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی اور تردد خاطر فقہ کا بیان اس مراتب سے تقریر کیا کہ حضار
مجلس شگفتہ ہوے اور چارون طرف سے مدح وثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے پھر اُسی مجلس
مین خزینہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت غارت ہوا ہی اُسے جلد بہم پہونچا اور جس قدر
بہم نہ پہونچے اُسکی قیمت سرکار سے دلوادے یہ فرماکر میرے باپ کو اپنی مصاحبت اور ہمراہی
کی تکلیف دی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب وقت سفر آخرت ہی
نہ وقت ہمراہی آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنے دو مہینے کے بعد آن حضرت جوار رحمت حق مین واصل
ہوے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین نے شاہ لنگاہ کو گرفتار کرکے حوالات مین بھیجا
اور شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز خطیر اُس سے لیتے تھے یہانتک کہ اُس نے
اسی مقدمہ مین جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہونچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد
ہوگا میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُس کی حراست اور انتظام کو چھوڑا
اور لنگر خان کو پیش دست کرکے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی اور لنگر خان نے مردم پراگندہ کو دلاسا

کرکے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگرخان نے باتفاق اُن لوگون کے خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کی طرح شہر سے نکال دیا
اور خود از روے استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جو فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ فوت
ہوے اور ہمایون بادشاہ سریر سلطنت پر بجاے اُنکے قائم ہوئے آن حضرت نے ولایت پنجاب
کامران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے ایلچی بھیجکر لنگرخان کو طلب کیا چنانچہ لنگرخان لاہور مین آنکر
میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت پایل لنگرخان کو مرحمت فرمائی
اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگرخان کی سکونت کے واسطے مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام بدائرہ
لنگرخان مشہور ہے اور وہ ایک لاہور کے محال مین شمار ہوتا ہے اور اس وقت سے ملتان پھر
شاہان دہلی کے تصرف مین آیا اور میرزا کامران کے بھاگ جانے کے بعد حکومت اُس کی طرف شیر شاہ
افغان سور اور من بعد ساتھ سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی کے اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
اور اُسکے بعد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیسا کہ اپنے محل مناسب مین
ذکر ہر ایک کا مذکور ہوگا ـ
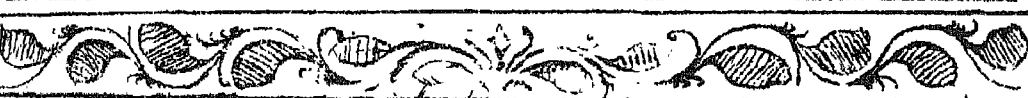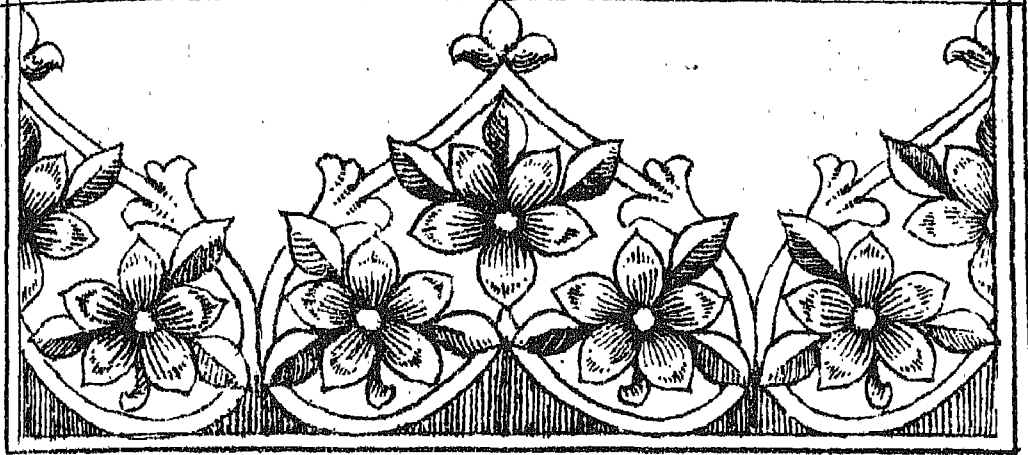
مقالہ دسوان بیان مین اس جماعت کے جو کشمیر جنت نظیر مین فرمانروا ہوئی

کشمیر ممالک عالم سے ساتھ قسم کے لطائف اور غرائب اوضاع کے مشہور و معروف ہی میرزا حیدر دوغلات کہ اُس کا احوال اس کے بعد لکھا جاوے گا اُس نے ایک کتاب تصنیف کی ہی جس مین چشمہ دید کچھ اسکے حدود کے نوادر درج کیے ہین مسودہ ان اوراق کا یعنی ملا محمد قاسم ہندو شاہ کو جو اعتماد اُس کے صحت اقوال پر ہی اس نسخہ شریف مین ثبت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خطہ کشمیر اُس ملک کی سمت کہ مراد جنوب اور مشرق کے مابین سے ہی دکن کی طرف واقع ہی دو طرفہ اُس کے پہاڑ ہین اور اُسکی زمین ہموار ہی اور سو کوس کا طول رکھتا ہی کہ قریب پینتیس فرسخ ہوتا ہی اور عرض اُس کا بعضے مقامون مین بیس کوس اور کمتر مواقع کا دس کوس ہی الغرض تمام اراضی اُس کی ساتھ چار قسم کے منقسم ہوتی ہی اول زراعت آبی ہی اور اس زمین مین زعفران بھی خوب ہوتا ہی دوسرے للمی تیسرے باغی چوتھے بہت میدان ہموار جو ندیون کے کنارے واقع ہین اس مین بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور نسرین اور نسترن اور زنبق اور دیگر قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہین اور اُس زمین مین رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب نہین ہوتی ہی اس واسطے وہ زمین ویران پڑی ہی اور اُسے ارباب نظر اُس ملک کے بہترین لطائف سے جانتے ہین اور اُس سے محظوظ ہوتے ہین اور کشمیر بخلاف ہندوستان کے بطور ولایت ایران کے چار فصل رکھتا ہی اور اُس کی فصل گرما کی حرارت عین گرما گرمی میں بیسا کھ اور جیٹھ مین ایسا اعتدال رکھتی ہی کہ بادکش ہلانے کی حاجت نہین ہوتی اور ہوا وہان کے سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہی کہ حرارت غریزی کو صدمہ نہین پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہی بشر کی طبیعت کو آتش شراب کی ضرورت پڑتی ہی جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہی بیت

گردون غبار دارد و طبعم مشوش ست + امروز رز یادہ و خرگاہ آتش ست + اور اسکی نسیم عنبر شمیم بہاری سے مضمون و نفخت فیہ من روحی ظاہر اور اسکے سبزہ سے یخرج الحی من المیت کا ماحصل باہر نہرین جاری اسکے باغہاے آباد ہین گویا جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد و اور مصداق آیہ بلدۃ طیبۃ و رب غفور دیتی ہین اور گلہاے آتشین اسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہین اور پھول کوہی اور صحرائی اُس کے جوباران رحمت الٰہی سے سیراب ہین گلہاے باغی اور بوستانی سے برابری کرکے خود روی کی سرزنش سے انکار اور پرہیز کرتے ہین اور یہ جواب دیتے ہین بیت در ین چمن چہ زنی طعنہ ام بخود روئی + چنانکہ پرورشم می دہند میرویم + اور پھول گلستانی اگرچہ ان خودرو جنگلیون کی گفتگو سے پیچ و تاب ہین ہین لیکن کمال شگفتہ روئی سے اہل دل کو یہ مصرع سناتے ہین مصرع خود رستہ دگر باشد و برپستہ دگر + اور چوٹیان پہاڑ کشمیر کی سرسبزی سے سر فلک الافلاک پر کھینچے ہوے ہین اور دامن پہاڑون کے پانون نزہت کا دامن لطافت مین ڈالے ہوے ہین اور نہرون اور چشمون کے پانی کی پاکیزگی کیا بیان کرون اور کیا لکھون جو کہ کوہستان بلند اور سخت سے گرتا ہے غلغلہ انداز عالم ہے اور جو انہار جاریہ مین روان ہے وہ یاد جان شیرین اور نفس روان سے دیتا ہے بیت آتش چو گلاب ہر طرف گشتہ روان + خاکش ز زمین جنت آوردہ نشان + عمارات عالی شان اُس ملک کی چوب ساکھو اور تور سے ساختہ ہے اکثر ان مین پنج محلی ہین کہ ہر محل مین جلوخانے اور حجرے اور منظر اور مخارجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہین اور باہر سے اُن کی صنعت اور بدایع کی نمائش اس درجہ ہے کہ جو شخص اُسے نظر غور سے دیکھے انگشت حیرت دندان تعجب مین پکڑے اور محل کے مداخل مین تعریف کے قابل نہین ہے غرض شہر اور بازارون اور کوچون اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سے ہے لیکن بازار اس قطع سے واقع نہین ہوے سواے بزاز صراف کے اور لوگ دوکانون مین نہین بیٹھتے بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش جو باعث زیب و زینت بازار ہین اور اہل حرفہ اپنے مکانات کے گوشہ مین کام کرتے ہین لیکن اس وقت مین کہ امراے چغتائی کا نشیمن ہوا سنا جاتا ہے کہ قسم قسم کے استاد اور کاریگر دوکانون مین بیٹھتے ہین اور موسم سابق نے تغیر پایا اور کشمیر مین تفریح طلب کے پھلون سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا اور انگور اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کے میوے عمدہ اور افراط سے ہوتے ہین اور شہتوت کے علاوہ بہت سے توت عمدہ ہوتے ہین لیکن اس ملک مین ان کو کوئی نہین کھاتا بلکہ توت کے درخت محض ریشم کے کیڑے کی پرورش اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہین اور میوہ جات کی کثرت اس قدر ہے کہ اپنے موسم مین ان کی فروخت نہین ہے بلکہ لوگ مفت لے جاتے ہین اور باغات مین چار دیواری نہین جس کا جی

چاہتا ہی باغ مین جاکر میوہ کھا تا ہی ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہی اور جب تک وہ مملکت دہلی اور لاہور کے بادشاہون کے تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس حدود کی جیسا کہ چاہیے عمل در آمد اور معمولی نہ تھی اور جب ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری مین کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے قبضہ مین آیا شاعران صاحب طبع نے اُس طرف جاکر اُس مملکت کی تعریف مین اشعار غرا موزون کیے ہین چنانچہ یہ اشعار فیضی سے ہین

ابیات

هزار قافلهٔ شوق می کند شبگیر — که بار عیش کشاید به عرصهٔ کشمیر
ورق نگار خیال ست و نقشبند ضمیر — ہوای او متنوع چو فکرت نقاش
بطرزہای گزین کارخانهٔ ابداع — به نقشہای عجب کارنامهٔ تقدیر
گیاه او بتوان گفت روح را اکسیر — بتن موافقت آب او چو بادہ و گل
به پیش فیض نسیمش دم مسیح سموم — به نزد آب زلالش زلال خضر غدیر
بہم یکے مے داری بہشت دہن تر — ورد بجاے علف زعفران ہمی روید
بہر طرف روی از بحر فیض مالامال — ہزار چشمۂ جوشندہ چون دل تحریر
که سر زند ہمہ عناب از نہال زریر — بحیرتم کہ چہ آثار قدرت ازلی ست
شراب خوردہ حریفان بجاے آب ززر — کہ تشنگان ہوس را ہمین بود تدبیر
بعقل و رنگ تار و بہ صبر در زد گیر — بقیہ زر محلول آیدت بہ نظر
کند مشاہدہ نصف النہار جرم سہا — شعاع گوہر اگر فتد بہ چشم ضریر
کنند از لطف این بادہ برگ گل [illegible] — شمیم سیب و بہ مغز روح بوا ترتیب

تبارک الله ازان عرصه که دیدن او
زمین او متلون چو صفحهٔ تصویر
غبار او نتوان خواند چشم را دارو
بجان مناسبت آب او چو شکر و شیر
فصول او نتشابہ ز اعتدال ہوا
کہ آب و خاک وی از این چنین بود تاثیر
ز اعتدال ہوالیش شگفت نیست شگفت
کہ ہر نظارہ بیارد نظر بصنع قدیر
خراب آن ہمی مغبش شوم کہ ہست چو شیق
اگر از دو فلک قطرہ بہ چشمۂ قیر
اگر دماغ لطافت شود گلاب طلب
نسیم بہ فگند مغز و دق و تعطیر

به عجز معترفم در شمار میوه و گل — که هست بر قد معنی لباس عذر قصیر

اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غرا کشمیر کی تعریف مین کہا ہی چنانچہ یہ دو بیت اُسی کے اشعار مین سے ہین

ابیات

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید — اگر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
جائیکہ حرف دررد و آنجا کہ سر آید — بنگر کہ ز فیضش چہ بود گوہر کیت

اور ایک شخص نے خطہ کشمیر کی تعریف مین ہجو ملیح کی ہی

رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند — لبسے سال دمہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر کشمیریان — بہشتی میر از دو نسخے دیدہ اند

کشمیر مین عجائبات بہت ہین از انجملہ اُس نواح مین بتخانے بھی بہت ڈھیر سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین اور سب سنگین ہین یعنے سنگ کو تراش کر بنے ہیچ اور چونہ اس طور سے پتھر کی سلین ہموار رکھی ہین

گُراُس مین ورق کاغذ کے برابر نہین ہی گویا اکڈال ہین طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہی اور عرض
ایک گز سے پانچ گز تک غرضکہ عقل ابتدا سے نظر مین اُس پتھر کے لانے اور کار فرمائی مین انکار اور
امتناع کرتی ہی یعنے سراسری دیکھنے مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ دیوارین اکڈال ہین یہ کام انسان کا نہین
دیوؤن نے بنایا ہی اور اکثر کام اُس کا ایک انداز پر ہی احاطہ ہر ضلع مربع کا تین سو گز ہی اور بعضے
مقامون کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہی اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہین اور پتھر کے
ستونون پر قائم ہین اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین اور بعضے مقامون مین منبت اور گلکاری
اور تصویرین منقش ہین اور بعضی تصویر ہنستی ہی اور بعضی روتی ہی جو شخص اُنھین دیکھتا ہی حیران اور متعجب ہوتا ہی
اور درمیان مین اُس کے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہی اور اُس پر ایک گنبد رفیع تعمیر ہی اور اُس عمارات کا
اسقدر شرح و بیان طول ہی کہ خامہ و زبان اسکی تحریر سے عاجز ہی کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہ ہوگی اور علاوہ اسکے
کشمیر کی طرف بریک نام ایک ولایت ہی اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنے ٹیکرا ہی اور اُس پشتہ کے متصل
ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہی اور اُس مین ایک سوراخ ہی وہ تمام سال خشک رہتا ہی جب آفتاب
عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہی اُس سے پانی ایک دن مین دو تین مرتبہ جوش کر کے ابلتا ہی یہانتک
کہ وہ حوض پانی سے لبریز ہو کر دو تین مچھلیان چلنے لگتی ہین اس کے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہی یعنے سوا
اُس سوراخ کے اور مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہی پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر
خشک رہتا ہی اور اگر اس سوراخ کو گچ یا چونہ سے محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کر کے اسے
نکال ڈالتا ہی اور پار اُسکے ایک درخت بید کا موضع ناکام مین ہی اور وہ موضع مواضع مشہور کشمیر سے ہی اور وہ درخت
اس قدر رفیع اور بلند ہی کہ اکثر تیر انداز تیر پھینکتے ہین مگر اُس پر نہین پہونچتا ہی باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُسکے
ایک شاخچہ باریک کو جنبش دیوے وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہی دوسرے دیو سرہ کہ ایک ولایت
معتبرہ کشمیر سے ہی اُس مقام مین ایک چشمہ ہی بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اسکے درخت
سایہ دار اور مطبوع اور سبزہ نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہی اور اُسکا خاصہ یہ ہی کہ اگر ایک کوزہ
مین برنج پکا کر اسکا منہ بند کرین اور نام اُس پکانیوالے کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب
جاتا ہی کبھی پانچ سال اور گاہے پانچ ماہ اور گاہے پانچ روز غرقاب رہتا ہی اور کبھی ایک روز کے بعد
برآمد ہوتا ہی کچھ وقت اُس کا معین نہین جب برآمد ہووے اگر وہ برنج پختہ اپنی حالت اصلی پر رہین تو وہان کے
باشندے فال نیک لیتے ہین اور جو متغیر ہو کر نکلین فال بد سمجھتے ہین اور اُسکے سوا شہر کشمیر مین ایک تالاب
ہی کہ جس کا نام وُلر اور دور اُس کا سات فرسخ ہی چنانچہ اس کے درمیان مین سلطان زین العابدین
نے جو سلاطین کشمیر سے تھا اس نے ایک عمارت تعمیر کی اول اس نے اس مقام کو پتھرون سے پاٹ کر
اسکے اوپر ایک چبوترہ مربع کہ دو سو گز سے دو سو گز تک ہی بارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سے

احداث کرکے اُس چبوترہ مربع پر عمارت لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہی اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگاے ہین اور حق یہ ہی کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھہ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اُسکے شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہی کہ اسے کشمیری زبان مین راجدان کہتے ہین اُس مین بارہ قصر ہین اور بعضے اُن مین اُس کے پچاس حجرے اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھہ اس رفعت اور بلندی کے تمام چوبی ہی اور دوسرے کوشکہاے عالی جو تمام عالم مین ہین جیسے سلطان یعقوب کی ہشت بہشت تبریز مین اور کوشک باغ زاغان و باغ سفید اور باغ سہرتی ہرات مین اور کوشک راے لعزا اور باغ دلکشا اور باغ تولدی سمرقند مین اُن سب سے یہ عالی تر اور عجیب تر ہی لیکن انصاف یہ ہی کہ وہ قصر جیسے لطافت اور صفائی رکھتے ہین یہ نہین رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفر نامہ مین لکھا ہی یہ ہی کہ کشمیر مشاہیر معمورہ عالم سے ہی اور موضع غریب مین واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم کے وسط مین ہی کس واسطے کہ چہارم کے اول مین وہ اقلیم ہی کہ عرض اُس کا ۳۵ درجہ اور چون دقیقہ ہی اور عرض کشمیر کا خط استوا سے ۳۵ درجہ ہی اور طول اُس کا جزائر سعدے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہی اور میدان اُس ولایت کا طولانی واقع ہوا ہی اُس کی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان کی طرف اور اُسکے غرب کی جانب ایک موضع ہی کہ اُس مین افغان کی قوم سکونت پذیر ہی اور طرف شرقی اُسکی منتہی ہوتی ہی ساتھہ اراضی تبت کے اور طول اُس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک قریب چالیس فرسخ ہی اور عرض اُسکا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک بیس فرسخ اور اُس کے درمیان مین دشت ہموار جو درمیان پہاڑون کے واقع ہوا اُس مین ہزار قریہ آباد ہین اور چشمہاے خوشگوار اور سبزہاے لطافت آثار سے مملو ہین اور اس ملک کی آب و ہوا کی جودت کشمیر کے معشوقون کی حسن صورت اور لطف شمائل کی گواہ ہی کہ شاعران فارس کی زبان پر مثل ہوئی جیسا کہ کہا ہے رباعی

شاہ ہمہ دلبران کشمیر توئی
آن حور کہ روح راست دلکش گویند
خرم دل آن شاہ کہ کشمیر توئی
کانند نکہت پاے ناز کش میر توئی

اور اس کے کوہ و دشت مین ہر قسم کے درخت میوہ دار ہین اور پھل اُنکے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہین لیکن ہوا اُسکی ساتھہ سردی کے میل رکھتی ہی اور برف عظیم برستی ہی اسلیے میوے گرم سیر مثل خرما اور نارنج اور لیمو اور مثل اُسکے اس نواح اور قصبات مین اُس شہر کے حاصل نہین ہوتے ہین لیکن نزدیک کے مواضع گرم سے وہ میوے نقل کرتے ہین اور سری نگر نام ایک شہر ہی کہ اس ملک کے حکام وہان سکونت رکھتے ہین اور بطریق بغداد ایک نہر عظیم الشان کہ اسکو بہت کہتے ہین شہر کے درمیان جاری ہی پانی اُسکا دجلہ بغداد سے زیادہ ہی اور عجب یہ ہی کہ دریا آب تو وہی فقط ایک چشمہ سے نکلتا ہی اور چشمہ بھی اُسکا اسی ولایت مین ہی اور اُسکو چشمہ ویر کہتے ہین اور وہان کے اہالی نے اُسکے سرے پر ہزارون کشتیان زنجیر سے باندھی ہین اور وہ پانی بعد اسکے کہ حد کشمیر سے گذرتا ہی

اسکو موضع آب وندانہ اور آب جملہ کہتے ہین اور ملتان کے اوپر گذرتا ہے اور متصل ہوتا ہے ساتھ چناب کے
اور بعد اسکے نہر سیاہ مین پہونچتا ہے اور مجموع ہو کر اوچہ کے قریب ساتھ آب سند کے ملتا ہے پھر سبکو آب سند
کہتے ہین اور زمین تتہ کے دامن مین جاکر دریاے عمان مین گرتا ہے اور وقائق حکمت سے معمار صنع والقیتا
فیہا رواسی وانبتنا فیہا من کل زوج بہیج نے ایک دیوار دیوارہاے جبال سے اس میدان شدید المحال کے
گرد ایسی کھینچی ہے کہ اہالی اس سرزمین کے اسکے سبب دشمنون کے تعرض سے محفوظ اور مصئون ہین اور ہیبت
اندیشہ اس دیوار کے گذرنے سے قاصر ہے اور شارع عام اس ولایت کی تین طرف ہے ایک خراسان
کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہے مسافر احمال واثقال پشت دواب پر لادکر اس راستہ سے
نہین جاسکتا اور وہان کے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہین وہ اپنے دوش پر اٹھا کر چند روز مین ایسے
مقام مین پہونچاتے ہین کہ پھر چوپایہ پر لاد سکین اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہے وہ بھی اسی طور پر
ہے جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کی طرف واقع ہوا ان دو راہون سے بہت آسان ہے لیکن اس مین
یہ عیب کا سامنا ہے کہ چند منزل اس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہے اور دواب یعنے چارپایہ اسکے
کھانے سے مرجاتے ہین اور پیدا نہین ہوتا ہے سوار دن کو چارپایون کے خوف تلف سے اس راستہ سے
عبور دشوار ہے علاوہ اسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہے کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب ہوتے
آئے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اس نے عراق سے آنکر اپنے تئین ساتھ
میر محمد نوربخش کے منسوب کرکے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اس مذہب کا نوربخش رکھا اور قسم قسم کے
کفر اور زندقہ آشکارا کرکے فقہ کی ایک کتاب احوطہ نام ان لوگون کو جو انسانیت سے خالی اور حمق سے بھرے
تھے مطالعہ کروائی کہ عقاید اسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت جماعت یا شیعہ سے موافق نہین ہین اور جو لوگ
کہ یہ مذہب رکھتے ہین اصحاب ثلثہ رض اور عایشہ رض کی مذمت کو جو شعار رافضیون کا ہے اپنے اوپر لازم کیا ہے اور
عقیدہ شیعہ کے خلاف ان کا عمل ہے یعنے محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہین اور تمام اکابر
اور اولیا کے معتقد ہین برخلاف شیعہ کے اور سب کو سنی مذہب جانتے ہین اور جمیع عبادات اور معاملات مین
اس قبیل سے تحرفات کرکے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نوربخشی نام رکھا اور مسود اس اوراق نے ایک
جماعت کو مشائخین نوربخشی سے بدخشان وغیرہ مین دیکھا ہے بلکہ درس علوم مین بندہ کے ساتھ شریک تھے
اور سب شریعت ظاہری مین آراستہ اور سنن نبوی مین پیراستہ ہین وبالتمام ساتھ اہل سنت وجماعت کے
موافق اور متفق ہین چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نوربخش نے نوربخش کا ایک رسالہ مجھے دکھلایا اس مین اچھی
باتین لکھی تھین اور یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاتے ہین کہ سلطنت صوری
ساتھ طہارت اور تقوی کے جمع نہین ہوتی ہے یہ غلط محض ہے کسواسطے کہ اعظم انبیا اور رسل نے باوجود نبوت
اس امر مین مساعی جمیلہ پیش پہونچائے جیسے یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسی اور حضرت رسالت پناہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود یہ ہی کہ یہ برخلاف مذہب نور بخشیہ کشمیر ہی اور بموافقت بعضے اہل سنت وجماعت اور کتاب فقہ احوطہ کو کہ اس وقت مین شہر کشمیر مین مشہور تھی مین نے علماے ہندوستان کے پاس بھیجی اور اُن بزرگواروں نے اُس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہی وہ یہ ہے

فتوے علماے ہندوستان کا کتاب احوطہ نوربخشیہ پر

اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیاء کما ہی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اُسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کرکے اہل سنت وجماعت کا معتقد نہ تھا اور اسکا یہ دعوی کہ ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ او لا نفی الفرق و رد سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم وکافۃ اہل العالم بالیقین تو وہ اس دعوے مین کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اس قسم کی کتاب کا محو کرنا اور مٹانا عالم سے اور پر اُن لوگوں کے کہ قادر ہوویں واجبات اور فرائضات سے ہی اور دفع کرنا اس مذہب کا ضروریات دین سے ہی اور زجر اور ممانعت اس دین کے عمل کرنے والوں اور اس مذہب اور اس کتاب کے معتقدوں کا ان پر فرض ہی اور جو مقر ہوویں اور اس مذہب باطل سے نہ پھریں دفع کرنا شر اُن لوگوں کا مسلمانوں سے بسیاست اور قتل واجب ہی اور اگر تائب ہوویں اور اس مذہب کو ترک کریں حکم فرماویں کہ متابعت حضرت ابی حنیفہ رح کے مذہب کی کہ جنکی شان مین حضرت رسالت پناہی نے سراج امتی فرمایا ہی قبول فرماویں جب یہ نوشتہ مجھے پہونچا بہت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ارتداد کے میں تمام رکھتے تھے تائین طوعا اور کرہا مذہب حق مین داخل کیا اور بہتوں کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے بھاگ کر تصوف کے پردہ مین پناہ لی اور چمڑے کا تسمہ اور گاڑھے کا لنگوٹ باندھ کر عارف بنے اپنا نام صوفی رکھا لیکن صوفی صافی نہین بلکہ چند زندیق مع چند ملحد کے ہین کہ گمراہ کرنے والے آدمیوں کے ہین حلال اور حرام سے مطلقا خبر نہین رکھتے ہین اور تقوی اور طہارت شب بیداری اور کم خوری کو جانتے ہین اور طمع اور حرص کے ایسے پابند ہین کہ جو چیز پاوین کھاوین اور بھوکے رہین اور مفت کی دولت اگر ہاتھ آوے اُسکے لینے مین مضائقہ نہ کرین اور درویش ہین اور جھوٹھے اپنے خواب بیان کرکے بہکاتے اور اظہار کرامات کرتے اور کہتے ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اُس سال وہ ہوگا اور خبرین غیب آیندہ اور گذشتہ کی ہردم سناتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور باوصف اس رسوائی کے چلہ کھینچتے ہین اور اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتے ہین اور بدلے شریعت کے راستہ طریقت کا چاہتے ہین اور کہتے ہین اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام نہین ہی غرض کہ ایسے ملاحدہ اور زندیق اور مقام مین دیکھنے مین نہین آئے عیاذا باللہ ومعاذ اللہ حق سبحانہ تعالے جمیع اہل اسلام کو اس قسم کے آفات اور بلیات سے اپنی پناہ عصمت مین محفوظ اور مصئون رکھے بطفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کے آمین ثم آمین اور قبل ان

لوگون کے کشمیر مین فرقہ کفار آفتاب پرست کا تھا کہ انھین شماسین کہتے تھے اور مذہب انکا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود ہمارے صفائی عقیدہ کے واسطے ہی اور ہمارا وجود اسکی نورانیت کے واسطے اگر ہم اپنی صفائی عقیدہ کو مکدر کرین آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھا لے ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہو جاوے ہم ساتھ اسکے موجود ہین یعنے بے ہمارے اسکے تئین وجود نہین ہی اور بے اسکے ہمارے تئین وجود نہین چونکہ احوال ہمارا اسپر ظاہر ہی پس ہمین لائق ہی کہ جبتک وہ رہے یعنے دن کو ہم صلاح و خوبی کے سوا دوسرا کام نہ کرین اور جب شب ہووے اور وہ ہمین نہ دیکھے اور ہمارے حال پر واقف نہووے جو کرین ساتھ اسکے مواخذہ نہوگا اور فرقہ شماسین نے بموجب الالقاب تنزل من السماء شماس الدین لقب رکھا ہی مردم کشمیر نے اس کو غلط کر کے تخفیف دی ہی یعنے شمس الدین سے شماسی مخفف کیا ہی ایسا کچھ میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہی لیکن اسوقت مولف محمد قاسم فرشتہ نے متردین یعنے اس ملک کے آنے جانے والون سے کہ علم و فضل مین آراستہ تھے مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ بولے کہ رعایا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہی اور سپاہ اس ملک کی اکثر شیعہ اور علما وہان کے مذہب شیعہ بہت کم رکھتے ہین اور بادشاہان تبت کو چک کے کشمیر کا ہمسایہ ہی وہ سپاہیان کشمیر کی آمیزش اور صحبت کے سبب ایسا تشیع یعنے شیعہ گری مین غلو رکھتے ہین کہ یہ حکم دیا کہ اگر بیگانہ اس شہر مین وارد ہووے اور اصحاب کو برا بھلا نہ کہے تو اسے شہر مین اترنے نہ دیتے تھے اور طائفہ چکان یہ تقریر اور دعوے کرتے ہین کہ میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کے اس کے معتقد ہوے اور سب نے خطبہ اثنا عشر اس کے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی نہین ہی بلکہ ایک ملاحدہ گمراہ کی تصانیف سے ہی واللہ اعلم بالصواب

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

چونکہ التزام تھا کہ اس کتاب مین وقائع حکام کفرہ مشروحاً بیان نہون کیونکہ وہ شمار سے باہر ہین لہذا سلاطین اسلام کا تذکرہ کرتا ہون جو کشمیر مین فرمانروا رہے واضح ہو کہ اسلام اس حدود مین قریب العہد ہی اس ملک کے حکام قدیم سب ہندو تھے اور اکثر دین براہمہ رکھتے تھے سنہ ۷۱۵ سات سو پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سیہ دیو کی تھی شاہ میرزا نامے ایک شخص بہ لباس قلندری کشمیر مین آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا ابن طاہر ابن آل ابن گرشاسپ ابن نیکودر و نسبت نیکودر کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈون سے ہی پہونچاتا تھا اور پانڈون کا احوال اکبر شاہ کے حکم سے مہابھارت کو ترجمہ کر کے ساتھ رزم نامہ کے موسوم کیا ہی اسمین مذکور ہی غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سیہ دیو

فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن مسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور اتالیقی
اپنے فرزند کی جس کا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا قندھار
سے آن کر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا
کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا علی شیر تھا راجہ نے ان کو معتبر کرکے صاحب اختیار
کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیر اشامک دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ
تھے اور جب غلبہ و استقلال ان کا حد سے گذرا راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا
اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر متصرف ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمون کو موافق کر لیا
اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا تو ضابستہ ہ سات سو تینتالیس ہجری مین راجہ اودن
دیو بھی مرگیا اور اُسکی رانی کوتاہ دیوی اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسنے چاہا کہ مین استقلال سے حکومت
کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی اور اُسنے یہ پیغام بھیجا کہ تو چندر دیو فرزند راجہ رنجن دیو کا مدت تک
اتالیق رہا ہے اُسے تخت پر بٹھا کر مہمات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد اُسکا سمجھکر اس امر کو قبول نکیا
اور رانی بہت لشکر لیکر اسکے مقابلہ کو گئی مصرع صید را چون اجل آید سوئے صیاد رود ؂ اور بعد جنگ کے گرفتار ہوئی
اور بعد اس کے شاہ میرزا کو از روے ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف
ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کرکے قید کیا
اور رایت شاہی بلند کرکے اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا لقب شمس الدین
رکھکر مذہب حنفی کو بلاد کشمیر مین رواج دیا اور ظلم و بدعت کی رسمین جو حکام سابق سے باقی رہی تھین سب
کو برطرف کیا اور اعدا کے شر سے مطمئن ہو کر تمام ولایت کشمیر جو دیجو نامے کے قتل و غارت سے ویران
اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سے آباد کی اور عاملون اور تحصیلدارون کے نام فرمان صادر
کیے کہ چھٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے نلیوین اور کہتے ہین کہ دیجو قندھار کا میر بخشی تھا جب اُسنے
مع جمعیت تمام کشمیر پر فوج کشی کی اور تمام اُس ولایت کو تاخت و باخت پیش آ کر زیر و زبر کیا اور راجہ
سیہ دیو نے اُس کے پنجۂ ظلم سے مفر اور نجات نہ پائی ناچار رعایا سے زر خطیر چندہ لیکر دیجو کے واسطے پیشکش
بھیجا جب اُس سے بھی فائدہ عاید نہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکے پنجۂ عذاب اور چنگ عقوبت مین ڈالکر آپ
کسی طرف نکل گیا اور دیجو نے اُس ولایت مین کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فروگذاشت نہ کیا پھر آخر کو جب موسم
سرما آیا سردی کی کثرت سے اُس مقام مین مقیم نہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصہ جب شاہ شمس الدین
کی شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف واکناف مین مشہور ہوا اور از روے استقلال امور ملکی مین مشغول
ہوا ایک جماعت کو طائفہ ہون سے کہ مخالفت کی تھی کشتوار سے گرفتار کرکے قتل کیا اور مردم کشمیر سے
دو گروہ کو سرافراز کیا ایک طبقہ چک اور دوسرے ماگری کو اور یہ قرار پایا کہ امرا اور سپاہی اُس ملک

کئے اکثر دونوں فرقوں سے ہوئیں اور بعد انجام مہمات جب شاہ ضعف و پیری اسپر تاخت لایا ہوں شہر یاری اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کے قبضۂ اختیار میں چھوڑا اور شاہ شمس الدین بفراغت تمام اپنے معبود کی عبادت میں مشغول ہوا اور اُسی عرصہ میں فوت ہوا مدت اُسکی شاہی کی تین برس تھی۔

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اُس کا بڑا بیٹا جمشید شاہ اعیان دولت کے اتفاق سے سریر سلطنت پر بجاے پدر قائم ہوا اور اُس کا بھائی علی شیر جو اپنے باپ کی قید حیات میں ساتھ اسکے شریک مصلحت تھا اور رعایا و برایا اُسکی سلطنت کی خواہاں تھی اُس وقت میں سبب اُس کے شریک ہوئی اور مدنی پور میں کہ ایک شہر مشہور و معروف ہے لے جاکر اُسے بادشاہ بنایا جمشید شاہ اُس پر فوج کش ہوا پہلے ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نے مصالحہ سے سر پھیرا اور باستعجال تمام استقبال کرکے اُس کے لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد فرار مدنی پور کو خالی دیکھکر اُس کی خرابی میں مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اُس کی محافظت اور حراست کے واسطے تعینات تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور اُن میں کے اکثر کام آئے یہ خبر سُنکر علی شیر مدنی پور کی سمت روانہ ہوا اور جب اُس حدود میں پہونچا جمشید شاہ تاب مقاومت نہ لاکر ولایت کراج کی طرف بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کے تھنگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اُس نے علی شیر کو طلب کرکے سری نگر اُس کے سپرد کیا اور جمشید نے بعد اس واقعہ کے جنگ و خصومت پر کمر نہ باندھی بادشاہی سے دستکش ہوا اُسی عرصہ میں ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی مدت اُس کی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اُس کا چھوٹا بھائی جس کا نام علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا انہوں نے چھوٹے بھائی مسمے شیر اشاک کو وکیل مطلق کیا اور اُس کے ابتداے عہد میں تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اواخر میں قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور دہ وقت کہ مخالفت کرکے کشتوار کی سمت گیا تھا اُسے کسی حیلہ اور بہانہ سے دستیاب کرکے کشمیر میں قید کیا اور نشان غلبہ کا باندھ کیا اور بخشی پور کے پاس ایک شہر اپنے نام کا بنا کیا اور اُس کے احکام موجدہ سے ایک حکم یہ ہے کہ بدکار عورت مال شوہر سے ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم کے سبب بہت عورتوں نے فعل شنیع سے اجتناب کرکے

دامن عفت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز تھے

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاءالدین نے فرش زندگانی لپیٹا اُسکا چھوٹا بھائی مسمے شیر اشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اُس دن کو ایام عمر مین محسوب نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اُسکے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے اور جدید مفتوحہ ولایت کو ساتھ ارکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُس نے لشکرکشی آب شیند کے کنارہ کی جام حاکم اُس ملک کا اُس کے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ باسپ نگر کے راستہ سے کہ جواب باش نغر مشہور ہی پشاور مین گیا اور مخالفون کی جماعت کثیر کو قتل کرکے ہندوکش مین داخل ہوا اور جو کہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کرکے آب شلج کے ساحل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کرکے پلٹا تھا اُس نے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کو جگ نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے اسباب نہ پہونچاوے الغرض اطراف ولایت کو فتح کرکے اپنے مقر دولت کی طرف سوار ہوا اور وہان نزول اجلال کرکے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی تھے دوسری زوجہ کے کہنے سے جو اُن کی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی۔ دہلی کی طرف نکال دیا اور لچھمی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت مین سلطان اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اور اُسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جمو تک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر قضا کی مدت اُس کی سلطنت کی بیس سال تھی

ف [illegible] سے "غازی گر" اور اب [illegible] الفاظ [illegible] ۱۲

بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین مراحل زندگانی طے کرکے شہر خموشان مین داخل ہوا اُسکے بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر تمکن کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کے نفاذ و تعمیل مین اہتمام نہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت مین ایک سردار کو قلعہ پوہرکوٹ کی تسخیر کے واسطے جو بعضے امراے سلطان شہاب الدین کے تصرفات مین تھا بھیجا

جبکہ جنگہائے عظیم اور معرکہ ہائے شدید فریقین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان قطب الدین نے خطوط بھیجکر اپنے بھتیجے حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خان نے اطاعت کرکے قدم ولایت کشمیر میں رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کرکے اسکی گرفتاری پر آمادہ کیا اور رائے دل جو امرائے شہاب الدین سے تھا اُسنے حسن خان کو اس ارادہ سے آگاہی دی حسن خان بھاگ کر لوہر کوٹ کی طرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام میں تھے اسکے آنے سے قوی پشت ہوئے سلطان قطب الدین نے رائے دل کو گرفتار کرکے قید کیا اور وہ قید خانہ سے بھاگ کر حسن خان کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ داعیہ فساد کا رکھتا تھا زمیندار دن نے حسن خان اور رائے دل کو گرفتار کرکے سلطان کی خدمت میں بھیجا سلطان نے رائے دل کو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خان کو مقید کیا اور آخر عمر یعنے پیری میں سلطان کو آفریدگار عالم نے دو فرزند کرامت فرمائے ایک کا آشکار اور دوسرے کا ہیبت خان نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اُس کی حکومت سے گذرے آخر ۷۶۶ سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری میں وفات پائی اور اُسکے بعد بڑا بیٹا اُسکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا خطاب سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد میں امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کشمیر کے اطراف میں رونق افزا ہوئے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے بہ تعظیم تمام جواب اُن کے خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم فیض لزوم سے کشمیر نگر کے اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر میں لایا اور کشمیر کے جمیع صغیر و کبیر آنجناب عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئے اور بروایت میرزا حیدر دوغلات کے جو کتاب رشیدی میں درج ہے چالیس روز سے زیادہ اُس شہر میں اقامت نہ کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور قیاساً یہ دریافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلے جو آنحضرت نے اس شہر میں بنا فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اُس شہر کے آدمیوں نے بنیاد ڈالی ہوگی یا آنحضرت کی غیبت میں تیار ہوئی ہو اس سبب سے کہ اگر سامنے تیار ہوئی ہو تو ضرور جناب امیر کا مدت تک کشمیر میں رہنے کا اتفاق ہوا ہوگا کس واسطے کہ چالیس روز میں تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلے اور عالی شان کا استبعاد اور صعوبت سے خالی نہیں واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین پر مخفی نہ رہے واضح ہو کہ نام اصلی اُس کا آشکار ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا اور ارکان دولت اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے اور وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت افواج میں ممتاز ہوا اور دبدبہ اور رعب بہت

رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت مین دخل مہمات ملکی مین کرکے اکثر امور کو بوجہ احسن انجام دیتی
تھی اور جب مادر شفقہ نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ کیے اسے اور اسکی
زوجہ یعنے اپنی بیٹی کو ہلاک کر دیا اور راے مادری کہ امراے عظام کے سلک مین انتظام رکھتا تھا
اور مہمات شاہی کا اس پر مدار تھا ہیبت خان یعنے شاہ سکندر کے بھائی کو زہر دے کر ہلاک
کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت رنجیدہ اور دفع کے فکر
مین ہوا لیکن چونکہ وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اس کی سیاست اور تنبیہ سے متعذر
تھا اور راے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا تو شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ تبت
کوچک کو جو کشمیر کے قریب ہے لیوے اور اس معروضہ سے غرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی سے دور
رہے اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اس طرف جاکر لڑائی مین مارا جاوے تو گوہر مقصود بے سعی ہاتھ
آوے اسے رخصت دی اور راے مادری تبت کوچک پر فوج لیگیا اور اس ولایت کو بتدریج تمام
مسخر کیا اور بعد چندے اپنے تصرف مین لایا پھر جمعیت تمام بہم پہونچاکر بغاوت پر کمر باندھی اس وجہ سے
خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لاکر اس طرف متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی راے مادری
بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا اور شاہ نے اسے قید کیا اور بعد ایک مدت
کے قید کی مصیبت سے وہ بتنگ آیا اور زہر کھاکر مسموم ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کرکے
تبت اور اس کے اطراف کو جیسا کہ چاہیے محافظت کی اور ان دنون مین امیر تیمور صاحبقران نے
وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچیون کو مع دو فیل شاہ سکندر کے پاس بھیجا تھا اس سبب
سے افتخار اور مباہات بہت کرکے عرض داشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین باستدعاے ملازمت
ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کرکے عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہو ملاقات کو حاضر ہون
اسکے بعد ایلچیون کو زر خطیر دے کر باعزاز و احترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین
مشرف ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعاتین مشاہدہ کی تھین سمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام
عنایت مین ہوئے اور اس کے واسطے خلعت زر دوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا
کہ جب رایات جلال آیات مابدولت و اقبال دہلی سے پنجاب کی طرف مراجعت فرماوین اس مقام مین ملازمت
سے مشرف ہووے جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کرکے سامان ملازمت درست
کیا جب سنا کہ صاحبقران سوالک کے راستہ سے پنجاب کی سمت عازم ہے پیشکش بہت ہمراہ لے کر صاحبقران
کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین سنا کہ بعضے امرا اور وزراء صاحبقران نے
کہا ہے کہ سلطان سکندر کو لائق ہے کہ تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی طلائی پیشکش لاوے شاہ سکندر
یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور دریا کے راستہ سے معاودت کر کے عرض داشت صاحبقران کی ملازمت

مین اس مضمون کی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کے لائق بہم نہین پہونچی ہر کمترین نے اس سبب
سے چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق بہم پہونچا کر بندگی کے واسطے متوجہ ہووے جب آن حضرت
عرضداشت کے مضمون سے مطلع ہوے سمجھے کہ میرے وزرا مین سے کسی نے اسقدر پیشکش
لانے کے واسطے کہا ہی اغماض چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کے ایلچیون پر نہایت نوازش فرما کر ارشاد
کیا کہ یہ امر وزرا سے نامعقول نے کہا ہی اس کا کچھ خیال نہ کرے اور باطمینان تمام ملازمت کے واسطے
متوجہ ہووے جب ایلچی شاہ سکندر کے کشمیر مین پہونچے امیر تیمور صاحبقران سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا
سلطان سکندر یہ نوید سنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کر کے کشمیر سے برآمد ہوا
لیکن جس وقت کہ سکندر شاہ قصبہ بارمولہ مین پہونچا سنا کہ صاحبقران آب سند سے عبور کر کے بتعجیل تمام
متوجہ سمرقند ہوے اس واسطے فسخ عزیمت کر کے ایلچیون کو مع پیشکش لیبار آنحضرت کی ملازمت مین
بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اس کی سخاوت کا شہرہ
سنکر دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر کے اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوے اور علم وفضل
اور اسلام نے مملکت کشمیر مین بدرجۂ نہایت رواج پایا خطۂ کشمیر خراسان و عراق کا نمونہ بلکہ اس سے بھی
دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علماء سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرتا تھا اور
آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے [illegible] سہ بہت نام کو جو مسلمان ہوا تھا اسے وزیر الوزرا
کر کے امور دنیوی مین اپنا معتمد علیہ کیا وہ [illegible] ارجمند کی برکت کے سبب اس مرتبہ پر پہونچکر
ہنود کے آزار اور ایذا رسانی مین بہت کوشش کرتا تھا یہان تک کہ سلطان نے اس کے کہنے
سے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہو جاوین اور جو شخص کہ مسلمان نہ ہووے
کشمیر سے نکل جاوے اور قشقہ یعنی ٹیکا پیشانی پر نہ کھینچے اور عورت ستی کو شوہر کے ہمراہ نہ جلاوین
اور سونے اور چاندی کے بتون کو دارالضرب یعنی ٹکسال مین گلا کر زر مسکوک بنا دین اس سبب سے
محنت اور مصیبت بہت اس ولایت کے ہندوون کو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت سے برہمنون
نے جن پر مسلمانی اور جلاوطنی اس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے جلاوطن
ہو کر دوسری ولایت کی طرف گئے اور بعضے براہ سلطان اور اس کے وزیر کے خوف و ہراس
سے اظہار مسلمانی بطریق رفقہ تقیہ کر کے کشمیر مین رہے اور سلطان نے تمام ہمت بتون اور بتخانون
کے توڑنے اور مسمار کرنے پر مصروف کی اور جو ان مین کے اکثر بتکدہ خراب اور ویران کیے ازانجملہ
ایک بتکدہ بڑا کہ باغ بجبرارا مین تھا اور اسے ساتھ مہادیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے
کھودنا شروع کیا اور ہر چند اس کی تہ کھودی اور پانی تک پہونچائی اسکی انتہا نہ پائی اور بقصد ایسے
پیشوا اسباب بتون کا کہ جگہ پر تھا اسے بھی شکستہ کیا اور عمارت و بتخانہ توڑنے کے وقت شعلہ ہائے عظیم

آتشین اس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کر کے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتون کے توڑنے مین بجد تھا اُن شعلون کو طلسم اور مثل اسکے جانتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نہ رہا اور اسی طرح سے کشمیر مین راجہ للتادت نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترس پور مین تیار کیا تھا اور نجومیون سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کبتک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا نجومیون نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کر کے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گذرینگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور یہ دورہ عطارد کا ہوگا وہ بادشاہ عطارد کی مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا للتادت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کے پتر پر کندہ کر کے ایک صندوقچی مین رکھکر اس عمارت کی بنیاد مین دفن کرو چنانچہ اس عمارت کے کھودنے مین وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاشکے وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو مین بعد اطلاع پانے اُن منجمان کافر کے حکم کے خلاف اُس عمارت کو مسمار نکرتا پھر سلطان سکندر اور بتخانون کو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کر کے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہین کہ اُسکے قلمرو مین شراب نہ بکتی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تمغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر مین بسلسلہ سموم محرقہ مبتلا ہوا اور اپنے تینون فرزندون کو کہ جنکا نام میر خان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلا کر اُنکے کان مصلحت کے گوہر روشن سے مزین کر کے اتحاد اور وفاق کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میر خان کو خطاب علی شاہ دیکر سلطنت اسکے تفویض کی اور ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین فوت ہوا مدت اسکی سلطنت کی بائیس سال و نو ماہ تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سریر پر جلوہ گر ہوا اور ہر چند خردسال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکے دل مین جاگزین تھی اسکے حلقۂ اطاعت سے قدم باہر نرکھا اور اُس نے آغاز سلطنت مین جمیع مہمات ملکی سیہ بہت سے جو وزیر سکندر شاہ تھا رجوع کیے اور اُس نے چار برس کے عرصہ مین مسند وزارت پر بیٹھکر رعایا پر قسم قسم کے ظلم سکندر شاہ کے زمانہ کے موافق ہندوون اور اپنے ہمقوم پر کہ مراد برہمنون سے ہی جائز رکھے جو شخص مسلمان نہوا اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کر کے زمین اُسکے خون سے رنگین کی جیسا کہ عرصہ قلیل مین اُس گروہ سے کشمیر مین ایک نشان نرہا یا تو مسلمان ہوگئے یا ولایت سے نکل گئے ناگاہ سیہ بہت تپ دق مین گرفتار ہوکر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے اُسکے بعد اپنے بھائی شاہی خان کو جو صاحب تدبیر اور شجاعت مین بے نظیر تھا امور مملکت کا مرجع کیا اور وہ جمیع مہمات

شاہی کو انجام دے کر اپنے بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب علی شاہ کو جہان کی سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سے سفر کرنے کا ارادہ کیا اُس وقت شاہی خان کو اپنا جانشین کر کے اپنے بھائی محمد خان
خان کو اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کے واسطے راجہ جمون کے پاس جو
علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جمون اور راجہ راجوری نے اُسے شاہی خان کے ولیعہد کرنے اور ترک شاہی
کے سبب سرزنش کر کے پشیمان کیا اور جو جانتے تھے کہ بہبود اور اعانت سلطنت مسترد ہوگی راجہ جمون
اور راجہ جوری مع لشکر کشیر سلطان علی شاہ کے ممد اور معاون ہو کر کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور
اُس خطہ کو شاہی خان کے تصرف سے برآوردہ کر کے دوبارہ علی شاہ کے قبضہ مین لائے شاہی خان
کشمیر سے برآمد ہو کر سیالکوٹ کی سمت گیا اور اُنھین دنون مین جسرت شیخا کھکر نے سمرقند مین صاحبقران
کی قید سے بھاگ کر پنجاب مین تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اسکے پاس التجا اور پناہ لایا اور سلطان
علی شاہ نے مع لشکر بیکران کشمیر سے برآمد ہو کر جسرت اور شاہی خان کا تعاقب کیا اور اُنھون نے
اس کی تاخت اور تفرقہ اور خستگی سے واقف ہو کر اسی دن پہاڑون کے درمیان مین صفوف جنگ
آراستہ کین اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی شاہ زندہ جسرت کے
ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگا اور شاہی خان نے اُسکا تعاقب کر کے ولایت
سے باہر کیا اور خود تختگاہ سلطنت مین جا کر زمام سلطنت قبضہ مین لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ خواہان
اُسکی تھی محظوظ اور خوش حال ہوئی اور شادیانہ کے نقارے بجانے لگی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال
اور نو ماہ تھی اور یہ واقعہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر مین بجائے برادر تخت نشین ہوا اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھکر افواج کشمیر
جسرت کے ہمراہ کی تو اس کی مدد کے واسطے جا کر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرے اگرچہ جسرت شاہ دہلی
سے برابری نہ کر سکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور اعانت سے تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا
اور سلطان نے قصد جہانگیری کا کر کے لشکر تبت پر بھیجا اور اُس ولایت کو بزور شمشیر لیا اور اکثر ولایت کو جو
آب کشنہ کے کنارے تھی خراب اور ویران کر کے اُسکے باشندون کو قتل کیا اور اپنے بھائی محمد خان کو
صاحب مشورہ کر کے مہمات جزوی و کلی ساتھ اُسکے رجوع کین اور خود قضایا تشخص اور فیصل کرتا تھا
اور جمیع فرق کے آدمیون سے صحبت رکھتا تھا اور جو کہ علوم و فنون تحصیل کر چکا تھا ہمیشہ اُسکی مجلس کہ مراد دربار
سے ہے داناؤن ہند و اور مسلمان سے معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی مین بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اُس
کی ہمت ولایات کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور نہرون کے اجرا مین مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ

کیا تھا کہ تمام ولایات مین جس شخص کا مال چوری جاوے زمیندار اس موضع کے تاوان دیوین چنانچہ اُس تقریب کے سبب اُسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوئی اور وہ بدرسمین جو سیہ بہت سے باقی رہی تھین یکقلم دفع کین اور شرع نویسی اسکے زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد مین نہ تھی دور کیا اور دستور العمل یعنے قواعد اور ضوابط مجریہ اپنے تختہاے مسی پر کندہ کرکے ہر ایک شہر اور موضع مین آویزان کیے تھے یہان تک کہ رسوم ظلم ولا کشمیر سے دفع کی اور منقول ہی کہ اُس نے تانبے کے پترون پر لکھا تھا کہ جو شخص آوے اور ساتھ اُس دستور کے کام نہ کرے خدا کی لعنت مین گرفتار ہو اور سلطان نے طبابت کے واسطے سری بہت کو جو طبیب حاذق تھا تربیت کی اور اُسکے التماس کے موافق برہمنون کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ مین سیہ بہت کے خوف سے نکل گئے تھے ولایات دور دست سے طلب کرکے جاگیر اُنکے واسطے مقرر کی اور ہنود کے معابد مقرر کین تعین کرکے جزیہ کا مانع ہوا اور گاؤکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندؤن کو طلب کرکے اُنسے عہد لیا کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہی اُس سے خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو شاہ سکندر کے عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنا اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان زین العابدین نے سب کو از سرنو زندہ کیا نذر اور تحفہ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے لیتے تھے موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سے لاتے ہین اپنے مکان مین پوشیدہ نکرین ساتھ اُس قیمت کے کہ خرید کی ہی نفع قلیل پر بیچتے رہین اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا نرکھین اور سلطان نے تمام قیدیون کو کہ سلاطین سابق کے عہد مین مقید ہوے تھے سب کو یک قلم آزاد کیا اور اُسکے ضوابط سے ایک یہ ہی کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنے پایۂ تخت کے دستور کے مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور متکبرون کو گوشمالی دیتا تھا اور مرتبہ اعلی سے ادنی درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفون کو نوازش کرکے درجۂ اوسط مین نگاہ رکھتا تھا تاکہ نہ تو زیادہ تونگری سے بغاوت کرین اور نہ افلاس سے گداے مطلق ہون اور پارسائی اُسکی اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی مان اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا کہ میری نظر نامحرم کے منھ یا مال غیر پر بنظر خیانت وطمع پڑے اور اس مہربانی کے سبب کہ رعایا پر رکھتا تھا گزا اور جریب جو ہمیشہ سے تھی اُسسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اُس زر کے حاصل سے تھی جو تانبے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اُس مین ہمیشہ کام کرتے تھے یعنے تانبا نکالتے تھے اور جو شاہ سکندر کے عہد مین چاندی اور سونے وغیرہ کے بتون کو توڑکر دار الضرب مین مسکوک کیا تھا وہ سونا کچھ کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اس کان سے حاصل ہوا ہی ٹکسال مین بھیجکر مسکوک کرین اور رائج کرین اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا پہونچاوے یعنے اسکے حق مین جو کچھ بدی کہدیتا وہی واقع ہوجاتی اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کے حدود سے

نکال دیتا تھا اور وہ نہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھ پر غضبناک ہے بلکہ راضی جاتا تھا اور اسی ضمن میں کام ہو جاتا تھا اور
لوگ اسکے عہد میں ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی از روے تعصب یعنے دین کی حمایت
سے دوسرے کا متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کے عہد میں مسلمان ہوے تھے اُسکے عہد میں
مرتد ہو گئے تھے اور کوئی عالم اسلام اُن پر ارتداد کے سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے
کوہ باران کے قریب ایک نہر لاکر نیا شہر بنا کیا تھا کہ آبادی اُس کی تیج کوہی تھی اور علاوہ اسکے اور بھی شہر آباد
کیے تھے اور کالپور وغیرہ میں پانی دور سے لاکر نہریں تیار کی تھیں اور پل باندھے تھے اور زراعت کی تاثیر کی
تاکید فرماتا تھا اور اُن مواضع میں کہ اُس نے اپنی ذات خاص سے آبادی کی تھی علما اور فضلا اور غربا کو
آباد کیا تھا تاکہ مسافروں کو طعام دیتے رہیں اور جو کچھ محتاجوں کو نقد و جنس درکار ہو اُس موضع کی جنس سے صرف
کرتے رہیں اور مملکت کشمیر میں کوئی زمین بے آب و زراعت باقی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جسکی خبر شاہ کو نہ پہونچی
بے آب رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ حوض ویرناگ میں جو شل دریا کے مشاہدہ ہوتا ہے اور حکام اس ناحیہ نے اُسکا
منفذ بند کیا ہے اسکے درمیان ایک عمارت عالی شان بنا کرے پھر اس زمانہ کے داناؤں کو بلا کر مشورہ کیا
چنانچہ بعد تامل اور تفکر کے سب کی راے نے اسپر اتفاق کیا کہ چند کوٹھیاں چوکور چوبی بنا کر اُنھیں پتھر سے پر کرکے
پانی میں غرق کریں اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہو دے اسپر عمارت بناویں جب ایسا کیا وہ کوٹھیاں سنگین
پانی سے چند گز بلند ہوئیں سلطان نے اُس مقام میں عمارت عالی یعنی مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرماے
اور اُس کا نام زین لنکا رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم میں
کہیں اُس کا نظیر ہو اور شاہ نے چند موضع اُس مقام کے مصارف کے واسطے وقف کیے اور سلطان
اس دنیاے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت و شوکت کے ہرگز اسباب سلطنت کے
سے تعلق نہ رکھتا تھا اور خزانوں کی فراہمی کا اُسے مطلق خیال و شوق نہ تھا اور سلطان زین العابدین کے
عہد میں ملا احمد نام ایک شاعر دانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ میں مجلس میں بیٹھکر جس بحر اور قافیہ میں کہ چاہتا تھا
فی البدیہہ اشعار پر مضمون صدہا کہتا تھا اور جب مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسی وقت جواب دیتا تھا اور
سلطان اُسکی تعظیم اور جمیع علما کی تعظیم میں تقصیر نہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور قبلہ ہیں اور
انھوں نے ہمیں ضلالت سے نکال کر ساتھ ہدایت کے پہونچایا ہے اور اسی طرح سے جوگیوں کا بھی احترام
کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرتاض و غریب ہیں اور کسی فرقے کے عیب کو مشاہدہ نکرتا تھا اُسکے ہنر کا جویا تھا اور
فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کے قضیہ اور مشکل کو جو عاقلوں سے حل نہوتی تھی سلطان اُس کا
دم بھر میں فیصلہ واجبی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدموں سے ایک مقدمہ یہ ہے کہ اُسکے عہد میں ایک عورت
اپنی سوت سے عداوت قلبی رکھتی تھی اور اُسے کسی حیلہ سے دفع نہ کر سکتی تھی ایک رات کو اُس
بیوقوف نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ہلاک کیا اور صبح کو اُسکے خون کی تہمت اُسپر کرکے بادشاہ کے پاس

داد خواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو منصفون کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی تشخیص سے عاجز ہوئے سلطان نے اول اس عورت کو جو متہم تھی خلوت مین طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تونے اُس لڑکے کو ہلاک کیا ہی مجھسے سچ کہہ تو مین تجھے معاف کرون اور جو دروغ کہیگی تیرے قتل کا حکم جاری کرونگا اُسنے جواب دیا کہ آپ جو چاہین فرماوین خدا شاہد ہی مین اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز واقفیت نہین رکھتی سلطان نے جواب دیا اگر یہ فعل تجھسے صادر نہین ہوا ہی ایک کام کر کہ تو اس دربار مین مادرزاد برہنہ ہوکر حضار کے حضور اپنے مکان مین جا تو جانین کہ تو اس خون کی تہمت سے پاک ہی وہ سر اپنا گریبان فکر مین لے گئی اور بعد تامل کے یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجیے ہزار مرتبہ بہتر اس زندگانی سے ہی کہ یہ امر کمال بے شرمی اور بیحیائی کا مجھ سے مشاہدہ کیا جاوے مجھے تہمت خون کی کیا کم ہی جو اس امر زشت پر قیام کرون یہ جواب سنکر سلطان نے مدعیہ کو جس نے خون کی تہمت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کرکے پوچھا کہ سچ کہہ اس لڑکے کو کس نے قتل کیا ہے عورت نے کہا کہ اگر یہ میری سوت اس لڑکے کی قاتل نہو مجھے بجائے اُسکے مقتول کیجیے سلطان نے کہا اگر تو اس دعوی مین سچی ہی اہل مجلس کے روبرو برہنہ ہو وہ بیحیا فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سے ازار بند کھولکر برہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بیحیا کا ہی اپنی سوت کے نکالنے کے واسطے اسنے اپنے لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مارو جب مار پڑنے لگی وہ اپنے فعل زشت کی مقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس طفل بیچارہ کی یہی قاتل ہی حکم اسکے قتل کا صادر فرمایا اور سلطان کی جملہ عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ چور کے قتل کا حکم نافذ نفرماتا تھا بلکہ جس مقام پر چور گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُسکے پاؤن مین ڈالکر قید کرو اور اس سے ہر روز مشقت لو یعنے عمارت کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اٹھواؤ اور مراحم قلبی سے آدمیون کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے نجاوین اور ماہ رمضان مین سلطان گوشت نہ کھاتا تھا غرضکہ جب آوازہ اس کے جود و احسان کا عالم مین منتشر ہوا مغنی اور سازندہ کہ علم موسیقی مین اپنے وقت کے نایک تھے اطراف و جوانب سے اس قدر کشمیر مین آئے کہ کشمیر انکی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عودی شاگرد عبد القادر کا جو صاحب تصانیف مشہور ہی خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور عود ایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا اور محظوظ ہوکر اُسکے حال پر نوازش فرمائی اور انعام سے مالامال کیا اور ملا جمیل متخلص بحافظی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا مجلس سلطان مین حاضر ہوکر اس خوش الحانی سے غزلین اور معرفتین گاتا تھا کہ سلطان کو حالت وجد مین کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال ملا جمیل کو اس قدر زر خطیر دیتا تھا کہ اُس کی شرح کا مقدور نہین ہی اور ملا جمیل کے نقش اور آثار سلطان کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر مین مشہور ہین اور سلطان کے عہد مین حبیب نام ایک آتشباز پیدا ہوا کہ چشم زمانہ نے فلک مہر و ماہ سے اس سے بیشتر مشاہدہ نہ کیا تھا اس نے فن آتشبازی

مین ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتے تھے اور کشمیر مین تفنگ اُس نے پیدا کی اور بادشاہ
کے سامنے دو ایک تیار کین اور دیگر ہنر دکھلائے اور آدمیون کو تعلیم دی اور وہ آتشبازی کے سوا
جمیع علوم مین خالق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ و ارباب طرب سے کہ حسن صورت اور قوالی اور خوش آوازی
مین یکتائے روزگار تھے اور حرکات و سکنات مین جہان مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک بہشت تھی اور
ناچنے والے اور نٹ اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور بعضے گویے اُن مین ایسی دستگاہ رکھتے تھے
کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنے بارہ پردہ مین ادا کرتے تھے اور سلطان نے اہل طرب کے اکثر
سازون کو یعنے عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلاے خالص کے تختون سے مرصع کر جواہر سے مرصع کیا
تھا اور سوم نام ایک کشمیری جو زبان کشمیر مین شعر کہتا تھا اور علوم ہندی مین فرد تھا اُس نے زین حرب
نام کتاب حالات سلطان کے بیان مین مشروحاً تصنیف کی اور سبھی بودی بہت جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا
آغاز سے انجام تک یاد رکھتا تھا اُس نے زین نام ایک کتاب علم موسیقی مین شاہ کے نام سے تالیف کرکے
بادشاہ کے حضور پڑھی اور اُسکے صلہ مین نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی
اور ہندی اور تبتی وغیرہ مین نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی مین کلام کرتا تھا یہان تک کہ
اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی مین ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگنی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے ہے
اُسکے عہد مین تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین مہابھارت کا ترجمہ جو بد عبارت تھا دوبارہ عبارت
فصیح مین ہوا اور تاریخ کشمیر کو بھی فارسی مین ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ شاہ زین العابدین کے ہمعصر تھے
اُسکی خوبیون کا شہرہ سن کر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتے تھے خصوصاً خاقان سعید ابوسعید شاہ نے
خراسان سے گھوڑے تازی شائستہ اور خچر راہوار اور اونٹ قوی ہیکل اُس کے واسطے ہدیہ بھیجے
بادشاہ اس امر سے نہایت محظوظ ہوا اور اُس کے مقابلہ مین گونین زعفران کی اور کاغذ کشمیری عمدہ
اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور دوشالے خوب اور بلور کے ظروف اور کشمیر کی اور بھی
اشیاے نفیسہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت مین ارسال فرمائے اور راجہ تبت سردرنے کہ ایک
حوض مشہور ہے اور اُس کا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہین قبول کرتا ہے وہان کے دو جانور کہ جنکو راج ہنس
نام رکھتے تھے اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھے سلطان زین العابدین کے واسطے بھیجے سلطان اُنھین
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانورون کی یہ تھی کہ دودھ کو پانی مین مخلوط کرکے جب اُن کے روبرو
رکھو وہ اپنی منقار یعنے چونچ سے شیر کے اجزا پانی کے اجزا سے جدا کرکے نوش کرتے تھے آب خالص
باقی رہتا تھا شاہ نے یہ امر مشاہدہ کرکے یقین جانا کہ جو کچھ انکی خاصیت سنتے تھے سچ ہے اور شاہ نے
آغاز شاہی سے جیسا کہ مذکور ہوا اپنے بھائی محمد خان کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خان
نے وفات پائی اُسکے فرزند حیدر کو جانشین پدر کیا اور مہمات ملکی کا اُسے اختیار دیا اور مسعود ولد [illegible]

اپنے دو کوکہ کو کہ دونون برادر حقیقی اور سلطان کے کوکا تھے ان کا بہت اعتبار کرتا تھا اور انھون نے آپس مین خصومت کی اور شیر دو نے اپنے بڑے بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نے اس کے قصاص مین شیر دو کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سلطان کے تین فرزند تھے آدم خان کہ سب سے بڑا تھا لیکن بادشاہ کی نظر مین ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور بہرام خان چھوٹے فرزند کو جاگیر بہت دی تھی اور ایک شخص ملا دریا نام کو پانچی گری کے ساحل سے نکالکر دریا خان خطاب دے کر سرفراز کیا اور جمیع کار و بار مملکت اس کے سپرد کر کے بخاطر جمع عیش مین مشغول ہوا اور جس روز کہ شیر دو کوکا نے اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے کرور کشمیری اشرفیان کہ چار سو شستر بار طلا ہوتا ہی اُس کی روح کی ترویح کے واسطے اطفال کو خیرات کیا اور یہ بھی روایت ہی کہ اس عرصہ مین شاہ زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا انھین دنون مین ایک جوگی کشمیر مین وارد ہوا اور جب اُس نے سنا کہ سلطان مرض صعب مین مبتلا ہی امراے سلطان کے پاس آنکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اس کی صحت سے مایوس ہو اور مین ایک علم ایسا جانتا ہون کہ بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچ لون اور سلطان شفاے کامل پاوے وہ یہ امر غنیمت جانکر غریب جان کر اسے سلطان کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہی مجھے مع ایک شاگرد یہان چھوڑ کر تم چلے جاؤ تو مین علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچون اُنھون نے اُسے مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی ساتھ اس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان کے قالب مین ڈالا یا اور سلطان کی روح اپنے بدن مین منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب کو آسن پر لٹنے جوگنون کے مقام مین لیجا کر اس کی محافظت مین مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور درندہ مجھے صدمہ نہ پہونچاوے تو مین روح سلطان کی صحیح اور تندرست کر کے اپنی حالت اصلی پر آؤن غرضکہ شاگرد اس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بےحس و حرکت تھا حجرے سے نکال لایا اور وزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور مین اس کا بدن معالجہ کے واسطے لیے جاتا ہون اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ مین آئے سلطان کو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوے اور اُسکے شکریہ مین چند روز جشن کیا اور صدقے اور نذرین آدمیون کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش نقل روح کے قائل نہین اور کہتے ہین کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہرگز نہین ہو سکتی اور مؤلف اس کتاب یعنی محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہی کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات ہوتے ہین جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہین اُسکے مرض کو بطریق نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہین یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہین نہ نقل روح یا اُن کی دعا کی

عہ پانچی گری یعنی پنجشیر ۱۲

تاثیر سے وہ مرض یا دہ شئی جو اُن کے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہی نقل کرتی ہی اور وہ مریض اُس بلا سے نجات پاتا ہی جیسا کہ رشحات مین جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہی اور اُس مین مشائخ نقشبندیہ کے حالات تحریر ہین لکھا ہی کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر جہاز پر سوار ہو کر سبزوار مین پہونچے اور چند روز وہان قیام کیا اور طالبان صادق اور مستعدان واثق اس بلدہ کے آن حضرت کو غنیمت جان کر اُنکی صحبت مین حاضر ہوتے تھے از انجملہ ایک اُس شہر کے بزرگون مین سے کہ سادات عظام سے تھے اُنھون نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز اُن حضرت کی صحبت مین نہ پہونچے اُن کے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہی چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہین لاتے اس نے جواب دیا کہ دانتون کے درد کی شدت سے اُن کا منھ ورم کر آیا ہی اور تپ محرق مین گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور بیقرار ہین شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہی مین اُس کی عیادت کو جاؤنگا جب ہمراہ جوان کے اس کے بالین پر تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرق مین بستر علالت پر پڑا ہوا لوٹتا ہی شیخ بعد مزاج پرسی کے ایک لحظہ سکوت کر کے اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اُس عرصہ مین درد اُس سید زادہ کے دانتون کا بالکل دفع ہوا صحت پائی اور ورم اس کے منھ کا شیخ کے چہرۂ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل مقصود کی طرف راہی ہوے اور وہ سید زادہ اپنے مکان کے دروازہ تک مشایعت کر کے اپنی صحت سے خوش وقت ہوا اور شیخ پندرہ روز اُس مرض مین مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب مرض کا عمل خانوادہ نقشبندیہ کا ہی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیاساً معلوم ہوتا ہی کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ ایسا ہی ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دنون مین شاہزادون نے آپس مین نزاع کی اور آدم خان یعنی سلطان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے بموجب کشمیر سے بر آمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادہ اور گولہ انداز اور تیر اندازون کی بہم پہونچا کر ولایت تبت کو سہلترین وجہ سے فتح کیا اور غنیمت بہت سلطان کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُس پر نظر نوازش بہت مبذول فرمائی اور حاجی خان کو لوہر کوٹ کی طرف نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس نگاہ رکھا اور بعضے مفسدان واقعہ طلب نے حاجی خان کو اغوا کر کے لوہر کوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کی سمت روانہ کیا سلطان نے پہلے پیغام بھیجکر اُسے نصیحت کی اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُس نے شاہ کا ارشاد گوش رات سے نہ سنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے بر آمد ہوا اور بلبل کے میدان مین بعزم جنگ فروکش ہوا اس وقت حاجی خان نے اپنے فعل زشت سے نادم

ہوکر چاہا کہ شاہ کی ملازمت مین حاضر ہون لیکن اس کے سپاہیون نے نہ مانا آخر وہ صف جنگ درست
کرکے میدان مین آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرفین کے کام آئے اور آدم خان
نے اس معرکہ مین دادمردی اور مردانگی کی دی اپنی شجاعت سے اصلا نہ پھرا اور صبح سے شام تک
تنور جنگ گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اسکی مغلوب ہوئی اور بھیرہ پور کی سمت
بھاگی آدم خان نے پیچھا کرکے اکثر سفروروں کو علف تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان
گرفتار نہو کسی مقام مین قیام نہ کرون سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان بقیۃ السیف
کو ہمراہ لے کر بھیرہ پور سے بنیر مین گیا اور زخمیون کے معالجہ مین مشغول ہوا سلطان بعد فتح کشمیر مین آیا
اور مخالفون کے سرون سے ایک مینار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے اسیرون کے لیے حکم
قتل نافذ فرمایا اور ولایت کامراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی اور آدم خان اس
جماعت کی کہ حاجی خان کے باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور ان کے اہل وعیال پر نہایت ایذا اور
صعوبت پہونچا کر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تقریب کے اکثر سپاہی حاجی خان سے جدا ہوکر
آدم خان کے شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو ولیعہد کیا اور آدم خان
نے چھ برس حکومت باستقلال تمام کی اور ملک آباد تھا اس کے بعد ولایت کشمیر مین ایسا قحط
پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت مین نان کے عوض مین جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو چھوڑ کر
غلہ اور اذوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے فقرا اور غربا میوہ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے اور
بعضے بھوسے پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان ہمیشہ محزون اور
غمگین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا جب تک کہ بلا بالکل رفع ہوئی سلطان نے
بعضے محال مین چوتھا حصہ اور بعضے مقامون مین ساتوان حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے
ولایت کمراج پر جب قدرت پائی قسم قسم کے ظلم وجور اس حدود مین برپا کیے اور جس شخص کے پاس
جو شے دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُس کے ہاتھ سے عاجز ہوکر سلطان کے پاس دادخواہ
ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُس پر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین پور مین اقامت
کی بنیاد ڈال کر سلطان کے مقابلہ کے واسطے لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے متوہم
ہوکر کسی حیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر پھر اسکو کمراج کی طرف بھیجا اور شر کے دفع ہونے کے واسطے بسبب
ضرورت حاجی خان کے نام باستمالت تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً انھین دنون مین
آدم خان کا [illegible] سے [illegible] ہوا اور حاجی خان سے لڑکر شکست دیکر سوپور کو غارت
[illegible] سیاہ کیا اور سلطان نے یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان کے سر پہنچی اور طرفین
نے ایسی جنگ عظیم کی کہ مافوق اُس سے متصور نہین ہے اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب

ہوئے اور اس کے فرار کے وقت پل سوپور کا جو دریاے بہٹ پر واقع تھا ٹوٹ گیا اور تین سو مرد اہل
ہمراہ آدم خان کے غرق ہوے اور سلطان اُس وقت شہر سے برآمد ہو کر سوپور کی سمت روانہ ہوا
اور رعایا کو دلاسا کر کے آب بہٹ کے اس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریاے بہٹ کے
اُس پار آدم خان فرد کش ہوا اور اُس وقت حاجی خان سلطان کے حسب الحکم پنچھ کے راستہ
سے کہ نام ایک موضع کا ہے ارمولہ کے قریب پہونچا اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام بہرام خان
تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن دونوں بھائیوں نے آپس میں خصوصیت اظہار کی اور
آدم خان حاجی خان کے آنے سے رنجیدہ ہوا اور خوف وہراس نے اُس پر غلبہ کیا شاہراہ کے
راستے سے بھاگا نیلاب میں جاکر پناہ لی اور سلطان نے حاجی خان کو ہمراہ لے کر شہر کی طرف
مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُس پر مبذول کر کے ولیعہد کیا اور وہ بھی شب و روز کمر خدمت پر
باندھ کر اخلاص و ادب میں دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تقصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کر کے
ایسی شاہ کے دل میں جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندوں سے زیادہ تر اُس پر رعایت فرمائی اور
ایک ٹیکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سے مرصع اور مکلل تھے اُسے مرحمت کیے اور اُس کے آدمیوں
کے واسطے مناصب اور جاگیریں مقرر فرمائیں اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب
مے نوشی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال دموی یعنی خون کے
دست شروع ہوے اور مزاج اُس کا حاجی خان سے متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی رہے
اراکیان حضرت نے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آن کر شاہ کو دیکھا لیکن
آنا اور نہ آنا اُس کا مساوی ہوا سلطان ہرگز اُس پر التفات نہ کرتا تھا لیکن آدم خان بھائیوں کے
ساتھ عہد و پیمان درمیان میں لایا اور امرا سے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیرخواہوں نے سلطان سے
عرض کیا کہ ملک خراب ہوتا ہے اپنے شاہزادوں میں سے جس کو لائق جانیں اُسے سلطنت تفویض
فرمائیں سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تقدیر الٰہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیوں کے درمیان رنجش بہم پہونچی
بہرام خان نے گفتگوے وحشت آمیز اپنے دونوں بھائیوں میں ڈالی اور اُنھیں آپس میں دشمن کیا یہاں تک
کہ اُنھوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور آدم خان سلطان سے رخصت لے کر بھائیوں سے جدا ہوا اور قطب الدین پور
میں گیا اور جو اُن دنوں میں سلطان ضعف پیری اور بیماری غالب ہوئی آب و طعام کی طرف ملتفت نہ ہوتا
تھا اس واسطے امرا اور وزرا فساد کے خوف سے شاہزادوں کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے
دیتے تھے اور کبھی کبھی خلائق کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک مقام بلند پر بہزار تکلیف لاکر آدمیوں کو
دکھلاتے تھے اور نقارہ شادیانے کا بجاتے تھے اور ملک کو اس طور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ حاجی خان
اور بہرام خان مسلح ہو کر آدم خان کے مدافعہ پر آمادہ ہوے اور ہر روز اُس کے مقابلہ کو جاتے تھے

اور سلطان کی بیماری اس خبر سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھین دنون اُس کے ہوش و حواس
مین فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان ایک رات
کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کے دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر مین محافظت کے واسطے چھوڑا
اور وہ رات سلطان کے دیوانخانہ مین بسر کی اور حسن خان بھی کہ ایک امراے نامدار سے تھا اُسنے
اُسی رات امرا اور وزرا سے حاجی خان کی بیعت کروائی اور دوسرے دن آدم خان کو کسی حیلہ سے کشمیر سے نکالدیا
اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ مین آیا اور سلطان کے تمام اصطبل
خاص کے گھوڑون پر متصرف ہوا اور لشکر بیشمار فراہم کرکے قلعہ کے باہر قیام پکڑا اور سلطان کے
دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنون کے غدر کے اندیشے سے محل مین نہ جاسکا اور آدم خان حاجی خان
کی خبر دیوان عام کے داخلہ اور اُس کے غالب ہونے کی سنکر کشمیر سے برآمد ہوا اور بارہ مولہ کے
راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سبب سے اس کے نوکر مایوس اور بیدل ہوکر اُس سے
جدا ہوے اور زین لارک کہ حاجی خان کے ایک امراے معتبر سے تھا اُس نے ایک جماعت
اپنے ہمراہ لے کر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُس کا مقابلہ کرکے خوب لڑا اور زین لارک
کے بھائیون اور عزیزون کو قتل کرکے نکل گیا اور اس وقت حسن خان بیٹا حاجی خان کا جو پنچھ مین تھا
اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُس کے آنے سے قوت تمام پائی کام اُس کا بالا
ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان زین العابدین اُنہتر برس کی
عمر مین آخر ۸۷۷ھ آٹھ سو ستتر ہجری مین فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی باون برس تھی۔

ذکر حاجی خان الملخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور مین جو نوسہ کہلاتا
ہے اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا اور
اُسکے بھائی بہرام خان اور اُسکے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُس کے زیب سر کرکے
خدمت مین قیام کیا بیت ؎ چو مرگ افگند افسرے از سرے ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭ شاہ حیدر نے
ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناکام بہرام خان کو جاگیر
دے کر اُسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کے واسطے حاضر ہوے تھے خلعت
اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہوکر جاگیرون پر گئے تھے اور جو
بادشاہ ملک کے احوال سے بیخبر اور غافل تھا وزیرون سے قسم قسم کے ظلم و تعدی رعایا پر ہوتے

تھے اور شاہ نے بوسے نام حجام کو اپنے قرب مین ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اُسپر عمل کرکے سرِ مو تجاوز نہ کرتا تھا اور وہ حجام آدمیون سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اُس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کچھی کہ جس نے زیادہ تر اس کی سعیت مین کوشش کی تھی لوسے حجام کے اغواسے مارا گیا اور اُس وقت مین آدم خان لشکر کثیر فراہم لا کر بانتزاع ملک ولایت جمون پہونچا تھا جب اُسنے حسن خان کچھی کی خبر قتل سنی فسخ عزیمت کی اور ملک دیو راجہ جمو کی برفاقت اُن مغلون سے جنگ کے واسطے کہ اس نواح مین آئے تھے روانہ ہوا قضارا اُس معرکہ مین ایک تیر آدم خان کے دہن مین ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہوا شاہ حیدر اُس کی خبر وفات سنکر غمگین ہوا اور نعش اُس کی جنگ گاہ سے اٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُن دنون مین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب مین مبتلا ہو گیا تھا امرا نے اسکی غیبت مین بہرام خان سے اتفاق کرکے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھا دین اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو جس نے شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جا کر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر مین داخل ہوا اور غنائم بے شمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کی بلا اجازت آیا تھا اہل غرض نے باتین موحش کہکر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور منظور نہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر کچگردہ کے کمرہ پر برآمد ہو کر شرب شراب مین مشغول تھا حالت مستی مین پانوٓن نے آسکے لغزش کی اس قصر رفیع سے زمین پر گرا اور مر گیا

مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا اور دوسرے دن اُن لوگون کو جن سے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر مین جا کر استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیون پر نثار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد خطاب دے کر مہمات سلطنت اُس سے رجوع کین اور اس کے بیٹے نور وز کو دروازہ کا حاجب کیا اور بہرام خان اپنے فرزند کو لے کر کشمیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کی طرف عازم ہوا اس وجہ سے سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُس کا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے قواعد اور ضوابط جو شاہ حیدر کے عہد مین یک قلم موقوف اور معدوم ہو گئے تھے از سر نو زندہ کیے اور مدار کار اُنھین آئین پر چھوڑا اور اُس وقت مین بعضے مفسدون اور فتنہ انگیزون نے بہرام خان کے پاس جا کر اُسے جنگ کی تحریض کی اور بعضے امرا نے بھی اُسے معروضہ بھیجکر طلب کیا بہرام خان ولایت کرمار سے پلٹ کر

پہاڑون کے راستہ سے ولایت کراج مین پہونچا سلطان اس وقت بقصد سیر دنیا پور مین گیا تھا یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کو سوپور کی طرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیون نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ کو ہند کی طرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا شاہ کو اُسکی راے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا اور بہرام خان اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا لیکن اس کے خلاف عمل مین آیا اور موضع نونہ پور مین جنگ شدید واقع ہوئی اور اُس حرب و ضرب مین ایک تیر بہرام خان کے دہن پر لگا کہ شکست کھا کر مرتھ کے سمت بھاگا اور افواج شاہی اُس کے تعاقب مین روانہ ہوئی چنانچہ اُسے اور اس کے فرزند کو گرفتار کرلائی اور اُس کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ کے پاس پہونچے شاہ نے دونون کو قید کیا اور چند روز کے بعد بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھروائی تیسرے روز مرغ روح اسکا قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کی طرف پرواز کر گیا اور زین بدر جو شاہ زین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد اسود سے تنازع رکھتا تھا اور اُس نے بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے کے لیے بہت کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُس کو گرفتار کرکے اُسی سلائی سے کہ جس سے بہرام خان کو اندھا کیا تھا اس کو نمک کو بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قید خانہ مین مر گیا مصرع کار بد کردہ را سزا اینست اور ملک احمد اسود کی وزارت زین بدر کے مرنے سے چھکی یعنی استقلال حاصل ہوا اور اُس نے تاتار خان بھٹ کو مع لشکر آراستہ دہلی کی طرف بھیجا اور راجہ جمون کی حمایت کے واسطے راجوری کے راستہ سے روانہ کیا اور راجہ مذکور نے ملک باری بھٹ سے ملاقات کی ملک باری بھٹ نے لشکر انبوہ اسکی مدد کو دیا اور وہ حاکر تاتار خان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم تھا لڑا اور اسکی ولایت تاراج کر کے شہر سیالکوٹ کو خراب اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے بطن سے جو سید حسن بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنے جوڑوان پیدا ہوئے سلطان نے ایک کا نام محمد رکھا اور اسے ملک باری بھٹ کو پرورش کے واسطے سپرد کیا اور دوسرے کا اسم حسین رکھکر ملک نورز ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی تاکید فرمائی اور اُن دنون مین ملک احمد اور ملک باری سے ایسی رنجش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان مین بھی دشمنی اور خصومت بہم پہونچی تھی یہان تک کہ بڑے بڑے معرکے واقع ہوتے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایک رات کو سب جمعیت کر کے شاہ کے دیوانخانہ مین در آئے اور دست اندازی کر کے آگ لگائی اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب اور اعوان و انصار گرفتار کر کے قید کیا اور مال اُس کا تاراج کیا اور وہ قید خانہ مین مر گیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر مقام عنایت مین

ہوکر اسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر پنجال کے درہ کے قریب پہونچا قضاے الٰہی
سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور
زمام اختیار اس کے کف اقتدار میں دی سید حسن نے مزاج شاہ امراے کشمیر سے منحرف کیا اور ایک
جماعت کثیر اعیان ملک سے قتل کی اور ایک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف بھاگ کر اطراف و جوانب
میں گئے اور جہانگیر ماگری کہ امراے کبار سے تھا اس نے بھاگ کر لوہر کوٹ کے قلعہ میں پناہ لی
اور بعد اس کے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے
اس پر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہوکر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر ہیں اسلیے
یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہے یا فتح خان ولد آدم خان کو جو جسرو تھہ میں ہے سریر سلطنت پر
بٹھاؤ اور محمد خان کو ولیعہد کرو سید حسن نے ظاہر میں قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر ہوا مدت
اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اس وجہ سے قلم انداز ہوئی

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُس کے روبرو تمام
اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُس نے کسی شے کی طرف التفات نہ کی
کمان ہاتھ میں لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کرکے اُس کی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس میں کہنے
لگے کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی میں نہایت کوشش کریگا اور اُس وقت میں سیدون کا اس قدر عروج
اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزراے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت میں جانے نہ دیتے تھے
کشمیریوں نے اس امر سے تنگ آکر ایک رات کو باتفاق راجہ بھو جو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر
میں پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ میں تھے غدر سے قتل
کیا اور آب بہٹ سے عبور کرکے پل توڑ ڈالا اور اس طرف جمعیت کرکے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن
جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کرکے سلطان کی محافظت کے واسطے دیوانخانہ میں آیا اور ایسی شب میں کہ فتنہ
عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا عبدی زینا نے چاہا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قیدخانہ میں تھا نکال
لیجاوے سید علی نامے ایک امراے سادات نے اس امر سے آگاہی پاکر یوسف خان کو قتل
کیا اور باجی بہٹ کو بھی جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا قتل کیا اور یوسف خان
کی والدہ نے کہ وہ جس وقت سے بیوہ ہوئی تھی دنیا کا کارخانہ ہیچ سمجھکر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور افطار
کے وقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اپنے فرزند کی نعش پادل پاش پاش
تین روز نگاہ رکھی اور اس کے بعد دفن کی اور ایک حجرہ اُس کے مقبرہ کے قریب بناکر مدۃ العمر

اس مین رہی یہان تک کہ و دلیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات دیگر مخالفون کی جنگ مین مشغول ہوا اور جانبین سے تیر و خدنگ کی لڑائی ہونے لگی طرفین سے آدمی بہت قتل ہوتے اور چور اور ڈاکو شہر کو علانیہ تاراج کرنے لگے پھر سیدون نے ایک خندق شہر کے گرد کھود چورون کے شر سے نجات پائی اور مکان مخالفون کے شہر یا مواضع مین جہان تھے سب کو خاک برابر کیا اور نہایت عجب اور تکبر سے محافظت اور نگہبانی نہ کرتے تھے اُس درمیان مین جہانگیر ماکری کہ لوہر کوٹ مین رہتا تھا مخالفین کے حسب الطلب پہونچا ہر چند سید اُسے صلح کا پیغام بھیجتے تھے وہ قبول نہ کرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر ماکری اور شمق ماکری پل سے عبور کرکے سیدون سے لڑے داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش حال ہوے اور نقارے شادیانہ کے بجائے اور سر مخالفون سے مینار بنائی دوسرے دن سیدون نے چاہا کہ دھاوا کرکے پل سے عبور کرین مخالف سد راہ ہوے اور پل کے درمیان مین جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا خلائق طرفین سے بہت غرق ہوئی اس کے بعد سیدون نے تاتار خان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر کمک کی درخواست کی چنانچہ اُس نے فوج بیشمار اُن کی مدد کے واسطے بھیجی لیکن جب لشکر اس کا جنیر کی نواح مین پہونچا وستنس نام وہان کا راجہ اُس فوج سے لڑا اور اُس نے کئی آدمی بہادر اور نامی قتل کیے مخالف یہ خبر سنکر خوشحال ہوے اور سادات اور کشمیریون کے درمیان دو ماہ تک جنگ قائم رہی آخر کو کشمیریون نے اپنی فوج کے تین برن کرکے آب سے عبور کیا اور چارون طرف سے پہاڑ کو گھیر لیا اور سیدون نے اُن سے مقابلہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی اور جمعیت مخالفون کی بہت زیادہ تھی اکثر سیدون کے سردار قتل ہوے اور باقی منہزم ہوکر شہر مین آئے اور کشمیریون نے تعاقب کرکے ہاتھ قتل و غارت مین دراز کیا اور شہر مین آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ کے خانقاہ معلے کے قریب پہونچکر بجھ گئی اور خانقاہ معلے کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اس روز عدد مقتولون کے دس ہزار شمار ہوے تھے اور یہ واقعہ ۸۹۲ھ آٹھسو بانوے ہجری مین واقع ہوا تھا اور سید محمد بن سید حسن نے مسمی کہرائی کے مکان مین جاکر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہوکر دیوانخانہ مین بادشاہ کے مجرے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کرکے سید علی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکال دیا اور پر سرام کو زرخطیر دے کر رخصت کیا اور چونکہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوڑے عرصہ مین اُن کے درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام مین فتور واقع ہوا اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتار خان لودھی کے جالندھر سے بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آن کر مقیم ہوا اور ہر دم واقعہ طلب اور جنگ جو امرا اور وزرا سے فوج فوج اُس کے پاس پہونچے وہ اُن مین سے ہر ایک کو انعام دے کر امید وار کرتا تھا اور وہ متوقع اس امر کا

تھا کہ جہانگیر ماکری سب سے پیشتر آن کر مجھسے ملاقات کرے اور جہانگیر ماکری اس خیال سے کہ مخالفون نے بیشتر جا کر فتح خان سے ملاقات کی ہی حاضر ہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لے کر میدان کرسوار مین فروکش ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پورہ کے راستہ ادون کی نواحی مین پہونچکر دریا پر قبضہ کیا اور شاہ کے مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین اور تنور حرب گرم ہوا پہلے فتح خان نے غلبہ کیا قریب تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہووے آخر جہانگیر ماکری نے پاے ثبات زمین مہرکہ مین محکم کر کے پچاس مرد نامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار ہووے کہ ایک منافق نے اثناے تعاقب مین یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفون نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنکر اُس کے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہو کر کشمیر کی طرف معاودت فرمائی اور ملک باری بہٹ کو اُن زمینداروں کے مواضع کی تاراجی کے واسطے جنھون نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح مین کہ مواضعات کشمیر سے ہی ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر انبوہ اُس کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور موضع کہوا کے میدان مین کہ پرگنہ ناکام سے ہی داخل ہوا اور یہ جو فتح خان کا خدمتگار تھا اُس وقت فرصت پاکر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور داونکری کو جو مع جماعت کثیر اُمرا قید تھے سب کو قیدخانہ سے رہا کر دیا جہانگیر ماکری ان کی رہائی سے غمگین ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اُس کی مدد کو آیا تھا پیغام کیا کہ فتح خان کے لشکر مین تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہو کر فتح خان کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اُس کا پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جا کر فتح کیا اور لشکر کثیر اور جمعیت غفیر بہم پہونچا کر دو بارہ بہ نیت تسخیر کشمیر کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدون کو جو قبل اسکے نکال دیا تھا تسلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی ڈانگری بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کی اور سلطان کی سمت سے سیدون نے خوب دادِ مردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر ان مین سے بدرجۂ شہادت فائز ہوئی اور جو کچھ انمین سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کی محل اعتماد ہوئی اور اس مرتبہ بھی فتح خان شکست پاکر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا۔ بیت

گل شادی اگر خواہی زخار غم مکش دامن	قدم گر طالب گنجی بکام اژدہا در نہ

اور یہ نوبت پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اُس کے لٹ گئے اور جہانگیر ماکری زخمی ہو کر کسی طرف بھاگ گیا اور میر سید بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد چند روز

کے محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کیا اور اُس وقت دس سال اور سات ماہ اُس کی شاہی سے منقضی ہوئے تھے اور فتح خان اُسے مع اپنے بھائیوں کے دیوانخانہ میں نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام سامان عیش و عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اُس کے واسطے مہیا رکھیں اور سیفی و انکری اُس کی خدمت میں قیام کرکے کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ کرتے تھے ٭

ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

فتح خان بن آدم خان سنہ ۸۶۴ھ آٹھ سو چونسٹھ ہجری میں اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور سیفی و انکری کو اپنے مہمات کا مدار المہام کیا اس وقت میں میر شمس یعنی شاہ قاسم انوار بن سید محمد نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر میں آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اُس کے مریدوں کے مصارف کے واسطے سونا نافعہ وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی خرابی اور ویرانی میں کوشش کرتے تھے اور کوئی انہیں مانع نہ ہو سکتا تھا غرضکہ عرصہ قلیل میں مردم کشمیر خصوصاً طائفہ چک میر شمس کے مرید ہوئے اور لباس تصوف میں اس کا مذہب کہ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اُن نواح کے اس مذہب میں داخل ہوئے اور بعضے کہ جاہل تھے اور میر شمس کے رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے اُسکے بعد وفات ملحد ہوئے اور بارہا اس کے امرا کے درمیان نزاع اور خصومت باہم پہنچی دیوانخانہ سلطانی میں آن کر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اچھی اور رسنکر کہ فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو مجلس سے برآوردہ کرکے بارہمولہ میں لائے جب اُس میں رشد کے آثار مشاہدہ نہ ہوئے اس حرکت سے نادم ہو کر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کریں محمد شاہ یہ خبر سنکر اپنے باپ کی جاگیر کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے اور ملک اچھی اور رسنکر کے برابر تقسیم کی اور ملک اچھی کو وزیر مطلق اور رسنکر کو دیوان کل کیا اور ملک اچھی قضایا کے فیصل کرنے میں فراست کی تیزی سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا از انجملہ یہ ہے کہ دو شخص ایک پیچک تار ریشم کے واسطے آپس میں نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پیچک میری ہے جب یہ قضیہ ملک اچھی کی سماعت میں وارد ہوا اُن خصمین سے یہ سوال کیا کہ یہ پیچک انگلی پر لپٹا ہو یا لتہ پر مدعا علیہ نے جواب دیا انگلی پر اور مدعی نے قرص کی لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپیٹی تھی القصہ جب ایک مدت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم جو مہا ماگری کا بیٹا جسے منصب باپ کا تفویض ہوا تھا محمد شاہ کی خدمت میں جا کر ہندوستان سے تحریک کرکے دوبارہ کشمیر پر چڑھا لایا اور کھوی ہول کے اطراف میں اُس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی

اور فتح شاہ ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان کی طرف گیا اور منقول ہی کہ فتح شاہ نے نو سال بادشاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع مین آیا ✤

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُس وقت کے واقعات کا

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعہد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹون نے ملک اچھی کو کہ اُنکے پاس تھا قیدخانہ مین جاکر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچاکر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اسکی سلطنت کی اس مرتبہ نو ماہ اور نو روز تھی۔

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا ✤

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سنکر زینا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کے واسطے عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہزیمت کھاکر شاہ سکندر لودھی کے پاس دہلی مین گیا اور شاہ موصوف نے لشکر بیشمار اُس کے امداد کے واسطے بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد شاہ کی خدمت مین فائز ہوا اور اُسے راجوری کے راستہ سے کشمیر کی سمت لے گیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کرکے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اس معرکہ مین مارا گیا اور فتح شاہ کے امرائے معتبر سے علی شاہ وغیرہ اُس کی رفاقت چھوڑکر محمد شاہ کی ملازمت مین داخل ہوے فتح شاہ ناچار ہوکر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اسی سرزمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُسکی شاہی کی ایکسال اور ایک ماہ تھی

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونے کا

نقل ہی کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سریر اجلاس پر بیٹھکے نقارے شادیانہ کے بجائے اور سنکر زینا کو جو فتح شاہ کے امرائے معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت مین موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کاجی بھی قضایا فیصل کرنے مین فراست عظیم رکھتا تھا ازانجملہ ایک یہ ہی کہ ایک محمور کی ایک زوجہ تھی اور وہ حسب اتفاق اُس عورت سے چندے دور رہا عورت نے اسکی غیبت مین بے صبری کرکے دوسرا شوہر کیا بعد اُس کے جب وہ محمور سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور شو

کی شوہریت سے منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس دادخواہ ہوے اور جو کہ ان مین سے
کوئی شخص گواہ اپنے دعوے کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر
کو ملک کاجی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہے اور یہ محرر جھوٹا ہے آ تھوڑا پانی میری دوات
مین ڈال دے تو مین تیرے واسطے ایسی دستاویز لکھدون کہ بعد اسکے اُس کو تجھ سے کچھ سروکار
نرہے عورت اُٹھی اور جسقدر پانی کہ ضرور تھا دوات مین ڈالا ملک نے کہا اور ڈال اُس نے تھوڑا
پانی کہ سیاہی کو ضائع نہ کرے ڈالا اور اس عمل مین کمال احتیاط بجالائی اُس وقت ملک کاجی نے
حاضرین سے کہا کہ اس کی احتیاط اور ہوشیاری سے یقین ہوتا ہے کہ یہ عورت لکھنے والے کی ہے پھر
عورت نے بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نویسندہ میرا پہلا خاوند ہے قضیہ فیصل اور مناقشہ دور ہوا الغرض
جب محمد شاہ نے استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ کے اکثر امرا کو مثل سیفی و اناکری وغیرہ کو تیغ سیاست
سے قتل کیا اور سکندر نیا قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور فتح شاہ کی نعش اُس کے نوکر ہندوستان
سے کشمیر مین لائے محمد شاہ اس کے استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کے مقبرہ کے
اطراف مین دفن فرمائی اور یہ واقعہ سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین واقع ہوا جب ملک کاجی جگ نے
ابراہیم ماکری کو قید کیا اس کا بیٹا ابدال ماکری بعضے مردم ہند کے اتفاق سے اسکندرخان
بن فتح شاہ کو شاہ بناکر کشمیر مین لایا اور محمد شاہ اور ملک کاجی جگ نول پور پرگنہ ماہکل مین سنہ ۹۳۱
نوسو اکتیس ہجری مین مخالفون کی جنگ کے واسطے وارد ہوئے اسکندر تاب مقاومت نہ لایا قلعہ کام
مین پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسے محاصرہ کیا اور چندروز فریقین کے درمیان مین جنگ قائم
رہی اس درمیان مین امراے سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہوکر سکندر شاہ کے پاس حاضر
ہوے ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُن کے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح
مسعود کے ہمراہیون کو ہوئی اور اسکندرخان ناکام قلعہ ناکام چھوڑ کر نکل گیا اور ملک کاجی جگ قلعہ مین
داخل ہوا اور تمام ماکری ورق گنجیفہ کی طرح ابتر اور پریشان اسکندرخان کے پیچھے روانہ ہوے اور
محمد شاہ نے منصور اور مسرور ہوکر اپنی دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اور صاحب استقلال
ہوا اور اس عرصہ مین شاہ کا مزاج دشمنون کی بدی اور بدگوئی کے سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور
ملک کاجی جگ متوہم اور ہراسان ہوکر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اُس طرف کے راجاؤن
کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اُس وقت مین اسکندرخان جو محمد شاہ سے شکست پاکر گیا تھا اب
باتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابرشاہ کے آکر لوہرکوٹ پر متصرف ہوا
اور ملک باری بھائی ملک کاجی جگ کا اس امر سے خبردار ہوکر اس کے مقابلہ کو گیا اور بعد جنگ
اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے سبب ملک کاجی جگ سے

راضی ہوا اور پھر عہدۂ وزارت اُس کو تفویض فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیری
اور خود چشم زخم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ لودھی
کے پاس دہلی گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت مین نگاہ رکھا اور اُس کے باپ محمد شاہ
کو مع لشکر بسیار رخصت کیا تھا اُس وقت مین بادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے سبب کشمیر
مین آیا اور ملک کاجی جگ کہ بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے سے رنجیدہ
تھا پہلے اُس کے مقربون کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُس کے بعد شاہ کو مقید کر کے
ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھی

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی جگ کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماگری یعنی
ابراہیم ماگری کا بیٹا کہ ملک کاجی جگ کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اس وقت فردوس مکانی
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہو کر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنون کے غلبہ سے
اس درگاہ مین پناہ لایا ہے اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرما کر ایک لشکر سے
امداد فرماوین کشمیر کو بندگان اعلیٰ کے واسطے سہل ترین وجہ سے تسخیر کر دون آن حضرت نے اُس کی صورت
اور سیرت مشاہدہ کر کے بزبان تلطف فرمایا کہ تعجب ہے جنگل مین بھی ایسے لائق آدمی بہم پہونچتے
ہین یہ فرما کر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا بعد بہت سپاہی اُس کی ہمراہی کے
واسطے تعین کیے اور شیخ علی بیگ اور محمود خان کو سردار اس لشکر کا کیا جب ابدال ماگری نے
دیکھا کہ کشمیری مغلون سے متنفر ہیں مصلحتہً نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھ کر کشمیر کی طرف
طرف متوجہ ہوا اور اس طرف سے ملک کاجی جگ نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لے کر موضع سلاح
پرگنہ بانکل مین لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فرد کش ہوے ابدال ماگری
نے ملک کاجی جگ کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین جا کر
مدد لایا ہون شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہے کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ
لاکھ مرد اہل نبرد رکھتا تھا اُسے طرفۃ العین مین خاک برابر کیا خیریت اسی مین ہے کہ تو جلد اپنے تئین
اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہون مین منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب
نہین ہے اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہین ہے ملک کاجی جگ اُس وقت
سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو تین فوج کا سردار کر کے جنگ کے واسطے برآمد ہوا
اور طرفین مین معرکہ شدید اور مقاتلہ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراے نامدار

ابراہیم شاہ کے اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبہ عظیم رکھتے تھے قتل ہوئے اور ملک کاجی چک مضطرب ہو کر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی مفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑون کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہ ہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اس کی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُس نے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر مین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلون سے متوہم تھے اطمینان دلاسا دے کر مطمئن کیا اور کشمیری اُس کے جلوس سے خوش ہوئے اور شہر سے برآمد ہو کر نوشہر مین جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایہ تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو منصب وزارت دے کر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری ملک کاجی کا پیچھا چہل نگری تک کر کے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب نہوگا ولایتون کی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علی کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوئے اور بابر شاہ کے ملازمون کو تحفت و ہدایا بہت دے کر ہند کی طرف رخصت کیا اور پیغام عتاب آمیز ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہان جا کر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے برآوردہ کیا اور دونون باتفاق کشمیر مین آئے اور ملک کاجی چک کے آنے کی ممانعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خدا تعالی بجا لایا پھر نازک شاہ کو کہ بیس سال اور بیس روز بادشاہی کی تھی اپنا ولیعہد کیا اور اس سال مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ ایک سال گذرا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان مین گیا تھا جمعیت انبوہ اُس ولایت سے بہم پہونچا کر کھرار کے اطراف مین آیا اور ملک ابدال ماکری نے سبقت کر کے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر بھیرہ مین گیا اور جو کہ اُن دنون مین کامران میرزا ولایت پنجاب پر غلبہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل جنھون نے کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری کے رخصت کرنے سے مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت مین آ کر عرض پرداز ہوئے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبردار ہین اگر آپ تھوڑی سی توجہ فرمائین وہ ولایت نہایت آسانی سے دستیاب ہو گی کامران میرزا نے محرم بیگ کوکہ کو سپہ سالار کر کے ہمراہ اُن امرا کے جو کشمیر

ہو آئے تھے کشمیر کی تسخیر پر نامزد کیا اور جب مغلوں کی فوج کشمیر کے قریب پہونچی تمام کشمیری اُن کے
خوف سے مال و اسباب اپنا مکانوں میں چھوڑ کر کوہستان کی سمت بھاگ گئے اور مغل کی افواج
نے کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضے کشمیری جو پہاڑوں سے مغل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے
گئے اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کے ہمراہ ہے جب اُسے یہ یقین ہوا
کہ وہ مغلوں میں داخل نہیں ہے اتحاد اور یگانگی اظہار کر کے اُس سے مع لڑکوں اور بھائیوں کے طلب کر کے
عہد و پیمان درمیان میں لایا یہ امر کشمیریوں کی قوت کا سبب ہوا اور جنگ پر ہمہ تن آمادہ ہوئے اور اتفاق
کر کے مغلوں سے خوب لڑے اور مغل تاب مقاومت نہ لا کر اپنے ملک کی طرف راہی ہوئے اور بعد
چند عرصہ کے ملک کاجی چک ملک ابدال کا مکر اور غدر اور غرور مشاہدہ کر کے وہاں کے رہنے سے ناراض
ہو کر بھیر کی طرف گیا اور سال ۹۳۹ نو سو انتالیس ہجری میں شاہ سعید سلطان کاشغر نے اپنے فرزند
شاہزادہ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کے ہمراہ مع بارہ ہزار مرد تبت اور لار کے راستہ سے کشمیر
بھیجا اور کشمیری اُن کی بہادری اور شوکت کا آوازہ سنکر کشمیر خالی کر کے بے جنگ ہر ایک اطراف میں
بھاگ گئے اور پہاڑوں میں پناہ لی کاشغریوں نے ولایت کشمیر میں داخل ہو کر عمارات عالیہ کو جو شاہان
سابق سے یادگار تھیں مسمار کر کے خاک برابر کیں اور شہر میں آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین میں مدفون
تھے سب کو تلاش کر کے برآورد کیا اور تمام لشکر مال و اسباب سے متمول ہوا اور جس مقام میں کشمیریوں
استقامت کی خبر پاتے تھے انھیں قتل اور اسیر کرتے تھے غرضکہ دس مہینے تک یہ حال رہا اور ملک کاجی چک
اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے چکدرہ کی طرف جا کر پناہ لی اور جب وہاں صورت مقصد
نہ دیکھی کھاور اور بارہ دار میں گئے اور وہاں سے بادہ کے راستہ سے پہاڑ سے اتر کر مغلوں کے
مقابلہ کو روانہ ہوئے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری مع لشکر انبوہ اُن کے مقابل
ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سرداروں میں سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی
اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریوں سے بھی مردم خوب قتل ہوئے اور کشمیری پسپا ہو کر معرکہ
سے پھرا چاہتے تھے کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نے پاے ثبات میدان کین میں محکم کر کے
تمام کشمیریوں کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور داد مردی اور مردانگی دی طرفین سے آدمی بے شمار
مقتول ہوئے اور چند قالب بے سر اٹھکر حرکت میں آئے چنانچہ اس کی سابق میں مذکور ہوئی غرضکہ
صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنے غنیم کی فتح اور اپنی شکست خیال کرنے لگے آخر
دونوں گروہ جنگ سے دست کش ہو کر صلح پر راضی ہوئے چنانچہ کاشغریوں نے صوف اور سقرلاط اور
اشیاء نفیس بھیجکر نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی چک
کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریوں کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر

شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج میں لاوے اور کشمیریوں کو جو مغلوں نے اسیر کیا ہو رہا کریں
اور کاشغری اس صلح سے راضی ہو کر کاشغر کی طرف متوجہ ہوئے اور پریشانی جو کشمیر میں واقع ہوئی
تھی ساتھ امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اس سال میں دو ستارے ذات الاذناب یعنی
دمدار طلوع ہوئے انھیں دنوں میں قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی
اور باقی جو زندہ رہے تھے انھوں نے جلا وطنی اختیار کر کے دور دراز سفر کیا اور دہجو کا قصہ
جس نے قتل عام کیا تھا آدمیوں کے دلوں سے فراموش ہوا یعنے اس بادشاہ کے مقابل آسمان
دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلائق کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دس ماہ کا طول کھینچا
جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اس وقت میں ملک کاجی چک اور ملک
ابدال ماکری کے درمیان رنجش آئی ملک کاجی چک شہر سے برآمد ہو کر زین پور میں مقیم ہوا اور ملک
ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے تھے کرتے تھے
کوئی شخص دادرسی نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ نے محرق میں کہ مراد مرض الموت سے ہے
مبتلا ہوا اور جس قدر زر نقد رکھتا تھا محتاجوں پر تقسیم کیا لیکن قضائے الٰہی سے جانبر نہوا
مدت اس کی شاہی کی پچاس سال تھی

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

ظاہرا سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے تخت شاہی پر متمکن ہوا لیکن وزرا کی فہمائش سے
تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اس کے جلوس سے نہایت راضی اور خوش دل ہوئے اور تھوڑے
عرصہ میں ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ کو ملک ابدال ماکری
کے مدافعہ کے واسطے کوہسار کی طرف لے گیا اور ملک ابدال کی جمعیت تمام بہم پہونچا کر شاہ کے
مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری نگراج میں کہ اس کی جاگیر تھی گیا اور سلطان شمس الدین
اور ملک کاجی چک نے سری نگر کی طرف معاودت کی اور پھر چند روز کے بعد ملک ابدال ماکری
پھر بادشاہ کی اطاعت سے پھر کر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج میں فتنہ اور خلل برپا کیا لیکن
اس مرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ کشمیر میں اس سے
زیادہ دریافت نہوا لہذا اسی پر اکتفا کی زمانہ شاہی اس کا تشخیص نہ ہوا —

مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد باپ کے اس کا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میرزا حیدر

ترک غلبہ پاکر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ بنام نامی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ سنہ ۹۴۸ھ نو سو اڑتالیس ہجری میں جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور سے شکست پاکر لاہور میں آیا تھا ملک ابدال ماکری اور زنگی چک اور بعض اعیان مملکت کشمیر نے شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب میں لکھکر میرزا حیدر ترک کے ذریعہ سے بھیجی تھی آنحضرت نے میرزا حیدر ترک کو اس طرف رخصت کر کے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں جب میرزا حیدر ترک بھیر میں کہ نام ایک مقام کا ہے پہونچا تو وہاں ملک ابدال ماکری و زنگی چک آکر شامل ہو گئے اور میرزا حیدر کے ہمراہ تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے لیکن جب راجوری میں پہونچا تو ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے کے کتل کرتل عبا میں آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کے واسطے ناکوں پر جا بجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ راستہ چھوڑ کر پونچھ کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نے از روئے غرور اس راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طے کر کے فضائے کشمیر میں داخل ہو کر یکایک شہر سری نگر پر قابض ہو گیا اور ملک ابدال ماکری اور زنگی چک استقلال پاکر مہمات کو انجام دینے لگے اور چند پرگنے میرزا کی جاگیر کے واسطے نامزد فرمائے کے اتفاقات سے انھیں دنوں میں ملک ابدال ماکری کا پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوا اسوقت زیست سے مایوس ہو کر اپنے بیٹوں کے واسطے میرزا حیدر ترک سے سفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر میں داخل ہوا ملک کاجی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار حسین شیروانی اور عادل خان سردار کے مع دو فیل کمک کے واسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع ونہ دیار اور موضع کاوہ میں صفوف حرب آراستہ کیں اور شور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کے امرا اور ملک کاجی چک نے ہزیمت پائی اور ملک کاجی چک نے بہرام کلہ میں اقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادۂ تاریخ فتح یکی کیا اور سنہ ۹۵۰ھ نو سو پچاس ہجری میں میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندر کوٹ میں اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کی طرف سے بدگمان ہوا تھا زنگی چک بھاگ کر ملک کاجی چک کے پاس گیا پھر دونوں اتفاق کر کے سنہ ۹۵۱ھ نو سو اکاون ہجری میں میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کے واسطے سری نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر میں پہونچا اور میرزا حیدر

ترک نے بندگان کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اُسکے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی
نہ لا کر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نے فرار کو غنیمت جان کر
بہرام کلہ میں دم لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو سری نگر کی محافظت کے لیے چھوڑ کر
تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے قلعہ لوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور سنہ ۹۵۲ھ نو سو باون
ہجری میں کاجی چک اور بیٹا اُسکا محمد چک مرض تپ لرزہ میں مر گیا اور میرزا حیدر ترک نے یہ سال بفراغت
بسر کیا اور سنہ ۹۵۳ھ نو سو ترپن ہجری میں زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیوں کے ساتھ جنگ کر کے مارا گیا
اور اُس کا سر اور اُس کے فرزند غازی خان کا سر کاٹ کر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور سنہ ۹۵۴ھ نو سو چون
ہجری میں ایلچی کاشغر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امراان کے استقبال کے واسطے
لار میں آیا اور خواجہ اوجہ بہرام سے جو بیٹا مسعود چک کا تھا اور سات برس تک ولایت کامراج میں خوب لڑا
تھا اور سب کو مغلوب کر کے غالب ہوا تھا جان میرک کے ساتھ باتیں صلح آمیز درمیان میں لا کر
عہد و پیمان کیا اور میرزا حیدر نے عہد و سوگند کے پورا ہونے کے واسطے اپنے پاس طلب کیا جب یہ اوجہ بہرام اسکی
مجلس میں آیا میرک میرزا نے خنجر موزہ سے کھینچ کر اُس کے شکم پر مارا اور وہ زخم کھا کر بھاگا
اور جنگل میں داخل ہوا جان میرک میرزا نے اُس کا پیچھا کر کے اُسے گرفتار کیا اور اُسکا سر تن سے
جدا کر کے اس گمان پر میرزا حیدر کے پاس لا میں لایا کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن میرزا حیدر اُسکا
سر خون دیکھکر طیش میں آیا اور وہ پاس سے اٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد و پیمان کے بعد اس کا قتل کسی طرح
لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا میں اس واقعہ سے آگاہی نہیں رکھتا اُس کے بعد میرزا حیدر
ترک کشتواڑ کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور بندگان کوکہ اور محمد ماکری اور میرزا قاسم اور یحییٰ زینا کو سراول
کر کے خود مع سپاہ پیچھے کشتواڑ کے نزدیک وارد ہوا اور جماعت ہراول نے تین روز کا رستہ
ایک روز میں طے کیا اور موضع دلوشتہ میں جو دریا ماراکے ساحل پر واقع ہے پہونچے اور جب لشکر
کشتواڑ کا دریا کے اُس پار تھا لڑائی تیر و تفنگ کی طرفین سے شروع ہوئی کوئی شخص دریا سے عبور
نہ کر سکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہی وغیرہ راہ راست اختیار کر کے چاہتے
تھے کہ کشتواڑ میں داخل ہوں جیسے موضع دھار میں پہونچے آندھی تند اٹھی اور گرد و غبار سے جہان
تاریک ہوا اور مردم دھار نے ہجوم کر کے اُنکے سر پر آئے بندگان کوکہ کا نام ایک سردار کا ہے اور وہ نہایت
لائق اور شدید تھا مع پانچ مرد اہل شہر کے مقتول ہوا اور بقیہ السیف میرزا شکست اور خرابی کے بعد میرزا حیدر
ترک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہاں سے پھر آیا اور سنہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری میں
ہندستان کی طرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیر والوں کے قبضہ سے لیا اور وہ کہ محمد نظیب سردار اور ناصر علی کو
رخصت فرمایا اور لشکر کہ تمام تھا اُسکا ہی ... اُن کو اور شہنشاہ ... قاسم کو مقرر کیا اور پشت کا لان

بھی فتح کرکے ملا حسن نام کو اُس کی حکومت پر تعین فرمایا اور سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری میں کہ میرزا حیدر
ترک قلعہ دنیل کی طرف متوجہ ہوا تھا آدم گکھر نے آنکر میرزا سے ملاقات کی اور کاچی چک کے
بھتیجے دولت چک کی عفو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم گکھر
شہر میں داخل ہوئے اور دولت چک کو وہاں طلب کیا اور جس طرح اُس کی مرضی تھی اعزاز و اکرام بجا لانے کے
اس واسطے دولت چک ناراض ہوکر اُٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اپنے ہمراہ لے کر
روانہ ہوا اور گون نے اُسکے تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نے مخالفت کی اور بعد چند روز کے میرزا حیدر
ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور جو چک اور بہرام چک ہیبت خان
نیازی کے پاس کہ جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی میں شکست کھا کر راجوری کی طرف آیا تھا گئے اور
سلیم شاہ بھی جب نیازیوں کے تعاقب میں بموضع مدوار ولایت نوشہرہ تک پہونچا ہیبت خان
نیازی نے سید خان نیازی کو کہ اُس کے معتبروں سے تھا سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجا
اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان میں لا کر ہیبت خان نیازی کی ماں اور فرزند کو سلیم شاہ
افغان سور کے پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بن نواحی سیالکوٹ میں پلٹ آیا اور وہاں [illegible]
کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو بارہ مولہ میں لا کر چاہتے تھے کہ آسے کشمیر میں سے جا کر میرزا حیدر ترک
کو درمیان سے نکالیں لیکن ہیبت خان نیازی اُس کی ہیبت سے یہ امر اپنی نسبت قرار [illegible]
اس واسطے ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیجکر صلح کا پیغام دیا اور میرزا نے جب جواب
شافی اُس برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہاں سے موضع ہیرپور جو ولایت جمو سے علاقہ
رکھتا ہے آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک
میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور سنہ ۹۵۷ نو سو ستاون ہجری میں میرزا حیدر ترک اطراف
کے مہمات سے فراغت پا کر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وار نزد سلیم شاہ افغان سور
کی خدمت میں بھیجا اور سنہ ۹۵۸ نو سو اٹھاون ہجری میں خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے
پاس سے مع اسباب و قماش بنگالہ اور یسین نام افغان ایلچی کشمیر کی طرف مراجعت کی میرزا حیدر
ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان سور کے ایلچی کو دیکر رخصت کیا اور میرزا قرابہادر
کو کھمبرال کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریوں سے جدی رینا اور نازک شاہ اور حسین ماکری اور
خواجہ حاجی کو اسکے ہمراہ کیا اور میرزا قرابہادر اور کشمیریوں نے اندر کوٹ سے آگے جا کر بانہال
میں اقامت کی اور فساد کے درپے ہوئے اس سبب سے کہ مغل اکثر [illegible] کرتے تھے اور
مغلوں نے بغیر میرزا حیدر ترک کے حکم کے [illegible] میرزا [illegible] اُسی [illegible] اور [illegible] کیا [illegible]
دیا اور مغل کی قوم [illegible] کشمیریوں سے کم [illegible] ماکری نے اپنے بھائی کو علی ماکری [illegible]

ہیبت

کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جا کر میرزا کو کشمیریوں کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اُس پر آمادہ کرے
کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سنکر جواب دیا کہ کشمیریوں کی یہ مجال نہیں ہے کہ تم کو ایسے
غدر کا اندیشہ ہووے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ماہ رمضان کی ستائیسوین تاریخ کو اندرکوٹ
مین آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوئے میرزا قرا بہادر اور تمام آدمیون نے جنکے
مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہووے ہم آن کر اپنے مکانات کو تعمیر کرین اور سال آیندہ
مین پھرپل کی طرف متوجہ ہووین میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ نخواہ وہ لشکر
پھرپل کی سمت متوجہ ہوا اور عیدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کر کے رات کو مغلون سے جدا ہو کر پکل
پھرپل مین آئے اور حسین ماکری اور علی ماکری کو معتمدون سے جدا کر کے اپنے ہمراہ لیا تو مغلون
کے ساتھ وہ مارے نجا دین جب صبح ہوئی پھرپل کے آدمیون کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پہاڑون مین
بند ہوئے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھرپل کے قلعہ مین پناہ لی اور انشی مغل نامی اس معرکہ مین
تخمیناً قتل ہوئے اور محمد نظر اور میرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے اور لقیۃ السیف صبح کے راستے سے
بہرام کلہ مین آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگین
توڑ کر وہ روپیہ جو کشمیر مین رائج ہے مسکوک کرین اور جہانگیر ماکری کو معتبر سمجھکر حسن ماکری کی جاگیر عنایت
فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دے کر سپاہی بنایا اور اُس سے یہ خبر پہونچی کہ ملا عبداللہ
کشمیریون کے خروج کی خبر سنکر ملازمت کے واسطے آتا تھا جب بارہ مولہ کے قریب پہونچا کشمیریون
نے ہجوم کر کے اُسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تبت خرد مین مقتول ہوا اور محمد نظر راجوری مین گرفتار ہوا
اور کشمیری بہرام کلہ سے جمعیت کر کے ہیرہ پور مین آئے میرزا حیدر ناچار ہو کر کشمیریون کے مقابلہ کو اندرکوٹ
سے برآمد ہوا اور میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مغل مثل عبدالرحمن اور شاہزادہ اور خان میرک میرزا
اور ملکنہ مغل اور حیدر علی باقی اور سات سو آدمی تھے میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین پور مین اقامت
کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور دیگر سرداری امداد کے واسطے باتفاق عیدی زینا جمعیت کر کے
ہیرہ پور مین آئے اور وہان سے برآمد ہو کر موضع خانپور مین جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک غالہ گڈہ کے
میدان مین جو سری نگر کے متصل ہے وارد ہوا اور فتح چک کہ باپ اس کا خواجہ بہرام مغلون کے ہاتھ
سے قتل ہوا تھا اپنے باپ کے خون کے انتقام کے واسطے مع تین ہزار مرد سوار اندرکوٹ مین آیا اور
میرزا حیدر کی عمارات جو باغ صفا مین تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچی فرمایا
مین یہ عمارات کا شوق سے نہ لایا تھا پھر عنایت الٰہی سے بنا دیگی اور حیدر علی نے شاہ زین العابدین کی املاک
کہ سوپیہ مین تھی میرزا حیدر کی عمارت کے عوض مین جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیون
نے عمارات عیدی زینا اور نورز چک کی کہ سری نگر مین تھی آگ دے کر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے

موضع خان پور میں آنکر استقامت فرمائی اور اُس موضع میں ایک درخت بید کا ایسا چھتنار تھا کہ اُس کے سایہ میں
دو سو سوار کھڑے ہو سکتے تھے اور سوا اس کے یہ بھی تجربہ میں ہوچکا کہ جس وقت اُس کی ایک شاخ
باریک کو حرکت ہوتی تھی تمام درخت حرکت اور جنبش میں آتا تھا القصہ کشمیری خان پور سے کوچ کرکے
موضع اونی پور میں آگئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے اُن پر عزم شبخون کیا اور
میرزا عبد الرحمن نے اپنے چھوٹے بھائی کے لیے کہ صلاح و تقوے میں آراستہ تھا ولیعہدی کی وصیت
کرکے آدمیوں سے اُس کے نام بیعت لی اور اپنے اعیان و انصار کو ہمراہ لے کر بقصد شبخون سوار ہوا
قضارا اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو بانی فساد اور
میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آتا تھا اور شاہ نظر قورچی میرزا حیدر ترک کہتا ہے
کہ اُس وقت جب میں تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر ترک کی آواز میرے گوش زد ہوئی کہ تیرا کیا تو نے اس سے
مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی میں تیر ناگہانی میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک قصاب نے ازراہ
شقاوت میرزا حیدر کی ران پر تیر مارا اور دوسرے راوی کا یہ قول ہے کہ کمال کوکا نے اُسے زخم شمشیر سے
ہلاک کیا لیکن اُس کے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے
لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مقتول پڑا ہے جب خواجہ حاجی اُسکے سر پر پہونچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک
ہے اُس کا سر زمین سے اُٹھایا اُس وقت میرزا کا عالم نفس شماری تھا آنکھیں کھولیں اور جان جان آفرین
کے سپرد کی مغلوں کو جب اپنے سردار کا قتل ہونا تحقیق ہوا اندرکوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیریوں
نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے مغلوں نے اندرکوٹ میں پناہ
لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد رینی نے تانبے کے پیسوں کے گراب توپ میں دے کر
فیر کرنی شروع کی اور وہ گراب جس شخص کے لگتے تھے جانبر نہ ہوتا تھا آخر میرزا حیدر کی زوجہ نے جسکا نام
مسماۃ خانجی تھا اور میرزا کی ہمشیرہ مسماۃ خانجی نے مغلوں سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مرگیا
بہتر یہ ہے کہ کشمیریوں سے پیغام صلح کرکے اس فتنہ کو دفع کرو مغلوں نے یہ امر قبول کیا امیر خان
سوار کو صلح کے واسطے کشمیریوں کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوئے اور عہد نامہ اس مضمون کا
لکھدیا کہ آیندہ ہم مغلوں کے درپے ایذا نہونگے حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تھی —

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار ممالکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوئے کشمیریوں نے میرزا حیدر کے توشکخانہ میں جا کر دست تصرف
دراز کیا اور نفائس نفیسہ لوٹ لے گئے اور میرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لاکر حسن منو کے مکان
میں جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس میں تقسیم کی پرگنہ دیو سر دولت چک کو اور پرگنہ وہی غازی خان

چک کو اور پرگنہ کمراج یوسف چک اور بہرام چک کو دیا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کے واسطے
معین ہوا عموماً تمام امرائے کشمیر اور خصوصاً عیدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو برائے نام
بادشاہ بنایا اور حقیقت میں عیدی زینا بادشاہ تھا اور ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری میں سنکر چک ولد کاجی چک
اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان نے کہ اپنے تئیں کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر
بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہو کر چاہا کہ یہاں سے نکل جاؤں چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ
سنکر چک بلاشبہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقت
میں اُس کا بیٹا صلبی نہ تھا کس واسطے کہ ملک کاجی چک اپنے بھائی حسین چک کے بعد وفات اُس کی
زوجہ کو جو غازی خان کو شکم میں رکھتی تھی اپنے عقد میں لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ میں غازی خان
چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ میں کشمیر سے برآمد ہو کر عیدی زینا کے پاس جاؤں اور جب
یہ خبر مشہور ہوئی دولت چک اور غازی خان چک نے اسمعیل بانت اور بہرجو کو مع جمعیت سو آدمی کے
بھیجا کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ لیکن سنکر چک اُن کے بلانے سے نہ آیا عیدی زینا کے
پاس گیا آخر کو عیدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ کوٹھار اور کھاور دیا اور سنکر چک کی جاگیر قرار پائی
اور آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنوں میں چار گروہ کشمیر میں اعتبار رکھتے تھے اول عیدی زینا مع
اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسرے کپوریان کہ بہرام چک
اور یوسف چک وغیرہ ہم سے مراد ہے چوتھے کاجیان کاجی چک اور دولت چک اور غازی خان چک سے

کاجیان

عبارت ہے چنانچہ عیدی زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک کے عقد ازدواج میں لایا اور دولت چک
کی دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کے عقد نکاح میں منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک
کو دواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح میں داخل ہوئی اور یہ سب میں چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث
ہوئیں اور باتفاق ایک دوسرے کے ہمراہ اطراف میں متفرق ہوئے یعنی غازی خان چک ولایت کامراج
کی سمت اور دولت چک لسولور کی طرف اور تمام ماکری بانکل کی جانب روانہ ہوئے اس سبب سے
عیدی زینا سری نگر میں محزون ہو کر بیٹھا اور ان لوگوں کے دفع کی تدبیر میں رہتا تھا اور جب موسم بادنجان
کا آیا عیدی زینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بیگن لاؤ کہ ہم دونوں کو ایک میں پکاویں اور یہ طعام لطیف ہشت
کشمیریوں کی غذا ہے بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اُس کی دعوت میں آئے اور یوسف چک
نہ آیا عیدی زینا نے تینوں کو گرفتار کر کے مقید کیا اور یوسف چک یہ خبر سنکر مع تین سو سوار اور سات سو
پیادوں کامراج کے راستے سے جا کر دولت چک سے ملحق ہوا عیدی زینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکان میں
آتش فتنہ لوٹتے سے میرزا قرا بہادر اور میرزا عبد الرحمن اور میرزا جان میرک اور میرزا ابا بکر مغل اور میر شاہ
زور شاہ عراقی بیگ میرزا اور محمد نظر اور جبر علی کو قیدخانہ سے برآورد کر کے ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور

خروج عنایت فرمایا اور موضع چک پور میں مقیم ہوا اس درمیان میں سید یعقوب اور سید ابراہیم باتفاق جاردو کے
جو انکا نگہبان تھا بھاگ کر کمراج میں گئے اور دولت چک کے شریک ہوئے اور بہرام چک بیٹا [illegible] دوسرے
دن غازی خان چک مع تین سو سوار سری نگر میں آیا اور عیدی زینا نے مغلوں کو اس کے مقابلہ کو بھیجا
اور اُس نے تمام مغلوں کو خراب کیا اور مغل معطل رہے اُس وقت دولت چک بھی سری نگر میں جا کر غازی خان
چک سے ملحق ہوا اور باتفاق عیدگاہ میں پڑاؤ کیا اور ہر روز فریقین کے مابین جنگ ہوتی تھی یہانتک
کہ بابا خلیل عیدی زینا کے پاس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات کہی کہ آپ کو مغلوں کا اعتبار کرنا اور
کشمیریوں کو نظر سے گرانا مناسب نہ تھا اور اس طرح کے اور بھی کلام کیے کہ عیدی
زینا اور کشمیریوں کے درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلوں کو مع اہل و عیال رخصت دی اور بعضے یعنے
میرزا حیدر ترک کی بہن بگلی کے راستہ سے کابل میں گئی اور کشمیریوں نے میرزا اجر علی بلکہ اور بھی مغلوں
کے اہل و عیال قتل کیے اور خانم کاشغر میں پہونچی اور بعد اس واقعہ کے خبر آئی کہ ہیبت خان اور
سعید خان اور شہباز خان افغان جو قوم نیازی سے ہیں کشمیر کی لینے کے واسطے آئے ہیں اور پرگنہ بانہال
میں پہونچکر کوہ نون میں داخل ہوئے ہیں عیدی زینا اور حسین ماگری اور بہرام چک اور دولت چک اور
یوسف خان متفق ہو کر نیازیوں کی جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور طرفین مقابل ہو کر خوب لڑے
اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خان نیازی نے بھی جنگ مردانہ کر کے علی چک پر تلوار لگا دی اور ڈالا آخر کو
ہیبت خان اور سعید خان اور شہباز خان نیازی اور بی بی رابعہ اُس لڑائی میں مارے گئے اور کشمیریوں نے
مظفر و منصور ہو کر سری نگر میں مراجعت کی اور مقتولوں کے سر یعقوب خان کے ہاتھ سلیم شاہ
افغان مشہور کے پاس بھیجے اور اس کے بعد کشمیریوں کے درمیان میں عداوت بہم پہونچی عیدی زینا نے
باتفاق فتح چک اور لوہر ماگری اور یوسف چک اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالد گڈہ میں آکر اقامت
اختیار کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور حسین ماگری اور سید ابراہیم اور دوسرے گروہ نے
ایک جا ہو کر عیدگاہ میں منزل کی جب دو ماہ کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک
عیدی زینا سے جدا ہو کر دولت چک کے پاس آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہو کر عیدی
زینا کے سر پر گیا وہ تاب مقاومت نہ لا کے بے جنگ بھاگ کر مزوین میں گیا اور وہاں پہونچکر دوسرے گھوڑے
پر سوار ہونے لگا اُس نے قضا را ایسی لات اُس کے سینہ پر ماری کہ موضع سماک میں مخفی ہوا اور
اسی مقام میں عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور لاش اُس کی سری نگر میں لاکر موضع سہی زینا میں دفن
کی اور امرا نے خروج کر کے نازک شاہ کو جو نام کے سوا شاہی سے علاقہ نہ رکھتا تھا شاہی
سے معزول کیا اور ارادہ خود سری کا کیا اور بعد میرزا حیدر ترک کے [illegible] ہر شخص
دس ماہ شغل فرمانروائی میں مشغول رہا

[illegible]

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہی جب عیدی زینا مقتول ہوا دولت چک دارالملک مین جاکر مہمات شاہی انجام دینے لگا
اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہی برائے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا
اور اُس وقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک جنگل سے برآمد ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا اس وقت
عیدی زینا (معلوم ہوتا ہی اسیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہی کہ وہ زندہ تھا الغرض اُسے) اور شمس زینا اور
اور بہرام چک کو گرفتار کرکے قیدخانہ مین مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق
کے پیچھے آن کر تیراندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق مین گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور پیادے کہ
تیر جمع کرتے گھوڑا اُن مین اُلجھکر چراغ پا ہوا اور یوسف چک اُسپر سے گر پڑا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی اور
سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین غازی خان چک اور دولت چک مین نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر مین
اختلاف پیدا ہوا حسین ماگری اور شمس زینا کہ ہندوستان مین تھے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین غازی خان
کے شریک ہوے اور یوسف چک اور بہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آگئے اور اس اختلاف
اور نزاع نے دو ماہ کا طول کھینچا آخر کو ایک کاشتکار نے دولت خان کے روبرو آنکر اُسکے کان مین یہ
بات کہی کہ مجھے غازی خان نے تمھارے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہی کہ تو نے تمام اُن آدمیون کو بے تقریب کس
واسطے اپنے پاس جمع کیا ہی کہ یہ سب تیرے دشمن ہین اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے
درپے ہی تم آپس مین کس واسطے لڑتے ہو لیس اسطور سے کلام کرکے اُنکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پکھلی
کی طرف بھاگ گیا اور اُن دنون مین تبت کلان کے باشندے پرگنہ کھاور اور بارہ مین کہ حبیب خان چک
اور نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی آن کر بکریان ہانک لے گئے اس سبب سے دولت چک اور سنگر چک
اور ابراہیم چک اور حیدر چک اور پسران غازی خان اور بعض اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کے راستہ سے تبت
کلان مین بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ اُن کے تھا بہ سبیل استعجال جس راستہ سے کہ بکریان لے گئے تھے
تبتیان کے تعاقب مین دوڑا اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلان مین پہونچکر جنگ کی اور اُنکے سردارون کو شمشیر سے
قتل کیا اور وہ سب بھاگ گئے حبیب خان چک نے اس مقام مین نزول کرکے اپنے چھوٹے بھائی درویش چک
سے کہا تو مع لشکر سوار ہوکر تبت کلان مین داخل ہو درویش چک نے تغافل کرکے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا
اور حبیب خان چک باوجود اس کے کہ اُس کے زخمون سے خون جاری تھا سوار ہوکر تبت کلان کے قصر
عالی مین داخل ہوا اور اہل تبت کلان تاب مقاومت نہ لاکر بے جنگ بھاگے اور چالیس آدمی اُنمین
سے جو قصر کی چھت پر چھپ رہے اور پوشیدہ تھے دستگیر ہوے اور نہایت عجز اور خاکساری سے پیش
آئے اور کہا ہمین قتل نہ کرو اور پانسو گھوڑے اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس جل قطاس اور دو
بکریان اور دو سو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خان چک نے اُن کی باتون پر التفات نہ کرکے

سب کو دار پر کھینچا اور وہان سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ مین آیا اور اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت
کلان کے رئیسون نے تین سو گھوڑے اور پانسو پارچہ پٹو اور تیس راس گاؤ قسطاش جناب حبیب خان
چک کے واسطے بھیجے اور گھوڑے خوب کاشغری کہ اہل تبت کلان کے ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے
بھی ان سے لیے اور حیدر چک اور پسر غازی خان چک نے سمے کھائی اپنے بھائی حقیقی کو حبیب خان
چک کے پاس بھیجا کہ اہل تبت کلان نے وہ گھوڑے غازی خان چک کے واسطے نگاہ رکھے تھے
مناسب ہے کہ اُن گھوڑون کو بھیجے تو ہم غازی خان کی خدمت مین روانہ کرین حبیب خان چک ترکمانی
نے درجواب اُس کے قریب دو سو آدمی کے اس نیت سے روانہ کیے کہ منازعت درمیان مین
ڈالین لیکن لوگون نے درمیان مین آن کر صلح کروائی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اس کے
سری نگر کی طرف آیا اور یہ تمام اشیاء وہان کے آدمیون کو تقسیم کیے اور سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری
مین زلزلہ عظیم کشمیر مین واقع ہوا اکثر موضع اور شہر خراب اور منہدم ہوے اور موضع نیلو اور
آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہٹ کے اس طرف سے منتقل ہو کر اس پار ظاہر ہوے اور موضع ماو
مین جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہے اُس کے گرنے سے وہان کے تخمیناً چھ سو آدمی ہلاک ہوے

اللہم احفظنا من جمیع البلیات و الآفات

ذکر اسمعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر مین

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے گزرے اگرچہ اس وقت مین دولت چک درحقیقت فرمانروا
تھا زمانہ غازی خان چک کے موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازی خان چک نے
دم استقلال سے مارا اور اسمعیل شاہ کو برائے نام شاہ بنا کر سنہ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ ہجری مین تخت پر بٹھایا
اور اُس سال حبیب خان چک نے چاہا کہ دولت چک سے یکدل ہو جاؤن یہ عزیمت کر کے
مرزا اون کے سمت متوجہ ہوا غازی خان چک نے نصرت خان چک سے یہ بات کہی کہ تیرا بھائی حبیب خان
چک دولت چک سے ملا چاہتا ہے مناسب یہ ہے کہ وہ نہ آنے پاوے اور ہم دولت چک کو گرفتار کرین کیونکہ
اُسکے آنے کے بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی مین سوار ہو کر حوض ڈل کی طرف مرغابی کے
شکار کو گیا تھا اس درمیان مین غازی خان چک نے تاخت کر کے اُس کے گھوڑون کو گرفتار کیا اور وہ
بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کر کے اُس کی آنکھون مین سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اُس کے
حبیب خان چک آیا غازی خان چک نے کہ اُس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا
بھتیجا تھا طلب کر کے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور چونکہ غازی خان چک نے اُسکے چچا کی آنکھون
مین سلائی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ نازک چک کو

بھی گرفتار کر کے مقید کرے وہ خبردار ہو کر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جا کر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمٰعیل کا

جب دو سال اسمٰعیل شاہ کی حکومت سے گذرے قضائے آلہی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری میں نصرت خان چک اور نازک چک اور سنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سب نے ایک جگہ جا کر آپس میں عہد کر کے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استقلال کی ہے اور اُس کا بھائی حسین خان چک قید ہے اُسے زندان سے برآوردہ کر کے غازی خان چک کو ہلاک کریں جب یہ خبر غازی خان چک کو پہونچی یوسف چک اور سنکر چک کو راضی کر کے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نہ گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیون کو درمیان میں لا کر عہد و قول اُس سے لے کر جاوینگے نہین راہ فرار اختیار کرین گے اور نصرت خان چک غازیخان چک کے پاس بے قول گیا زندان مصیبت مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے پاؤن کو توڑ کر خروج کیا اور ہستی خان چک بجمعیت تمام آن کر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کشیر اُنکے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا بعضے گرفتار ہوے اور حبیب خان چک فتح کر کے کھوہ باموں کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کے واسطے خود سوار ہو کر دومرہ کی طرف گیا اور تین چار کشتی بہم پہونچا کر مع تین فیل اور تین سو آدمی ادھر اُدھر دریا سے عبور کیا اور حبیب خان لدکوٹھ کے میدان مین پہونچا حبیب خان چک بھی اُس کے مقابلہ کو آٹھ سو آدمی سے آن کر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لا کر آب جہجہ کے پل مین در آیا اور گھوڑا اُس کا اُس پل سے عبور نہ کر سکا اسی درمیان مین غازی خان چک کے ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُس کے سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُس کے دہن کے قریب لے گیا حبیب خان نے اُس کی انگلیان دانتون سے پکڑ کر خوب کاٹین آخر فیلبان نے سر اُس کا جدا کر دیا اور کلانامت مین کہ جہان مکان اُس کا تھا لا کر آویزان کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کر کے دار پر کھینچا اور چند عرصے کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر مین آیا پرگنہ کھوہ باموں جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہو کر پرگنہ مین گدہ کے قصبہ بدانچہ کی طرف کہ وطن اُس کا تھا گیا پھر سنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام چک کے پاس جا کر آپس میں متفق ہو کر پرگنہ سوپور مین آئے اور بنیاد فساد کی قائم کی غازی خان چک نے اپنے بیٹون

[illegible] ۱۲

اور بھائیون کو اُن کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لاکر پہاڑ کی سمت بھاگے غازیخان چک
نے اُسی روز اُنھین اُن کے تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کر لائے دوسرے دن
یہ خبر پہونچی کہ بہرام چک سرکوب سے کسی طرف راہی ہوا اور سنکر چک اور فتح چک اُس سے
جدا ہوئے غازی خان چک بسرعت تمام کھوبہ ہامون مین گیا اور چھ روز تک بہرام چک کی بہت تلاش
کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور حبیب احمد جورین برادر حیدر چک ولد غازی خان چک نے اُس کی گرفتاری
کا ذمہ کیا غازی خان چک شہر مین پلٹ آیا احمد جورین نے سرکوب مین کہ مسکن ریشیان یعنے صوفیون
کا تھا جاکر اُنھین گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہم نے اُسے کشتی مین سوار کرکے
امیر زینا کے مکان مین جو موضع باویلی مین واقع ہے پہونچایا ہو اور ریشیان ایک فرقہ ہے کہ وہ ہمیشہ
زراعت کرتے اور باغ لگاتے ہین اور پھل وغلہ خدا کی راہ مین خیرات کرتے ہین اور خود مجرد رہتے ہین
الغرض جب احمد جورین امیر زینا کے پاس گیا اور بہرام چک کو تلاش تمام گرفتار کرکے سرینگر مین
لایا اور دار پر کھینچا احمد جورین اس فتح اور نصرت کے سبب مختص ہوا اُن دنون مین شاہ ابو المعالی
کو کہ لاہور سے بھاگ کر نقشے کھکر کے قید مین تھا پابہ زنجیر یوسف کے شانہ پر سوار ہوکر برآمد ہوا اور
کمال خان کھکر کے ساتھ موافق ہوکر میرزا حیدر ترک کے مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا جب راجوری مین
پہونچا مغلون کی ایک جماعت بھی اس کے شریک ہوئی اور دولت چک اندھا اور فتح خان چک
دوسرے چک اور ادہر وانکری بھی شاہ ابو المعالی کے پاس آئے اور ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری مین
کشمیر کے سمت متوجہ ہوئے اور حبیب بار مولہ مین پہونچے حیدر چک اور فتح خان چک جو راستہ کی
محافظت کرتے تھے بھاگ کر موضع یادوکھی مین آئے اور شاہ ابو المعالی نے عدالت کو کام فرماکر
سپاہیون کو رعایا کے جو رو تعدی سے ممانعت کی اور موضع بار مولہ مین جو یادوکھی کے قریب ہے
پہونچکر ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازی خان چک اپنے بھائی حسین خان چک کو ہراول
کرکے موضع کھنو مین مقیم ہوا اور کشمیریون نے جو شاہ ابو المعالی کے ہمراہ تھے اُس کی بلا اجازت
حسین خان چک کی فوج پر حملہ آور ہوکر پسپا کیا غازی خان چک اس کی کمک کو پہونچا اور دادمردی
و مردانگی دے کر بہت کشمیریون کو تہ تیغ کرکے لڑائی فتح کی شاہ ابو المعالی یہ حال دیکھکر
بے جنگ بھاگا اور جب گھوڑا اُس کا راستہ مین تھک گیا ایک مغل جان نثار شاہ کی خدمت مین
حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو اُس پر سوار کیا اور اُس کا گھوڑا ماندہ لے کر اُسی مقام
مین ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے تعاقب مین آتے تھے اُنھین تیر باران کرکے روکا جب ترکش
اُس کے خالی ہوئے کشمیریون نے اُس بہادر کو نرغہ کرکے تیغ سیاست سے قتل کیا اور اسی
فرصت مین شاہ ابو المعالی کو سوت نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیر خواہ یہ لوگ تھے کہ اپنے آقا کی

جاہنری کے واسطے اپنے تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازی خان یادگی مین پلٹ آیا اور جس مغل کو اُس کے پاس لاتے تھے اُسکی گردن مارتا تھا لیکن حافظ میرزا حسینی کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خوانندہ تھے بہ سبب خوش خوانی کے اُنھین قتل نہ کیا اور اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے نکال کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان سے ملکر متوسل ہوا اور سنہ ٩٦٦ھ نو سو چھیاسٹھ ہجری مین غازی خان کے مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اُس سے نہایت متنفر ہوئی اور مخبرون نے آنھین دنون مین اُسے یہ خبر پہونچائی کہ حیدر چک آپ کا فرزند بعضے لوگون کے اتفاق سے کشمیر لیا چاہتا ہے غازی خان نے محمد جنید کو جو اُس کا وکیل تھا اور بہادر بیٹا کو طلب کرکے یہ بات کہی کہ لوگ اس طرح کہتے ہین تم جا کر اُسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال لااُبالی کو اپنے دل مین راہ نہ دیوے پھر محمد جنید نے حیدر چک کو اپنے مکان پر بلا کر بہت چشم نمائی کی اور سخت و سست کہا حیدر چک نے طیش کھا کر خنجر محمد جنید کی کمر سے بزور نکال کر اُس کے شکم پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نے ہجوم کرکے حیدر چک کو گرفتار کیا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اُسے قتل کرکے لاش اُس کی زینہ گڈھ کے دروازہ پر آویزان کی اور جو لوگ کہ اُس کے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور سنہ ٩٦٧ھ نو سو سڑسٹھ ہجری مین میرزا قرابہادر نے ہندوستان سے مع لشکر کثیر اور نو زنجیر فیل آن کر لالہ پور مین تین ماہ اقامت کی اور کشمیریون سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کھکران سے بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر بھی اُس سے شریک ہونگے اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک اور لوہر وانگری اُس کے پاس سے بھاگ کر غازی خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قرابہادر کے لشکر مین بہت فتور برپا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے برآمد ہو کر نوروز کوٹ مین پہونچا اور پیادون کو میرزا قرابہادر کے مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ دائرہ مین داخل ہوا دوسرے دن میرزا قرابہادر پھر پیادون کی جنگ سے بھاگا اور اسکے ہاتھی پیادون کے ہاتھ آئے اور پانسو مغل مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوے غازی خان نے اُسے گوشہ مین بٹھا کر خود فرمانروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پر روا نہ رکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کرکے اپنے تئین غازی شاہ مشہور کیا ٭

تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تئین غازی شاہ خطاب دیا

لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے پیشتر بہم پہونچا تھا اُن دنون مین اُس کی شدت سے
اُس کی آواز متغیر ہوئی اور انگلیان اُس کی گرنے پر تھین اور ہاتھون مین زخم ظاہر ہوے اور
سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری مین فتح خان چک اور لوہر ماگری اور بھی کشمیری غازی شاہ سے متوہم
اور ہراسان ہوکر پہاڑون مین داخل ہوئے اور غازی شاہ نے اپنے بھائی حسین چک کو مع دو ہزار
آدمی اُن کے تعاقب مین بھیجا جب موسم سرما اور برف باری کے ایام آئے مخالف ہلاک
ہوئے اور جو باقی رہے کشتوار مین گئے اور وہان سے مضطرب اور سترد ہوکر حسین خان چک
کے پاس آن کر پناہ لی حسین خان چک نے ان کے عفو گناہ کے لیے غازی شاہ سے درخواست
کی اور شاہ نے اُن کی تقصیر معاف فرما کر جاگیر خوب عنایت فرمائین اور سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین
غازی شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر لار مین قیام کیا اور اپنے فرزند احمد خان کو فتح خان چک اور
ناصر کنائی اور بھی امراے نامدار کے ہمراہ تبت کلان کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ تبت سے پانچ
کوس کے فاصلہ پر پہونچے فتح خان چک احمد خان کے لیے رخصت جا کر شہر تبت مین داخل ہوا
اہل تبت اُسکا ساز و سامان دیکھکر جنگ پر راضی نہوئے اور پیشکش بہت قبول کی اور وہان
سے جلد برخاست کرایا اس کے بعد احمد خان کے دل مین یہ ہوس ہوئی کہ فتح خان چک تبت
مین جاکر فائز المرام ہوکر آیا اگر مین بھی ایسا کرون گا اہل کشمیر میری تعریف کرینگے یہ تجویز کرکے تنہا
چلنے کا ارادہ کیا فتح خان چک نے عرض کی کہ آپ کا جریدہ جانا مناسب نہین ہی اگر یہی ارادہ
ہی جمعیت لیکر جایے احمد خان نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا
اور فتح خان چک کو لشکر گاہ مین چھوڑا اہل تبت نے جب احمد خان کو جریدہ دیکھا جمعیت کرکے آمیزش
تاخت لائے وہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور فتح خان کے پاس آن کر یہ بات کہی کہ آج مین
تبتیون سے مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہون تم میری فوج کے آگے پہلے وہ بلا توقف جریدہ آگے
روانہ ہوا اہل تبت اُسے تنہا دیکھکر جنگ مین مشغول ہوئے فتح خان کی رگ شجاعت اور غیرت
جنبش مین آئی تنہا جنگ کرکے مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خان سے نہایت ناراض ہوا
اور شکست و شکست کھایا ایام دولت اُسکے چار برس کے بعد آخر ہوئے +

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا سنہ ۹۷۱ نوسو اکہتر ہجری مین غازی شاہ تبت کلان کی تسخیر کے ارادہ سے
کشمیر سے برآمد ہوا اور مولہ کہار مین اقامت کی اور غلبہ مرض جذام کے سبب اُس کی آنکھین
بیکار ہوگئین اور آخر عمر مین شعار بدی کرکے خلق پر دست تعدی دراز کرتا تھا اور سعید ورفقور لوگون

سے زر جرمانہ لیتا تھا اس سبب سے آدمی اس سے رنجیدہ ہوکر دو گروہ ہوئے ایک جماعت اُس کے فرزند احمد خان کی شریک ہوئی اور ایک جماعت اُس کے بھائی حسین چک کی ممد و معاون ہوئی غازی شاہ یہ خبر سُنکر مولد کھار سے مراجعت کر کے سری نگر میں آیا اور چونکہ حسین چک پر اُس کی مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کر کے سریر سلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کے تمام وکلا اور وزرا حسین چک کے مکان پر حاضر ہوئے اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمان برداری میں قیام کیا اور پندرہ روز کے بعد غازی شاہ نے تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کر کے ایک حصہ اپنے بیٹوں کو دیا اور دوسرا حصہ مہاجنوں کے سپرد کیا کہ اُس کی قیمت پہونچا دیں مہاجن حسین چک کے پاس داد خواہ ہوئے حسین چک نے غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے رنجیدہ ہوکر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ اور ابدال خان اور بھی اعیان دولت کو طلب کر کے اپنی اطاعت کے بارہ میں اُن سے عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان ہوا اپنے خاص آدمیوں اور مغلوں کو طلب کر کے جمعیت کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہالی شہر اور قصبات نے درمیان میں آن کر آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے برآمد ہو کر رینہ پور میں اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر میں آیا اور حسین چک نے استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیوں کے درمیان میں تقسیم کی اور سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری میں حسین چک نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دے کر رخصت کیا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ شنکر چک نے خروج کیا ہے اس واسطے اس کی جاگیر محمد خان ماکری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر جرار اُس کے تدارک کو تعینات فرمایا اُنھوں نے جا کر فتح کی اور حسین چک اُن کے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام انھیں سری نگر میں لایا اور چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان چک اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں چاہا انھیں کسی ڈھب سے گرفتار کروں انھوں نے یہ خبر سنی تو جمعیت تمام حسین چک کے پاس آیا کرتے تھے جب حسین چک نے دیکھا کہ یہ لوگ حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہیں تو ملک لونڈی لونڈ کو اُن کے پاس بھیجا کہ انھیں ایک جا فراہم کر کے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی سے عداوت نہ کرے ملک لونڈی لونڈ اُنکے پاس گیا اور مقدمات صلح میں مشغول ہوا اور سب احمد خان کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان جو چند روز سے حسین چک کے پاس نہیں گیا تھا اسے حسین چک کے مکان پر لے جاویں احمد خان نے بعد مبالغہ اور اصرار کے قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لونڈی لونڈ کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا اور قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماکری اُس مقام میں حاضر ہوا اور دیوان خانہ میں مجلس

منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تنبورہ نوازی کرین گے جو یہان قاضی تتشرع ہی تم سب کوٹھے پر چلکر محفل سرور مین شریک ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب یہ کوٹھے پر گئے آدمیون کو بھیجکر انھین قید کیا اور بعد اس کے علی خان اور خان زمان کو کہ اصلی نام اُن کا فتح خان تھا مع فوج کثیر سنکر چاپ کے مدافعہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان عرف خان زمان نے مع لشکر ظفر پیکر جا کر اُسے شکست دی اور فتحیاب ہو کر واپس آیا اور خان زمان نے اختیار تمام پیدا کیا اور امرا کو یہ حکم ہوا کہ تم ہر روز اُس کے مکان پر جایا کرو اور ۹۷۳ھ نو سو تہتر ہجری مین امرا نے شکایت خان زمان کی حسین چک سے کی تو اُس نے لوگون کو اُس کے مکان پر جانے کی ممانعت کی اور خان زمان کشمیر سے نکل جانے کی فکر مین تھا کہ حسین ماکری نے آن کر خان زمان سے یہ بات کہی کہ تو کیون شہر سے نکلتا ہی حسین چک شکار کو گیا ہی اور مکان اُس کا خالی ہی اُس کے مکان پر جا کر اُسکے تمام اسباب اور خزانون پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا اُس نے یہ بات پسند کی اور باتفاق فتح خان چک اور لوہر وانکری اور شل اُن کے حسین چک کے مکان پر جا کر دروازہ مین آگ لگا لی اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان کو زندان سے بر آوردہ کرون مسعود مانک وانکری جو جیلخانہ کا داروغہ تھا اُس نے پانی دیوان خانہ کے صحن مین اس قدر چھڑکایا کہ دلدل ہو گئی اور دولتخان نام ایک شخص مردم چک سے ترکش باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُسپر حملہ کر کے تلوار کا وار کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ رہا پھر دولت خان نے ایک تیر لیا اس کے گھوڑے کی آنکھ مین مارا کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اور بہادر خان اُس کی پشت سے زمین پر گرا مسعود مانک وانکری نے جاتے ہی اُس کا سر خنجر سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا بھاگا اور مسعود مانک نے اُسکا تعاقب کر کے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لے گیا اور حسین چک کے حکم کے موافق اُسے زین گڈھ مین لے جا کر ناک کان و دست و پا کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور حسین چک نے مسعود مانک وانکری کو فرزند ارجمند کہکر ساتھ خطاب مبارز خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ بانکل کو اُس کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۴ھ نو سو چوہتر ہجری مین حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ اور نصرت خان چک اور محمد خان ماکری کی آنکھون مین میل پھیروائی غازی شاہ یہ خبر سنکر نہایت محزون اور ملول ہوا اور اُسی کوفت مین بیمار ہو کر مر گیا اور حسین چک مدرسہ بنا کر وہان کے علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ زین پور اُن کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۵ھ نو سو پچھتر ہجری مین لونڈی لونڈے یہ خبر حسین چک کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ مسعود مانک وانکری المخاطب بمبارز خان کہتا ہی جو حسین چک نے مجھے فرزند کہا ہی چاہیے کہ اپنے خزانہ سے مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ ہوا ایک دن مسعود مانک وانکری المخاطب بمبارز خان کے مکان پر گیا اور اصطبل مین گھوڑے

نابینائی

افراط سے دیکھکر اُس کا دل اور بھی مبارز خان سے منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام مہمات ملکی لوندی
وند کے متعلق ہوئیں اور بعرصہ قلیل میں وہ بھی بسبب اس جرم کے کہ اُس نے چالیس ہزار خروار دھان
سرکار سے خیانت کیے تھے قید ہوا اور علی کو کا بجائے اس کے منصوب ہوا اور سنہ ۹۷۶ نوسو چھہتر ہجری میں قاضی حبیب
جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے برآمد ہوکر دامن کوہ ماران میں قبروں کی زیارت کے لیے
گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اُس نے تلوار غلاف سے کھینچکر قاضی کے سر پر رسید کی وہ
مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سپر کیا انگلیاں کٹ گئیں اور اختلاف
مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان میں نہ تھا مولانا کمال کہ قاضی کا داماد تھا اور سیالکوٹ
میں جاکر درس میں مشغول رہتا تھا قاضی کے ہمراہ تھا یوسف قاضی کو زخمی کرکے بھاگا اور حسین چک
نے باوصف اس کے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنکر یوسف کی گرفتاری کو آدمی تعین کیے وہ
اُسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندوں کو مثل ملا یوسف اور ملا فیروز اور راشد
ان کے ایک جا کرکے فرمایا کہ جو کچھ اُس کے بارہ میں شرع کے موافق ہو فتوے جاری کرو عالموں
نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا از روئے سیاست جائز ہے قاضی جو زخمی ہوا تھا اُس نے جواب دیا
کہ میں زندہ ہوں اس شخص کا قتل کرنا جائز نہیں ہے آخر اُسے سنگسار کیا اتفاقاً اُن دنوں میں ایک
جماعت کہ ساتھ اُس کے مذہب اور اعتقاد میں ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر بابا علی
برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سے آئے جب بھیرہ پور میں پہونچے حسین چک انکے
استقبال کو ایک خیمہ عالی استادہ کرکے مقیم ہوا جب سنا کہ ایلچی قریب آئے حسین چک برآمد ہوا اور
ایلچیوں کو لاکر خیمہ میں ایک جا بٹھایا اور بعد اس کے ایلچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی میں بیٹھکر شہر کی
طرف روانہ ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر میں گیا اور حسین ماگری کا مکان اُن کے نزول
کے واسطے مقرر کیا اور بعد چند روز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اُس نے
حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیوں کے کہنے سے قتل کیا ان مفتیوں کو میرے پاس
بھیجو حسین چک نے مفتیوں کو اُن کے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُس نے مفتیوں
سے تقریر کی کہ تم نے فتوے میں غلطی کی ہے مفتیوں نے جواب دیا ہم نے فتوی علی الاطلاق اُس کے
قتل کے واسطے نہیں دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے روا ہے
میرزا مقیم نے مفتیوں کو پھر دوبارہ بڑا بھلا کہکر فتح خان چک کے سپرد کیا اور انھیں بہت ایذا دی اور
حسین چک کشتی میں بیٹھکر اج کی سمت گیا اور فتح خان چک نے مرزا مقیم کے کہنے سے مفتیوں کو مقتول
کرکے اُن کے پاؤں میں رسی باندھی اور لاشیں اُنکی کوچہ و بازار میں پھرائیں اور حسین چک نے
اپنی دختر مع تحفہ و ہدایا ایلچیوں کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر اطاعت اظہار کی

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

سنہ ۹۷۷ نو سو ستتھر ہجری مین خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیون کے
خونہاے ناحق کے عوض مین قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سنتے ہی
اسہال دموی عارض ہوا یعنی خون کے دست آنے لگے جب تین چار ماہ اسی حال مین گذر گئے
اُس وقت مین حسین چک نے محمد خان اور یوسف فرزند علی خان چک سے یہ بات کہی کہ تو علی خان
چک کے پاس جو سونپور مین ہی جاکر مقیم ہو جب یوسف علی خان چک کے پاس گیا اور لوگ بھی
باری باری بھاگ کر علی خان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب یہ خبر سنی آدمی
بھیجکر علی خان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ واقع ہوا بلکہ تیرے فرزند کو بلا تعرض تیرے
پاس بھیجا علی خان چک نے اس کے درجواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہین ہی آدمی خود بخود
بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہین ہر چند انھین سمجھاتا ہون فائدہ نہین بخشتا آخر علی خان چک سری نگر
کی طرف متوجہ ہوکر سات کوس پر وارد ہوا ملک لوند فی لوند بھاگ کر علی خان چک کی خدمت مین حاضر
ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہوکر جلہ جاچم مین جو شہر سے ایک کوس پر ہی لشکر نزول کیا
اور احمد اور محمد ماکری کہ اس کے امرا کے سلک مین منتظم تھے اسی رات کو علی خان چک کے پاس
بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربون سے تھا اس نے اس سے یہ بات کہی کہ جو تمام
آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہین بہتر یہ ہی کہ اسباب شاہی جس کے واسطے نزاع ہی علیخان چک
کے پاس کہ تمھارا بھائی ہی کچھ عجب نہین ہی بھیجدو حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام جلوس شاہی یوسف کے
ہاتھ علی خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہی کہ بیمار ہون نہین مین خود اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر
علی خان چک حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونون بھائی بغلگیر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے پھر
حسین چک نے شہر علی خان چک کے سپرد کرکے زین پور مین آن کر اقامت کی اور علی خان چک علی شاہ
ملقب ہوا اور امر شاہی ساتھ اس کے رجوع ہوئے اور دو کہ وکیل حسین چک کا تھا معتمد علیہ
ووکیل السلطنہ ہوا اور حسین چک کا پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا
اور علی شاہ نے اس کے جنازہ کے ہمراہ جاکر اسے عیدان بازار کے قریب دفن کیا اور ان ہی دنون
مین شاہ عارف درویش جو اپنے تئین شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے شمار کرتا تھا
اور شیعہ مذہب تھا بلباس فقرا اور ارباب تصوف لاہور سے حسین قلی خان ترکمان حاکم پنجاب
کے پاس سے برآمد ہوکر کشمیر مین آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اس بزرگوار کے
آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور شرائط تعظیم و تکریم کے بعد اعتقاد و ارادت کے اظہار کے

واسطے اپنی دختر اُس کے عقد ازدواج مین لایا اور اُسکو مہدی آخر الزمان سمجھکر معتقد ہوا اور علی چک
اور نوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندون نے کہ تمام رافضی تھے اُس سے
اس قدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدہ کرتے تھے اور آخر کو اُسے ہر امور کے لائق جانکر قرار دیا
کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھادین جب یہ خبر علی شاہ کے کان مین پہونچی اُس سے نہایت رنجیدہ
ہوکر ایذا رسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیاگری اور تسخیر جن مین مشہور تھا اس مضمون کو دریافت
کرکے یہ مشہور کیا کہ مین یہان نہ ہونگا ایک دن مین بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت
کی سمت جاؤنگا اس کے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتقاد کرین کہ غیبت کی ہر لیکن تین روز کے
بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحون کو دے کر کشتی مین سوار ہوکر بارہ مولہ مین پہونچکر پہاڑ پر ہو آمد ہوا
علی شاہ نے آدمی اُس کی گرفتاری کو بھیجے اور وہان سے طلب کرکے حوالات مین سپرد کیا اور
جب دوبارہ بھاگا لوگ کوہ ہفتر سلیمان سے پھر گرفتار کرلائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی
اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لے کر طلاق لی اور اس کے خواجہ سرا کو بھی جدا کرلیا اور چندروز
قید کرکے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی رائے والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ
درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم کو موہبت عظمے تصور کرکے اس کی تعظیم
و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنے ملک مین متوطن کرکے بارادت تمام
اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُس کے عقد نکاح مین دیا اور شاہ عارف چندروز
وہان رہے بعد اس کے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان
کرکے دار الخلافت آگرہ مین پہونچتے ہی دار البقا کی طرف کوچ کیا اور سنہ ۹۷۹ نوسو اُناسی ہجری مین علی چک
ولد نوروز چک علی شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دو کھنے میری جاگیر مین آن کر
خلل ڈالا ہے اگر سرکار اسکا تدارک کرکے ممانعت نفرمادیگی مین اپنے گوڑون کے شکم پھاڑ ڈالونگا
علی شاہ یہ مقالہ سنکر سمجھا کہ مقصود اس کا میرے شکم پھاڑنے سے ہے اس سبب سے آتش غضب اُس کے
دماغ مین شعلہ زن ہوئی اُسے قید کرکے ولایت کمراج مین بھیجا اور وہ وہان سے بھاگ کر حسین قلی خان
حاکم پنجاب کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجا نہ لایا تو لاہور سے نکلکر
پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کرکے مقید کیا اور بعد چند روز کے پھر قیدخانہ
سے بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُس کے سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور
سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین علی شاہ نے کہتوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہین لشکرکشی کی اور وہان کے
حاکم نے اپنے پوتے یعقوب کے لیے دختر لے کر معاودت فرمائی اور انھین دنون مین ملا عشقی اور
قاضی صدر الدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے برسم رسالت آکے علی شاہ نے

نے بھتیجے کی بیٹی شاہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملا عشقی اور قاضی صدر الدین کی صحبت
سے مع تحفت اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کے
نام جاری کیا اور اس عرصہ مین یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بہت کے اغوا سے ابراہیم خان ولد غازیخان
کو بے اجازت باپ کے مقتول کیا اور باپ کے خوف سے محمد بہت کے ہمراہ بھاگ کر بارہ مولہ مین گیا
اور علی شاہ اس کی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزردہ اور اُسکے تدارک کی فکر مین ہوا لوگون
نے یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کر کے اُسے طلب کیا اور محمد بہت کو جو اس فساد کا باعث
تھا قید کیا اور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین علیشاہ لشکر کشتوار کو کہ اسے کشتوار بھی کہتے ہین لیگیا اور اُس مقام کے
حاکم کی لڑکی اپنے پوتے یعقوب کے لیے لیکر صلح کی اور واپس شہر آیا اور سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین
علی شاہ جمال نگری کی سیر کے واسطے مع اہل وعیال روانہ ہوا اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ اولاد شاہ
زین العابدین سے جو گجرات مین رہتا تھا جس وقت کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گجرات کو لیا
اُس کے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف آیا اور وہان سے نوشہرہ پہونچا اور اُس کا چچیرا بھائی
سلیم خان جو وہان رہتا تھا مع جماعت اپنی اس سے ملحق ہوا علی شاہ نے ایک جماعت کثیر اور جم غفیر
لوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک نے جو راجوری مین رہتا تھا لوہر چک کی سرداری سے
صد کر کے اُسے قید کیا اور اُس کے لشکر کو لے کر حیدر خان کے پاس نوشہرہ مین آیا اور رہبات
کی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہے میرے ہمراہ بھیجو تو جا کر ولایت کشمیر کو تمہارے واسطے
فتح کرون حیدر خان اُس کی بات سے غرہ ہوا اسلام خان کو اُس کے ہمراہ بھیجا جب موضع حکیم
پور مین وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ غدر قتل کر کے سیدھا علی شاہ کے پاس
گیا اور مورد الطاف ہوا اور علی ماگری اور داؤ دگدار وغیرہ جنہون نے حیدر خان کی دولتخواہی کا
ارادہ کیا تھا محبوس ہوے اور سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری مین کشمیر مین قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک
کی شدت سے ہلاک ہوے اور سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی ہجری مین علی شاہ نے مسجد پر برآمد ہو کر علماء
اور صلحا سے صحبت کی اور کتاب مشکوٰۃ شریف اُس مجلس مین لاکر اُس حدیث کے موافق جو فضائل
مین وارد ہے توبہ کر کے غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن مین مشغول ہوا اور بعد فراغ
چوگان بازی کے واسطے سوار ہو کر بمیدان عیدگاہ چوگان بازی مین مصروف ہوا ناگاہ خانہ زین کا
اس زور سے اُسکے شکم پر لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہ ہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

جب علی شاہ فوت ہوا اُس کا بھائی ابدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُسکے

جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ آکر اپنے بھائی کو دفن کریں اور اگر مجھکو یہ شاہی منظور فرمادین فبہا والا تم حکومت کرو مین تمھاری
اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا جب انھون نے یہ پیغام یوسف کا ابدال چک کو پہونچایا
اُس نے جواب دیا کہ مین تمھارے کہنے سے اُس کی خدمت مین حاضر ہوکر ٹیکا خدمت کا کمر جان پر
باندھتا ہون اگر وہ مجھے کسی طور کی مضرت پہونچا دے گا اُس کا وبال تمھاری گردن پہ ہو گا سید مبارک خان
جو ابدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا بولا کہ مین یوسف کے پاس جاکر اُس سے عہد و پیمان لیتا ہون
یہ کہکر اُس کی مجلس سے برخاست کرکے یوسف شاہ کے پاس گیا اور نفسانیت سے یہ بات کہی کہ وہ
میرے کہنے سے نہین آتا تم پہلے اس کی تدبیر کرو بعد اس کے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر
اُس کے سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان
بھی اس معرکہ مین قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعون کے طریق مین دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجاے
اُس کے سریر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے بقصد فتنہ و
فساد وریاے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری روانہ ہوا اور محمد ماکری کہ ہراول اُس کا تھا
سبقت کرکے مع ساٹھ مرد اہل نبرد مخالفون کے مقابلہ مین گیا اور قتل ہوا اور یوسف شاہ امان خواہ
عطف عنان کرکے ہیرہ پور مین آیا اور سید مبارک خان یہ خبر سُنکر لشکر کو آراستہ کرکے بہ نیت جنگ
برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نہ لاکر موضع پرتھال کے جنگل مین پناہ لی اور سید مبارک خان
اُس کا پیچھا کرکے جنگ مین مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑون پر جو اس اطراف مین واقع تھے در آیا
اور سید مبارک خان مظفر و منصور ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور علی خان چک پسر نوروز چک کو کسی تقریب
سے بلاکر قید کیا اور گوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُس کے خوف سے ہراسان ہوکر پہلی مرتبہ
اُس کے پاس حاضر ہوئے اور آخر کو بابا خلیل اور سید برخوردار ان کے پاس جاکر عہد و پیمان کی شرط بجا لائے
اور چلہ چک سید مبارک خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بقدر رخصت حاصل کرکے اپنے مکانون پر
گئے اور رستہ مین یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکے اپنا شاہ کرین چنانچہ ایک قاصد جلد
یوسف شاہ کے پاس بھیجا یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی
سید مبارک خان یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ مین بھی اپنے بیٹون اور غلامون کو لیکر
یوسف شاہ کے پاس حاضر ہون بہ نیت کرکے علی خان چک ولد نوروز چک کو جو قید مین تھا ہمراہ لیکر
شہر سے برآمد ہوا اور دولت چک کہ اُس کے امرا سے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُس نے
مضطرب ہوکر علی خان چک کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ بابا خلیل کی خانقاہ مین داخل ہوا حیدر چک
نے علی خان چک سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے اور یوسف چک

ولد علی خان چک نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپے ہے علی خان نے اُس کے کہنے
عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جا کر اُس کے ہمراہ ہوا لوہر چک اور شل اُس کے سب ایک جا موجود
تھے جب علی خان چک کو دیکھا پکڑ کر قید کیا بعد اُسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بنا دیں
اس ما بین میں یوسف شاہ کالپور کی طرف پہونچا اور یہ خبر سُنی کہ کشمیریون نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہان
سے موضع ذاہل میں آنکر اپنے تمام آدمیون کو ہمراہ لیا اور جمو کے راستے سے سید یوسف خان مشہدی کے
پاس جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے امرائے کبار سے تھا استمداد کے واسطے لاہور میں آیا اور باتفاق اُسکے اور
راجہ مان سنگھ کے فتح پور سیکری میں آکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر میں تھا فرصت پا کر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ مان سنگھ
اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کی طرف روانہ کیا اور وہ دونون یوسف خان کے باتفاق سنہ ۹۸۷ نو سو ستاسی
ہجری میں فتح پور سے کشمیر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس وقت میں لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہو گیا تھا
یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بہ تعجیل تمام کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہان جا کر لوگون کو موافق
کرکے لوہر چک کی شاہی میں خلل ڈالے اور جب یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ میں پہونچا
سید یوسف خان مشہدی اور راجہ مان سنگھ کی کمک کا مقید نہو کر راجوری کی طرف گیا اور اُس مقام پر
منصرف ہو کر منزل تھنہ میں پہونچا اور لوہر چک نے اُس وقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے
مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری مع فوج بر آمد ہو کر یوسف شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا یوسف شاہ
قوی پشت ہو کر جھوبل کے راستے سے کہ وہ نہایت دشوار گذار ہے بطریق تاخت قلعہ سون پور میں
آیا لوہر چک حیدر چک اور شمس چک اور ہسی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آن کر
آب بہٹ کے کنارہ وارد ہوا اور چند روز کے بعد جنگ شدید وقوع میں آئی اور یوسف شاہ
فتحیاب ہوا اور بعد فتح کے سری نگر کی طرف متوجہ ہو کر کشمیر میں داخل ہوا اور لوہر چک
نے قاضی موسےٰ اور محمد سعادت بہت کے ذریعے سے آنکر یوسف شاہ سے ملاقات کی پہلی
ملاقات تو اچھی گزری آخر کو قید ہوا اور باغیون سے بھی ایک جماعت کثیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ
مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر تقسیم کی بیٹے شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے
فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیرین خوب دین اور باقی خالصہ کے واسطے مقرر کیا اور بعض امرا کے
کہنے سننے سے لوہر چک کی آنکھون میں میل کھینچی اور سنہ ۹۸۸ نو سو اٹھاسی ہجری میں یوسف شاہ نے
شمس چک اور علی شیر چک اور محمد سعادت بہت کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ لوگ باغی ہیں محبوس
قید کیا اور حبیب خان چک خوف سے موضع کیہتر کی طرف چلا گیا اور یوسف چک ولد علی خان چک جو یوسف شاہ
کی قید میں تھا مع چارون بھائیون کے زندان سے برآمد ہو کر حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور

مین جاکر ملحق ہوئے اور وہان سے تبت کے راجہ کے پاس کہ جس کا نام ر وعلی تھا جاکر اُس سے کمک
لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو حدود کشمیر مین پہونچے اور بسبب اختلاف کے کہ درمیان اُن کے واقع
ہوا کچھ نہ بن پڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی یوسف ولد علی خان چک اور
محمد خان کو پکڑ لائے اور اُن کے کان اور ناک کاٹے اور حبیب خان چک شہر مین پوشیدہ ہوا اور
سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے کابل سے مراجعت فرماکر جلال آباد مین نزول
اجلال اور علول اقبال فرمایا اور میرزا طاہر خویش میرزا سید خان شہیدی اور محمد صالح عاقل کو برسم
ایلچی گری کشمیر مین بھیجا اور جب یہ بارہ مولہ مین پہونچے یوسف شاہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا
اور فرمان کو بوسہ دے کر سر پر رکھکر تسلیمات بجالایا اور ایلچیون کو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوا
اور اپنے فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو باتحف وہدایائے بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت
مین روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا اس کے بعد باتفاق شیخ یعقوب
کشمیری کے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین یوسف شاہ لار کی سیر کو راہی ہوا اور
شمس چک مع زنجیر قیدخانہ سے بھاگ کر کہتوار مین گیا اور وہان حیدر چک سے پیوستہ ہوا یوسف شاہ
نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہوکر بھاگے اور یوسف شاہ نے مظفر اور منصور ہوکر
سری نگر کی طرف معاودت کی اور سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین حیدر چک اور شمس چک کہتوار سے
بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوے یوسف شاہ اُن کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور اپنے بیٹے
یعقوب کو ہراول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہوکر سری نگر مین مراجعت کی اور راے کہتوار کے وسیلے سے
شمس چک کی خطا معاف کرکے اُس کے واسطے جاگیر مقرر کی حیدر چک وہان سے برآمد ہوکر راجہ مان سنگھ
کے پاس گیا اور سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین یعقوب ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص
کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آنحضرت فتح پور
سے لاہور مین پہونچے یعقوب نے اپنے باپ یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر مین آنے کا ہے
یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری کی لیکن اُنھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم رسالت
بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹھہ مین پہونچا ہی یوسف شاہ ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی زیب بدن
کرکے ارادہ مصمم کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر بادشاہ کو دیکھون اس درمیان مین بابا خلیل اور بابا مہدی
اور شمس دولی نے متفق ہوکر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ کے پاس جاؤگے ہم تجھے
قتل کرکے تیرے فرزند یعقوب کو جو اسی عرصہ مین لاہور سے کشمیر مین آیا ہی سریر شاہی پر متمکن کرینگے
اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق مین ڈالکر بادشاہ کے ایلچیون کو رخصت کیا لیکن
جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر مین بجد تھا اس امر کا بہانہ کرکے شاہرخ میرزا اور شاہ قلی خان اور

راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر بارہ مولہ مین لشکرگاہ
کیا اور جب خبر پہونچی کہ عساکر منصورہ پکھولباس سرحد کشمیر تک آگئے ہین سدراہ ہوکر اُس کی آمد کا رستہ
بند کیا اور اُس کے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا راہ مسدود ہوئی پیغام صلح
درمیان مین آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجاے اپنے نصب کر کے اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگوانداس
سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کر کے صلح کی اور امراے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُسے
ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین لے گئے لیکن بادشاہ کو صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امرا سنہ ۹۹۵
ہجری مین بہ نیت جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستون کو مسدود کر کے
شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فروکش ہوا سردار کشمیر کے جو فساد پر آمادہ ہوکر شاہ کشمیر کی اطاعت سے
منحرف تھے اُس وقت مین یعقوب شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد قاسم خان کے شریک ہوے اور بعضون
نے شہر سری نگر مین نشان مخالفت کا بلند کیا یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم
جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبرشاہی میدان صاف دیکھکر کشمیر مین داخل ہوئی یعقوب شاہ
پہاڑون پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنون پر عامل مقرر
کیے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد جمعیت بہم پہونچا کر محمد قاسم خان میر بحر سے ہم مصاف ہوا
اور باوجود اسکے کہ مغل بہت مارے گئے اُس پر بھی یعقوب شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور تھوڑے
دنون کے بعد جمعیت کر کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی
نہ لاکر قلعہ ارک مین قلعہ بند ہوا اور عرضداشت بحضور شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید
یوسف خان مشہدی کو حاکم کشمیر کر کے محمد قاسم خان میر بحر کو حضور مین طلب کیا اور سید یوسف خان
مشہدی جب کشمیر مین پہونچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے محاصرہ سے دستکش ہوکر پہاڑون مین
در آیا اور یوسف خان مشہدی نے دو برس اُس کا پیچھا کیا اور جس طور سے ممکن ہوا اُسے دلاسا کر کے
بادشاہ کی ملازمت مین بھیجا الغرض یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دونون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کے سلک امرا مین منسلک ہوئے اور ولایت بہار جاگیر پائی اس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان
دہلی کے قبضۂ اقتدار مین آئی اور قبل اس سے مدت ہزار سال تک خطۂ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ
نے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا
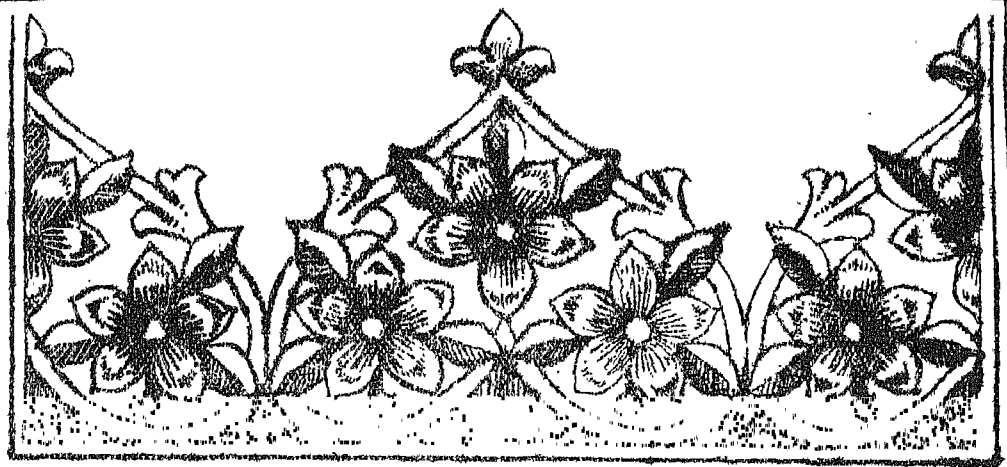
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار مین کہ بصفت اسلام متصف ہوئے اور اس ملک مین اسلام ظاہر ہونے کی عجیب کیفیت کا بیان

واقفان احوال پر واضح ولائح ہو کہ واقعات ملوک ملیبار کسی تواریخ سے میری نظر مین نہین گذرے اسواسطے مؤلف کتاب محمد قاسم فرشتہ کوائف مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کرکے گذارش پرداز ہے کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہے اور بسبب قرب جوار پیش از واقعہ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہوکر تحف و نفائس بھیجکر اپنی مملکت کی محافظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصاریٰ کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اس ملک مین آمد و شد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور انکے درمیان مین منافع دنیوی کے سبب الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود و نصاریٰ نے ولایت ملیبار کے شہرون مین سکونت اختیار کرکے کوٹھیان اور دکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دوسو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب و عجم کے لباس فقر و درویشی مین بنادر عرب سے کشتی پر سوار ہوکر حضرت بابا آدم کے قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت سے سراندیپ کی طرف کہ جسکو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور حسب اتفاق وہ کشتی ہوا کے مخالف سے ملیبار کی طرف جا پڑی اہل کشتی شہر کدنکلور مین وارد ہوئے اور وہان کا حاکم سمی ساموری تھا اور وہ زیور عقل و

دانش سے آراستہ اور اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا اُنکی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر اُدھر کا تذکرہ
کرکے اُن کے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام اور ہمارے
پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین سامری نے جواب دیا جن نے گروہ یہود اور نصاریٰ
اور ہنود سے جو تمھارے دین کے مخالف اور جہان کے سیاح ہین اُن کی زبانی سُنا ہی کہ یہ دین بلاد
عرب و عجم و ترک مین مروج ہی لیکن مجھے مسلمانون کی صحبت میسر نہوئی اب امیدوار ہون کہ آپ
سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات بیان فرمائین ایک اُن فقرا مین سے
جو علم و صلاح کی صفات سے موصوف تھا اُس نے آغاز کلام کرکے اس قدر حالات اور معجزات آنحضرت
کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل مین حضرت رسالت پناہ کی محبت جوش زن ہوئی اور جب اُس نے
معجزہ شق القمر کا سُنا بولا اے قوم یہ معجزہ بہت قوی ہے اگر حق اور صدق ہے اور سحر نہ تھا
تو جمیع بلاد قریب و بعید کے آدمیون نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا اور ہمارے ملک کا یہ دستور ہی کہ
جس وقت کوئی قضیۂ بزرگ واقع ہوتا ہی ارباب قلم اُسے دفترون مین قلمبند کرتے ہین اور ہمارے
باپ اور دادا کا دفتر موجود ہی اُسے دیکھکر تمھارے زر صدق کو محک امتحان پر جانچتا ہون پھر اہل دفتر
کو بلاکر فرمایا کہ تم اسی زمانہ کا (یعنی یہ معجزہ جس زمانہ مین واقع ہوا تھا) کھولا شق القمر کا حال
دیکھو جب وہ دیکھا گیا اُس مقام مین لکھا تھا کہ فلان تاریخ مین دیکھا گیا کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر
پھر پیوستہ ہوا یہ سنتے ہی حقیقت دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامری پر ظاہر ہوئی
اور نور ایمان اُس کے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم زبان پر جاری کیا اور باعتقاد تمام مسلمان ہوا چونکہ اپنی قوم کے رئیسون سے ڈرتا تھا
اُسکو مخفی رکھا اور مسلمانون کو بھی اُس کے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانون سے بانعام و احسان فراوان
پیش آیا اور اُن سے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام کے قدمگاہ کی زیارت کرکے
پھر اس طرف رونق افزا ہوجیے گا فقراے باصفا رخصت ہوکر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اور
عرصہ قلیل مین اُس کی التماس کے موافق بلدۂ کدنگلور مین معاودت کی اور سامری اُن کی تشریف آوری
سے نہایت محظوظ اور مسرور رہا اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ملازم سفر
مکہ مدینہ ہوا لیکن چونکہ علانیہ حج کا مرتکب نہو سکتا تھا لہذا اس مقدمہ مین یہ تدبیر اندیشہ کی یعنی
مسلمانون کو زر و مال فراوان دے کر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے جہاز کے استحکام مین کوشش کرو
اور بعدہ آب و طعام اور ما یحتاج ضروری کثرت سے اُس پر بار کرکے جمیع لوازم سفر دریا خوب ترین
وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہوچکا اُس وقت ارکان دولت اور سرداران قبیلہ کو اپنے
پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت الٰہی کا شوق غالب ہوا ہی چاہتا ہون کہ خلائق کی صحبت سے چند روز

خلوت مین بیٹھکر اپنے خالق کی یاد مین بسر کرون اور ان دنون مین تم میری ملاقات سے متعذر رہوگے
اور ایک دستور العمل اپنے خط خاص سے لکھکر تمھین سپرد کرتا ہون تم جمیع مہمات شاہی کو موافق اُسکے
انجام دینا میرے پاس عرض نکرکے محتاج نرہنا القصہ بعد گفتگوے دراز سبھون نے عہد وپیمان
کرکے یہ اقرار کیا کہ ہم آپکے فرمان سے تجاوز نکرینگے پھر سامری نے بخط ملیباری ایک
دستور العمل لکھکر جمیع ممالک ملیبار کے امرا اور متعہدین پر تقسیم کیے اور یہ فرمایا کہ اس دستور العمل پر
بطناً بعد بطن کاربند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نکرنا اور اگر حکام کے درمیان مین
کسی طرح کی خصومت بہم پہونچے انتقام کے واسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نکرنا اور لشکر
اور اخوان کی خونریزی نہو اور ولایت مین تصرف بیجا نکرنا اور شاہ کے قتل کرنے بلکہ مقتول ہونے
سے پرحذر رہنا اور اگر احیاناً کسی معرکہ مین شاہ قتل ہووے اور اُس کا لشکر ہجوم کرے اُس دشمن
کو مع جمیع افواج قتل کرو اور جبتک اُس کی سلطنت کو خراب اور برباد نکرچکو آرام نلو غرضکہ ہنگام
تحریر اس کتاب سے اس تاریخ تک کہ سنہ ۱۰۱۵ ایک ہزار پندرہ ہجری مین ملیباری بادشاہ کے
مقتول ہونے سے بہت ڈرتے ہین اور باوجود قدرت کے ممالک غنیم پر متصرف نہین ہوتے ہین
یہ قاعدہ مخصوص اُس ملک کا ہے اور منقول ہے کہ جب سامری نے تمام ممالک تقسیم کی ایک امیر کہ
غائب تھا حاضر ہوا سامری نے متفکر ہوکر اپنی تلوار اُسے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اس شمشیر کے زور سے
جسقدر ولایت خارج ملیبار فتح کرے اُسکا تو مالک و مختار ہے اور تیری اولاد بھی اُسی پر اکتفا کرے اور
بعد میرے تیرا اور تیری اولاد کا سامری نام رکھین غرض سامری نے بعد فراغ وصیت لوگون سے یہ بات
کہی کہ مین فلان مقام مین عبادت کے واسطے قیام کرتا ہون لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس
آمد و شد نکرے اور رات کے وقت مسلمانون کے ہمراہ کہ سرگروہ اُن کا مالک بن حبیب تھا جہاز پر سوار ہوکر
مکہ کی طرف روانہ ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد خانقہ مذکور مین آئے جب سامری کو نہ دیکھا سب متفق اللفظ
والمعنی ہوکر بولے کہ سامری نے آسمان پر عروج کیا ہے اور پھر نزول کریگا اس سبب سے کفار ملیبار ایک
شب کو جس رات وہ غائب ہوا تھا سامری کے موضع غیبت مین جشن کرتے ہین اور ایک ظرف مین پانی
اور ایک جوڑی کھڑاؤن کی وہان رکھتے ہین کہ اگر سامری آسمان سے اُترے اُسکے واسطے پانی اور کھڑاؤن
کی جوڑی حاضر رہے اور سامری باثناے [illegible] یہ مین پہونچا ایک شبانہ روز وہان قیام
کیا اُسکے بعد طے مسافت کرکے بندر شحر مین پہونچا ناگاہ مرض الموت مین مبتلا ہوکر صاحب فراش ہوا
اس صورت مین مالک بن حبیب اور تمام رفقاے جہاز کو حاضر کرکے فرمایا کہ تمام خواہش اور ارادہ
ہمارا یہ ہے کہ دین نبوی ملیبار مین رونق اور رواج پیدا کرے شرط رفاقت اور مروت اس امر کی مقتضی ہے
کہ جمعیت اسلام منظور رہے اور ملحوظ رکھکر سفر دریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کرو تم اور باقی مسلمان بہم پہنچاتے

عبور کرکے اُس ملک مین جاؤ اور کسی تدبیر سے اُس حدود مین مکان رہنے کو تیار کرو اُسکے بعد باہستگی تمام
وہان کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر راغب ہوکر بسر حلقۂ اسلام مین لاوینگے
اُنھون نے ساموری کو دعاے خیر دیکر یہ بات کہی کہ ہم بہتیرے بغیر اس ملک مین نجا سکینگے کسواسطے کہ کفار
ملیبار اور یہود و نصاریٰ ہمارے دین کے دشمن ہین اور نہایت عداوت رکھتے ہین کسیطور ہمارے آنیکے
روادار نہونگے کہ ہم اس ولایت مین قدم رکھین توطن اختیار کرنا امر دشوار ہے ساموری نے سر گریبان تفکر مین
جھکایا پھر ایک فرمان اپنے ہاتھ سے امرا اور اقربا کے نام اس مضمون کا لکھا کہ یہ نوشتہ ہے ساموری کی طرف
سے کہ جسنے معبود انس و جان اور خالق زمین و آسمان کے حکم سے تمہاری جدائی اختیار کی ہے لیکن عنقریب
تمھین میری ملاقات خوب ترین وجہ سے روزی ہوگی چاہیے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر جانکر دستور العمل سے تجاوز
جائز نرکھو اور دونون جہان کی بہتری اور خوبی اسی پر منحصر جانو اور اس وقت مین سالک طریق سداد مالک مین
حبیب اور ایک گروہ خدا پرستون سے فلان فلان آدمی کہ سلیم النفس اور نیک اندیش اور نیک اعتقاد ہین اور
اُن سے شرارت اور بدنفسی متصور نہین ہے بسیر و تجارت اس حدود مین متوجہ ہوتے ہین اُن کے حالات
مین نے بخوبی دریافت کرکے اُنکی سفارش واجب جانکر تحریر کی لازم کہ تم لوگ اُس گروہ حق پژوہ کے
قدوم خیر لزوم کو نعمت عظمیٰ شمار کرکے بہ تعظیم و تکریم پیش آؤ اور شرائط مہمانداری بجالاکر جمیع امور مین اُنکی اعانت
اور امداد کو سعادت دارین کی بہتری مدنظر رکھو اور اُنکو اور گروہ سے جو اس مین کار و بار کرتے ہین ممتاز جانو اور اچھے
سلوک مین اسقدر مبالغہ کرو کہ اُن لوگون کو یہان کی آمد و شد مین رغبت تمام ہو بلکہ اُن لوگون سے اچھے
سلوک سے پیش آؤ کہ سبکو اس طرف رہنے کی ہوس ہو اور مکانات اور باغات اور مساجد وہان تعمیر کرین
اور خبردار کوئی مردم بومی یا کوئی مسافر کہ مراد یہود و نصاریٰ سے ہے اُن کا متعرض نہووے ساموری نے
یہ فرمان مسلمانون کے سپرد کرکے فرمایا کہ میرے مرنے اور جہاز کے سوار ہونے کی خبر تمام آدمیون سے
پوشیدہ رکھنا اور فرمان حاکم کدنکلور کے پاس لیجانا کہ وہ تمہارے حسب دلخواہ سلوک کریگا
پھر ساموری نے اپنا ساز و سامان جو کچھ اُس کے پاس تھا مسلمانون پر تقسیم کیا اور اُسی دن جوار رحمت
حق مین داخل ہوکر بندر شحر مین مدفون ہوا لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ ساموری نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مین اپنے ملک مین چاند کا دو ٹکڑے ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس
امر کی تحقیق کے واسطے آدمی معتمد اطراف و اکناف مین بھیجے جب اس کو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ
نے دعوے نبوت کرکے شق القمر کو جملہ معجزات سے کیا ہے اسواسطے ساموری جہاز پر سوار ہوکر حجاز کی
طرف گیا اور آنحضرت نبوی کی ملازمت سے مشرف ہوکر مسلمان ہوا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے بھی
خدا نے اُسے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت مراجعت وطن حاصل کرکے جب مع ایک جماعت
اہل اسلام شہر ظفار مین پہونچا مرض موت مین گرفتار ہوکر فوت ہوا اور اب تک قبر اُسکی اُس شہر مین ہے

اور لوگ اُس کی زیارت کو جاتے اور چوپایے برکت ہوتے ہیں بہرتقدیر ایک جماعت مسلمانون نے کہ اُسکے ہمراہ تھی جیسے شرف بن مالک اور اُس کا مادری بھائی اور مالک بن دینار اور اُسکا بھتیجا مالک بن حبیب بن دینار اُسکی وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کی طرف جا کر نوشتہ سامری کا حاکم کدنکلور کے پاس پہونچایا جب اُس نے خط سامری کا پہچانا محظوظ ہوا اور پوچھا سامری کہان ہی اور کس واسطے تمہارے ہمراہ یہان سے گیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہین کیا ہی اور ہم اس ماجرے سے واقف نہین جسوقت کہ ہم دریاے شجر کے جہاز پر سوار ہوتے تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہم نے اُس سے ترک وطن کا سبب پوچھا اُس نے ہمین کچھ جواب نہ دیا اور جب اُس نے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ رکھتے ہین یہ چند کلمہ ہمین لکھ دیے کہ تم حاکم کدنکلور کو پہونچا نا ہم بلا توقف اس طرف روانہ ہوئے ہمین خبر نہین کہ وہ کہان گیا چونکہ ملیباریون کا عقیدہ تھا کہ سامری زندہ ہی اور آسمان پر عروج کیا ہی سمجھے کہ وہ کسی مہم کے واسطے آسمان سے بندر شجر مین نازل ہوا اور یہ نوشتہ اس جماعت کے ہاتھ ہمارے پاس بھیجکر پھر آسمان پر صعود کر گیا جب یہ فرمان اُن کے ہاتھ آیا قبلہ کدنکلور اور تمام شہر ملیبار مین لوگون نے خوشی کی رسمین ظہور مین پہونچائین اور حاکم کدنکلور نے مہمانون کو مکان عالی شان مین اُتارا اور اپنے ملک کے آئین کے موافق مراسم ضیافت اور قواعد تکریم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا بیت کرم ورزید و مہمان را نکو داشت چنین دارند مہمان را گرامی داشت ہو اور بعد فراغ لوازم ضیافت اُس جماعت کے مقاصد اور مطالب پوچھکر تمام ملیبار کے باشندون اور حکام کو نامے لکھے کہ مالک بن حبیب اور اُس کے رفقا کو اس ملک کی فضا اور ہوا خوش آئی اس لیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو عطر بیز اور عنبر آمیز کیا ہی جس شہر اور قصبہ اور موضع مین کہ نزول فرماوین اور رغبت توطن یعنی رہنے کی رکھتے ہون مقام خوب اور خوب مساجد اور منازل اور باغات کے واسطے سامری کے فرمان کے موافق اُنکے تفویض کرو اور اُن کی خدمات شائستہ سے اپنے تئین معاف نہ رکھکر سامری کے لطف عمیم کے منتظر اور متوقع رہو خلاصہ یہ کہ مالک نے مع اپنے ہمراہیون کے پہلے شہر کدنکلور مین مسجد بنا کر مکانون اور باغون کی بنا ڈال کر بعضون کو وہان فرو کش کیا بعد اسکے مالک اپنے اہل و عیال کو لیکر ولایت ملیبار کی سیر کو گیا اور کولم مین کہ نام ایک شہر یا موضع کا ہی جا کر مسجد اور باغ اور مکان تعمیر کر کے اپنے اہل و عیال کو اُس مقام مین نگاہ رکھا اس کے بعد پہلے مارا وہے کی سمت گیا وہان بھی مسجد تعمیر کر کے اور مواضع مثل جرفتن اور ورقنین اور کدریہ اور جالیات اور فاکنور اور منکلور اور کانجر کوٹ کی طرف روانہ ہوا اور ہر ایک بلاد مین مسجد مین تعمیر کر کے مسلمانون کو اُن مواضع مین آباد کیا اور نماز اور روزہ اور اذان خانہ کی وصیت کی اور چونکہ مسلمان ملیبار کے اکثر شافعی مذہب ہین قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سامری اور مالک بن حبیب اور جو صاحب کہ اُن کے ہمراہ آئے تھے شافعی مذہب رکھتے تھے واللہ اعلم بالصواب [illegible]

رفتہ رفتہ اُس ملک مین مسلمانون کی آمد و شد سے مسلمانون کی نہایت کثرت ہوئی اور بہت بادشاہ
ملیبار کے حلقۂ اسلام مین داخل ہوے راجہ بندر کووہ اور وابل اور جیول وغیرہ نے بطریق حکام
ملیبار اُن مسلمانون کو جو عربستان سے آئے تھے سواحل دریا پر رہنے کو جگہ دی اور اُنھین ساتھ
نوابت یعنی خداوند کے مخاطب کیا اس سبب سے یہود اور نصاریٰ کے سینہ مین حسد کی آگ روشن
ہوئی مسلمانون کی عداوت پر کمر باندھی لیکن جب ممالک دکن اور گجرات کو دہلی کے بادشاہون نے
فتح کرکے زیر نگین کیا اسلام نے دکن کی طرف قوت پکڑی پھر مخالف سکوت اختیار کرکے
دشمنی اظہار نہ کر سکتے تھے یہانتک کہ جب سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری ہوئی شاہان دکن کی سلطنت مین ضعف اور
خلل ظاہر ہوا اُس وقت مین فرنگی شاہ پرتگال کی طرف سے بحر ہند کے سواحل پر قلعون کی تیاری کیواسطے
امور ہوئے اور سنہ ۹۰۴ نوسوچار ہجری مین چار جہاز نصاریٰ کے پرتگال سے بندر فندریہ کی طرف روانہ ہوے
اور کالیکوٹ مین آئے اور اُس ملک کی تمام حقیقت دریافت کرکے اپنے ملک کی سمت مراجعت کی اور
دوسرے سال پرتگال سے چھ جہاز کالیکوٹ مین آئے اور اس مرتبہ فرنگیون نے ملیباریون سے یہ بات کہی کہ
مسلمانون کو عرب جانے کے سفر سے روکو کہ ہماری ذات سے تمھین نفع اُنسے زیادہ تر ہوگا اور باوجود اسکے سامری نے یہ امر
قبول نہ کیا نصاریٰ مسلمانون پر داد و ستد کے معاملات مین سختی کرتے تھے اور سامری یہ خبر سُنکر طیش مین آیا اور نصاریٰ
کے قتل کا حکم عام نافذ فرمایا اس صورت مین ملیباریون نے مال و اسباب اُنکا لوٹا اور ستر فرنگی نامی اور معتبر
قتل کیے اور بقیۃ السیف جو تاجر اور اُنکے ملازم تھے جہاز پر سوار ہوکر کوچے کی طرف راہی ہوے وہان کا حاکم جو
سامری سے عداوت اور منازعت رکھتا تھا اُنھین اپنے شہر مین پناہ دیکر یہ اجازت دی کہ تم بلدہ کوچے کے قریب
اپنے رہنے کے واسطے ایک قلعہ بناؤ فرنگی یہ امر خدا سے چاہتے تھے تھوڑے عرصہ قلیل مین ایک قلعہ مختصر تیار کیا اور ایک
مسجد کہ دریا کے ساحل پر واقع تھی اُسے مسمار کرکے گرجا تیار کیا اور یہ وہ قلعہ ہے کہ فرنگیون نے اول
دیار ہند مین بنایا ہے اور اُنھین دنون مین بندر کنور کے اہالی نے فرنگیون سے روش موافقت کی اختیار کی اور
فرنگیون نے اس مقام مین ایک قلعہ احداث کیا اور باطمینان تمام مرچ اور سونٹھ کی تجارت مین مشغول ہوے
لیکن دوسرون کو اُس تجارت سے ممانعت کرتے تھے اور سامری کو یہ وضع اُنکی نہایت ناپسند آئی اور غضبناک ہوکر
فوج کشی کی اور کوچے کے تین بادشاہون کو قتل کرکے اور ولایت کو تاراج کرکے سالمًا غانمًا پلٹ آیا اسکے
بعد شاہان مقتول کے وارثون نے علم شاہی بلند کیا اور جمعیت بہم پہونچاکر ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیون
کی فہمایش سے جہاز روانہ کیے اور کنور کے حاکم نے بھی یہی روش اختیار کی یعنی جہازون کو متفرق کیا سامری کا شقہ
اخبار سُنکر ایک حصہ سے ہزار حصہ ہوا اور تمام خزانہ سامان جنگ اور مصارف سپاہ مین صرف کرکے دو تین مرتبہ کوچے
کی سمت گیا اور چونکہ فرنگی ہر مرتبہ اُنکی کمک کرتے تھے کوچے پر تصرف نہ ہوا اور شکست کھاکر مراجعت کی اور ایلچی
سلاطین مصر اور جدہ اور دکن اور گجرات کی طرف بھیجکر پیغام دیا کہ فرنگیون نے ہمارے ملک موروثی پر دست تعدی

حد سے زیادہ دراز کیا ہو اگرچہ یہ امر ہمین چندان دشوار اور شاق نہین گذرتا لیکن چونکہ وہ لوگ اس ملک کے
مسلمانون کو رنج اور الم پہونچاتے ہین ہمین بہت ناگوار خاطر ہو باوصف اس کے کہ مین دین ہنود مین ہون
یہان مین مسلمانون کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر فرض جانکر خزینہ اور دفینہ اس کام مین صرف کرتا ہون اور
اس بارہ مین کسی طرح کی تقصیر روا نہین رکھتا ہون لیکن چونکہ حاکم پرتگال کا خزانہ وافر اور فوج متکاثر رکھتا ہو
ہمیشہ جہاز جنگی مع افواج بیشمار اس طرف بھیجتا ہو اور آدمیون کے مقتول ہونے سے اس کی قوت کم نہین ہوتی
ہو اس سبب سے مین شاہان اسلام کی مدد کا محتاج ہوا ہون اگر آنحضرت دین محمدی کے اعدا کی مقہوری پیش نہاد
ہمت والانہمت کرکے اپنے ممالک محروسہ سے جہاز مع شجاعان جرار و ہمتنان کارگزار کفار فرنگ کی
جہاد کے واسطے اس طرف روانہ فرمادین تحقیق بروز قیامت حضرت سرور کائنات کے روبرو مجاہدون اور
غازیون کے سلک مین منتظم ہو کر سر بلند ہونگے سلطان مصر قانصور غوری نے یہ درخواست قبول
کی اور غزا اور جہاد کے واسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ ۱۳ غراب کہ مراد جہاز جنگی سے ہو مملو از افواج
جنگی اور سامان کارزار ساحل ہند کی طرف روانہ کیے اور شاہ محمود گجراتی اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے بھی
بندر دیو اور سورت اور کودہ اور دابل اور جیول سے اہل فرنگ کی غزا کے واسطے جہاز نہایت مضبوط
تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیو مین آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات بندر جیول کی سمت کہ
جہان فرنگیون نے لام باندھا تھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز ساحری کے اور چند غراب والی کودہ اور
دابل نے ساتھ ان کے پیوستہ ہو کر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیون سے بھرا ہوا تھا دستیاب
کر کے ساتھ ان کے لوازم جہاد پیش ہونچا یا یعنی انھین علف تیغ خون آشام کر کے بندر دیو کی جانب معاودت
کی لیکن اہل فرنگ بھی تھا لفون کو غافل سمجھکر بجرأت تمام تر آن واحد مین تعاقب کرتان اس مقام مین
آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین نے ناچار اُن کی جنگ مین مبادرت کی لیکن اُن سے
کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے اہل فرنگ نے مسلمانون کو شربت شہادت
چکھا کر فردوس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لے کر مظفر اور منصور اپنے بنادر کا راستہ لیا اور اسی
سنوات مین جب سلیم سلطان خواند کار روم سلاطین غوریہ مصر پر غالب آیا سلطنت اس گروہ کی بے سر
ہوگئی ساحری کہ اس کام کا سرگروہ تھا بیدل ہوا فرنگیون نے تسلط پایا اور ساحری کی غیبت مین کہ وہان
موجود نہ تھا رمضان کے مہینے سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کالیکوٹ مین آئے اور مسجد جامع جو خانۂ خدا
تھی آگ سے دیکر خاک سیاہ کیا اور دست نہب و غارت دراز کر کے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے
دن ملیباری کا ہجوم کر کے جماعت نصاری کے سر پر تلوارین میان سے لیکر جا پڑے اور اہل فرنگ کے
پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کر کے بہتون کو پانی مین غرق کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر جہازون مین پناہ
لی اور وہان کے زمینداروں کو موافق کر کے شہر سے آدھ کوس پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل

فرنگ نے جمعیت بہم پہونچا کر اُسی سال جیسا کہ مذکور ہوا قلعہ بندر گووہ کو یوسف عادل شاہ کے متعلقون کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادل شاہ کے اُسی عرصہ مین پھر بندر گووہ پر بزور شمشیر فرنگیون کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون نے چند روز کے بعد وہان کے حاکم کو زر خطیر دے کر فریفتہ کیا اور پھر اُسپر متصرف ہوئے اور بنادر ہندوستان مین اپنا حاکم بٹھا کر قلعہ کی مرمت اور استحکام مین کوشش کی اور وہ ایسا قلعہ ہے کہ جسکی تعریف مین کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہے شعر

بری از فتنہ ہمچون طبع عاقل	مصون از رخنہ چون گردون والا

القصہ ساموری باوجود کفر کے جوہر غیرت دار تھا اُس سانحہ کے مشاہدہ سے نہایت غمگین ہوا اور اسی صدمہ مین بیمار ہو کر سنہ ۹۲۱ھ نو سو اکیس مین اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اُس کا بھائی قائم مقام ہوا اُس نے جنگ سے پہلو تہی کر کے فرنگیون سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب فرنگیون کو اس شرط اور قول پر قلعہ جدید بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور سونٹھ کے بنادر عرب مین بھیجتے رہین فرنگیون نے اول اپنے عہد و پیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سے مسلمانون کو مانع ہوئے اور اُس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی حد سے زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو کدنکلور مین تھا وہ بھی ساموری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کر کے اہالی اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتون کو شربت شہادت چکھایا آخر کو ساموری اپنے فعل سے نادم اور پشیمان ہوا پہلے یہود کے تدارک کو کدنکلور کی طرف افواج لے کر گیا اور یہودیون کے قتل و قمع مین ایسی کوشش کی کہ اُس جماعت سے اُس ملک مین ایک نشان باقی نرکھا بعد اُسکے باتفاق جمیع غازیان ملیبار کالیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل فرنگ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جمیلہ اور ترددات رستمانہ سے اہل فرنگ کو مغلوب کر کے قلعہ کو فتح کیا اور یہ امر ملیباریون کی قوت اور شوکت کا باعث ہوا اور جہازون کو بلا اجازت فرنگیون کے سونٹھ اور مرچ وغیرہ سے مملو کر کے بنادر عرب مین روانہ کیا اور اہل فرنگ نے سنہ ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری مین چالیات کے قریب مین جو کالیکوٹ سے پانچ کوس ہے قلعہ تیار کر کے ملیبار کے جہازون کی روانگی دشوار کی اور اسی طرح سے اہل فرنگ نے اُنھین سنوات مین برہان نظام شاہ بحری کے عہد مین قلعہ ریکدندہ بندر جیول کے قریب احداث کر کے اس مقام مین توطن کیا اور سنہ ۹۴۱ھ نو سو اکتالیس ہجری مین بندر دیو سے اور دمن اور بندر دیو پر جو شاہان گجرات کے متعلق تھے اُس تفصیل سے کہ پیشتر اپنے مقام مین تحریر ہوا بہادر شاہ گجراتی کے عہد مین قابض اور دخیل ہوئے اور سنہ ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس ہجری مین کدنکلور مین بھی قلعہ احداث کر کے کمال استقلال اور غلبہ بہم پہونچایا اور اُس وقت مین سلطان سلیمان بن سلطان سلیم رومی نے داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو بنادر ہند سے برآوردہ کر کے اُس مقام پر خود متصرف ہوئے چنانچہ سنہ ۹۴۴ھ نو سو چوالیس ہجری مین اپنے وزیر سلیمان پاشا کو مع سو غراب جنگی پہلے بندر عدن کی طرف

بھیجا تو اول اُس کو کہ ہمراہ ہی مفتوح اور مسخر کرے اُس کے بعد بنادر ہند کی طرف روانہ ہوے سلیمان پاشا
نے سنہ مذکور مین بندر عدن کو شیخ غازی بن شیخ داؤد سے لیکر اُسے قتل کیا بعدہ بندر دیو کی طرف
روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بنیاد جنگ قائم کی قریب تھا کہ اُسے بھی فتح کرے لیکن قلت اذوقہ اور خزانہ
کے صرف ہوجانے سے یہ امر تعویق مین پڑا اور ناچار ہوکر روم کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی
ہجری مین نصاری بندر ہرموز اور مسکت اور سقوطرہ اور بلوہ اور میلاپور اور ناگ پٹن اور منگلور اور
سیلان اور بنگالہ سے حد چین تک مسلط ہوئے اور اُن مقامون مین قلعہ تیار کیے اُن قلعون مین سے
سلطان علی آچی نے قلعۂ سقوطرہ کو فتح کیا اور حاکم سیلان نے اہل فرنگ کو مغلوب کرکے اپنی مملکت
سے ان کا صدمہ دور کیا اور سامری حاکم کالیکوٹ کو کہتے ہین کہ وہ اس شخص کی نسل سے ہے کہ جسکو
سامری کلان نے تلوار بخشی تھی اہل فرنگ کے تسلط سے بہ تنگ آنکر اُس نے ایلچی عادل شاہ اور
مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر ان کو اہل فرنگ کی جنگ اور اپنے ممالک سے مدافعہ کی تحریص
اور ترغیب کی پھر سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین سامری نے قلعہ عالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ
بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکدندہ اور بندر گووہ کی تسخیر مین مصروف ہوئے سامری نے بزور بازوے
شجاعت قلعہ عالیات کو فتح کیا لیکن مرتضیٰ نظام شاہ اور علی عادل شاہ سے جیسا کہ اپنے مقام
مین مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سے کچھ نہ بن پڑا ناکام ہوکر مراجعت کی اور اہل فرنگ نے
مسلمانون کی ایذارسانی پر کمر باندھی اور بعضے جہاز جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جو اہل فرنگ کی
بلا اجازت مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت بندر جدہ مین غارت کرکے مسلمانون
کی اہانت اور آبروریزی بہت کی اور بندر عالی آباد قرائین جو علی عادل شاہ سے تعلق رکھتا تھا آگ
لگاکر ویران کیا اور بندر دابل مین بطریق تجارت آنکر چاہتے تھے کہ مکر و غدر سے اُس پر بھی متصرف
ہووین وہان کے حاکم خواجہ علی المخاطب بملک التجار شیرازی نے واقف ہوکر ڈیڑھ سو آدمی معتبر
اہل فرنگ کے قتل کیے اور اس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب اور عجم کے جہاز پر لوگون کا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی
اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان و مال کی
ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُس کے امرا مثل مرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان وغیرہ اہل فرنگ
سے قول لیکر جہاز مع سواری بنادر کی طرف بھیجتے تھے اور سنہ ۹۱۹ نوسو انیس ہجری مین نورالدین محمد جہانگیر
بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیون کو جو پرتگال کے فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے
اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے برخلاف فرنگیون پرتگال کے ولایت سورت مین کہ وہ بھی
ممالک گجرات سے ہے رہنے کو جگہ دی اور یہ مقام پہلا ہے کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان مین سکونت

اختیار کی تھی اور اُن کے اعتقاد دیگر فرنگیون کے خلاف ہین کہتے ہین کہ عیسیٰؑ بندہ اور رسول خدا
ہے اور حضرت جل شانہ ایک ہے اور اہل وعیال رکھنے سے منزہ اور مبرا ہے الغرض اہل انگلش
اپنا شاہ علیحدہ قرار دے کر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہین کرتے تھے اور جبتک اس جماعت
نے قوت اور قدرت بہم نہین پہونچائی تھی مسلمانون کے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے
اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جس وقت کہ اُنپر قابو پاتے
تھے فی الفور اُنھین ہلاک کرتے تھے مگر اب بسبب حمایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے
کہ درمیان اُن کے قرب وجوار بہم پہونچا ہے خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین
مین مرقوم ہے کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہے اور وہان کے عشائر کو نیار کہتے ہین اور وہان کا عجیب
دستور ہے کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کر سکتی ہے اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہے لوہار
اور بڑھئی اور رنگریز برہمہ کے سوا اس امر یعنی فعل شنیع مین موافقت کرتے ہین اور گروہ
کفار کھکر جو پنجاب کے نواح مین تھا حلقۂ اسلام مین آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے
اور ہر ایک عورت انکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعددہ سے جب ایک مکان مین آتا تھا
علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جاوین اور جب
کھکرون کے یہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسی وقت اُسے باہر لاکر بہ آواز بلند پکارتے تھے
کہ کوئی اُسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسی وقت اُسے ہلاک
کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنون کا یہ ہے کہ جب اُن کے کئی بھائی ہوتے ہین اُنکے بڑے
بھائی کے سوا کوئی شادی نہین کرتا ہے تو ورثہ کی کثرت سے آپس مین نزاع اور فساد برپا نہووے
اور جب اورون کو شہوت جماع غالب ہوتی ہے نیار وغیرہ کی عورتون سے حاجت رفع کرتے ہین لیکن
عقد کے مقید نہین ہوتے ہ والارث فی طوائف النیارۃ لاخواتہم من الام واولاد اخواتہم
اخالاتہم واقربائہم من جانب الام لا للاولاد - اور جس وقت باپ اور ماں یا بزرگ اس ملک
کی قوم برہمہ کے مرتے ہین ایک برس کامل ماتم رکھکر نوحہ وزاری کرتے ہین اور جب ماں
اور ماموں اور بڑا بھائی گروہ نیار اور اُن کے تابعان کا مرتا ہے ایک سال ماتم مین بیٹھکر
رہتے ہین اور عورتون سے نزدیکی نہین کرتے ہین اور ملیباری تین طبقہ ہین اعلےٰ اور ادنےٰ
اور اوسط جس وقت اعلےٰ ادنے اسے مباشرت یا ملامست یعنی مساس کرے جب تک غسل
نکرے کھانا نہ کھاوے اور اگر اجیانا غسل سے پیشتر کھانا کھالیوے حاکم اُسے گرفتار کرکے
ادنے کے ہاتھ بیچتا ہے اور قید بندگی مین کرتا ہے اور جو کوئی یہ حرکت کرکے کسی موضع مین
بھاگ جاوے اور حاکم کو خبر نہووے وہ البتہ بند غلامی سے نجات پاتا ہے اور کسی طرح سے

ع
ترجمہ یہ کہ طائفہ
نیار میں میراث
[illegible]
[illegible]
اور ... بہنوں کی
اولاد اور
خالاؤن
اور ماموں اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صحیح ۱۲

اسعلیٰ کا کھانا ادنےٰ نہین پکا سکتا ہی اگر اعلیٰ ادنےٰ کے ہاتھ سے کھا دے اپنے مرتبہ سے دست بردار ہو وے اور میر جمال الدین حسین انجو جو چاند بی بی سلطانہ فرمانروا سے احمدنگر کو اپنے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اپنے فرہنگ مین لکھتا ہی کہ ملیبار بفتح اول وکسر ثانی دیار مجہول نام ایک ولایت کا ہی جو دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہی قریب شہر بیجا نگر کے جو ایک عمدہ شہرہاے دکن سے ہی باوجود اس کے کہتے ہین کہ آدمی ملیبار کے دیوث طبیعت ہین جیسا کہ ایک عورت انکی دس شوہر سے کم نہین کرتی بلکہ زیادہ تر جیسا کہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین بیت

بہ بے نیازی او کعبہ خستہ و خوار است
بیادہ بین کہ خرابیش چون ملیبار است
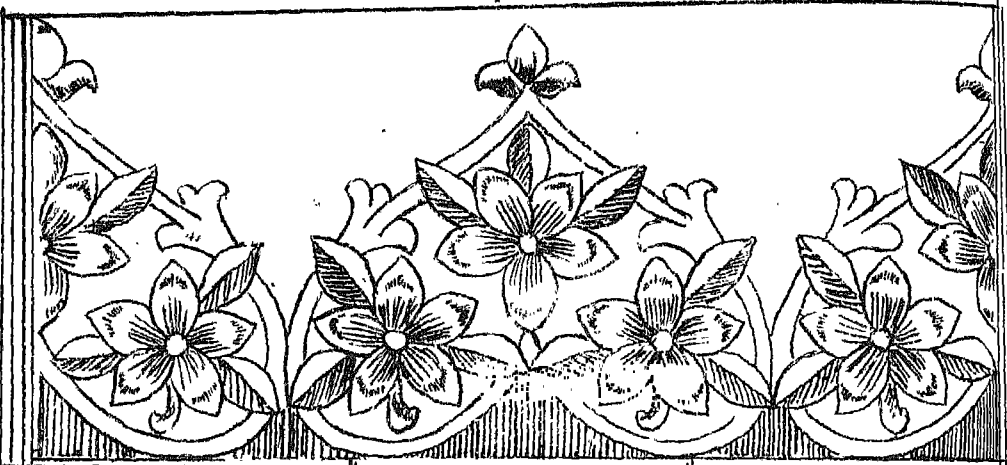
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالات مین

ناظرین پرتمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہین لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور شمار مین بھی دوسرے مشائخ سے زیادہ تر دو طبقہ ہین ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہاے چشت سے ملتا ہی دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہی بندۂ آثم محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کر کے ان دو خانوادون کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال دوسرون کا شیخ عین الدین بیجاپوری جنیدی کی کتاب الانوار سے ملسکتا ہی اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہی اس مقالہ مین لکھتا ہی انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار وفا کریگی اور تذکرۃ الاولیاے ہندوستیاب ہوگا تو دوبارہ احوال اور اقوال اُن بزرگون کا مفصل اس مسودہ مین شامل کریگا الغرض مولانا عبد الرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس مین فرمایا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالے روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرمادے گا کہ تو فلان عارف اور فلان بزرگوار کو جو فلان محلہ مین رہتا تھا پہچانتا ہی وہ جواب دے گا ہان پہچانتا ہون اُس وقت فرمان الہی نافذ ہوگا کہ ہم نے تجھے اسکو بخش دیا بیت

شنیدم کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

اور میر ہمدانی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اس لیے دوستون سے ہوا در اگر یہ نہو سکے اسکے دوستون کا ہو اور جو بات اس گروہ حق پژوہ سے سنے اگرچہ تاثیر نہ کرے سر تاب نہو یعنی بہرحال اُن کی صحبت مین شریک رہ اور اُن کی جدائی اختیار نہ کر رباعی

جانا بہم از ذکر تو خاموش مباد — یاد تو ز خاطرم فراموش مباد
ہر جا نا شما بلب حدیثے گذرد — ذرات وجود من بجز گوش مباد

اور مراتب اولیاے دین کے چار ہین صغرے کبرے وسطے عظمےٰ اور ہر ایک کے واسطے ان مین سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہے اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین مقام رکھتے ہین کسیوقت عالم مین تین سو چھپن تن سے کم نہین ہوتے اور ہمیشہ عاجزون کی کارسازی اور گنہگارون کی شفاعت مین مشغول ہین اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین سو تن کو ابطال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہین اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہین اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جسوقت کہ ایک ان مین سے فوت ہووے مرتبہ مادون اس کے سے ایک کو بجاے اُس کے لاتے ہین مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اُس کے مقام کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علیٰ ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین سو چھپن تن سے نو تن ارشاد کے لائق ہین اور مابقی بھی اگرچہ کسی مرتبہ مین مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور ان نو تن مین پانچ تن اوتاد ہین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہے رباعی

این طائفہ اند اہل تحقیق — باقی ہمہ خویشتن پرستند
فانی ز خود و بدوست باقی — وین طرفہ کہ نیستند و ہستند

اور یہ مقالہ مشتمل ہے اوپر دو لمعہ کے —

لمعہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان چشتیہ مین

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سجزی المعروف بہ چشتی قدس سرہ کا

ابیات

آن شہنشاہ جہان معرفت	ذات او بیرون ز ادراک و صفت	خسرو ملک فنا بے تخت و تاج
از خود و از غیر خود بے احتیاج	غرق بحر عشق از صدق و صفا	از خودی بیگانہ با حق آشنا
گرد برغ ہمتش ز اوج کمال	سفینہ افلاک را در زیر بال	اختر برج سپہر لم یزل
گوہر درج کمال بے بدل	آن معین دین و ملت بے نظیر	فارغ از دنیا بہ ملک دین امیر

سلطان سریر سیر خواجہ راستین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف اونکا بلدہ سجستان ہے نشو و نما خراسان مین پائی آنحضرت کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن زہد و فلاح سے آراستہ اور علم و صلاح سے

پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجہ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی چکی میراث رکھتے تھے اور اس مقام مین ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم مبارک ابراہیم قندوزی تھا ایک روز اُن مجذوب کا اُس باغ مین گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اس وقت درختون مین آب پاشی کرتے تھے لیکن جون ہی آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑ کر اُن کے دست حق پرست کو بوسہ دے کر ایک درخت کے سایہ مین بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر اُن کے مقابل دوزانو ہو کر مؤدب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے پرکندہ کنجارہ بغل سے کھینچکر اور اسے دندان مبارک سے چبا کر خواجہ کے دہن مین ڈالا اُس کے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن مین طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کا دل مکان اور املاک سے بیزار ہوا سب جائداد منقولہ وغیر منقولہ بیچکر درویشون کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا مین قرآن مجید کے حفظ کرنے اور علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے اور وہان سے فارغ التحصیل ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور جب قصبہ ہارون مین جو نیشاپور کے نواح مین واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی کہ مشائخ کبار وقت سے تھے اُنکی خدمت مین جا کر مرید ہوئے اور اڑھائی برس انکی خدمت مین رہکر مجاہدہ اور ریاضت مین اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کے مرید تھے اور وہ مرید خواجہ مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین چشتی کے اور وہ مرید ابو یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ اسحق شامی المعروف بہ چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ممشاد دینوری کے اور وہ مرید خواجہ ہبیرہ بصری کے اور وہ مرید خواجہ حذیفہ مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم کے اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجہ حبیب عجمی کے اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اور وہ مرید حضرت خواجہ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے اور چشت ایک موضع ہی مواضع ہرات سے القصہ خواجہ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقہ خلافت کا حاصل کر کے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین قصبہ سنجار مین رونق افروز ہوئے ان دنون مین شیخ نجم الدین کبرے قصبہ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام پر فیض اور ہوا اُس کی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کوہ جودی کے تحت مین واقع ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام مین قرار پکڑا تھا اور وہان سے بغداد سات منزل یعنی سات دن کا راستہ ہے اور شیخ محی الدین عبد القادر قدس سرہ اُس مقام مین تھے اور خواجہ معین الدین آنکے بدون مشاہدہ جمال باکمال اور ملاقات قصبہ سنجار سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ اوحد الدین کرمانی جو ابتدائے سلوک مین تھے انھین دیکھکر معتقد ہوئے اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ الشیوخ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی شروع حال مین خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت مین پہونچکر اُن سے فیوضات حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجہ معین الدین چشتی بغداد سے ہمدان مین آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کرکے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ابوسعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے اُن سے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ ابوسعید تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جن کے ستر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے شیخ فریدالدین شکر گنج خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کو ابتدا حال مین عجب ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ روزے رکھکر بعد سات روز کے ایک روٹی جو کی کہ جسکا وزن پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا پانی مین تر کرکے افطار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھے کسر نفسی اور ریاضت انھین پر ختم تھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دوہر تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اُسے دست حق پرست سے بخیہ کرتے تھے اور اگر بغل بند پھٹ جاتا کپڑے پاک کے ٹکڑے جس قسم کے پاتے اُس پر پیوند کرتے تھے اور جب اصفہان مین پہونچے شیخ محمود اصفہانی اُن کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور خواجہ بختیار کاکی اُن روز دن اصفہان مین تھے اور شیخ محمود اصفہانی کے مرید ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتی کی زیارت سے شرفیاب ہوئے فسخ عزیمت کرکے خواجہ کے مرید ہوئے اور خواجہ نے وہ دوہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دوہر خواجہ قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ فریدالدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت نے وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نے شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کو امداد فرمایا اور جب خواجہ خرقان مین تشریف لائے دو برس وہان استقامت کرکے استرآباد کی طرف تشریف فرما ہوے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو ستائیس سال کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی نسبت دو واسطہ سے حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُن کی صحبت مین رہکر فیوض بے شمار حاصل کیے اُسکے بعد ہری کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات دن مین سیر مین رہتے تھے اور شب کو اکثر اوقات خواجہ عبداللہ انصاری کی درگاہ مین نزول فرماتے تھے اور ایک درویش سے زیادہ آپ کی خدمت مین نہ رہتا تھا اور چونکہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور جب ہرات مین آپ کے کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نے ہجوم کیا آپ وہان سے برخاستہ ہوکر سبزوار کی طرف روانہ ہوئے اور وہان کا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بدمزاج اور رفض مین غلو رکھتا تھا اور اصحاب کبار سے اُسے

اُسے اس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ احمد خضرویہ کے مقام عالی فرجام مین
چند روز اقامت کی اور اس عہد مین ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ
مین خوب مہارت رکھتے تھے اور علم تصوف مین اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اپنے شاگردون سے کہتے تھے
تصوف ہذیان ہی کہ تپ زدے اور دیوانے بکتے ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف مین
ایک موضع واقع تھا اس مین مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اس مین بیٹھکر لوگون کو علم حکمت پڑھاتے
تھے اور خواجہ معین الدین چشتی کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق
اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اس واسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے ویرانے دور دراز مین گذر
ہو کسی طیور کا شکار کرکے ایک لقمہ سے روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہان مولانا ضیاء الدین
حکیم درس دیتے تھے رونق افزا ہوئے اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے ایک کلنگ کو تیر مار کر
درخت سے گرایا اور اپنے خادم کو اس کے کباب کے واسطے اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئے اس
اس درمیان مین مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہی اور
خادم کباب بریان کرتا ہی حکیم نے اس قدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سے فارغ ہوئے اور مولانا سلام
کرکے بیٹھے پھر خادم کباب لایا خواجہ نے بسم اللہ پڑھکر ایک ران اس کلنگ سے جدا کرکے مولانا کو عنایت
فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نے جون ہی وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُنکے
آن کے سینہ سے زائل ہوا اور بیہوش ہوئے خواجہ نے قدرے اپنا پس خوردہ اُن کے دہن مین
ڈالا ہوش مین آئے اور مولانا نے اُسی وقت تمام کتب جو اُن کے کتب خانہ مین تھین دریا مین غرق کین
اور مع تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوئے اور جب حضرت کا
شہرہ اس ملک مین ہوا اور دنیادارون نے ہجوم کیا خواجہ نے مولانا ضیاء الدین حکیم کو خرقہ دے کر
اس مقام مین چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین مین تشریف لائے شمس العارفین عبد الواحد
جو شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پیر تھے اُن سے ملاقات کرکے لاہور مین وارد ہوئے وہان سے دہلی مین
نزول اجلال فرمایا اور جب خاص وعام کا وہان اژدحام ہوا حضرت اس امر سے متنفر ہوکر اجمیر مین تشریف
لے گئے اور محرم کی دسوین تاریخ یعنی بروز عاشورہ سنہ ٥٦١ھ پانسو اکسٹھ ہجری مین آن حضرت نے اس خطہ مین
نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو صوفی مذہب تھے اور حلیۂ تقوی
اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک مین انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایبک
نے آن حضرت کو اس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام پیش
آئے اور جو سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے نہایت واقف تھے خواجہ کی صحبت
غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف مین حاضر ہوتے تھے اور سیر طریقت خواجہ کے انفاس کی برکت سے

اجمیر کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو
دل مین جگہ دیکر ہمیشہ فتوح بیشمار آن حضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد مین خواجہ دو مرتبہ
اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی مین تشریف لے گئے دوسری مرتبہ جب دہلی سے
مراجعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ نے نکاح کیا تفصیل اس کی یہ ہے کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بہ
خنگ سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے اُن کی ایک صاحبزادی جو حسن و جمال اور عفت کمال
رکھتی تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی خاندان بزرگ کے
حبالۂ نکاح مین لاوُن اس کی تلاش مین متردد تھے ایک شب سید السادات نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ اُنسے فرماتے ہین اے فرزند وجیہ الدین حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
وسلم کا یہ اشارہ ہے کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کے حبالۂ نکاح مین لاکہ وہ واصلان درگاہ الٰہی
اور محبان خاندان رسالت پناہی سے ہی جب سید وجیہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کو اس امر سے
آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہے لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ
ہے مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہین اس کے بعد خواجہ نے اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق
اپنی سلک ازدواج مین منسلک فرمایا اور آفریدگار عالم نے اُس کے بطن سے دو فرزند کرامت فرماتے
اور خواجہ عیال داری کے ساتھ برس بعد ماہ رجب کی چھٹی تاریخ ۶۳۲ چھ سو بتیس ہجری مین قید جسمانی سے
نجات پاکر عالم قدس کی طرف خراماں ہوے اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات
تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذرین بھیجکر تبرک کے طلبگار ہوے خصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی
کہ اور بادشاہون سے زیادہ تر آنحضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی مین اپنے جیسا کہ مذکور ہوا
اکثر سنوات مین پیادہ اجمیر مین جاکر خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اور سید حسن مشہدی مشہور بہ خنگ سوار کی زیارت
سے فیضیاب ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کے پیر یعنی
شیخ عثمان ہارونی شمس الدین محمد التمش کے عہد مین دہلی مین تشریف لائے اور شمس الدین نے جو آنحضرت
کا مرید تھا اُن کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس مدت مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح
اجمیر مین متوطن تھے اس صورت مین معلوم ہوا کہ ہندوستان مین پھر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہوئی اور شیخ
عثمان ہارونی سے خوارق عادات بہت مشہور ہین ازانجملہ ایک یہ ہے کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اپنے پیر سے
رخصت لے کر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُن کی مفارقت سے بیتاب ہوکر خواجہ کی جستجو مین
اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر مین ایک مقام مین وارد ہوئے کہ آتش پرست وہان رہتے تھے اور
آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیان اُس مین جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُسکے
قریب ایک درخت کے سایہ مین نزول کیا اپنے خادم فخر الدین نام سے فرمایا کہ افطار کے واسطے روٹی

[illegible] وجیہ

پرورش و پرداخت مین مصروف رہین اور کتاب خیر المجالس شیخ نصیر الدین اودھی مین لکھا ہی کہ جب
آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ مین ایک مرد نہایت پرہیزگار رہتا تھا آپ کی والدہ نے
اُسے بلا کر تھوڑے خرمے یعنی چھوہارے ایک طباق مین رکھکر اپنے نور عین کو اُسکے ہمراہ کیا
اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کر دیجئے جب وہ لیے چلا اثناے راہ مین ایک
پیر روشن ضمیر اہل دل سے دوچار ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ لڑکا کس دودمان سے ہی ہمسایہ نے جواب دیا کہ
اہل صلاح کے خاندان سے ہی لیکن باپ اسکا فوت ہوا اسکی والدہ نے مجھسے فرمایا ہی کہ اسے کسی مکتب
مین لیجا کر کسی معلم کے سپرد کردون لہذا مین معلم کی تلاش مین نکلا ہون پیر نے فرمایا کہ تو یہ کام میرے سپرد کر مین اسے
ایسے معلم کے پاس لیجاؤن کہ اُس کے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ
برغبت تمام راضی ہوا خلاصہ یہ کہ اُسنے قصبہ اوش مین ایک معلم جنکا اسم مبارک ابو حفص تھا باتفاق ہمسایہ
لیجا کر خواجہ بختیار کو اُن کے سپرد کیا اور اُن سے فرمایا کہ یہ لڑکا جملہ اولیا سے ہوگا اسپر نظر شفقت اور تربیت
مبذول فرمایئے گا بعد رخصت ہونے پیر کے ابو حفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تھے جو تمکو اس مکتب
مین لائے تھے آپ نے عرض کی مین نہین جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی معلم کے
سپرد کرے یہ پیر اثناے راہ مین دوچار ہوا اور آپکی صحبت فیض موہبت سے مشرف کیا شیخ
ابو حفص نے فرمایا وہ پیر ولی پیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُن معلم کی خدمت مین رہکر
قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب مین ساعی جمیلہ
کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی قدس سرہ کے
ذیل حالات مین مذکور ہو اصفہان مین آنحضرت کی ملازمت مین مشرف ہوکر مرید ہوئے اور بعضی
کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ بیس برس کے سن مین یہ قصبہ اوش مین خواجہ کی صحبت
سے مستفیض ہوکر مرید ہوئے اور منقول ہی کہ آپ رات دن مین دو سو پچاس رکعت نماز ادا کرتے تھے
اور دو ہزار بار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے اور اس ملک
کے باشندون کو فیض پہونچاتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہی کہ قصبہ اوش مین
ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مریدون سے تھے جنکا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت متقی اور
پرہیزگار تھے انھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ محل بلند رفیع اور عالیشان ہی اور خلائق کا اسکی
اطراف مین بکثرت ہجوم ہی اور ایک شخص نورانی چہرہ اور سیاہ ریش اُس محل مین جاتا ہی اور آتا ہی اور
لوگون کا پیغام لیجاتا ہی اور جواب لاتا ہی رئیس احمد نے اسوقت ایک شخص سے پوچھا کہ یہ
کون بزرگوار ہی اور یہ بارگاہ کس عالیجاہ کی ہی کہا اس قصر عالی مین حضرت سرور کائنات خلاصۂ
موجودات رونق افزا ہین اور یہ شخص خواجہ قطب الدین مسعود ہین کہ پیغام تمام امم پہونچاتے ہین یہ سنتے ہی رئیس احمد

نے عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
بابرکت مین عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائض الانوار کا مشتاق ہی اُس کے بارہ مین
کیا حکم نافذ ہوتا ہی عبداللہ بن مسعودؓ محل مین جا کر یہ جواب لائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کہ ابھی تجھ مین ہمارے دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت نہین ہی جا ہمارا اسلام قطب الدین
کو پہونچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہی وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہین
پہونچتا ہی رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کی خدمت مین جا کر صورت حال ظاہر کی شیخ
سمجھے کہ مجھ سے تقصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ اُن دنون مین آپ کی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا
ارادہ رکھتا ہی اس وجہ سے وہ بہ تکلف تمام ایک دختر صالحہ جو جمال باکمال رکھتی تھی آپ کے سلک
ازدواج مین لائین اور خواجہ نے بمقتضاے بشریت اس سے ایک صحبت بہم پہونچا کر تین شب درود
فوت کیا تھا اُسی وقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور وہان کے
عارفون سے ملاقات کر کے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت مین حاضر
ہو کر فیض حاصل کیا اور جب اس عرصہ مین شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد مین آئے
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھ کر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین
کو خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ اُن حضرت خراسان سے ہندوستان کی طرف
تشریف لے گئے ہین اب بلدۂ دہلی مین رونق افزا ہین خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی اشتیاق
ملازمت سے نہایت بیقرار ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ کو اُن حضرت کی مفارقت گوارا
نہوئی ہمراہ ہوئے اور دونون بزرگوار سیر کرتے ہوئے ملتان مین پہونچے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی
کی صحبت مین چند روز بسر کیے اور شیخ فرید الدین گنج شکر کہ ابتداے حال اُن کا تھا اسوقت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور اُن حضرت کی محبت کا رشتہ اپنی کمر جان مین باندھ کر شرف
ارادت اور بیعت سے سرافراز ہوئے اور جو انہین دنون مین ترکان بے ایمان دفعۃً خطا اور ختن کی طرف
سے تاخت لائے اور ملتان کے قلعہ کو محاصرہ کیا سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم ملتان نے اُن کے دافعہ پر
قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار ہوا اور خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کر کے ناصر الدین قباچہ کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ مغرب کی نماز کے وقت
برج حصار پر برآمد ہو کر یہ تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کفار کی طرف پھینکنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنا
جب ناصر الدین قباچہ نے بوقت معین وہ تیر خانۂ کمان مین رکھکر برج قلعہ پر سے اُس جماعت کی طرف
پھینکا اُس کے گرتے ہی خدا کے حکم سے اُسی شب کو وہ قوم شوم اُس بوم سے ایسی مفقود اور معدوم
ہوئی کہ کسی نے اُنکا نشان نہ دیا کہ کیا ہوئی اسوقت دونون بزرگوار عازم سفر ہوئے شیخ جلال الدین

تبریزی غزنین کی طرف گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئے ہر چند ناصر الدین قباچہ نے عجز و زاری کی کہ خواجہ ملتان مین سکونت پذیر ہون قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام عالم غیب سے شیخ بہاء الدین زکریا کے ذمہ کیا گیا ہے اور علاوہ اس کے مین اپنے شیخ طریقت و حقیقت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بلا اجازت کسی مقام مین آرام و قیام نہین کر سکتا الغرض خواجہ لاہور کے راستہ سے جب دہلی کے اطراف مین پہونچے پانی کی فراوانی کے سبب کیلو کہری مین وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین کہ ان دنون اجمیر مین تشریف رکھتے تھے ارسال کیا کہ مین آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہون اگر ارشاد و فیض رشاد ہووے اُس جناب کی قدمبوسی سے مشرف ہون خواجہ معین الدین محمد چشتی نے جواب لکھا کہ قرب روحانی کو بعد مکانی مانع نہین ہے آپ بخیر و عافیت وہین رہین انشاء اللہ تعالےٰ چند روز کے بعد بارادت الٰہی اُس طرف متوجہ ہو کر ملاقات کرونگا اور کہتے ہین کہ شمس الدین التمش بادشاہ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے آنے سے خبردار ہوا لوازم شکر الٰہی بجا لایا اور چاہا کہ اس جناب کو شہر مین لا کر متوطن کرون آنحضرت نے اُس وقت مین پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نہ کیا اور شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی نے کہ بزرگان دین سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنھون نے بغداد مین خواجہ کو دیکھا تھا وہ بزرگوار بھی اُس جناب سے ارادت صادق پیدا کر کے اکثر اوقات خدمت مین حاضر رہتے تھے اور شمس الدین التمش نے التزام کر لیا تھا کہ مین ہفتہ مین دو بار شیخ کی زیارت سے فائض ہو کر فیوض حاصل کرون اور اسی طرح سے دہلی کے اعلےٰ و ادنےٰ شیخ کی ملازمت کے بارادت تمام خواہان ہوئے اور شہر سے کیلو کہری تک راہ ہر دم آنے جانے والون سے بھری رہتی تھی اس واسطے شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسایش اور آرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر مین آنے کی تکلیف دی اس مرتبہ جب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اور شہر کے قریب مسجد عز الدین مین استقامت فرمائی اور اُس زمانے مین شیخ بدر الدین اُس جناب کی شرف بیعت اور خرقہ پاک سے مشرف ہوگئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت مین بسر کر کے کمالات حاصل کیے اور چونکہ اُن دنون مین شیخ جمال الدین محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی مین داخل ہوئے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ الاسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول نہ فرمایا شیخ نجم الدین صغرے کو اس منصب سے خصوصیت بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے نے خلائق کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت مین ہر وقت مجموع رہتے تھے رنگ حسد کا اپنے دل صفا منزل مین پیدا کیا اور آنحضرت سے یک گونہ سوء مزاجی بہم پہونچائی اور اتفاقات حسنہ سے اُنھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی نے خطہ اجمیر سے

دہلی مین آن کر خواجہ کی خانقاہ مین نزول فرمایا اور خواجہ نے خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی
اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشے خواجہ مانع ہوئے اور فرمایا مین فقط
تمھارے دیکھنے کو آیا ہون اور دو تین روز سے زیادہ نہ رہونگا اور چونکہ آن حضرت کو خاص و عام کا اژدحام
خوش نہ آتا تھا اور شہرت سے ہراسان اور گریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سکوت اختیار
کیا اور اپنے پیر کی رضامندی اور خوشدلی مین کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کے شہر کی تمام
خلقت ہجوم کرکے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری جو خواجہ
قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح
چونکہ خراسان مین شیخ نجم الدین صغری کے ساتھ نسبت اتحاد اور محبت رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا
آن کے دیکھنے کو خود تشریف لیگئے اور شیخ نجم الدین ان روزون ہر دو درون سے کچھ کام عمارت کا
لیتے تھے شیخ کا استقبال جیسا کہ چاہئے بجا نہ لائے اور خواجہ کی بمقتضاے بشریت آن سے آزردہ ہوئے
کہا اے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری تجھے کیا ہوا ہے جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہے ظاہرا
معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلامی کی جاہ نے تجھے غرور کے چاہ مین ڈالا ہے شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر شرمندہ ہوکر بعذر دست
پیش آئے اور کہا کہ مین اسی طرح سے آپکا مخلص ہون جیسے پیشتر تھا آپکے قدم مبارک پر [illegible] تھا اب
آپ نے اپنے ایک مرید کو اس شہر مین متوطن کیا ہے تمام خلائق اس سے رجوع ہوتی ہے اور کوئی شخص
ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کے عوض نہین خریدتا ہے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے جب یہ کلام
شکایت انجام سُنا متبسم ہوکر فرمایا اے شیخ خاطر جمع رکھو کہ مین قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لیجاتا ہون
یہ کہکر آن کے مکان سے برآمد ہوئے ہر چند شیخ نجم الدین تمام حاضرین کے مصر ہوئے قبول نہ کیا اور کہتے
ہین انھین دنون مین شیخ فرید الدین شکر گنج عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور مکہ مدینہ سے
مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت مین رہتے تھے بارہا خود خواجہ قطب الدین خواجہ
معین الدین محمد چشتی کی دستبوسی سے مشرف ہوتے اور خواجہ نے فرمایا اے بابا بختیار تم شاہباز
عظیم القدر کو قید مین لائے ہو کہ سدرۃ المنتہی کے سوا آشیانہ نہ لگاویگا اور فرید وہ شمع ہے کہ درویشون
کے خانوادہ کو روشن کریگا اور انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر کی طرف تشریف لیگئے
اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنے پیر کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے تھے شہر کی خلقت یہ خبر سنکر اضطراب
مین مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلے سے شور ماتم بپا ہوا اہل دل درد و اندوہ کے بحر مین ہوگئے اور خواجہ کے
پیچھے روانہ ہوئے جس مقام مین آپکے قدم مبارک کا نشان پاتے تھے وہان کی خاک تبرکاً اٹھا لیتے
تھے اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نے یہ مشاہدہ کرکے فرمایا بابا قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری
مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر ہین اتنے قلوب کی خرابی اور شکستہ حالی مجھے منظور نہین تم اسی مقام

بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو اور تجھے خدا کی حفظ و حمایت مین چھوڑا اور بعضے راویون سے یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روانگی سے جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خدمت مین بھیجکر بمنت تمام خواجہ قطب الدین کی بازگشت کی التماس کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آخر عمر مین قرآن شریف حفظ کرکے ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتے تھے اور مال دنیوی سے ایک پیسا نگاہ نرکھتے تھے اور آخر کو تاہل بھی فرمایا یعنے ایک بی بی کو اپنے عقد مین لائے اُس کے بطن مبارک سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر مین فوت ہوا اور اُس کی مان حرم سرا مین نوحہ وزاری اور گریہ و بیقراری کرتی تھی اور خواجہ قطب الدین نے شیخ بدرالدین سے پوچھا کہ یہ آواز پرسوز آج ہمارے مکان سے کیسی بر آمد ہوئی ہی سبب کیا ہی شیخ نے عرض کی شیخ محمد نے رحلت کی اُس کی والدہ گریہ وزاری کرتی ہی خواجہ قطب الدین نے یہ سانحہ سنتے ہی کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھے رحلت فرزند سے خبر ہوتی اس کی تندرستی کے واسطے حضرت شافی مطلق سے استدعا کرتا لیکن جو کہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا مجھے معلوم نہوا یہ کہا اور اُس کی والدہ کو ماتم اور جزع فزع سے ممانعت کی اور خود مشغول بہ مراقبہ ہوئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سے کہتے ہین کہ جب خواجہ نے دہلی مین سکونت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور گاہے ماہے کوئی شخص از روے اخلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اُسے قبول کرکے اُسی وقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کرتے تھے مال دنیا سے کچھ اپنے پاس نرکھتے تھے مشہور ہی کہ اُن دنون مین خواجہ کے مکان مین نو آدمی زن اور فرزند اور خادمہ سے تھے اور آپ کے ہمسایہ مین ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اُسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کے پاس بسبب رابطۂ ہمسایگی کبھی کبھی آتی تھی جس وقت حضرت کے گھر مین قسم اذوقہ سے کوئی چیز موجود نہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت پہونچتی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سے بمقدار نیم تنکہ یا کم زیادہ قرض لے کر اپنے فرزندون اور متعلقون کی قوت مین صرف کرتی تھین اور خواجہ کو اس معاملے سے خبر نہ تھی اور جس وقت غیب سے کچھ پہونچتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھین ایک دن شرف الدین بقال کی زوجہ نے اثناے کلام مین خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمھارا نباہ ہوتا ہی اگر مین نہون تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہو جاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اب مین اس سے ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نے کسی تقریب سے یہ امر خواجہ کی سمع مبارک مین پہونچایا اور خواجہ یہ سُنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ مین جاکر سر اُٹھاکر بی بی سے ارشاد کیا کہ خبردار آئندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ کہکر گردے کاک یعنی چپاتی جس قدر درکار ہوے کر اپنے فرزندون اور جسے مطلوب ہو اُن کے صرف مین

لایا کرو اُس دن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم مانڈے برآوردہ کرکے
لوگون کو تقسیم کرتی تھین ظاہرا خواجہ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتے تھے اب بھی اُسی طرح آن حضرت
کے مقبرہ مین روٹیان لکا کر مسافرون اور مجاورون کو دیتے ہین اور ہندی نان تنک کو کاک کہتے ہین
اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ قطب الدین
بختیار نے شروع حال مین قصبۂ اوش سے مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر چند روز
وہان مقیم ہوئے اور اس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کو
یہ خبر پہونچی تھی کہ جس وقت کوئی شخص گوشہ خالی مین دوگانہ ادا کرے اور آخر شب مین فلان دعا
پڑھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے البتہ اُسے ملاقات نصیب ہو اس لیے خواجہ آخر شب کو
اُس مسجد مین گئے اور دوگانہ بجا لا کر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا مایوس ہو کر مسجد سے برآمد ہوئے
جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے ایک پیر نورانی چہرہ سے دوچار ہوئے اُس پیر روشن ضمیر نے فرمایا یہان
کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحاً بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہے خواجہ قطب الدین
نے فرمایا نہین پیر نے فرمایا کہ کچھ دنیا ضروری ہے کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کس واسطے طلب کرتا ہے
وہ بھی مانند تیرے سرگردان ہے لیکن اس شہر مین ایک مرد ہے وہ حق سبحانہ تعالے سے ایسا مشغول
ہے کہ سات مرتبہ خضر اُسکی زیارت کو گئے بار نہ پایا خلاصہ یہ کہ وہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھے کہ ایک
پیر اور گوشہ مسجد سے برآمد ہوئے اور پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑ کر اُس پیر کی طرف
توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہے اور نہ اس پر کچھ قرض ہے مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہے خواجہ
قطب الدین یہ سنکر نہایت محظوظ ہوئے کہ خواجہ خضر علیہ السلام کو پایا اور سمجھے کہ پیر اول رجال الغیب
مین سے ہے اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہین پھر وہ دونون بزرگوار نظر سے غائب ہوگئے اور نیز حضرت
نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل مین مدت مدید سے یہ آرزو
تھی کہ شہر دہلی کے اطراف مین ایک حوض یعنی تالاب بناؤن تو خلایق پانی کی عسرت سے نجات پاوے
اتفاقاً ایک شب کو شمس الدین التمش نے خواب مین دیکھا کہ خواجہ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہ و
علی آلہ الصلوات والسلام ایک مقام مین گھوڑے سوار کھڑے ہین اور فرماتے ہین اے شمس الدین اگر تو
تالاب بنانے کی نیت رکھتا ہے تو اس مقام مین جہان مین ایستادہ ہون تالاب تیار کر شمس الدین التمش
اس بشارت فیض اشارت سے نہایت خوش ہوا جب خواب سے بیدار ہوا اُس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ
نے ارشاد فرمایا تھا خوب ذہن نشین کر کے آدمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت مین بھیجا یہ پیغام دیا
کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے اگر ارشاد ہو تو خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون اور چونکہ یہ امر خواجہ پر منکشف
ہوا تھا جواب دیا مین اُس مقام مین کہ حضرت رسالت پناہ نے تالاب کی تیاری کے بارہ مین ہدا

فرمائی ہی چاہتا ہون آپ بہت جلد تشریف لائین تو بہتر ہے جب بادشاہ شمس الدین التمش نے خواجہ کا جواب سنا فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر خواجہ کے مکان کی طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا تاکہ اُنسے ملکر مقصدیاب ہو خادمون نے شمس الدین التمش سے عرض کی کہ شیخ فلان مقام مین تشریف لے گئے ہین شمس الدین بسرعت تمام روانہ ہوا اور خواجہ کو اُس مقام مین مشغول نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سے مشرف ہوا اور یہہ بھی منقول ہے کہ جس مقام مین شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سوار دیکھا تھا حضرت کے گھوڑے کے سم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کے اُس نشان سے پانی نمود ہوا چنانچہ اُسی مقام مین تالاب تیار کر کے حضرت کے گھوڑے کے نشان سم پر چبوترہ اور ایک گنبد تعمیر کیا اور انھین دنون مین اُس حوض سے ایک چشمہ سا بہم پہونچا کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور اکثر باغات اُس چشمہ سے سیراب ہوتے ہین اور امیر خسرو دہلوی نے اس حوض اور چشمہ کی تعریف مثنوی قران السعدین مین تحریر فرمائی ہے اور اکثر مشائخ دہلی کے حتی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حوض کنارے ذکر حق مین مشغول ہوتے اور کہتے ہین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک روز اُس مسجد مین جو لنگر شمس الدین التمش کے پہلو مین تالاب مذکور کے متصل واقع ہے بیٹھے تھے اور شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود موئینہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور تاج الدین منور بھی حاضر تھے اس اثنا مین حوض کے کنارے ایک شتر سوار کبود پوش چہرہ لپیٹے پیدا ہوا اور اونٹ سے اُتر کر کپڑے اُتار کر حوض مین داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سے باہر آ کر دو رکعت نماز ادا کی پھر مسجد کی طرف متوجہ ہوکر لوگون کو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نے جواب دیا کہ ہم درویش خدا پرست ہین اُس نے پھر آواز دی کہ اے تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا اور کہہ ابو سعید دمشقی جو نیاز مندی مین مخصوص ہے خواجہ قدس سرہٗ نام ابو سعید دمشقی کا سنتے ہی مع درویشان ہمراہی اُن کی ملاقات کو روانہ ہوئے جب اُس مقام مین پہونچے کچھ اثر و نشان نہ دیکھا معلوم ہوا کہ رجال الغیب سے تھا منقول ہے کہ ایک شاعر ناصری تخلص ماوراء النہر سے دہلی مین آن کر خواجہ قطب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر یہہ عرض کی کہ مین نے ایک قصیدہ شمس الدین التمش کی مدح مین کہا ہے امیدوار دعا ہون کہ اس کا صلہ خوب پاؤن خواجہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر فرمایا انشاء اللہ تعالے انعام خوب پاوے گا ناصری نے شمس الدین التمش کے دربار مین جاکر وہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا کہ جس کا مطلع یہہ ہے بیت

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ۔۔۔ تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

شمس الدین التمش اُس وقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہو کر خواجہ کو شفیع لا کر ہمت چاہی فوراً بادشاہ ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پڑھو بیت

تیغ تو مال وفیل زکفار خواستہ	اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ

ناصری نے جب دیکھا کہ باوجود مشغولی اور سمت کے شاہ نے ایکبار مطلع سنکر یاد رکھا پھر تو خوش ہوکر تمام قصیدا
پڑھا شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھ جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ مین کتنے شعر
ہین عرض کی ترپن شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ ترپن ہزار تنگہ نقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری وہ زر خطیر
لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ صلہ حضرت کے انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا
امیدوار ہون کہ یہ سب روپیہ حاضر ہو اگر سب نہین قبول ہوتا تو اس مین سے نصف فقرا کو
تقسیم فرمادین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب تجھے ارزانی ہوا اور منقول ہو کہ ایک دن خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ مین تشریف لے گئے اُس وقت محفل سماع برپا تھی
اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت

ہر زمان از غیب جانی دیگر است	کشتگان خنجر تسلیم را

خواجہ کے مزاج مین ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہو گئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین
غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو مکان مین لائے اور اُن قوالون کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کرکے
اس بیت کی تکرار کا حکم کیا اور خواجہ وجد فرماکر پھر حال مین مستغرق ہو گئے اور تین شبانہ روز یہ حالت
رہی اور آنجناب کا تمام اندام اور بند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ
سنہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدر الدین
غزنوی کی آغوش مین رکھے اتنے مین آپ کی حالت دگرگون ہوئی اُس وقت شیخ حمید الدین ناگوری نے
عرض کیا کہ حال مخدوم کا دگرگون ہو خلافت کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہو شیخ قطب الدین باوجود اس کے
کہ اولاد اکبر موجود تھی اور اس کے سوا اور مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین محمد چشتی سے پہونچا
ہو مع مصلائے خاص اور عصا اور نعلین چوبین شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت ساتھ اُن کے تعلق
رکھتی ہو پہونچاؤ یہ فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہو کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اُس وقت قصبہ
ہانسی مین متوطن تھے اور جس شب کو خواجہ رحلت کرین گے اُسی دم اُن پر کشف ہوا علی الصباح دہلی کی
سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر
کی اطلاع کے واسطے روانہ کیا تھا وہ نصف راہ قصبہ جھجہ مین حضرت فرید الدین گنج شکر کی
زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فرید الدین گنج شکر اُس کا
مضمون پڑھکر مطلع ہوئے وہان سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر
ہوکر لوازم زیارت بجا لائے اُس وقت شیخ بدر الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے خرقہ اور مصلا
اور عصا اور نعلین چوبین حسب وصیت حضرت کے انھین سپرد کین اور شیخ فرید الدین گنج شکر اُسی

مصلا

مصلا کو بچھا کر دوگانہ بجالائے اور خواجہ قطب الدین کے مکان پر جا کر سب کو امر بصبر فرمایا اور ایک ہفتہ وہان رہکر خواجہ کے متعلقون کو سمجھاتے رہے اور حضرت نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کے روز نماز دوگانہ ادا کرکے ایک مقام مین جہان اُن کی قبر ہے وارد ہوئے اور اُس زمین کو مصفا اور قبر سے خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس مقام مین ایستادہ ہو کر متامل ہوئے اور درویش جو حضرت کے ہمراہ تھے اُنھون نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ آج روز عید ہے اور ایک خلقت آپ کی ملازمت کی تمنا رکھتی ہے سبب توقف کا کیا ہے خواجہ نے ارشاد کیا کہ مجھے اس زمین سے بوے محبت آتی ہے ایک ساعت تم میرے ساتھ یہان ٹھہرو یہ فرما کر خواجہ نے اس زمین کے مالک کو طلب کیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کر کے اپنے مدفن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت لوگون نے آپ کو اُسی قطعہ زمین مین دفن کیا +

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا

ابیات

گل گلزار انوار معانی +	در دریاے گنج لامکانی +
قدم در عالم لاہوت بردہ	بملک فقر شاہنشاہ مقصود
مئے وحدت ز جام عشق خوردہ	فرید الدین ملت شیخ مسعود

حضرت کے جد امجد مشہور فرخ شاہ مالک کابل کے حاکم تھے اور آپ کے پدر والا گہر شیخ کمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کی عہد سلطنت مین کابل سے ملتان مین آئے اور بادشاہ نے قصبہ کھوتوال جو ملتان کے قریب ہے آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہان متوطن ہو کر وجیہ الدین خجندی کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیہ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازدواج مین لائے اور اُس عفیفہ کے بطن مبارک سے تین فرزند متولد ہوئے بڑے بیٹے کا نام فرید الدین محمود اور منجھلے کا اسم فرید الدین مسعود اور چھوٹے کا نجیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید مشہور ۵۸۴ھ پانسو چوراسی ہجری مین قصبہ کھوتوال مین پیدا ہوئے کہتے ہین ایک شب کو شیخ کی والدہ ماجدہ نماز تہجد مین مشغول تھین ایک چور آپ کے مکان مین آیا جب اُس چور کی نگاہ اُس عفیفہ پر پڑی وہ چور فوراً نابینا ہوا اور چاہا کہ نکل جاؤن راہ نہ سوجھی آواز دی کہ مین اس مکان مین چوری کو آیا تھا یہان کون شخص ہے کہ جس کے نور باطن سے اندھا ہو اب مین عہد کرتا ہون کہ اگر آنکھین میری روشن ہو جاوین تو عمر بھر چوری نہ کرونگا اور کفر سے اسلام مین داخل ہونگا شیخ کی والدہ نے جب یہ سُنا اُس کے بینائی کے واسطے درگاہ مجیب الدعوات مین دُعا کی چنانچہ تیر دعا کا قبولیت کے نشانہ سے مقرون ہوا اُٹھتے وہ چور بینا ہوا اور زنار راستہ لیا اس حال سے سوا اُس رابعہ وقت کے کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرا اپنے اہل وعیال سے بیان کیا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر لے کر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت مین جا کر احوال شب کا بیان کیا اور عرض کی کہ مین

حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سے مشرف ہون یہ کہکر کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرکے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اُس کا عبد اللہ ہوا اور مدت عمر خدمت مین مصروف رہا چنانچہ ابتک قبر اُس کی اُسی قصبہ مین ہے اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہین اور شیخ فرید الدین مسعود کے والد اور اُن کے بڑے بھائی اعز الدین کا مزار بھی اُس قصبہ مین موجود ہے اور نقل ہے کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن مین قبۃ الاسلام ملتان مین مولانا منہاج الدین ترمذی کی خدمت مین کتاب نافع جو فقہ مین ہے پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کرکے رات دن مین ایک بار ختم کرتے تھے اور اُسی مسجد مین رہتے تھے اُن دنون مین ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد مین آن کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی جو ہین نظر اُن حضرت کے چہرۂ نورانی پر پڑی دل سے حضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمھاری بغل مین کون کتاب ہے عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے یہ تمھین نافع ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کے دامن مین مستحکم کرکے ملتان مین رہے اکثر اوقات آنجناب کی صحبت مین فیضیاب ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے خواجہ نے فرمایا بابا فرید اس ترک تجرید مین بھی چند روز علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول رہو اور بعد اس کے دہلی کی طرف آن کر میری صحبت مین قیام کرو بزرگان نے کہا ہے کہ زاہد بے علم مسخر شیطان ہوجاتا ہے بابا فرید دور صحبت سے تین منزل ہمراہ گئے بعد اس کے رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق قندھار مین جاکر پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوری کی شرف ملازمت مین مشرف ہوکر ہر ایک سے ایک فیض حاصل کیا اور شیخ سیف الدین خضری نے اُن سے فرمایا کہ اے فرزند جب تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہوگا تب خدا سے یگانہ ہوگا بیت

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی	با ہم ہمہ درین خانہ پر از یار نیابی

اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاء الدین زکریا ان سے یہ ارشاد کرتے تھے کہ اے فرزند پردہ پوشی درکار ہے نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اس شخص کو حق ہے جو برادر مسلمان کا عیب چھپائے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُن سے فرمایا کہ اے بھائی جب تک اس راہ مین دل سے نہ چلیگا قدم سیدھا نہ پڑیگا اور جب تک پا یتیم نہ ہوگا تب تک مقام قرب مین نہ پہونچیگا اور یہ رباعی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے نتائج انفاس متبرکہ سے ہے رباعی

گیرم کہ شب نماز بسیار کنی	در روزہ دوا سے شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی زغصہ دکینہ تہی	صد خرمن گل بر سر بیخار کنی

کہتے ہین کہ شیخ فرید جب سفر سے مراجعت کر کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی مین آئے
خواجہ اُن کے آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب اُن کے
واسطے ایک حجرہ معین فرمایا اور اُن کی تربیت اور تہذیب مین مشغول ہوئے اور بابا فرید قدس سرہ بخلاف
دوسرے مریدون مثل بدرالدین غزنوی و شیخ احمد نہروالی کے دو ہفتہ بعد حضرت قطب صاحب کی زیارت
کو حاضر ہوتے اور وہ لوگ اکثر اوقات خواجہ کی خدمت مین رہتے تھے اور جب شیخ کا شہرہ حد سے
زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم لا کر اُن حضرت کی اوقات کے مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سے رخصت ہو کر
قصبہ ہانسی مین گئے اور اُس مقام مین سکونت کر کے خواجہ کے بعد انتقال دہلی مین آئے اور خواجہ
کی خرقہ اور عصا اور مصلا سے اختصاص پا کر خواجہ کی خانقاہ مین استقامت فرمائی لیکن بعد ایک
ہفتہ کے جمعہ کے روز بہ نیت نماز خانقاہ سے برآمد ہوئے تھے کہ ایک مجذوب سرہنگا نام جو ہانسی
مین اکثر شیخ کی صحبت مین مشرف ہوتا تھا دہلیز خانہ مین ایستادہ تھا دوڑ کر اُس نے حضرت کے پاؤن
کا بوسہ لیا اور گریان اور نالان ہو کر عرض کی کہ مین آپ کی مفارقت مین بے طاقت ہو کر ہانسی سے آیا ہون
اور اُس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق ملازمت حد سے زیادہ رکھتے ہین شیخ نے جب یہ کلام
سنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے خواجہ سے پہونچی ہے یہان رہا تو کیا
وہان رہا تو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے صاحبزادون سے رخصت ہو کر ہانسی کی سمت روانہ ہوئے جب وہان
بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو خرقہ تبرک دیکر اُس مقام مین چھوڑا اور خود بدولت
نے یہ ارادہ کر کے کہ مین اب کی مرتبہ ایسی جگہ جاؤن کہ کوئی مجھے نہ پہچانے مسافرت اختیار کی اور جب
قصبہ اجودھن مین کہ فی الحال بہ پٹن شیخ فرید مشہور ہے اور دیبالپور کے قریب واقع ہے پہونچے دیکھا
کہ وہان کے آدمی بیشتر کج خلق اور بد مزاج ہین اور زاہد اور عالم سے کچھ غرض نہین رکھتے ہین اس واسطے
وہان اقامت کر کے مشغول بحق ہوئے اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ قصبہ کے نزدیک ذخیرہ درختون کا تھا
اور ایک درخت کے نیچے جو سب سے بڑا تھا اپنی کملی بچھا کر چند دن بفراغت اپنے کام مین مشغول ہوئے
اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ اُس قصبہ مین ایک بی بی صالحہ کو اپنے عقد نکاح مین لائے
اور جب آفریدگار عالم نے فرزند کرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی اپنے اہل و عیال کے
رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اُس مسجد مین لعبادت خدا بسر لیجاتے تھے لیکن جب آوازہ آپ کی
شیخت کا اطراف و اکناف مین منتشر ہوا گوشہ گیری نے فائدہ نہ بخشا طالبان حق وہان بھی رجوع ہوئے اور
شیخ بہ ناچاری و مجبوری خاص و عام سے بلطف تمام پیش آتے تھے اور آپ یہ فرماتے تھے جو تم مجھ پر توجہ فرماتے
ہو تو ایک کام کرو جدا جدا آیا کرو تو نظر علیحدہ علیحدہ حاصل کرو اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے قوت حسد
سے دروازہ خصومت کا کھولا اور سپاہی اور جاگیردار وہان کے قاضی کے اغوا سے شیخ کے فرزندون کو

مزاحمت پہونچاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہی اور آپر کیا گذرتی ہی یہانتک کہ قاضی نے
ملتان کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد مین قیام کرکے راگ سنے اور رقص کرے
اُسکے بارہ مین شرعاً کیا حکم ہی اُنھون نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہی تو ہم فتوی لکھین
قاضی نے نام شیخ فریدالدین گنج شکر کا قلمی کیا ملتان کے عالمون نے جب شیخ کا اسم شریف سنا قاضی سے نہایت
رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہی کہ مجتہدین کو مجال نہین کہ اُس کے قول پر اعتراض کرین
لیکن قاضی باوجود اس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق جاگیردارون کے آنجناب
کے فرزندون کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزند جب حضرت سے شاکی ہوتے تھے شیخ اُن سے فرماتے تھے
جو ظلم چاہین کرین خود ہی ان سے انتقام لیا جائیگا لکھا ہی کہ چند روز گذرے تھے کہ دشمن متفرق اور پریشان
ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندون کی اطاعت اور محبت اختیار کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے
منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے بعد قریب دو ساعت سر خاک نیاز پر
رکھکر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم مین مرید پوستین حضرت پر ڈالتے تھے شیخ
نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک دن میرے سوا مریدون مین کوئی نہ تھا کہ ایک قلندر حرم پوش حلقہ بگوش
آیا اور بہ آواز بلند ہر طرح کے رطب و یابس کہنے شروع کیے شیخ نے حالت سجود مین فرمایا کہ یہان کوئی موجود
ہی مین نے عرض کی آپ کا غلام نظام الدین حاضر ہی پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہی مین نے
عرض کی ہان پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہی مین نے کہا ہان پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کان مین رکھتا ہی مین نے عرض
کی پہنے ہی الحاصل جب مین اُس پر نظر کرتا تھا اُس کا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر حالت سجدہ مین
فرمایا کہ اے نظام الدین وہ ایک چھری برہنہ کمر مین رکھتا ہی اُس سے کہو کہ فضیحت نہو یہان سے دفع ہو قلندر
یہ سنتے ہی بھاگ گیا اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے زرخطیر اُس قلندر کو دے کر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا
کہ عین سجدہ مین آنجناب کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہی کہ ایک روز شیخ فرید سجادہ پر بیٹھے
تھے اور اسی طور سے ایک قلندر نے آن کر بہ آواز درشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہی اور خلق کو اپنی
پرستش کو چھوڑا ہی شیخ نے جواب دیا مین نے نہین کی خداے تبارک و تعالے نے کی ہی کس واسطے کہ
کوئی شخص سواے خداے تعالے کے اپنے تئین ایسا نہین بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر ثنا خوان
ہو کر معتقد ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہین کہ ایک
درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اس نے ایستادہ
ہو کر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآورد کرکے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ نے اُس کنگھی کو
جو مدت سے استعمال مین لاتے تھے اُسے حقیر جان کر اُس کو جواب نہ دیا اور درویش بے شرم نے
بہ آواز بلند کہا اے شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو تجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا اس سے

زیادہ میرا مراحم حال نہو تجھے اور تیری برکت کو مین نے آب روان مین ڈالا قصہ کوتاہ فقیر عازم سفر ہوا جب اُس چشمہ پر جو قصبۂ اجودھن کے باہر جاری ہی پہونچا اور کپڑے اُتار کر غسل کے واسطے دریا مین در آیا ایسا بحر فنا مین ڈوب کر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اُس کا نشان نپایا کہ کیا ہوا اور راویون نے روایت کی ہی کہ قصبۂ اجودھن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندون پر سختی حد سے زیادہ تر کی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آزردہ ہو کر باپ سے عرض کی کہ آپ کی بزرگی سے ہمین یہ فائدہ پہونچا ہی کہ حاکم کی طرف سے رات دن غم و الم مین رہتے ہین شیخ یہ کلام سنکر آزردہ ہوئے اور عصا جو ہاتھ مین رکھتے تھے اٹھا کر زمین پر مارا اُسی دم حاکم درد شکم مین گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے مکان پر لے چلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طائر روح اس کا اثنائے راہ مین قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اور نقل ہی کہ اجودھن مین ایک عامل محرر تھا وہان کا حاکم اُس پر جور و تعدی کرتا تھا وہ شیخ کے پاس پناہ لایا اور التماس شفاعت و سفارش کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اس درویش کی منت کے سبب ہاتھ اس عامل درویش کے ظلم سے کوتاہ کر و حاکم نے شیخ کے فرمانے پر کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے لگا محرر نے پھر شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر حقیقت حال بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ مین نے تیری سفارش حاکم سے کی تھی لیکن اُس نے قبول نہ کی اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اس کے تیرے پاس بھی داد خواہی کی تھی اور تو نے نہ سُنی محرر اٹھا اور عرض کی کہ مین صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ مین بعد کسی کو نہ ستاؤنگا اگرچہ دشمن بھی ہو منقول ہی کہ اُسی وقت حاکم نے اُسے طلب کر کے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا اور اُس کی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس بے ادبی سے استغفار کی اور مصنف فرماتے ہین کہ مین نے کتاب سیر المشائخ مین دیکھا ہی کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت کے واسطے قصبۂ اجودھن کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین ایک مطربہ یعنی ارباب نشاط سے دیکھکر عاشق ہوئی اور وصل کی تدبیرین کرنی لگی اور جب اُس جوان نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی ہمراہی اختیار کر کے ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ آدم فریب ہوئی تھی خلاصہ یہ کہ ایک روز کسی تقریب سے دونون ایک بہل پر سوار ہوئے مطربہ نے اس قدر غمزہ اور عشوہ جوان سے کیے کہ جوان کو بھی کچھ خواہش اُسکی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز کرے اُس حال مین ایک مرد آیا اور طمانچہ اُسکے منھ پر مارا اور یہ بات کہی کہ شیخ کی خدمت مین بقصد توبہ دانا بت جاتا ہی اور دل فسق و فجور مین باندھتا ہی یہ کہکر غائب ہوا جوان متنبہ ہو کر مطربہ کے وصل سے باز رہا اور جب شیخ کی خدمت مین پہونچا شیخ نے فرمایا اے جوان تو نے مطربہ کی طرف میل کیا تھا حق سبحانہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے نگاہ رکھا جوان نے یہ کلام سنکر شیخ کے قدم پر سر رکھا اور باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ایک [illegible]

خلافت محمد شہ غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ نہایت مضطرب و متحیر شیخ کی خدمت
مین حاضر ہوئے شیخ نے پوچھا کہ ای محمد شہ تجھے کیا پیش آیا ہی جو تو اسقدر پریشان خاطر ہی اُس نے عرض کی کہ میرا
بھائی شدت مرض سے قریب ہلاکت ہی معلوم نہین ہوتا کہ مین اُسے جاکر زندہ دیکھون شیخ نے فرمایا مین تمام عمر
درگاہ الٰہی مین اسی طرح محزون رہتا ہون جیسا تو اس وقت محزون و مغموم ہی لیکن کسی سے اظہار نہین کرتا
اپنے گھر جا انشاء اللہ تعالے تیرے بھائی نے شفا سے کامل پائی ہی محمد شہ غوری جب مکان مین آیا اپنے
بھائی کو دیکھا کہ صحیح وسالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہی اور کسی طرح کی زحمت اور علالت نہین رکھتا اور شیخ نصیر الدین
محمود بھی اپنے پیر سے نقل کرتے ہین کہ ایک وقت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو ایک مرض سخت
لاحق ہوا یہان تک کہ آپ نے چند روز آب وطعام کی طرف مطلق رغبت نکی آپ کے صاحبزادون اور
دوستون نے اطبائے حاذق کو طلب کرکے نبض و قارورہ دکھایا انھون نے جواب دیا کہ یہ مرض
ہماری تشخیص مین نہین آتا کہ شیخ کس زحمت مین مبتلا ہین یہ کہکر وہ رخصت ہوئے دوسرے دن مرض نے
اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ اس وقت شیخ نے مجھے اور اپنے فرزند شیخ
بدرالدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب رات ہوئی ہم دونون حکم
کے موافق ساتھ حق کے مشغول ہوئے اس رات کو شیخ بدرالدین سلیمان نے خواب مین دیکھا
کہ ایک پیر مرد فرماتے ہین کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہی شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کس نے سحر کیا ہی
پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے چونکہ شہاب الدین نامے ساحر ایک شخص قصبہ اجودھن
مین نہایت مشہور تھا شیخ بدرالدین سلیمان نے اُنسے پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نے کہا کہ
ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھکر یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب مین تلقین
کیے تھے شیخ بدرالدین سلیمان کو یاد رہے یہ ہین ایہا المقبور المبتلا اللّٰہم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکف
بالسحر الالحق بنا اسکا ترجمہ یہ ہی کہ ای قبر مین گڑے ہوئے مصیبت مین مبتلا جان کہ تیرے بیٹے نے
فلان شخص پر سحر کیا ہی پس اُس سے کہدے کہ باز رکھے اپنے سحر کو ورنہ اسے پہونچیگا جو کچھ ساتھ ہمارے پہونچا ہی
اور مجھکو شیخ بدرالدین سلیمان نے اپنے مریدون کے باتفاق باپ کی خدمت مین جاکر رات کا واقعہ جو خواب مین
نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس کلمات کو یاد کرکے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش
کرو اور میری تسبیح فرمائش عمل مین لاؤ مین شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرکے وہان گیا اور اسکی قبر پر بیٹھکر کلمات
مذکورہ پڑھے اور چونکہ اسکی قبر کچی تھی اور ایک مقام پر سے کچھ مٹی اُفتادہ تھی مین نے اُسے اشارۂ غیبی سے
کھودا ناگاہ اس مین سے ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس پتلے کے جسم مین جا بجا سوئیان چبھوئی تھین اور
گھوڑے کی دُم کے بال اس صورت پر محکم باندھے تھے مین اسی طرح سے اُس پتلے کو شیخ کے روبرو
لایا اور اُس جناب کے حکم سے وہ سوئیان نکالتے اور بال کھولتے مین مشغول ہوا جونہی سوئیان

اُس پتلے کے جسم سے بر آمد ہوتی تھین اور بال نکالتے تھے شیخ کو ایک راحت اور صحت معلوم ہوتی تھی جب
سوئیان بر آمد ہو چکین اُس وقت اُس پتلے کو شیخ کے اشارہ کے بموجب توڑ کر آب روان مین پھینک دیا
اور اُس کے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین ساحر کے فرزند کو گرفتار کر کے شیخ
کی خدمت مین روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ کے قصاص مین اُس کی گردن
مارون شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرامت فرمائی مین نے اُسکے
شکریہ مین اس کا گناہ معاف کیا اور تم بھی اُس کی خطا بخشو نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک
روز مین شیخ کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیر کنان اجودھن مین پہونچے
وہ سب فقیر کج خلق اور منہ پھٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یون گویا ہوئے کہ ہم تمام جہان مین پھرے
کوئی درویش ایسا کہ جس کی ہمین تلاش ہے نہین ملا مدعی خود غرض دنیا دار بہت ہین شیخ نے فرمایا کہ
تم ایک ساعت توقف کرو مین تمھین ایک درویش دکھاؤن انھون نے قبول نہ کیا اور اُٹھ کھڑے
ہو گئے شیخ نے فرمایا اگر جاتے ہو تو خبردار فلان راستہ سے نہ جانا انھون نے شیخ کے فرمانے پر التفات نہ کی
اور جان بوجھکر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھکر شیخ نے آبدیدہ ہو کر انا للہ و انا الیہ راجعون
پڑھا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ پانچون آدمیون کو باد سموم یعنی لو نے مارا چار فوراً مر گئے اور ایک
شخص اُن مین سے ایک کنوئین پر پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب خیر المجالس
مین نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک طالب العلم مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور وہ رعونت سے خالی نہ تھے ایک دن ایک جوگی جماعت خانہ مین پہونچا نصیر الدین نے اُس سے
پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے دراز ہوتے ہین اور جو مشائخ اُس زمانہ کے سر کے بال نہایت مکروہ
جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور موئے دراز کے بارہ مین حدیث تحت کل شعرة جنابة نقل
کرتے تھے اس وجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گران گذری اور اُنھین دنون مین
خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے نواسہ شیخ کے پاس اجودھن مین آئے
اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال ترشوانے کی التماس کی شیخ فرید نے فرمایا کہ مین
آپ کے خانوادہ عظیم الشان کے مائدہ فیض سے ایک ریزہ روٹی کا بھیک مانگ لایا ہون نہایت
ادب ہے کہ مین آپ کو دست بیعت دے کر مرید کرون خواجہ وجیہ الدین نے عرض کیا کہ آپ کا مثل اِس
زمانے مین کہان ہے کہ اس کی خدمت مین جا کر سعادت دارین حاصل کرون اور مین اس بارہ
مین سنجیدہ ہون آپ کا دامن نہ چھوڑون گا شیخ نے جب انھین نہایت مصر دیکھا اُس منبع اخلاص کو
خرقہ خاص دے کر سرفراز فرمایا اور سر کے بال ترشوائے اور اُسی عرصہ مین نصیر الدین متعلم
بھی کہ درازی بال کے مستفید تھے اُنھون نے بیعت کر کے سر کے بال دور کیے اور جو بضاعت

اور متاع تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشون کے صرف مین لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار کیا اور کتاب خیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی مین مسطور ہی کہ ایک دن شیخ اپنے حجرہ مین بذکر حق مشغول تھے ایک قلندر نے آن کر شیخ کی گلیم پر اجلاس کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نے تھوڑا طعام حاضر کیا قلندر نے کھانا تناول کر کے کہا کہ مین شیخ کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہون جواب دیا کہ اس وقت شیخ ذکر حق مین مشغول ہین کوئی اُس وقت شیخ کی خدمت مین جا نہین سکتا قلندر نے اُس وقت اپنی جھولی مین سے گیاہ سبز[1] کہ وہ قوم ساتھ اُس کے منسوب ہی نکال کر کچکول مین ڈال کر اُس کے گھوٹنے مین مشغول ہوا چنانچہ اس مین سے کسی قدر شیخ کے کمل پر جس پر وہ بیٹھا تھا گری مولانا بدر الدین نے اُس سے یہ بات کہی کہ اے درویش بے ادبی حد سے زیادہ کیا ہے یہان سے اُٹھکر علیحدہ بیٹھو یہ سنتے ہی قلندر طیش مین آن کر کچکول اُٹھا کر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ شیخ نور باطن سے دریافت کر کے حجرہ سے برآمد ہوئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر بمنت تمام کہا کہ آپ یہ گناہ میرے کہنے سے بخشین قلندر نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہین اُٹھاتے اور جب اُٹھاتے ہین جب تک کسی کے ماتھے نہین جاتی نہین اُتارتے ہین شیخ نے کہا اس دیوار پر اُتار دے اس فقیر نے کچکول دیوار پر کہ نہایت محکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اس وقت قلندر سرنگون ہو کر عرض نیاز کر کے رخصت ہوا اور شیخ فرید نے خواجہ بدر الدین اسحق سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتے ہین اور وہ گھاس کہ اُس نے گھوٹی تھی شاید وہ ہو کہ قلندر استعمال کرتے ہین اور شاید اُس نے امتحان کے واسطے نکال کر گھوٹی ہو اور منقول ہی کہ یہ مولانا بدر الدین اسحق بخارا کے رہنے والے تھے اور علم معقول و منقول سے خوب واقف تھے کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس دیتے تھے اور درویشون سے اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُن سے اور اُن کے ہمعصرون سے کئی مسائل مشکل حل نہ ہوتے تھے بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجودھن مین پہونچے اُن کے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لے چلین نہایت احسان ہوگا اُنھین جواب دیا کہ تم جاؤ ہم نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہین ایسی لیاقت نہین رکھتے کہ کوئی شخص اُن کی صحبت مین اپنی اوقات ضائع کرے لیکن رفقا مصر ہو کر اُنھین بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے اُس مجلس مین اُن کی تمام مشکلات بہ تقریبات حل فرمائین اور مولانا بدر الدین اسحق نے وہ حالت مشاہدہ کر کے عزیمت بخارا ترک کی اور شیخ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک پشتارہ لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر شیخ کے مطبخ مین صحرا سے لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخر الامر شیخ اپنی بیٹی مولانا کے حبالۂ نکاح مین لائے اور اپنی دامادی سے اُنھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیر الدین سے منقول ہی کہ قصبۂ اجودھن سے چار کوس کے فاصلہ پر شرکت فنا کی حاکم تھا اور اُسکے

[1] لہ یعنی بھنگ ١٢

پاس ایک شاہین تھا کہ وہ ہرن کے بچہ اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اُسے نہایت دوست رکھتا تھا
اور میر شکار کے سپرد کرکے یہ تاکید کی تھی کہ خبردار تو میری غیبت مین کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا پرواز
کرے اور پھر دستیاب نہووے قضا را وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لیکر ایک موضع کی طرف
سوار جاتا تھا اُس اثنا مین کئی کلنگ دکھائی دیے اور اُس کے دوستون نے شاہین چھوڑنے
کی تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہین اور گھوڑے چالاک اور راہوار رکھتے ہین اسے کسی طرف
جانے نہ دینگے اور جب مبالغہ حد سے گذرا میر شکار نے ناچار ہوکر اُسے اُڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کرگئے
اور باز ایک سمت پرواز کرکے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہرچند تلاش کی عنقا کی طرح اُس کا کہین نشان نہ ملا
میر شکار ترک کئے قہر و سیاست کے خوف سے گریان اور چاک گریبان ہوکر بہزار محنت اجودھن مین پہونچا اور
اس طرح سے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مرجاتا ہے جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا
اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجکو دستیاب نہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور میرے زن و فرزند کو قید
کریگا شیخ کو اُسکے حال پر رحم آیا متوجہ ہوئے اور اُسکے واسطے کھانا موجود کرکے فرمایا کہ اسے تناول کر
خدا کریم ہے شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ شاہین آن کر ایک درخت پر بیٹھا اور
میر شکار اُسے دستیاب کرکے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہوکر گھوڑا اپنی سواری کا پیشکش
کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا گھوڑا تجھے ضرور ہے تو اُسپر سوار ہوکر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ تجھے میسر ہو
خدا کی راہ مین فقیرون کو دے خلاصہ یہ کہ میر شکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیکر جو کچھ مال دنیوی سے رکھتا تھا
فقرا کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونے کا قصہ سنکر شیخ کی ملازمت
مین حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی نے نقل کی ہے کہ قصبہ اجودھن کے اطراف مین ایک موضع تھا اور
اُس موضع مین ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا جب دیپالپور کے داروغہ نے کسی سبب سے اُس
موضع پر چڑھائی کرکے تاراج کیا اور لوگون کے زن و فرزند اسیر ہوئے روغن فروش کی عورت کہ بہت
جمیلہ تھی اسیر ہوئی اس سبب سے روغن فروش گریان با سینہ بریان ہر طرف اُس کی تلاش مین دوڑا جب
کہین اُسکا سراغ نہ ملا پریشان اور بدحواس شیخ کی خدمت مین آن کر عرض حال کی شیخ نے ایک لحظہ تامل
کرکے فرمایا کہ تو تین دن یہان رہ دیکھ حق سبحانہ تعالے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین لاتا ہے پھر روغن فروش
کے روبرو کھانا حاضر کرکے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک محرر کو کسی مقام سے قید کرکے اجودھن
مین لائے وہ محافظون کو موافق کرکے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان کی اور التماس
دعا کی شیخ نے ارشاد کیا کہ اگر حق تعالے تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت کی مبذول فرماوے
کیا شکرانہ بجالاویگا اُسنے عرض کی کہ مین جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہون پیشکش کرونگا شیخ نے فرمایا
یہ سب مال مین نے تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہے کہ داروغہ تجھے بعد خلعت کے ایک کنیز دیگا

تو اس کنیز کو اس روغن فروش کے حوالہ کرنا محرر نے شیخ کا فرمان بصدق دل قبول کیا اور روغن فروش سے
یہ بات کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ اگر مجھے یہ مقدرت حاصل ہو کہ دس
لونڈیاں خرید کروں لیکن میں اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہوں شیخ نے تبسم کر کے فرمایا بھلا
تو اس محرر کے ہمراہ جا دیکھ خدا کیا کرتا ہے ناچار وہ گیا اور نویسندہ کے مکان کے قریب جب پہنچا محرر کو
جب داروغہ کے سامنے لے گئے بغیر فہمید محاسبہ اسے خلعت اور گھوڑا دے کر رخصت کیا اور پیچھے سے
ایک کنیز حسین مہ جبین کہ جیسی محرر نے وہ لونڈی جس طرح سے برقع پوش آئی تھی روغن فروش کے پاس
بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہے اس عورت کی جو ہیں نظر خاوند پر پڑی برقع دور کرکے دوڑی اور
دونوں شادان و فرحان شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سر اُن کے قدم مبارک پر رکھکر مرید
ہوگئے اور حضرت شیخ فرید الدین کہ ملقب بہ گنج شکر ہیں اس لقب کے بارہ میں بہت روایتیں گوش زد
ہوئی ہیں لیکن تاریخ حاجی محمد قندھاری میں یوں مسطور ہے کہ جن دنوں میں شیخ دہلی میں خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی ملازمت میں رہتے تھے اور غزنین کے دروازے کے قریب مسکن رکھتے تھے
ایک روز برسات کے موسم میں راستوں میں نہایت کیچڑ تھی پیر کے دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا
پاؤں میں نعلین چوبیں پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئے اور چونکہ سات دن گذرے تھے کہ
شیخ فرید نے روزہ کے سبب سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا ضعف نہایت غالب تھا اثناے راہ میں آپکے
پاؤں نے لغزش کی کیچڑ میں گر پڑے یہاں تک کہ تھوڑی سی مٹی آپکے دہن مبارک میں داخل
ہوئی حکم خدا سے وہ شکر ہو گئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت میں پہنچے اُنھوں نے فرمایا اے
فرید تھوڑی سی مٹی تیرے دہن میں پہنچکر شکر ہو گئی کیا عجب ہے جو قادر ذوالجلال نے تیرے تمام جسم
کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ تجھے شیریں رکھیگا شیخ نے شکر شکر الہی دہن
میں ڈالکر جب بازگشت کی جس مقام میں پہنچے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپس میں کہتے ہیں شیخ فرید الدین
مسعود گنج شکر آتے ہیں اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک دن اثناے راہ میں بنجارے نمک دہلی
میں لاتے تھے شیخ فرید سے دوچار ہوکر تھوڑی شکر خدمت میں لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق
میں دعا کیجیے تو ہماری پونجی میں برکت ہو اور قیمت زیادہ خوب بکے شیخ نے اس گمان سے کہ تمام
شکر لادے ہیں توجہ کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دس بارہ روز کے بعد دہلی میں پہنچے جب سر گونوں
کا کھولکر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ خاص و عام میں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ملقب ہوئے
اور اس کتاب کے مؤلف محمد قاسم فرشتہ نے اپنے زمانہ کے ثقہ مشائخ سے یوں سنا ہے کہ شیخ
کو عہد لڑکپن میں جس طرح کہ عادت لڑکوں کی ہوتی ہے شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی
والدہ نے ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کریں اپنے نور عین سے یہ فرمایا کہ اے فرزند جو شخص صبح کی

نماز جلد ادا کرتا ہے حق تعالیٰ اُسے شکر عنایت فرماتا ہے اور آپ یہ کام کرتی تھیں کہ شکر ایک پوڑیا میں لپیٹ کر
آپ کے سرھانے رکھ دیتی تھیں اور شیخ بعد فراغ دوگانہ صبح شکر اپنے سرھانے سے اُٹھا کر نوش کرتے تھے
یہانتک کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اب فرزند فضل
خدا سے ہوشیار ہوا ہے شکر رکھنے کی حاجت نہیں اُسکا رکھنا موقوف کیا لیکن قسام حقیقی نے اُسکا
وظیفہ برطرف نہ فرمایا اُسی طرح سے پہونچاتا تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ
فرزند شکر موقوف ہونے کی شکایت نہیں کرتا ہے ایک دن پوچھا کہ اے فرزند تجھے شکر ملتی ہے شیخ نے کہا
ہاں برابر ملتی ہے وہ عفیفہ سمجھیں کہ شاید کوئی پرستار شکر شیخ کے سرھانے رکھ دیتی ہے جب دریافت کیا معلوم
ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہیں شیخ کی وفور اعتقاد کی برکت سے یہ پوڑیا شکر کی غیب سے پہونچتی ہے اس واسطے حضرت
کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا ناقل ہیں کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہانتک کہ
اگر عارضہ بھی ہوتا یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سے افطار کرتے
تھے یعنی یہ معمول تھا کہ وانہ منقے کے ایک ظرف میں ڈالکر پانی میں بھگوتے تھے اور اسکا شربت نکالکر افطار
کے وقت بہ مقدار تین درم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقے کے دہن مبارک میں ڈالتے تھے اور باقی
حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دو نان گھی میں چپڑی ہوئیں کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھیں بعد
افطار شیخ کے روبرو لاتے تھے اور شیخ اُس میں سے ایک ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتے تھے
اور باقی حضار مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اس کے باستغراق نماز عشا میں مشغول ہوتے تھے اور جب
ابتدا سے حال میں قصبۂ اجودھن میں آن کر ساکن ہوئے نذرین کم ہوتی تھیں ان دنوں میں شیخ اور اُن
حضرت کے اہل و عیال میوہ پیلو اور دیلہ وغیرہ سے کہ اُس ولایت کے جنگل میں پیدا ہوتا ہے اوقات بسر کرتے
تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے اُسی عرصہ میں بادشاہ ناصر الدین شہر یار دہلی کہ اوچہ اور ملتان کی طرف متوجہ ہوا تھا گذر
اُس کا اجودھن میں ہوا اور شیخ کی زیارت سے مشرف ہو کر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکرگاہ
میں پہونچکر اُس نے فرمان چار موضع کلان کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغخان داروغہ دواب کی صحابت سے شیخ کے
پاس بھیجا شیخ نے فرمان دیہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دیہات سے کیا کام ہے اور زر نقد قبول کر کے
جماعت کے درویشوں کو تقسیم کیا نقل ہے کہ اجودھن میں شیخ مرض سخت میں مبتلا ہوئے کہ امید زیست نہ تھی
اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحٰق ہانسوی اور مولانا بدر الدین اور درویش علی بہارہ کو شیخ نے
اشارہ کیا کہ فلان گورستان میں جا کر دعائے خیر میں مشغول رہیں چنانچہ یہ بزرگوار حکم کے موافق اُس
مقام میں جا کر دعا میں مصروف ہوئے اور پھر کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں
کہ میں نے شیخ کو اُن کر اُس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر ڈالکر اُسپر تکیہ کئے ہوئے
اور عصا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا کہ آپ تک پہونچا تھا آغوش میں رکھے ہوئے [illegible]

حق پرست اُس پر پہنچی اپنے رد ے مبارک پر ملتے ہین جب نگاہ حضرت کی ہم پر پڑی فرمایا کہ یارون کی دعا
نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی ہم سب سرنگون ہوکر سکوت مین آئے لیکن درویش علی جو سب سے آگے
کھڑا تھا اُس نے یہ عرض کی دعا ناقصون کی کاملون کے حق مین اثر نہین کرتی ہی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین
کہ اُس وقت شیخ نے مجھے بلا کر عصاے مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا تھا کہ تو جو خدا سے
چاہیگا پاویگا مین سرنگون ہوکر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ پلٹ آئے اور مبارکباد
کہنے لگے اس کے بعد سب اعزا اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل مین یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میری
دعا کی اجابت کے واسطے حق سبحانہ تعالے سے درخواست فرمائی ہی اور یقین ہی کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے
بہتر یہ ہی کہ آج پھر شب کو شیخ کی صحت کے واسطے قیام کرون غرضکہ جب دعا مین مشغول ہوا آخر شب کو
مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ میری دعا درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت مین
گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر رو بقبلہ بفراغ خاطر و فوق افزا ہین اور درد و الم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر
مجھ پر پڑی فرمایا اے درویش نظام الدین جب میری دعا تیرے حق مین قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق مین مستجاب
ہوئی یہ فرما کر وہ مصلا جس پر تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہے کہ جب
شیخ فرید ہانسی سے آن کر قصبہ اجودھن مین ساکن ہوئے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل
کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصبہ کھوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس قصبہ مین پہونچے
اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کرکے قصبہ اجودھن کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس راستہ مین جنگل بہت تھا اور
پانی کمیاب جب آدھی راہ طے ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے سایہ مین بٹھا کر خود گھوڑے پر
سوار ہوکر پانی کی تلاش مین گئے اور پانی تلاش کرکے جب اُس درخت کے نیچے آئے اپنی والدہ کو نہ دیکھا
مضطرب اور حیران ہوکر ہر سمت دوڑے کہین اُن کا نشان نہ پایا ناچار بادل غمگین اور خاطر حزین قصبہ اجودھن
کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان کیا شیخ نے کچھ تصدق فقرا کو پہونچا کر صلحا کو
کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر
نگاہ پڑی آپ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اس نواح کے گرد پھر کر دیکھے شاید والدہ کی ہڈیون کا نشان ملے
جب آگے بڑھے ایک جا پر کچھ ہڈیان آدمی کی افتادہ دیکھین صفائی باطن سے سمجھے کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام
ہڈیان جمع کرکے ایک خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ
لاؤ اور اُسکا منہ کھولکر سب ہڈیان مصلے پر گرا دو شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اٹھا لائے لیکن جب منہ اُس کا کھولا ایک
استخوان نہ دیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہی کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی خدمت مین حاضر تھا ایک
بال محاسن مبارک سے جدا ہوا مین نے فی الفور اُسے اٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم ہووے مین اُس کا تعویذ بناؤن
فرمایا خوب ہی پھر مین نے وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام اپنی دستار مین رکھا اور جب مین اجودھن

سے دہلی مین آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط سے اُسے دیتا تھا کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس دیوے غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو مین نے دیا اُس نے فضل خدا سے صحت پائی یہان تک کہ تمام شہر مین اُسکی شہرت ہوئی اور مین نے وہ تعویذ ایک طاق مین رکھ دیا ایک روز ایک میرے دوست جن کا نام تاج الدین مینائی تھا آئے اور مجھسے اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہی مین نے حجرہ مین جاکر اُس تعویذ کو اُس طاق مین اور بھی طاقون مین ہرچند ڈھونڈھا نہ پایا وہ دوست محزون اور مغموم گیا اور اُس کا فرزند جانبر نہوا اور جب دو دن کے بعد اور بیمار آیا مین نے حجرہ مین جاکر جو دیکھا وہ تعویذ اُسی طاق مین موجود تھا اُس کو دیا اُس نے شفا پائی چونکہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنے والا تھا اُس وقت پیدا نہوا اور منقول ہی کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سنام قصبۂ اجودھن مین آیا اور وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک مین لکھا تھا اُس کے پڑھنے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد اُس نے قصیدہ مطول شیخ کی مدح مین کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُس کے آغاز سے انجام تک ایستادہ ہوکر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھ اور پھر پڑھ اُس نے بیٹھکر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہی شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ نہایت پیر ہی اور ناداری اور عسرت کے سبب اُس کی پرورش سے عاجز ہون امیدوار ہون کہ شیخ کی توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جا شکرانہ لا جو کہ شیخ کا شکرانہ طلب کرنا دلیل حصول مقصود تھا شمس الدین خوش خوش اُٹھکر اور تلاش کر کے پچاس جیتل نقد لایا شیخ نے درویشون پر تقسیم کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی برکت سے شمس الدین اُنھین دنون مین شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہی کہ ایک فاضل مولانا حمید نام طغرل کی ملازمت مین رہتے تھے جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کی طرف سے بنگالہ کا حاکم تھا ایک روز مولانا دست ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی اُنھین دکھائی دی اُس نے کہا کہ اے حمید تو اہل علم ہی اس جاہل کے روبرو کیون کھڑا ہی پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی نہج سے طغرل کے روبرو ایستادہ تھے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کیا مولانا سمجھے کہ یہ کشش شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ہی بیتاب ہوکر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت مین مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا کہ اے حمید تونے دیکھا کہ مین کس صورت سے تجھے یہان لایا مولانا نے جب یہ کلام سنا اُسی وقت علائق دنیوی ترک کر کے تجرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت وعظ اور ارشاد مین مشغول رہے آخرش مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہوئے اور یہ بھی منقول ہی کہ اوچہ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا اُس نے ایکبار ملا عارف کو جو اُس کی خدمت مین رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے تھے مبلغ دو سو تنگہ سفید اُن کے سپرد کیے اور یہ بات کہی کہ تم قصبہ اجودھن مین جاکر یہ روپیہ شیخ فرید کی خدمت مین پہونچاؤ اور میرے واسطے التماس دعا کرو جب مولانا قصبہ اجودھن پہونچے اُنکے دل مین یہ خیال گذرا

کہ خط وکتابت درمیان مین نہین ہی جو مبلغ کی تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہی کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے
پاس رکھ چھوڑیے آخرش وہی کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا اے مولانا عارف تو نے حق برادری کا ساتھ
اس درویش کے ادا کیا یعنے نقود مشترکانہ نصفا نصفی کر لیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ
اور محجوب ہوئے اور یہ عرض کی کہ ہمت ملایان مفلوک کی اہل سلوک کے برابر نہین ہی اور وہ سو روپیہ
بھی حاضر کیے شیخ نے فرمایا روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا
نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد وجنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشون کو
دے کر عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ
سیستان کی سمت روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے اور منقول ہی کہ شیخ ایک
وقت دوپہر کو اپنی خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدر الدین اسحق اور مولانا
جمال الدین ہانسوی حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ مین کھڑے ہوئے تھے اس وقت
ایک ملا یوسف جو آپ کے قدیم مریدون مین تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چند مدت
سے مین خدمت اور ملازمت کرتا ہون ابھی تک اسی مرتبہ پر ہون۔ اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت
کی فیض بخشی سے خرقہ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائض ہوگئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا اے درویش ہر شخص
بقدر قابلیت اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہی اس مین ہماری کچھ تقصیر نہین ہی یہ کلام تمام نہوا تھا
کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار خشت پختہ
کا تھا جو عمارت کے واسطے لائے تھے شیخ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ اس تودہ مین سے ایک
اینٹ پختہ لا کہ مین اس پر بیٹھون لڑکا دوڑ کر ایک اینٹ مسلم سر اٹھا لایا شیخ اس پر بیٹھے پھر
فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین کے واسطے لا وہ جا کر ایک اینٹ درست ان کے واسطے اٹھا
لایا اسی طور سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق ایک اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا
بدر الدین اسحق کے واسطے بھی اٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری آئی وہ لڑکا اس انبار سے بہ مشقت
تمام ایک خشت نصف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھ دیا یہ ماجرا
دیکھکر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا اے یوسف مین کیا کرون نصیب تیرا اورون کے برابر
نہین ہی غرضکہ قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کس واسطے کہ مصرع تقدیر کے لکھے کو مٹانا نہین ممکن
اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوا آخرش
ساتھ اس زحمت کے رحمت حق مین واصل ہوئے اور اس مرض مین مجھے خرقہ خاص سے سرفراز فرما کر
ماہ شوال سنہ ٦٦٩ چھ سو انہتر ہجری مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت اشک گرم
دیدۂ حق بین مین بھر لائے اور فرمایا جا تجھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی اس جدائی سے ایک

درد والم ایسا لاحق ہوا جیسا پہلے کبھی جدا ہونے مین نہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب مین دہلی مین پہونچا مین نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد ادائے نماز عشا بیہوش ہوئے اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آن کر مولانا بدر الدین اسحٰق سے پوچھا کہ مین نے عشا کی نماز پڑھی کہا ہان اُس جناب نے نماز عشا پھر احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے جب ہوش مین آئے فرمایا ایکبار اور از راہ احتیاط کے نماز عشا ادا کرون کیا معلوم پھر میسر ہو یا نہین چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین دہلی مین ہے مین بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی مین تھا اور مولانا بدر الدین اسحٰق کے کان مین آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مجھے پہونچا ہے جیسا کہ تمکو معلوم ہے اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کر کے وضو کیا اور دوگانہ ادا کر کے سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ مین رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی پانچوین تاریخ سنہ ۶۶۴ھ سات سو ساٹھ ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے ہین اور منقول ہے کہ مولانا بدر الدین اسحٰق نے وصیت کے موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس پہنچایا اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُن کے فرزندون کے پاس رہا اور افواہاً یہ بھی سنا جاتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا شیخ کی خبر فوت سنکر قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کر کے جامہ مذکور مولانا بدر الدین اسحٰق سے لیکر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہے کہ تین شخص نظام نام شیخ کی خدمت مین تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھانجے یعنی ہمشیرۂ شیخ کے لڑکے تیسرے شیخ نظام الدین اولیا اور چونکہ پسر شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اس واسطے سجادہ اُنھین نہ دیا اور جب آپ کی ہمشیرہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہووے شیخ نے فرمان لکھکر اور بھانجے کو دے کر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جا کر اسے صحیح کرا کے لاؤ اور مولانا جمال الدین ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح نہ کیا اور اُس نے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیرہ کے حسب التماس فرمان دوسرا لکھ بھیجا اور اُس مرتبہ مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہوکر اُسے چاک کیا شیخ نے فرمایا کہ مین جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہین سی سکتا اور بعد اس کے ایک مدت کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دے کر مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان مین درج کی ـ بیت

ہزاران در دہزاران بی سپاس
کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس
اور کتبہ کو صحیح کر کے دہلی مین روانہ کیا

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات

شہنشاہ اورنگ عرفان حق	دلش صدر دیوان ایوان حق	ملک بردہ دریوزہ از شان او
فلک کاسہ سبز درخوان او	قدم راندہ زان گونہ در راہ فقر	کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر
بباطن ز تکوین اطوار محو	بہ ظاہر ز تمکین نگہدار سہو	دلش ساکن ملک ذات صفات
زہے پاک دین وزہے نیک ذات	نظام الحق آن شیخ عالی مقام	کزو کار ارباب دین شد تمام

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انوار منزل کتب معتبر تصوف کی طرف مثل فصوص الحکم اور مواقع النجوم اور اُن کی شرحون کے مطالعہ مین مائل تھا اور ابوحنیفہ کی فقہ مین اور تفسیر اور حدیث اور اصول و کلام مین استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان کی طرف آن کر شہر بداؤن مین متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر مین ماہ صفر ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے اُن کے والد نے قضا کی اور اُن کی والدہ پرورش مین مصروف ہوئین اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہونچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی مین مشغول ہوئے اور جب بداؤن مین کوئی مدرس نہ رہا وہ جناب پچیس برس کے سن مین اپنی والدہ کو لے کر دہلی مین آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی اور اُس وقت دہلی مین ایک فاضل متبحر اور علماے وقت سے سر آمد تھے اُن کا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اُنھین آخر مین بخطاب شمس الملک مخاطب کر کے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگ ریزہ نے اُنکی مدح مین کہا ہے **بیت**

شمسا کنون بکام دل دوستان شدی	فرماندہ ممالک ہندوستان شدی

اور قبل وزارت درس مین مشغول رہتے تھے پھر شیخ اُنسے ملکر اُن کے شاگردون کی سلک مین منسلک ہوئے اور وہ ایک حجرہ رکھتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کے واسطے تھا اور تین شاگرد جو صاحب استعداد تھے وہ اُس حجرہ مین سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُس کے باہر درس کرتے تھے اور ان تین شخصون مین ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبدالباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے آپ کی موسیت اور تیزی فہم سے آگاہی پائی تو شاگردون سے آپ کی تعظیم مین اورون سے زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جس وقت وہ آتا مولانا از راہ دل لگی اُس سے فرماتے تھے کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا تاکہ پھر وہ کردن جو تو حاضر ہوا کرے اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا اُنھین جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے **بیت**

باری کم از انکہ گاہ گاہے		آئی و بما کنی نگاہے	

اور شیخ نظام الدین اولیا کا جو بحسب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علماے دہلی پر علم مین فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا اکثر اوقات اُنکی صحبت مین بیٹھے تھے قضارا جوان دنون مین والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہو گئی تھین اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر صحبت رہتے تھے اور غم تنہائی رفع کرتے تھے یہانتک کہ روز بروز محبت فیما بین بڑھتی گئی اور آپس مین نہایت اتحاد ہوا اور بعد اُس کے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لے کر مراتب عالیہ پر فائز ہوتے اور معاش کے واسطے عہدۂ قضا کی فکر مین ہوئے ایک دن اثناے کلام مین شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحۂ خیر پڑھین کہ مین کسی مقام کا قاضی ہون اور خلق خدا کو انصاف سے راضی رکھون یہ سنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہین سنا پھر بہ آواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہون کہ مین کسی مقام کا قاضی ہو جاؤن اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو مین جانتا ہون اور انھین دنون مین شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی مین تھے صبح کے وقت سنا کہ موذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُس وقت مین جو آوازہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مشیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی مجلس مین غائبانہ شیخ کی مشیخت اور کرامات کے اوصاف سنکر شیخ نظام الدین اولیا اُن کی زیارت کے نہایت مشتاق تھے صبح کو بغیر سواری اور زادراہ کے قصبۂ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے اور روز پنجشنبہ کو ظہر کی نماز کے وقت آن حضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر چند چاہا کہ اپنے اشتیاق اور اخلاص کا حال بیان کرین حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ شرح اشتیاق کچھ عرض نہ کر سکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کرکے فرمایا لکل دخیل دہشۃ مرحبا خوش آیا اور صفا لایا تو انشاء اللہ تعالے لے نعمت دینی اور دنیوی سے برخوردار ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقۂ درویشی کا حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک مین منسلک ہوئے اور اس زمانہ مین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو عسرت کمال تھی اکثر آن حضرت کے متعلقین اور فرزندون کو ہر ہفتہ مین ایک یا دو فاقہ گذرتے تھے اور ان بزرگوار کی صحبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا القصہ مولانا بدر الدین اسحق بخاری کہ جامع معقول و منقول تھے لکڑیان جنگل سے باورچیخانہ کے واسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی

صحرا سے ویلہ کہ مراد کریل کے درخت کے پھل سے ہے اور اکثر آدمی اُس پھل کو سرکہ اور نمک مین ڈالکر اچار بناتے
ہین حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آب کشی اور باورچیخانہ کی دیگین دھوتے تھے اور شیخ نظام الدین
اولیا از روے صدق و صفا کھانا پکاتے تھے اور باحتیاط تمام کھانا پکاکر ظروف گلی اور کچکول چوبین مین نکالکر
افطار کے وقت شیخ کی مجلس مین لیجاتے تھے لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہوتا تھا اور دو دو تین تین روز
نمک میسر نہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اُس خدمت پر مامور ہوئے اس بقال سے جو اُس
مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی غیب سے جو کچھ پہونچتا تھا کھانے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور کبھی ایک درم
نمک قرض لیکر کاسہاے ویلہ مین کہ جوش ہوتے تھے ڈالتے تھے اور ہر روز شیخ کے روبرو اور درویشون
کے سامنے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحٰق اور شیخ نظام الدین
اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ مین تناول کرتے تھے اور شیخ کے قریب بیٹھتے تھے ایک دن جب
تمام حضار مجلس اپنے اپنے مقام مین بیٹھ گئے شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر دست مبارک کاسہ کی طرف لیگئے
اور لقمہ اُٹھاکر فرمایا کہ یہ لقمہ میرے ہاتھ مین گران معلوم ہوتا ہے اس لقمہ کو منہ مین رکھنے کا حکم نہین ہے شاید کہ
اس کھانے مین شبہہ ہے یہ کہکر لقمہ کاسہ مین ڈالدیا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ یہ کلام سنتے ہی میرا
بدن کانپنے لگا فوراً مین نے ایستادہ ہوکر نہایت ادب سے یہ عرض کی کہ یا حضرت لکڑیان اور کریل کے پھل
اور پانی باورچیخانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا بدرالدین لاتے ہین سبب شبہہ کا معلوم
نہین ہوتا ہے حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نے فرمایا کہ نمک جو اس کاسہ مین پڑا ہے وہ کہان سے آیا ہے شیخ
نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئے اور سر زمین پر رکھکر صورت حال عرض کی شیخ نے ارشاد کیا فقرا اگر فاقہ
سے مرجاوین بہتر ہے لیکن لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیوین کس واسطے کہ قرض اور توکل کے مابین بعد
مشرقین ہے اگر ادا نہووے وبال اس کا قیامت تک گردن پر رہے پھر فرمایا یہ کاسے درویشون کے
آگے سے اُٹھاکر او محتاجون پر تقسیم کرین اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مجھ مین ایک عادت تھی جیسا کہ
طلبا کا دستور ہے کہ اگر کوئی شے نہایت ضرور ہوتی ہے قرض لیتے ہین مین بھی قرض لیتا تھا لیکن اُس دن
سے مین نے استغفار کرکے یہ نیت کی کہ ہر چند احتیاج اشد ہووے آیندہ ہرگز قرض نہ لونگا اور
شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے وہ کمل کہ جسپر اجلاس فرماتے تھے مجھے بخشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ
قرض کے محتاج نہوگا اور جب شیخ نظام الدین اولیا ایک مدت کے بعد چند منگذاری سے مرتبۂ کمال
کو پہونچے پیر نے اُنھین اورون کی تکمیل کی اجازت دیکر دہلی کی سمت رخصت کیا اور اُنھون نے رخصت
کے وقت اپنے پیر کی نصیحت یاد رکھی کہ ان حضرت نے فرمایا ہے کہ دشمنون کو جس طور سے ہوسکے راضی اور
خوش رکھنا اور جس شخص سے قرض لینا اُس کے ادا کرنے مین نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافت
ہوئے مع ایک درویش کے ایک مقام مین پہونچے کہ فی الحقیقت وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اس مقام مین

مسافرون کو لوٹتے تھے ناگاہ اُس مقام مین پانی برسنے لگا شیخ ایک لحظہ درخت چھتنار کے سایہ مین ایستادہ ہوئے
ناگاہ پانچ چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کی طرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل مین یہ خیال گذرا
کہ کمل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہے اگر خدا نخواستہ اس پر نظر بد لگی مین آبادی مین ہرگز نجاؤنگا اور
کسی کو اپنا مُنھ نہ دکھاؤنگا اسی اندیشہ مین تھے کہ راہزنون نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے مُنھ موڑا
اور دوسری جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الخیر والعافیت دہلی مین داخل ہوئے دوسرے دن شیخ نجیب الدین
متوکل سے ملاقات کر کے ماجرا اس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح
بیان کیا اس کے بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک کتاب عاریت لے کر گم کی تھی تشریف لیگئے
اور اُس سے یہ کہا کہ ای مخدوم اس روز کہ مین تم سے کتاب عاریت لے گیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہے
نیت صادق رکھتا ہون کہ کاغذ بہم پہونچا کر وہ نسخہ نقل کر کے آپکے پاس حاضر کرونگا اس شخص نے جب یہ کلام
سُنا ایک لحظہ شیخ نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہین اُسکا ثمرہ
خدا کی خوشنودی کے سوا نہین ہے مین نے وہ کتاب آپ کو بخشی شیخ وہان سے پھر ایک بزاز کے پاس گئے اور
فرمایا کہ مین نے تجھسے کپڑا خرید کیا تھا اب اُس کی قیمت لایا ہون لے بزاز نے دس روپیہ لیے اور باقی
حضرت کو معاف کیے اور کہتے ہین کہ اُس وقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی مین ایسا مقام تخلیہ کا میسر نتھا
کہ اُس مین بیٹھکر ذکر حق مین مشغول ہو وین اور اس شہر مین شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ پسند نہ آتا تھا کہ
ساکن ہو وین جو اُن دنون مین قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے باہر جاکر صحرا مین بسر
لیجاتے تھے ایک روز قتلغخان کے تالاب کے کنارے ایک درویش پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوے
اُن کے ناصیہ حال سے ہویدا تھے شیخ نظام الدین اولیا نے دیکھا اُن سے پوچھا کہ ای مخدوم تم اس شہر مین
رہتے ہو انھون نے کہا ہان پھر پوچھا کہ آپ اس شہر مین خواہش طبع سے رہتے ہین انھون نے جواب دیا نہین
کوئی درویش ایسے شہر آباد مین کہ جسمین اس قدر کثرت اور انبوہ آدمیون کا ہے اپنی طبیعت کی خواہش سے
نہ رہیگا مگر بضرورت پھر یہ حکایت نقل کی کہ مین نے ایک وقت خطیرہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک
خرقہ پوش کو دیکھا اور اس نے مجھسے یہ بات کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت مین چاہتا
ہے اس شہر مین نہ رہ کہ یہ چشمہ فسق و فجور کا ہوا ہے اور پھر یہ بھی کہا کہ ای مولانا نظام الدین اولیا مین بھی چاہتا ہون
کہ اس شہر مین نہ رہون اور کسی طرف راہی ہون لیکن کیا کرون کہ عرصہ بیس سال کا گذرا ہے کہ مین
اس شہر مین سکونت پذیر ہون اور بسبب اُس کنوئین کے کہ مین نے تیار کیا ہے مجال سفر نہین پاتا قید
پانی کی شدید تر لوہے کی قید سے واقع ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نے جب اُن درویش سے
یہ بات سنی عزم جزم کیا کہ اس شہر مین نہ رہونگا اور اُس مقام سے برآمد ہو کر رانی بوستانی
کے تالاب کے نزدیک کہ جسے باغ خسرو تھہ کہتے ہین داخل ہوئے اور تجدید وضو کر کے دوگانہ

ادا کیا اور اس وقت خوشی مین درگاہ الٰہی مین مناجات کی اے خدا مین اس شہر سے برآمد ہوا ہون لیکن اپنے اختیار سے کسی مقام مین نہین جاسکتا جس مقام مین خیریت اور سلامتی دین کی ہو وہان رکھ ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہے اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور مجہول کہ اُسے کوئی نہین جانتا تھا اور وہان کا حاکم علم زرد رکھتا تھا اور اُس ملک مین ایک قسم کی روئی زرد ہوتی ہے کہ اس سے لباس تیار کرتے ہین اور حاکم کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت تھی لیکن شیخ نظام الدین اس کے مرنے کے بعد دہلی مین وارد ہوئے لہذا اس کو نہ دیکھا تھا اور منقول ہے کہ ایک وقت شیخ نے اجودھن سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلا نمد سیاہ اور ایک کلاہ شیخ نظام الدین اولیا کے واسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امانت پہونچائی شیخ نظام الدین دوگانہ شکر کا ادا کر کے محظوظ ہوئے اور اُسی وقت ایک رئیس نے گجرات سے دو لاکھ اور پچاس ہزار اشرفی بھیجی تھین شیخ نے وہ تمام زر نقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کر کے یہ رباعی لکھکر شیخ فرید شکر گنج کی خدمت مین ارسال کی ۔ رباعی

مرا شرفی کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتی فرمودہ است	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

کہتے ہین کہ جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبہ اجودھن مین شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تم نے عریضہ مین لکھی تھی مین نے اُسے یاد کرلیا انشاء اللہ تعالے جہان تم رہو گے صاحب نظر تمھین اپنے مردم دیدہ مین جگہ دین گے اور نقل ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے ابتدار حال مین غیاث پور مین سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ملازمت مین حاضر رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین محمد غریب جو دولت آباد دکن مین مدفون ہین اور دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب جن کا مزار پٹن گجرات مین واقع ہے یہ دونون بزرگوار اور خلفا سے پیشتر خرقہ خلافت پاکر تحصیل کمال اور ریاضت نفس مین مشغول رہتے تھے اور اُس عرصہ مین وجہ معاش اکثر نہایت تنگ تھی بعض وقت ایسا اتفاق ہوتا کہ چار روز تک کچھ بہم نہ پہونچتا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اس سے افطار فرماتے ایک عورت صالحہ کہ شیخ سے توسل رکھتی تھی اور ہمسایہ مین رہتی تھی اور سوت کات کر گیہون خریدتی تھی اور نان بے نمک پکا کر اُس سے افطار کرتی تھی چنانچہ اُس ایام فاقہ مین اس نیک بخت نے ڈیڑھ سیر آٹا کہ اُسکی قوت سے فاضل تھا شیخ کے واسطے بھیجا شیخ نے کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو دیگ مین ڈالکر پکاؤ شاید کہ کسی آنے والے کا حصہ ہووے اور شیخ کمال الدین یعقوب اُسکے پکانے مین مشغول تھے کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی مقام سے وارد ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ اے شیخ جو کچھ ماحضر رکھتا ہے ہم سے دریغ نہ کر شیخ نے جواب دیا کہ آپ از راہ شفقت ایک لحظہ

استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے فرمایا تو خود اُٹھ اور وہ دیگ چولھے پر سے بجنسہٖ اُٹھا لا شیخ یہ
سنتے ہی بتعجیل تمام اُٹھے اور دست حق پرست پر آستین چڑھا کر دونون ہاتھ سے دیگ کے گلے کا کنارا
پکڑ کے اُن کے روبرو لائے اور آواز جوش کی آدمیون کے کان مین پہونچی تھی درویش نے وہ دیگ اُٹھا کر
زمین پر ایسے ماری کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے نعمت باطن
شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی ہی مین نے اُن کی ظاہری محتاجی کی دیگ کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ
درویش آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اُس کے بعد ایسا ہوا کہ ہزارون لاکھون آدمی اُن کی خدمت مین
پہونچکر مرید ہوے اور خرقہ خلافت کا پاکر درجہ عالی اور مقام متعالی مین داخل ہوے اور بعد اس کے شیخ
برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی شرف ارادت اور خرقہ
خلافت سے سرفراز ہوئے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و فضل کے گنج معانی کہتے تھے
اور شیخ اخی سراج شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ مین مدفون ہین وہ بھی شیخ کے مریدون سے ہین اور خیر المجالس
مین مرقوم ہی کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین
کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو صائم اور
رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہی کہ بیوہ عورتین بھی اس کام مین اقدام کرسکتی ہین لیکن مشغولی بحق
کہ مردان طلبگار درگاہ پروردگار ہین بسبب اس کے راہ پاتے ہین اور قرب پیدا کرتے ہین اور مشاہدہ کی
دولت سے فیضیاب ہوتے ہین وہ ان عبادات کے علاوہ ہی حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار
ہوے کہ شیخ اُسے بیان فرمائین کہ وہ کون عبادت ہی شیخ نے اُنھین مضطرب اور مصر دیکھ کر فرمایا
انشاء اللہ تعالےٰ اور وقت اس کا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا
ایک دن سب شیخ کی مجلس مین حاضر تھے محمد کاشفت جو بادشاہ علاء الدین خلجی کے دیوان عام کا داروغہ تھا
وارد ہوا اور سر زمین پر رکھکر باادب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہان تھا اُس نے عرض کی دیوان عام مین تھا
آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہین شیخ نے اُس وقت
مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارون سے متوجہ ہو کر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہی یا وفا
کرنا اُس عہد کا کہ جو تمھارے ساتھ کیا گیا یہ سنکر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا
ہشت بہشت سے بہتر ہی پچاس ہزار روپیہ نقد کیا مال ہی پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے
تینون بزرگوارون کو بلایا اور لوگون کو رخصت کر کے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ مشغولی حق ہی کہ
باستغراق تمام خلوت مین اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ باوضو رہے سوا اس وقت قیلولہ
کے کہ اس وقت غلبہ خواب ہوتا ہی اور صائم الدہر رہے باخلاص تمام اور اگر میسر ہووے بقلیل
غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سوائے ذکر حق کے سکوت مین رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے

کلام مختصر کرے اور علی الدوام ذکر بار ابطہ و استغراق دل عمل مین لائے اور منقول ہے کہ تینون مشائخ شیخ
نظام الدین اولیا کے انفاس کی برکت سے ساتھ اس صفات کے کامل ہو کر جملہ واصلین سے ہوے
اور نقل ہے مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے
مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ مین تشریف لے گئے اور ہم اور مولانا برہان الدین محمد غریب اُس جناب
کی رکاب مین تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کر کے اور مشائخون کی زیارت کے واسطے تالاب شمسی
کے کنارے رونق افزا ہوئے اور اسی مقام مین خواجہ حسن شاعر ولد علائی سنجری کہ سن اُس کا پچاس
برس سے زیادہ تھا ابتداے حال مین شیخ سے رابطۂ اتحاد اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک
جماعت یارون کے مے نوشی مین مشغول تھا جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آن کر یہ دو بیت پڑھین ابیات

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم	گر ز صحبتہا اثر بودی کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما یان بہتر از زہد شماست

شیخ نے جب یہ بات سنی فرمایا صحبتون کو تاثیرین ہین انشاء اللہ تعالے تجھے نصیب ہوگی فی الفور حضرت کی
دعا مستجاب ہوئی خواجہ حسن سر برہنہ کر کے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع مناہی سے تائب ہو کر
خود مع رفقا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور خواجہ حسن نے کتاب فوائد الفواد مشتمل
بر احوال شیخ نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زبان مبارک پر آنحضرت کے جاری ہوئین تصنیف
فرمائی خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئے اور امیر خسرو دہلوی نے اُس نسخہ پر رشک کر کے کہا کہ
کاش خلعت قبول اور تحسین اس نسخہ کی تصنیف کا میری نسبت منسوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ حسن
کے نام ہوتین بہتر تھا اور کہتے ہین خواجہ حسن نے بعد توبہ کے ایک غزل کہی جسمین یہ بیت بھی مندرج ہے بیت

اے حسن توبہ آنگہی کردے	کہ ترا قوت گناہ نماند

اور جس وقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کر کے آدمیون کو دولت آباد دکن کی طرف لیے جاتا تھا خواجہ حسن
بھی بزرگان دکن کی زیارت اور صحبت کی نیت سے ہمراہ گئے اور اس ملک مین جا کر عالم باقی کی سمت
سفری ہوئے اور بالا گھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوے اور نقل ہے شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے
کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور امیر حسن قوال کہ علم
موسیقی مین عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور مبشر جو شیخ کا غلام زر خرید تھا اور خوش آوازی
مین صوت داؤدی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر خسرو غزلین اور بیتین ایسی شعر خوانی پڑھتے
تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسی کو امیر حسن قوال اور مبشر غلام ایسا سمان باندھتے
تھے کہ شیخ وجد مین آتے تھے اور دو سو قوال کہ راگ مین مرغ کو ہوا سے زمین پر لاتے تھے شیخ
کے علوفہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام مین مشغول ہوتا تھا طرفہ مجلس

منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ سلطان الاولیا کو وجد اور حال آتا تھا لکھکر سلطان الاولیا کے
ملاحظہ مین گذرانتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اُس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا
کو حکیم سنائی کی ان دو بیت پر کہ حدیقہ مین مندرج ہین وجد حاصل ہوا **ابیات**

ابیش منما جمال جان افروز		در نمودی برو سپند بسوز	
آن جمال تو چیست ہستی تو		وان سپند تو چیست مستی تو	

قرابیگ ترک جو بادشاہ علاءالدین خلجی کا خاص ترخواص تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے لطافت و ظرافت
مین بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدون مین بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلمبند کرکے بادشاہ
کے روبرو لے گیا بادشاہ ہر بار پڑھتا تھا اور آنکھون پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اُس وقت قرابیگ
ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اس قسم کے ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین تعجب ہی کہ کبھی آنحضرت
سے ملاقات نہین کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ ای قرابیگ ترک ہم بادشاہ ہین سراپا دنیا مین آلودہ اور
اس آلودگی سے شرماتا ہون کہ ایسے پاک کی زیارت کرون تجھے لازم ہی کہ خضر خان اور شادی خان کو جو
میرے جگر گوشہ ہین شیخ کی خدمت مین لے جاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشون
کو شکرانہ پہونچا قرابیگ ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ مین اُن بزرگوار کے واقع
ہی خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہی اور کہتے ہین کہ ایکبار بادشاہ علاءالدین خلجی نے ایک منڈیل زر و جواہر
سے مملو کرکے برسم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے برابر بیٹھا تھا دور سے اُس کی نگاہ اُسپر پڑی اور
شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر بولا ایھا الشیخ ہدایا مشترک شیخ نے از روے ظرافت فرمایا اما تنہا خوشتر ک قلندر نے
مایوس ہوکر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تنہا خوشتر سے ہمارا مقصود
یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد و جواہر اُس کو بخشا اُس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو
اُٹھاوے اُس کی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اُس کی مدد کی اور نقل ہی کہ جب بادشاہ قطب الدین
مبارک شاہ دہلی کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُس نے قتل کیا اور شیخ
سے بھی درپی عداوت ہوا اور ان دنون مین شیخ کے باورچیخانہ مقرری کا خرچ سواے غلہ کے دو ہزار
روپیہ کا تھا اور انعام و اکرام اور علوفہ متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اس صورت
مین بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اس قدر خرچ شیخ کا کہان سے آتا ہی قاضی کہ وہ
بھی اسقدر اعتقاد آنحضرت سے نہ رکھتا تھا بولا اکثر امراے سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ
سے کرتے ہین بادشاہ کو یہ امر پسند نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاویگا یا اُن کی مدد خرچ کو روپیہ
یا اشرفی بھیجیگا وہ نہایت معتوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا چونکہ لوگون
نے غضب شاہی کے خوف سے ہاتھ کھینچا اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اُس کے پاس رہتی تھی

مشتہر ہوا اس لیے کہ بیشتر اس سے نذر و نیاز کا روپیہ بیشمار آتا تھا چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کہ اُسے
رہزنوں نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سفارش نامہ صدر الدین عارف پسر شیخ بہاء الدین
زکریا کا اُس کے پاس موجود تھا ملاحظہ میں گذران کر عرض حال کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصباح
سے چاشت تک جو فتوح یعنی زر نذرانہ آوے اس عزیز کے سپرد کر و منقول ہے کہ بارہ ہزار
روپیہ پہر دن چڑھے تک اُس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے واقف ہوئے
اقبال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جس وقت تجھے روپیہ کی حاجت ہووے
بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ اپنا اُس حجرے کے طاق میں ڈال کر بسم اللہ کہکر جسقدر درکار ہو نکال لینا چنانچہ
اقبال حسب الحکم عمل میں لاتا تھا جب یہ خبر منتشر ہو کر رفتہ رفتہ بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم
ہوا لیکن پھر بھی ازراہ جہالت اور خجالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میری
ملاقات کو آتے تھے اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماویں مراحم ذاتی سے بعید ہوگا شیخ نے جواب دیا کہ میں
مرد گوشہ نشین ہوں کہیں نہیں جاتا اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہے ہمارے
بزرگوں کا قاعدہ نہ تھا کہ کچہری دربار میں جاویں اور بادشاہ کے مصاحب ہوویں اس امر میں فقیر کو
معاف رکھیں اور اس مسکین کو اپنے حال پر چھوڑیں بادشاہ نے کہ بادۂ نخوت سے مخمور غرور تھا اس
عذر کو قبول نہ کیا اور اس کے جواب میں لکھا کہ آپ کو ہفتہ میں دو بار میری ملاقات کو آنا پڑیگا شیخ نے
ناچار ہو کر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے
اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھا دیں کہ فقیروں کا آزردہ کرنا کسی سبب
اور ملت میں درست نہیں ہے اور خیریت دارین کی اس قوم کی کم آزاری میں ہے اور ماورا اس کے
ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہے خواجہ حسن شیخ ضیاء الدین رومی کے مکان سے پلٹ کر خبر لایا کہ اُن کا
درد شکم کی شدت سے حال ردی ہے کہ بیٹھکر نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں شیخ ساکت ہوئے اور انھیں دنوں میں
شیخ ضیاء الدین رحمت حق میں واصل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم کے دن وہاں حاضر ہوئے
اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیپارہ تقسیم کرکے پڑھے اس کے بعد پنج آیت
پڑھ کر پھول اُٹھائے اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہاں تشریف لے گئے بادشاہ کو سلام کیا
اور بادشاہ نے جواب نہ دیا اور بالکل التفات نہ کی اور ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ جب شیخ
اس مجلس میں رونق افزا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دیکھا تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض
کیا کہ بادشاہ بھی اس مجلس میں تشریف رکھتے ہیں اگر آپ سلام کریں ہم بادشاہ کو اعلام کریں شیخ نے
فرمایا سلام کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ قرآن پڑھنے میں مشغول ہے اُسے مشوش نہ کرنا چاہیے اور جب
تمام مجلس ہجوم لاکر شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ گوشۂ چشم سے دیکھتا تھا دل میں آزردہ ہوا بعد اسکے

بادشاہ نے ایک محضر تیار کر کے یہ حکم دیا کہ اگر ہر ہفتہ مین شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر ہو تو ہر سلخ
یعنی ہر چاندرات کو البتہ آن کر مجھے دیکھے نہین تو دیسی فکر کی جاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین
قندزی اور مولانا برہان الدین مروی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسوین
تاریخ کو غیاث پور مین جاکر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ
بادشاہ جوان عاقبت نااندیش ہے اور حضرت فضل خدا سے پیر دانش کیش ہین اگر ہر مہینے مین ایک مرتبہ ضرورتاً دیوان
عام سلطانی مین تشریف لیجاوین امور درویشی مین فرق نہوگا شیخ نے تامل کر کے فرمایا انشاء اللہ دیکھتا ہون کہ
اسکا انجام کیا ظہور مین آتا ہے وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوگئے بادشاہ
سے جاکر عرض کی ہم نے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاندرات کو آپکی ملاقات کو آوینگے اور رات کو خواجہ وحید الدین
قندزی اور اعزالدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے اُنھون نے شیخ کی خدمت مین آن کر عرض کی کہ
بادشاہ آپ کے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ مین ہرگز اپنے بزرگون
کے خلاف نہ کرونگا کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤن یہ سنکر دونون بزرگوار غمگین ہوے اور یہ التماس کی
کہ چاندرات قریب ہے اور بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہے حضرت کو مناسب ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی
طرف توجہ فرماوین تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس امر حقیر کے واسطے
شیخ کی طرف متوجہ ہون اور دین کے کام بہت ہین شیخ کی طرف اُن کے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اسکے
تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھپر ظفر یاب نہوگا کس لیے کہ شب کو مین نے خواب دیکھا ہے کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا ہون
اور ایک بیل شاخدار نے مجھپر قصد کیا جب نزدیک پہونچا مین نے اُسکے دونون سینگ پکڑ کے ایسا اُسے
زمین پر دے مارا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندزی اور عزالدین علی شاہ نے جب یہ واقعہ سُنا
سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہونچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچیگا القصہ چاندرات کو خواجہ اقبال
نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہے حکم ہو کہ کونسا راہوار حضرت کی سواری کو مہیا کرون شیخ
نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری کا وقت بھی ہے اگر حکم ہے
پالکی اور کہارون کو حاضر کرون اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اقبال کو پھر عرض کی مجال
نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے خسرو خان جو نمک پروردہ
اور شاہ کا محرم راز تھا بلکہ شاہ نے اُسے خاک ذلت سے اُٹھا کر مرتبہ عالی پر فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب
مین مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہے کہ شیخ شرف الدین شیخ فرید الدین مسعود
گنج شکر کے پوتے شیخ بدرالدین سمرقندی کے عرس مین حاضر تھے ایک شخص نے اُن سے یہ کلام کیا کہ
شیخ نظام الدین اولیا عجب باطن فارغ البال رکھتے ہین کہ اہل وعیال کی طرف سے اُن کو کچھ فکر اور غم
نہین کیونکہ اس قدر فراغت دنیوی انھین حاصل ہے کہ ایک عالم اُن کے خوان مائدہ فیض اور احسان سے

بہرہ یاب ہو کسی طور کا اُنھین رنج نہین پہونچتا ہو بے یاری سے گذرتی ہو بعد اسکے جب شیخ شرف الدین وہان
سے شیخ کے مکان پر آئے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا بابا شرف الدین
جو درد کہ دم بدم مجھے پہونچتا ہو مجھے یقین ہو کہ دوسرے کو نہوگا وہ یہ ہو کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس آن کر
اپنا درد دل اظہار کرتا ہو اُس وقت مجھے اس قدر غم و الم لاحق حال ہوتا ہو کہ زبان اُس کی شرح سے عاجز ہو
عجب سنگین دل ہو وہ کہ جسے غم برادر دینی کا اثر نہ کرے اور یہی بحکم المخلصون علی خطر عظیم جاننا چاہیئے مصرع

نزدیکان را بیش بود حیرانی

نقل ہو کہ دہلی مین ایک بزاز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا بلکہ حضرت
کی غیبت مین بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُس نے موضع افغان پور کے قریب ایک مقام سبزہ زار
اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیون کو لے کر وہان بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ ہوا اس ما بین مین وہ چشم ظاہری
سے کیا دیکھتا ہو کہ شیخ نظام الدین اولیا اُس کے مقابل ایستادہ ہین اور اشارہ سے ممانعت
کرتے ہین فوراً اُس نے شراب پانی مین پھینک دی اور وضو کرکے شیخ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا
جو ہین شیخ کی نگاہ اُس پر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت کرتی ہو ایسے گناہون سے باز آتا ہو
شمس الدین یہ کلام سنکر متنبہ اور متحیر ہوا اور اُسی وقت صدق دل اور اخلاص تمام سے حضرت کے
مریدون مین منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال و منال اپنا شیخ کے جماعت خانہ کے درویشون پر تقسیم
کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہوکر تھوڑے عرصہ قلیل مین جملہ اولیاء اللہ سے ہوا اور خیر المجالس مین ہو کہ
شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہو وہ روایت کرتے ہین کہ مین ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ
کی طرف جاتا تھا شمس الدین بزاز کو مین نے قصبہ بتیالی مین دیکھا تو ایک گدڑی پارہ پارہ اُس کے
زیب بدن ہو اور ایک جریب ہاتھ مین اور ظروف گلی کہ جس کا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ مین لٹکائے ہین
اور خطۂ بہار کی سمت عازم ہین شاید بہار مین اُن کی بوڑھی مان تھین جب مین نے اُنھین اس حال روی
سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہو جواب دیا کہ الحمد للہ شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت
کے مفتوح ہین اور دل ہوا و ہوس سے خالی ہو اچھین سے گذرتی ہو مین نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک چھاگل
چرمی ہو آپ اسے قبول فرمائین تو نہایت احسان ہو فرمایا کہ مین اس جناب کی عنایت سے اکثر نماز کے واسطے
مسجد مین اُترتا ہون کوئی شخص اس لکڑی اور ظروف گلی پر نظر نہین کرتا ہو شاید اس چھاگل چرمی کی کوئی طمع
کرے یہ فرما کر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور جدا ہوگئے اور یہ بھی نصیر الدین اودھی فرماتے ہین کہ مین جب قاضی
محی الدین کاشانی کے پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ ایسا بیمار ہوا کہ لوگون نے میری زیست سے قطع نظر
کی قضارا شیخ نظام الدین اولیا میری عیادت کے واسطے تشریف لے گئے اُس وقت مین نہایت بیہوش
تھا جب آنحضرت نے دست مبارک میرے سر پر پھیرا فوراً ہوش مین آیا اور صحت پائی اور اُن کے قدم

گر پڑا اور اس دن سے میرا اعتقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف
روایت کرتے ہین کہ ایک مرید نے حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالون کو بلایا اور بقدر مقدرت
طعام بھی مہیا کیا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی
کو کفایت کرے خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کرکے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے
سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جس کا نام مبشر تھا اشارہ کیا کہ آدمیون کے ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی یکجا بٹھا
اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرکے مع سالن لوگون کے سامنے رکھ جب مبشر نے ایسا کیا کہتے ہین
تمام خلق حسب رغبت کھانا کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا بارہ برس
کے سن مین مولانا علاء الدین اصولی سے کسنا قب آن کے کتاب فوائد الفواد مین مسطور ہین کتاب
قدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن اواخر حال مین شیخ
نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ مین مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے
فوراً طلب کرکے اپنا خلعت خاص اُنھین پہنایا اور اُن کے حق مین دعاے خیر کی اور مولانا اُسی دم شیخ
نظام الدین اولیا کے مرید ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین واصلان حق سے ہوئے اور اُنھین دنون مین شیخ
شرف الدین احمد سبزواری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کی طرف آئے تھے
اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیون کا تمھارے حوالہ ہوا آخر
دونون بھائی آپ کے اشارہ کے بموجب وہان جاکر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد
سبزواری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار مین گئے اور وہان استقامت کرکے کتاب مکاتیب اور معدن المعانی
تالیف فرمائی اور نقل ہے شیخ نصیر الدین سے کہ قصبہ سرساوہ مین ایک دانشمند تھے اُن کے مکان مین آگ
لگی فرمان املاک کا جل گیا انھون نے دہلی مین آن کر ایک مدت مدید کچہری مین دوا دوش کرکے دوسرا
فرمان فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل مین رکھکر بہ بشاشت تمام اپنی فرودگاہ کی طرف
روانہ ہوئے راستہ مین ایک دوست سے دوچار ہوکر ایسی باتون مین مشغول ہوے کہ فرمان اُن کی بغل
سے گر پڑا مطلق اُس کا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہان اُن کی نظر مین تیرہ و تار ہوگیا
ہوا اُسی قلق اور اضطراب مین سلطان الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا شیخ سے اُن کا اندوہ
ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کرو کہ فرمان تیرا جب ملجاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پر فتوح
کے واسطے حلوا نذر کرکے حاضر کرے گا مولانا نے نذر بدل وجان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے
فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خرید کرکے حاضر کرے تو خوب ہے مولانا فوراً اُٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئے
اور کئی درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوائی نے حلوا تولکر ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کرکے حلوا اُس مین
لپیٹے مولانا نے اُسے پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہے حلوائی سے تکرار کرکے فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ میری املاک کا

فرمان ہے پھر اُسنے مع حلوا لیے کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوے اور اہل ارادت
نے اس کرامت سے متحیر ہوکر اعتقاد کی تازگی اور شادابی حاصل کی اور نفحات مین لکھا ہی کہ جب اس شخص نے شیخ
کی خدمت مین حاضر ہوکر کاغذ کے گم ہونے کا اظہار کیا اور التماس دعا کرکے اضطرار ظاہر کیا شیخ نے اُسے
ایک درم دیا کہ اسکا حلوا خرید کرکے شیخ فرید الدین گنج شکر کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشون کو تقسیم کر
جب اُس شخص نے درم حلوائی کو دیا اور اُس سے حلوا کاغذ مین لپیٹکر لیا جب غور سے دیکھا وہی کاغذ تھا جو
گم ہو گیا تھا اور اس سے زیادہ عجب انگیز یہ ہی کہ ایک شخص نے سو دینار کسی کے پاس امانت رکھے اور
اس سے امانت نامہ لکھوا لیا تھا اور جب وقت اُسکے مطالبہ کا آپہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر التماس
دعا کی شیخ نے فرمایا مین پیر ہون اور شیرینی کو دوست رکھتا ہون ایک رطل حلوا میرے واسطے مول لے آ تو دعا
کرون اس مرد نے حلوا خرید کیا اور کاغذ مین لپیٹا کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُس نے
کھولا وہی امانت نامہ تھا پھر فرمایا سند لے اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنے لڑکون کو دے وہ دونون چیزین لیکر
حضرت سے رخصت ہوا اور نقل ہی کہ اخی سراج پروانہ شیخ نور کے دادا جو بنگالہ مین مدفون ہین محض ناخواندہ تھے
جب دہلی مین آنکر شیخ کے مرید ہوئے شیخ نے ملا فخر الدین ارادی سے کہا یہ جوان بہت قابل ہی کاش تھوڑا
علم ظاہری رکھتا تو خوب ہوتا مولانا فخر الدین ارادی نے سر شکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو
بندہ اس جوان کو چند روز مین مسائل لابدی تعلیم کرے شیخ نے فرمایا مبارک ہی مولانا انھین اپنے مکان پر
لیجاکر تعلیم مین مشغول ہوئے چنانچہ شیخ کی برکت انفاس کے سبب عرصۂ قلیل مین دانشمند ہوگئے اور خرقۂ خلافت
سے مشرف ہوکر بنگالہ مین تشریف لے گئے سید وحید الدین کرمانی مبارک سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے
مریدون سے ہین اور سید خرد مشہور اور کتاب سیر الاولیا اُن کی تصانیف سے ہی منقول ہی کہ خسرو خان بعد
قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک مشایخ کے واسطے بھیجے
سوا سے ان تین مشایخ کے یعنے سید علاء الدین جیونپوری اور شیخ وحید الدین خلیفہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اور شیخ
عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ہین سب نے قبول کیا لیکن اکثر بزرگوارون نے وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا
ایک حبہ اُسمین سے صرف نہ کیا اور شیخ نظام الدین اولیا پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان سے صرف فقرا مین لائے اور چار ماہ کے بعد
جب غازی ملک یعنی سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کرکے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر درپے اسکے
ہوا کہ خسرو خان نے جو روپیہ مشایخون کو دیا تھا باز یافت کرے اکثر مشایخ نے بلا تامل ادا کیا اور شیخ نظام الدین اولیا
نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ دیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے شیخ سے سوے مزاجی بہم پہونچائی اور
ایک جماعت کہ شیخ سے عداوت اور حسد رکھتی تھی اور راگ کی منکر تھی اُس نے فرصت پاکر بادشاہ سے
معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کے سوا کوئی کام نہین رکھتا ہے اور سرود اور مزامیر
چونکہ مذہب حنفی مین حرام ہے سنتا ہے بادشاہ کو واجب ہے کہ علما کو طلب کرکے ایک محضر بناوے

اور اسے اُس فعل نامشروع سے ممانعت کرے بادشاہ غیاث الدین نے قلعہ تغلق آباد مین کہ اُس کا تعمیر کیا ہوا
تھا شیخ اور جمیع علمائے کو اُس قلعہ مین طلب کیا چنانچہ تربپن دانش مند کہ ہر ایک اپنے فن مین سرآمد روزگار جانتے
تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے مسئلہ مین شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کے
واسطے حاضر ہوئے مولانا فخر الدین رازی کہ شیخ کے مریدون سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے اُنھون نے
بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیون کو جو سب سے عالم زیادہ ہون انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کرین الغرض
بادشاہ نے قاضی رکن الدین الوالجی کو کہ شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت مین فخر و مباہات کرتا تھا بحث کے واسطے
اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ مین کیا دلیل رکھتے ہو
شیخ حدیث نبوی السماع مباح لاہلہ کو اپنی بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد مقلد ہو تمھین حدیث
سے کیا کام ہے کوئی روایت ابوحنیفہ سے لاؤ تو ہم اُسے قبول کرین شیخ نے کہا سبحان اللہ مین حدیث صحیح مصطفوی
نقل کرتا ہون اور تم مجھ سے روایت ابوحنیفہ طلب کرتے ہو شاید حکومت کی رعونت تمھارے دماغ مین ہے کہ تم
خدا کے دوستون سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالے جلد اس عہدہ سے معزول ہوگے اور بادشاہ نے جب
حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی متفکر ہو کر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو مین تھے اور دو سب کے سوال و جواب
سنتا تھا کہ اتنے مین مولانا علم الدین پوتے شیخ بہاؤ الدین زکریا کے ملتان سے آئے اور گرد راہ سے دیوان عام
مین تشریف لے گئے بادشاہ نے مع حضار مجلس اُنکے استقبال کے واسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے
پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اس کے بعد بادشاہ سے
پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کس واسطے تکلیف دی ہے کہ وہ جناب یہان تشریف لاتے ہین بادشاہ نے کہا کہ
حاجت اور حرمت راگ کے بارہ مین علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین نے
کہ علامہ زمان تھے کہا مین نے سفر مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہرون مین مشائخ با وجود علما کے متبحر اور
پرہیزگار کے راگ سنتے ہین اور کوئی شخص اُنھین مانع نہین ہوتا ہے ولاہلہ بلاشک و شبہہ مباح ہے اور حضرت
شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب اُنکے تمام اہل حال ہین اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد اور تقوی
سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سنا ہے اور وجد فرمایا ہے جب مولانا
نے یہ کہا بادشاہ اُٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ ازبسکہ شرمندہ
ہوا اُسی دن قاضی رکن الدین الوالجی کو عہدہ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا
کا سن مبارک پچانوے ۹۵ سال کو پہنچا وہ جناب سات مہینے مرض حبس بول و غائط مین مبتلا رہے ایک روز
اقبال کو طلب کر کے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک مین ہے حاضر کر تو آدمیون پر تقسیم
کرون اُس نے جواب دیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک حبہ میری تحویل مین نہین ہے ہر روز کی آمدنی اُسی دن
صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبار خانہ مین موجود ہے ہر روز لنگر مین خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ

اُسے کس واسطے نگاہ رکھا ہی جلد اُسے برآوردہ کراور مستحقون کو پہونچا یہ فرماکر بقچہ جامہ کا طلب کرکے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلاے خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور اُنھین دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی مولانا شمس الدین یحیی کو ایک ایک دستار اور پیراہن اور مصلا عنایت فرمایا اور بقچہ مین کوئی شی قسم جامہ سے باقی نہ رکھی اور اُن دنون مین جو شیخ نصیر الدین اودھی حاضر نہ تھے اُنھین کچھ عنایت نہوا اس سبب سے تمام حضار حیران رہے لیکن بعد چند روز کے بروز چہارشنبہ ربیع الآخر کی اٹھارھوین تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بعد نماز ظہر سلطان الاولیا نے نصیر الدین اودھی کو طلب کرکے خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کچکول وغیرہ جو کچھ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے اُس جناب کو پہونچا تھا اُنھین سب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی مین رہ کر آدمیون کی قفا اور جفا اُٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کہ ابھی آفتاب غروب نہوا تھا سلطان الاولیا جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور غیاث پور مین کہ اب وہ محلات نئے دہلی سے ہی مدفون ہوے اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہے عمر پارسائی مین بسر کی اور مشہور ہی کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اگرچہ بحسب ظاہر شیخ سے کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہ ہوتا تھا لیکن اس قدر اپنے دل مین رنجش رکھتا تھا کہ اُس نے جس وقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت کی شیخ کو پیغام بھیجا کہ میرے آنے تک آپ کو دہلی مین نہ رہنا چاہیے اور بعد اسکے غیاث پور سے نکل جاؤ شیخ نے حالت بیماری مین یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہی پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی مین نہ پہونچا تھا کہ تغلق آباد کا محل اُسپر گرا اُس مین دب کر ہلاک ہوا اور شیخ نے اُس سے چند روز پیشتر رحلت کی تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور ہی ہندمین مشہور ہی نقل ہی کہ ایک روز شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے مکان مین فاقہ تھا شیخ نے نظام الدین اولیا سے فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان الاولیا نے اپنی دستار مبارک رہن کرکے قدرے لوبیا خرید کی اور جوش کرکے حاضر کی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے باتفاق یاران تناول فرمائی اس کے بعد آنحضرت کے برتنے یہ دعا دی کہ کیا خوب تم سے پکایا تھا اور نمک موافق اُس مین ڈالا تھا حق سبحانہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم ایسا کرے کہ تیرے باورچی خانہ مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہووے اور اُسی وقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ نظام الدین اولیا کی ازار جابجا سے چاک ہی حضرت شیخ فرید گنج شکر نے اپنی ازار مکان سے طلب کی اور آپ کو عطا کی اور فرمایا اسے پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوے اور شیخ کے حضور وہ ازار اپنی ازار پر پہننے لگے ناگاہ ازار بند دست مبارک سے چھوٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نے فرمایا کہ ازار بند خوب کس کر باندھ شیخ نظام الدین اولیا نے عرض کی کیونکر باندھون فرمایا ایسی باندھ کہ سواے حوران بہشتی کسی کے واسطے نہ کھلے شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجا لائے اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک

عورتون سے مباشرت نہ کی اور جیسا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے فرمایا تھا ہر روز ستر من نمک آپ کے باورچی خانہ مین صرف ہوتا تھا اور نقل ہے کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس مین حال آیا اور وہ ایک آہ کھینچکر جل گیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوئے پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہے لوگون نے عرض کی کہ فلان صوفی ایک آہ کرکے جل گیا یہ اُسی کی راکھ ہے پھر شیخ نے پانی پر کچھ پڑھ کر اُس پر چھڑکا وہ صوفی فوراً زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہے کہ شیخ نے اُس سے فرمایا تجھے روا نہین ہے کہ تو راگ کے وقت حاضر ہو کس واسطے کہ تو ابھی خام ہے اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہے اور صوفیون کے سر پر بہت ماجرے گذرتے ہین کہ اُس کے متحمل ہوتے ہین دم نہین مارتے۔

ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشین ہوے اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور اُن کے فضل و دانش کی کثرت اور وفور سے سلطان الاولیا کے اصحاب اُنھین گنج معانی کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی مین سجادہ نشین ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول ہوے جیسا کہ مخدوم جہانیان سید جلال کی داستان مین لکھا ہے کہ جب مکہ معظمہ مین شیخ عبد اللہ یافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کے تمام جوار رحمت حق مین داخل ہوئے اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہے باقی رہا اس واسطے اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیان مکہ سے مراجعت کرکے دہلی مین آئے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی صحبت مین تبرک خرقہ سے مخصوص ہوے اس سبب سے کہتے ہین کہ ملتان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی بہرہ رکھتے ہین اور سید محمد گیسو دراز جو شہر حسن آباد گلبرگہ مین مدفون ہین اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ اُن کا بنگالہ مین ہے اور شیخ حسام الدین جو نہر والہ گجرات مین آسودہ ہین آنحضرت کے مریدون سے ہوتے ہین اور منقول ہے کہ شیخ نصیر الدین اودھی نے خلق کے ازدحام سے بتنگ آکر امیر خسرو سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لین تو مین کسی پہاڑ یا بیابان مین جا کر اس ہجوم سے نجات پا کر ذکر حق مین مشغول ہون شیخ نے فرمایا اُن سے جا کر کہو کہ تمھین خلق مین رہنا اور اُن کے قفا و جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا تھا اُس نے درویشون سے سو مزاجی بہم پہونچا کر حکم کیا کہ درویش خدمتگارون کی طرح میری خدمت کرین یعنے کوئی مجھے پان کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض بہت مشائخون کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی دی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طیش مین آن کر شیخ کو قفا دے کر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا تا جا سے

انھون نے خدمت قبول کرکے قید سے نجات پائی قضارا انھین دنون مین بادشاہ کو قضایا ے عجیب پیش
آئے اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہے کہ شیخ نماز
عصر کے بعد حجرہ مین داخل ہو کر حق کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نکرتے
تھے اور خادمون کو یہ حکم دیا تھا کہ اس وقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اُسے ایک تنکہ دے کر
رخصت کرو اگر ایک تنکہ نہ لیوے دو تنکہ سے پچاس تنکہ تک دے کر اُسے واپس کرو اور اگر اُس
مقدار سے بھی راضی نہ ہووے اُسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک قلندر
شیخ کے دیکھنے کو آیا ہر چند خادمون نے چاہا کہ وہ کچھ لے کر رخصت ہووے اُن کا کہنا مفید نہ ہوا ناچار
اُسے اذن دخول حجرہ دیا قلندر شیطان صفت نے حجرہ مین جا کر بیٹھی و درشتی شیخ سے کچھ طلب کیا شیخ
نے جو طاعت مین مشغول تھے دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا مین تجھے دونگا قبول نہ کیا اور اس موذی
نے چند زخم چھری کے شیخ کے جسد مبارک پر مارے کہ خون سوراخ آستانہ سے روان ہو کر برآمد ہوا
خادم مضطرب ہو کر اندر گئے اور چاہا کہ اُسے سزا کو پہونچاوین شیخ نے ممانعت کی اور ایک گھوڑا اور پچاس
اشرفی اُسے مرحمت فرمائین اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اس شہر سے نکل جا تو کوئی تجھے
مزاحمت نہ پہونچاوے قلندر اُسے لے کر حسب الارشاد کاربند ہوا اور چند ساعت کے بعد جب وقت
ارتحال پہونچا آپ نے وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے غسل دوین اور اس خرقہ مین جو شیخ نظام الدین
اولیا سے پہونچا ہے لپیٹ کر مع عصا اور مصلا مجھے قبر مین رکھین القصہ وہ جناب اٹھارھوین تاریخ
ماہ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین ساتھ رحمت ایزدی کے واصل ہوے
اور سید محمد گیسو دراز نے حسب وصیت عمل کر کے غسل و کفن دے کر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی
بیاسی برس راوی نشان دیتے ہین اور نقل ہے کہ سید محمد گیسو دراز نے جب دیکھا کہ پیر بے نظیر شیخ
نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے خرقہ اور عصا اور مصلا نہ پہونچا گریبان یا سینہ بریان شہر دہلی سے
جدا ہو کر دکن کی طرف گئے اُس وقت مین شاہ فیروز شاہ بہمنی دکن مین فرمان روا تھا وہ سید کے آنے سے
نہایت خوش ہوا اور انھین باعزاز تمام احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور اس تفصیل سے کہ جو احوال مین اُس کے
لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور اُن کی تعظیم و تکریم مین زیادہ تر کوشش کر کے ایک گنبد کہ سید
اُس مین مدفون ہین تیار کیا اور اہالی دکن کو ان بزرگوار کی نسبت حد سے زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا
سلطان فیروز شاہ نے فرمایا کہ جو جو شاہان بہمنیہ نے اُن سید کو وظیفے دیئے ہین شاہان عادل شاہیہ
و نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ اُن کے فرزندون پر حسب دستور بحال رکھین اور اولاد اُن کی دو فرقہ
ہو گئی بعضون نے مذہب امامیہ لیا اور بعضے مذہب حنفی رکھتے ہین کہتے ہین کہ جب [illegible] کے راستہ سے
دکن مین روانہ ہوئے شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی کے بہت مریدون نے اُن کا ہمراہی

اختیار کی لیکن جب اُنکے ہمراہ نہروالہ مین پہونچے اور خواجہ رکن الدین کان شکر سے ملاقات کی خواجہ نے پوچھا کہ
اپنے تئین کہان پہونچایا فرمایا مین نے کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنے کام مین نپائی خواجہ نے کہا
اس سبب سے کہ ان بزرگوارون نے کیسۂ زر پھینکا تھا اور تو نے جمع کیا سید متنبہ ہوے اور کیسۂ زر جو ہمیشہ کمر
مین رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دور کیا ایک مریدان شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی سے شیخ اخی سراج
پروانہ ہین اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتے تھے اور اُس جناب سے تربیت
پاکر بنگالہ کی طرف رخصت ہوتے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد وفات پھر دہلی مین آئے اور دست
ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہاتھ مین دے کر درجۂ کمال کو پہونچے اور خرقہ بنگالہ کی خلافت کا پایا اور
مشہور ہے کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے اُنھین بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی اُنھون نے عرض کیا کہ اُس
مملکت مین شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتے ہین اور اُس طرف کی تمام خلقت اُن سے رجوع ہے میرا رہنا
اُس ملک مین کیا اثر بخشے گا شیخ نے فرمایا کہ تم اوپر وے قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج پروانہ اپنے کام کی برتری
کی بشارت سنکر بنگالہ کی طرف راہی ہوے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی ملاقات کو گئے وہ شیخ کے اس
ملک مین آنے سے آزردہ خاطر ہوے خبر اُن کی تشریف آوری کی سنکر چارپائی پر چار زانو ہوکر بیٹھے اور
جب شیخ تشریف لائے اُنھین سلام کیا تو اُنھون نے تواضع کی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ اخی
سراج پروانہ چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور بہ بشاشت تمام کلام حقائق اور معارف سے شروع کیے خدا جانے
کہ شیخ علاء الدین قل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور شیخ اخی سراج پروانہ کو بمبالغہ
تمام چارپائی پر بٹھا کر اُن کے مرید ہوے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت
ہین چونکہ احوال اُن کا بتفصیل مؤلف کی نظر سے نہین گذرا لہذا اُن کے ذکر مین نہین مشغول ہوا سلطان المشائخ
شیخ نظام الدین اولیا کے خلفا کے واقعات آغاز کیے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بزرزری بخش قدس سرہ کا

منقول ہے کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوے اور
جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ مین کمال رکھتے تھے ان بزرگوار کے منظور نظر ہو کر مراتب عالیہ پر فائز ہوے
پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا
اور ارشاد خلائق کے واسطے دکن مین تعین کیا اور بروایت مشہور اپنے سات سو مرید کہ بعضے پالکی سوار
تھے اُن کے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین ان بزرگوارون کے خرچ کے بارہ مین متفکر ہوے اور سلطان المشائخ
سے عرض کیا کہ ریاست مقتضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہے اور مجھ مین یہ قوت اور استطاعت
نہین شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ مین جا کر فرمایا خرچ ان آدمیون کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمھارے

پاس پہونچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوئے اور دولت آباد مین پہونچکر
متوطن ہوئے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈبہ زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح
اُسے فروخت کرکے درویشون کے صرف مین لاتے تھے اور بعضے کتب مین لکھا ہے کہ شاہ زر درج سے برآورد
کرکے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زر رفقا کے صرف مین لاتے تھے اس سبب
سے مشہور بہ زرزری بخش ہوئے اور نقل ہے کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوئے اُسیدن
شیخ نظام الدین اولیا نے از روے کشف دریافت کرکے شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمھارے بھائی شاہ
منتخب الدین کی کیا عمر تھی وہ سمجھے کہ میرا بھائی رحمت حق مین داصل ہوا اپنے مکان مین جاکر ماتم مین بیٹھے
دوسرے دن سلطان المشائخ کی زیارت کے داسطے حاضر ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا نے اپنی وفات سے
پیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت دکن کا مرحمت کرکے رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

کہتے ہین جب سلطان المشائخ نے انھین دکن کی طرف رخصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی
کہ مین اس مجلس کے بزرگوارون کو کہان پاؤن گا شیخ نے مراقبہ مین جاکر فرمایا مین نے اہل مجلس کہ چارسو
آدمی ہین تمھین عطا کیے پھر عرض کی کہ مین طاقت جدائی کی نہین رکھتا شیخ نے مراقبہ مین جاکر یہ ارشاد کیا کہ
جس مقام مین تم رہوگے میرے اور تمھارے حجاب نہوگا چاہیئے کہ تم سفر اختیار کرو اور فتوح کے باب مین
لا رد اور لا کد رہنا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد مین جاکر ساکن ہوئے
اور اس ملک کے باشندون کو اعتقاد عظیم بہم پہونچا اور فتوح بیشمار آنے لگا اور تذکرۃ الاتقیا مین تحریر ہے کہ
ابتدائے حال مین باورچیخانہ نظام الدین اولیا کا اُن کے حوالہ تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچی خانہ مین
کچھ پڑھتے بیٹھے تھے سردی نے اُنپر غلبہ کیا ایک پارچہ کہ دوش پر ڈالے تھے اُسے زمین سر پر ڈال کر بیٹھے
بعدہ ایک شخص نے اُن مین سے سلطان المشائخ کو خبر پہونچائی کہ شیخ باورچی خانہ مین بہا لچہ سر پر بیٹھے ہین دیا
بے ادبی کی ہے ابھی ہوس اُس کے سر مین باقی ہے وہ میرے سامنے آنے نپا دے یہ خبر جب شیخ برہان الدین
نے سنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوئے ہر چند یارون سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخر شیخ امیر
خسرو کے پاس التجا لے گئے اور جو وہ سلطان المشائخ کی خدمت مین قرب اور عزت تمام رکھتے تھے انھون نے
رحم دلی سے اُن کی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اُتار کر اُن کی گردن مین ڈالکر اسی نہج سے
سلطان الاولیا کی خدمت مین لے گئے اُس وقت وہ جناب کلاہ سر مبارک پر کج رکھے ہوئے وضو کرتے
تھے بدیہہ یہ بیت پڑھی بیت

من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے	ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے

آنحضرت نہایت خوش وقت ہوے اور اُٹھکر دونون سے بغلگیر ہوے اور منقول ہی کہ ایک روز سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کی تعریف کرتے تھے آن حضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہین یارون نے پوچھا کہان ہی فرمایا جماعت خانہ مین بیٹھا ہی خواجہ اقبال بسرعت تمام جماعت خانہ مین گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہان بیٹھے ہین یارون نے جانا کہ یہ بات ان کے حق مین فرمائی ہی نقل ہی کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کے واسطے آتا ہی مین پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہون اگر وہ اہل سعادت ہی فی الفور اُس کے ہاتھ مین ہاتھ دیتا ہون اور جو اسکے برعکس ہی توقف کرتا ہون اول اُس کی سعادت کے واسطے حق تعالے سے دست بدعا ہوتا ہون بعد اُس کے اُسے مرید کرتا ہون الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد مین برحمت حق واصل ہوے خادمون نے اس مقام مین اُنھین دفن کیا اور شیخ زین الدین اُن کے قائم مقام اور جانشین ہوے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویون کا یہ قول ہی کہ شیخ زین الدین اودھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہین اور وہ جناب بہت صاحب حال اور اہل کمال تھے جس وقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعاے قدوم کی اور چونکہ وہ ارادت صادق رکھتا تھا التماس اُس کی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام مین کہ جہان قصبہ زین آباد ہی تشریف لائے اور نصیر خان فاروقی دریا کے اس طرف اس موضع مین کہ بالفعل جہان شہر برہان پور ہی وارد تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائین حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہین ہی کہ آب تپتی سے عبور کرون الغرض نصیر خان چند روز جب تک کہ شیخ وہان رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشون کی خدمت مین تقصیر نہ کرتا تھا جس وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے اُنھین تکلیف قبول قصبات اور دیہات کی کی آپ نے جواب دیا کہ فقیرون کو جاگیر سے کیا نسبت ہی جب نصیر خان حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کے واسطے کچھ قبول فرمائین شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا ہون کہ جس مقام مین تم وارد ہوے ہو وہان پر ایک شہر میرے پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اس مقام مین کہ فقیر فروکش ہوا ہی ایک قصبہ اس فقیر کے نام بناکر خلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی نے شیخ کے حضور دونون موضع کی بنا ڈالی خشت زمین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہان پور عرصہ قلیل مین اس قدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوی ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات مین محسوب ہوا

ذکر شیخ نظام الدین ابو المؤید کا

اُنھون نے غزنین مین شیخ عبد الواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اس کے بعد دہلی مین آن کر خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی کے مرید ہوئے اور آن حضرت کی خدمت مین مرتبۂ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوئے اور والدہ ماجدہ اُن کی بی بی سامیران کہ ہمشیرہ سید نور الدین غزنوی کی تھین وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی کہتی تھین اور خواجہ بھی انھین مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین ابتدائے حال مین روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع مین حاضر تھا ناگاہ شیخ نظام الدین ابو المؤید تشریف لائے اور اس طرح سے دوگانہ تحیت مین مشغول ہوئے کہ مجھے اُن کی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد ادائے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اس کے شیخ نظام الدین ابو المؤید نے کلام آغاز کر کے فرمایا کہ مین نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی بیت

در عشق تو کی از تو حذر خواہم کرد	جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سامعین اُسے سنکر نعرہ زن ہوئے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد مین امساک باران ہوا لوگون نے شیخ نظام الدین ابو المؤید کو دعائے باران کی تکلیف کی ناچار ہو کر دعائے باران پڑھی اور آسمان کی طرف مُنھ کر کے فرمایا کہ مجھے قسم ہی تیری عظمت اور بزرگواری کی اگر تو آج کے دن پانی نہ برساوے گا مین کسی آبادی مین نہ ہون گا غرض کہ حضرت ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا اور راوی کا یہ بھی قول ہی کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے انھون نے شیخ سے کہا کہ مین جانتا ہون آپ کو حق تعالے کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہی لیکن یہ بات آپ نے کیون فرمائی کہ اگر پانی نہ برسے گا مین کسی آبادی مین نہ رہون گا شیخ نے جواب دیا مین یقین جانتا تھا کہ حق سبحانہٗ تعالے باران رحمت نازل کرے گا مین نے اس واسطے یہ فضولی کی تھی اور بعضون کا یہ قول ہی کہ شیخ نظام الدین ابو المؤید نے جواب دیا کہ مجھ سے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس مین کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگون نے اُنھین مجھ سے رنجیدہ کیا تھا اور اُس وقت مین مجھے یارون نے دعائے باران کی تکلیف دی مین نے اُن کے روضہ مین جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھ سے درگذر کیجیے ناگاہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ مین نے تجھے صلح کی جا دعا کر کہ البتہ حق تعالے باران رحمت نازل فرماوے گا بسبب اس اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہین کہ اُس دن منبر پر برآمد ہو کر شیخ نے ہاتھ آستین مین کر کے اور ایک کپڑا برآورده کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور اُس کپڑے کو جنبش دے کر دعا پڑھی اس صورت مین ملا وجیہ الدین یحیٰی کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ بی بی سامیران کو عنایت فرمایا تھا وہ ہی اجابت دعا مین دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی ان کا ابو الحسن ہی اور آن حضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امرائے ہزارہ بلخ سے تھے اور

قریش کے اطراف مین رہتے تھے اور چنگیزخان کے فتنہ شروع ہونے کے قریب وہان سے ہندوستان مین آن کر امرا کی سلک مین منتظم ہوے اور امیر خسرو قصبۂ مومن آباد مین کہ اس زمانہ مین اُس قصبہ کو پٹیالی کہتے ہین پیدا ہوے اور آٹھ برس کے سن مین جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائی کی خدمت مین کہ اعزالدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور یہ عہد شاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین مشرف ہوکر مرید ہوے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جن کی عمر پچاسی برس کی تھی ایک معرکہ مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوے اور اعزالدین علی شاہ قائم مقام آن کے ہوے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ مین یہ بیت موزون کی بیت

سیف از سرم گذشت دل من دو نیم شد ۔۔ دریاے خون روان شد و در یتیم شد

اور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جن کا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر اپنے زمانہ سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت آن کی دیباچہ غرت الکمال مین تحریر ہے آن کی پرورش و تربیت مین مشغول ہوے اور اس قدر توجہ اور التفات اُن کی نسبت مبذول فرمائی کہ فضلاے عصر سے ہوے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن وجمال بے مثال اور فضل و دانش مین کمال رکھتے تھے ایک دوکان مین بیٹھکر روٹی بیچتے تھے جونہین امیر خسرو کی نگاہ اُن سے دوچار ہوئی اُن کی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھکر مرغ دل اُنکا گرفتار ہوا اور اُن کے قریب جاکر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ مین ایک پلہ مین روٹی رکھکر خریدار سے کہتا ہون کہ زر دوسرے پلہ مین رکھے جب زر اُس کا روٹی کے وزن سے بہت گران ہوتا ہے کہ مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہون امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اُس کی کیا تدبیر ہے کہا اُس سے زر کے عوض درد و نیاز بھی لیتا ہون امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی درد طلب دامنگیر ہوا اُنھین دنون مین دکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُسی عرصہ مین شیخ کے مرید ہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم وکمالات ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوکر شیخ کی خانقاہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُن کے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہنچی اور دونون نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوے جب محمد سلطان خان شہید دہلی مین آتا تھا دونون عزیز شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہوکر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت مین بسر لیجاتے تھے رفتہ رفتہ اُن کی عاشقی اور معشوقی کا اس قدر شہرہ ہوا کہ غرض گویون نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہین ہین امیر خسرو نے اُنھین دنون مین یہ غزل کہ حسن کا استعلام ہے چند موزون کی

خسروا فرمان دل برون ہمین بار آورد	زین دل خود کام کار من برسوائی کشید

بعد اس کے محمد سلطان خان شہید نے از روے مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا ان کے درمیان مین مضبوط تھا ممانعت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر یہ امر محمد سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہزادہ نے غیظ مین آن کر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہان سے برآمد ہو کر پھر امیر خسرو کے مکان پر گئے اور محمد خان شہید کو اسی وقت یہ خبر پہونچی متعجب ہو کر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت حال سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ انکی محبت مجازی زیور حقیقت سے آراستہ ہوئی ہے اور ان کا جمال حال پردہ عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہے محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کر کے پوچھا کہ محبت تمھاری آمیزش ہوا سے پاک ہے یا نہین انھون نے جواب دیا کہ دوئی ہمارے درمیان سے کوچ کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کر کے کہا مصرع

گواہ عاشق صادق در آستین باشد

محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہے سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی پڑھی ــ رباعی

تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست	عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست
نامیست مرا برمن و باقی ہمہ اوست	اجزاے وجودم ہمگی دوست گرفت

اور اس وقت مین نسیم عالم تحقیق کی ان کے باغ امید پر چلی عالم اور ما فیہا ان کی نظر ہمت مین ایک خس دکھلائی دیے شاہزادہ کی ملازمت سے مستعفی ہوے لیکن محمد سلطان خان شہید نے انھین بحال رکھا اور بعد اس کے جب محمد سلطان خان شہر ملتان مین بدرجہ شہادت فائز ہوے امیر خسرو دہلی مین آن کر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوے اور تعریف اس کی امیر خسرو کے دیوان مین بہت ہے اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوے اور مثل اپنے باپ اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہونچ کر امراے کبار مین مخصوص ہوے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد تک جو بادشاہ تخت پر اجلاس کرتا امیر خسرو کو معزز کر کے امرا کے جرگہ مین رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ بنام نامی اسکے ہے امیر خسرو کو اور امراے کبار سے زیادہ عزت دے کر سفر بنگالہ مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا لیکن مراجعت کے وقت بادشاہ نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو لکھنوتی مین چھوڑا اس اثنا مین امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ نظام الدین اولیا رحمت حق مین داخل ہوے اس سبب سے بیتاب ہو کر بتعجیل تمام آنحضرت کے مزار پر حاضر ہوے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے انکی روح پر فتوح کی ترویج کے واسطے فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہو کر مجرد ہوے اور کپڑے سیاہ ماتمانہ پہن کر

آنحضرت کی قبر پر ساکن ہوے اور مفارقت سے ایسے محزون اور مغموم ہوے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات کے چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جمعرات کو اٹھارہوین تاریخ ماہ ذی قعدہ سنہ ۷۲۵ سات سو پچیس ہجری مین بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے اور اُسی حظیرہ مین اپنے مرشد کے پائین دفن ہوے اور منقول ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نرہیگا جب رحلت کرے میرے پہلو مین دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہی اور مین بھی بغیر اُس کے بہشت مین قدم نہ رکھون گا اور اگر دو شخص کا ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہوتا تو مین وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر مین دفن کرین تو دونون ایک جا رہتے الغرض جب امیر خسرو فوت ہوے چاہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو مین مدفون کرین ایک خواجہ سرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعضے مریدون کا شیخ اور امیر خسرو کے مزارین شبہہ واقع ہوگا اس واسطے اُنھین شیخ کے پائین یارون کے چبوترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میرے اُستاد کا مادہ تاریخ اُنکا ہی

قطعہ تاریخ

میر خسرو خسرو ملک سخن
نظم او صافی تر از ماء زلال
از پی تاریخ سال فوت او

آن محیط فضل و دریای کمال
بلبل بستان سرای داد و دین
چون نہادم سر بزانوی خیال
دیگری شد طوطی شکر مقال ۷۲۵

نثر او دلکش تر از ماء معین
طوطی شکر مقال بی زوال
شد عدیم المثل یک تاریخ او ۷۲۵

تذکرۃ الاولیا مین مسطور ہی کہ امیر خسرو اُستادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہوے تھے خاص اُسوقت مین خمسہ نظامی کا جواب کرتے تھے اور سلطان المشائخ نظامی گنجوی کے باطن سے خوف کھا کر منع کرتے تھے اور امیر خسرو درجواب کہتے تھے کہ مین آپکی پناہ مین ہون مجھو آسیب مجھے نہ پہونچے گا قضارا جب یہ بیت کہی بیت

کوکبۂ خسروم شد بلند　　غلغلہ در گور نظامی فگند

ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کی طرف نمودار ہوئی امیر خسرو نے نام شیخ اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا لیا اُس وقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پیلہ مین دیا وہ تلوار وہان سے گذر کر کے ایک بیر کے درخت پر کہ اُس مقام مین تھا پہونچی امیر خسرو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال اپنے پیرو مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سر آستین کا اُنھین دکھلایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے اُنکے حق مین یہ دو بیت فرمائین ابیات

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست　　ملکیست ملک سخن از خسرو ماست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست　　زیرا کہ خدا ناصر این خسرو ماست

شیخ آذری نے جواہر الاسرار مین لکھا ہی کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین پیرانہ سالی مین شیراز سے

امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان مین آئے شعر مین حق استادی اُن پر ظاہر کرتے تھے امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آن حضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُن کا اعتقاد ظاہر ہے — **بیت**

خسرو مست اندر ساغر معنی بریخت　　شیرہ از خمخانہ سعدی کہ در شیراز بود

اور دوسرے مقام مین فرمایا — **مصرع**

جلد سخن دارد شیرازہ شیرازی

اور یہ بھی منقول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ خدا مجھے اس ترک کے سوز سینہ کے سبب بخشے اور امیر خسرو نے اُن کی مدح مین بہت کچھ کہا ہے اور یہ دو بیت انھین مین سے ہین **ابیات**

جدا از خانقاہ او بہ لطف تدبیم　　خلیلم کعبہ را ماند بہ تعظیم
ملک کردہ بسقفش آشیانہ　　چو اندر سقف کنگشت خانہ

اور بعضی کتب مین فقیر کی نظر سے گذرا ہے کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کے اس درجہ اعلیٰ کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہری مین بسر کیے اور حضرت خواجہ خضر کی ملاقات سے مشرف ہوکر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ خضر نے ارشاد کیا کہ یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے نصیب ہوچکی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین حاضر ہوکر وہ حقیقت عرض کی شیخ نے اپنا آب دہن اُن کے دہن مین ڈالا چنانچہ اُس کی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے بانوے کتاب سالک نظم مین منتظم کین اور مشہور ہے کہ امیر خسرو نے اپنی بعضی تصانیف مین لکھا ہے کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ تر ہین اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دول سے ایک نسبت رکھتا ہے اگر فقرا کی نسبت منسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت مین مجھے ساتھ اُس نام کے بلاتے سلطان المشایخ نے یہ امر دریافت کرکے فرمایا کہ وقت سعید مین تیرا تخلص رکھا جاوے گا پھر بعد چند روز کے فرمایا مجھے یون ظاہر ہوا کہ تجھے صحراے حشر مین محمد کاسہ لیس کہکر بلا دین گے اور امیر خسرو کی مدت عمر چوراسی برس کی تھی

ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہین باپ اُن کے سپاہی تھے قصبہ سیکری مین جو شہر آگرہ سے بارہ کوس ہے رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ مین ولادت ہوئی جب سن رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل لابدی سے بہرہ حاصل کرکے تصفیۂ باطن مین کوشش کی اور دو مرتبہ سیکری سے ولایت مین جاکر ممالک عرب اور عجم اور روم اور یمن کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود مین رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت بصرہ مین بسر لے جاکر تئیس حج کرکے ہندوستان

مین مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سیکری کے پہلو مین واقع ہے سکونت اختیار کی اور عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوے اکثر ایام صوم مین بسر کیے جاتے تھے اور شیر شاہ اور سلیم شاہ افغان سور اور خواص خان کہ ان کے امراے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچا کر اُس پہاڑ مین ایک شہر موسوم بہ فتح پور بنا فرمایا اور بارہ برس تک اُسے تختگاہ کر کے شیخ کے مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس مین اکثر حاضر ہو کر شیخ کی تعظیم اور تکریم مین کوشش کرتے تھے اور جب آن حضرت سنہ نو سو ستر ہجری مین برحمت حق واصل ہوے آن حضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین اُن کے سجادہ نشین ہوے اور بعد چند روز کے مکہ مین جا کر وفات پائی ان کا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ آن کی والدہ نے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد مین مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل عذر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدر الدین کا فرزند کہ علاء الدین نام رکھتا تھا بخطاب اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے یون ہے شیخ سلیم بن بہاء الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسی بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی المشہور بہ گنج شکر قدس اللہ اسرارہم ورفع درجاتہم فی القدس ان اوراق کے ناظرین پر تحکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشت مین سواے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہین کہ احوال اُن کا فقیر کی نظر سے نہین گذرا مثل مولانا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ بدر الدین سلیمان اور شیخ علاء الدین اور مولانا فخر الدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے بہت مشائخ کہ نام اُن کے فقیر کے گوش زد نہین ہوے اس صورت مین اگر توفیق رہبری کرے گی اور وہ کتاب کہ مشتمل اُن کے حالات پر ہے نظر سے گذرے گی خلاصہ اس کا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا جس شخص کو فرصت ہو وے تحریر کر کے ملحق کرے کہ فقیر ممنون لطف ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کے بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کا

ابیات

آن محرم راز لامکانی شد
در عالم عشق جاے کردہ

موصوف صفات جاودانی
جا رفتہ از فنا سکان حیات

افلاک بزیر پاے کردہ
پا کوفتہ در مقام تفرید

باطن بہویت وحقیقت — ظاہر بشریعت وطریقت — آن پاک گزیدۂ مشائخ
دال مردم دیدۂ مشائخ — سلطان سریر پاک تمکین — یعنی کہ بہاے ملت ودین

زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سے ہیں ہندوستان
اُن کے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہے اور جد بزرگوار اُن حضرت کے کمال الدین علی شاہ
قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم کی طرف آئے اور وہاں سے قبۃ الاسلام ملتان میں تشریف لاکر ساکن ہوئے
اور چونکہ جد آپ کے صلاح اور تقوی میں کمال رکھتے تھے باشندے وہاں کے اُنکے آنے سے نہایت
محظوظ ہوئے اور مریدوں کے مانند باعزاز و اکرام پیش آئے اور کمال الدین علی شاہ نے وہاں استقامت
فرمائی اور قلعہ کوٹ کرور میں جس کو سلطان محمود نے اپنے زمانہ جہانگیری و کشورکشائی میں فتح کیا تھا مولانا
حسام الدین ترمذی رہتے تھے جو چنگیز خان کے فتنہ میں ترمذ سے جلا وطن ہو کر یہاں قلعہ کوٹ کرور میں
آگئے تھے کمال الدین علی شاہ قُم اُن کی دختر پاکیزہ گوہر کو اپنے فرزند شیخ وجیہ الدین کے عقد ازدواج
میں لائے اور شیخ بہاء الدین زکریا اُس دختر بلند اختر کے بطن مبارک سے قلعہ کوٹ کرور میں سنہ ۵۶۵
پانسو پینسٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور شیخ معین الدین بیجاپوری نے تذکرۃ الاولیاء ہند میں لکھا ہے کہ
شیخ بہاء الدین زکریا اولاد ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی سے ہیں اور
ہبار اسلام میں آئے تھے اور اُن کے بھائی ہمیان زمعہ اور عقیل بحالت کفر جنگ بدر میں
قتل ہوئے تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج میں تھیں بیٹی زمعہ کی ہیں الغرض
جب شیخ بہاء الدین زکریا بارہ برس کے ہوئے شیخ وجیہ الدین اُس دار ناپائدار سے کوچ کر کے
رحمت حق میں واصل ہوگئے اور شیخ بہاء الدین زکریا نے سفر خراسان کا انتخاب کیا اور وہاں عارفوں
کی صحبت میں پہونچکر فیضیاب ہوئے اور بخارا میں جا کر علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے
اور مرتبہ اجتہاد کو پہونچے اور شہرت عظیم پائی پندرہ سال کی عمر میں خلائق کی تدریس اور افادۂ علوم
میں مصروف ہوئے چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا اُن سے استفادہ کرتے تھے بعد اُس کے مکہ معظمہ
میں جا کر حج مناسک بجا لائے اور ایک راوی کہتا ہے کہ اُن حضرت مدینہ رسول اللہ میں پانچ برس
مجاور رہے اُس کے بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کے پاس کہ محدثین کبار سے تھے تین برس مدینہ منورہ
میں تدریس حدیث فرماتے رہے تھے پھر کتب حدیث کو پڑھکر اور اجازت حاصل کر کے بیت المقدس
کی طرف تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر بغداد میں آئے اور وہاں کے
مشائخ کی زیارت کر کے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض سے مشرف ہوئے اور بروایت
شیخ نظام الدین اولیا سترہ روز میں خرقہ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہیں کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا بقصد حصول نظر
عنایت اور خرقہ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس میں حاضر ہوئے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ میں یہ واقعہ دیکھا

دل ہاتھ سے جاتا رہا درس بحث کو ترک کرکے اُن کی ہمراہی میں مشغول ہوئے اور جب تین چار روز کے بعد
قلندر اس حال سے واقف ہوئے خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کے
بعد اُنکی تلاش میں روانہ ہوئے اور اُن کے پاس پہونچکر ارادہ رفاقت کا کیا قلندروں نے عرض
کی آپ مرد بزرگ ہیں قلندران ابرو تراش کے ساتھ کیونکر صحبت برآر ہونگے شیخ ناچار ہوکر چار ابرو
تراشوا کر اُن کا لباس پہنا رفیق ہوئے اور اس جماعت کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے ملتان میں پہونچے
اور شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ میں گئے جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نے پہچانا
اور متعجب ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہے بعد اُسکے بہت مصروف فرمائی کہ انھیں لباس قلندری ترک کرا کے اُس
لڑکے کی قید عشق سے نجات بخشیں قضارا شیخ کو خبر پہونچی کہ قلندران مسافر ملتان سے نکل گئے اور شیخ نے
تامل کیا اس درمیان میں ایک آندھی نہایت عظیم کہ کسی نے نہ دیکھی تھی اٹھی اور گرد و غبار کی کثرت سے
دن نے لباس رات کا پہنا فضاے عالم تیرہ و تاریک ہوا قلندروں کی جماعت جس راہ میں کہ جاتی تھی تاریکی
کی شدت سے سراسیمہ اور بدحواس ہوئی اور ہر ایک دوسرے کی نہ رکھکر متفرق اور پریشان ہوکر ہر ایک
طرف جا پڑی اور شیخ ابراہیم عراقی بقصد قلندر زادہ ایسے راستے میں پڑے کہ وہ بے اختیار شیخ بہاء الدین
زکریا کے مکان پر پہونچے اور شیخ نے صفاے باطن سے دریافت کرکے خادم کو باہر بھیجا اُنھیں خانقاہ میں
طلب کیا اور اُٹھکر ابراہیم عراقی کو اپنے آغوش مبارک میں کھینچا جب شیخ کا سینہ اُن کے سینہ پر پہونچا
اُسی وقت قلندر بچہ کی محبت ابراہیم عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے انھیں اپنے لباس خاص سے
مشرف فرمایا اور اُن کے رہنے کے واسطے ایک حجرہ مقرر کرکے تربیت میں مشغول ہوئے حتی کہ یہ نوبت
آئی کہ شیخ نے اپنی دختر کہ عفت اور پرہیزگاری میں اپنے وقت کی رابعہ تھی اُن کے عقد نکاح میں
دی اور ابراہیم عراقی اور سید محمد شہریار جو بھانجے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے تھے وہ ہمیشہ
سادہ عذاروں کو بہ نظر پاک مشغول محبت ہوتے تھے اُن کی عمر بنا پر اغراض نے شیخ الشیوخ سے عرض کی
کہ ابراہیم عراقی ایک نعلبند کے لڑکے کے روبرو بیٹھا [illegible] اُن سے [illegible] شیخ الشیوخ نے بلا کر ملامت کی اور فرمایا
اے ابراہیم عراقی مگر دوئی دلنشین کھیلتا ہے کہ اس کام [illegible] کہ ان حضرت [illegible] ستارہ کش ہوا اہل نظر حرف زن
ہیں ابراہیم عراقی نے کہا ہے اے شیخ غیر کہاں ہے جو حضور [illegible] پاس کہ محدثین کہا شہاب الدین اس گستاخی سے
رنجیدہ ہوے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت [illegible] اور راجہان تک کہ شیخ الشیوخ
اُن سے راضی ہوئے اور اُنھیں شیخ بہاء الدین [illegible] کی زیارت سے مشرف ہوکر لیکن روانہ کیا چنانچہ ابراہیم
عراقی ملتان میں پہونچے اور ایک روایت [illegible] سہروردی کی صحبت کے فیض سے اُن کی خدمت میں بسر
لے گئے اور سلوک یعنی ریاضت اور عبادت [illegible] حاصل کیا کہتے ہیں کہ حسب شیخ بہاء الدین سے زیادہ حاصل
کی اور اُن دنوں میں اشعار پر سوز کہتے [illegible] حاضر ہوئے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ میں کلام سے وجد اور

پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم عراقی کے حجرہ کی طرف ہوا اور مدہ اس غزل کا سنا غزل ۔

نخستین بادہ کاندر جام کردند	ز چشم مست ساقی وام کردند	برای صید مرغ جان عاشق
ز زلف ماہرویان دام کردند	بعالم ہر کجا رنج و ملامت	بہم بردند و عشقش نام کردند
ز بہر نقل مستان از لب و چشم	مہیا شکر و بادام کردند	چو خود کردند راز خویشتن فاش
	عراقی را چرا بدنام کردند	

شیخ کو اس غزل کے سننے سے وجد و حال عجیب ظاہر آیا اور منقول ہے کہ ابراہیم عراقی ان دنون مین شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت مین بسر لے جاتے تھے زوجہ ان کی کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اس سے چھوٹی تھی ابراہیم عراقی کے حبالۂ نکاح مین لاوین اپنے بڑے فرزند شیخ صدر الدین عارف سے اس بارہ مین مشورہ کیا انھون نے جواب دیا مین نے ایک روز ابراہیم عراقی کو ساباط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کھڑا ہے اور پیراہن کو اٹھا کر کسب ہوا کرتا ہے ایسا شخص لائق پیوند کے نہین ہے اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نیت حج بیت اللہ ملتان سے بر آمد ہوے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوے اور شہر قونیہ مین شیخ صدر الدین عارف کو دیکھا کتاب فصوص ان سے پڑھی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم مین حسن قوال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہو کر غزلین کہین چنانچہ یہ مطلع غزل کا ان مین سے ہے بیت

ساز طرب عشق چہ دانی کہ چہ ساز ست	کز زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تاز ست

پھر وہان سے مصر مین گئے اور ایک موچی کے لڑکے کے حسن دلربا پر شیفتہ ہوے اور بعد اس کے ملک شام مین جا کر شہر دمشق مین ایک امیر زادے پر عاشق ہوے اور وہان فرزند ان کا کبیر الدین جو شیخ بہاء الدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آن کر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعد کی آٹھوین تاریخ سات سو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوے قبر ان کی اور ان کے فرزند کبیر الدین کی دمشق مین شیخ محی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص مین سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات سے ہین اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان مین پہونچکر مرید ہوے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کے پہونچا کر فارغ التحصیل ہوے اور دوسری خواہش کا دخل دماغ مین رکھتے تھے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید مین قدم رکھا اور مال دنیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان مین آئے اور شیخ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوے اور تین برس ان کی خدمت مین رہکر بہت کمال حاصل کیے اور ان کی اکثر تصانیف مثل نزہت الارواح اور زاد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہین اور شیخ بہاء الدین زکریا اور ان کے فرزند شیخ صدر الدین نے انکی شرح کتاب الرموز مین کہی ہین ابیات

شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا
جان پاکش منبع صدق و یقین
شاہپر از نیک و از بد تافتہ
کرد پرواز ہما بر آشیان

داخل حضرت ندیم کبریا
از وجود او بہ نزد دوستان
این سعادت از قبولش یافتم
آن بلند آوازۂ عالم پناہ

مفخر ملت بہار شرع دین
جنت الماوا شدہ ہندوستان
رخت ہستی چون برون برد از جہان
سرور عصر افتخار صدر گاہ

صدر دین و دولت آن مقبول حق | نہ فلک بر خوان جودش یک طبق

اور میر حسینی چھٹی شوال سات سو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے شیخ حسن افغان ہین کہ احوال اُن کا عنقریب مذکور ہوگا نقل ہے کہ قطب الدین ایبک نے شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سرخ اور سیاہ اور خرگاہ خاص سلطان معز الدین محمد سام غوری کی اُسے بخش کر ولیعہد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصر الدین قباچہ کو دے کر شمس الدین التمش کی اطاعت کے واسطے وصیت فرمائی قضارا ناصر الدین قباچہ نے بعد وفات قطب الدین ایبک بغاوت کر کے شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نہ کی اور باوجود اس کے شرع محمدی کے رواج مین بھی ساعی نہ ہوا اس سبب سے اُس کے متعلقون نے فسق و فجور شروع کیا شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی شرف الدین اصفہانی عامل ملتان نے شمس الدین التمش کے پاس مکاتیب مشعر اظہار مخالفت ناصر الدین قباچہ اور عدم رواج شریعت تحریر کر کے ارسال کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصر الدین قباچہ کے آدمیون کو دستیاب ہوے اور ناصر الدین قباچہ اُن خطوط کو پڑھکر خط پیچیدہ کے مانند پیچ و تاب کر کے طیش مین آیا اور آدمی شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی کی طلب مین بھیجے جب دونون بزرگوار حاضر ہوے شیخ کو اُس نے اپنے پہلو مین بٹھایا اور قاضی کو بھی اپنے برابر بٹھا کر اُن کا خط اُنکے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگون ہوے ناصر الدین قباچہ نے قاضی کو اُسی وقت تیغ ظلم سے قتل کیا اس کے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہے لیکن مین نے اُسے فرمان حق کے موافق لکھا ہے تو کیا کر سکتا ہے ناصر الدین قباچہ یہ کلام سنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور نقل ہے کہ عبد اللہ نام ایک قوال روم سے ملتان مین آیا اور شیخ کی ملازمت کر کے عرض پیرا ہوا کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے میری آواز سنی ہے آپ بھی اگر سماعت فرمائین تو بندہ نوازی سے بعید نہوگا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سنا ہے زکریا بھی سنے گا اور پہر رات گئے حضرت حجرہ مین تشریف لائے اور مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبد اللہ قوال نے یہ بیت بتکرار ادا کی بیت

مستان کہ شراب ناب خوردند | از پہلوے خود کباب خوردند

شیخ وجد مین آنکر ایستادہ ہوے اور چراغ آستین سے بجھایا عبد اللہ قوال سے منقول ہے کہ جب شیخ اثناے سماع مین میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور دوسرے

دن عبداللہ قوال خلعت گرانمایہ اور بیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر شیخ
فریدالدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر عرصۂ قلیل مین قصبۂ اجودھن مین
مراجعت کرکے ملتان کی رخصت طلب کی اور یہ عرض کی کہ راستہ مخوف ہے امیدوار دعا کا ہون شیخ نے ارشاد
کیا یہان سے فلان تالاب تک میرا علاقہ ہے بعد اس کے شیخ بہاء الدین زکریا سے تعلق رکھتا ہے
عبداللہ قوال زمین خدمت کو بوسہ دے کر روانہ ہوا جب اُس تالاب کے قریب پہونچا ایک جماعت
راہزنون کی مع شمشیرہاے برہنہ نمودار ہوئی عبداللہ قوال کو حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا کلام
یاد آیا بہ آواز بلند پکارا یا شیخ بہاء الدین زکریا میری مدد فرمائیے یہ کہتے ہی راہزن غائب ہوے جس روز
عبداللہ قوال ملتان مین پہونچ کر شیخ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوا جامہ سُرخ سقرلاتی پہنے ہوے تھا
شیخ نے فرمایا کس سُرخ لباس شیطان کا ہے کیون پہنا ہے عبداللہ قوال کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بے ادبانہ
زبان پر لایا کہ لوگون کے پاس خزانے نامحصور موجود ہین اُسپر نظر نہین کرتے پر اسنے کمل کو جسکی قیمت
نیم تنگہ سے بھی کم ہے عیب فرماتے ہین شیخ نے فرمایا کہ اے عبداللہ ہوش مین آ اور وہ اضطراب کہ چورون
کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبداللہ قوال یہ کلام صدق انجام سُنکر استغفراللہ کہتا ہوا شیخ
کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدرالدین عارف سے نقل کرتے ہین کہ مین
ایک وقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھ سے پوچھا کہ آج کل کیا شغل رہتا ہے مین نے
عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہون مولانا نجم الدین نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو
جلا اور عمدہ کا شاغل رہ اور جب مولانا صدرالدین عارف مولانا نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوے
شیخ بہاء الدین زکریا کی حضوری مین پھر حاضر ہوکر تمام ماجرا بے کم و کاست عرض کرکے کہا کہ مولانا نجم الدین
نے یون فرمایا ہے شیخ نے کہا ہان یون ہی ہے اور بظاہر سبب اُس کا جیسا کہ شیخ صدرالدین عارف کے
داستان مین مرقوم ہوا یہ تھا کہ کشاف اور ایجاز کے منع کرنے کا سبب اسکے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہے کہ شیخ
بہاء الدین زکریا نے واقعہ مین دیکھا ہوگا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہے اور ایجاز کے بارہ مین بھی
اسی قبیل سے کچھ ہوگا الغرض جو سبب اسکا معلوم نہ تھا مولانا صدرالدین کو یہ بات شاق گذری اور رات کو ان
تینون کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہوے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دونون کتاب پر رکھکر سو رہے
اور شعلہ چراغ سے کشاف و ایجاز دونون جلکر خاکستر ہوئین اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ اور سلامت
رہی مولانا حسام الدین حاجی سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدون سے تھے منقول ہے کہ خواجہ
کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مخلصون سے تھے اور وہ نہایت متمول تھے
اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت مین جہاز پر سوار
ہوے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستول ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہووے خواجہ کمال الدین

مسعود شیروانی نے بعجز تمام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے توجہ کی اور مدد کے طلبگار ہوے اُسی وقت شیخ
نے جہاز مین حاضر ہوکر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب ہوے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن
ہوئی جہاز بندر عدن مین سلامت پہونچا اور تمام سوداگرون نے ازروے صدق اور اخلاص کے ثلث مال
اپنا خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت مین پہونچادے خواجہ نے وہ مال لے کر نصف
جواہر اپنا بھی شیخ کے واسطے علیحدہ کرکے خواجہ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا ملتان کی طرف
بھیجا خواجہ فخر الدین گیلانی جب آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُس جناب کو اُسی صورت اور لباس سے
کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھکر زیادہ تر معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ کے تھا پیشکش
کیا حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ مین فقرا اور مساکین پر قسمت کیا اور خواجہ فخر الدین گیلانی نے یہ حال
مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد بہم پہونچایا اور تمام مال اپنا شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدون
مین منتظم ہوے اور بعد عرصہ قلیل واصلان حق سے ہوکر خرقہ خلافت کا پایا اور قریب پانچ سال شیخ کی خدمت
مین بسر کیے آخر رخصت لے کر مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوے اور بندر جدہ مبارک مین پہونچکر رحمت حق مین
واصل ہوے اور اُسی مقام مین مدفون ہوے اور آج تک اکثر لوگ وہان نذر لیجاتے ہین اور اُنکی روح پر
فتوح سے استعانت چاہتے ہین شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہے کہ ایک وقت
شیخ بہاء الدین زکریا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوے اور اثناے
راہ مین ایک مسجد مین نزول کیا اُس مقام مین ایک جماعت قلندران جوالق پوش کہ لباس
سید جلال مجرد کا ہے فروکش ہوے اور جب رات کے وقت شیخ عبادت سے فارغ ہوے بعد مراقبہ شیخ
کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اُس کا سپہر اعلیٰ کی طرف ساطع تھا شیخ تعجب کرکے آہستہ اُس کے پاس
تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مرد خدا اس قوم کے درمیان کیا کرتا ہے اُس نے جواب دیا اے زکریا
آگاہ ہو ہر قوم مین ایک خاص ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اُس قوم کو اُسے بخشتا ہے اور وہ سید عالی نسب
اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک اُن کا عبد القدوس اور موصل کے فرزند تھے اور رباط مین
سید جمال الدین مجرد کی قبر پر لباس قلندرانہ پہنا تھا شیخ نے اُنھین لباس قلندری سے برآوردہ کرکے
عالم جذبہ سے عالم سلوک کی طرف پہونچایا اور مقبرہ اُنکا قصبہ ساوہ مین جو یزد اور اصفہان کے مابین ہے واقع
ہوا اور سید جمال مجرد ساوجی تھے اور ایک مدت مصر مین مفتی رہے جو مشکل لوگون کو مسائل مین پیش
آتی تھی سید جمال بغیر کتاب دیکھے جواب دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت اُنھین کتاب خانہ روان کہتے تھے
اور کہتے ہین آخر شب اُنھین جذبہ اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش و بروت تر شوا کر رباط مین جو مصر سے
سات یا آٹھ منزل ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے اس وقت تک ویران تھا جاکر بیہوش
ہوے اور بعد چند روز کے کچھ ہوش مین آن کر مبہوت کے مانند بیٹھے اور روزہ نماز نہ کرتے تھے اور علما

مصر وہان جاکر اُنھین ملحد اور رافضی کہنے لگے اور رانگا گرم کرکے جب اُن کے حلق مین ڈالا کچھ صدمہ اُنھین
نہ پہونچا اُن کی ایذا رسانی سے دست کش ہوکر معتقد ہوے لیکن قول صحیح یہ ہو کہ سید جمال مجرد صفت
حسن وجمال سے بھی موصوف تھے چنانچہ مصری انھین یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور سے زلیخا حضرت
یوسف پر عاشق ہوئی تھی اُسی طرح سے ایک عورت امراے مصر سے سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی
اور آن حضرت اُس سے بہ تنگ آکر مصر سے سرزمین دمیاط کی طرف بھاگ گئے اور وہ عورت
فرط عشق سے بیتاب ہوکر اُن کے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر سید جمال مجرد کو پہونچی مضطرب ہوے
اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کرکے اپنے زوال حسن کی استدعا کی اور وہ دعا شرف
اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش وبروت اور ابرو کے تمام گر گئے اور عورت نے جب اُنھین اس
ہیئت سے دیکھا رو گردان ہو کر مصر مین واپس گئی اور سید اس بلاے ناگہانی سے نجات پاکر اس
مقام مین ساکن ہوے چنانچہ مقبرہ آپ کا وہین ہو اور جماعت قلندرون کی وہان رہتی ہو اور ہنگامہ
برپا رکھتی ہو اور نقل ہو کہ ایک رات شیخ بہاء الدین زکریا اپنے خلفا کے درمیان مین بیٹھے تھے اُن سے
یہ خطاب کیا کہ تم مین ایسا کوئی شخص ہو کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت مین تمام قرآن مجید
پڑھے سب خاموش ہوے شیخ نے دوگانہ مین قیام کیا اول رکعت مین ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت مین
چار پارہ پڑھکر بعد جلسہ کے سلام کہا اور بارہا فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر ہوا توفیق ایزدی سے مجھے
بسر ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہو کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے
اور مین ہرچند کوشش کرتا ہون یہ دولت میسر نہین ہوتی ہے تین چار پارہ رہجاتے ہین اور
منقول ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ضروری و سرسری
نجا ہینے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گوہر مقصود دستیاب ہو ایک روز کا مذکور
ہے کہ ایک مسافر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور دیا حضر[1]
اُس کے واسطے نہ طلب کیا مسافر نے کہا حدیث مین وارد ہے من زار حیا ولم یذق شیئا فقد زار
میتاً شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہین عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہین ہے
اور اُن کی زیارت اعتبار نہین رکھتی اور خواص بقدر حال مجھ سے فیض پاتے ہین نقل ہے
کہ شیخ کے مریدون مین سے شیخ بدر سجستانی تھے اور لاہور مین رہتے تھے ایک روز کہ یوم
عید تھا عیدگاہ مین نماز پڑھنے جاتے تھے اُنھون نے آسمان کی طرف منہ کرکے عرض کی بار خدایا
ہر غلام اپنے مالک سے عیدی مانگتا ہو اور مین بھی تجھ سے مانگتا ہون تو خزانہ غیب سے مجھے عیدی
عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبز آسمان سے نازل ہوا اور اُس مین تحریر
تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھپر حرام کی اور اُس کی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عیدگاہ کے

[1] سلہ اخضر نسخہ مطبوعہ ۱۲

تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُن میں سے یہ عرض کی اے شیخ
تو نے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہے کہ تو مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرما شیخ بدر سجستانی نے جب
یہ کلام سُنا فوراً اُدہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآوردہ کر کے اُسے بخشا اور فرمایا کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو
اور قیامت کے دن میں جانوں اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الدین اولیا سے نقل ہے کہ شیخ
بہاء الدین زکریا نے اواخر میں بخلاف اوائل کے روزہ داری اور بھوکی ریاضت برطرف کی چنانچہ
اُن کے باورچی خانہ میں قسم قسم کا طعام لذیذ پکتا تھا آپ ہر مسافر اور مہمان کے ساتھ بمقتضائے
کلوا من الطیبات واعملوا صالحا طعامہائے لذیذ تناول کرتے تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ
خدا کی نعمت برغبت تمام کھاتا ہے خوش حال ہوتے تھے الغرض ایک دن دستر خوان اُن کے
روبرو بچھا تھا جب اس درمیان میں درویشوں کے ساتھ ہمکاسہ ہوئے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ
روٹی شوربا میں ریزہ ریزہ کر کے کھاتا ہے شیخ نے فرمایا بہترین طعام یہ مرد کھاتا ہے اور حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام ثرید اور طعاموں پر مثل میری فضیلت
کے ہے اور انبیا پر اور نقل ہے کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع دہات ولایت لاہور میں رہتا تھا اور
اُس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا غلہ بوکر اوقات بسر کرتا تھا ایک وقت وہاں کے تحصیلدار نے
اُس کی زراعت کی جریب سے پیمایش کی اور یہ بات کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھائیے یا زر لگان سال
اور سنوات گذشتہ کا بیباق کیجئے مرید نے ہرچند عذر کیا کہ اُسے معاف کر فائدہ نہ بخشا درویش ایک
تحفظ سے ہمراہ اُنہیں لے گئے کچھ دیر کے بعد اٹھ کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہے شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہے کہ آپ
اس پانی پر قدم رکھ کر اس پار عبور کریں یا زر اتنے سال کا بیباق فرمائیں آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین
زکریا سے ہمت چاہی اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے انسان زمین پر چلتا ہے دریا سے عبور
کیا اور اس پار ہو کر تجدید وضو کر کے دوگانہ شکر کا بجا لائے اور پھر اپنی سواری کے واسطے کشتی طلب
کی لوگوں نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے اُسی طرح سے چلے آئیے فرمایا ڈرتا ہوں
کہ نفس خوش ہو کر عجب و نخوت نہ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لے گئے شیخ نے سوار ہو کر مراجعت کی اور
نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا عین مشغولی میں بہ آواز بلند
نعرہ زنان ہوئے کہ ابھی شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے رحلت فرمائی اور حقیقت میں ویسا ہی
ہوا تھا اور منقول ہے کہ جب مولانا قطب الدین کاشانی ماوراء النہر سے ملتان میں تشریف لائے شاہ
ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک محل یا مدرسہ اُن کے واسطے تعمیر کیا اور مولانا کہ علامہ زمان
تھے نماز فجر کی اُس مدرسہ میں ادا کر کے درس میں مشغول ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کہ اُن کا
ابتدائے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کے وقت وہاں حاضر ہوتے تھے اور فجر کی نماز مولانا کے پیچھے

عہ مشہور حدیث ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کی فضیلت کا ... سب طعاموں پر [illegible]

پڑھتے تھے ایک دن مولانا نے اُن سے پوچھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طے کرکے ساتھ میرے اقتدا کرتے ہو شیخ نے کہا
مین اس حدیث پر عمل کرتا ہون من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوئے دوسرے دن
جب شیخ صبح کے وقت اپنی عادت کے موافق حاضر ہوئے مولانا ایک رکعت نماز ادا کر چکے تھے کہ شیخ دوسری
رکعت مین شریک ہوئے جب مولانا تشہد مین تھے شیخ نے سلام پھیرنے سے پہلے ایستادہ ہو کر اپنی دوسری
رکعت شروع کرکے نماز تمام کی مولانا نے کہا کہ تم کیون امام کے سلام سے پیشتر برخاست ہوئے شاید
امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہئے کہ وہ سجدہ سہو کا بجا لاوے لیکن جو مقتدی سلام سے پیشتر اُٹھے وہ سجدہ سہو کا
نہین کر سکتا ہے شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور باطن کے سبب معلوم ہو وے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہین ہوا ہے اُسکا
اُٹھنا روا ہوگا مولانا نے کہا جو نور کہ احکام شریعت کے موافق نہین ہے وہ ظلمت ہے شیخ نے جب یہ بات سنی پھر
نماز کو حاضر نہوئے اور منقول ہے کہ اُن دنون مین ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیون درویشون
کی نسبت اعتقاد نہین لاتے ہین فرمایا اس سبب سے کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُس کا مثل نہین پایا
القصہ کاشغر مین میرے قلم تراش کا دنبالہ ٹوٹ گیا مین نے بازار مین لیجا کر لوہارون کو دکھلایا
کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کر دو کہ عیب جوڑ کا نہ رہے سب نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا
حالت اصلی سے کچھ کم ہو جاوے گا ایک لوہار اُن مین سے بولا کہ فلان محلہ مین ایک کاریگر نہایت پرہیزگار
اور متقی ہے شاید وہ اسے درست کر دے جب مین اُسکی دوکان پر پہونچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہے
پھر مین نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلم تراش میرے ہاتھ سے لے کر فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ
بند کر مین نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور کنکھیون سے دیکھا کہ قلمتراش اپنے مونھ کے قریب لیگیا اور اسپر
دعا پڑھ کر دم کیا اور میرے حوالے کی جب مین نے اُسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اُس سے بہتر اور مستحکم تر پایا
اُس وقت مین نے وفور اعتقاد سے اُس کے قدم پر سر رکھا اور روپے زر پیشکش کیا آنحضرت نے
قبول نہ کیا جب مین نے بہت خوشامد اور الحاح کی فرمایا قلمتراش درست ہوا اس سے زیادہ مجھے
تکلیف نہ دو مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا اے مخدوم وہ پیر قلمتراش درست کرنے والا
شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے ہے شیخ کی یمن تربیت اور نظر بابرکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہے
مولانا قطب الدین متعجب ہوئے اور اس گفتگو سے جو نماز کے بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوئے اور کچھ دنون
کے بعد ملتان مین گئے اور وہین زمانہ اُنکی حیات کا آخر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک دن
حضرت شیخ اپنے حجرے مین مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سربمہر اُس کے ہاتھ مین تھا
وہ نامہ شیخ صدر الدین عارف حضرت شیخ کے بڑے بیٹے کو دے کر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت
مین پہونچاؤ شیخ صدر الدین عارف سر نامہ دیکھکر متغیر ہوئے اور حجرے مین جا کر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دیکے
برآمد ہوئے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھ کر جوار رحمت حق مین داخل ہوئے

اور حجرہ کے چار دن گوشون سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست اپنے دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدر الدین عارف کے سمع مبارک مین پہونچا فوراً حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ ملبوس خاک سے معمورہ پاک کی طرف سفری ہوے ہین اور یہ واقعہ ستر ھوین تاریخ صفر ۶۶۶ھ چھ سو چھیا سٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ سعید الدین حموی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ہمعصر تھے اول شیخ سعید الدین حموی نے اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا اور اُس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین خضری روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوے اور اُسکے تین سال کے بعد شیخ بہاء الدین زکریا نے وفات پائی جب تین برس کا اور عرصہ گزرا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے عالم فانی سے عالم باقی کی سمت انتقال فرمایا ٭

ذکر شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ العزیز کا

بیات

آن گہر معدن حق الیقین	تازہ ز آب کرمش باغ دین	دادہ زپاکی بہ ملائک صلا
خرقہ وحدت بجلا و ملا	لجۂ مواج دل پاک او	عقل فرو ماندہ در ادراک او
صدر نشین گشت بعرش برین ٭	گشتہ خطابش ز خدا صدر دین	

انھین عارف اس واسطے کہتے ہین کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرتے تھے سمند فکر کو زیادہ تر گرم عنان فرماتے تھے اور جس وقت تلاوت مین مشغول ہوتے تھے تو انھین فوج فوج معانی کا سامنا ہوتا تھا اور وہ جناب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب آپ کے والد شیخ بہاء الدین زکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کی طرف رجعت کی اُن حضرت کے شیخ صدر الدین عارف کے سوا کچھ فرزند اور دوسری بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق متروکات تقسیم ہوے اسباب و اجناس کے علاوہ دستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدر الدین عارف کو میراث پہونچا اُنھون نے وہ تمام نقد و جنس اول روز فقرا پر تقسیم کرکے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا بعد اس کے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپ کے والد بزرگوار اس قدر نقد و جنس خزانہ مین لگا رکھتے تھے اور باہستگی تمام اُسے فقرا پر صرف کرتے تھے آپ کو انھین کی روش پر چلنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والد ماجد چونکہ دنیا پر غالب مطلق ہوگئے تھے اسباب دنیوی کے جمع کرنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور مین بھی اگرچہ اکثر اوقات غالب ہوتا ہون لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہون لہذا اُس کے جمع کرنے سے اندیشہ کرتا ہون کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دیوے اس لیے اُسے اپنے پاس سے دور کرتا ہون اور اپنے پاس نہین رکھتا ہون اور شیخ صدر الدین عارف بہت مرید صاحب جمال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خندان اور شیخ احمد معشوق اور مولانا علاء الدین خجندی اور فرزند ارجمند حضرت کے شیخ رکن الدین ابو الفتح

[illegible]

۱۸۰

تھے اور یہ جو لوگون کی زبانی نقل ہو کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے رحلت کے وقت شیخ صدر الدین عارف سے وصیت فرمائی کہ شہر اوچہ مین ایک درویش نہایت کامل اور فاضل ہین اُنھون نے اب تک کسی درویش سے پیوند نہین کیا اور ہمارے خانوادہ سے اُنھین ایک نصیب وافر ہو اور اگرچہ وہ میرے پاس نہ آئے بعد میرے تمھارے پاس آوین گے اور اب تک اُنھین جذبہ نے مغلوب کیا ہو جس وقت وہ تمھارے پاس آوین پہلے دن اُن سے ملاقات اور مصافحہ نہ کرنا اور تین دن اُنھین خلوت مین بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول کرنا اور جب وہ جذبہ کے غلبہ سے ہوش مین آوین تو اپنے روبرو اُنھین بلانا اور جو کچھ ہم سے تمھین پہونچا ہو شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خرقہ کے سوا نصف اُنھین دینا ظاہر یہ نقل بنائی ہوئی یعنی خلاف واقع ہو کیونکہ یہ بات میزان درویشی کے پلہ مین نہین سماتی ہو اور فقیر نے کسی کتاب مین صریح نہین دیکھا کہ وہ مجذوب کون تھے اور انجام اس کا کیا ہوا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہو کہ شیخ صدر الدین عارف نے ابتدائے حال مین اپنے والد ماجد کی خدمت مین عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین علم نحو کے استحکام کے واسطے کتاب مفصل جو صاحب کشاف کی تصنیف ہو پڑھون شیخ نے فرمایا کہ صبر کر کہ آج شب کو حال مصنف کا دریافت کرون اسی شب خواب مین دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتہ زنجیر اور طوق مین مسلسل اور مطوق کر کے دوزخ کی طرف لیے جاتے ہین اپنے نور عین کو اس واقعہ سے آگاہی دی شیخ صدر الدین عارف نے جب یہ بات سُنی اُس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ فسخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ صاحب کشاف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے عذاب مین مبتلا تھا اور مولانا امام الدین مبارک ملتانی اُستاد شیخ ابابکر دلق پوش سے منقول ہو کہ ایک روز شیخ صدر الدین عارف دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہو وضو کرتے تھے اور اُن کا بیٹا شیخ رکن الدین ابو الفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول ہرن کا پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرنی کا اس کے درمیان مین تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو برہ کی طرف راغب ہو کر اُس کے خیال مین مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدر الدین عارف نے وضو سے فارغ ہو کر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق دے کر یاد کرائین اور وہ سعادت مند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے مین مشغول ہوا اور عادت اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھکر چوتھائی پارہ حفظ کر لیتا تھا اور اُس روز دس مرتبہ پڑھا یاد نہ ہوا شیخ صدر الدین نے صورت حال پوچھی بعضے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اُس طرف سے گذرا اور اُس کے درمیان مین ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مخدوم زادہ کو اُسکی طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کس طرف گیا ہو شیخ رکن الدین نے

فی الفور عرض کی کہ بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگون نے دیکھا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لیے ہوے چلی آتی ہے جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے دوڑ کر ہرن کے بچہ کو گود مین لیا اور سر اور آنکھین چوم کر پستان مادر اُس کے دہن مین چھوڑ دیے تو دودھ پینے اور بعد اُس کے اُس مخدوم زادہ نے دو پہر مین کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اُس ہرنی کو مع بچہ اپنی خانقاہ مین چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہان رہی اور نقل ہے کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان خان کو کہ آخر کو خان شہید مشہور ہوا چتر اور دورباش دے کر ملتان کی طرف بھیجا اور وہ شیخ کی ملاقات کر کے ممالک کے انتظام مین مشغول ہوا اور اُس کی منکوحہ جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ تھی محمد سلطان خان شہید کی شراب کی کثرت سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان نے حسب اتفاق اُس عفیفہ سے رنجش بہم پہونچا کر تین طلاق دے کر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اُس کی مفارقت سے کیونکہ بہت خوبصورت تھی بیتاب ہو کر شہر کے عالمون کو طلب کیا اور اُن سے مسئلہ پوچھا سبھون نے عرض کی کہ جب تک اُس عورت مطلقہ کو دوسرے کی رفاقت واقع نہووے رجوع درست نہین ہے محمد سلطان خان شہید کہ شاہزادہ تنک مزاج تھا نہایت آشفتہ ہو کر مسند سے اُٹھا اور خلوت مین جا کر قاضی امیر الدین خوارزمی سے جو شاہزادہ کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنی خدمت مین لاتا ہون تو دوزخ کے عذاب اور باپ کے عتاب کا خوف ہے اور جو اُسے علیحدہ رکھتا ہون تاب دوری اپنے مین نہین پاتا دونون طرح مشکل ہے قاضی امیر الدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کرون خان شہید نے امان دی قاضی نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجیے اس مقام مین شیخ صدر الدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہین اس عورت کو خلق سے پوشیدہ اُنکے نکاح مین لا دین پھر آن حضرت سے طلاق لے کر جدا کرین تو مباح ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ اُس مستورہ کو شیخ صدر الدین عارف کے عقد ازدواج مین لا کر اُن کے سپرد کیا اور دوسرے دن اُس عفیفہ کے طلاق دینے کی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سُنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی کہ اگر آپ مجھے پھر اُس ظالم فاسق کے سپرد فرمائین گے تو قیامت کے دن آپ کی دامنگیر ہونگی شیخ کو اُس کی عجز و زاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سُنکر بیحواس اور مضطرب ہوے قریب تھا کہ اُن کا مرغ روح قالب سے پھڑک کر نکل جاوے غرضکہ ظہر کے وقت بزار دقت اپنے تئین محمد سلطان خان شہید کی ملازمت مین پہونچایا خان شہید اُن کے تحیر اور تغیر سے اصل مطلب سمجھ گیا اور طیش مین آ کر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو بارۂ ہستی سے سبکبار کرے پھر ہوش مین آ کر یہ بات کہی کہ تیری خونریزی بیفائدہ ہے اگر مین کل شیخ صدر الدین کے خون سے اُس کے

بساط خانہ کو رنگین نہ کرون تو اُس عورت سے جو اُس کے گھر مین ہے کمتر ہون پھر حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی
کردو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار مین حاضر ہوئے اور اُس دن شاہزادہ نے وفور رنج سے کھانا
نہ کھایا ملتان مین آثار قیامت کے ظاہر آئے اور شیخ اپنے ارادہ پر ثابت اور راسخ تھے کسی نہج کا
تغیر اُن کے حال مین نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے یہ خبر شاہزادہ نے سنی کہ بیس ہزار مغل جرار اور خونخوار ملتان
کی نواح مین بعزم رزم داخل ہوے محمد سلطان خان شہید نے کہ اپنے تئین رستم دستان تصور کرتا تھا
حکم دیا کہ تمام فوج صبح کو مسلح اور مکمل ہوکر آوے تو پہلے مغلون کی جماعت کو درہم برہم کر کے اُس کے
بعد شیخ کے خون سے بساط زمین رنگین کر کے اپنے دل کا کینہ نکالون خلاصہ یہ کہ دوسرے روز [illegible]
شہید چاشت کے وقت مع فوج شہر سے برآمد ہوا اور لشکر غنیم سے دوپہر لڑا اور حملہ مردانہ سے دشمن کی
صفوف کو متفرق اور پریشان کیا اور ظہر کے وقت ادائے نماز کے واسطے ایک تالاب پر وارد ہو کر تنہا
قیام فرمایا اور اُس وقت پانسو سوار اُس کے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ غنیم کے تعاقب اور غنیمت مین مصروف
تھی اِس درمیان مین ایک مغلون کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ مین ایستادہ تھا اور اُسے حملہ
کی فرصت نہ ملی تھی مغل کی خبر شکست لشکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اُسکا اُس تالاب پر ہوا محمد
سلطان خان شہید کو بجماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کی طرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار
قتل کر کے نکل گیا

بیت

گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز	خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

پھر تو وہ مستورہ بفراغت تمام شیخ کے مکان مین رہی اور آن حضرت کی برکت صحبت سے واصل حق
سے ہوئی آوردہ شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہین اور وہ پیر شیخ شرف الدین
یحیی منیری کے ہین منقول ہے کہ مین نے اُن دنون مین خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب
ملتان مین پہونچا شیخ صدر الدین کی ملاقات کو ایام بیض مین گیا اور مین روزہ رکھتا تھا شیخ نے
کھانا طلب کیا لوگ بہت اُس کے مائدہ پر جو بادشاہون کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوے
اور مین شیخ کے قریب اور درویشون سے زیادہ تھا مین نے دیکھا کہ آن حضرت کے روبرو ایک
طباق مزعفر سے بھرا ہوا اور ایک حلوائے صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر
فرمایا درویشو بسم اللہ مین اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المغفور فہو المغفور اپنے تئین اُس
سعادت سے محروم نہ کر سکا اور بسم اللہ کہکر اکل طعام مین مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام
تناول فرماتے ہین اور ہر ایک کو اُن نعمتون کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہین میرے دل مین
یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تو نے صوم البیض کے افطار مین مراعات میزبان کی کی پر ضرور ہے کہ قلیل غذا پر کفایت
کرے غرضکہ جب یہ امر میرے دل مین گذرا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جس شخص سے مہمان ہو

کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کر سکتا ہی اُسے قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہین بیت

چونکہ لقمہ میشود بر تو گہر	تن مزن ہر چند بتوانی بخور

اور جب شیخ صدر الدین عارف مرض الموت مین مبتلا ہوے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ اور دیگر چیزین جو شیخ بہاء الدین زکریا سے اُنکو پہونچی تھین اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح کو دے کر خلیفہ اور جانشین کیا اور سنہ ٧٧٦ھ سات سو چھتر ہجری مین قید جسمانی سے وارستہ ہو کر عالم روحانی کی طرف سفری ہوے

ذکر شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات

جہان معرفت سلطان معنی	وجودش آئینہ ورشان معنی	دلش از طلعت اسرار مسرور
ہمیشہ حالتش از انوار معمور	بباطن در حقیقت رفتہ بیباک	بظاہر در شریعت چست وچالاک

آنحضرت نہایت عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم معقول ومنقول سے بہرہ وافی رکھتے تھے اپنے جد بزرگوار کے نظر یافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کہ عفت مین اپنے وقت کی رابعہ بصری تھین اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھین اور اپنے خسر سے ارادت صادق رکھتی تھین ایک دن اُن کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور اُس وقت مین شیخ رکن الدین ابو الفتح سات مہینے کے اُن کے شکم مبارک مین تھے شیخ بہاء الدین زکریا نے اُس روز بخلاف عادت اُن کی تعظیم کی اور فرمایا اے بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہی کہ تو جس کی حامل ہی اور یہ نور عین ہمارے خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کاند کور ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا پلنگ پر رونق افزا تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدر الدین چارپائی کے قریب فرش پر مودب بیٹھے تھے اور شیخ ابو الفتح کا سن ان دنون مین چار برس کا تھا چارپائی کے گرد پھرتے تھے ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھا کر زیب سر کی شیخ صدر الدین نے بہ آواز بلند فرمایا کہ ای رکن الدین بے ادبی نکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتار کے رکھ دے شیخ بہاء الدین زکریا نے فرمایا ای صدر الدین عارف تم اسے منع نہ کرو کہ بسبب استحقاق کے زیب سر کی ہی اور مین نے یہ دستار اُسے بخشی منقول ہی کہ حضرت نے وہ دستار اُسی طور سے معتقد صندوق مین امانت رکھی ہر روز جلوس سجادہ اُس کو سر پر رکھتے تھے اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آن حضرت کی سلطان ابو سعید ابو الخیر کی روش کے موافق تھی ان کی مجلس مین جس شخص کے دل مین جو کچھ آتا وہ آن حضرت پر مکشوف ہوتا تھا اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح کے مانند کہ دہلی مین مدفون ہین مرید رکھتے تھے اور

شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے منقول ہی کہ جس وقت شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلی مین تشریف لاتے تھے خلق کو آنحضرت کے عطائے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ علاء الدین خلجی کے عہد مین دوبار دہلی مین تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عصر مین تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی باوجود غرور حشمت آنحضرت کے استقبال کے واسطے سوار ہوتا تھا اور باعواز تمام شہر مین لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ روز وداع بطریق شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس جس قدر زر شکرانہ آتا تھا خلائق پر تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رہتا کہتے ہین کہ مین ملتان سے بعشق محبت شیخ نظام الدین اولیا دہلی مین آتا ہون اور کہا فرماتے تھے یون پہونچے ان بزرگ مسجد کیلوکہری مین جمعہ کی نماز ادا کرکے باہم ملاقی ہوئے شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلی الہادی یعنی خانقاہ کی طرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال وہان حاضر تھے خانقاہ مین جیسے بھائی شیخ رکن الدین ابوالفتح کے دل مین یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین واقع ہوا بہتر ہے اس وقت ان بزرگون کے درمیان نکتہ علمی مذکور ہووے فی الفور دونون بزرگوار دفعۃً زبان پر لائے کہ اے مولانا علم الدین جو کچھ تمہارے دل مین گذرا ہی اُسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابوالفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بعضے کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اس واسطے وہان تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہوویں بعد اس کے شیخ نظام الدین اولیا نے یہ جواب دیا کہ میرے دل مین یہ آتا ہی کہ بعضے ناقصان مدینہ کو مکہ معظمہ کے سفر کی قدرت نہ تھی تا خدمت بابرکت مین مشرف ہوکر کسب فیوض کرین حق سبحانہ تعالیٰ نے آن حضرت کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے یمن خدمت سے درجۂ کمال کو پہونچین سبحان اللہ ان دونون بزرگوار نے درپردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین شیخ رکن الدین ابوالفتح تین مرتبہ دہلی مین تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا اُس روز تخت روان پر سوار ہوتے تھے اور بمقام مناسب مین تخت کو ٹھہراتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کرکے تخت پر ڈالتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے وہ جناب تخت روان پر سوار ہوکر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ مین بادشاہ استقبال کے واسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے اُترتے تھے بادشاہ آن حضرت کا ہاتھ پکڑ کے دیوان خاص مین لے جاتا تھا اور حضرت کے روبرو مؤدب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عذر کرتا تھا اُس وقت

خادم شیخ کے اشارہ سے موافق خلائق کی عرضیان بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر
ہر عریضہ کے ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بخط خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے
موافق عمل کرتے تھے اور بسبب مقدمات خلائق کا بعینہ منقسم ہو جاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لیجاتے تھے
اور امیر خسرو سے منقول ہے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے عرس کے دن حضرت رکن الدین ابوالفتح
اور شیخ نظام الدین اولیا دونوں بزرگوار موجود تھے جب قوالون نے راگ شروع کیا شیخ
نظام الدین اولیا حالت وجد ہوئی عالم [illegible] رکن الدین ابوالفتح نے ان کا
دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ [illegible] اٹھا چاہتے تھے [illegible] ایستادہ ہوے اس مرتبہ شیخ رکن الدین
ابوالفتح مانع نہ ہوے [illegible] شیخ دوبارہ وجد لے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے اور جب سماع
موقوف ہوا [illegible] اور خود مثل ابرنیسان راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح
سے پوچھا [illegible] سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ مین نے اول مرتبہ
شیخ نظام الدین اولیا کو عالم الملکوت مین دیکھا تھا میرا بھی دسترس اس مقام تک تھا لہذا
[illegible] دوسری بار انھین عالم جبروت مین دیکھا جب مجھے معلوم ہوا کہ وہان میرا ہاتھ روک نہ سکیگا
اسواسطے دست بردار ہوا اور نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی خبر فوت سنکر ملتان
سے دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچکر لوازم زیارت بجالائے اور بھی انھین دنون مین بادشاہ
غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی مین پہونچا اسکے فرزند سلطان محمد تغلق شاہ نے
استقبال کیا اور شیخ بھی اسکی پیشوائی کو روانہ ہوے اور بادشاہ ضیافت کھانے کے واسطے
اس قصر مین کہ اسکے فرزند نے افغان پور کے قریب تعمیر کیا تھا وارد ہوا جو شیخ رکن الدین ابوالفتح
بھی اس قصر مین رونق افزا تھے اس جناب نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے مین مصروف
تھا کہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس قصر سے برآمد ہو جیئے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل وشرب
سے فارغ ہو کر برآمد ہون گا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سنا شیخ رکن الدین ابوالفتح
اپنے ہاتھ دھو کر قصر سے نکل گئے اور لوگ بھی یہ حال دیکھکر شیخ کے پیچھے ہو گئے لیکن بادشاہ مع
ایک جماعت مخصوص وہان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز مین نہ پہونچے تھے کہ اس قصر کی چھت
گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ کے معتقد ہوے اور شیخ عثمان
سیاہ کا گلستان ارادت از سرنو تازہ ہوا اور مولانا اسمٰعیل ذاکر سے نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح
نے اپنی وفات سے تین مہینے پیشتر ایکبارگی خلق سے کنارہ کرکے گوشہ نشینی قبول کی تھی اور کبھی حجرہ
سے سوائے نماز فرض کے برآمد نہ ہوتے تھے الغرض بتاریخ سولھوین رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز
عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھے حجرہ مین طلب کیا اور اپنی تجہیز وتکفین کے بارہ مین وصیت

کی جو کہ اُس جناب کے کوئی فرزند نہ تھا مصلّی اور خرقہ اپنے ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کے وقت امام کو اندر بلا کر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ مین رکھکر ودیعت حیات رب کائنات کے سپرد کی اور چونکہ مؤلف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو یہ حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہ ہوئی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے انتقال کے بعد کون لوگ رفتہ رفتہ بطن بعد بطن سجادۂ خلافت پر بیٹھتے آئے لہذا اُس سے ساکت ہو کر اُن کے مریدان مشہور کے ذکر مین مشغول ہوا ــ

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کا

آنجناب سید صحیح النسب ہین اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کے یون پہونچتا ہی سید جلال بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی اور منقول ہی کہ سید جلال بخارا سے ملتان مین آئے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ مین وارد ہوے اور اُن دنون مین گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہوا سے تموز یعنی یون چلتی تھی ایک روز سید جلال بخاری خانقاہ کے صحن مین بیٹھے تھے فرمایا آہ ایسی فصل مین بخارا کی برف مطلوب ہی شیخ بہاء الدین زکریا نے کہ اپنے حجرہ مین تھے صفاے باطن سے یہ امر دریافت کرکے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جا کر جماعتخانہ کی صف مین فرش اٹھا کر تمام صحن مین جھاڑو سے صاف کرو خادم نے حکم کے موافق عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خارق عادت تھا متعجب ہوے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا خانقاہ کے مقابل مین ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن مین اولے تخم مرغ برابر گرنے لگے یہان تک کہ تمام صحن اولون سے بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک اولا خانقاہ کے سوا دوسرے مقام مین نہ گرا غرض کہ سید جلال بہت اولے تناول فرما کر اپنی آرزو کو پہونچے اور ملتان کی خلائق ایک ایک اولا تبرکاً اور تیمناً اٹھا لے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرہ سے برآمد ہوے سید جلال بخاری کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اے سید جلال بخاری اس حال مین اولے ملتان کے بہتر ہین یا برف بخارا کی سید جلال بخاری نے عرض کی کہ ایک اولا ملتان کا شیخ بخارا کے سو برف کا لے سے بہتر ہی اور اُسی عرصہ مین وہ جناب خرقۂ خلافت کا پا کر بلدہ اوچہ مین مامور ہوے اور آنحضرت کا مقبرہ اُس شہر مین واقع ہی

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آن جناب بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون مین سے ہین جن کا یہ مرتبہ ہی کہ شیخ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ جب قیامت مین پیش کرسی ندا آوے گی کہ زکریا ہماری درگاہ مین کیا لایا عرض کرون گا حسن افغان کو لایا ہون اور کتاب فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہی کہ

شیخ حسن مرد امی تھے کچھ پڑھے لکھے نہ تھے بلکہ بعضے حروف بھی زبان سے ادا نہ کر سکتے تھے لیکن لوح محفوظ اُن کے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس دلیل سے کہ لوگ بارہا تین سطر ایک کاغذ پر تحریر کرکے اُن کے روبرو لیجاتے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض کرتے تھے کہ فرمایئے ان سطرون مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف اور اقوال مشائخ کون ہی وہ جناب اول انگشت قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کلام حق تعالے کا ہی کہ نور اس کا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہی کہ طلعت اس کی سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ یہ اقوال بزرگون کے ہین کہ نور اس کا فلک تک معاینہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ ایک وقت دہلی مین ایک مسجد بناکرتے تھے اور قبلہ کے تعین مین کہ داہنی طرف میل کرتا ہی یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقاً شیخ حسن افغان اس مقام مین وارد ہوے اور قبلہ رو استادہ ہو کر کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جمیع علما جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ حسن افغان کا گذر ایک کوچہ مین ہوا اور ہنگام مغرب ایک مسجد مین پہونچے دیکھا کہ ایک امام نماز جماعت کی ادا کرتا ہی آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدا کی جب امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑ کے ایک گوشہ مین لے گئے اور کہا اے صاحب ہم اس نماز کی جماعت مین شریک ہوے اور تمھاری اقتدا کی تم عین نماز مین دہلی سے بنگالہ گئے اور وہان سے بردے خرید کرکے ملتان لے گئے اور ملتان سے غزنین کی سمت اُن بردون کو گران قیمت بیچنے کے واسطے روانہ ہوے اور ہم تمھارے پیچھے بے سروپا حیران و پریشان پھرتے رہے بتایئے اس نماز کو کیا کہین اور اسکا کیا نام رکھین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نے فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدون سے ہین ابتدائے زمانہ مین قندھار مین سکونت رکھتے تھے اور مرد دائم الخمر تھے نے خمر زیست نہ کر سکتے تھے ایک مرتبہ اپنے باپ محمد قندھاری سے رخصت لے کر برسم تجارت ملتان کی طرف روانہ ہوے اور مے نوشی اور معشوق پرستی اُن کا کام تھا اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دکان مین بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کہ شیخ بہاء الدین زکریا کی زیارت کے واسطے جاتے تھے نظر اُن کی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو بھیجا کہ تم انھین جس طور سے ممکن ہو میرے پاس لاؤ کیونکہ وہ جناب اپنے والد کے مقبرہ مین داخل ہوے اور شیخ کی زیارت

سے مستفیض ہوے بعد اس کے خادم شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت مین لایا اور شیخ انھین اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پہلو مین بٹھایا اور جو فصل گرما تھی شربت طلب کر کے قدرے آپ نے نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت اُنھون نے پیا اُسکے پیتے ہی ابواب معرفت اُنپر کشادہ ہوے اور وہ فوراً تائب ہوکر شرف ارادت سے مشرف ہوے اور جو کچھ نقد وجنس اپنے پاس رکھتے تھے اس خانقاہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے وستکش ہوکر تجرید اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا مین بیٹھکر بیادِ حق مشغول ہوے اور ہر وقت شیخ سے ایک فیض حاصل کرتے تھے یہان تک کہ مدارج علیا پر فائز ہوکر اہل ولایت سے ہوے اور فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اخر عمر مین بیاد حق ایسے مشغول ہوے کہ چشم ظاہری نہ کھولتے تھے ایک وقت عین سرما مین کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح کو غسل کے واسطے پانی مین داخل ہوے اور ایک عرصہ تک اُس مین درنگ کر کے زبان مناجات مین کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہے اور بندون کی اطاعت سے بے نیاز ہے اپنے لطف عمیم سے بندگان بے بضاعت کو سرفراز فرماتا ہے اور قسم ہے تیری محبت کی جب تک کہ مین اپنا قرب اور مرتبہ نہ جانونگا اس پانی سے نہ نکلونگا آخرش ندا آئی کہ ہماری درگاہ مین تیرا مرتبہ وہ ہے کہ ہم تیرے وسیلہ شفاعت سے خلائق کثیر کو آتش دوزخ سے رہا کر کے بہشت جاودانہ مین داخل کرینگے شیخ احمد نے عرض کی کہ بارالٰہا تیری نعمت بیحد اور رحمت لاتعد ہے مین اس امر پر اکتفا نہ کرونگا اس کے بعد فرمان صادر ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبون کو ہمارا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت سنتے ہی پانی سے برآمد ہوے اور اپنے مکان کا راستہ لیا القصہ راہ مین جس جگہ پہونچتے تھے خلقت کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہے منقول ہے کہ پھر توجہ ہمہ اُن کا اس نہایت کو پہونچا کہ نماز سے بھی باز رہے اور جب علما وفضلا سمجھاتے تھے کہ اپنے تئین ہستی اور بے شعوری سے باز رکھیے اور نماز پنجگانہ ادا کیجیے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہون لیکن فاتحہ الکتاب نہین پڑھ سکتا علما نے جواب دیا کہ نماز بے سورۂ فاتحہ درست نہین ہے شیخ نے کہا فاتحہ پڑھونگا لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہونگا بولے یہ بھی جائز نہین ہے تمام سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہے شیخ نے عالمون کی تکلیف کے سبب نماز مین قیام کیا جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے اُس جناب کے ہر بنِ مو سے ایک قطرہ خون کا ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بزرگوارو مین زن حائضہ کے مانند ہون مجھے نماز درست نہین ہے مجھ سے دست بردار ہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدون مین انتظام رکھتے تھے ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ

صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا کی قبر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا
شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاء الدین
زکریا کے مزار کے پائینتی مجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو ان بزرگوار کے جوار کی برکت سے
میں عذاب دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدر الدین عارف نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا
مولانا حسام الدین تمہارے مزار کے واسطے اس زمین سے مجھے دریغ نہیں ہے لیکن حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمہارے مزار کے واسطے زمین طیب وطاہر شہر بدایون میں تعیین
فرمائی ہے تمہاری قبر وہاں ہوگی منقول ہے کہ مولانا نے بلدہ بدایون میں ایک شب کو خواب میں حضرت
رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام میں وضو کرتے ہیں صبح کو وہاں جا کر دیکھا کہ زمین تر
ہے فرمایا مجھے اس مقام میں دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اسی مقام میں مدفون ہوئے

ذکر مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں میں سے ہیں نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس تک
خدمت میں ان محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدر الدین عارف انھیں ہمیشہ حبیب اللہ کہتے تھے
اور وہ جناب رات دن میں دو بار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال خجندی بھی شیخ بہاء الدین
زکریا کے مریدوں سے ہیں لیکن شیخ صدر الدین عارف کے تربیت یافتہ ہیں علوم ظاہری اور باطنی
سے بہرہ وافی رکھتے تھے اور خوارق عادت اس جناب سے بہت سرزد ہوتے تھے اور قبر انکی اوچہ میں ہے

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور بسیاح کا

شیخ نصیر الدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہے کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو میں نے دیکھا
ہے ایک روز کیلوکہری میں دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوئے اور انھوں
نے ایسی ترک و تجرید کی کہ ایک تہمد کے سوا جو ستر عورت کو ضرور ہے اور کچھ اپنے پاس
نہ رکھتے تھے اور اسی حال سے شیخ کے ہمراہ ملتان میں جا کر کتاب عوارف مصنفہ شیخ الشیوخ
شہاب الدین عمر سہروردی ان سے پڑھی اور قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور ہے کہ جب وہ جناب شیخ
کی اجازت سے عازم سفر ہوئے اور قدم سیاحی میں چھوڑا جنگل اور عصا بھی نہ لیا وہی لنگی یعنی
تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی مجرد کرتے تھے ذات باری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے یہاں تک
کہ مکہ معظمہ میں پہونچکر حج ادا کیا اور وہاں سے مدینہ میں جا کر ایک سال مقیم ہوئے اور پھر موسم حج
میں بیت اللہ میں جا کر طواف میں مشغول ہوئے اور چونکہ ہوا گرم تھی حضرت خضر علیہ السلام نے

حاضر ہو کر اپنی آستین کا سایہ اُس جناب پر کیا اور خود بھی طواف میں مصروف ہوئے اور شیخ نے اگرچہ
آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اس کے ملتان میں آن کر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے
فرمایا کہ خوب ہوا تم جلد چلے آئے نہیں تو خلق کے لیے فتنہ ہو جاتے پھر لباس خاص اپنا انھیں پہنایا
اور دستار مبارک اُتار کر اُن کے سر پر رکھی اور بعد چند روز کے حکم کیا کہ تم دہلی میں جا کر بود و باش
اختیار کرو لیکن اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت میں بسر لیجانا آن حضرت جہاں تمہارے واسطے
منزل مقرر کریں اُسی مقام میں قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح
جب دہلی میں وارد ہوئے شیخ نظام الدین اولیا سے ملکر پہلے شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے و
علیکم السلام کہا پھر اُن دونوں بزرگواروں کے درمیان محبت تمام بہم پہنچی شیخ وحید الدین عثمان بھی
شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت میں رہتے تھے اور سماع اور وجد میں نہایت میل رکھتے تھے اور
بادشاہ غیاث الدین نے ترک سماع کا محضر تیار کرنے سے پہلے یہ حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی
صوفی کے روبرو راگ گاوے گا اور صوفی دم مارے گا تو اُس کی زبان گدی کی طرف سے کھینچی جاویگی
اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد جاتا الغرض اُن
دنوں میں ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی جماعت خانہ میں بیٹھے تھے میر حسن قوال
ولد میر حیات جو قوالوں کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے وظیفہ خواروں کے سلک میں
منتظم تھا مع دو تین قوال اُس طرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو دیکھکر اُن کی
خدمت میں حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح نے کہ اُس کی حسن صورت پر فریفتہ تھے فرمایا کہ
ای میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گنگنا اس نے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ میں نہایت قدغن
رکھتا ہے یہاں تک کہ کوئی شخص قرآن بھی خوش آوازی سے نہیں پڑھ سکتا ہے شیخ نے فرمایا یہاں
کوئی نہیں ہے دروازہ بند کر کے یہ آہستگی سنوں گا حسن قوال نے شیخ کو حد سے زیادہ مضطر
دیکھا ناچار ہو کر یہ بیت پردہ عشاق میں شروع کی بیت

زاہد ز دین بر آمد و صوفی ز اشتہار
ترسا بچۂ مست شد و ما شش جہان کہ مست

شیخ یہ سنتے ہی ایسا وجد میں آئے کہ بیخودی میں حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دو سو قوال
تخمیناً حاضر ہوئے اور اُس مجلس کے صوفیوں نے اژدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر میں مشتہر
ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشائیوں کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کے
محلہ میں جمع ہوا اور شیخ سماع میں تیسرے دن کے قریب تیسرے پہر آزادی سے تغلق آباد کی سمت
روانہ ہوئے اور دہلی سے وہاں تک ڈھائی کوس فاصلہ تھا رقص و شور کرتے متحیر گئے

کہ اب شیخ اور قوالون کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہر آدمی کہتا ہی کہ جب شیخ ساتھ اُس وضع کے تغلق آباد کے قریب پہونچے بادشاہ غیاث الدین تغلق نے ملک شادی کو کہ جو اُس کے جملہ مخصوصان سے تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہی ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینک کے اُن کے قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوے اور گاتے ہوے آتے ہین اُسنے فوراً پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین اُس شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کرون گا کہ اور ون کی عبرت کا باعث ہو اس کے بعد بادشاہ نے تذکرہ خسرو خان قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اُس مین دیکھون کہ اس شیخ نے خسرو خان سے کتنا روپیہ لیا ہی بعدہ حکم کرون گا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسی وقت بشدت واپس تمام پھیر لیوین ارکین دولت جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے اُنھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے خسرو خان سے زر فتوح ایک حبہ قبول نہین کیا ہی مقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی سے فرمایا کہ تو جلد جاکر شیخ کو بہ اسلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا کرکے قوالون کو انعام شاہی سے مالامال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ نے قبول نہ کیا پھر تغلق آباد سے ساتھ اُس انبوہ اور غوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

ابیات

آن گوہر معدن سیادت ‏ سلطان سرادق سعادت ‏ آن حامی دین سلالۂ پاک
فرزند نبی خاص لولاک ‏ بانی شریعت و طریقت ‏ استاد مشائخ حقیقت
اندر پئے مصطفیٰ در اسلام ‏ از قصر نہادہ بر زمین گام ‏ سیاح جہان براہ دینی
برداشتہ توشۂ یقینی ‏ ہم یافتہ شش حج اکبر ‏ ہم زائر روضۂ پیمبر

آمد ز خدا بفتح بابش ‏ مخدوم جہانیان خطابش

چونکہ تقدیم و تاخیر مشائخ مین لفتہ ہم زمانہ کا لحاظ رکھا گیا ہی لہذا مخدوم جہانیان کا احوال موخر لکھا گیا واضح ہو کہ آپ کے جد امجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاء الدین زکریا سے خرقہ خلافت پایا اور پیر کی رخصت سے اوچہ مین آئے اور شریعت نبوی کے موافق نکاح کیا تو آفریدگار عالم نے انھین تین فرزند کرامت فرمائے سید احمد کبیر سید بہاء الدین اور سید محمد احمد کبیر جو اپنے والد کے سجادہ نشین تھے اُن کے صاحب سے دو فرزند سعادت مند موجود ہوے ایک مخدوم

جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری دوسرے صدر الدین راجو قتال اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن مین شیخ جمال الدین خجندی کی خدمت مین کہ شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے تھے لیجا کر آن حضرت کی دست بوسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین خجندی نے ایک طباق مین خرما لاکر اہل مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرمائے خستہ تناول کیا شیخ جمال خجندی نے خرمائے خستہ کھانے کا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپ کے دست حق پرست سے دستیاب ہووے اُس کا تخم دور کرنا سوء ادبی ہی شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہی کہ اپنے خاندان کو قیامت تک روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم متبحر تھے اور علوم عقلی و نقلی مین آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے سے رجوع نہ کرین اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور اُس جناب نے سبھون سے فیض و نصیب حاصل کرکے اپنے والد سید احمد سے خرقہ خلافت کا پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سے پایا۔ روایت ہے کہ برسون آن کی خدمت کرکے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور بیت المقدس اور روم و عراقین اور خراسان اور بلخ اور بخارا کی سمت سفر فرمایا اور ہیبت حج کیے از انجملہ چھ حج اکبر انھین نصیب ہوے اور مدینہ رسول اللہ مین سلطان العلماء استاد المحدثین عفیف الدین بن سعد الدین علی الیافعی الیمنی سے ملاقات کرکے دو برس اُس جناب کی ملازمت مین حاضر رہے اور نسخہ عوارف وغیرہ انھین پیشکش کیا اور منقول ہی کہ عفیف الدین نے خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور انھون نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر مین شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت مین فائز ہو کر آن حضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم لساجی سے انھون نے شیخ نظام الدین ابو العطا بخاری سے آور منقول ہی کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر و سلوک مین تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ مین تھے آن کے اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہی اور دیوار ظاہری قائم نہین ہی سید نے متحیر ہو کر شیخ عبد اللہ شافعی سے اس کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان کعبۃ راحت الی زیارۃ قطب الہند نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین محمود کی زیارت کو گیا ہی اور چونکہ آنحضرت مقام تحیر شمار رکھتے ہین اور اسی سے آنہین سکتے تھے کعبہ وہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی مین اگرچہ وہ درویش جو سالک مین تھے نہین رہے لیکن اُن کی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود مین موجود ہی اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور وہ جناب بلقب چراغ دہلی اسی وجہ سے مشہور ہوے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سماعت کی کہ جب ہندوستان واپس ہون

دہلی مین جاکر شیخ نصیر الدین سے ملاقات کرون لہذا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوے اور جب
آن حضرت نے اپنے وطن اوچہ کی طرف عود کیا سنہ ۷۷۲ سات سو بہتر ہجری مین وہان سے دہلی مین آکر
شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی اور شیخ سے کہا کہ الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت سے
لئے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی کہا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس
دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی
مین کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہے بشرح و بسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کرکے اس مین
سے بطریق اختصار لکھتا ہے واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہے
کہ آن حضرت شب عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے
بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اس وقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہے
کہ خدا تعالی نے تجھے مخدوم جہانیان خطاب فرمایا بعد اس کے شیخ صدر الدین عارف کے مقبرہ مین
جاکر عیدی طلب کی وہان سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہے جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہے اسکے
بعد اپنے پیر و مرشد شیخ رکن الدین ابو الفتح کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے
آواز آئی عیدی وہی ہے کہ جو حضرت جد و پدر نے تجویز فرمائی جب وہان سے برآمد ہوے جس مقام مین
ہوتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ رکن الدین
ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اترین چونکہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین
بخاری نے اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹ گئے اور اپنا سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ
بناکر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر اترین شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کرکے انگشت
شہادت داڑھی مین ڈالی اور فرمایا اے سید بابا ہو سکتا تو بالکلیہ سد و ہے کہ کوئی وہان نہین پہونچ سکتا
البتہ مرتبہ ولایت مین تو مرتبۂ کمال پر پہونچیگا اور ان کے پیر نے سید ممدوح کو اٹھاکر انکے دست مبارک
کو بوسہ دیا اور سینہ مبارک ان کے سینہ سے مس کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز
چاشت مین مشغول تھے اور آنحضرت کا فرزند چار برس کا مصلے کے گرد پھرتا تھا حضرت نے سلام
پھیر کر سید شمس الدین عزیزی کی طرف کہ وہان بیٹھے تھے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار
ہے اس لیے کہ مین نماز مین اس کی طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ یہ کہ ظہر کے وقت وہ لڑکا تپ شدید
مین مبتلا ہو کر اسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے
ایک روز ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جن کا نام مولانا نصیر الدین ابو المعالی تھا گئے
اور وہان قیلولہ کیا اور خواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہے اور ایک شخص وعظ کہتا ہے
اور فرماتا ہے کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہے دونون کام اسکے ناقص رہتے ہین جب

بیدار ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ اس اطراف میں کوئی شخص وعظ فرماتا ہے بولے ہاں سید جلال الدین حسین بخاری اوچہ میں وعظ کہتے ہیں مولانا وجیہ الدین نے آن حضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھ کر اوچہ میں گئے جب وہ صورت کہ خواب میں دیکھی تھی معائنہ کی با عتقاد وافر اُن کے قدم پر گر پڑے سید نے فرمایا اے بابا دنیا کا کام عقبیٰ پر مقدم نچاہیے ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سنا زیادہ تر معتقد ہو کر مرید ہوئے ایک روز شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے سید سے اُس وقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس میں بیٹھے تھے پوچھا کہ تمکو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہے فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر کپڑا پہنایا تھا مجھے یاد ہے اور میں اُس عورت کو پہچانتا ہوں اور نقل ہے مولانا شہاب الدین بیان کرتے تھے کہ میں ماہ رمضان میں برفاقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ میں معتکف تھے چند درویش کہ بصفت لا یفقہون موصوف تھے کبھی کبھی اس جناب کے پاس آ بیٹھتے تھے ایک روز سوہرہ نام والی اوچہ مسجد کی زیارت کو آیا اور اُس نے درویشوں کا ہجوم دیکھ کر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگوں کو مسجد سے نکال دیا سید نے فرمایا اے سوہرہ کیا تو دیوانہ ہوا ہے جو فقیروں سے اُلجھتا ہے یہ فرماتے ہی سوہرہ دیوانہ ہو گیا اور بحالت جنون میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ میں مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر اتفاق کر کے زنجیر اور ہتھکڑی سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اُس کی والدہ نے سید کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و زاری تمام عرض کی کہ اے مخدوم جہانیان آپ کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکساں ہے لہٰذا اس جوان کا گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیے سید نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہناؤ بعدہ شیخ جمال الدین محمدی کی قبر پر لیجاؤ آن حضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کرا کے میرے پاس لاؤ انھوں نے جب ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد میں جا کر سید کی قدم بوسی سے مشرف ہوا اور درویشوں سے معذرت کر کے مرید ہوا اور تائید الٰہی سے مقبولوں کے سلک میں منتظم ہوا اور ملا شمس الدین سے کہ ہو بہو آخر میں سید کے ہمراہ گئے منقول ہے کہ جب اوچہ سے دریا کے کنارے پہنچے مع ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوئے بعد چند روز کے درویشوں کو ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید نور باطن سے دریافت کر کے مسکرائے اور کہا خدا سے لو لگاؤ تمام چیز پر قادر ہے تمھاری آرزو پوری کرے گا اسی وقت ایک مچھلی جو مقدار میں دو من کی تھی دریا سے جست کر کے درویشوں کے پاس گری فوراً بریاں کر کے اسے اپنے صرف میں لائے اور کہتے ہیں کہ جس روز جہاز ساحل مقصود پر پہنچا اسی روز سید جلال الدین حسین بخاری جدہ میں ام الخلائق ماما حوا کی زیارت کے واسطے گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے قضارا اس روز ایک شخص کا جنازہ ماما حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو لائے تھے سید نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے بولے کہ یہ تابوت شیخ بدر الدین یمنی کا ہے

جو تیس برس سے حرمین الشریفین مین مجاور رہتے تھے مکہ معظمہ سے جدّہ مین آن کر قرآن کی تلاوت مین مشغول ہوئے کہ ناگاہ پیمانہ حیات آپ بقاسے لبریز ہوا روضہ رضوان کی طرف سفری ہوئے یہ سنتے ہی سید مراقبہ مین گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اٹھا کر فرمایا کہ اُن بزرگوار کو دفن نہ کرو شاید کہ سکتہ ہوا ہو پھر تابوت کو اُس مسجد مین جو دریا کے کنارے واقع تھی لے جا کر دروازہ بند کیا اور تابوت کو کھولا او شیخ بدرالدین سو برآور دہ کر کے مسجد کے بوریہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوے بعد اس کے حی الذی لایموت کے فرمان سے شیخ بدرالدین یمنی حرکت مین آگئے اور اُٹھ بیٹھے اور سید جلال الدین حسین بخاری کے دست بوس ہوے اُن سے احوال پوچھا سید نے اپنا جامہ خاص اُنکو پنھا کر فرمایا کہ دروازہ مسجد کا کھولا کہ نماز عصر کی اذان دین بعد اذان شیخ بدرالدین یمنی نے امامت اور درویشون نے اقتدا کی دوسرے دن سید شیخ بدرالدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ ہوے اور سعادت طواف سے مشرف ہو کر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور از سر نو سرور کائنات مفخر موجودات کی زیارت سے سرفراز ہوے اور السلام علیک یا جداہ عرض کر کے وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اُس کے بعد جب سفر مکہ سے معاودت کر کے اوچہ مین پہونچے ستر برس کے سن مین بمرض الموت مبتلا ہوے روز بروز ضعیف ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ عید قربان کے روز بعد ادا ے دوگانہ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور اُسی شہر مین مدفون ہوے کتب معتبرہ مین مسطور ہے کہ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کسی کو اپنے مریدون مین نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیا نے نہین کیا ہان جس وقت کوئی شخص با ارادت صادق آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ مین اُنمین سے نہین ہون کہ کسی کو مرید کرون لیکن عقد اخوت کرتا ہون اور حدیث نبوی کے موافق برادری مین لیتا ہون کیونکہ اسلیے کہ حدیث مین وارد ہے ان اللہ حیی کریم یستحیی ان یعذب الرجل بین یدی اخوتہ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگ جو ساتھ جامہ ہاے مشائخ کے تبرک لیتے ہین چونکہ اس کی اصل موجود ہے مین بھی ساتھ اس کے عمل کرتا ہون کس واسطے کہ ایک وقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب ایک گھر مین تشریف لائے وہ مکان آدمیون سے مملو ہوا اس درمیان جریر بن عبد اللہ بجلی آئے اور جگہ نہ پا کر باہر بیٹھے حضرت نے واقف ہو کر اپنا جامہ خاص اٹھایا اور لپیٹ کر اُن کے روبرو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین پر بچھا کر بیٹھو جریر نے وہ جامہ لے کر سر اور آنکھون پر ملا اور بوسہ دیا اور تبرکاً اپنے پاس مدت العمر نگاہ رکھا

ذکر صدر الدین راجو سے علیہ الرحمۃ کا

یہ شیخ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے چھوٹے بھائی ہین علوم ظاہری اور

باطنی مین شہرت تمام رکھتے تھے اور جلالت کی صفت مین موصوف تھے جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوتا
تھا وہ بعینہٖ وقوع مین آتا تھا چنانچہ ایک روز اُن کے صاحبزادہ نے ایک متعلق بیگناہ کی ریش
ترشوائی اور اُس مسکین نے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال ظاہر کی سید نے اپنی زبان مبارک
سے ارشاد کیا کہ تو غم نہ کھا وہ بھی اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی تراش کر سزا کو پہونچے گا اتفاقاً اُس
روز مخدوم زادہ نے ایک حجام کو بلا کر کہا کہ جلد میری مونچھ و داڑھی ٹھیک کرکے کاٹ دے حجام ذرا
اور آئینہ اور استرہ اُن کے روبرو رکھکر آپ ہاتھ دھونے کے بہانہ غائب ہوا جب دیر ہوئی تو مخدوم زادہ
نے چاہا کہ خود ہی جلد اس کام سے فراغت کرلون چنانچہ آئینہ سامنے رکھکر ایسا استرہ چلایا کہ
داڑھی منڈ گئی مجبور ہوکر دوسری طرف کے بال بھی مونڈے اور جیسا کہ حضرت مخدوم کی زبان پر جاری ہوا
تھا بجنسہٖ ظہور مین آیا اور یہ بھی مشہور ہی کہ آن حضرت جس شخص پر نظر تیز ڈالتے تھے فوراً بیہوش ہوکر
جان دیتا تھا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک کافر قوم جٹان سے مخدوم جہانیان سید جلال الدین
حسین بخاری کی خدمت مین آن کر مسلمان ہوا اور سید نے اُسکا نام عبد اللہ رکھکر تربیت فرمائی چنانچہ
تھوڑے دن مین اُس کی شہرت عظیم جٹان مین واقع ہوئی اور غوغا بپا ہوا خلاصہ یہ کہ ایک روز عبد اللہ
حسب الاستدعا سید صدر الدین راجو قتال کے روبرو حاضر تھا اور کسی امر کے سبب سید نے
نگاہ قہر اُس پر ڈالی اور وہ گر پڑا اور یہ آواز بلند کہتا تھا کہ ہاے مین جلا ہاے مین جلا ہر چند
اُس پر مسکین پانی سے لبریز گراتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہان تک کہ اُسی سوز مین مرگیا اور یہ
بھی منقول ہی کہ جب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری مرض الموت مین مبتلا ہوے ایک
کافر لواہون نام کہ بادشاہ فیروز باربک کی طرف سے اوچہ کا حاکم تھا اُس وقت سید کی عیادت کو آیا
اور کہا حق سبحانہ تعالےٰ نے آپ کی ذات بابرکات کو ختم الاولیاء کیا ہی جیسے حضرت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ختم الانبیاء تھے خدا تعالی صحت عاجل اور شفاے کامل کرامت فرماے سید جلال الدین حسین
نے یہ کلام سنکر اپنے بھائی صدر الدین راجو قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نے حضرت رسالت پناہ
کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کے موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اس کے گواہ ہوا اور
اسے مسلمان کرو لواہون کلمات اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باربک کی خدمت
مین حاضر ہوکر صورت حال اظہار کی اور شاہ نے باوجود اس کے کہ اسکو دوست رکھتا تھا فرمایا
کہ جب تو نے ایسا کہا تو بیشک مسلمان ہوا چونکہ ان دنون مین سید جوار رحمت حق مین واصل ہوے
سید صدر الدین راجو قتال بعد اداے لوازم زیارت مع گواہان لواہون کے معاملہ کے
فیصل کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوے جب اطراف شہر مین پہونچے بادشاہ نے استقبال
کا قصد کیا اور علماوں سے پوچھا کہ تم لواہون کے بارہ مین کیا کہتے ہو شیخ محمد شمس جو قاضی عسکر المقتدر

تھانیسری کے فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے عرض کی کہ ظل سبحانی سید کے استقبال کے واسطے تشریف لے چلیے وہان مجلس اول مین سید سے یہ سوال کرین کہ حضرت سید کیا اُس کافر کے قصہ کے واسطے تشریف لائے ہین جب کہین کہ ہان کافر کے معاملے کے واسطے آیا ہون تب اُس کے کفر کا اقرار ہوگا اور ہم اُن سے ہمکلام ہوکر بحث کرینگے الغرض بادشاہ نے اُن کی فہمائش اور قرارداد کے موافق مجلس اول مین پوچھا کہ آن حضرت اُس کافر کی مہم کے واسطے آئے ہین سید نے کہا اُس مسلم کے قصہ کے واسطے آیا ہون اِس درمیان مین شیخ محمد نے آپ کے روبرو آن کر کہا اے سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اُس نے کہا شرعاً اُس پر اسلام لازم نہین آتا ہے سید نے فرمایا اے مخدوم زادہ تمھارے کلام سے خوشبوے دیانت کی نہین آتی ہے اپنے کفن کی فکر کرو یہ کہکر اُنھین نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً اُن کے شکم مین درد شدید پیدا ہوا گھر مین گئے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کہ اس مجلس مین حاضر تھے سید کی تعظیم بجا لا کر عرض پرداز ہوے کہ مین بھی ایک لڑکا رکھتا ہون میری عاجزی پر رحم کرکے اُسے مجھے بخشیے سید نے فرمایا کہ وہ مر گیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم مادر مین ہے اہل تقوے سے ہوگا اور شیخ محمد نے اُس درد سے رخصت نہ پائی فوت ہوے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند عطا فرمایا شیخ نے اُن کا نام ابو الفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوے اور اب تک اُن کا مقبرہ جون پور مین موجود ہے اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نوا ہون کو سید راجو سے قتال کے سپرد کیا اور کہا موجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اُس کی نسبت ویسا عمل مین لاوین سید نے نوا ہون سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہے شعار اسلام ظاہر کر اور جب اُس نے یہ فرمان قبول نہ کیا اُسے قتل کرکے اوچہ کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر والاگہر کے قائم مقام ہوکر ارشاد عباد مین مشغول رہے اور بعد بمقتضاے اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون شربت موت چاشکر بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے اور مقبرہ اُن کا اسی مقام مین موجود ہے —

ذکر کبیر الدین اسمٰعیل علیہ الرحمہ کا

آنجناب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے مریدون مین سے ہین آن حضرت کے بعد وفات اُس جناب نے نسخۂ عوارف سید صدر الدین راجو سے قتال سے پڑھ کر کمالات حاصل کیے اور جن دنون مین کہ نسخۂ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب سید یحییٰ نام جو کشف و کرامات مین مشہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس مین حاضر ہوتے تھے اور کہتے ہین کہ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور نگاشتہ شہمان

کے اشارہ سے دروازہ کھول کر مقبرہ مین داخل ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھ کر کلام اللہ ختم کر کے برآمد ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے گنبد کا دروازہ مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو ایک مجذوب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی قبر پر حاضر تھے اُنھون نے شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کو دیکھ کر پہچانا اور اُن کا ماجرا سید صدر الدین راجو ے قتال کے سمع مبارک مین پہونچایا اور شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے نور باطن سے دریافت کیا اور اُس روز مزید خجالت سے اپنے اُستاد سید صدر الدین راجو ے قتال کے پاس سبق پڑھنے نہ گئے سید خود اُن کے مکان پر تشریف لائے اور اُنھین اپنے ہمراہ دولتسرا مین لائے اور اُن کی تعظیم مین کوشش فرمائی اور نقل ہے کہ کبیر الدین اسمٰعیل کے دو فرزند تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا اور صورت و سیرت مین دونون بے نظیر تھے اور باوجود خرد سالی شب و روز باپ کی خدمت مین بہ کسب علوم مشغول رہتے تھے اور بطریق درویشان وانا ساتھ آہستگی اور سخن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا دونون بیٹون کو اپنے روبرو بلا کر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمھین پیش آوے میری قبر پر آن کر اظہار کرنا اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اُس کا جواب سنو گے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

خاتمہ بذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

تاریخ بابری مین مرقوم ہے کہ مملکت ہند مرکب اقلیم اول اور دوم اور سوم سے ہے اور اس کی کوئی سمت ساتھ اقلیم چہارم کے اتصال نہین رکھتی اور یہ ممالک مشتمل بر قواعد اور رسوم عجیب و غریب ہے اس کے بلاد اور شہر کسی اور ممالک سے مشابہت نہین رکھتے اور ہند اور اہل ہند کو بعضے رسوم مین اور عربان بدوی سے فی الجملہ کچھ مناسبت ہے اور کشمیر اس مملکت کے شمال مین واقع ہوا ہے اور دریاے عظیم کوہستان کشمیر اور اس حدود سے برآمد ہو کر ہر ایک ہند کے بلاد اور قریات مین جاری ہوے ہین چھ دریا غرب کی جانب سے روان ہو کر نواح ملتان مین ایک جا ہو کر آب سندھ سے پیوستہ ہوے اور ٹھٹھہ کے قریب دریاے عمان یعنی سمندر مین گرتے ہین نام اُن کے یہ ہین ستلج اور بیاہ اور راوی اور بہت اور چناب اور سندھ اور دریاے بہت کو ایام قدیم مین جہلم کہتے تھے جیسا کہ اس زمانہ مین دریاے سندھ کو نیلاب بھی بولتے ہین اور ان چھ دریا کے سوا اور بھی بہت سے دریا ہین کہ اُن کا چشمہ کوہستان ہے مثل جون اور گنگ بزرگ اور رہٹ اور کوئی اور گنڈک اور سرو وغیرہ کہ مشرق کی طرف روان ہوے ہین اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا مین پیوستہ ہو کر دریاے محیط مین گرتے ہین اور علاوہ اِن دریاؤن کے اور بھی دریا کہ چشمہ اُن کا سواے کوہستان مذکور کے ہے ہندوستان مین بھی بہتے ہین مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوہے چنانچہ یہ بھی گنگا مین

متصل ہو کر سمندر مین گرتے ہین اور دکن مین بھی نہرین بہت ہین مثل گنگ اور نربدا اور تپتی اور پورنہ اور
گنگ گوداوری اور کشنہ اور بھیورہ اور تمندرہ لیکن تین دریا سابق کے مغرب کی طرف روان ہین اور
باقی مشرق کی طرف اور بسبب ہمواری زمین کے اکثر دریاؤن مین سے نہرین برآوردہ کر سکتے ہین کہ
باغات اور زراعت کو بخوبی تمام سینچین اور باوجود اس کے بعض مقامون مین یہ بھی ممکن ہے کہ نہرین
کھود کر پانی زراعت اور باغون مین پہونچا دین جو کہ اکثر ہند کی خلائق سیر آب و نسیم سے کچھ حظ
اور ذوق نہین رکھتی بلکہ بحسب اتفاق اگر سفر مین خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب
ہوتا ہے سراپردے دریا کی طرف ڈالتے ہین کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان
سے بہت مشابہت رکھتی ہے اور شہرون اور قصبون مین اس کی مطلق صفائی نہین لیکن شہر حیدرآباد
گولکنڈہ کہ محمد علی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہے وہ البتہ لطافت اور صفائی مین اور مکانون
سے دعوے ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہے کس واسطے کہ اس کے ہر کوچہ و بازار مین ہمیشہ پانی کی
نہرین کمال وسعت سے جاری رہتی ہین اور انمین پانی ہمیشہ جاری رہتا ہے اور دوکانین مع صحن
دو طرفہ پختہ اور سنگین نہایت صفائی سے تعمیر ہین اور اطراف مین درخت سایہ دار موجود ہین
اور ہند مین بہت جنگل سخت اور بیشہ پر درخت بہت ہین کہ راجاؤن اور رعیت کی سرکشی کے باعث
ہوتے ہین اور ولایت ہند آدمیون کی کثرت اور مویشی کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت
نہین رکھتی اور ویرانی اور آبادی اس کی نہایت آسان ہے کس واسطے کہ وہان کی رعایا کے چھپر کے
مکان اور مٹی کے ظروف پر گذران ہے اور اس سے قطع تعلق کر کے ایک ساعت مین مواشی
دوسرے مقام مین لیجا سکتے ہین اور فی الفور مثل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچا کر
اپنے کاروبار مین مشغول ہو سکتے ہین اور اس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ
اور میزان کے تعلق ہے آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہے اور مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس
اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہے بغیر اس کے کہ باران اور ندی اور کنوین کا پانی ایک قطرہ میسر
ہووے شبنم اور سرما کے سبب بخوبی تمام پیدا ہوتی ہے اور موجب حیرت ہوتا ہے اور ہند کی
ہوا بسبب قربت دریا کے محیط اور کثرت بارش کے نہایت مرطوب ہے اور ہند مین تین فصلین
مخصوص ہین اور ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہین انھین گرمی اور برسات اور جاڑا کہتے ہین اور
بنا ان کی ماہ کی گردش قمری پر ہے مقابلہ سے مقابلہ تک لیکن تینون فصلون کی بنا چاند اور سورج دونون
کی گردش پر رکھتی ہے کیفیت اس کی یہ ہے کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال روز دوشنبہ ہوا اور سہ شنبہ
یا چہارشنبہ کو تحویل سرطان ہووے اس ماہ کا نام ساون اور دوسرے ماہ قمری کا اسم بھادون رکھا
ہے گو سال شمسی سے دس روز اور کسر کے فرق ہوتا ہے تیسرے برس لوند کا ایک مہینا اعتبار کرتے ہین

اور اُس مہینے کو ایکبار برسات پر اضافہ کرکے اُس فصل کے پانچ ماہ قمری کرتے ہین اور ایکبار جاڑے
مین داخل کرکے اُس کے بھی پانچ ماہ کرتے ہین اور ایکبار گرمی مین داخل کرکے اُس کے بھی پانچ ماہ
کرتے ہین پس ہر ایک فصول ثلاثہ بزبان ہندی اس طور پر ہی اساڑھ ساون و بھادون اور کنوار یہ
چار ماہ برسات کے ہین سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے موافق لیکن چھبیس روز اور کسر سے
برج میزان سے اعتبار کرتے ہین اور یہ کسر ماہہاے شمسی اور قمری کی تفاوت کے سبب سے ہی اور
دوسرے کاتک اور اگھن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑے کے ہین ایام اواخر میزان سے ایام اواخر دلو تک
پس کچھ میزان سے جاڑے مین داخل ہوتا ہی اور کچھ دلو سے خارج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ اور
جیٹھ یہ چار مہینے گرمی کے ہین انتہاے گرمی سے تیسوین جوزا تک اور بارش کا زور شور اول دو ماہ
خوب رہتا ہی کہ جسے ساون اور بھادون کہتے ہین اور جاڑے کی شدت اور قوت دو ماہ اواخر مین
رہتی ہی کہ جسکا نام پوس اور ماگھ ہی اور قوت شدت گرمی کی دو مہینے آخر جیٹھ اور اساڑھ مین ہے
بسبب اس ملاحظہ کے سال شمسی چھ قسم پر منقسم ہوتا ہی اور ہر ایک کو ساتھ ایک اسم کے موسوم
کیا ہی یعنی ساون اور بھادون کو برکھا رت کہتے ہین اور کنوار اور کاتک کو سرد رت کہتے ہین اور
اگھن اور پوس کو ہیونت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسیر رت اور چیت اور بیساکھ کو بسنت
رت اور جیٹھ اور اساڑھ کو گرکھم رت کہتے ہین دوسرے اعتبار مخصوصہ ہند سے یہ ہی کہ ہر ایک
رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتے ہین اور جس طرح اور ولایت کے باشندے شبانہ روز
کو ساتھ بارہ ساعت کے منقسم کرکے انکمین ساعات اور مستوی کہتے ہین انھون نے بھی آٹھ قسم
کرکے ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہی خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی مین پاس کہتے ہین اور رات اور دن
کے بارہ ساعت کو ساتھ تیس گھڑی کے قسمت کیا ہی چنانچہ ایک پہر باعتبار درازی اور کوتاہی
شب اور روز کے ساڑھے سات گھڑی کا ہوتا ہی آئندہ کتب تواریخ کے ناظرین پر تمکین کے
ضمائر انجم نظائر پر پوشیدہ نرہے کہ خلاصہ مملکت ہند کو شاہان اسلام ادام اللہ آثارہم اپنے
تحت و تصرف مین لاکر ہمت والا نہمت کفر و ظلام کے آثار کے انہدام پر تعین رکھتے ہین لیکن
ممالک ہند کے اطراف و کنار پر ہند کے راجا عظیم الشان متصرف ہوکر بذریعہ باج و خراج
کے اپنی دولت و مملکت کی حفاظت کرتے ہین از انجملہ پانچ راجہ قوی شمال کی طرف واقع ہوے
ہین اور پانچ جنوب کی سمت اور ہر ایک ان راجاؤن سے کتنے چھوٹے راجاؤن کو اپنا محکوم رکھتے ہین
اور ایک بڑا راجہ دکن کی طرف ہی اور ولایت بہت اس کے زیر نگین ہے اور اُس طرف کے راجہ
اُس کے حکم کے محکوم ہین ایک ان پانچ راجاؤن مین راجہ کوچ کا اور دوسرا راجہ جمو کا تیسرا راجہ نگرکوٹ
کا چوتھا راجہ کمایون کا پانچوان راجہ بہار کا اور راجہ کوچ کا عہد تسلسل سے بطناً بعد بطن مالک اپنی سرزمین کا

ہو لیکن اس مدت مین چار باران کے درمیان مین تغیر اور تبدیل واقع ہوا اور یہ گروہ جو اب مسند حکومت پر
تمکن رکھتا ہو قوم براہمہ کوہی سے ہو اور مرزبانان ہند کے نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتے خلاصہ
یہ کہ ایک طرف ولایت اُن کے ساتھ ملک تبت کے اتصال رکھتی ہے اور دوسری سمت چین
تک پہونچی ہو اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی ہو اور جمو کا راجہ عہد سابق مین اعتبار تمام
رکھتا تھا کس واسطے کہ ستر قلعہ اس کے تصرف مین تھے اور یہ طائفہ ملہاس سے ہو اور ملہاس
قوم نوائد کے ساتھ برادری رکھتے ہین اور اول جو شخص اہل بہاریان کوہستان سے آیا راجہ
رک ہو اور کیدراج بھانجہ مہاراج راجہ قنوج نے کہ گشتاسپ کا ہمسر تھا قلعہ جمو بنا کر کے اُس کو اُن
پہاڑون مین نگاہ رکھا اور قلعہ اُس کے سپرد کیا اور اُس نے اپنی قوم کے چار سو مرد سے کہ اکثر
مردانہ تھے اُن پہاڑون کو بضرب شمشیر لیا اور اپنی اولاد کے واسطے ایک ریاست بہم پہونچائی
اور وہ راجہ کہ اب مسند رائی پر تمکن ہو اٹھوان راجہ ہو لیکن قوت اپنے باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہے
اور راجگان نگرکوٹ اسی قوم سے ہین اور ایک ہزار تین سو برس سے اس ملک کی باگ ریاست اپنے
کف اقتدار مین رکھتے ہین اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگے تھی اُنھین نے بھی ہزار سال کے قریب
راج کیا اُس کے بعد اُس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل و نسب ان کا معلوم نہین ہے اور راجہ نگرکوٹ
کا دو وجہ سے ہنود کے نزدیک معتبر ہو اول یہ کہ گڑھ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہو دوسرے بتخانہ
درگا کا کہ ہنود ساتھ اُس کے اعتقاد بہت رکھتے ہین اُس کے تصرف مین ہو اور ہر سال زر خطیر اُس
بتخانہ سے حاصل ہوتا ہو اس لیے کہ ہنود اطراف و جوانب سے فوج فوج اُس کی پرستش کو
آتے ہین اور زر وافر اُس پر نثار کرتے ہین اور راجہ کمایون کے قبضہ مین ملک بہت ہین اور
طلا کہ بسبب دھونے کے حاصل ہوتا ہو اس مقام سے ہاتھ آتا ہو اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ
ہو اور قسم قسم کے حیوانات اُس کی ولایت مین خوب ہوتے ہین اور قلعہ سنگین رکھتا ہو اور تبت سے
متصل اُسکے حدود و ملک کہ داخل سنبھل ہو اُس کی ولایت سرحد اور دہ ہو اور اسی ہزار پیادہ اور سوار اُسکے
ملازم ہین اور وہ شاہان دہلی کے روبرو اعتبار بہت رکھتا تھا اور مال و زر اُس کے خزانہ وافر اُس کے
تصرف مین ہو اور رسم اُس کے خاندان کی یہ ہو کہ جو شخص اپنے باپ دادا کے خزانون کی طرف دست
تصرف دراز کرے بے رشد اور نالائق اور کم طبع ہووے اس سبب سے حالت تحریر تک بعد
راجایان سابق چھپن خزانے ہر ایک کی مدت سے جمع ہوے ہین اور دریاے گنگ اور جمن دونون اُس
ولایت سے برآمد ہوے ہین اور راجہ بہار کا بھی صاحب اعتبار ہو اور زمین بہت اپنے تصرف مین رکھتا ہو
اور ہر ایک ان پانچ راجاؤن سے اپنے ممالک کے حوالی و حواشی کے بہت سے چھوٹے راجون کو محکوم
رکھتے ہین اور یہ پانچ راجہ کہ جن کا احوال تحریر ہوا کوہستان سوالک کے راجہ ہاے عمدہ ہین کہ ہندوستان

مین شمال کی طرف واقع ہوے ہین اور ابتدا ان کی سواد بجور سے ولایت بنگالہ تک گذری ہے اور
انتہا اس کی ہندوستان کے جنوب سمت کہ اکثر ریگستان ہی اور سرحد کچھ اور مکران سے کوہستان
جہار کنڈ تک پہونچی ہی اور راجہ کچھ اور راجہ امر کوٹ اور راجہ بیکانیر اور راجہ کہنگا اور راجہ جام راجہای
مقتبر سے ہین اکثر راجہ کچھ کہ ولایت اس کی ملک سندہ کے قریب ہی حاکم گجرات کی فی الجملہ اطاعت
کرتے ہین اور پانی اس ملک مین کم ہی اور وہان کے اکثر کنووں کی گہرائی دو سو گز ہی چنانچہ اونٹ کی مدد
سے پانی کھینچتے ہین اور بوجہ کم یابی آب زراعت کم ہوتی ہی اور وہان کے آدمیون کی خورش شیر
شتر ہے اور راجہ امر کوٹ راجہ ملک سندہ کا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس مقام مین پیدا
ہوا اور وہ ملک بھی اسی طرح کم زراعت اور کم آب ہی اور راجہ بیکانیر کا تمام راجاؤن سے دختر لیتا ہے
اور اپنی بیٹی کسی راجہ کو نہین دیتا ہی اور اسے بیپر کہتے ہین اور کہنگا کا راجہ عظیم الشان ہی اور ولایت
اس کی سندہ اور گجرات کے مابین ہی لیکن اس مین نہایت بیابان سخت اور بے درخت اور کم آب ہے
اور حاصل اس ملک کا گھوڑے اور اونٹ سے ہی کس واسطے کہ مثل سرزمین کچھ اور سندہ کے
اس ملک مین بسبب کم آب کے زراعت خوب نہین ہوتی اور راجہ جام کہ ولایت اس کی ساتھ گجرات
کے متصل ہی حاکم گجرات اگر قوی ہی تو پیشکش دیتا ہی ورنہ نہین دیتا اور پانی اس ملک مین بھی کم ہی اور
وہان کے آدمی اکل و شرب اور اس مین عسرت کھینچتے ہین اور مدار ان کی زیست کا شیر شتر اور گاے اور بھینس
پر ہی اور گھوڑے تازی وہان پیدا ہوتے ہین اور حاصل اس ملک کا اکثر گھوڑے سے ہے اور ان پانچون
راجون کے ولایات مین سوا باجرا اور جوار کے دوسرا غلہ بیشتر نہین ہوتا ہے اور حاصل
راجہاے مذکور کا اکثر اونٹ اور گھوڑے سے ہی اور ایک بڑا راجہ ہندوستان کا دکن کی جانب راجہ
کرناٹک ہی اور ایک وہان کے راجاؤن سے کہ نام اس کا بیج چند تھا نوسو سال پہلے مسند رانی پر
متمکن تھا اس نے بیجانگر آباد کیا اور اسے اپنے نام کے ساتھ مشہور کیا اور اس کے بیٹون نے
اس کو مبارک جان کر اس کی آبادی مین کوشش بہت کی ظہور مین بیجانگر نہ تھی یہان تک کہ آبادی اس کی
بست کوس پہونچی اور اول جو شخص فساد ہندوستان مین ظاہر لایا اور بدعت اور سرکشی راجہ قنوج کے
ساتھ کی راجہاے کرناٹک کا دادا تھا چنانچہ سابق مین ذکر اس کا مذکور ہوا اور مہاراج کہ ہمعصر اس کا تھا
اس نے خروج کر کے مشہور راے حاکم ہو نال دیا مین اولاد اس کی بطنا بعد بطن راج پر قائم رہی
یہان تک کہ رام راج تا سنہ [illegible] ہجری مین نظام دکن سے لڑ کر مارا گیا اور بعد اس کے اس کے
فرزندون نے قوت بہم پہونچائی اس ملک مین طوائف الملوکی ظاہر آئی اور باقی احوال وہان
کے راجاؤن کا مولف نے طبقہ دکن مذکور کیا ہی اس واسطے یہان قلم انداز کیا وہان دیکھنے سے
ظاہر ہوگا

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اُردو جو متضمن حالات شاہان دکن و بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہیں اور ترجمہ سابق میں کئی وجہ سے بعض بادشاہوں کا کلی یا جزوی حال ساقط ہو گیا تھا اور جا بجا اغلاط تھے اس مرتبہ اصل تاریخ فرشتہ سے بکمال مقابلہ و تکمیل تمام کے بعد بار پنجم مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں باہتمام و انتظام مالک الکلام کیپٹن بدھاسن صاحب سپرنٹنڈنٹ مطبع بماہ مئی سنہ ۱۹۳۳ء مطابق ماہ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ طبع ہو کر پسند عام ہوا۔

الحمد للہ اولاً و آخراً

اعلان

تاریخ اودھ
علم تاریخ مین بہت سی کتابین موجود ہین اور ہمیشہ یہ سلسلہ لگا رہیگا
لیکن ہم آپکو یقین دلاتے ہین کہ اودھ کی تاریخ اس سے بہتر نہ کبھی
لکھی گئی اور نہ مستقبل قریب و بعید مین پھر ایسی تاریخ کے لکھے جانیکا کوئی گمان
کیا جا سکتا ہے یہ کتاب اودھ کے حکمرانون اور انکے زندگی کے کارنامونکا ایک
صاف آئینہ ہے جسکو دیکھکر زمانہ کے انقلابون کی ہیبتناک تصویرین سامنے آجاتی ہین
سادات بارہہ کی جلالت قدر مرہٹون کی شورشین خاندان بنگش اور نادر شاہی
حملون کے خوفناک واقعات روہیلون کی خونچکان واردات نواب شجاع الدولہ
کی مسند نشینی اُن کے واقعات انگریزون کی ملک گیری بریلی۔ فرخ آباد۔
نجیب آباد وغیرہ نامی ریاستون کی بربادی کا مفصل تذکرہ اسمین موجود
ہے اور یہ ہر طرح جامع اور مکمل ہے
قیمت کامل عہ
المشتہر منیجر نولکشور پریس حضرت گنج لکھنؤ